PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

DEBATES

24th June, 1964

Vol. VI—No. 21

Part III

OFFICIAL REPORT

CONTENTS

Wednesday, the 24th June, 1964

	Page
Recitation from the Holy Qur'an	1
Demands for Grants—	
General Administration	2

Price Rs. 2.62

PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

SIXTH SESSION OF THE SECOND PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

Wednesday, the 24th June, 1964

The Assembly met at the Assembly Chamber, Lahore at 8-30 a. m. of the clock. Mr. Speaker, (Chaudhri Muhammad Anwar,) in the chair.

Recitation from the Holy Qur'an and its translation by Qari Ali Hussain Siddiqi, Qari of the Assembly.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ
نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا
مَّفْرُوْضًا ۝ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ
فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ
لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ
وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا
اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

پ ۴ — س ۴ — ع ۱۲ — آیات ۷ تا ۱۰

جو مال ماں باپ مرنے کے بعد چھوڑیں تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے۔ وہ جو ان کے ماں باپ چھوڑ مریں۔ یہ حصے (اللہ کے) مقرر کردہ ہیں۔ اور جب میراث کی تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آجائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا کرو اور ان کے ساتھ میٹھی زبان سے پیش آیا کرو۔ اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے جو اپنے بعد ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں اور ان کو ان کی نسبت خوف ہو (کہ ان کے مرنے کے بعد ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا) پس چاہیئے کہ یہ لوگ اللہ سے ڈریں اور معقول بات کہیں۔ جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

DEMAND FOR GRANTS ADMINISTRATION

GENERAL

Minister of Finance : (Sheikh Masood Sadiq) : Sir, I beg to move :

That a sum not exceeding Rs. 10,53,370 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965, in respect of General Administration.

Mr. Speaker : Demand moved is :—

That a sum not exceeding Rs. 10,53,370 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965, in respect of General Administration.

The first cut motion on this Demand (No. 12) is from Allama Rehmatullah Arshad.

علامہ رحمت اللہ ارشد- (بہاول پور- ۲) جناب صدر میں جناب کی وساطت سے تحریک کرتا ہوں کہ ۱۰۵۳۳۷۰ روپیہ کی کل رقم بسلسلہ مد ۲۵ عام نظم و نسق میزان اخراجات نو میں بقدر ۱۰۵۳۳۶۹ روپیہ تخفیف کر دی جائے-

Mr. Speaker : Demand under Consideration, motion moved is:—

That the total of Rs. 10,53,370 on account of 25—General Administration—Total New Expenditure be reduced by Rs. 10,53,369.

علامہ رحمت اللہ ارشد- جناب صدر- ایک اچھی اور معقول با خبر اور ذمہ دار حکومت کا سب سے بڑا فریضہ سب سے پہلا اور آخری فرض یہ ہو سکتا ہے کہ ملک میں امن و امان قائم کیا جائے- قانون کی بالا دستی قائم کی جائے- لوگوں کو انصاف ملے- آج ہماری حکومت اس معزز ایوان سے تقریباً ساڑھے دس لاکھ پونے گیارہ لاکھ کے قریب مزید رقم حاصل کرنا چاہتی ہے اور اس کا مصرف عام نظم و نسق کی حالت بہتر بتاتا ہے- یہ عام نظم و نسق کے اخراجات کے لئے رقم ہم سے مانگی جاتی ہے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا اس صوبے کے نظم و نسق کی حالت ہے- لاء اینڈ آرڈر کی حالت کیا ہے- اور ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ سرکاری محکموں کے اندر اس وقت عام نظم و نسق کی حالت جو ہے اس کی کیفیت کیا ہے- جناب صدر- اگر قیام امن کا مطلب اس حکومت کے نزدیک صرف یہ ہے کہ لوگوں کی مافی‌الضمیر کی ادائیگی میں اعلیٰ کلمۃ‌الحق پر پابندیوں کے لئے دفعہ ۱۴۴ اطلاق میں لائی کر دی جائے- لاؤڈ سپیکروں پر پابندیاں عائد کر دی جائیں- اگر امن کا مطلب یہ ہے کہ قلم کے پر کاٹ لئے جائیں- صحافیوں پر پابندیاں لگا دی جائیں اور حکومت نے اس امن کے قیام کے لئے بڑی جدوجہد کی ہے- اگر قیام امن کا مطلب یہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اصحابہ کرام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا مطمع یہ ہے کہ ایک نہایت ہی حسین دوشیزہ سونے اور جواہرات کے ساتھ لدی ہوئی حجاز سے روانہ ہو کر اقصائے عالم تک تنہا چلی جائے اور کوئی آدمی نہ تو اس کی عصمت کی طرف دیکھنے والا ہو اور نہ کوئی آدمی اسکے زر و جواہر پر نظر رکھے- یہ میرا مطمع ہے اور اسی کیلئے اسلام آیا ہے- اگر قیام امن کا مطلب یہ ہے پھر میں کہونگا کہ اس صوبہ کے اندر امن و امان بالکل مفقود ہو چکا ہے- لاء اینڈ آرڈر کی حالت بہت خراب ہے- آپ کو معلوم ہے آپ کوئی اخبار اٹھا کر دیکھ لیجئے مغربی پاکستان کا کوئی ضلع خالی نہیں ہے جس کے اندر ڈاکے- قتل اور چوری کی سنگین وارداتوں کی خبریں آپ کو نہ ملیں- یہ بات بڑی تلخ ہے اور میں ہمیشہ اس بات سے احتراز کرتا ہوں کہ سرکاری ملازمین پر اور افسران پر تنقید کی جائے- اس کی وجہ یہ نہیں کہ میں تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن میں ان کی بے بسی سے باخبر ہوں- اور وہ گورنمنٹ کے ملازم ہیں جو گورنمنٹ کی پالیسی ہوگی جو حکومت کی ہدایات ہونگی- جو حکومت کی directive ہونگی ان کے ماتحت ان کو حکام کی تعمیل کرنا پڑتی ہے- امن و امان

کی بربادی کی ایک وجہ یہ ہے کہ انتظامیہ کو اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے بہت کم وقت ملتا ہے۔ ان کو یہ احساس دلا دیا گیا ہے در اصل وہ سرکاری ملازم نہیں ہیں بلکہ وہ اس حکومت کے سیاسی کارکن ہیں۔ اگر کوئی انتظامیہ کا افسر ان کے سیاسی مقاصد پورے کرنے میں ناکام ہوتا ہے دو دو اڑھائی اڑھائی مہینے کے بعد ان کا تبادلہ کر دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی سرکاری افسران کے گھٹیا سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے تو یقین جانئے ایسی مثالیں موجود ہیں چھ چھ سات سات برس تک اس افسر کو تبدیل نہیں کیا جاتا۔ جناب والا۔ یہ تو اب روز مرہ کا معمول بن چکا ہے۔ گاڑیوں میں ڈکیتیاں ہوتی ہیں۔ سابلہ صوبہ سندھ کی کیفیت یہ ہے کہ وہاں دن ڈھلے۔ سورج کے غروب ہو جانے کے بعد کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی موٹر کار میں سفر نہیں کر سکتا۔ سڑکوں پر کھلے ہوئے ڈکیٹ پھرتے ہیں اور لوگوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کیلئے کوئی انتظام نہیں ہے۔ لیکن ایک اور سنگین بات جس کی طرف ہماری حکومت متوجہ بھی ہوئی ہے اور اخبارات میں اس قسم کے اعلان بھی آئے ہیں کہ انتظامیہ کس درجے اپنی فرائض کی ادائیگی میں ناکام ہو گئی ہے اور لوگوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرنے میں کس درجے ناکام ہوئی ہے۔ اس طرف ہماری حکومت نے توجہ بھی کی اور اعلان بھی کیا کہ جن بچوں کے اغوا کرنے والوں کو نہایت ہی سنگین اور عبرت ناک سزائیں دی جائینگی اس میں بھی حکومت ناکام رہی ہے۔ یہ اعلانات ہم سن رہے ہیں کہ اس اسمبلی کی میعاد ختم ہو رہی ہے لیکن اس کے باوجود اس قسم کا کوئی قانون اس ایوان کے اندر پیش نہیں کیا گیا۔ میں ان سے آپ کے توسط سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اسلام میں ایسے لوگوں کے لئے بر سر عام گولی کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ یہ سزا کوئی نئی نہیں ہوئی اسی قسم کی سزائیں اس سے پہلے چائینہ کے اندر دی گئی ہیں اس طرح ان جرائم کا انسداد ہوا۔ اس وقت بحرین۔ کویت اور سعودی عرب پاکستانی معصوم بچوں کی خرید و فروخت کی بہت بھاری منڈیاں ہیں۔

جناب والا۔ ایک اور حقیقت جو نظم و نسق کے سلسلے میں اور قانون کی حکومت قائم کرنے کے سلسلے میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں اور میرا خیال ہے اس مقصد کے ساتھ اصولی طور پر ان حضرات کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ جب تک اس صوبہ کے اندر اسلام کے قانون کی تعزیر اور اسلام کے قانون کی حدود کا نفاذ نہیں کیا جائیگا اس وقت تک امن و امان کا قیام قطعی طور پر محال ہے۔ آج آپ سعودی عرب سے آنے والے کسی حاجی سے پوچھ لیجئے۔ یا کسی عمرہ کرنے والے سے پوچھ لیجئے کہ وہاں چوری کا نشان نہیں۔ ڈاکہ کا نشان نہیں۔ زناکاری نہیں ہے۔ یہ کوئی کرامت سعودی عرب کی حکومت کی نہیں ہے بلکہ یہ کرامت اسلام کے قانون کی ہے۔ یہ معجزہ اسلام کے قانون کا ہے۔ ہمیں اپنے دستور کے اعتبار سے۔ ہمیں اپنے آئین کے اعتبار سے اس بات کا ہمیں پابند کر دیا گیا ہے ہمیں اس ہاؤس کے اندر بیٹھ کر اس ایوان کے اندر بیٹھ کر اسلامی قانون بنانا ہے اور اس صوبہ کے عوام پر ان کا نفاذ کرنا ہے۔

جناب والا۔ ایک مفکر نے کہا تھا کہ میدان جنگ کے بعد سب سے زیادہ ناانصافی عدالتوں کے ایوانوں میں ہوتی ہے۔ مجھے کہنے کی اجازت دیجئے کہ اس مغربی پاکستان کے سکرٹریٹ کے اندر یہاں جو ایک ازار موجود ہے۔ سب سے زیادہ ناانصافی انسانی حقوق کی۔ سرکاری ملازموں کی جو integrated یونٹ میں آئے ہیں اس سیکرٹریٹ کے اندر ہوتی ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قانون کی سنگینی اور قانون کی شدت کبھی جرائم کی روک تھام نہیں کر سکتی۔ قانون کی معقولیت اور قانون کو دستطیق ہونے سے جرائم کی روک تھام ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو جب تک یہ احساس نہ دلایا جائے کہ ان کے ساتھ انصاف ہو رہا ہے اور ان کے ساتھ

انصاف کیا جا رہا ہے اس وقت تک لوگ اس حکومت کے ساتھ تعاون نہیں کریںگے اور کوئی حکومت عوام کے تعاون کے بغیر ملک میں عام نظم و نسق درست نہیں رکھ سکتی- اب میں اس گزارش کے بعد ان سے پوچھتا ہوں کہ مغربی پاکستان کے کسی ضلع کے اندر بہاول پور کا کوئی بھی ڈپٹی کمشنر یا کوئی ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ہے- آپ چھوٹے بورنٹوں کو ان کے حقوق سے محروم کر رہے ہیں- اور عام نظم و نسق کی حالت جو ملک کے اندر ہے اس سے صرف احساس محرومی باقی رہ گیا ہے اس سے عام نظم و نسق کی حالت بہتر کبھی نہیں ہو سکے گی- ایک مثال میں آپ کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بہاول پور سروسز کے ساتھ ناانصافی کی انتہا یہ ہے کہ اب تک بہاول پور سروسز کے افسروں کو ۸ برس گزر جانے کے باوجود integrate نہیں کیا گیا- چند ظالموں نے اس محرومی پر عدالت عالیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا- رٹ کی اور ان کے حق میں فیصلہ ہوا- اس فیصلہ کو بھی ۲ برس ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک عمل در آمد نہیں کیا گیا- ان گزارشات کے ساتھ ایک اور گزارش سب سے آخر میں یہ کرنی چاہتا ہوں کہ صاحب صدر اس ہاوس کے اندر بجٹ میں گورنر صاحب کی تنخواہ زیر بحث آتی ہے- نیشنل اسمبلی میں پریذیڈنٹ ہاوس کے جو اخراجات ہوتے ہیں وہ زیر بحث آتے ہیں لیکن محکمہ اوقاف کو اس سے بھی ایک بلند و بالا محکمہ سمجھ لیا گیا ہے جس کا بجٹ اس ہاوس کے سیشن کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا- میں بڑی ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ محکمہ اوقاف میں بڑی خرد برد ہے- بہت زیادہ بد دیانتی ہے- انہوں نے خانقاہیں اپنی تحویل میں لے کر بجائے اسکے کہ ان کے اندر کوئی اہلیت یا لیاقت یا صلاحیت کار بناتے اور دیانت و امانت کے تقاضوں کو پورا کرتے وہاں خیانت اور بڑھ گئی ہے- ہمارے سامنے کرطاس ابیض ہونی چاہئے جس میں محکمہ اوقاف یہ بتائے کہ کس کس خانقاہ کی اور کس کس ادارے کی سالانہ آمدنی کیا ہوتی ہے اور کتنا اس پر خرچ کیا جاتا ہے-

Mr. Speaker: Can I know from the Minister that when it is a regular department of the provincial Government, how is it that its budget is not presented in the Provincial Assembly?

Minister of Food and Agriculture (Malik Qadir Bakhsh) :—Sir, in act, whatever amount is recovered is not put in the general pool of the, revenue. Nor can it be spent any where but for the maintenance and fore Purposes for which those institutions exist. It is a sort of waqf with th, Government, on the lines on which originally the property was declared as waqfe

Their intentions are to be carried out and the Government is a sort of Mutwalli. They have stepped into the shoes of those Mutwallis. Of cours the right person will be the Finance Minister but, on the whole, that is the idea.

Mr. Speaker: I think the Minister should ask the Finance Minister to answer this question of Allama Arshad.

Minister of Food and Agriculture: I have noted it down, Sir.

جناب والا- محکمہ اوقاف کی آمدنی کا ایک ایک پیسہ سرکاری خزانے میں جمع ہوتا ہے- پھر اس پر نگران مقرر کئے گئے ہیں جن کو اس کی آمدنی سے تنخواہیں ملتی ہیں- لہذا ان تمام مصارف کی ذمہ داری اس صوبائی حکومت پر ہے- لیکن اس کا بجٹ یہاں پاس نہیں ہوتا- جس میں لاکھوں روپے نہیں بلکہ کروڑوں روپے کی رقوم ہیں- یعنی اس کی آمد اور خرچ کا ہمارے سامنے کوئی نقشہ موجود نہیں-

اور سب سے تکلیف دہ بات یہ ہے کہ جن اغراض کیلئے واقف نے یعنی وقف کرنے والے نے اپنی جائیداد یا اپنی زمین وقف کی تھی۔ ان اغراض پر یہ صرف نہیں ہوتا۔ اس لئے میں آپ کے توسل سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس کے بجٹ کو یہاں پیش کریں۔ بلکہ ایک قرطاس ابیض شائع کریں جس سے ہمیں معلوم ہو سکے کہ اس کی آمدنی کیا ہے اور اس کا خرچ کیا ہے۔

Mr. Speaker : Diwan Syed Ghulam Abbass Bokhari is not present, yes Khawaja Sahib

خواجہ محمد صفدر (سیالکوٹ۔ ۱)۔ جناب والا۔ میں اپنی گزارشات کو آج نظم و نسق کے اخراجات اس کے بیجا مصارف۔ صوبے کی آمدنی کے ضیاع اور اس کے علاوہ پبلک سروس کمیشن تک محدود رکھونگا۔ اور میرے باقی دوست دیگر موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائینگے۔

جناب والا۔ آج سے تقریباً آٹھ سال قبل وحدت مغربی پاکستان کے قیام کے وقت اس صوبہ بلکہ اس زمانے کے صوبہ جات کے بسنے والوں کو اس وحدت کے قیام کیلئے اس لئے تیار کیا گیا تھا۔ کہ اس وحدت کے قیام سے مغربی پاکستان میں بسنے والوں کو کونسا کون فوائد حاصل ہونگے۔ وہ مواعید جو اس وقت کے حکمرانوں نے اس صوبے کے باشندوں سے کئے تھے۔ ان کی تفصیل میری ان گزارشات کا موضوع نہیں۔ آپ کی وساطت سے ان سابقہ حکمرانوں کے قائم مقاموں اور جانشینوں کو صرف ایک وعدہ یاد دلانے کی جسارت کرونگا۔ اور وہ وعدہ یہ تھا کہ اگرچہ یونٹوں کی بجائے ایک وحدت قائم کرلی جائے اور مختلف صوبوں اور ریاستوں کو اس وحدت میں مدغم کر دیا جائے۔ تو عام نظم و نسق کے اخراجات اس قدر نہ رہینگے جس قدر کہ ان مختلف یونٹوں کی اکائیوں کے تھے بلکہ ہمیں واضح طور پر بتایا گیا کہ یہ اخراجات بہت قلیل ہو جائینگے۔ ان اخراجات میں بہت بڑی بچت ہوگی اور اس بچت سے اس صوبے کی فلاح و بہبود کے کام سر انجام دئے جائینگے۔ اس وقت جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ اپنے خیالات۔ اپنی معروضات اور اپنی گزارشات اس ایک وعدے کے analysis تک ہی محدود رکھونگا۔

جناب والا۔ میں نے اس اجلاس میں بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے اپنے ان دوستوں اور بزرگوں کی خدمت میں جو کہ Council of Ministers کے رکن ہیں۔ عرض کیا تھا کہ یہ لوگ اس صوبے کی آمدنی کو بیدریغ خرچ کر رہے ہیں۔ اور صوبے کے اخراجات پر میرے ان دوستوں کا کوئی کنٹرول نہیں۔

میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ان کا کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے صوبے کی آمدنی کا کروڑوں روپیہ ضائع جا رہا ہے۔ چنانچہ میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ اس کی آمدنی اور خرچ پر کنٹرول کیجئے۔ اور اس کنٹرول کے بعد جو بچت ہو اسے اچھے کاموں پر صرف کیجئے۔ میری ان گزارشات کا اس ایوان میں سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ دیا گیا۔ کہ تم غلط کہتے ہو۔ تمہارے اعداد و شمار درست نہیں۔ اگرچہ میرے ان دوستوں کو متبادل اعداد و شمار پیش کرنے کی جرأت بھی نہ ہوئی۔ انہیں مجھے میری غلطی بتانے اور اسے معین کرنے کا بھی حوصلہ نہ ہوا۔ لہٰذا جناب آج میں صرف عام نظم و نسق کے متعلق رقوم کا ضیاع۔ ان کا بیجا تصرف۔ اور ان کی فضول خرچیوں کا ذکر کرونگا۔ اور جناب سپیکر۔ میں آپکی وساطت سے ان سے استدعا کرونگا کہ جو اعداد و شمار میں اس وقت اس کو ایوان میں پیش کروں۔ ان کے متعلق یا تو مجھے معقول جواب دیا جائے۔ یا یہ اقرار کیا جائے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ وہ درست ہے۔ میں محض یہ سننے کیلئے تیار نہیں کہ تم غلط کہتے ہو۔ مجھے دلیل اور اعداد و شمار کے ساتھ جواب دیا جائے۔

جناب والا- اس وقت میں خصوصی طور پر محترم ملک قادر بخش صاحب کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں- اگرچہ یہ ان کا مضمون نہیں- تاہم وہ نوٹ فرما لیں- اور وزیر خزانہ یا جو صاحب بھی عام نظم و نسق کے ذمہ دار ہیں- وہ اس کا جواب دیں-

جناب والا- میں اس قومی مصرف اور اس کے ضیاع کو دو طریقوں سے ثابت کرونگا- ایک تو ان رقوم سے جو Integration کے وقت عام نظم و نسق پر خرچ ہوتی تھیں- ان کا مقابلہ موجودہ اخراجات سے کرونگا- اور دوسرے General Administration میں موجودہ افسروں کی تعداد کا مقابلہ اس تعداد سے کرتے ہوئے جو ۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۷ء میں تھی- میں دو طریقوں سے یہ بات ثابت کرونگا کہ صوبہ کو کس قدر لوٹا جا رہا ہے-

میاں محمد شریف- اللہ اکبر-

خواجہ محمد صفدر- اس موقع پر اللہ اکبر کی بجائے استغفر اللہ کہنا چاہئے-

میاں محمد شریف- میرا مقصد یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے-

خواجہ محمد صفدر- اس میں کوئی شک نہیں-

جناب والا- جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے عام نظم و نسق کے لئے ۱۹۵۶-۵۷ میں تین کروڑ ۴۵ لاکھ روپیہ مختص کیا گیا تھا- یعنی ۳۴۵ لاکھ روپیہ اور ان لوگوں کو جو برسر اقتدار تھے اور آج معتوب ہیں (خیر یہ دوسرا مسئلہ ہے) انہوں نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ ان اخراجات کو کم کیا جائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۵۸-۵۹ میں اخری بجٹ پیش ہوا- تو اس ضمن میں تین کروڑ ۴۱ لاکھ کا خرچ دکھایا گیا یعنی ۴ لاکھ کی رقم کم کی- پھر بھی انہوں نے اس سلسلہ میں کوشش ضرور کی- یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے کوشش ضرور کی- خواہ وہ ایک حد تک کامیاب ہوئے یا نہ ہوئے- اور وہ ہماری توقع کے مطابق زیادہ کامیاب نہ ہوئے- لیکن یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۵۸-۵۹ کے بجٹ میں یہ رقم تین کروڑ ۴۵ لاکھ سے کم ہو کر تین کروڑ ۴۱ لاکھ رہ گئی- اس کے بعد مارشل لاء لگا- اور آپ اندازہ لگا سکتے ہیں-

۱۹۵۹-۶۰ میں ۳ کروڑ ۴۵ لاکھ-

۱۹۶۰-۶۱ میں ۴ کروڑ ۱۰ لاکھ-

آپ اندازہ لگا لیجئے کہ کتنی رقم بڑھ گئی ہے یہ کوئی ۶۵ لاکھ روپیہ کی رقم بڑھ گئی ہے- صرف ایک مد پر-

۱۹۶۱-۶۲ میں ۴ کروڑ ۶۸ لاکھ-

۱۹۶۲-۶۳ میں ۵ کروڑ ۶۵ لاکھ-

۱۹۶۳-۶۴ میں ۵ کروڑ ۵۳ لاکھ-

اور اب آئندہ سال میں ۶۸۴۱۴۷۰۰ روپیہ کی رقم رکھی گئی ہے-

رائو خورشید علی خان- کافی "کم" ہو گئی ہے-

خواجہ محمد صفدر- اس کا ۱۹۵۶-۵۷ سے مقابلہ کیا جائے تو یہ خرچ تقریباً اڑھائی گنا زیادہ ہو گیا ہے- جو تھوڑی سی کسر ہے اسے چھوڑ دیا جائے- یہ اخراجات کے حساب کے لئے

ان کی بہت سی کتابوں سے اعداد و شمار لئے گئے ہیں کیا میرے دوست متبادل اعداد و شمار اس ایوان میں پیش کرینگے۔

وزیر زراعت و خوراک (ملک قادر بخش)۔ چیلنج دینے کی ضرورت نہیں۔

خواجہ محمد صفدر۔ نہیں۔ کوئی چیلنج نہیں۔ میں نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ دو طریقے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس صوبہ کے سرمایہ کو بے جا صرف کیا جا رہا ہے۔ فضول صرف کیا جا رہا ہے۔ غلط طریقہ پر صرف کیا جا رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے ۱۹۵۶-۵۷ میں قیام وحدت پر افسران کی تعداد کس قدر تھی اور آج کس قدر ہے۔ شاید میرے دوست روپیہ کے وہ اعداد و شمار بھی یہاں بیان فرمائینگے کہ تنخواہوں میں کیا اضافہ کیا گیا ہے۔ میں وہ بھی سننا چاہتا ہوں۔ کہ تنخواہ کی وجہ سے بجٹ میں کس قدر اضافہ ہوا ہے اور اس کے علاوہ کس قدر اضافہ ہوا ہے۔ بہر حال یہ دوسرا طریقہ جو میں آج اس مقابلہ کے لئے تجویز کیا ہے اور وہ ہے افسران بالا کی تعداد۔

جناب والا۔ قیام وحدت کے بعد ایک کمیشن مقرر کیا گیا تھا جس کے ذمہ یہ فرض عائد کیا گیا کہ وہ وحدت کے بعد ایڈمنسٹریشن کا جائزہ لے اور تجاویز مرتب کرے کہ ایڈمنسٹریشن قیام وحدت کے موقع پر کیسی تھی اور اس کے بعد کس طریقہ پر چلائی جا رہی ہے۔ کون کون سے محکمے ہیں اور کون کون سے attached Departments ہیں اور یہ کہ ان میں افسران کتنے ہونگے۔ اسوقت میرے ہاتھ میں Report of the Council of Administration of West Pakistan ہے یہ ۱۹۵۵ میں تیار ہوئی۔ اس وقت جبکہ مغربی پاکستان کی وحدت معرض وجود میں لائی جا رہی تھی۔ میں اپنے محترم قادر بخش صاحب کی خدمت میں اسی رپورٹ کے صفحہ ۸ اور ۹ کا حوالہ دونگا۔ اس ضمن میں صفحہ ۸ پر وہ تمام اعداد و شمار دئے گئے ہیں۔ جو کہ پنجاب سندھ۔ سابقہ صوبہ سرحد بلوچستان۔ کراچی۔ خیرپور اور بہاولپور کے متعلق ہیں اور جہاں تک جملہ افسران کے عام نظم و نسق کا تعلق ہے وہ تمام اس میں دئے ہوئے ہیں خواہ وہ ریاست کے ہوں یا کسی صوبہ کے۔ اس میں درج ہے۔ کہ کس قدر افسران ہیں اور کس قدر Establishment یعنی عام نظم و نسق کے سلسلہ میں افسران کی تعداد ہے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں۔

افسران (سارے صوبہ میں ریاست سمیت)	۱۷۴
Ministerial Establishment	۱۸۰۹
کلاس چہارم کا سٹاف	۱۱۳۱

یہاں ایک ڈیٹیل ہے۔ جس میں انہوں نے اس وقت کے موجودہ integration سے پہلے جو establishment صوبہ جات اور ریاست میں تھی اس کے اعداد و شمار دئے ہیں۔ یعنی افسر کس قدر تھے۔ کس قدر تھی۔ اور کلاس چہارم کے کتنے ملازمین تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی سفارشات پیش کرنی تھیں جو وحدت مغربی پاکستان کے قیام پر عمل میں آرہی تھی اس کے لئے ایک unified ہوگا۔ اس کے کیا لوازمات ہونگے کس قدر افسر ہونگے۔ کس قدر establishment ہوگی اور کلاس چہارم کے کتنے ملازمین ہونگے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ سیکرٹریٹ کے افسران کی تعداد تو نہیں۔ یہ مقدار بظاہر بہت کم معلوم ہوتی ہے۔

خواجہ محمد صفدر۔ میں وہ اعداد و شمار پڑھتا ہوں۔

19. The existing Provincial/State/Secretaries are made up of the grades of officers and Staffs as shown in the statement below. This statement does not include Heads of Departments, who are functioning as Secretaries or *ex-Officio* Secretaries to Government and officers and staff under them.

یہ صرف Secretariat کے بارے میں ہے- اس کے بعد افسران اور Establishment کی List دی گئی ہے-

20. The Council recommend that the organisation of the West Pakistan Secretariat should be as in the Chart at Appendix IV which shows the grouping of the main subjects to be dealt with by the various Ministries and also the Heads of Administrative Departments attached to each Ministry. Full list of subjects to be dealt with by each Ministry is contained in Appendix V Strength of staff in the West Pakistan Secretariat Ministries is shown in Appendix VI.

21. The statement below indicates the comparative strength of the existing Secretariats and the proposed Secretariat.

جناب والا- میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ انہوں نے سکریٹریٹ میں proposed strength افسران کی ۹۴- Ministerial Establishment ۱۱۲۰ اور کلاس ۴ میں ۴۷۰ رکھی تھی انہوں نے اس وقت جو وعدہ کیا تھا اس کو اسی شکل میں چھوڑ گئے تھے اب اس کے بعد میں نے فیگرز آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہیں- اب دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت ہمارے سکریٹریٹ میں کیا صورت حال ہے- چونکہ Ministerial Establishment کی لمبی چوڑی فہرستیں تھی اس لئے میں اس کی جمع تفریق نہ کر سکا لیکن افسروں کی تعداد میں نے جمع کی ہے ہو سکتا ہے اس میں ایک آدھ کی کمی و بیشی ہو لیکن سکریٹریٹ میں اس لحاظ سے کئی گنا ہیں میں نے رات کو اس کتاب سے جو مہیا کی گئی ہے گنے ہیں- اس وقت افسروں کی تعداد ۹۴ کے بجائے سات سو سے کچھ اوپر ہیں-

Mr. Speaker :There was no Scheme then for Section Officers.

Khawaja Muhammad Safdar : Of course I know it.

یہی تو میرا بھی گلہ ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر پہلے ہی جو Top heavy سسٹم تھا اس کو اور زیادہ heavy کر دیا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ گر نہ پڑے اور اس کی گردن نہ ٹوٹ جائے اور افسروں کی تعداد آپ نے ملاحظہ ہی فرما لی ہے یہ کیا کام کرتے ہیں سوائے اس کے کہ اپنی پرسنل فائلیں لئے گھومتے پھرتے ہیں ایک دفتر سے دوسرے دفتر میں چلے جاتے ہیں اور اپنے پروموشن کے cases لئے پھرتے ہیں اور اپنی Pay fix کرانے کیلئے گھوما کرتے ہیں- لیکن یکایک دوسرا موضوع ہے اور ممکن ہے کوئی اور میرے معزز دوست اس پر اظہار خیال کریں میں اس کا صرف اقتصادی پہلو جناب کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں- اور اس وقت ہمارے سکریٹریٹ میں ان ہی محکمہ جات میں جو اس سے پہلے تھے پلاننگ ڈپارٹمنٹ نہیں تھا میں نے check up کیا ہے ممکن ہے کوئی نظر سے رہ گیا ہو-

مسٹر سپیکر- اوقاف ڈپارٹمنٹ نہیں تھا-

خواجہ محمد صفدر- اوقاف کے تین چار افسر اس طرف کے ہیں باقی اوقاف کے اپنے ہیں اسی طرح شاید کوئی اور محکمہ نکل آئے بیسک ڈیماکریسی نے لوکل سلف کی جگہ لے لی اور اسی طرح کوئی اور بھی ہو-

پارلیمنٹری سکریٹری (چودھری سلطان محمود)- صاحب صدر- میری خواہش ہے کہ خواجہ صاحب انٹیگریشن کے وقت جو actual افسروں کی تعداد تھی وہ بھی بتا دیں-

مسٹر سپیکر۔ چودھری صاحب یہ تو آپ کا فرض ہے۔

خواجہ محمد صفدر۔ جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شاید کوئی اور محکمہ increase ہو گیا ہو مثال کے طور پر جنرل ایڈمنسٹریشن میں اس وقت ۱۷ افسر تھے تجویز کئے گئے تھے گیارہ اس وقت کم و بیش ۷۰ ہیں فائننس میں اس وقت ۱۶ تھے تجویز بھی ۱۷ ہوئے تھے اس وقت ۵۹ ہیں۔ ریونیو میں پانچ تھے بعد میں تجویز ۶ ہوئے اس وقت ۹۲ ہیں کمیونیکیشن اور ورکس ڈپارٹمنٹ میں پہلے ۷ تھے تجویز بھی ۷ ہوئے تھے اس وقت ۳۵ ہیں۔ ایجوکیشن میں پہلے ۲ تھے تجویز بھی چار ہوئے تھے اس وقت ۳۷ ہیں۔ انڈسٹریز میں پہلے ۵ تھے ۶ تجویز ہوئے تھے اب ۱۹ ہیں۔ اور ہوم ڈیپارٹمنٹ میں پہلے ۵ تھے تجویز ۲ کئے گئے تھے اس وقت ۳۸ ہیں۔ قانون میں پہلے ۲ تھے تجویز ۶ کئے گئے تھے اس وقت ۱۰ ہیں۔ فوڈ اور ایگریکلچر پہلے اکٹھا ایک سکریٹریٹ تھا اب دو ہیں۔ فوڈ اور ایگریکلچر میں پہلے ۸ تھے اس وقت صرف ایگریکلچر میں ۲۲ ہیں اور فوڈ اس سے علیحدہ ہے۔ علی ہذالقیاس میری مراد یہ ہے کہ یہ بھرتی میری سمجھ میں نہیں آتی اور نہ آئیگی کہ کیوں کی گئی اور اس کی کیا ضرورت تھی اور کس وجہ سے افسروں کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ دو چار پانچ چھ ۱۰ بڑھ جاتے اگر ۲۰ بھی بڑھ جاتے تو ہم گوارا کر لیتے لیکن تین کروڑ روپئے خرچ سے اب ۷ کروڑ روپئے بڑھ جائینگے اور یہ صرف چار پانچ سالوں میں اتنے اخراجات بڑھ گئے ہیں اس لئے کہ ۵۹-۵۸ کا بجٹ تو وہ لوگ تیار کر گئے تھے۔ اب ہمارے لئے یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے اس لئے میں اپنے دوستوں سے درخواست کرونگا کہ وہ ان اعداد و شمار پر غور کریں اور ان کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ برائے مہربانی ان پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ کہاں کہاں کمی کی جا سکتی ہے اور ٹھنڈے دل سے غور کیجئے تو بہت حد تک اس خرچ میں کمی کی جاسکتی ہے۔ آج ہم سے ۱۰- کروڑ روپئے کا مزید مطالبہ کیا جا رہا ہے جس میں فائننس ڈپارٹمنٹ کے دو سکشن اور ریونیو ڈپارٹمنٹ کا ایک سکشن بڑھ رہا ہے یا اسی طرح اور کئی سکشن بڑھائے جا رہے ہیں۔ ہمیں یقیناً دیکھنا چاہئے کہ اس میں کمی کی جا سکتی ہے یا نہیں۔

حاجی عبدالمجید جتوئی۔ چپڑاسیوں میں کمی کی جا سکتی ہے۔

خواجہ محمد صفدر۔ جناب والا ان گزارشات کے بعد میں اپنے دوسرے پوائنٹ یا نکتہ کی طرف آتا ہوں۔ اس لئے اخراجات کے سلسلے میں اس ایوان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ممبروں میں اضافہ کر کے ایک ممبر کو بڑھا دیا جائے اس کی تنخواہ اور اس کے عملے کی تنخواہ کی منظوری اس ایوان کے سامنے پیش ہو رہی ہے۔ میں اس امر کی مخالفت کرتا ہوں۔ میں یہ کہونگا۔ کہ اس گرانٹ کے اس حصے کو جس کا تعلق پبلک سروس کمیشن میں ایک ممبر کے اضافے کے ساتھ ہے۔ اس کو یہ ایوان نا منظور کر دے۔ یہ ایسی بات ہے۔ کہ اکثر دوست بلکہ میرے محترم دوست جناب وزیر تعلیم بھی اس پر مسکرا رہے ہیں۔ کہ مطالبہ تو اس سے اٹ ہونا چاہئے تھا۔ یہ کیوں ایسا مطالبہ کر رہا ہے شاید ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ یہ ایک مفید ادارہ ہے۔ اور اس مفید ادارے میں اگر توسیع کی ضرورت ہے۔ تو ضرور ہونی چاہئے۔

مسٹر سپیکر۔ وہ غالباً اس لئے مسکرا رہے ہیں۔ کہ آج آپ نے بجٹ تعلیم کو متعلق تقریر نہیں کی ہے۔

خواجہ محمد صفدر۔ اگر ان کے ذہن میں یہ چیز ہے۔ تو میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ [illegible] پبلک سروس [illegible] مفید ادارہ ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کو مفید ادارہ [illegible] ہونگے [illegible] اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ اس کی وجوہات ہیں۔ میں [illegible] مخالفت کرونگا۔ اور [illegible] عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ اس مفید ادارے کو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ان دوستوں نے ناکارہ بنا دیا ہے۔ غیر مفید اور بیکار بنا دیا ہے۔ اس وجہ سے میں اب ثابت کرونگا۔ آپ اسے جھٹلا نہیں سکینگے۔ اس وجہ سے میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ جس مفید ادارے کو میرے ان دوستوں نے جن کے ہاتھوں میں اس صوبے کی باگ ڈور ہے۔ خدا اس صوبے کو ان سے جلد از جلد محفوظ کرے۔ کیونکہ وہ اپنے اختیارات کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔ اس مفید ادارے کو جسے آئین کی رو سے چند اختیارات حاصل ہیں۔ وہ اختیارات اس سے سلب کر رہے ہیں۔ جس ادارے کو آئین کی رو سے کچھ مراعات حاصل ہیں۔ وہ مراعات اس سے چھینی جا رہی ہیں۔ جس مفید ادارے کو اس لئے قائم کیا گیا تھا۔ کہ وہ ان پر کچھ قیود اور حدود عائد کریگا۔ وہ یہ قیود اور حدود توڑ رہے ہیں۔ میرے دوست جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور جنہوں نے یہ حلف اٹھایا ہے۔ کہ وہ آئین کی حفاظت کرینگے۔ جن کا یہ حلف ہے۔ کہ وہ قانون پر عمل کرتے ہوئے کسی پر دباؤ یا لالچ کے تحت کوئی فیصلہ نہیں کرینگے۔ کسی کے خلاف خوف کی وجہ سے فیصلہ نہیں کرینگے۔ یہ اپنے بنائے ہوئے قانون کو توڑ رہے ہیں۔ یہ ہر ضابطے کو توڑ رہے ہیں۔ جو کہ خود ان کا اپنا وضع کردہ ہے۔ آج اس صوبے میں آئین کی پابندی۔ قانون اور قواعد و ضوابط کی پابندی صرف عوام کے لئے ہے۔ ان وزیروں اور حکام کے لئے نہیں ہے۔ انہیں اس بات کی کھلی چھٹی ہے۔ کہ وہ اس کی پرخچے اڑائیں انہیں اس بات کی کھلی چھٹی ہے کہ وہ لوگ اپنے بنائے ہوئے قانون اپنے پاؤں تلے روندیں اور ان کو کھلی چھٹی ہے۔ کہ وہ اپنے سامنے جس طرح چاہیں قواعد و ضوابط منسوخ کر دیں۔ جناب والا میری یہ گزارشات بھی مجذوب کی جڑ نہیں۔ محض دعویٰ نہیں۔ دلائل ساتھ دونگا۔

وزیر خوراک۔ ضرور دیجئے۔

خواجہ محمد صفدر۔ جناب والا۔ میں محترم ملک قادر بخش کی توجہ آئین کے آرٹیکل نمبر ۱۸۶ اور ۸۷ کی طرف دلاتا ہوں۔ جس میں پبلک سروس کمیشن کے اختیارات درج ہیں۔ اس میں یہ درج ہے۔ کہ صوبے میں ملازمین کی بھرتی اور ان کی ترقی اور ہمچو قسم دوسری چیزیں پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر ہونگی۔ اگر اس میں ایک استثنیٰ رکھ دی گئی ہے۔ کہ ماسوائے اس صورت میں جبکہ گورنر صاحب ایک حکم کے ذریعے اس سفارش کو رد نہ کر دیں۔ شاید یہ استثنیٰ اس لئے رکھی گئی ہے۔ کہ جس طرح پریذیڈنٹ کو اس ملک کا ہر لحاظ سے executive نقطہ نظر سے۔ judicial نقطہ نظر سے اس آئین کی رو سے حاکم اعلیٰ بنایا گیا ہے۔ اسی طرح ان کے نائبین کو یعنی دونوں صوبوں کے گورنر صاحبان کو بھی ان تینوں شاخوں میں یا sections میں حاکم اعلیٰ بنایا گیا ہے۔ تو بہر حال یہ ان کے خصوصی اختیارات ہیں۔ جو میرے خیال میں کبھی کبھار استعمال کئے جاتے ہیں۔ تو بہرحال صرف یہی استثنیٰ ہے۔ ورنہ کوئی استثنیٰ نہیں ہے۔ ہر محکمہ پابند ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی سفارشات اور ہدایات کے مطابق کوئی افسر بھرتی کرے۔ اسے ترقی دے۔ اور اگر کسی کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی کرنی ہو۔ تو اس سے مشورہ کیا جائے۔ اس کے تحت مختلف ذیلی قواعد و ضوابط اور احکامات بھی جاری ہوتے ہیں۔ جن میں سے موٹی موٹی یہ ہیں۔ کہ کسی محکمے میں اگر کوئی آسامی خالی ہو۔ یا نئی آسامی کی تجویز کی گئی ہو۔ تو اس

اور اس محکمہ کا سربراہ کسی شخص کو چھ ماہ کے لئے مقرر کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط ہے۔ کہ چار ماہ کے اندر اندر اس آسامی کے قواعد اور اس کی ضروریات کے متعلق پبلک سروس کمیشن کو اطلاع دینی ہوگی۔ تاکہ وہ اشتہار دے کر موزوں اور مناسب امیدواروں سے درخواستیں طلب کر کے اس آسامی کے لئے مناسب افسر یا مناسب شخص کا انتخاب کر سکے۔ لیکن عملاً کیا ہوتا ہے عملاً یہ ہوتا ہے کہ صرف ایک بات کو لے لیا جائے۔ کہ پہلے تو یہ کوشش کی جاتی ہے کہ چھ ماہ گزرنے سے ایک دو یا چار روز قبل پبلک سروس کمیشن کو یہ ضروری اطلاع بہم پہنچائی جاتی ہے۔ جو کہ قانون کے تحت ہر ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ کو دینی لازمی ہے تاکہ دو چار یا دس دن میں پبلک سروس کمیشن اس کے متعلق کچھ بھی نہ کر سکے۔ اور جس افسر کو حاکم مجاز نے مقرر کیا ہے۔ وہ پانچ چھ اور اسی طرح لگا رہے۔ اور کئی ایک صورتوں میں چھ ماہ چھوڑ سال یا سال گزر جاتے ہیں اور کبھی پبلک سروس کمیشن کو اطلاع تک نہیں دی جاتی۔ اس طرح بیشمار بے ضابطگیاں ہر محکمہ میں ہو رہی ہیں اور ان میرے دوستوں کی آنکھوں کے تلے۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ حال ہی میں تحصیلداروں کی تقرریوں کا مسئلہ پبلک سروس کمیشن سے واپس لے لیا گیا اور وہ ریونیو بورڈ کے ذریعے آجکل یہ تقرریاں کی جا رہی ہیں۔ میں جناب ملک قادر بخش صاحب کو اس ضمن میں یاد دلاؤنگا کہ تحصیلداروں کی بھرتی کے سلسلہ میں پہلی بار ۱۹۵۳ کے آغاز میں جبکہ چودھری محمد حسین چٹھا ریونیو منسٹر تھے یہ ضابطہ تیار ہوا تھا کہ گورنمنٹ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ تحصیلدار اور نائب تحصیلدار خود بھرتی کرے بلکہ یہ اختیار پبلک سروس کمیشن کو جانا چاہئے۔ ان بد کردار لوگوں نے ایسا کیا اور آج خوش کردار لوگوں نے یہ کیا کہ وہ اختیار جو کہ سنہ ۱۹۵۳ میں پبلک سروس کمیشن کو دیا گیا تھا وہ سنہ ۶۲-۶۳ میں واپس لے لیا گیا۔ اگرچہ پبلک سروس کمیشن کا مشورہ ضروری تھا لیکن وہ مشورہ بھی ضروری نہیں سمجھا گیا اور متعلقہ قواعد میں اس طرح ترمیم کر دی گئی کہ تحصیلدار ان میں سے خارج ہو گیا۔ میں جانتا ہوں کہ مقابلہ کرنا بعض حالات میں ناگوار ہوتا ہے لیکن یہ بھی میں کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مقابلہ بعض اوقات نا گریز بھی ہو جاتا ہے یہ بتانے کے لئے کہ اچھائیاں کہاں ہیں اور برائیاں کہاں ہیں۔ جناب والا میں اب جناب ملک قادر بخش صاحب کی خدمت میں Annual Report on the working of West Pakistan Public Service Commission for the year 1963 میں سے کچھ حوالہ جات پیش کرونگا یعنی یہ ثابت کرنے کے لئے کہ جو میں نے ابھی عرض کیا ہے وہ درست ہے۔ اس سے پیشتر کہ میں وہ حوالہ جات دوں میں چند سطور رپورٹ کی صفحہ ۱۳ میں سے پہلے پڑھونگا۔

"The tendency on the part of Government Departmenteo to evade the requirements of rules relating to prior consultatirn with the Commission, both in the cases of promotion and initial ecruitmen.. eontinue to be very much in evidence during the year under report."

جناب والا۔ یہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔

".....continue to be very much in evidence during the year under report."

"The number of such irregular cases, which came to the notice of the Commission during the year was 41. Nearly half of these irregularities related to Agriculture and Health Departments. The details of these cases are given in Appendix 10."

اور اس کے ساتھ ہی جناب والا اگلا پیرا بھی عرض کرونگا۔

"This is the third year running that cases of disagreement between the Government and the Commission have to be reported. As against two such cases in each of the two preceding years there were four such cases in the year under report."

اب جناب والا اس رپورٹ سے یعنی عام جو ریمارکس دئے ہیں وہ میں نے عرض کئے ہیں- میں particular cases کی طرف آپ کے توسل سے جناب ملک قادر بخش صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں سب سے پہلے- میں زیادہ نہیں کہونگا- مجھے پورا احساس ہے کہ وقت خاصہ ہو رہا ہے- جناب Animal Husbandry جو ملک صاحب کا اپنا محکمہ ہے صفحہ نمبر ۷۲ نمبر شمار ۷- Assistant Disease Investigation Officer کو کلاس ۲ کے گریڈ میں رکھا گیا اور اس افسر کے متعلق پبلک سروس کمیشن کو اطلاع نہیں دی گئی- پبلک سروس کمیشن نے اس کا کیریکٹر رول مانگا تو ایک عرصہ تک وہ بھیجا ہی نہیں گیا اور جون سنہ ۱۹۶۳ تک وہ بھیجا ہی نہیں گیا اور جب بھیجا گیا تو وہ کسی اور صاحب کا پکڑ کر بھیج دیا گیا- تعیناتی سنہ ۶۰ میں ہوتی ہے- سنہ ۶۳ میں کیریکٹر رول مانگتے ہیں اور جن سنہ ۶۳ تک کیریکٹر رول بھیجا ہی نہیں جاتا اور جب بھیجا جاتا ہے تو ایک دوسرے صاحب کا پکڑ کر بھیج دیتے ہیں- نام وہی تھا لیکن جان بوجھ کر ایسا کیا گیا- جناب والا اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ اپنے افسروں کو بھی نہیں پہچانتے- تین سال تک وہ پبلک سروس کمیشن مانگ رہا ہے کہ کیریکٹر رول بھیجو اور جب بھیجا جاتا ہے تو اس نام کا ایک اور بزرگ کا بھیج دیا جاتا ہے تاکہ معاملہ کھٹائی میں پڑا رہے اور پبلک سروس کمیشن کچھ فیصلہ نہ کر سکے اور جناب اس طرح پبلک سروس کمیشن تقریباً تین سال اس کیس کو طے نہ کر سکا- اور پھر پبلک سروس کمیشن نے inordinate delay کے طور پر محکمہ کو توجہ دلائی- پھر جناب کیس نمبر ۹ ہے سنہ ۱۹۶۱ ۳۱ دسمبر کا Stop Gap Arrangement اس کے تحت دو افسروں کو Animal Husbandry میں سروس کلاس ۲ میں رکھا گیا اور ۳۱ دسمبر سنہ ۶۱ میں رکھا گیا اور ان کی اطلاع فروری سنہ ۶۳ میں دی گئی حالانکہ چاہئے یہ تھا کہ چار ماہ کے اندر یہ اطلاع دی جاتی- تو جب پبلک سروس کمیشن نے محکمہ مذکور سے پوچھا کہ اس کے وجوہات کیا ہیں تو جناب اس قسم کے وجوہات پیش کئے گئے جن کے متعلق پبلک سروس کمیشن کی رائے یہ ہے کہ وہ کہ وہ معقول نہ تھے- جناب اب صرف ایک بنیادی جمہوریت کے محکمہ کا کیس پیش کرونگا- ایک خاتون کو پہلی اقست سنہ ۶۱ میں کلاس ۱ میں ملازم رکھا گیا اور جب کمیشن کو معلوم ہوا کہ ایسے کسی آفیسر کی تعیناتی کی گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ بھائی ہم سے بھی پوچھ لو- تو جناب والا افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یکم اقست ۱۹۶۱ کی اس ----- تقرری کی اطلاع ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ کو دی گئی اور ساتھ یہ بھی لکھا گیا کہ یہ افسر اب یہاں سے جا چکی ہے اس نے ملازمت ترک کر دی ہے- انہوں نے ملازمت کا دو سال سے زائد عرصہ اور جب انہوں نے محکمہ چھوڑ دیا اس کے متعلق کمیشن کے اپنے الفاظ میں یہ ہے-

Commission's Report Says :—

"The Department had thus presented the Commission with a *fait accompli* and it was not considered worthwhile to pursue the matter further."

اور اس کے بعد جناب والا میں آپ کی وساطت سے جناب ملک قادر بخش صاحب کی توجہ دلاتا ہوں اگرچہ بہت سے ایسے کیس ہیں لیکن میں چند ایک آپ کی خدمت میں پیش کرونگا- صفحہ ۷۵ شمار نمبر ۱۷ کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں- ریونیو بورڈ نے جناب والا باڈر چیکنگ اسٹنٹ کمیٹی کے ساتھ ایک نائب تحصیلدار ۱۵ دسمبر ۱۹۶۱ سے مقرر کیا اور وہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۳ تک کمیشن کی منظوری کے بغیر یہ کام کرتا رہا- حالانکہ یہ ایک ترقی کا کیس تھا یہ ایک پروموشن کا

نہیں تھا۔ قانون کی رو سے اس محکمہ کو چاہئے تھا کہ وہ کمیشن سے پہلے اجازت لیتے۔

اس کے بعد جناب میں سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے متعلق کچھ عرض کرونگا۔ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن نے کچھ رولز اور ضابطے تیار کئے جو کہ ویسٹ پاکستان ایجوکیشن سروس ایڈمنسٹریشن برانچ کے متعلق تھے۔ یہ ۱۹۶۲ میں تیار ہوئے اور کمیشن نے ۱۹۶۲ میں ان کو دیکھا اور ان کو approve کیا۔ اس کا ایک تھوڑا سا حصہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

"When the final draft of (the West Pakistan Education Service) (Class I—Administrattion Branch) (Men's Section) Rules, 1962, was finally considered and approved by the Commission in August 1962, the rules provided *inter alia* as under :—

"Vacancies in the posts of Director of Education shall be filled in by promotion from among members of the Service or members of the West Pakistan Education Service (Class I, Senior Scale collegiate Branch) (Men's Section), seniority being considered only in the case of officers of practically the same standard of merit."

"However, when the rules were finally notified by Government in November 1962, it was noticed that the rules actually contained the following provisions :—

"Vacancies in the posts of Director of Education shall be filled by promotion on the recommendation of the Selection Board from among the six senior members of the Service or members of the West Pakistan Education Service (Class I Senior Scale-Collegiate Branch) (Men's Section)....."

The words "on the recommendation of the Selection Board"

انہوں نے خود اس میں ڈالدئے۔ پبلک سروس کمیشن کچھ کہتی ہے اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اس میں از خود اضافہ کر دیتی ہے۔ میں تحصیلدار کے متعلق جس کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے (یہ نہ کہیں کہ میں نے یوں ہی بات کر دی ہے) اس کے متعلق تھوڑا سا اقتباس آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"Government in the Services and General Administration Department,—*vide* notification No. S. S. VII-10-18163, dated the 15th May, 1963 amended the West Pakistan Public Service Commission (Limitation of Functions) Regulations, 1957, by adding the posts of Tehsildars in Schedule 'A' appended thereto. The effect of this amendment was that initial recruitment to the posts of Tehsildars was excluded from the purview of the Commission which was a major change in their functions as a statutory body for regulating the recruitment to the Services in the Province."

"Clause (2) of Article 186 of the Constitution of the Republic of Pakistan provides that an order limiting the functions of the Commission can be issued only after consulting the Public Service Commission but the West Pakistan Public Service commission had not been so consulted by Government before issuing their above-mentioned orders curtailing the functions of the Commission though it had been brought to their notice on an earlier occasion that prior consultation with the Commission while amending their Limitation of Functions Regulations was necessary. While pointing out this violation of the statutory provisions, Government was also requested to consult the Law Department as to whether, in view of the non-compliance with the mandatory provisions of the Constitution, the amendment made was legally valid.

"The Commission were, however, informed that since they were consulted at an earlier stage by the Board of Revenue in the matter of excluding the initial recruitment to the posts of Tahsildars from their purview (which referred to an amendment of Punjab Tahsildari Rules) and, while disagreeing with the Commission, the Government had on 26th February 1962 over-ruled the Commission no fresh consultation was necessary to satisfy the requirements of Article 186 (2) of the Constitution. In regard to

this contention Government was informed that the earlier case in which the Commission had been over-ruled related to the Punjab Tahsildari Service Rules, 1963, only, and the Governor's orders related to that case alone. Further the amendments to those rules carried out after over-ruling the Commission merely altered the method of initial recruitment to the posts of Tahsildars....."

The case was sent to the Law Department and they said that the objection raised by the Commission was not sustainable. Anyhow, the position is this.

لیکن جناب والا یہ لاء ڈپارٹمنٹ کے پاس بھیجی گئی اور انہوں نے اس ٹیکنیکل اعتراض کے متعلق کہا۔ It is not stainable anyhow the position is this تحصیلداروں کا مسئلہ۔ ان کی recruitment کا مسئلہ ان سے واپس لے لیا گیا۔ اگر یہ پبلک سروس منیو ادارہ ہے اور اس میں یہ وزارت ایک رکن کا اضافہ کرنا چاہتی ہے تو میں ان سے پوچھنے کی یہ جسارت کرونگا کہ اگر یہ منیو ادارہ ہے تو پھر اس کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیوں کیا جارہا ہے۔ کیوں قدم قدم پر اس کے احکامات اور اس کی سفارشات کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ کیوں ان ضوابط و قانون اور آئین کو توڑا جا رہا ہے جس کے تحت اس کمیشن کو اختیارات حاصل ہیں۔ اگر ان دوستوں نے۔ ان بزرگوں نے اور ان وزراء صاحبان نے یہ حرکات جاری رکھیں تو میں کوئی وجہ نہیں سمجھتا اور کوئی جائز وجہ نہیں سمجھتا کہ میں ان کے ساتھ ووٹ کروں کہ اس میں ایک اور ممبر کا اضافہ کر دیا جائے۔ یہ ادارہ پہلے ہی بیکار ہو چکا ہے ایک اور ممبر بیکار بھرتی کرنے سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر۔ اب مولانا غلام غوث صاحب کی نٹ موشن ہے لیکن میں مولانا صاحب کی Heart trouble اطلاع کے لئے عرض کرونگا کہ مسٹر گل حسن منگی نے اطلاع دی ہے کہ ان کو ہے اور وہ زیادہ دیر تک ایوان میں نہیں بیٹھ سکتے اس لئے منگی صاحب کو تقریر کا پہلے موقع دیا جائے۔

خانزادہ تاج محمد خان۔ جناب والا ڈاکٹر کو بلا لیں کہیں بولتے بولتے گر نہ جائیں۔

حاجی گل حسن منگھی۔ آپ ہی ہمارے لئے ڈاکٹر ہیں۔

Mr. Speaker : The member should please address the chair.

Haji Gul Hassan Mangi (Sukkur-I).—Mr. Speaker, Sir, it has been said that so many corers of rupees have been provided for such and such area for development. But I ask the Minister of Finance as to who is executing those schemes. I say with fear of God that 70 per cent of the Officers who are sitting either in the gallery, or serving outside the province are corrupt, whether they belong to C. S. P. or P. C. S. If you appoint a junior officer, he will never serve the nation. First of all he thinks that he should have a car and a bungalow costing not less than 10 lakhs of rupees and from where he will bring this amount? They are corrupt and are adopting all illegal methods of collecting the amount.

I think that amount for salaries of these officers should not be provided in the Budget. They are prepared to serve without any salary because they are earning a lot. They are not serving the nation. In fact they have become a burden upon the national exchequer. I would ask them to improve their attitude - be honest and serve the nation.

Sir, if you will see a S. C. P. or P. C. S. officer of today you will find that he is most corrupt. In Sind if anybody does something wrong people call him a C. S. P. Officer. These young officers should follow the example of the former C. S. P. Officers who were called I. C. S. before partiton and who were honest. What is the need of creating artificial Lords? I think, there

is absolutely no need to do that, promotion should begin from the bottom and appointments should not be made at the top straightaway

Now, Sir. I come to the Education Departmentt. Fortunately the Minister concerned is here I may tell him that corruption has been increasing in his Department and the standard of education is too poor. Now, Sir. in Sind you can get the post of a primary Teacher by paying Rs. 300- and the transfer of a teacher to a good station can be arranged by paying Rs 1000- I challenge the Minister that he should come to sind, and prove it otherwise, If he comes to Sind and sees things for himself he will find that the condition is deplorable. You can get the post of an English Teacher by paying Rs 500- and Selection Grade by paying Rs. 1000

Now, Sir, there was a dispute between the Director of Education and the District Inspector of Schools over the distribution of some amount of money earned by corrupt methods. They appointed a grain marchant as an Amin and he settled the matter. This is the state of affairs in Sind.

Khan Ajoon Khan Jadoon: were you present there?

Haji Gul Hasan Mangi: No. I was not present. Sir, I would ask for the immediate transfer of the Director of Education. He has earned not less than thirty lakhs of rupees within a very short time.

Now, Sir, I come to the Health Services. Yesterday I gave an adjournment motion to discuss the corruption in Civil Hospital, Quetta, but unfortunately I was not in a position to attend the Assembly and so the adjournment motion lapsed. The conditions prevailing in the Health Services are deplorable. No one can get medicine without payment Now, my younger daughter had fever and I had gone to the Quetta Civil Hospital for her treatment. I showed her to some Junior Doctor and he gave me a prescription advising some mixture and Sulphadizine tablets. Then he accompanied me to the dispensary and asked the compounder to give me the medicine. The compounder gave me the mixture but not the Sulphadizine tablets. when I asked, what about Sulphadizine tablets he told me that I could get the tablets on payment of one rupee to the Doctor. I came out of the dispensary the same Doctor met me again. He told me that you will get the Tablets from such and such Doctor on payment. when I came out of the dispensary I saw a gentleman. About a dozen of Doctors were behind him. I was told that he is the Director of Health Services, Quetta. I brought the fact to his notice and he said that he would look into the matter. Sir, if a patient goes to that dispensary they will charge two rupees for giving the medicine. There is one gentleman, Mr. Abdul Majid. He is from Lahore. He said that nobody is given medicine there without making a payment of Rs. 2- Now, Sir, this is the state of affairs at Health Centres that you will not get any medicine without making a payment of Rs 2- to the Doctor as Visiting Fee in the Hospital *plus* medicine charges.

Now, Sir the Director of Health Services, Bahawalpur. He is a very incapable man. He passes most of his time at the Bahawalpur Hospital as he is ill and is suffering from some disease. He never goes out of the Hospital Building. He has lost his sight and instead of two eyes he has now four eyes because his eye sight has become very weak. All the grants that are given to the Hospital are spent on his medicines. He transferred all the Doctors and Nurses. Two or three months later he either cancelled the transfer of some Doctors and Nurses and transferred others in their place on payment of one thousand rupees. Now I come

to the Civil Hospital, Sukkur. That was at one time considered to be a First Class Hospital in Sind. Now, it is not even a Third Class. All Doctors have been tranferred, sixteen nurses had been sanctioned for this Hospital but only six nurses were appointd. Out of these six this getleman transferred two nurses from sukkur to Montgomery. Can you imagine that such a Hospital would run with four nurses. It is the Government's policy and ther are orders to that effect that subordinate staff should be appointed from the same District and should be posted there. I do not understand under what law he has transferred nurses from there. I would suggest that a Committee should be set up immedately to enquire about the conduct, behaviour and efficiency of this man. He should be screened immediately I would request the Minister to check these these things personally and see what are the conditions of Health services through the province specially in sind.

In the matter of appointments, it is Government policy that upto the subordinate and Second Class services appointments should be made from within the region or district But you will see that in the Agricultural Development Corporation and WAPDA no post has been given to any sindhi. They have imported even coolies from the Punjab. Can they honestly say that they are not getting even coolies from Sind. There are many Educated Sindhis and they cannot get jobs. I know a gentlemam. He is an inter Arts and he is selling eggs at sukkur. I know another man. He has passed Inter-science. He is collecting and selling pieces of dried bread.

وزیر زراعت۔ غفور صاحب چیف انجینیر واپڈا کہاں کے ہیں۔

حاجی گل حسن ملنگی۔ وہ سکھر کے ہیں۔ مگر آپ مداخلت کیوں کرتے ہیں۔

First hear me. You can reply later on.

And there has been an order that posts in the railway department WPD and thermal power should be given to sindhis. They had advertised in newspapers and subsequently the chairman of the Railway issued orders that no recruitments should be made.

Mr. Speaker: Mangi Sahib, Railway Budget is over.

Haji Gul Hassan Mangi: This is general administration; appointments, come under general administration.

Mr. Speaker: Not of the Railway Department.

Haji Gul Hassan Mangi: I am speaking of the appointments of civil people of that division, whether it is general administration or the Railway Department. Not a single post was given to any man from Sind I had brought it to the notice of Mr. Junejo, who holds this portfolio. He said that he would look into it but upto this time not a single post has been given.

Now Mr. K. B. Jaffer has said that so much progress has been made in Sind. He is not correct in saying that and I challenge any member from Sind either to come forward and contracted me or support Mr. Jaffar. During the last three years not even a single rupee has been spent in Sukkur City. Is that not a part of Pakistan? Are we not entitled to get any share of it? In this budget even not a single rupee has been provided. Last year they provided four lakhs of rupees for the construction of a Girls College, which was not constructed. This year it has been excluded. I do not understand what fault we have committed in Sind that we are not given any share.

They have constructed roads in Ghulam Muhammad Barrage and the Guddu Barrage where lands have been given to outsiders.

مسٹر سپیکر۔ آپ کن کے متعلق کہہ رہے ہیں۔

Haji Gul Hassan Mangi : I am speaking of the officers.

Mr. Speaker : The member must confine himself to general administration.

Haji Gul Hassan Mangi : I am speaking of the officers who are executing the schemes. These officers come under general administration and I have quoted facts.

حاجی عبدالمجید جتوئی۔ حکومت کان کھول کر سنے۔

Haji Gul Hassan Mangi:—I am speaking of the officers, who are executing the schemes and who are implementing the schemes. These officers have prepared some schemes for the Ghulam Muhammad Barrge and the Guddu Barrage but, they have not prepared even a single scheme for the Sukkur Barrage; Syed Zafar Ali Shah has stated it very correctly. I ask how much amount was sanctioned last year for the development of Sind ? How much these officer have spent there? How much these officers have transferred to othere areas, and how much penrcentage they have pocketed themselves? still we say that we are running the Government efficiently. And still we say that we are controlling these officers. I ask the Finance Minister not to give salaries to these officers and withdraw all concessions.

علامہ رحمت اللہ ارڑر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ اس حکومت کو پارٹی کی طرف سے جو ٹولرٹن سرٹیفکیٹ دئے جا رہے ہیں میں ان کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت تحریک تخفیف زر زیر بحث ہے۔ اور ہم دیکھتے کہ یہاں پارلیمانی روایات مرتب ہو رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں منگی صاحب نے جو تقریر کی ہے اس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آیا انہوں نے مخالفت کی ہے یا موافقت۔ کیونکہ تخفیف زر کے سلسلے میں جس قدر سے ہم اس کی موافقت کرتے ہیں اسی طرح انہوں نے موافقت کی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں اس کے حق میں ہوں۔

علامہ رحمت اللہ ارڑر۔ لیکن انہوں نے یہ تو کہا ہے کہ تنخواہیں مت دو۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ایک روپیہ رہنے دو وہ ایک پیسہ بھی دینا نہیں چاہتے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

مولانا غلام غوث (ہزارہ۔ ۴)۔ جناب صدر۔ کسی حکومت کا عام نظم و نسق اس کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اگر کسی ملک یا مملکت کا نظم و نسق صحیح نہ ہو۔ تو چاہے اس ملک کی سڑکیں کتنی اچھی ہوں کتنی زیادہ ہوں۔ آبادی کتنی زیادہ ہو اور ذرائع و وسائل کتنے ہی زیادہ ہوں لیکن انتظامیہ کی خرابی کی وجہ سے اس کا نتیجہ غلط نکلتا ہے۔ اور ملک دن بدن تباہی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر انتظامیہ ٹھیک ہو نظم و نسق ہو تو چاہے ملک کے وسائل محدود ہوں۔ آبادی کم ہو مگر ایک ڈسپلن کے ساتھ عام ہو رہا ہو۔ عدل و انصاف عام ہو تو وہ ملک آگے کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ہمارے سامنے اسلامی دور اول میں جب عرب صحرا نشین فتح بان اپنے محدود علاقہ سے باہر نکلے تو ان میں چند ہی سالوں میں اعلیٰ تربیت اور ڈسپلن پیدا ہو گیا۔ وہ نظم و نسق کے پابند تھے۔ عدل و انصاف جاری تھا۔ اور ان کے دل میں خدا ترسی اور حرام کی خیر خرابی کے جذبات موجزن تھے۔ باوجود اس کے کہ ان کے ذرائع محدود تھے اور اس چیز کا فقدان تھا۔ دنیا میں اس وقت کوئی اور ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا یہ ایک

زریں دور تھا۔ اس سے ہمیں بہت بڑا سبق مل سکتا ہے۔ اس کے دراصل ہیں ایک تو یہ ہے کہ حکام کو بلند کرنے اور رعائتیں دینے کے لئے عوام کو پیسا جائے اور اپنے رعب داب کے لئے ملک میں عدل و انصاف سے پہلو تہی کی جائے ایک اصول یہ ہے کہ حکام میں جو بد کردار ہوں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ اگر حکومت ایسی پابندیوں پر قائم رہ سکے اور ملک میں صحیح قانون کا احتمام ہو تو کسی کو شکایت کا موقع نہیں مل سکتا۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ جب یوسف عزیز مصر کے اختیار میں تھے اور زلیخا کا تصور روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا تھا بلکہ اس نے اقرار کر لیا تھا تو چند دنوں کے بعد یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ یوسف کو جیل میں ڈال دیا جائے یہ prestige کا سوال تھا۔ حکومت کی عزت اور وقار کا سوال تھا۔ یہی قاعدہ انگریز نے جاری رکھا ہوا تھا۔ کہ جب کسی افسر کے خلاف سخت سے سخت شکایت ہوتی تھی اور وہ ثابت بھی ہو جاتی تھی پھر بھی اسے تبدیل نہیں کرتے تھے محض اس لئے کہ ان کی prestige میں فرق نہ آ جائے۔ اس کے بالمقابل اسلامی قوانین فطرت کے عین مطابق ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حج کے موسم پر جب اقالیم اسلام سے لوگ حج کے لئے آتے تھے۔ تو اعلان کر دیا جاتا تھا کہ والی۔ صوبہ دار یا دوسرے عمال کے خلاف اگر کوئی شکایت ہو تو وہ پیش کی جائے۔ شکایتیں آتی تھیں تو مجمع عام میں ان عمال کی جواب دہی ہوتی تھی۔ اس طرح تمام اقالیم اسلامیہ میں ان کی دھاک بیٹھ گئی تھی۔ اور کوئی حاکم احکام کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت رعایا کے حقوق کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ یہ تو تھا اسلامی طریقہ اور یہی جمہوری طریقہ ہے اسلامی طریقہ میں حاکم کو خدا کا نائب کہتے تھے۔ اور وہ اس طریقہ کو نافذ کیا کرتے تھے۔ جمہوری طریقہ میں اگر جمہوریت مسلمان ہے تو خدا کے قانون کا بھی احترام ہوتا ہے اور حکام عوام کے خادم ہوا کرتے ہیں۔ مجھے یہ ناگوار فرض افسوس کے ساتھ ادا کرنا پڑ رہا ہے کہ میں اس اپنی مملکت کے موجودہ نظم و نسق کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ یہ دوسرے طریقہ پر عامل ہے یہاں رعایا کے حقوق کا کوئی خیال نہیں ہے اور حکام کی عزت اور احترام کا خیال رکھا جاتا ہے اور یہ بنیاد ہے تمام مفاسد کی۔

میرے محترم عبدالرازق صاحب نے کسی تقریر میں فرمایا تھا کہ نظم و نسق کے ٹھیک ہونے کا علاج کیا ہے۔ لہذا ایک علاج ہے۔ میری اس سلسلے میں ایک تجویز تھی کہ غیر سرکاری بورڈ بنایا جائے اور وہ ایم۔ این۔ اے۔ اور ایم۔ پی۔ اے۔ حضرات پر مشتمل ہو اور ہر تحصیل میں منادی کرا دی جائے۔ وہ بورڈ ہر تحصیل میں جاکر لوگوں کی شکایات سنے۔

وزیر خوراک۔ جرگہ سسٹم سے آپ کی مراد ہے۔

مولانا غلام غوث۔ میں غیر سرکاری بات کر رہا ہوں۔ تو اگر وہ چیز اصلاح طلب ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور اگر اصلاح نہ ہو سکے تو وہ بورڈ وزیر متعلقہ کو رپورٹ کر دے اور وہ سختی سے نوٹس لے۔ اس کا اعلان ہوتے ہی دو ہفتے کے اندر اندر آپ کا ایڈمنسٹریشن نصف سے زیادہ بہتر ہو جائیگا۔ لیکن آپ لوگ زیادہ سے زیادہ سوچتے ہیں تو یہ کہ کوئی کمیٹی بنا دو اور اس کے سپرد یہ کام کر دو۔ اول تو ہوتا یہ ہے کہ ڈی۔ سی۔ کی صدارت میں کمیٹی بنائی جائیگی۔ ڈی۔ سی۔ کی صدارت میں جو کمیٹی ہوگی وہ غیر سرکاری ممبروں پر مشتمل نہیں ہو سکتی میں نے ایک علاج بتایا ہے کہ وہاں غیر سرکاری لوگوں کا بورڈ ہو اور ان لوگوں پر بھروسہ کیا جائے خاص طور پر اس معزز ایوان کے ممبروں پر بھروسہ کیا جائے اور وہ لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر تحصیل میں وقت دیں تو اصلاح ہو جائیگی دوسری تجویز اصلاح کی یہ ہے

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حکام کی رعایت نہ کی جائے جس کے خلاف شکایت ہو فوراً تحقیقات کی جائے اگر شکایت صحیح ثابت ہو اُس کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔ اِس سلسلے میں جناب والا آپ کے سامنے چند واقعات رکھتا ہوں جو میرے اِس مسلمہ اصول کے خلاف ہیں اور جس قسم کے واقعات سے ہمارا ملک بدنام ہے اور باوجود اِس کے کہ ہمارے ذرائع کافی ہیں وسائل کافی ہیں پیداوار کافی ہے۔ دریا موجود ہیں پہاڑ موجود ہیں۔ قوانین موجود ہیں۔ ملک وسیع ہے ۸-۹ کروڑ کی آبادی ہے اور جو روس کو چھوڑ کر کسی یورپین ملک سے کم نہیں ہے۔ لیکن اِن تمام باتوں کے باوجود آج ہمارے ملک کی سیاسی پوزیشن خاصی کمزور ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہے الحمد اللہ یہاں بہت کچھ ہے لیکن شکایات سے کسی وقت بھی ہمارا ملک خالی نہیں ہے عوام بیچین ہیں اور جب تک عوام میں بیچینی رہیگی اور راعی اور رعایا کے درمیان مکمل طور پر یکسانیت نہ ہوگی اور جب تک ہر شخص کو انصاف کے بارے میں یہ امید نہ ہوگی کہ ہمارے ساتھ انصاف ہوگا اُس وقت تک ملک کی بیچینی دور نہیں ہو سکتی۔ میں اِس سلسلے میں چند مثالیں پیش کرونگا اور اِس سے میرا مقصد کسی کی تذلیل نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ کسی صورت سے اصلاح ہو جائے۔

پشاور ۲۶ جنوری کو ہشت نگری پولیس نے ایک شخص پر سختی کی جس کا نام امان اللہ خان تھا۔ ایک معزز شہری نے ان سے کہا کہ یہ طریقہ نہ اختیار کرو اِس کا نام منور خان تھا۔ امان اللہ خان کو چھوڑ کر منور خان کے پیچھے پڑ گئے اور تھانے لیجا کر اِس کو خوب مارا خوب زد و کوب کیا۔

ایک آواز۔ جو منور خان آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔

مولانا غلام غوث۔ یہ منور خان بنوں کے ہیں وہ پشاور کا تھا۔

ایک آواز۔ اِن کی باری بھی آجائیگی۔

مولانا غلام غوث۔ بہت جلد اِن کی باری آنے والی ہے۔ خیر اِس کے بعد اِن کے خلاف case دائر ہوا اور ادھر سے پولیس کے خلاف بھی دائر ہوا۔ ڈی۔ سی۔ نے انکوائری کی۔ چار پانچ مہینے ہو گئے ہیں فائل سڑ رہی ہے نتیجہ کوئی برآمد نہیں ہوا اور محض اِس لئے کہ مجرموں کے خلاف حکومت کچھ کرنا نہیں چاہتی یہ discipline کے خلاف ہے prestige کے خلاف ہے اِس لئے اِس کو ڈال دیا گیا ہے۔ پھر اِس کا نتیجہ کیا نکلا ہے چند دنوں کے بعد دو شخصوں نے ایک شخص پر فائرنگ کی اور پستول سے اِس کو مجروح کیا۔ مجروح تھانے میں لیجایا گیا۔ فائرنگ کرنے والے لائے گئے اور جب مجروح کا بھائی تھانہ میں آیا تو اِس کو بھی گرفتار کر لیا اس کی تو آج تک ضمانت نہیں ہوئی لیکن جنہوں نے فائرنگ کر کے مجروح کیا تھا اُن لوگوں کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

وزیر خوراک۔ شہادت شاید اِس کی غلام غوث نے دی ہو۔

مولانا غلام غوث۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کا سوال ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ اگر میں مظفر گڑھ کے واقعات پر کہونگا تو آپ کو تکلیف ہوگی۔

وزیر خوراک۔ ہرگز نہیں۔

مولانا غلام غوث۔ گزشتہ سال میں نے کچھ واقعات عرض کئے تھے تو آپ نے کہا تھا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا۔ یہ آپ کا وکیلانہ سوال تھا۔ اگر آپ کو ٹیلیفون پر جواب مل جاتا ہے تو آپ اِس پر ایمان لے آتے ہیں اور اِس کو صحیح سمجھکر اجلاس میں پیش کرتے ہیں لیکن ہماری

معلومات آپ سے زیادہ مستند ہوتی ہیں ہم جو چیز پیش کرتے ہیں اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ ایک دوسرا واقعہ میں یہ عرض کروں کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں یادش بخیر ایس۔ پی۔ صاحب۔ ایس۔ ایس۔ پی۔ اور اڈیشنل ایس۔ پی۔ اور ڈی۔ ایس۔ پی اور انسپکٹروں کی خوب بھرتی ہوئی ہے لیکن نظم و نسق کا کیا حال ہے جو وہاں ایس۔ پی۔ صاحب ہیں ان کی بیوی خیر سے ڈاکٹرنی ہیں انھیں نے علماء کو لکھا کہ جو وہاں انچارج لیڈی ڈاکٹر ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ہے اس کے خلاف آپ تجویزیں پاس کر کے بھیجیں تو ہماری بیوی انچارج لیڈی ڈاکٹر ہو جائے علماء نے اس کے برعکس کیا وہ سینیئر لیڈی ڈاکٹر ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ پر ظلم انہوں کریں چنانچہ ایس۔ پی۔ صاحب علماء کے خلاف ہو گئے انھیں نے ایک دم آرڈر دیدیا کہ شہر میں کوئی مولوی عالم داخل نہ ہو۔ ۱۲۔ ۱۲۔ میل پہرے لگ گئے جہاں ڈاڑھی والوں کو دیکھا ان کو منع کر دیا کہ شہر میں داخل نہ ہوں۔ ابھی ابھی انھیں نے ایک اور قانون کی مٹی پلید کی ہے اور اچھا قانون کا احترام کیا ہے وہاں شیعہ سنی کا مسئلہ ہمیشہ رہتا ہے اور اس سوال کو انسر زندہ رکھتے ہیں وہاں ایک گلی ہے جو آگے سے بند ہے اس میں فریقین کے معاہدے کے ساتھ جلوس ممنوع ہے اور حکومت نے بھی ممنوع کر دیا ہے۔ ایس۔ پی۔ صاحب نے ڈپٹی کمشنر کو دھوکا دیا کمشنر کو دھوکا دیا اور وہاں سے جلوس نکلوا دیا اور اس سے مقصد صرف یہ تھا کہ علماء کی مخالفت کی جائے۔ جو امن کمیٹی تھی اس کے اراکین اور مولانا عبدالسلام نے موقع پر اطلاع دی کہ حالات یہ ہیں قانون یہ ہے مواعید یہ ہیں یہ گلی ممنوع ہے ان کو گرفتار کر لیا اور دوسرے علماء کو بھی گرفتار کیا انھیں نے جب ضمانت دینا چاہی تو کہا کہ میجر فضل کریم کی تصدیق لائیے۔ بھلا کس بات کی تصدیق۔ آپ خیال کریں کہ اگر میجر فضل کریم کی تصدیق لائی جائے تو ایس۔ پی۔ صاحب ضمانت کرینگے۔ اور وہ ان کے الیکشن کے لئے میدان صاف کر رہے ہیں۔ اور یہ ان کو ڈی۔ آئی۔ جی۔ بنانے کا وعدہ دے رہے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ تصدیق تب کرینگے۔ کہ میجر فضل کریم کی تصدیق لائو۔ ثبوت موجود ہے۔ بیشک ملک صاحب خفا نہ ہوں۔ یہ تذلیل کے لئے نہیں ہے۔ یہ واقعات ہیں۔ کہا گیا کہ یہ تصدیق لائو۔ کیوں ان کی تصدیق لازم کر دی گئی ہے۔ اب یہ دو مثالیں ہیں۔ تیسری مثال چھوٹی سی پیش کرتا ہوں۔ اپنے افسران کے طریق کار کی ------- میں نام نہیں لیتا ---- پشاور ڈویژن کے ایک بڑے ذمہ دار افسر ڈائرکٹر سینیٹوریم دورے پر جا رہے تھے۔ یہ آٹھ دس دن کے اندر کا واقعہ ہے۔ کہ مقامی حکام نے مانسہرہ کے لوگوں کو کہا۔ کہ سب جمع ہو جائو۔ ان کا استقبال کرو۔ دروازے بنائو۔ جھنڈے لگائو اور سڑک ٹھیک کرو۔ سارا انتظام مکمل ہو گیا۔ امیرالمومنین جب آئے۔ موٹر میں تھے۔ موٹر اس طرح تیز رفتاری سے چلائی۔ کہ آدمی اس کے نیچے کچلتے کچلتے رہ گئے۔ نہ سلام کیا۔ نہ پوچھا۔ نہ توجہ فرمائی۔ امیرالمومنین گئے۔ یہ معمولی سی مثالیں ہیں۔ جو کہ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بات میں اوقاف کے نظم و نسق کے بارے میں عرض کرونگا۔ آج علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے بھی اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ میں بھی اس سلسلے میں دو تین باتیں عرض کرتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ اس کا بجٹ یہاں پیش نہیں ہوتا۔ "کھو کھاتہ" ہے وہاں پر۔ چورانوے لاکھ روپے سالانہ کی آمدن میں سے چونتیس لاکھ روپے انتظامیہ پر خرچ ہوتے ہیں ---- یہ اوقاف کے تحفظ کے لئے محکمہ بنا ہے۔ یہ چونتیس لاکھ روپے تو مل بیٹھکر کھا جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ مجاوروں سے رقم کو بچایا جاتا ہے۔ یہ خود کھا جاتے ہیں۔ اور بالائی آمدن جس کو "فضل ربی" کہتے ہیں۔ وہ اس کے سوا ہے۔ اور اس میں گھوڑے بھی ہضم بھینس بھی ہضم اور مرغے بھی ہضم کر جاتے ہیں۔ اور

بہت سی چیزیں ہیں- جو میں کہتا نہیں ہوں- حکومت خود تحقیقات کر رہی ہے- میں صرف نظم و نسق کے بارے میں عرض کرتا ہوں- بہاولپور میں جامعہ اسلامیہ ہے- نہ تو یہ یونیورسٹی ہے- اور نہ یونیورسٹی کہلانے کے قابل ہے- کیونکہ کسی معمولی عربی مدرسے کے برابر بھی اس میں طالب علم نہیں ہیں- اور رقم کو بالکل ماں کا دودھ سمجھ کر کھاتے ہیں- اوقاف کی آمدنی کو اڑا رہے ہیں- اور کھا رہے ہیں- بلگرامی صاحب کی ۲۶۰۰ روپے تنخواہ ہے- اور موٹر اور بنگلے کا خرچ الگ ہے- اور میں آپ کو ان کا انتظام بتاتا ہوں- کہ ان کی انتظامی قابلیت کیا ہے- آپ تحقیقات کر لیں- انشاء اللہ ملک صاحب خوش ہونگے- وہاں ایک کتاب "مشکلات القرآن" پڑھاتے ہیں- وہاں تین کلاسیں ہیں- (۱) رفعہ و ہدایت کی- (۲) تفسیر و حدیث کی- تفسیر و حدیث کی کلاس کو کتاب "مشکلات القرآن" پڑھا دی گئی- اور یہ نصاب میں رفعہ و ہدایت کی کلاس میں داخل ہے- سارا سال کتاب تفسیر و حدیث والوں کو پڑھاتے رہے- اور جب امتحان کا وقت آیا- تو رفعہ و ہدایت والوں کو کہا گیا- کہ اس کتاب کا امتحان نہیں دینا ہوگا- طالب علموں نے کہا- کہ ہمیں تو یہ کتاب پڑھائی ہی نہیں گئی- پڑھائی تو آپ نے دوسری کلاس کو ہے- اس نے کہا کہ جو بھی ہو امتحان تم کو ہی دینا ہوگا- تو یہ ہیں آپ کے جناب بلگرامی صاحب اور یہ ہے آپ کا نظم و نسق یہ میں نے آپ کے سامنے معمولی سی مثال پیش کی ہے-

جناب والا- لائوڈ سپیکروں پر پابندیاں لگائی گئیں- پھر ہمارے محترم جناب میمن صاحب نے اعلان کیا- کہ خطبے اور عیدین کے خطبے کی تقاریر اس سے مستثنیٰ ہیں- اس اعلان کے بعد اخبارات اور ریڈیو کے ذریعے اس اعلان کے بعد مولانا عبدالستار صاحب ناظم جمعیت علماء نے جمعہ کے خطبے میں تقریر فرمائی- ان کے خلاف کیس بنایا گیا- اس اعلان کے بعد- جب وہ گئے- افسروں کے ایک جمگھٹے ہیں- وہ بیٹھے ہوئے رمضان کے مہینے میں مرغ اڑا رہے تھے- دن دہاڑے افطار کے وقت نہیں- چونکہ ان کا اپنا مسئلہ تھا- وہ رہ گئے- اور انہوں نے کہا- کہ خدا سے فرمائو تو سہی- ان کو غصہ آگیا- انہوں نے کہا کہ مولوی تیز ہے- اس پر مقدمہ چلائو- ذرا اس کا دماغ ٹھیک کرو- آج تک وہ اس کی پیشیاں بھگت رہے ہیں- محترم میمن صاحب کے قانون کی مثی ان کے اعلانچیوں نے پلید کر دی ہے- قانون کا احترام کرنے والوں کا یہ حال ہے- صرف ایک اور مثال سرگودھا کی پیش کرونگا- میں ابھی سرگودھا سے ہی آرہا ہوں- وہاں ایک جناح ہال بنا ہوا ہے- اس میں رقص و سرور کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں- اس میں جمعیت علماء اسلامی کو شہری میٹنگ کے اجلاس کی بھی اجازت نہیں ملی- ٹائون کمیٹی میں میٹنگ کی گئی- اس میں لائوڈ سپیکروں کی اجازت نہ تھی- وہ تو ایک قانون تھا- اٹھارہ علماء پر پابندیاں ہیں- جس میں بارہ ایک فرقے سے ہیں- اور دو چار دوسرے فرقے سے ہیں- ایک فرقے والوں کو تو لائوڈ سپیکروں کی اجازت دی ہوئی ہے- اور دوسرے فرقے والوں کو اجازت نہیں دی گئی ہے- ایک کی تقریر ہو رہی ہے- اور دوسرے کو رکاوٹ ہے- پھر کمپنی باغ میں جلسے کا اعلان تھا- چلئے بغیر لائوڈ سپیکروں کے ہی سہی- تو عین موقع پر کہا گیا- کہ اجازت کس سے لی ہے- انہوں نے شہر چھوڑ کر بازار میں سبزی منڈی جلسے کا اعلان کیا- کمپنی باغ بھی چھوڑا- وہاں کوئی دفعہ ۱۴۴ نافذ نہیں ہے- ایس- ایم- ایس- صاحب تشریف لائے- یعنی وہ سبزی منڈی میں تشریف لائے- اور فرمایا- کہ کس کی اجازت سے جلسہ کر رہے ہو- انہوں نے کہا- کہ ہم اپنی اجازت سے جلسہ کر رہے ہیں- وہ "پھبکے" ہو کر واپس چلے گئے- پھر رات کو میں نے تقریر کی- ایس- پی- کے پاس علماء کا وفد جائے*

* X X X X X X X

مسٹر سپیکر- مولانا صاحب- آپ یہ الفاظ واپس لیں-

And these words are expunged from the proceedings of the Assembly.

* Expunged as ordered by Mr. Speaker.

سید احمد سعید کرمانی- انہیں کہنے دیں- تاکہ ہمیں علم ہو کہ ہمارے علماء صاحبان اخلاقی لحاظ سے کتنے اوپر کھڑے ہیں-

مولانا غلام غوث- اور ہمارے مخلص صاحبان بارا کچھ کر کیا توہین کرنا چاہتے ہیں- یہ تو سنت رسول ہے- یہ بھی ایسے الفاظ واپس لیا کریں- اور ایسی باتیں نہ کہا کریں- ان کا منہ ذرا بند کیجئے- اور ان کے منہ میں لگام ڈالئے-

مسٹر سپیکر- مولانا صاحب- آپ اپنی تقریر جاری رکھیں-

مولانا غلام غوث- تو جناب والا- ملتے بھی ہیں تو نہایت بڑائی کے ساتھ- اور بہت بد اخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہیں- تو میں حیران ہوں کہ جب ایک جگہ دفعہ ۱۴۴ بھی نہیں ہے- جلسے کی بندش نہیں ہے- زبان بندی نہیں ہے- کوئی پابندی نہیں ہے- تو پولیس والوں کو کیا حق ہے- کہ وہ لوگوں کی تذلیل کرے- اور ان کی خودداریوں کو تباہ کرے- ان کو جھکائے اور ان کی تذلیل کرنے کی کوشش کرے- کہا کہ کس نے اجازت دی ہے- کہا کہ ہم اپنی اجازت سے جلسہ کر رہے ہیں- جلسہ ہوا- اور بڑا کامیاب جلسہ ہوا- میں نے ایس- پی- صاحب سے تھوڑا سا عتاب بھی کیا- اور ایس- پی- صاحب کو اس بات کا کوئی لحاظ نہیں ہے- کہ ہماری حرکات کا اثر ہماری حکومت پر پڑے گا- جناب والا- میرا مقصد یہ ہے- کہ جو کچھ نظم و نسق اس وقت جاری ہے- جو کچھ انتظامیہ میں خامیاں ہیں- جب تک اس کی طرف توجہ نہیں کی جائیگی- اور جب تک حکام سے ان کی غلطیوں اور خامیوں کی باز پرس نہ کی جائیگی- اگر آپ ان کو تبدیل بھی کرینگے- تو بہت سے اس کے لئے تیار ہوتے ہیں- کہ چلو جی کیا ہوگا- تبدیلی ہی ہوگی- حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی حضرت مولانا درخواستی صاحب خانپور والے اور حضرت مولانا محمد علی صاحب دنیا بھر میں اجتہاد کے حامی اور اجتہاد پر وعظ کہنے والے- بیضرر اور ہر طریقے سے امن پسند اور ان کی سرگرمیاں امن پسندانہ- ان پر پابندی لگا دی گئی- کہ تم ملتان نہیں آسکتے- گیارہ ضلعوں میں پابندیاں لگا دی گئی ہیں- اگر آپ صفائی سے یہ کہہ دیں- تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا- کہ کسی ایک جماعت کو الیکشن کے لئے کوئی بات کرنے کی اجازت نہیں ہوگی- تو پھر ہم دوسرے طریقے سے کرینگے- جلسوں کے بغیر کرینگے- جو کچھ کرنا ہے وہ کرنا پڑے گا- لیکن کسی بھی حکومت کو یہ طریقہ زیب نہیں دیتا- کسی مہذب حکومت کا مقصد یہ ہوتا ہے ----- اور میں نیچے والے لوگوں کو اس کا ذمہ دار قرار نہیں دیتا- کیونکہ میں سمجھتا ہوں- کہ ان کی بات نہیں چلتی- پچاس ساٹھ ضلعوں پر کنٹرول نہیں کیا جا سکتا ہے- وہ اپنے اپنے ضلعوں میں اپنی اپنی حکومتیں الگ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں- ان کی اصلاح آپ سے ناممکن ہے- جب تک انتظامیہ کی اصلاح نہ ہوگی- ہمارا ملک آگے نہیں بڑھ سکتا ہے-

مسٹر افتخار احمد خان (جھنگ- ۱)- صدر گرامی آج مغربی پاکستان کے صوبے میں جو عام نظم و نسق کی حالت ہے اور کیفیت ہے اور جس نہج پر جس سطح پر جس پستی پر عام نظم و نسق جا چکا ہے وہ اس ایوان کے اس قوم کے اور دیگر سوچنے والوں کے لئے حقیقت میں ایک بڑا سنجیدہ اور بڑا اہم مسئلہ ہے- جذبات سے دور رہ کر- جذبات سے مغلوب ہوئے بغیر بہت سنجیدہ اور ٹھنڈے فکر و غور کی اس مسئلے کے لئے ضرورت ہے- انگریز نے صدر گرامی جو نظم و نسق چلانے کی مشینری ہمارے لئے چھوڑی تھی افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہم اس کو بھی اس حالت میں بھی نہ رکھ سکے جس حالت میں وہ سامراجی حکمران اسے پدرورثی

دے کر سو سال کی پرورش دے کر اس کو چھوڑ گیا تھا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ آزاد قوم کے لئے۔ آزاد ملک کے لئے آزاد قوم اور آزاد ملک کے نئے تقاضوں اور نئی ضرورتوں کے پیش نظر ہم اپنے نظم و نسق کی مشینری کو اس طرح ترتیب دیتے ہیں کہ آج بین الاقوامی دنیا میں ہماری کوئی عزت کا مقام ہوتا۔ ہماری قوم یہ فخر کے ساتھ کہہ سکتی کہ ہمارے عام نظم و نسق کی مشینری دوسرے مہذب ملکوں سے اگر کم نہیں تو برابر ضرور ہے۔ انگریزوں کے اپنے سامراجی عزائم تھے۔ انگریزوں نے اپنے ان عزائم کے لئے اس مشینری کو ترتیب دی۔ اس مشینری کا مقصد عوام کی غلامی کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا تھا۔ اس سے سامراجیت کے حقوق کا تحفظ تھا لیکن ان تمام برترین مقاصد کے باوجود بھی ان تمام ناپاک عزائم کے باوجود بھی ایک چیز تو آپ تسلیم کرینگے کہ ان کی مشینری میں یہ بددیانتی یہ نالائقی یہ نا اہلی نہ تھی۔ اس وقت کے بھی نالائق نا اہل اور رشوت خور افسر اس آزادی کے ساتھ اس ڈھٹائی کے ساتھ اس بیباکی کے ساتھ حکمران نہیں ہوا کرتے تھے لیکن صدر محترم ہمیں یہ ضرورت تو نہ تھی کہ ہم اسی مشینری کو چلاتے۔ ہم تو ایک آزاد قوم بنے تھے ایک آزاد ملک ہوتے ہوئے ایک اسلامی مملکت بنے تھے اور اس دنیا کی سب سے بڑی مملکت بنے تھے۔ ہمیں ایسی مشینری بنانی چاہئے تھی کہ جو ہمارے عزائم کی اور مقاصد کی اور پرانی و سابقہ روایات کی اور تاریخ کی آئینہ دار ہوتی۔ لیکن آج حالت کیا ہے۔ آج حالت دگر گوں ہے۔ نا گفتہ بہ ہے۔ سیکریٹیریٹ کا ذکر آیا ہے۔ حالت کیوں دگر گوں ہے۔ یہاں سنجیدہ فکر کی اس کے لئے ضرورت ہے۔ کیوں دگر گوں ہے۔ سب سے پہلے تو سیاسی دباؤ اور سیاسی اثرات ہیں اور سیاسی دباؤ ہے جو آج حکمرانوں کا ہمارے Bureaucrats پر چلا ہوا ہے۔ سب سے زیادہ ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے۔ میں حقیقتاً جیسے کہ علامہ صاحب نے فرمایا تھا کہ میں بھی واقف ہوں آج انکی مجبوریوں سے۔ میں بھی واقف ہوں آج ان کی پابندیوں سے۔ میں بھی واقف ہوں آج ان کی حدود سے۔ تو آج ہمارے افسر۔ یہ ہمارے Bureaucrats ہمدردی کے مستحق ہیں۔ ان کی حالت کوئی دیگر افراد سے اپنی قوم کے دیگر حصے سے زیادہ مختلف نہیں۔ یہ بھی آج اتنے ہی مجبور اور لاچار ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب سرکار میں حاضری ہوتی ہے۔ درود تعویذ ساتھ لیکر جاتے ہیں اور جو دن گزر جاتا ہے حاضری کے بعد جب آتے ہیں تو داتا صاحب پر سلام کے لئے جاتے ہیں کہ خیر سے بڑی سرکار کے پاس گئے تھے۔ بڑی عبریت سے جان بچا کر واپس آگئے بیٹھی ختم ہوئی۔ جو دن گزر گیا سمجھتے ہیں کہ اللہ نے بڑا فضل کیا۔ حقیقتاً یہ مجبور ہیں آج ان پر سیاسی دباؤ ہے۔ آج ان پر سیاسی تحکم اس برے طریقہ پر ان پر نافذ ہے کہ ان کی اپنی نہ کوئی Free-will ہے نہ ان کی اپنی کوئی discretion ہے اور نہ ان کو صحیح اور ایمانداری سے کام کرنے کا کوئی موقعہ حاصل ہے۔ تو اس لئے جب تک یہ سیاسی دباؤ یہ سیاسی ڈکٹیٹر شپ یا یہ فرد واحد کی حکومت جب تک قائم رہے گی اور جب تک اس ڈکٹیٹر شپ کے عزائم قائم رہینگے کہ ہر طرح سے ہم نے اور ہر ذریعہ سے جائز اور ناجائز ذریعہ سے ہم نے اس ملک پر حکومت کرنی ہے۔ عام نظم و نسق کی یہی حالت ہے۔ دوسرے صدر محترم سیکریٹیریٹ اب وہ سیکریٹیریٹ نہیں جو پہلے ہوا کرتا تھا۔ ہمارے ذہن میں ہوا کرتا تھا۔ اس ون یونٹ کے بعد یہ سیکریٹیریٹ۔ یہ مرکزی مشینری۔ یہ نظم و نسق اب بے اختیار ہے۔ آج اختیارات کا منبع اور مرکز یہ لاٹ صاحب کا دفتر نہیں ہے۔ اس میں بیٹھنے والے افسر نہیں ہیں۔ آج وہ چھوٹے مغل کمشنر ہیں جو مغل کمشنریوں پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ ان کے پاس اب کچھ نہیں۔ ان کے اختیار میں اب کچھ نہیں۔ یہ صرف اب پوسٹ بکس ہیں جو کمشنر کی ڈاک اوپر اور اوپر کا حکم کمشنران کو پہنچاتے ہیں۔ آج تمام اختیارات کمشنران کے ہاتھ میں ہیں۔ ڈویژنل افسران کے ہاتھ میں ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمارا ترقی کی

طرف قدم ہے- ہم انصاف کو- ہم انتظامی ذمہ داری کو لوگوں کے قریب اور عوام کے قریب اور ان کے علاقوں میں بھیجنا چاہتے ہیں لیکن صدر گرامی دو تین سالوں سے نظم و نسق کی کیفیت کو اس نئے رنگ و روپ کو ہم نے دیکھ لیا ہے اور اس کے نتائج بھی ہم نے دیکھ لئے ہیں- سیکریٹیریٹ میں کم از کم وہ ذہنیت اور حکمرانی کا جذبہ وہ فرعونیت نہیں ہوا کرتی تھی جو آجکل اضلاع کے کمشنران میں ہوا کرتی ہے اور جس کا پیدا ہونا ایک لابدی امر ہے- وہاں پر کچھ نہ کچھ قانون کی حکمرانی ہوا کرتی تھی- وہاں ماحول مختلف ہوتا تھا اور ہے- وہاں کی صرف حکمرانی ایک ڈھانچہ استبداد جبر اور ظلم کا لیکن اس نئے ڈھانچے نے وہ تمام قیود اور بندشیں جو پہلے نظم و نسق پر قائم ہو سکتی تھیں وہ ختم کر دی ہیں- تیسرے صاحب صدر ان کی اپنی اخلاقی پستی اور ان کے اپنے کیریکٹر کا فقدان ہے- آج نظم و نسق ان نوجوان بچوں کے ہاتھ میں ہے- ان نوجوان شہزادوں کے ہاتھ میں ہے کہ جن کو سی- ایس- پی- افسر کہا جاتا ہے- میں پہلے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان سی- ایس- پی- آفیسرز اور ان آئی- سی- ایس- آفیسرز کا کم از کم ایک رجہ سے ان کا قائل ہوتا تھا اور ان کی سروسز کی افادیت کا حامی تھا کہ یہ چھوٹی سطح پر نہیں سوچتے تھے- یہ معمولی سیاسی جھگڑوں میں سیاسی پارٹی بازی میں نہیں پڑتے تھے- یہ رغوت خور نہیں تھے- لیکن آج بلا خوف تردید صدر گرامی میں یہ کہہ سکتا ہوں اور آپ اور یہ ایوان اس بات کی تصدیق کرے گا کہ آپ کے جتنے نئے سی- ایس- پی- افسران ہیں ان کو بلا استثنیٰ میں اس حد تک جانتا ہوں- مبالغہ نہیں سمجھتا کہ یہ نوجوان افسر رغوت خور ہیں- زانی ہیں شرابی ہیں- جس ضلعے میں جا کر دیکھیں- ایس- ڈی- ایم- کمشنران اور اسسٹنٹ کمشنران کو دیکھیں- ان کے مشغلے رنگینی اور رات کی آسائش یہ ان کے مشغلے ہیں نوجوان بچوں کے جن کو آپ دو تین سال کے اندر ایس- ڈی- ایم- اور تین سال کے اندر ڈی- سی- بنا دیتے ہیں اور ان کی قابلیت کا کیا عالم ہے- ذرا ان کی قابلیت تو پوچھو کہ قابلیت کیا ہے- پہلے ڈپٹی کمشنر بننے کے لئے انگریز کے زمانہ میں بارہ چودہ سال کا عرصہ لگتا تھا- ان کو ریونیو کا کام سیکھنا پڑتا تھا- ان کو فوجداری کا کام سیکھنا پڑتا تھا- ان کو سٹیمپ کا کام سیکھنا پڑتا تھا- محتسم خزانہ رہنا پڑتا تھا- ایسے درجنوں مراحل ان کو طے کرنے پڑتے تھے جس سے وہ کندن بن جاتے تھے- جب وہ ایڈمنسٹریشن کے نقطہ نظر سے کندن بن جاتے تھے تب کہیں جاکر کسی ضلع کی باگ ڈور ان کو سنبھالی جاتی تھی- آج کیا ہے اور اس ملک کی حالت کیا ہے- صدر محترم ان سے انصاف کی کیا توقع ہو سکتی ہے- کیسے انصاف ہو سکتا ہے- مجھے اس موقع پر ایک حکایت یاد آئی جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں-

جناب والا- ایک طوطا شہنشاہ چرند و پرند کی عدالت میں پیش ہوا- (ملک کی حالت کیا ہے اس لئے مثال سے آپ سمجھینگے) ایک طوطا شہنشاہ چرند و پرند کی عدالت میں پیش ہوا- وہ شہنشاہ چرند و پرند کون تھا وہ شہنشاہ "الو" تھا- صدر محترم وہ الو نہیں جو سردار بہادر خان صاحب نے فرمایا تھا- الو چرند و پرند کا بادشاہ سمجھا جاتا ہے- جب طوطا اس کی عدالت میں پیش ہوا اس نے کہا کہ کوا میری بیوی کو لے گیا ہے- میری طوطی کو لے گیا ہے- اس نے کہا گواہ لاؤ- کوے نے کائیں کائیں کی اور سینکڑوں کوے آگئے- طوطے نے ٹیں ٹیں کی لیکن کوئی طوطا نہ آیا- جب بادشاہ سلامت طوطی کوے کو دینے لگے تو طوطے نے کہا حضور میرا رنگ دیکھئے طوطی کا رنگ دیکھئے اور کوے کا رنگ دیکھئے یہ طوطی ان کی کیسے ہو سکتی ہے یہ میری بیوی ہے- شہنشاہ بولے تمہارے گواہ نہیں ہیں- تمہاری اکثریت نہیں ہے- تمہیں طوطی کیسے دے دیں- جب طوطی کوے کو دینے لگے تو کوا رو پڑا- شہنشاہ کہنے لگے روتے کیوں ہو کیا ہم نے ناانصافی کی ہے- کوا کہنے

لگا حضور آج تو آپ نے میرے لئے انصاف کر دیا ہے لیکن یہ حکومت کب تک رہے گی- میں سوچ رہا ہوں اور روتا بھی اس لئے ہوں کہ آپ کب تک رہینگے- جس کے انصاف کا یہ عالم ہو- صدر محترم آج بالکل بیٹھے ہمارے نظم و نسق کی حالت ہے- (قہقہہ) ایک سیاسی دباؤ- دوسرے delegation of power to the district officers تیسرے اخلاقی پستیاں- یہ سب ہمارے نظم و نسق کی خرابی کا باعث ہیں- اور میں نے چھوٹے سی- ایس- پی- افسران کا ذکر کیا ہے- بڑوں کا حال دیکھئے- بڑوں پر نظر ڈالئے- ہمارے کمشنر صاحبان ہیں سبحان اللہ وزراء کا استقبال نہیں ہوتا ان بیچارے وزراء کا استقبال تو رہا ہی نہیں ہے- ان کا کون استقبال کرے کس لئے کرے- یہ کاریں انہوں نے مانگی ہوی ہیں- آپ حیران ہونگے وہ ان کاروں کو کیا کرینگے- چونکہ ان کو اپنے استعمال کے لئے قطعاً ضرورت نہیں ہے- اگر ان کے بچوں کو سکول جانے اور لانے یا سیر و تفریح کے لئے ضرورت ہے تو ضرورت ہے- کیونکہ وزراء کا مقصد اور ان کی افادیت یہ ہے کہ وزراء کا رابطہ عوام میں اور حکومت میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے- عوام اور حکومت کی مشنری میں جہاں یہ تعلق ہی نہ ہو جہاں یہ واسطہ ہی نہ ہو- آئین نے یہ سرے سے کاٹ دیا ہے- پھر صدر محترم یہ کس کے نمائندے ہیں- یہ اس ایوان کے نمائندے ہیں- یہ عوام کے نمائندے ہیں اور یہ وزیر صاحب کسی اور elected personality کے نمائندے ہیں- یہ وزراء کسی کے نمائندے نہیں ہیں- اگر یہ کسی کے نمائندے نہیں ہیں تو ان کا کام کیا ہے- کیا عوام میں جا کر اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کی یہ جرات کر سکتے ہیں-

شاہزادہ تاج محمد خان- اس لئے آپ کی بات نہیں سن رہے ہیں وہ سب باہر چلے گئے ہیں-

وزیر تعلیم- میں بیٹھا ہوا ہوں اور میں سن رہا ہوں اور نوٹ بھی لے رہا ہوں-

مسٹر افتخار احمد خان- چلئے ان کی نمائندگی کو چھوڑئے- اپنی حیثیت میں جب یہ خود خوش ہیں تو میں کیوں اعتراض کروں- جب انہیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ ہم اس ایوان کے نمائندے نہیں ہیں تو پھر میں کیوں اعتراض کروں- لیکن صدر محترم کاروں کی کس لئے ضرورت ہے- کیا انہیں عوام کے پاس جانا ہے- پچھلے تین سال کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھئے کہیں ایک جلسہ عوام کا انہوں نے خطاب کیا- کہیں جا کر عوام کی شکایات سنیں - - - - -

وزیر تعلیم- جناب والا الیکشن کے علاوہ میں ان کی بات کی تردید کرتا ہوں- الیکشن کے علاوہ اور اضلاع میں جاکر بھی خطاب کیا ہے-

مسٹر افتخار احمد خان- آپ کی تصویریں میں روز دیکھتا ہوں- اب میں کیا کہوں- اگر میں آپ کی تصویروں کو دیکھ کر کسی نتیجہ پر پہونچ سکتا ہوں تو اسی نتیجہ پر پہونچ سکتا ہوں کہ آپ نے لیڈی کالج کو خطاب کرنا تھا- انہیں مجموں میں جانا تھا - - - - -

وزیر تعلیم- Point of personal explanation

جناب والا- مجھے اجازت دیجئے- میرے فاضل دوست نے خواہ مخواہ اس بات کو چھیڑ دیا ہے-

مسٹر سپیکر- ان کی تقریر کے بعد آپ کو موقع دے دیا جائے گا-

وزیر تعلیم- مجھے ابھی اجازت دے دیں تو بات واضح ہو جائے-

Mr. Speaker : Yes.

وزیر تعلیم- جناب والا میں اس ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وزیر تعلیم ہونے کی حیثیت سے اگر کسی جگہ ضرورت کے تحت جانا بھی پڑے تو جانے میں مجھے اعتراض نہ ہوگا- میں ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ آج تک میں کسی female institution میں یا ہائی سکول میں یا کالج میں نہیں گیا- میں کوئین میری سیکشن جہاں تین سال سے لے کر سات سال کے بچے اور بچیاں پڑھتے ہیں وہاں گیا ہوں اس کے علاوہ کسی اور جگہ نہیں گیا- لیکن بہت سے مقامات پر میں نے سیاسی میٹنگ کو بھی خطاب کیا ہے- میں اور بھی کئی معاملات میں گیا ہوں- میرے فاضل دوست میری وہی تصویر دیکھتے ہیں جن تصاویر کا انہوں نے ذکر فرمایا ہے- کہ وہاں خواتین بھی موجود ہیں- شاید میری دوسری تصاویر پر ان کی نظر نہیں جاتی-

Khanzada Taj Muhammad : Point of order. The word female be substituted by the word ladies. Females can be animals also.

Mr. Speaker : This is no point of order.

مسٹر افتخار احمد خان- صدر محترم مجھے اپنے عزیز بھائی وزیر کی دل شکنی کرنا یا ان کی بدنامی کرنا حقیقتاً منظور نہ تھا اور نہ ہے- اگر کچھ میری طرف سے بے ساختہ کوئی بات نکلی ہے تو وہ محسوس نہ کریں اس لئے یہاں جذبات میں بات کہہ دیتا ہوں- اور اس لئے کہتا ہوں کہ یہ اسلامی مملکت ہے-

مسٹر سپیکر- نوابزادہ صاحب آپ اپنے موضوع پر تقریر کریں-

مسٹر افتخار احمد خان- میں اس بات پر ختم کر رہا ہوں- میں تلخی کو نہیں بڑھاؤنگا آپ مطمئن رہیں-

Major Sultan Ahmad Khan : Sir, I may be allowed to explain the position.

مسٹر سپیکر- آپ اپنی پوزیشن بیان کرنا چاہتے ہیں یا نوابزادہ افتخار احمد صاحب کی پوزیشن بیان کرنا چاہتے ہیں-

میجر سلطان احمد خان- میں نوابزادہ صاحب کی تردید کرنا چاہتا ہوں- ان کو غلط فہمی ہوئی ہے-

Mr. Speaker : The member is not on a point of order. He may please take his seat.

مسٹر افتخار احمد خان- صدر محترم یہ چیز اس لئے ہوئی ہے کہ یہ بد نظمی- ابتری اور عام نظم و نسق کی مشنری کی چولیں ہلانے کا باعث بنے ہیں- صدر محترم صدر مملکت کا وہ حکم جس کے ذریعہ دونوں صوبہ کے گورنروں کو سیاست میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی ہے- اب آپ سوچئے قانونی حیثیت کے پیش نظر جناب گورنر کو سیاست میں جب حصہ لینے کی اجازت ہو- جناب گورنر کو پارٹی بنانے اور پارٹی توڑنے کے کام کرنے کی اجازت ہو وہ گورنر کون وہ گورنر جو ایڈمنسٹریشن کا ہیڈ بھی ہے- جو ایڈمنسٹریشن کا انچارج بھی ہے- جس کو ایڈمنسٹریشن میں کن فیکون کے اختیارات حاصل ہیں اس قانونی پوزیشن کے ہوتے ہوئے آپ بتائیں کہ اس نظم و نسق کی حالت بد سے بدتر نہ ہو- تو اور کیا ہو اور اس کا اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے-

دوسرے صدر محترم اب تک آپ جتنی بد نظمی دیکھ رہے ہیں میں تو اس سے ڈرتا ہوں اور خوف آتا ہے- یہ ابھی زیادہ نہیں ہے- اس سال جو حالت خراب ہوئی ہے اور الیکشن کے سال میں جو کیفیت ہوئی ہے اس کا نقشہ میں اور آپ دیکھ چکے ہیں کہ انہوں نے کیا حالت بنا

ڈالی ہے- کس طرح دیدہ دلیری کے ساتھ افسر الیکشن میں حصہ لیتے رہے ہیں- کسی کو امید نہیں ہے کسی کو توقع نہیں ہے کہ آئندہ سال میں یہ حصہ نہیں لینگے اور اس وقت اس ملک کی کیا حالت ہوگی- لیکن میں آپ کے توسط سے اپنے افسر بھائیوں کی خدمت میں یہ گزارش ضرور کرونگا وہ یہ ہے - - - - - اور وہ یہ کہ بیشک آپ مجبور ہیں- بیشک آپ معلوم ہیں- لیکن کبھی کبھی اپنی ضمیر سے بھی پوچھ لیا کریں- اتنی ہی سختی- اتنا ہی تشدد- اتنی ہی زیادتی اور ناانصافی کریں- جس کے لئے آپ کو واضح حکم دیا جائے- اس کے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں- کیونکہ اتنا تو آپ کرنے پر مجبور ہیں اور وہ تو آپ کو کرنا ہی ہوگا- بہر حال over acting نہ کریں- کیونکہ اس کی وجہ سے ۲۵ سال کی ملازمت کے بعد screening آپ کے سر پر کھڑی ہے- صدر محترم- اس سولہ سال پرانی تاریخ میں آپ نے کہیں دیکھا یا سنا تھا- کیا سیاستدانوں کے زمانے میں کبھی آپ کے senior افسروں نے ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا- جو آجکل ہر روز اخبارات میں آتا ہے کہ فلاں بورڈ آف ریونیو کے افسر ہائی کورٹ میں- اور سٹاف کالج کے پرنسپل ہائی کورٹ میں- اور ایڈمنسٹریشن پر کیسے کیسے الزامات ہیں- اور پھر آپ کہتے ہیں کہ ہمارا نظم و نسق- آپ کا نظم و نسق تو ہر روز اخباروں میں چھپ رہا ہے- اور آپ کے senior افسر ہائی کورٹ میں جا رہے ہیں- یہ تو آپ کے نظم کی حالت ہے- اس لئے میں اپنے بھائی افسروں کی خدمت میں عرض کرونگا کہ اتنی زیادتی ہی کیجئے جس کے لئے آپ کو حکم دیا گیا ہو- اپنی طرف سے حدود سے بڑھنے کی کوشش نہ کریں- اس لئے کہ ایک طرف آپ کی قوم ہے- ایک طرف آپ کا ضمیر ہے- ایک طرف آپ کی نسلوں کا مستقبل ہے- ایک طرف آپ کا ایمان اور آپ کا اللہ اور رسول ہے- اور دوسری طرف فرد واحد کی حکومت اور استبداد ہے- جبر و تشدد ہے- اس لئے آپ کا یہ ایمانی فرض ہے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کو نہ بھولیں- یہ ایک اسلامی مملکت ہے- اور اس کے دس کروڑ انسانوں کی عزت و آبرو خدا وند تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں سونپی ہے- اس لئے آپ کو سوچ سمجھ کر چلنا چاہئے- میں آپ سے یہاں تک کہونگا کہ قلندر بنئے- اور اپنے ضمیر کے مطابق چلئے- لیکن اگر آپ کے اندر اتنی قوت ایمانی نہیں- تو کم از کم حدود میں رہ کر کوشش کیجئے- اپنی حدود سے تجاوز نہ کیجئے-

صدر محترم- افسوس ہے کہ آج میرے بھائی حمید اللہ روکھڑی صاحب یہاں موجود نہیں- شاید لابی میں بیٹھے ہوں- بہر صورت آپ کے توسل سے ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں-

Mr. Speaker : These should be no personel remarks.

مسٹر افتخار احمد خان- absolutely none Sir آج میانوالی میں ان کی حکمرانی ہے- وہ جیتی ہوئی پارٹی ہیں- حکمران پارٹی ہیں- آج میانوالی کو مغربی پاکستان میں نمونہ ہونا چاہئے- انصاف کا اور رواداری کا نمونہ ہونا چاہئے- دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کا نمونہ ہونا چاہئے- میں صرف یہی اپیل کرنا چاہتا ہوں- میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے-

خان امان اللہ خان شاہانی- On a Point of Order Sir

جناب والا- میانوالی میں سب کچھ ٹھیک ہو رہا ہے- نوابزادہ صاحب کے خیال کے مطابق وہاں کوئی گڑ بڑ نہیں- میں وہاں کا رہنے والا ہوں- وہاں حالات بالکل ٹھیک ہیں-

Mr. Speaker : This is no Point of order.

مسٹر افتخار احمد خان- بہر حال میں نے تو صرف ان سے اپیل کی ہے- ویسے تو ہم ہر روز سنتے ہی ہیں- ہمارے بھی کان ہیں- لوگ تو ہم سے سب کچھ کہتے ہیں- ہم تو سنتے ہی نہیں اور نہ ہی سننا چاہتے ہیں- ہم تو صرف آپ کی کوشش سے اپیل کرتے ہیں کہ آج آپ نہ صرف ضلع میانوالی کے بلکہ سارے صوبے کے حکمران ہیں- خدا کے لئے میانوالی میں انصاف اور رواداری کا بول بالا کیجئے- ممکن ہے آپ کے بعض دشمنوں نے آپ سے زیادتی بھی کی ہو- تو ان سے سلوک کے لئے آپ کا بڑا ضمیر ہونا چاہئے- آپ کا بڑا اخلاق ہونا چاہئے- آج ان پر عفو کریں- آج دشمنوں سے بدلہ لینے کا دن نہیں- آج آپ کیلئے دشمنوں کو کچلنے کا دن نہیں- آج آپ کے لئے ایسا دن ہے کہ آپ اپنے دشمنوں کے ساتھ روایتی سلوک کریں-

ان الفاظ کے بعد صدر محترم مجھے ایک اور عرض کرنا ہے- اور وہ سپاہیوں کی تنخواہ کے متعلق ہے- صدر محترم- پولیس کے حق میں بولنا کوئی آسان کام نہیں- بالخصوص ان روایتوں کے پیش نظر جو ہمارے پولیس کے محکمے والے بھائیوں نے قائم کی ہوئی ہیں- لیکن پولیس فورس کا مطلب صرف ایس- پی- اور ڈی- آئی- جی- نہیں بلکہ وہ سپاہی بھی ہے جسے آج ۷۵ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے- جس پر آپکی عزت- آپکی آبرو اور آپ کے جان و مال کی حفاظت کا دارومدار ہے- آپ چاہتے ہیں کہ پولیس میں ایمانداری آ جائے- سپاہی کو تو آپ ۷۵ روپے ماہوار تنخواہ دیتے ہیں- یعنی واپڈا کے چپراسی سے بھی کم- اور واپڈا کے sweeper سے بھی کم- اور پھر ۷۵ روپے میں سے دس روپے خوراک کے بھی کاٹتے ہیں- آپ سوچئے کہ ۶۵ روپے میں ایک سپاہی نے ساری رات آپ کی حفاظت کے لئے جاگنا ہوتا ہے- اور دن بھر چپڑاسیوں کی طرح آپ کی تعمیلیں کرانا ہوتا ہے- آپ نے اس فورس کا یہ حال بنایا ہوا ہے- جسے آپ سمجھتے ہیں کہ اس پر آپ کے صوبے کے امن و امان کا انحصار ہے- اس لئے تنخواہیں بڑھاتے وقت جب آپ نے ایک میجر کی تنخواہ پانچ سو روپے بڑھا دی- کرنل کی آٹھ سو روپے بڑھا دی تو اس غریب سپاہی کی تنخواہ بھی کم از کم سو سوا سو روپے کریں-

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں-

رائو خورشید علی خان- (منٹگمری- ۳)- جناب والا- نظم و نسق کی خرابی کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مقننہ اور عدلیہ کے علاوہ یہ تیسرا شعبہ ہے جس پر ہماری حکومت کی اصلاح کا مجموعی طور پر انحصار ہے- بد قسمتی سے اب صورت حال یہ ہوگئی ہے اور مقننہ اتنی بے بس کردی گئی ہے کہ آئندہ عوام کے صحیح نمائندے منتخب ہی نہ ہو سکیں- عوام کو حق رائے دہی سے محروم کرنے کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ عوام جن لوگوں کو اپنے نمائندے بنا کر بھیجنا چاہتے ہیں- وہ ایسا نہ کر سکیں- جس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری مقننہ اس قابل ہی نہ رہیگی کہ آئندہ عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھا سکے-

جناب والا- اس کے علاوہ ہمارے نظم و نسق کی اصلاح کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہماری عدلیہ آزاد ہو- ماتحت عدالتوں پر ناجائز دباؤ ڈالنے کی باتیں تو پہلے بھی سننے میں آتی تھیں- لیکن اب ہائیکورٹ کا یہ عالم ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں- اور اب تو higher judiciary پر بھی ناجائز دباؤ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے- یہ بات میں بڑی حسرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں- ہمارے ہاں یہ دستور چلا آتا ہے کہ جس شخص کو کہیں انصاف نہ ملے تو اس کا آخری سہارا یہی ہوتا ہے کہ وہ عدالتعائے عالیہ کا دروازہ کھٹکھٹائے- ان کی طرف رجوع کرے اور وہاں سے انصاف حاصل کرے- لیکن یہ چیز بھی زبان زد عام ہے- تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں ہے-

Syed Ahmad Saeed Kirmani : Sir, there is no quorum.

Mr. Speaker : Let there be a count. (Count was taken). The house is not in quorum. Let the bells be rung. (The bells were rung). The house is in quorum.

رائو خورشید علی خان- تو جناب والا- اس عدلیہ کے نازک معاملہ کو چھوڑ کر اس طرف اپنے دوست کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ در اصل عام نظم و نسق کے متعلق جب معلوم کرنا ہو اور اس کا پتہ چلانا ہو تو عام اضلاع کے اندر- کچہریوں اور دفاتر کے اندر- عام بازاروں کے اندر man in the street پر تبصرہ کریں اس پر تنقید کریں پھر آپ کو صحیح صورت حال کا پتہ چل جائیگا- ابھی پچھلے دنوں منٹگمری میں ایک واقعہ پیش آیا ہے- پولیس نے ایک شخص کا چالان کیا اور ایک دوسرے شخص کو استغاثہ کے گواہ کے طور پر عدالت میں پیش کر دیا- اس کو بغیر اس سے دریافت کئے بغیر تفتیش میں شامل کئے گواہ استغاثہ بنا دیا- جب وہ عدالت میں پیش ہوا- اور اس معاملہ کے متعلق پوچھا گیا- تو اس نے جو اصل واقعات تھے ان کے مطابق شہادت پیش کر دی لیکن استغاثہ میں پولیس جس طرز پر شہادت دلانا چاہتی تھی اس طرز پر شہادت پیش نہ کی- بلکہ اصل معاملہ کی صورت حال کے مطابق بلا کم و کاست شہادت دے دی- جب وہ عدالت سے باہر نکلا تو اسے ڈرایا گیا دھمکایا گیا اور خوفزدہ کیا گیا اور کہا گیا کہ تم منٹگمری میں نہیں رہ سکتے- وہ ٹانگے والا ہے اور اس کا نام محمد صادق بھٹو ولد منظیر ہے- آٹھ دس دنوں تک اس بیچارے نے ٹانگہ نہیں چلایا- چونکہ اسے اپنے اور بچوں کے پیٹ بھرنے کی ضرورت تھی- اس نے پھر کاروبار جاری کیا- اس کے بعد اسے پولیس چوکی میں طلب کر لیا گیا اس پر تشدد کیا- زد و کوب کیا گیا- اس کے ہاتھ پائوں توڑ دئے گئے اور اب وہ چارپائی پر پڑا ہے- اور اس کے بیوی بچے بھوکے مر رہے ہیں- اس نے اپنی آواز high level تک پہنچانے کی کوشش کی لیکن آج تک اس معاملہ میں کوئی پہل نہیں کی گئی- جب وہ مرنے لگا تو case register کر لیا- بس یہ case رجسٹر کرنے کی حد تھی- اب دو تین مہینے گزر گئے ہیں اس پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ اگر اس نے اس case کو چلانے کی کوشش کی تو اس کا برا حشر ہوگا- اور اسے کہا ہے کہ جن کنسٹیبلان نے تمہارے ساتھ برا سلوک کیا ہے ان سے سمجھوتہ کر لو- غالباً دس پچاس یا سو روپیہ دے دئے جائینگے- تاکہ اس کا منہ بند ہو جائے-

جناب والا- یہ وہ مسائل ہیں جن سے نظم و نسق کا پتہ چلتا ہے- لمبی چوڑی تقریروں سے پتہ نہیں چلتا- اس قسم کے واقعات روز مرہ پیش آ رہے ہیں- یہ تو اتفاق سے ایک بات سامنے آ گئی ہے کچھ ایسے ہی واقعات اتفاق سے دوسرے معزز ممبران کے نوٹس میں آ جاتے ہیں لیکن سارے واقعات نہیں آتے- ان واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نظم و نسق کی حالت کیا ہے اور ملک میں کتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے- کوئی پوچھنے والا ہی نہیں اور غریب آدمیوں کے کس طرح ہاتھ پائوں توڑ دئے جاتے ہیں- لوگوں میں اطمینان نہیں اگر اطمینان ہو تو نظم و نسق کی حالت سدھر سکتی ہے- میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ man in the street کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا- اجتماعی طور پر اگر ہم دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ قیادت کی اصلاح کے ساتھ ساتھ قانون کی اہمیت کا احترام نہیں کیا جاتا- اور لمبے چوڑے دعوے کئے جاتے ہیں- حقیقت یہ ہے کہ نظم و نسق ایک انفرادی معاملہ نہیں بلکہ اجتماعی معاملہ ہے- اب یہ کہا جا رہا ہے کہ یہاں جمہوریت کا دور دورہ ہے- عوام کے نقطہ نظر سے ہم حکومت کر رہے ہیں- اس کا مطلب صاف ہے کہ عوام کو حق ہونا چاہئے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کا اظہار جس طرز سے چاہے کرے اور آزادی سے بات کرے-

کہیں۔ لکھے جلسے کریں۔ لاؤڈسپیکر استعمال کریں اور اخبارات میں بیانات دیں۔ لیکن ان تمام چیزوں پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ پھر جس طریقہ سے لوگ دیانتداری سے معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں حکومت کی اصلاح کرنا چاہئے لیکن اگر وہ قانون کے خلاف کوئی بات کریں تقریریں کریں تو ملک کے عام قانون کے تحت ان پر مقدمہ چلا کر ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ ہمیں اعتراض کرنے کا حق نہیں یہی سیدھا سادھا راستہ اختیار کریں۔ اگر کوئی حکومت پر تنقید کرے تو اس پر ذلیل قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں جو بالکل غلط ہوتے ہیں لیکن اگر واقعی وہ الزامات ثابت ہو جائیں تو عدالت میں اسے پیش کیا جائے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ مہینوں گزر جاتے ہیں اور کسی کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔

جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ یہ دعوے کرتے ہیں کہ نظم و نسق ٹھیک ہے۔ اپوزیشن والے بلا وجہ تنقید کرتے ہیں اور بدنام کرتے ہیں۔ اب جو میں نے منٹگمری کا ایک واقعہ پیش کیا ہے اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ عام آدمی کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اس کی جان و مال عزت آبرو کوئی چیز محفوظ نہیں ہے۔ جو لوگ اپنے ملک کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں ان کے خلاف کارروائیاں کرنے سے گریز نہیں کیا جاتا اور جب وہ چیلنج کرتے ہیں تو گورنمنٹ ثبوت پیش کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اس کے علاوہ دوسری بات میں یہ عرض کرونگا کہ تقریر اور جلسوں پر سخت پابندیاں ہیں۔ دوسرے ذرائع نظم و نسق کے یہ ہو سکتے ہیں کہ ہم اخبارات کو اپنے بیانات دیں اخبارات پر اتنی سختیاں ہیں اور وہ اس قدر سہمے اور ڈرے ہوئے ہیں کہ اگر ان کو کوئی چیز دی جائے تو وہ چھاپ نہیں سکتے۔ حرام ہے کہ انھیں نے اس کے متعلق ایک لائن بھی لکھی ہو اس کے ہاتھ ٹوٹ گئے اس کے پاؤں ٹوٹ گئے بلکہ وہ مرنے کے قریب ہے۔ اخبارات والے یہ سوچتے ہیں کہ اگر اخبارات بند ہو جائینگے تو وہ بھوکوں مرینگے تو صورت حال یہ پیدا کردی گئی ہے کہ نظم و نسق کی اصلاح کی بات کرنا میں سمجھتا ہوں کہ ایسی چیز ہے کہ بالکل بے معنی ہو اس کے علاوہ جن لوگوں کو بغیر مقدمہ چلائے بغیر ثبوت مہیا کئے جیلوں کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں ڈالدیا جاتا ہے کم سے کم انھیں جیل کے اندر وہ مراعات ہونا چاہئے جو قانون کے تحت ملتی ہیں اس سے زیادہ کے وہ خواہشمند نہیں ہیں خدا ان کو توفیق دے کہ وہ برداشت کریں لیکن کیا یہ دیانتداری ہے کہ آپ لوگوں کو قانون کے تحت جو مراعات ملنا چاہئے وہ بھی نہ دیں۔

ایک آواز۔ ہرگز نہیں۔

رائو خورشید علی خان۔ جناب ایسی ہی بیشمار چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کے متعلق میں نے ذاتی طور پر وزیر جیل خانہ جات کی توجہ دلائی ہے چوتھ کئی ہفتے گزر گئے ہیں اور مجھے انھیں نے کوئی جواب نہیں دیا اس لئے مجھے یہاں ہاؤس میں کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک شخص محمد شوکت یہ حیدرآباد کے رہنے والے ہیں ان پر heart attack ہوا ان ہی دنوں ان کی بیوی ملنے گئیں ان کی بیوی نے آ کر حال بیان کیا کہ وہ اتنا لاغر اور کمزور تھا کہ وہ دو منٹ کھڑے ہو کر بات نہ کر سکا اور بیٹھ گیا اور ایسا حال تھا کہ وہ نیم بیہوشی میں ہو گیا۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ بغیر ثبوت مہیا کئے لوگوں کو جیل کے اندر ڈالدیا جاتا ہے اور قانون کے تحت طبی سہولتیں بھی نہیں پہنچائی جاتیں۔ اس وقت میں ایک case میں ان کے نوٹس میں لاتا ہوں۔ مولانا نور حسین جیکب آباد کے ایک نظر بند ہیں یہ جب سے

نظر بند ہوئے ہیں ان کے سر میں سخت درد ہے سر میں درد اگر دو چار لمحہ یا دو چار گھنٹے ہوتا ہے تو کسقدر تکلیف ہوتی ہے چھ جائیکہ مہینوں گزر گئے ہیں اور انہوں نے بارہا درخواستیں دی ہیں کہ بھئی اگر میرا یہاں علاج نہیں ہو سکتا ہے تو کم سے کم مجھے لاہور بھیجدیا جائے تاکہ لاہور میں مجھے طبی سہولتیں ملیں لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا اس طرح دماغ خراب ہو جائیگا mental case بن جائیگا۔ اسی طرح کے اور cases ہیں جنھیں بیان کر کے میں ہائوس کا وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ ایک اور بات قائدہ کے مطابق یہ ہے کہ کسی نظر بند کو اس کے ہوم ڈسٹرکٹ کے جیل رکھا جائے تاکہ اس کے بیوی بچوں کو اس سے ملنے میں کوئی زحمت نہ ہو سکے اور پریشانی نہ اٹھانی پڑے لوگوں کو اپنے ہوم ڈسٹرکٹ سے دو دو سو تین تین سو میل دور رکھا گیا ہے۔ ایک شخص طفیل محمد جو سابق جنرل سکرٹیری جماعت اسلامی کے ہیں ان کو کراچی میں رکھا گیا ہے ان کی بیوی بچے ان سے ملنے کے خواہشمند ہیں لیکن بیوی بچوں کو یہ سوچنا پڑتا ہے کہ یہاں سے اگر ہم کراچی ملنے کے لئے جائیں تو دو تین سو روپیہ کہاں سے آئے ان کا ذریعہ آمدنی بھی مسدود ہو گیا ہے کیونکہ وہی ایک شخص کمانے والا تھا۔ ان کے بچوں کے لئے فیملی الائونس بھی نہیں منظور کیا اور ان کا کوئی اور ذریعہ آمدنی بھی نہیں ہے۔ قریب قریب تین مہینے ہو گئے ہیں آج تک ان کو بچوں سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ اس طرح اور cases بھی وزیر جیل خانہ جات کے نوٹس میں میں لے آیا ہوں۔ ایک اور شخص ولی اللہ ہیں جن کا transfer کر کے ملتان بھیجدیا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ رائو صاحب یہ علیحدہ علیحدہ cases آپ متعلقہ وزیر سے ملکر ان کے نوٹس میں لے آئیں۔

رائو خورشید علی خان۔ جناب میں وزیر صاحب کے نوٹس میں یہ تمام cases لے آیا ہوں چونکہ انھیں نے اب تک کوئی نوٹس نہیں لیا اسلئے مجھے اس وقت ہائوس میں کہنا پڑا۔

وزیر جیل خانہ جات۔ میرے نوٹس میں جناب والا جو cases آتے ہیں میں ان کو کرنے کی کوشش کرتا ہوں بعد میں رائو صاحب تشریف ہی نہیں لائے۔

رائو خورشید علی خان۔ میں ان سے پوچھونگا کہ انھیں نے مجھے کس وقت بلایا۔ ممکن ہے یہ کہدیتے کہ ابھی انفارمیشن نہیں آئی ہے تو اس طرح میں بلاوجہ کیوں حاضری دیا کرتا۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جناب والا جتنا عرصہ ہائوس کی کارروائی ہوتی ہے میں یہاں موجود رہتا ہوں اور جب ہائوس کی کارروائی ختم ہو جاتی ہے تب اٹھتا ہوں۔

رائو خورشید علی خان۔ جناب والا میں نے ضابطہ کی کارروائی کیلئے اپنی عرضداشت proper quarter تک پہنچادی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات۔ تو میں نے بھی جو قانونی کارروائی ہو سکتی ہے اس کو پورا کرنے کیلئے کوشش کی ہے اور آگندہ بھی کرونگا۔

رائو خورشید علی خان۔ مجھے شکوہ تو یہی ہے کہ پانچ چھ مہینے ہو گئے ہیں میں نے پچھلے سیشن میں یہ ساری باتیں جناب سپیکر کو پیش کردی تھیں اب مجھے یہ نہیں اچھا معلوم ہوتا کہ میں بار بار توجہ دلائوں ایک دفعہ ایک بات جو کہدی گئی اس پر کارروائی ہونا چاہئے

یا تو یہ کہیں کہ یہ ساری باتیں غلط ہیں اور جھوٹ بولا جارہا ہے اور یہ ہمیشہ غلط صحیح باتیں پیش کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایسے ایسے معاملات میں اگر کئی کئی مہینے لگ جائیں تو ہزاروں قسم کی بیماریاں نظر بندوں کو لاحق ہو سکتی ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ ان کا فیملی الاؤنس نہیں منظور کیا گیا۔

وزیر جیل خانہ جات۔ جہاں تک قوانین اجازت دیتے ہیں تو ہم نے فیملی الاؤنس کی منظوری دے دی ہے اس سلسلے میں چودھری ابراہیم صاحب کا ایک سوال بھی آیا ہوا ہے اس کے متعلق تفصیل سے اس موقع پر عرض کیا جائیگا۔ اور کچھ ایسے cases بھی ہیں جن کے متعلق فیملی الاؤنس کا سوال زیر غور ہے میں نے ان کے متعلق کہا ہے کہ جلد فیصلہ کیا جائے۔

میر نبی بخش خان زہری۔ جناب والا یہ سوالات اور جوابات کا موقع نہیں ہے یہ جنرل ڈسکشن کا وقت نہیں ہے۔ وقت ضائع ہو رہا ہے دوسروں کو بھی وقت ملنا چاہئے۔

مسٹر سپیکر۔ زہری صاحب یہ کوئسچین hour نہیں ہے لیکن چونکہ فاضل وزیر صاحب کو جواب دینا تھا اسلئے میں نے ان کو allow کر دیا ہے۔

رائو خورشید علی خان۔ نظم و نسق کے متعلق جیسا کہ میرے نوٹس میں آیا ہے وہ میں ہاؤس کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ Public Prosecutors کا معاملہ کئی مہینے سے چل رہا ہے اس کا فیصلہ منسٹر صاحب کو کرنا تھا وہ اب تک فیصلہ نہ کر پائے کہا جاتا ہے کہ فائل منگائی ہے ان کے یہاں بھی کافی عرصہ سے پڑی ہوئی ہے کافی عرصہ گزر چکا ہے اب بتائے کہ کرپشن کی باتیں ہیں inefficiency ہے لوگ پھر کیا کریں وہ دوسرے ذرائع اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پولیٹیکل factor اس کے اندر سے پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اب سننے میں آ رہا ہے کہ الکشن تک اس کے appointment کا اعلان ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ فیصلہ کرنا ہے تو کیجئے اگر فیصلہ کرنا ہے تو کیس اتنے عرصے سے آپ کے پاس آیا ہوا ہے۔ اور آپ بہت جلدی اس کا فیصلہ کریں۔ پھر آپ کہتے ہیں۔ کہ نظم و نسق بہترین ہو گیا ہے۔ محکمہ تعلیم کے متعلق ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کل ہمارے وٹو صاحب نے ایک بڑی کرم فرمائی کی ہے۔ کہ جو نقطے میں نے پیش کئے تھے۔ ان کے متعلق بہر حال انہوں نے جواب دیدیا۔ وہ اطمینان بخش تھا یا نہیں تھا۔ یہ دوسری بات ہے۔ دوسری ضروری چیز جس کی طرف میں نے انکی توجہ دلائی تھی۔ وہ حضرت اسے پی گئے۔ اس کا جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس لئے میں وہ دوبارہ بیان کرتا ہوں۔ ایک سرکلر محکمہ تعلیم کی طرف سے جاری ہوا ہے۔ یہ تمام پرنسپلوں اور ہیڈ ماسٹروں کے نام ہے الیکشن آ گیا ہے۔ اور اس میں کہا گیا ہے۔ کہ آپ اس میں نہ امیدوار کی حیثیت سے حصہ لے سکتے ہیں اور نہ وہ اس کے لئے convessing کر سکتے ہیں۔ یہ حکومت کی امداد سے چل رہے ہیں۔ اور حکومت کی امداد سے چلنے کی وجہ سے یہ پابندیاں ہیں۔ ان کا گناہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ حکومت کی امداد سے چل رہے ہیں۔ وہ گورنمنٹ کے ادارے نہیں ہیں۔ تو گورنمنٹ کی امداد سے چلنے والے اداروں پر اس قسم کی پابندیاں عائد کرنے کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ ہمارے حکمران یہ نہیں چاہتے ہیں۔ کہ باشعور طبقہ الیکشن میں کامیاب ہو۔ اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر اس قسم کا سرکلر جاری ہوا ہے۔ تو اس کو واپس لیں۔ ورنہ آپ کا یہ دعویٰ کہ الیکشن میں باشعور لوگ کامیاب ہونگے۔ غلط ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے۔ کہ پہلے ہی سے بنیادی جمہوریتوں کے بہت سے ممبران نجی اداروں کے ملازم ہیں۔ وہ اس سے محروم ہو جائینگے۔ اور آئندہ کے لئے بھی ان کا انتخاب

نہیں ہو سکیگا۔ اس کے علاوہ ایک اور آخری چیز یہ ہے۔ کہ جب یہاں ذکر آیا مخلوط اجتماعات کا۔ تو اس بات کی تردید ہمارے وزیر نے کی ہے۔ وہ تو پہلے اس طرح نہیں کرتے تھے۔ کہ اپنے آپ کو اس قسم کے مخلوط اجتماعات پر مسلط کریں۔ لیکن پچھلے دنوں ان کے نوٹس میں یہ بات آئی ہوگی۔ کہ گورنمنٹ گرلز کالج منٹگمری میں ایک تقریب منائی گئی ہے x x x x x x x x *

Mr. Speaker: No discussion about. That these words are expurged. The member may please take his seat.

راجہ اللہ داد خان (راولپنڈی۔ ۱)۔ محترم صدر۔ مجھے سنہ ۱۹۴۷ سے پہلے بھی ملازمت کرنے کا موقع حاصل رہا۔ اور وہی نظم و نسق اب تک میرے دماغ میں چلا آرہا ہے۔ اس کے بعد پاکستان بننے کے بعد بھی میں نے چار پانچ سال ملازمت کی۔ میں تنقید برائے تنقید کو مناسب نہیں سمجھتا۔ واقعات اور حالات میں بہت فرق آ گیا ہے۔ اس وقت کے انتظامی افسر سردیوں کے موسم میں کم از کم گھوڑوں پر دیہاتوں میں جا کر چکر لگاتے تھے۔ اور دو چار ہفتے قیام کرتے تھے۔ جہاں وہ تعینات ہوتے تھے۔ اس علاقے کے کونے کونے سے وہ واقف ہوتے تھے۔ ہر غریب دیہاتی سے انہیں ہمدردی کرنے کا موقع ملتا تھا۔ اور عوام کے ساتھ ان کا رابطہ جاری رہتا تھا۔ علاقہ مجسٹریٹ اپنے علاقے کے ہر کونے کے چاہے وہ بنگلے میں ہوں۔ خواہ tents میں جا کر یا چھولداریوں میں رہیں۔ حالات کا انہیں موقع پر حال معلوم ہونے کا اچھا علم ہوتا تھا۔ بہ نسبت موجودہ طرز حکومت کے۔ اب میں حکومت سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ وہ آپ کے tents کدھر گئے۔ وہ آپ کی چھولداریاں کہاں گئیں۔ اور وہ سارا سامان جو دوروں کے لئے مختص تھا۔ وہ تمام سیغ کھا گئی۔ سنہ ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک اس کا جو حال ہے۔ جتنا وہ یہاں سیغ نے کھانا تھا۔ مجھے علم ہے۔ کہ اب دوروں کی طرز پہلے سے نرالی ہے۔ اب غریب حاکم جو ہے۔ اس کو protocol کے فرائض انجام دینے پڑتے ہیں۔ آج صدر صاحب تشریف لائے۔ تو آج گورنر صاحب آرہے ہیں۔ آج کوئی وزیر صاحب آرہے ہیں۔ تو بڑے بڑے اضلاع میں یا صدر مقامات پر جو ڈی۔ سی۔ یا کمشنر لگے ہوتے ہیں۔ ان کا بہت سا وقت تو پیشوائیوں میں گزر جاتا ہے۔ جو تھوڑا سا وقت بچتا ہے۔ وہ انہی پیشوائیوں میں سڑکوں پر یا بڑے بڑے قصبوں میں جہاں پہلے سے اجتماع ہوتا ہے۔ وہاں چند منٹ گزار کر آجاتے ہیں۔ ان کو حقیقت حال سے کسی وقت بھی آگاہی نہیں ہو سکتی۔ ان کو موقع ہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب تک وہ باہر پھر کر خود نہ دیکھیں۔ ان کے لئے تو ہوائی اڈہ اور کوٹھی۔ اور کوٹھی سے نکل کر کلب۔ یہ تین چار جگہیں ہیں۔ جہاں پر وہ موجودہ ملازمین کو پھرنے کا موقع ملتا ہے۔ وہاں پچھتر فیصد عوام جو باہر دور دراز علاقوں میں پڑے ہیں۔ ان کو وہاں پہنچنے کا موقع ہی حاصل نہیں ہوتا۔ اسی لئے بہت سی خرابیاں نظم و نسق میں آجاتی ہیں۔ جب تک تمام چیزوں سے واقفیت نہ ہو۔ آج کا نظم و نسق صرف پروپیگنڈا مشنری ہے۔ میرے پاس پوٹھوہار۔ پنڈی ڈویژن۔ کا نقشہ ہے۔ وہ میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس میں صفحہ نمبر ۴۹ پر یہ تصویر ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ "A typical Pothohar women" یعنی انہوں نے ایک پوٹھوہاری عورت کی تصویر دی ہے۔ اس کو اگر ذرا غور سے دیکھا جائے۔ تو اس پوٹھوہاری عورت نے فراک پہنا ہوا ہے۔ اور ایک رنگین گھڑا سر پر رکھے ہوئے ہے۔ اور جس طرح سے یہ اٹھا رکھا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ باقاعدہ شہری عورت ہے۔ کہ کسی کوٹھی میں اس کو گھڑا دیکھ کر تصویر کھینچی

Expunged as ordered by Mr. Speaker.

لگتی ہے- یہ ہماری توہین ہے- ہمارا لباس اور ہے یہ اور ہے صاحب سپیکر اگر آپ چاہیں تو اسے نزدیک سے بھی دیکھ سکتے ہیں- اس کے بعد دوسرے صفحہ نمبر ۹۵ پر ایک تصویر ہے- جس کا عنوان ہے-

"Village women trek miles to fetch water"

میں اس تصویر کو چیلنج کرتا ہوں- کہ یہ دیہاتی عورت کی تصویر نہیں ہے- یہ شہر کی کوئی فلم ایکٹرس ہے- ریشمی لباس پہن کر اور سر پر گھڑا اٹھا کر ہماری بہو- بہنیں باہر نہیں آتی ہیں- اس کے بعد صفحہ نمبر ۱۰۵ پر یہ دیکھیں- یہ نورجہاں ہے- یا اس کی بہن ہے- گندم کاٹنے ہاتھ میں لئے کھڑی ہے-

مسٹر سپیکر- راجہ صاحب- آپ اپنی تقریر جاری رکھیں- اور نوابزادہ صاحب کو رسالہ دیکھنے دیں-

راجہ اللہ داد خان- جناب والا- یہ ہماری قوم- ہمارے ملک اور ہماری عزت پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے- شہر سے عورتیں engage کر کے ان کی تصویر لیکر بتایا یہ جاتا ہے- کہ یہ ہمارے علاقے کی عورتیں ہیں- یا تو ہمیں ہمارے علاقے میں ایسی عورتیں دکھائیں- میں وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا- کہ یا تو ان افسران کو حکم دیں- کہ وہ ان عورتوں کو پیش کریں- یعنی یہ ہماری عزت پر حملہ ہے اور پھر جناب اس کے بعد ----- قطع کلامیاں-

وزیر خوراک و زراعت- یہاں پیش کرنا چاہئے- یہاں پر پیش کریں ------- شور و قطع کلامیاں-

مسٹر سپیکر- آرڈر پلیز آرڈر-

راجہ اللہ داد خان- تو پھر اسکے بعد People celebrating Reclamation of their lands جناب دیکھیں ڈھول والوں کا اجتماع- یہ Reclamation اور یہ تصویریں- یہ کیوں نہیں لکھتے کہ یہ میری Reception ہو رہی ہے-

میر نبی بخش خان زہری- جناب سپیکر- یہ بڑا آسان ہے- آپ دیکھ لیں- آپ رولنگ دیں کہ دیہاتی ہیں یا غیر دیہاتی ہیں-

مسٹر سپیکر- زہری صاحب وہ تو ایڈمنسٹریشن پر تنقید کر رہے ہیں- یہ میری رولنگ کے لئے نہیں ہے-

راجہ اللہ داد خان- تو یہ حالت ہے جناب یہ میں نے محض اس لئے اس ایوان کے سامنے پیش کی ہے کہ اس طرح پروپیگنڈہ کی صورت میں کام اگر وہ کرینگے اور اگر وہ ترقی کرینگے تو وہ سامنے نظر آجائیگی- قوم اور ملک اندھے نہیں ہیں- وہ دیکھ سکتے ہیں کہ کیا ترقی ہو رہی ہے-

مشک آن است کہ خود ببوئید

نہ کہ عطار بگوئید-

یہ نہیں کہ کتابیں لکھ کر- تصویریں دو دیکر- حلہ حلہ کر کے ہماری آنکھوں میں دھول ڈال دیں یا چند حکام کو اس طرح خیرہ کریں- یہ پالیسی جو بنی ہوئی ہے وہ ایک مثال جو ہے وہ اپنی

شہرت کے لئے اور اپنی کار کردگی کو دوگنا کرنے کے لئے کتابیں چھاپ چھاپ کر پیش کرتے ہیں۔ کیا اس پر حکومت کا پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اور ضلعوں میں یہ وہا پیدا ہو جائیگی اور جہاں یہ ایڈمنسٹریشن کے اخراجات ہیں اور دوسرے بڑھتے ہوئے اخراجات بھی جمع ہو کر کئی کروڑ کا اضافہ ہو جائیگا۔ تو یہ کام جو ہے خود ہر ضلع والے وہاں کے ممبر جو یہاں موجود ہیں وہ سب بتا سکتے ہیں کہ واقعی ترقی ہوئی ہے۔ اب میں جو راستے میں آتا ہوا وہاں ترقی کو دیکھتا ہوں۔ کہ بلڈوزر Buldozers کام کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ تو کر رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ یعنی ترقی کے بعد ترقی ہوئی ہے۔

راجہ اللہ داد خان۔ یہ میں کوئی جھوٹ نہیں کہونگا یعنی دونوں طرف درخت لگائے سڑکوں کے کناروں پر۔ جی۔ ٹی۔ روڈ پر جہاں سائڈھے بھی دھوپ نہیں برداشت کر سکتے تھے اس تھوڑے سے عرصہ میں ترقی جو ہوئی ہے اس سے میں کیوں انکار کروں۔ میری موجودگی میں لگائے ہیں۔ اور یہ تجویز میں نے بذریعہ خط لکھی آج سے نو دس سال پہلے۔ تو حکومت نے اس پر عمل کیا اور میں حکومت کا اس بات پر مشکور ہوں کہ آئندہ اس کا فائدہ دیکھینگے ان کا آب و ہوا پر اثر پڑے گا۔ دوسرے لوگ جو باہر سے آئینگے اور دیکھینگے کہ کس طریقہ سے سڑکیں بنی ہیں ورنہ آگے ہی erosion سے سڑکیں تباہ ہو جاتی تھیں۔ ان جنگلات کے لگانے سے اور Small Dams بنانے سے اور رو بندی سے آب و ہوا میں خاصہ فرق آ گیا ہے۔ اس طرح دوسرے علاقوں میں بھی فرق آئے گا۔ جناب جو اچھے کام ہیں ان کو سراہنا جائز ہے خواہ میں اپوزیشن میں ہوں۔ اس سے یہ مدعا نہیں کہ میں حکومت کی خوشامد کر رہا ہوں۔ میں حکومت کی خوشامد نہیں کر رہا۔ میں زیادہ سے زیادہ مظلوم انسان ہوں لیکن خدا پر بھروسہ ہے۔ میرے اوپر جو جو مصیبتیں آئی ہیں میں ان کا ذکر اس ایوان میں نہیں کرتا اور نہ کبھی کرونگا۔

مسٹر سپیکر۔ زہری صاحب پوزیشن یہ ہے کہ ۱۸ کٹ موشن ہیں ابھی ۸ کٹ موشن dispose of ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کٹ موشن ہے اس کے بعد اگر کوئی وقت ہوا تو - - - - -

چودھری محمد ابراہیم (سیالکوٹ۔ ۳)۔ صاحب صدر۔ یہ کوئی خوشگوار بات نہیں ہے کہ حکومت کے کاروبار پر نکتہ چینی کی جائے لیکن بہر حال حقائق کو بیان کرنا ضروری ہے اور انہیں چھپانا حق کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ تلخ فرض ادا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس مطالبہ کو حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ یہ Expenditure on General Administration ہے لیکن اگر اس کے بجائے یہ کہا جاتا کہ Expenditure on mal-Administration ہے تو یہ زیادہ مناسب ہوتا۔ اس جانب اور اس جانب سے جو کچھ تقریریں ہوئی ہیں بالکل اس بات کی آئینہ دار ہیں کہ حکومت کے کاروبار میں در حقیقت کچھ بنیادی خرابیاں ہیں۔ اس جانب سے منگی صاحب نے یہاں حقائق کچھ بیان کئے۔ بہر حال صاحب صدر اس بات کی تردید تو اس بات سے ہوتی ہے کہ حکومت کے ان بینچوں پر بیٹھنے والوں کی طرف ایڈجرنمنٹ موشنز آرہی ہیں تو کیا یہ ان کے گلے میں پھرلوں کے ہار ہیں؟ انہیں کی طرف سے یہ کٹ موشنز آرہی ہیں کیا یہ بجا ہے اگر میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ادھر سے تقریریں ہو رہی ہیں۔ آپ پچھلا ریکارڈ دیکھ سکتے ہیں۔ میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں وہ بھی کوئی اتنا زیادہ مطمئن نہیں ہیں حکومت کے کاروبار سے اور یہ تنقید برائے تنقید ہی سمجھ لیجئے۔ تو صاحب صدر یہ امر واقعہ ہے کہ اس

لق و دق صحرا میں کہیں کہیں کوئی نخلستان نظر آتا ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں جہاں کہیں وہ ہے۔ میری نگاہ میں ان ملازمین کا بے حد احترام ہے جو کہ اس بے نظمی اور بے راہ روی کے عالم میں بھی خود عدل و انصاف کی حمایت کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ ملازمین جو اپنا فرض ادا کر رہے ہیں وہ ان طوفانوں اور ان pressures کے باوجود ہے جن کے تحت وہ بے انصافیاں کر کے بے راہ روی اور غلط کاری پر مجبور کئے جاتے ہیں ان کی قابلیت کا کارنامہ ہے کہ ان تمام pressures سے بچتے ہوئے وہ عدل و انصاف کی راہ پر گامزن ہیں۔ ان کا میرے اپنے دل میں احترام ہے ملک قادر بخش صاحب نے جو ایک بار فرمایا تھا کہ ان کے دامن پہ نماز پڑھی جا سکتی ہے تو مجھے یقین ہے کہ ان کے دامن پہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

مسٹر افتخار احمد خان۔ ان کو تو سعرین آئوٹ کیا جا رہا ہے۔

چودھری محمد ابراہیم۔ یہ جو لوگ نمک ہیں ایڈمنسٹریشن کا جن پر در حقیقت اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ وہ لوگ اس نظام کے اندر بڑی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو ایک مقام پر ٹکنے نہیں دیا جاتا۔ وہی لوگ ہیں جن کے عہدوں میں تنزلی آجاتی ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہر طرح سے ستایا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر نظم و ضبط کا احساس حکومت کے ذہن میں کوئی ہے تو سب سے پہلے یہ لوگ ہیں جن کی حوصلہ افزائی کریں۔ یہ لوگ ہیں جن سے پاکستان کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمت کا کام لیں۔ یہ لوگ بدرجہ غایت غنیمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے اور میری دعا ہے کہ اس بد نظمی کے طوفان میں جو عدل و انصاف کی انہیں توفیق ملی ہوئی ہے وہ اس راہ پر استقلال کے ساتھ چل سکیں۔ لیکن یہ جو معدودے چند افراد ہیں ان کے بالمقابل ہماری فوج در فوج ایسی ہے۔ جو کہ پورے پاکستان کے اندر پھیلی ہوئی ہے اور جس کے اہل کار اپنے سامنے صرف یہ مقصد رکھتے ہیں کہ اپنے نفس کی لذت کو اور اپنے نفسی خواہشات کو پورا کیا جائے۔ در اصل یہ خواہشات کی بے لگام کارروائی ہے۔ جو کہ سارے فسادات کا موجب ہے۔ قرآن حکیم نے فرمایا ہے۔

یعنی "زمین و آسمان کے فسادات کی صرف ایک وجہ ہے جب لوگ حق کو پیچھے ڈال دیتے ہیں اور خواہشات کو راہنما کر دیتے ہیں" قرآن حکیم نے اس مختصر آیات میں فرما دیا ہے اگر حق آگے رہے اور خواہشات اس کے تابع ہیں تو تسکین بڑی عمدہ طور پر ہوتی ہے اور فساد کا مطلقاً کوئی سوال نہیں رہتا۔

یہ جتنے فسادات ہیں یہ در حقیقت اسی وجہ سے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے خواہشات کو بے لگام کر رکھا ہے۔ میں ان کو مستثنیٰ کرتا ہوں جو لوگ ان حالات کے تحت فرض شناسی کا دیا جلا رہے ہیں۔ جو عام ہیں جیسے علامہ اقبال نے کہا ہے۔

"چوبدار از جام استکبار مست"

وہ وہ چوبدار ہیں جو کہ تکبر کے نشہ میں بد مست ہوئے اندھے کی لاٹھی کی طرح اپنی لاٹھی گھما رہے ہیں اور ان اختیارات کو استعمال کر رہے ہیں۔

صاحب صدر۔ فرائض کی بجا آوری کے لئے ان کو بیش بہا تنخواہیں دی جا رہی ہیں ان فرائض سے تو علی الرغم قانون اور ضوابط کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ اور یہ ہر شخص کو تجربہ ہے بجائے اس کے کہ وہ نادم ہوں وہ فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی

سلطنتیں قائم کر رکھی ہیں جہاں ملکی قانون کا کوئی دخل نہیں ہے۔ یہ لوگ در حقیقت وہ ہیں جو کہ بڑے ہی احساس کمتری کے مریض ہیں۔ یہ لوگ احساس کمتری کو سمجھنے کی بجائے اس کو مستقل طور پر اپنا لیتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا ہے۔

وہ اس کا شعور بھی نہیں رکھتے وہ کیا کر رہے ہیں۔ اپنے حق میں کیا کر رہے ہیں اور اس ملک کے حق میں کیا کر رہے ہیں۔ در حقیقت کسی قانون کا توڑنا پاکستان کے استحکام اور بقا کے خلاف بہت بڑا قدم ہے۔ صاحب صدر یہ وہ لوگ ہیں جن کے لباس سے۔ جن کی گفتار سے۔ جن کی رفتار سے۔ جن کی بود و باش سے بلکہ ہر ادا سے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ کسی دوسرے عالم کی مخلوق ہیں۔ انگریز دوسرے ملک کی مخلوق تھا لیکن یہ لوگ بھی تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ کسی دوسرے عالم کی مخلوق ہیں۔ حد یہ ہو رہی ہے کہ ان کے علیحدہ قبرستان تجویز کئے جا رہے ہیں اور یہ تجویز زیر غور ہے۔ کیونکہ ان کی رہائش اور بود و باش الگ ہے (قہقہہ) (قطع کلامی) بہر حال ان کی بارگاہوں میں عام آدمی کے لئے تو کیا خاص کو بھی باریابی حاصل نہیں ہوتی۔ ایک افسر کے ہاں تختی لگی ہوئی تھی وہ میرے سامنے ہے اس پر تمام حروف تہجی لکھے ہوئے تھے۔ اس پر لکھا تھا SQHZPRSDTOPWR یہ اس کے

القابات ہیں۔ وہ اپنے احساس کمتری کو اس طرح اظہار کر رہے ہیں کہ حروف تہجی جتنے ان کے سامنے آسکتے ہیں اور جتنے وہ استعمال کر سکتے ہیں وہ استعمال میں لے آتے ہیں۔ صاحب صدر یہ وہ لوگ ہیں جو ان بلند مسندوں پر فائز ہونا چاہتے ہیں جن کو انگریز نے بھی مناسب نہیں سمجھا تھا۔ انگریز جیسی حکمران تھا۔ انگریز کے چلے جانے کے بعد یہ لوگ جو کلرکی کے بھی اہل نہیں تھے بڑے بڑے مراتب پر فائز کر دئے گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو احساس کمتری کے تحت کسی شریف آدمی کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے۔ ان لوگوں سے نظم و نسق کا کام لیا جا سکتا ہے؟ یہ بڑی سر دردی کا کام ہے۔ دفتری کام کچھ آسان کام نہیں ہے۔ یہ نوابزادے اور یہ مغل شہزادے (جناب سردار عنایت الرحمان خان عباسی اس وقت موجود نہیں ہیں وہ ان کو مغل شہزادے کہا کرتے ہیں)۔ در حقیقت مغل شہزادوں کا کام دفتری نہیں ہے ان کے لئے عیش و عشرت کی محفلیں ہیں۔ (قہقہہ)۔ یہ مغل شہزادے ہیں ان سے نظم و ضوابط کے متعلق ہم کیا توقع کر سکتے ہیں کیا وہ نظم و نسق کی خرابیاں دور کرینگے؟ نظم و نسق کی خرابیاں در حقیقت ان کے وجود سے ہیں اور ان کی افتاد طبع کا منطقی نتیجہ ہیں۔ جناب صدر اس نظم و نسق کی اصلاح کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ سٹاف میں مزید اضافہ کر دیا جائے۔ سٹاف پر دفتر کے لئے کافی ہے۔ ان کو صحیح تربیت دیجئے تاکہ وہ اپنے فرائض سے بالاتر ہو کر ملک کے وجود اور ملک کے استحکام کے بقا کو پیش نظر رکھیں اور وہ اس قانون کا اور ان ضوابط کا احترام کریں تو یہ اللہ تعالیٰ کو جواب دہی کا بھی موجب ہے۔ بلکہ اس کے لئے کسی فرمان کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہماری اور ان کی اپنی اور اپنی نسل کی بقا اور معاش کی سب سے بڑی ضرورت ہی یہ ہے کہ وہ اس ملک کے نظم و ضوابط کا خیال رکھیں۔ لیکن صاحب صدر جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے سامنے ہے ہماری زبان سے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ہمارے دستور اور قانون کی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہم اسلامی معاشرہ کی تشکیل کرتے چلے ہیں۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل کس صورت میں ہو رہی ہے کیا ہندوستان میں یا کسی اور ریاست میں یہ بیش بہا تنخواہیں یہ بیش بہا رعایتیں مل رہی ہیں؟ تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ گورنر صوبہ کے اخراجات کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ Explanatory Memorandum صفحہ ۹۸۔ یعنی ڈیڑھ ہزار روپیہ روزانہ صرف گورنر صوبہ کے اخراجات کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس اسلامی معاشرہ کا تصور کیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رح

جب ایران کی اتنی بڑی سلطنت کے گورنر مقرر ہو کر گئے- حضرت ابوذر غفاری رح کا واقعہ ہے ایک دن انہوں نے اپنے ملازم کو بازار بھیجا خود اس کی جگہ آٹا گوندھنے لگے- پوچھا گیا تو جواب دیا میں نہیں چاہتا ایک آدمی سے دو کام لئے جائیں- اگر اس کو دوسرے کام پر لگایا گیا ہے تو میں اس کا کام کر دیتا ہوں- یہ ہمارے سامنے اسلامی معاشرہ ہے جسے آپ ہمارے دلوں سے کرید نہیں سکتے- ہمارا تصور اسلامی معاشرہ کے متعلق یہ ہے آپ کے عیش و عشرت کے سارے سامان ہماری نگاہوں میں کھٹکتے رہینگے-

"انحطاط خویش را تحزیب گفت"

آپ انحطاط کے گڑھوں میں گرے ہوئے ہیں اور آپ اسے تحزیب کہہ رہے ہیں- ہماری نگاہوں میں تہذیب کا معیار اور ہے اس معیار پر آپ کو جانا ہوگا تاکہ آپ ہماری نگاہوں میں عزت و احترام حاصل کر سکیں-

"سروری در دین ما خدمت گری"

ہماری نگاہوں میں ان کو مقام سروری حاصل ہے جو قوم کے خادم ہیں- افسران پر اس کے علاوہ ان کو پانی- بجلی- سفر کے لئے کاریں- بچوں کے لئے ملازم- ٹیلیفون جملہ ضروریات حاصل ہیں یہ مملکت کے خزانے سے جو خرچ کر رہے ہیں کیا یہ کسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے- دوسری طرف یہ دیکھتے ہیں کہ ایک عام آدمی ہے اور اس کو جسم و جان کو قائم رکھنے کے لئے ضروریات زندگی فراہم نہیں ہو رہی ہیں- وہ بڑی محنت سے اپنے لئے روزی کماتے ہیں مگر اس میں سے ہمارے حساب کے مطابق فی کس ٹیکس کا بار ساڑھے چونتیس روپیہ کر دیا گیا ہے اور پھر ٹیکس اس طرح وصول کئے جاتے ہیں کہ ان کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوتی کہیں نہ کہیں اور صاحب صدر یہ وہ بوجھ ہیں جن کو عام طور پر جائز قرار دیا جاتا ہے- وہ بوجھ جو ناجائز ہیں- میں ان کا مختصراً ذکر کرنا چاہتا ہوں- ایک عام دوکاندار کو دیکھئے- یہاں کل یا پرسوں نارنگ منڈی کے دوکاندار آئے ہوئے تھے- وہ بیان کر رہے تھے کہ انہوں نے ہڑتال کر رکھی ہے- کیونکہ Pure Food Act کے تحت وہاں جو Sanitary Inspector جاتے ہیں- وہ ان سے ماہانہ طلب کرتے ہیں- جو شخص ماہانہ ادا کرے- وہ Pure Food کے متعلق جو رویہ چاہے اختیار کرے- لیکن جو شخص اس سے انکار کرتا ہے- یا جس کے متعلق انہیں ذرا بھی گمان ہو جائے کہ وہ ماہانہ ادا نہیں کریگا- وہ اس کا بلاوجہ چالان کر دیتے ہیں- اور اس کے ذمے کچھ نہ کچھ ڈال دیتے ہیں- میں یہ نہیں کہتا Pure Food Act نہ ہونا چاہئے- بلکہ میری گزارش یہ ہے کہ اس کو نافذ کرنے کے لئے وہ ہاتھ بھی pure ہونے چاہئیں- اگر وہ impure ہیں تو آپ خود ہی نتائج کا اندازہ لگا سکتے ہیں- (ایک آواز- کوئی ثبوت پیش کیجئے-) آپ کے ہاتھ صاف ہونگے- لیکن وہ بوچڑ جو آپ نے وہاں مقرر کئے ہوئے ہیں- ان کے ہاتھ صاف نہیں- وہاں کے لوگ ان کے ہاتھوں سے چیخ رہے ہیں- ان کے ہاتھ انسانی خون سے رنگے ہوئے ہیں- اور صاحب صدر- یہ لیجئے- یہ صحت کے انسپکٹر ہیں- اور یہ ناغہ انسپکٹر ہیں- اگلے دن ایک وفد آیا ہوا تھا- جو کہہ رہا تھا کہ ہمیں ناغہ انسپکٹر کے ظلم سے بچائیے- وہ گھر بیٹھے ہی چالان کر دیتا ہے- اور پھر یہ کہ جب چالان عدالت میں جاتے ہیں- تو چونکہ یہ summary قسم کے ہوتے ہیں- نہ گواہ- نہ کوئی اپیل- نہ دلیل- نہ وکیل- جاتے ہی جرمانہ ہو جاتا ہے- اور کسی ثبوت کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی- تو حکومت سے یہ میری یہ استدعا ہے کہ اگر وہ چاہتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کا وقار پیدا ہو- اور وقار در حقیقت دلوں میں ہی قائم

ہونا چاہئے۔ تو پھر انہیں ایسی راہ اختیار کرنا ہوگی۔ لوگوں کو تربیت دینا ہوگی۔ اور لوگوں کے دلوں میں خوف خدا پیدا کرنا ہوگا۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ اپنے اندر نظم و ضبط کا احساس پیدا کریں۔ اور اپنے ملک کے قانون کا احترام کریں۔

ان گزارشات کے ساتھ میں اس cut motion کی تائید کرتا ہوں۔

میجر سلطان احمد خان (پنجاره۔ ۳)۔ صاحب صدر۔ اس Sputnik Age میں۔

خان اجون خان جدون۔ جناب والا۔ cut motions پر time limit ہونی چاہئے۔ اگر آپ چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ cut motions پر time limit ہو نہیں سکتی۔

میجر سلطان احمد خان۔ صاحب صدر۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس Sputnik Age میں دنیا کے ہر کونے میں خواہ کوئی مہذب ملک ہو یا غیر مہذب۔ اگر اس کا انتظامیہ کسی آئین اور قانون کے تحت رکھا گیا ہو تو وہ اس غرض سے رکھا جاتا ہے کہ وہ انتظامیہ اس ملک میں نظم و نسق قائم رکھے۔ عدل و انصاف کی نگہبانی کرے۔ اور اس قوم کی ترقی کے لئے ہر وقت انفرادی اور اجتماعی طور پر مددگار ہو۔ آج ہمارے انتظامیہ یہ بات بلا شک و شبہ کہی جا سکتی ہے۔ ہر اس راستے پر گامزن کر دی گئی ہے۔ بلکہ ہر اس راستے پر مجبور کر دی گئی ہے۔ جو اس قوم کی انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر قسم کی ترقی کے راستے میں حائل ہو۔ میں اپنی دلیل کے جواز میں چند واقعات پیش کرونگا جن سے ظاہر ہوگا کہ اس انتظامیہ نے پچھلے دو سال میں ہمیں ترقی کے کون کون سے راستے دکھائے ہیں۔ اور کون کون سے بند کئے ہیں۔

جناب والا۔ دنیا میں انسانی ذہن کی ترقی چند ایک طریقوں سے ہوتی ہے۔ یعنی تعلیم سے محفل سے۔ سننے اور دیکھنے سے۔ اس حکومت نے ہمارے ہاں یہ چاروں کے چاروں ادارے قطعی طور پر بند کر دئے ہیں۔ اس سے ان کی غرض کیا ہے۔ میں تو اسے بدنصیبی سمجھتا ہوں۔ در اصل وہ ان طریقوں سے ہم پر اور اس ملک پر اپنا تسلط برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ جو میرے نزدیک ان کی بدنصیبی ہے۔ اسی لئے ہمیں نہ تو ان سے کوئی ہمدردی رہ گئی ہے۔ اور نہ ہی ہم ان سے کوئی التجا کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اب ان کو اس راہ سے کوئی واپس نہیں لا سکتا جس پر وہ گامزن ہیں۔ انہوں نے تاریخ کے اس نتیجہ یعنی inevitable کو اپنے اوپر مجبور کر دیا ہے۔ جو ان کے باقی بدنصیب دوستوں نے بھی حال ہی میں گرد و نواح میں کیا ہے۔ لیکن یہ خوف ضرور ہے کہ اس قسم کے مومنوں اور بے حس وزراء نے (ایک آواز۔ اس کا اس cut motion سے کیا تعلق ہے)۔ آپ کے ایک لیڈر صاحب نے کہیں فرمایا تھا کہ آپ لوگ واقعی مومن ہیں۔

تو جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ سب کچھ محض ایک غرض کے لئے کیا جا رہا ہے۔ کہ اس ملک میں کس طریقے سے اس قسم کے ظالم دور۔ لاقانونیت اور غیر آئینی طریق کار کا تسلط قائم رکھا جائے۔ آخر اس کا جو حال ہوگا۔ وہ میں انہیں پر چھوڑتا ہوں۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے۔ یہی کہ وہ انتظامیہ جو کسی روشن زمانے میں بھی قوم کو ان تین راستوں پر لگا سکتا تھا۔ ایسے دیدہ و دانستہ طور پر demoralise اور corrupt کر دیا گیا۔ اور اگر ان میں آج بھی کوئی چند ایک ایسے ہیں جو corrupt نہیں ہو سکے۔ تو وہ ان corrupt اور demoralise لوگوں سے زیادہ بیکار کر دئے گئے ہیں۔ یہ ہے آج ہمارے انتظامیہ کی حالت۔

جناب والا- آج کل اس ملک میں صرف ایک ہی بیماری- ایک ہی ناسور اور ایک ہی ہنگامی واقعہ ہے- جس کی طرف ساری انتظامیہ کی توجہ دلائی جارہی ہے- اور وہ کنونشن مسلم لیگ ہے- چنانچہ ہر ڈویژن اور ہر ضلعے میں کمشنر سے لیکر ڈپٹی کمشنر تک- اور ڈپٹی کمشنر سے لیکر پٹواری تک کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ صرف کنونشن مسلم لیگ کے اراکین اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کی تھی- اپنے اپنے ضلعے اور اپنی اپنی تحصیل کے Anti-Social Elements کی نگہبانی کرے- ان کی بات سنے اور ان کی رائے کے مطابق فیصلے کرے- اب آپ ہی خیال فرمائیں کہ ایسی انتظامیہ سے ہمیں کسی انصاف- نظام یا ترقی کی توقع کیسے ہو سکتی ہے- میں اس سلسلے میں چند واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں جنہیں یہ سب یار لوگ بھی جانتے ہیں- در اصل جب ہم ایسی باتیں کرتے ہیں تو یہ خوش ہوتے ہیں- لیکن یہ خود مجبور- بے زبان اور بے حس ہیں- در اصل یہ کچھ اور بھی ہیں (قہقہہ)-

جناب والا- حال ہی میں میرے ضلع میں ایک واقعہ ہوا ہے- یعنی حکومت کو خوش کرنے کی خاطر ایک مقامی افسر نے ایک بڑے مہذب شہری کو جو اس تحصیل کی کونسل مسلم لیگ کا صدر بھی تھا کسی بہانے گرفتار کیا-

پارلیمنٹری سکریٹری (میاں محمد شریف)- کونسل لیگ تو ختم ہو چکی ہے-

میجر سلطان احمد خان- جی ہاں- اسی کا تو آپ کو خوف ہے جناب والا- میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک معزز شہری کو حال ہی میں اپر تناول کے مسئلہ میں غنڈا ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا ہے- سارے ضلع کے لوگ جانتے ہیں کہ وہ شریف آدمی ہے-

Minister of Education : If he has been arrested, then the matter is sub-judice.

Major Sultan Ahmed Khan: This is an administrative act.

Minister of Education : The matter being sub-judice, it cannot be discussed.

Major Sultan Ahmed Khan : I am explaining some thing different.

Mr. Speaker: If the matter is sub-judice.

Major Sultan Ahmed Khan : I am not referring to the name Sir.

جناب والا- میں تو اس کے نتائج پر نظر ڈال رہا ہوں کہ Political victimization کے تحت مسٹر عطا اللہ کو جو ایک مہذب شہری ہے اور جان نثار قسم کا ورکر ہے- غنڈہ ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا ہے- میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ضلع ہزارہ کے ۹۰ فیصدی لوگ جانتے ہیں کہ پاکستان کے نظریہ کے علمبرداروں کو اور نگہبانوں کو کس طرح غنڈہ ایکٹ کے تحت گرفتار کر رہے ہیں اور وہ اسے غنڈہ ایکٹ کی انتہا سمجھتے ہیں-

دوسری بات یہ ہے کہ ان اغراض کے تحت اور حرکتوں کے تحت ضلع میانوالی میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک معزز شہری جس کی اطلاع احمد سعید کرمانی تک مجھ تک اور سعدی صاحب تک پہنچائی گئی اور قصر صدارت کے دروازے بھی کھٹکھٹائے گئے اس کو ایک حکمران کے نوکر نے سوئی چبھو کر محض اس لئے ایف- سی- آر- میں involve کرا دیا گیا ہے کہ اس نے ایک امیدوار کو ووٹ نہیں دیا تھا- باوجود اس شور و غل اور دستکوں کے جب فیصلہ ہوا تو اس کے تین بھائیوں کو دس دس سال قید اور دس دس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے-

(ہیم ہیم)-

تیسری بات یہ ہے جس کے متعلق دن رات صبح و شام ہم سنتے ہیں اور جس کے متعلق باقی بلوچ صاحب نے کہا ہے کہ وہ الجیریا بن چکا ہے۔ مجھے ان سے اتفاق رائے نہیں۔ وہ بلوچستان ہے۔ ۱۹۵۸ سے آج تک وہاں انتشار پھیلا ہوا ہے۔ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ ایک سڑک نہ بنائی جائے۔ اپنی حکومت پر حیف ہے کہ ان پر گولیاں برسائی گئی ہیں۔ حکومت کا کام ہے کہ معاملہ کو سلجھایا کرتی ہے الجھایا نہیں کرتی۔

آخر میں سول سرونٹس سے مخاطب ہونا چاہتا ہوں۔ اگرچہ یہ demoralize ہو چکے ہیں ان کو ایک بات یاد رکھنی چاہئے وہ یہ کہ ان کو شرم و حیا نہیں آتی کہ ان کے ساتھ جو سلوک ہوا ہے وہ ہم سے بھی بد تر ہوا ہے اگر ہم ان چیزوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو ان کو بھی قربانیاں دینا پڑینگی۔ ان کو چاہئے کہ کوئی گمراہ کن عمل نہ کریں۔ اور قوم کا گلا نہیں کاٹنا چاہئے کیونکہ قوم کا گلا کٹ گیا تو ان کا بھی بالآخر کٹے گا۔

جنرل ایڈمنسٹریشن کے متعلق ایک اور بات جیسا کہ نواب زادہ صاحب نے فرمایا ہے عرض کرونگا وہ یہ کہ سکرٹریٹ میں آجکل decentralization ہو رہی ہے۔ یہ ایک بہانہ ہے۔ اگرچہ یہ اچھی چیز ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ drivers کے لائسنسوں کو centralize کرنے کی پالیسی بنائی جا رہی ہے۔ گویا یہاں اتنی کنگا بہہ رہی ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی kingdoms بنائی جا رہی ہیں۔ اور وہ ڈویژنوں کی صورت میں ہیں۔ یا authorities کی شکل میں ہیں۔ اور اب اتنی ہیں کہ گننے میں نہیں آتیں۔ کا تو یہ حال ہے کہ ایک افسر ۱۵ سال سے ایک ہی جگہ بیٹھا ہے اور کسی نے اس کو پوچھا نہیں خواہ وہ نا اہل ہے اور خواہ وہ بدکار ہی ہے۔ ایک شخص جو بڑی بڑی ذمہ داریوں پر رہ چکا ہے۔ میں اس کا نام نہیں لونگا۔ لیکن اس کی تفصیل جانتا ہوں۔ وہ اپنی ملازمت کے بعد ۳۰ کروڑ روپیہ کے assets کا مالک ہے۔ کیا تنخواہ داری میں کوئی اتنی جائداد کا مالک ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے نا اہل حکمران گمراہ حکمرانوں کو ایک ہی بات سے خوش کر سکتے تھے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب ایسے حکمرانوں میں سے کوئی سٹیشن پر آئے تو ہار پہنائے یا فیکٹریوں میں لے جا کر ان سے opening ceremonies کرائے۔ نا اہل افسر ایسی باتوں سے خوش ہوتے ہیں۔ آج بھی دیکھ لیں کہ جو لوگ ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں کرپٹ ہیں اور نا اہل ہیں۔ ایک ہی جگہ پر دو دو تین تین سال تک بٹھانا کرپشن پر مجبور کرنے کے برابر ہے۔

مسٹر حمزہ۔ ہمارے وزراء صاحبان الیکشن کے سلسلہ میں باری باری آتے جاتے رہتے ہیں۔

Mr. Speaker : Amir Habibullah Khan Saadi now.

Mr. Hamza : On his behalf Sir.

Mr. Speaker : This is not a question. I know the members limitation he should please take his seat.

Major Sultan Ahmed Khan: This is an aspersion Sir.

Mr. Speaker : What is an aspersion?

مسٹر حمزہ۔ یہ کوئی aspersion نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

میاں محمد اکبر (گجرات۔ ۱)۔ جناب صدر محترم۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کے تحت ۱۰۵۳۴۰ روپیہ کی رقم نئے اخراجات کے لئے رکھی گئی ہے۔ اس میں ۸ موٹر کاروں جو وزراء

وزراء کے لئے خریدی جا رہی ہیں اور چند ٹائپرائٹروں کی خرید کو چھوڑ کر باقی تمام کا تمام خرچہ نئے عملہ کی بھرتی کے لئے مخصوص ہے۔

صدر محترم۔ میں مانتا ہوں کہ وزراء کرام کی پہلی کاریں ڈیزل کی ہیں۔ بہت شور کرتی ہیں اور وہ شور ان کی طبع نازک پر گراں گزرتا ہے۔ اس لئے انہیں ضرور نئی موٹریں چاہئیں بلکہ اس سے پیشتر ہی انہیں نئی موٹریں دینی چاہئے تھیں۔ یہ جو تاخیر ہوئی ہے اس میں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے غفلت کی ہے۔

وزیر لیبر (سید احمد نواز شاہ گردیزی)۔ ہم اس شور کے عادی ہو گئے ہیں۔

میاں محمد اکبر۔ اس شور سے آپ کو نجات مل گئی ہے۔ petrol driven گاڑیاں مل رہی ہیں۔ مبارک ہو۔ آپ کو۔

اس کے علاوہ جتنا بھی خرچہ ہے وہ نئے عملہ کی بھرتی کے لئے ہے اگر ہم موجودہ نظم و نسق میں دھاندلی کو دیکھیں تو یہ جو مزید عملہ بھرتی کیا جا رہا ہے اس سے تو ہمیں یہی خطرہ ہے کہ اب مزید دھاندلی مچے گی جتنا بھی عملہ زیادہ ہوگا نظم و نسق کی حالت اتنی ہی ابتر ہوتی جائیگی۔ کیونکہ ہمارے ملازمین اور افسران کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ سیاستدانوں کے اشارے پر ناچیں۔

جناب والا۔ جب نظم و نسق کا خیال آتا ہے تو مثال کے لئے میں اپنے ہی ضلع اور اپنا ہی شہر پیش کر سکتا ہوں اور اپنے ضلع کی طرف دھیان کرتا ہوں تو وہاں مجھے ایک بہت ہی گھناؤنی صورت نظر آتی ہے ایک سیاسی شخصیت کی جسے میں dismissed constable کہتا ہوں۔ لیکن لیڈر آف دی ہاؤس کا تقاضا ہے کہ

Mr. Speaker : There should be no personal remarks about any bod.

(قطع کلامی)۔

چودھری سعی محمد۔ کیا ہمارا ہی ضلع ایسا ہے کہ جو بات بھی ہوتی ہے اس کے متعلق ہی شروع ہوتی ہے۔

(قطع کلامی)۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ جو شخص اس ایوان میں موجود نہ ہو اور وہ کچھ نہ کہہ سکے اس کے لئے کچھ نہیں کہنا چاہئے۔

میاں محمد شریف۔ میں اپنے دوست میاں اکبر صاحب سے نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ اخلاق سے بڑی گری ہوئی بات ہے کہ جو شخص یہاں موجود نہ ہو۔ اس کے متعلق کچھ کہا جائے۔ نیز ان کی خدمت میں گزارش ہے۔

Mr. Speaker : The Member is making a speech.

Mian Muhammad Akbar : Sir, is he a super-Speaker ? In which capacity is he speaking and advising me ?

میاں محمد شریف۔ آپ رعب میں نہ آئیے۔ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

حاجی عبدالمجید جتوئی- پوائنٹ آف آرڈر- جناب والا- میں آپ کے توسط سے میاں صاحب سے گزارش کرونگا کہ آخر وہ کون سیاسی بڑی شخصیت ہے وہ نام کیوں نہیں لیتے ہیں بتائیں وہ کون صاحب ہیں-

Mr. Speaker : This is not point of order.

میاں محمد اکبر- جناب والا- میں کسی کا نام نہیں لونگا میں کسی شخصیت کی طرف اشارہ نہیں کر رہا ہوں میں عام نظم و نسق کی بات کر رہا ہوں- مثال کے طور پر مجھے اپنے ضلع کی کیفیت بیان کرنا پڑتی ہے جہاں کہ ایف- سی- آر- کا ناجائز استعمال کیا جا رہا ہے جہاں بے گناہوں پر مقدمہ بنائے جاتے ہیں اور کوئی بھی مقدمہ بنایا جائے تو اس کے ساتھ رپورٹ یہ درج کرلی جاتی ہے کہ پستول بھی چلایا گیا یعنی دفعہ ۳۰۷- لگا کر فری آرم کے استعمال کا ثبوت بہم پہونچا کر جرگے کے سپرد کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے- میں نے ایک case اور سو ایوان میں پیش کیا تھا جو ناجائز طور پر بنایا گیا تھا مجھے خوشی ہے اور میں لیڈر آف دی ہائوس کا شکر گزار ہوں کہ جب یہ چیز ان کی نوٹس میں لائی گئی کہ اس قسم کے مقدمات بے گناہ لوگوں پر بنائے جا رہے ہیں تو انھیں نے کمشنر کو ہدایت کی کہ ایسے مقدمہ کا جائزہ لیا جائے اگر وہ جھوٹا ہو تو کسی کا چالان نہ کیا جائے اور اگر سچا ہو تو سات سال کے بجائے ۱۴ سال کی سزا دی جائے- مجھے یہ کہنے میں خوشی ہے کہ میرا assertion ٹھیک ہے کہ وہ مقدمہ جھوٹا تھا اور کمشنر صاحب کو ان الفاظ کے ساتھ اس مقدمہ کو واپس کرنا پڑا کہ یہ مقدمہ جھوٹا ہے اور اسے جرگے کے سپرد نہیں کیا جا سکتا- اس کے بعد ایک اور case بنایا گیا چھ بیگناہوں پر اور یہ الزام لگایا گیا کہ انھیں نے کسی کو زہر دینے کی کوشش کی تھی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی الزام لگایا گیا کہ وہ - - - - ؟

مسٹر سپیکر- میاں صاحب کیا وہ case pending ہے-

میاں محمد اکبر- نہیں جناب وہ case پولیس کے پاس investigation کیلئے ہے- میں جناب اس کے merits نہیں discuss کرونگا- میں تو صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ کہا گیا ہے کہ زہر کھلانے کی کوشش کی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا دیا ہے کہ پستول سے فائرنگ بھی ہوئی ہے-

Mr. Speaker : You are not allowed to discuss the merits of the case here.

میاں محمد اکبر- اچھا جناب میں اس کا ذکر ہی نہیں کرتا ہوں - - - - مذکی بہاءالدین میں پاک جاپان ٹریڈنگ کارپوریشن بنائی گئی ہے جس میں ایک بڑی شخصیت حصہ دار ہیں اور انھیں نے اپنا کچھ مال سنٹرل کوآپریٹو بینک کی مذکی بہاءالدین کی برانچ پر collect کیا اس کے بعد لاکھوں روپئے کا مال انہوں نے چوری چھپے وہاں سے نکال کر اتنی دیدہ دلیری سے کام لیا کہ دو من نہیں دو بوریاں نہیں بلکہ دو ویگن باستی چاول مذکی بہاءالدین سے کراچی بغیر پرمٹ کے book کروا دیا اور کراچی میں جس فرم کو book کروایا اس فرم کا نام حاجی خوشی محمد اینڈ سنز ہے- میں اس ہائوس میں یہ الزام لگا رہا ہوں لیکن اس شخصیت کا نام میں نہیں لونگا-

چودھری سعی محمد- پرائنٹ آف آرڈر- اس میں سیاست کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا- وہ کوئی اور آدمی تھا جس نے یہ چاول لیا تھا اور جس نے یہ کام کیا تھا- میں وہیں کا رہنے والا ہوں- اس میں سیاسی شخصیت کا سوال نہیں پیدا ہوتا- وہ کوئی اور تھا جس نے یہ کام کیا-

Mr. Speaker : This is no point of order.

میاں محمد اکبر- اس سے ہو جاتی ہے کہ ان کے خلاف verification case عدالت میں ہے اور سیاسی شخصیت implicated ہے- (شور و غل- قطع کلامیاں)-

مسٹر سپیکر- آرڈر- آرڈر- میا صاحب آپ جنرل ڈسکشن پر آئیے-

میاں محمد اکبر- جناب والا یہ خواہ مخواہ allergic ہو گئے ہیں میں نظم و نسق کی مثالیں دے رہا ہوں- بہر حال میں اپنے ضلع کو اس کی قسمت پر چھوڑتا ہوں- صدر محترم آپ مجھ سے اتفاق فرمائینگے کہ ہماری انتظامیہ میں پی- سی- ایس- افسران ایک بہت اعلیٰ اور ارفع حیثیت رکھتے ہیں اگر ان کی پوری طرح سے دلجوئی کی جائے اور یہ مطمئن ہو کر اپنے فرائض سر انجام دینے کی کوشش کریں تو صوبے کی انتظامیہ کی حالت بہت حد تک سدھر سکتی ہے- پچھلے دنوں گزیٹیڈ افسروں کی تنخواہوں میں اضافہ کا جو اعلان ہوا ہے اس اعلان سے پیشتر صدر مملکت نے ایک تقریر ارشاد فرمائی تھی جس میں یہ یقین دلایا گیا تھا کہ جب افسروں کی تنخواہوں میں اضافہ ہوگا تو اس وقت صوبائی اور مرکزی افسروں میں تمیز روا نہیں رکھی جائیگی اس کے بعد ہماری صوبائی حکومت نے بھی اسبات کی یقین دھانی کرائی کہ جب وہ اپنے افسروں کی تنخواہیں رواگز کرینگے تو وہ مرکزی حکومت کے افسروں کے مطابق ہونگی لیکن مقام افسوس ہے کہ جب ان کی تنخواہوں میں اضافہ کا اعلان کیا گیا تو پی- سی- ایس افسروں کے ساتھ بہت بے انصافی کی گئی ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا- اس سلسلے میں جناب کی خدمت میں کچھ تفصیلات پیش کرونگا جس سے یہ معلوم ہو سکے گا کہ پی- سی- ایس افسروں کے ساتھ regular constituted خاص طور پر صوبائی سروس میں بہت زیادتی ہوئی ہے- مرکز میں regularly کلاس (ا) سروس جس کا جونیر گریڈ ۴۵۰ سے شروع ہوتا ہے اور ۵۰ روپئے سالانہ ترقی ہے اور ۷۵۰ پر ختم ہوتا ہے- اس کے بعد خود بخود ۸ سال کی جب سروس ہو جائے تو سینیر گریڈ دیا جاتا ہے- جو ۷۵۰ سے شروع ہوتا ہے اور سالانہ ترقی ۷۵ روپئے ہو جاتی ہے اور وہ تنخواہ ۱۳۵۰ تک جاتی ہے- جونیر کو سینیر کی ترقی خود بخود مرکز میں مل جاتی ہے- جس میں انکم ٹیکس افسر کلاس (ا) آتے ہیں اور پوسٹل سروس والے کلاس (ا) سروس میں آتے ہیں اور ان کو جونیر سے سینیر اسکیل مل جاتا ہے- جس میں سالانہ ترقی ۵۰ سے ۷۵ ہو جاتی ہے- اگر میں پی-سی-ایس- افسروں کا گریڈ پیش کروں تو معلوم ہو جائیگا کہ ان کے ساتھ کافی زیادتی ہوئی ہے- ان کو جونیر سے سینیر گریڈ نہیں دیا گیا بلکہ جو ایک ہزار تک جو پہونچ جاتا ہے تو پھر ۱۰ فیصدی افسروں کو سلکشن گریڈ ملیگا اور اس پر طرفہ تماشا یہ ہے کہ سلکشن گریڈ ملنے کے باوجود سالانہ ترقی ۵۰ روپئے ہوگی ۷۵ روپئے نہیں ہوگی اور سلکشن گریڈ بھی جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے وہ مرکزی حکومت کے ملازمین کے مطابق نہیں ہے- لہذا میں گزارش کرونگا کہ ہماری صوبائی حکومت کے وہ ملازم جو regularly constituted کلاس (ا) میں آتے ہیں- میرے خیال میں ہمارے ہاں regularly constituted Class I services

دو ہیں- ایک P. C. S. اور دوسری P. F. S. یعنی P. F. S.—Forest Service
کا گریڈ ہے- 450—50—1,000—75—1,350 یعنی ان کو selection grade
increment کیلئے انتظار نہیں کرنا پڑتا- جب وہ ہزار روپے پر پہنچتے ہیں- تو ان کی سالانہ
75 خود بخود ہو جاتی ہے- اور 1,350 پر ان کا گریڈ ختم ہو جاتا ہے- یعنی
P. C. S. افسران جو کہ انتظامیہ کی ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں- ان کا گریڈ
450—50—1,000 ہے- اور اس کے بعد دس فیصد افسران کو یہ سلیکشن گریڈ ملیگا- یعنی
1,050—50—1,350 تو میری گزارشات سے ظاہر ہو گیا ہے- کہ ان کو سلیکشن گریڈ ملنے
کے بعد بھی سالانہ increment پچھتر کی بجائے پچاس دی گئی ہے- جوکہ صریحاً نا انصافی
ہے- تو میں یہ عرض کرونگا- کہ ایک ہی جیسی services میں یہ تمیز کیوں روا رکھی گئی
ہے- باوجود اس یقین دہانی کے جو کہ صدر مملکت کی طرف سے بھی دلائی گئی تھی- اور ہماری
اس صوبائی حکومت کی طرف سے بھی دلائی گئی تھی- کہ مرکزی حکومت کے افسروں اور صوبائی
حکومت کے ان افسروں کی تنخواہوں میں کوئی تمیز روا نہیں رکھی جائیگی- جو کہ ایک ہی
category کے ہونگے- یہ تمیز بہت کھٹکتی ہے- اور میں سمجھتا ہوں- کہ یہ تمیز ہمارے
P. C. S. افسران میں بد دلی اور مایوسی پھیلانے کا باعث بنے گی اور بد دلی اور مایوسی
کے عالم میں وہ اپنے فرائض منصبی صحیح طور پر انجام نہ دے سکینگے- تو میں اپنی حکومت سے
یہ گزارش کرونگا- کہ پیشتر اس کے کہ یہ بجٹ پاس کر لیا جائے- ہماری services میں یہ
discremination اور discripency جو رواں رکھی گئی ہے- اس کو دور کیا جائے-

(اس مرحلے پر حزب اقتدار کی طرف سے کئی ممبران تقریر کرنے کیلئے اٹھے)

مسٹر سپیکر- میں پہلے عرض کر چکا ہوں- کہ اپوزیشن کے اٹھارہ ممبران کی طرف سے
cut motions آئی ہیں- تو پالیسی یہی رہی ہے- کہ جس وقت کٹ موشن ختم ہو جائیں-
اور اکثریت پارٹی کے ممبران بولنے کے خواہش ہوں- اور وقت ہو- تو ان کو بولنے کا موقع دیا
جائیگا- اور اگر آپ چاہیں- کہ دوسری نشست بھی ہو جائے- تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض
نہیں ہے-

حاجی عبدالمجید جتوئی (دادو- ۱)- جناب والا- میری عرض یہ ہے- کہ یہ جو پرانے
C. S. P. افسران ہیں- انہوں نے ہی پاکستان میں ساری تباہی لائی ہے- انہوں نے جب
سنہ ۵۷ میں دیکھا- کہ اسمبلی میں یہ فیصلہ ہو گیا ہے- کہ ون یونٹ کو ختم کر دیا جائے- تو انہوں
نے کرفش شروع کی- اور مارشل لاء لگا دیا- آپ نے دیکھا- کہ اس کے بعد رشوت- چوری- اور بے
ایمانی اس حد تک بڑھ گئی ہے- کہ وہ اب پہلے سے دس گنا زیادہ ہوگئی ہے- انہوں نے کافی
کوٹھیاں بنا لے ہیں- اور کروڑوں روپے کما لئے ہیں- یہ سارے پرانے C. S. Ps. نے کیا ہے-
غریبوں کے ساتھ ظلم ہے- سارے سندھ میں چوریاں اور ڈاکے پڑ رہے ہیں- اور خون ہو رہے
ہیں- میں نے کتنی ہی تحاریک التوا پیش کی ہیں- وہاں کے افسروں کے متعلق- ان کا کوئی کنٹرول
نہیں ہے- وہ جس طرح پہلے تھے- اب بھی اسی طرح چل رہے ہیں- اور رشوت کا بازار گرم
ہے- اور باقاعدہ رشوت چل رہی ہے- آدمی چل نہیں سکتے ہیں- گھروں میں بیٹھ نہیں سکتے
ہیں- یہ انصاف اس حکومت میں ہو رہا ہے- اب ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے وزیر تعلیم اپنی سواری
کے لئے موٹر لے رہے ہیں- لیکن غریبوں کے سفر کے لئے وہی ریل کے پرانے ڈبے ہیں- پینے کے لئے
پانی نہیں ہوتا- اور ڈبوں میں پانی چھت سے ٹپکتا ہے- ان غریبوں کے لئے کچھ انتظام نہیں ہے-

اور وزیر تعلیم بڑی اور نئی موٹر میں بیٹھینگے- افسوس ہے- یہ پاکستان ہے- اور تم اس طرح سے پاکستان چلا رہے ہو- کچھ دھیان تو کرو- پاکستان کا کچھ خیال تو کرو- اور پاکستان کی جڑیں نہ کاٹیں- پاکستان کو ختم نہ کرو- پاکستان اتنا قرضہ کہاں سے دیگا- کیا اسے بیچ کر امریکہ کا قرضہ ادا کرینگے- آپ یہ پاکستان چلا رہے ہیں- یہ C. S. P. آپ کو بھی تباہ کرینگے- اور پاکستان کو بھی تباہ کرینگے- خدا کے لئے ان پر کنٹرول کرو- اور یہ P. S. P. جو ہیں- یہ بھی ان ہی کے بھائی ہیں میں آپ کو پولیس اور ڈاکوؤں کی حالت بتاتا ہوں- پولیس ڈاکوؤں کے ساتھ ملی ہوئی ہے- ہمارا ایک زمیندار ہے- وڈیرا احمد خان- اس کے پاس ہیفٹ ڈاکو رہتے ہیں- یہ وہاں ہی رہتا تھا- نصیر آباد روڈ پر- اس نے وہاں ڈکیتی کی- سب انسپکٹر جوہی مل اس کا دوست تھا- اس پر اس لئے کوئی حرف نہیں آیا- مختیار کار کو پتہ ہے- احمد خان گیا- تو اس نے کہا کہ مجھے پتہ ہے- نمبر ۱۶۴ سے پھر رہے ہو- پھر جاکر کہا ----- اب ملک آزاد ہے- ایک غریب اس کا کلاس فیلو ہے- اس کو نمبر ۱۱۰ میں پولیس نے چالان کر دیا- اسی جوہی مل نے- جب انہوں نے چیخ و پکار کی- پولیس جمعدار اور پولیس کانسٹبل نمبر ۱۱۰ میں اس کے گواہ ہیں- اور پولیس A. S. I. اور پولیس انسپکٹر بھی اس پر گواہ ہیں- اس طریقے سے آپ پاکستان چلائینگے- اور پاکستان کو مضبوط کرینگے- افسوس کی بات ہے- کہ ایسے کارنامے کرنے کے لئے پولیس کو چھوڑ دیا جائے- کچھ انصاف سے چلو- آپ کو بتاتا ہوں- کہ ہمارے سندھ میں جو تباہی ہوئی- کسی وزیر کو بھی خیال آیا- کہ ہم جاکر دیکھیں- جونیجو کے علاوہ اور کون گیا ہے-

وزیر تعلیم- میں صاحب بھی گئے ہیں- گورنر صاحب بھی گئے ہیں- دو وزیر اور بھی گئے ہیں-

حاجی عبدالمجید جتوئی- اگر یہ تباہی مشرقی پاکستان میں ہوتی- تو پریذیڈنٹ اور سارے وزراء وہاں جاتے- آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں- کہ کس طرح لاشیں پانی میں تیر رہی ہیں-

مسٹر سپیکر- آپ تقریر جاری رکھیں- میں تصویر دیکھ لونگا-

حاجی عبدالمجید جتوئی- جتنی مصیبت سندھ میں آئی ہے- اسی ہزار گائوں ختم ہو گئے ہیں- ان کی آبادی ختم ہو گئی ہے- لیکن کسی کو شرم نہیں آئی- میں کہتا ہوں جا کر دیکھو- غلام نبی میمن اپنے کام سے گئے تھے- ایک محمد خان جونیجو گیا تھا- جس نے حالت دیکھکر رپورٹ کی ہے- فیلڈ کمشنر کے ساتھ گیا تھا- وہ محمد خان کے ساتھ گیا تھا- پھر واپس آگیا- اور اپنے آنے جانے کا دس لاکھ روپیہ خرچ بتائے گا- اور کیا کریگا- اپنی جیب گرم کریگا- وہ غریبوں کی مدد کے لئے تو نہیں گیا- حیدرآباد میں بارش کی تباہی سے پچھتر ہزار خاندان بے گھر ہو گئے- اور حالت یہ ہو گئی ہے- کہ اس دن پیر محمد خان نے ہنس کر کہا تھا- کہ دو لاکھ روپیہ دیا ہے- افسوس کی بات ہے- یہ دو لاکھ روپے ہمارے کام نہیں آئینگے- حکومت کی طرف سے چھوٹے صوبوں کے ساتھ یہ مہربانی ہو رہی ہے- آپ کہتے ہیں- کہ آنکھوں پر جگہ دے رہے ہیں- خواجہ صاحب نے کہا تھا- کہ آپ اخراجات بڑھا کر پاکستان کو تباہ کر رہے ہیں- آپ امریکہ میں اپنا بینک بیلنس بڑھا رہے ہیں- تاکہ موقعہ ملے تو ہوائی جہاز میں بیٹھکر امریکہ چلے جائیں- آپ کو پاکستان کا کچھ خیال نہیں ہے- اگر پاکستان کا کچھ خیال ہوتا- تو آپ اپنے اخراجات کیوں بڑھاتے- محکمہ مال الگ ہے- A. D. C. الگ ہے- colonization الگ ہے- سکھر بیراج

غلام محمد بیراج اور گرو بیراج الگ ہے- سکھر کا الگ ہے- اس کے علاوہ مثال کے طور پر بتا رہا ہوں- کہ P. I. D. C. ہے- واپڈا ہے- سب کچھ ہوگیا- اتنے اخراجات آپ کیوں بڑھاتے ہیں- کچھ تو اپنا خیال کرو- اگر آپ خرچ کم نہیں کرینگے- اور زمینداروں کو ختم کرنے کے لئے ٹیکس لگاتے ہیں- کیوں صاحب- زمینداروں نے کیا قصور کیا ہے- وہ تو آپ کے لئے اناج پیدا کرتے ہیں- اور آپ ان کو نابود کرنا چاہتے ہیں- اور ان کو ختم کرتے ہیں- جس بجٹ میں دیکھو زمینداروں پر ٹیکس ہے- آپ کا بجٹ بغیر ٹیکس کے نہیں چلتا- آپ کہتے ہیں کہ C. S. P. بڑے ایماندار ہیں- بڑے شریف ہیں- بھائی- یہ جو پرانے کلرک C. S. P. ہے- وہ جو اوپر بیٹھا ہوا ہے- جو سندھ میں چیف سکرٹری تھا وہاں سے نکلا- تو مغربی پاکستان سے اسے نکالا- اب مرکز میں جا کر بیٹھا ہے- وہ C. S. P. کو سبق پڑھا رہا ہے- کہ اس طریقہ سے پبلک کو ختم کرو اور جو سی- ایس- پی- لگے بنے ہیں یہ کل کے رنگروٹ ہیں- وہ جو معاملے ہیں وہ غریب دے رہا ہے اور یہ کل کے بچے ہیں- ان کے منہ سے ماں کے دودھ کی رال نکلتی ہے- ان کو ڈی- سی- بنایا گیا ہے اور ان کو چارج دیا گیا ہے بڑے بڑے ڈسٹرک کی- سارے سی- ایس- پی- افسر جو بڑے ہیں سمجھ لو کہ سارے پاکستان کے اوپر ہیں- ان کے نیچے کوئی نہیں- میں یہ عرض کرونگا کہ ایک طرف حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم Free Elections الکشنز فری کرائینگے کوئی تکلیف الکشن میں نہیں ہوگی-

ایک تار جو میرے پاس آیا ہے پڑھکر سناتا ہوں-

" Mukhtiarkar and his staff entering bogus voters of kalat division in ward no. 175 tehsil K. N. Sheh taking no action no objection pray necessary action today—haroon chandio dho khuh misri—

تو یہ ہیں آپ لوگوں کے حالات بھائی- یہ تو beginning ہے ابھی- آگے چل کر جو کچھ ہوگا ہم دیکھ رہے ہیں- آپ کیا کرینگے- جیل میں آدمی پڑینگے- ان سی-ایس-پی- اور پی-سی-ایس- لوگوں کو سب کو پکڑ کر جیل میں ڈالینگے- مجھے ایک اور عرض کرنا ہے- وہ لوگ کر کیا رہے ہیں- وہ لوگ تو عیش کرنا چاہتے ہیں کہ کوٹھیوں میں رہیں اور موٹروں میں بیٹھیں- اب میں ایجوکیشن پر بات کرتا ہوں کہ گریڈ جو ملے ہیں وہ کسی کو نہیں ملے- چپڑاسی بچارے سندھ کے نکالے گئے- اگلی مرتبہ میں ایڈجرنمنٹ موشن لایا تھا تو تعلیم کے وزیر نے کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے کہ اتنے چلے گئے ہیں- ہم ان کو پھر رکھینگے مگر آج تک کیا ہوا کچھ نہیں اس لئے کہ وہ غریب سندھی تھے- غریب سندھی بھوکے مریں- ان کے لئے کچھ نہیں کیا- تو یہ حالت ہے- ان کے لئے کچھ نہیں کیا جاتا- جتنے پرانے افسر ہیں اور کام کرنے والے ہیں ان کو آج تک کنفرم confirm نہیں کیا جاتا ہے- انکو اپنی اسی جگہ پر چھوڑا گیا ہے کہ بھائی کنفرم ہونگے تو ڈی-سی بنینگے- ہمارے سی- ایس- پی- اور پی- سی- ایس- افسر ہیں وہ سارے افسر بنینگے- کیوں نہیں غریبوں کو حق دیتے پھر کہتے ہیں کہ ون یونٹ سے سندھیوں کو فائدہ ہے- پھر کہتے ہیں کہ ہم نے سندھ کو ۳۲ کروڑ دیا ہے- یہ کہاں ہے بابا- کاغذ پر تو آپ نے دکھا دیا ہے لیکن پیسہ خرچ ہوگا گرو بیراج پر- افسروں کے لئے کوٹھیاں بنینگی جگہیں بنینگی ٹینک بنینگے- غلام محمد بیراج پر لیکن سندھیوں کو کچھ نہ ملے گا- کیا وہ ایسے ہی پڑے رہینگے؟ ہمارے ہاں محمد خان آیا تھا تو بھائی میں ہمیشہ بول رہا ہوں کہ کوٹری سے لاڑکانہ تک جو روڈ بن رہا ہے وہ سنہ ۵۷ سے آج تک نہیں بنا ہے- آپ خود اس کی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ کیا حالت ہے روڈ کی- کیا مصیبت ہے اس روڈ پر مگر جس کو تکلیف ہوتی ہے وہ جانتا ہے کہ اس پر کیا بنی- تو یہ

حالت ہے ہمارے سندھ کی- ہمارے سندھ میں کلاس ۲ کی کوئی ہسپتال نہیں ہے- ہمارے دادو ڈسٹرکٹ میں کلاس ۱ کی ہسپتال last year بنی تھی اور کوئی کلاس ۲ کی ہسپتال نہیں ہے- صرف ایک ہے یہ سارے ضلع کی حالت ہے- اگر ڈسٹرکٹ کو آپ نہیں چاہتے ہیں تو اس کو بھی سوات اسٹیٹ بنا دو- ایم- بی- بی- ایس- ڈاکٹر کتنے ہیں- ہسپتال نہیں ہیں- جگہیں نہیں ہیں- بنگلے نہیں ہیں رہنے کے لئے- غریب پبلک جائے کہاں- پیسے تو کماتے ہیں مگر کچھ غریبوں کا بھی خیال کرو- ابھی حال ہی میں مسٹر آرائیں- ڈائرکٹر ہیلتھ حیدرآباد میں جس وقت چارج چھوڑ رہا تھا- جس وقت وہ چارج چھوڑ رہا تھا تو ۶۰ میڈیکل افسروں کو اس نے ٹرانسفر کیا cash payment پر- ایک دن میں اس نے ٹرانسفر کیا- cash payment پر- پھر جب دوسرے صاحب نے چارج لیا تو اس نے ۳۰ کا آرڈر cancel کر دیا- تو یہ کیا معاملہ رہا- اب میں سانگھڑ کے میڈیکل افسر- سانگھڑ کے سول سرجن کی بات کر رہا ہوں- وہ چار برس سے سانگھڑ میں رہا ہے- ایک مرتبہ ہمارے محمد خان نے اس کی ٹرانسفر کی- اس سول سرجن کا کیا کام ہے- جھوٹے سرٹیفیکیٹ دیتا ہے- ایک عالم آئی بلوچ کا murder ہوا تھا پستول کے ساتھ- اس نے پوسٹ مارٹم رپورٹ آٹھ دن کے بعد دی جس میں کہا گیا کہ وہ لاٹھی سے مرا ہے- ریوالور جس کو پکڑا گیا- اب لاٹھی آگئی- اس کے بعد پولیس نے بولا کہ کیا ظلم ہے- پولیس نے کیس چالان کر کے رپورٹ کی- تو اس قسم کا لاش کا پوسٹ مارٹم ہوا- جعلی سرٹیفیکیٹ اس نے دیکر ہزارہا روپے کمائے- اس سے بھی زیادہ کمائے اس کا مسٹر محمد خان کو پتہ ہے- جو میں کہہ رہا ہوں ایمانداری سے سچی بات کہہ رہا ہوں- کیا اس میں کوئی جھوٹ ہے؟ ہزارہا روپے سندھی سکولوں کے ماسٹروں سے لئے جس پر انکوائری ہوئی- مسٹر آرائیں صاحب وہاں پہونچا ہے انکوائری کے لئے- ایک عورت آئی آرائیں کے پاس- اس نے کہا کہ میرے بیٹے سے اس نے اتنے پیسے لئے- اس نے کہا گواہ ہیں آپ کے پاس- مائی کو کیا پتہ تھا- تو اس طریقے سے ڈاکٹر لوگ پیسے کماتے ہیں-

Mr. Muhammad Hanif Siddiqi (Larkana-III): Mr. Speaker, this is a demand for Rupees ten lakhs and a half. Ten lakhs and a half is comparatively a small amount in the context of huge Budget which is claimed and rightly claimed to be the largest Budget ever presented to this House. But, Sir, we must keep two things in view:

(1) That we have already a very heavy administration. our Administration is heavy, cumbrous and lumbersome. We are spending a very large proportion of our revenues on the General Administration of this country seven crores and a half every year. These new appointment which are sought to be added to this huge machinery will not make things easy for the Government. On the contrary they will make confusion worst confounded.

(2) We have also to remember that this is new expenditure. Unfortunately, in our country every new expenditure tends to be permanent like taxes and prices which, no matter what happens always go up and never come down.

Now, Sir, before we give our approval to this Demand we must pause and take stock of the situation. We must consider whether the funds which we have been placing at the disposal of Services and General Administration have been wisely spent whether they have been

properly used. It is my contention, Sir, that these funds have not been properly used as I will show you from documentary evidence and from evidence which you will find in Government records themselves. You will find, sir, that posts have been created during the last few years (even during the last year) for particular individuals, that the Public Service Commission has been by-passed at every stage, that favourits have been appointed to these posts, old as well as new. In every vacncy favourites have been apointed.....and that the smaller units, particularly Sind, have been kept out from their due and legitimate share, Now you know Sir that there is something like the Public Service Commission. This Commission is appointed under Article 180 of the Constitution. Under this Article every case of new appointment, every case of promtion and every case of action against the Government Officer is to be referred to the Public Service Commission. Even the recruitment rules are to be made in consultation with the Public Service Commission. As against that Sir we have what is known as the West Pakistan Public Service Commission (Limitation of Functions) Regulation 1957, which has been issued by the Government or rather by the Governor, under his powers under the consitution of course. In this regulation you will find a long list of the appointments, which have been taken out of the purview of the Public Service Commission. Secondly, there is a rule known as the Six Months Rule in this Regulation. Under this rule Government is permitted this rule is an exception to general rules that all appointments should be made in consultation with the Publice Service Commission, that if there is an appointment for six months only then the Government is allowed to fill it without reference to the Public Service Commission in the first instance because it may be a very urgent matter, but as soon as this appointment is made for six months, it is the duty of the department concerned to send an intimation to the Publice Service Commission about the action taken by them. But if it is known that an appointment is for more than six months in that case prior consultation with the Public Service Commission is necessary. In any case the intimation must be sent to the Public Service Commission, two months before the expiry of the short period of six months. Now you will see Sir, as I will show you presently when I come to the Report of the Public Service Commission, that all these regulations have been defied or even thrown to the winds, and appointments have been made indiscriminately in violation of the Regulations laid down by the Governor. This Report of the Public Servic Commission for this year, to which my friend the Leader of the Opposition has referred gives a very sad reading. It shows that appointments have been created for individuals; it shows that the six months rule has been violated—violated as many as 41 times and no intimation sent to the Public Service Commission about appointments made for six months—in some cases even for years. Then Sir there are cases in which even rules have been changed to accommodate some people and in this case there is a very flagrant instance of the change of rules regarding recruitment of tehsildars, and in some cases Sir the Public Service Commission has been over-ruled. In this case Sir, you will see from the Report of the Public Service Commission that the worst offender is the Agriculture Department. Out of 41 cases, about half are attributed to this department along with the Health Department, and I am surprised Sir that even the Revenue Board, which consists of highly qualified and educated people, has also succumbed to this temptation of by passing the rules, and in some cases even moving the Governor for amendment of rules or change of rules. Sir it is obvious that all these violations of rules and all these appointments against

rules were made for the benefit of some people, obviously for the benefit of relatives or friends or favourites, and even in some cases for political considerations. And who has been the sufferer? I need not advance arguments in favour of this contention that obviously the sufferers have been the smaller units, and particularly Sind.

Now let us come to Sind and take the position of Sind and other smaller units. At the time of integration a rosy picture was drawn about the future of the services. We were told that at present we had few and small appointments. We were told that a very large field will be open to us; that there will be many more appointments than there were at that time and that Sindhis will be able to rise to high appointments of which they could never have dreamt before the integration. Now let us see what is the actual condition. Sir at the time of integration we were given a representation of about 15 per cent in the Secretariat and it was expected at least that is the impression we have that this ratio will always be maintained. Instead of that we have not got even 5 per cent today in the Secretariat and in the allied departments, which are outside the Secretariat, I make bold to say that we haven't got even 2 per cent ratio. Some of those departments are ADC, WAPDA and the Revenue Board and the P.I.D.C. I have a particular grievance about WAPDA. Now WAPDA, as you know, is a Government within a Government, and its expenses are said to be to the tune of one crore of rupees every day. In this huge organisation we have no representation. We had one member, who was taken up in the Central Public Service Commission, and after that a C. S. P. officer has been placed in his place. I ask Sir is it fair? How do you expect the people of Sind to reconcile themselves to this state of affairs? We are told, Sir by the highest authority that these appointments are made (interruption).....

Now, Sir is this the way to reconcile the people of Sind to this One Unit? Are we not Pakistanis? Do we not belong to Pakistan? Have we no right to be associated with this huge organisation?

Then, Sir going further there has been a cent percent increase in the appointments in the Civil Secretariat after the integration and all those appointments, I am sorry to say, are filled locally. Then Sir everyday you hear of a new department being opened and all those departments unfortunately are localised at Lahore. Sir it is not a question of loaves and fishes of office. This was a bogey which Hindus used to fling in our faces. It is a question of education. Our education is directly linked up with the services. If we have no share in the services, if we do not get our share in the administration, then our education will not improve. It will remain where it is instead of advancing further.

Then let us Sir look at sind for a moment. In sind itself sir every department has been dumped with officials, clerks and even chaprasis, from outside.

Now, in this connection, we heard during this session in one of the questions put by Mr. Jatoi that during this year there were cases of 54 promtions to the posts of S. Ps. and all have been made in this region. If this is the state of affairs with what heart can the D. S. Ps. and the lower officials of the Police in Sind can work when they know that they have no place even in the temporary appointments.

I have also to make a complaint about the number and position of Deputy Commissioners in Sind. At the time of integration, we had

8 out of 8 Sindhis as Deputy Commissioners. I ask any one of you to look up the record and find himself out the truth. You will be sruprised to know that there is not a single Sindhi Deputy Commissioner in the whole of Sind. Then, Sir, our officers are being harrassed at every stage and hounded out of office. In this connection I will draw your attention and, through you, the attention of the House to a very sad incident which has been mentioned in the report of the Public Service Commissin and it has got a very tragic sequence. On page 81 of the report it is given—

"In a disciplinary case against a Divisional Forest Officer of Hyderabad Region, Government proposed to inflict major punishment such as reduction in rank and referred the case to the Commission for their advice in the matter. After going through the record of the inquiry made available to them, the Commission were of the opinion that three out of four charges were not proved against the accused officer. So far as the fourth charge was concerned, the Commissions were of the view that it was also not proved in a convincing manner. They further held that if this charge were proved, it did not involve an offence serious enough to warrant major punishment as the accused officer had already suferred mentally and economically."

Now, inspite of this recommendation, three increments of this man were stopped and he was not allowed anything beyond his subsistence allowance. This case, as I have submitted, has a very tragic sequence because every one of you must have read that one D. F. O. fell down from the running train and lost his life. It was this officer, I did not want to mention his name, who fell down and lost his life. I have been told on reliable authority that the C. I. D. has reported that this D. F. O. took his life as a result of harrassment at the hands of his officer. There is one more case.....

Minister of Communications and Railways : Sir, I would request that the time may be extended by 45 minutes.

Mr. Speaker : What is Khawaja Sahib's opinion.

Khawaja Muhammad Safdar : I have no objection.

Mr. Speaker : The time is extended till 1·45 p. m.

Mr. Muhammad Hanif Siddiqi : Sir, there is one more case of harrassment and favouritism to which I must make a reference.

Mr. Abdur Raziq Khan : Let us have second session, Sir.

Mr. Speaker : No second session today. The time of the House has already been extended to 1·45 p. m.

Mr. Muhammad Hanif Siddiqi : There is one post of Director of Agriculture at Hyderabad. Now, that post, instead of going to the right man, has been given to a man who is ten number below the right man and the only pretext given to us is.....

مسٹر عبدالرازق خان- جناب والا- میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اب جناب ملک صاحب ہائوس میں تشریف فرما ہیں- اور اس طرف سے بہت سے عزیز ممبران General Administration پر بولنا چاہتے ہیں- اگر ان کو موقع دیا جائے تو ان کی تجاویز سے حکومت کے حق میں بہت سے مفید نتائج برآمد ہونگے- لہذا میں قائد ایوان سے درخواست کرونگا کہ اگر دونوں لیڈر صاحبان اتفاق کریں تو آج دوسرا Session ہو جائے-

Mr. Speaker : I have no objection but this is up to the house.

خواجہ محمد صفدر- جناب والا- اگر ہاؤس دوبارہ meet کرنا چاہے تو مجھے
اس پر قطعاً اعتراض نہیں ہے- لیکن میں یہ بات قائد ایوان پر چھوڑتا ہوں- اگر وہ مناسب سمجھیں
تو دوبارہ اجلاس کر لیں-

Minister of Railways: I will check up and let you know, Sir.

Mr. Muhammad Hanif Siddiqi: Sir, the only reason given to us for this supersession is that the person at number one belongs to the Research side whereas the want a man who belongs to the Administration side. There was no difference and there is no difference today in sind between any sections of the Agriculture Department. Whoever is the senior most man should be put in in that job. I have learnt on reliable authority that attempts are being made to change the service rules in order to justify this action of the Government.

That is all I have to say.

Mr. Ahmed Saeed Kirmani: Sir, should I take it that we are going to sit uptil 1·45 p. m. even if we take a decision that this House is going to meet n the afternoon?

Mr. Speaker: We will just know whether we are going to meet in the afternoon or not.

سید احمد سعید کرمانی (لاہور- ۳)- جناب والا- demand زیر بحث مربائی
نظم و نسق سے تعلق رکھتی ہے- مجھ سے پہلے ہاؤس کی اس جانب سے فاضل مقررین نے نہایت
عمدگی سے اس رقم کے بارے میں اپنے خیالات پیش کئے ہیں- میں ان کو دہرائے بغیر ہی یہ عرض
کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے بڑی شکایت اس صوبے کے عوام کو اس انتظامیہ کے متعلق یہ ہے کہ یہ
ایک بے مقصد انتظامیہ ہے- یہ ایک ایسی انتظامیہ ہے جس کے پیش نظر کوئی متعین نکتہ نگاہ یا
goal نہیں- یہی وجہ ہے کہ جو نتائج آپ دوسرے ممالک کی انتظامیہ کے متعلق اپنے عوام کے
سامنے پیش کرتے ہیں- وہی نتائج ہماری انتظامیہ پیش کرنے میں بہت بری طرح ناکام رہی ہے-
ہماری موجودہ انتظامیہ کا صرف ایک مقصد ہے- اور وہ یہ کہ وہ صوبے کے عوام سے Revenue
اکٹھا کرے- That is the only purpose which it has set before itself.
حالانکہ اگر آپ غور فرمائیں- American Administration اور U. K.
کی ایڈمنسٹریشن کا جائزہ لیں تو ان کے سامنے متعین مقاصد ہیں- امریکہ کی انتظامیہ کے سامنے یہ
مقصد ہے کہ وہ انسانی آزادی برقرار رکھے اور انسانی خوشی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرے-
برطانیہ کی انتظامیہ کا مقصد یہ ہے کہ وہاں
مسٹر تاج محمد خانزادہ- ہم کیا کریں-

Mr. Ahmed Saeed Kirmani: You are curbing the liberties of the people. You are demoralising the people. That is what you are doing.

Mr. Speaker: Order, order. No interruption; and no provocation.

سید احمد سعید کرمانی- جناب والا- برطانیہ کے انتظامیہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ وہاں
کے عوام کے standard of living کو اونچا کرے اور جمہوریت کے نظام کو بہترین
طور پر پیش کرے تاکہ دنیا بھر میں وہ بہترین سمجھا جائے- ہمارے نظام کو اقتصادی مقصد نہیں-

یہ جو کہتے ہیں کہ ہم ایک ویلفیر سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں یہ ایک vague سی بات ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ کہتے کہ ہم اس ملک میں سوشیلزم لا رہے ہیں۔ مگر ایک واضح بات کرنے سے یہ گھبراتے ہیں۔ اور قوم کے سامنے ایک بہت ہی vague اور undefined رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اس انتظامیہ نے کوئی کام کیا ہے تو صرف یہ کیا ہے کہ لیجسلیٹیو کے ذریعہ Repressive Laws پاس کئے ہیں۔ اور پھر انہیں more repressive انداز میں پیش کیا ہے۔ بس اگر آپ اسے کوئی کام کہہ سکتے ہیں تو یہی ایک کام کیا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو بنے ہوئے ۱۷ سال ہو چکے ہیں اب بھی وقت ہے کہ وہ ہماری حالت کا جائزہ لیں اور کوئی کام کی بات کریں۔ ہمارے نصب العین کو متعین کرنے کے بعد اس کے اصول کو انتظامیہ کے کام میں لاتے۔ اگر حکومت یہ کام سر انجام دے دے تو یہ وقت کی بہت بڑی بات ہوگی۔ یہ ٹھیک ہے کہ انتظامیہ کے پاس نظم و نسق کا کام بھی ہے۔ لیکن اگر آپ انصاف سے کام لیں تو دیکھینگے کہ عام نظم و نسق کوئی اتنا اچھا نہیں جتنا کہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ صوبہ کی بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کے پیش نظر حکومت پولیس فورس میں قطعاً کوئی اضافہ نہیں کر سکی۔ حالانکہ صوبہ کی بڑھتی ہوئی آبادی کے مطابق پولیس فورس میں proportionality اضافہ ہونا چاہئے تھا۔ تاکہ جرائم کا سد باب ہو سکتا۔ پھر انتظامیہ کا یہ بھی فرض تھا کہ وہ مقدمات کی تعداد میں اضافہ کے پیش نظر مجسٹریٹ اور ججوں کی تعداد میں اضافہ کرے۔ ۱۹۴۷ میں لاہور ہائی کورٹ کے جتنے جج تھے اب ان میں کمی ہی ہوئی ہے اضافہ نہیں ہوا۔ سابق صوبہ پنجاب میں کافی اضافہ ہوا تھا۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ عام نظم و نسق کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے مجسٹریٹوں اور ججوں کی اسامیوں میں اضافہ کریں۔ حکومت سے این اور شیک بھی ہے کہ عوام کے لئے انصاف روز بروز مہنگا ہوتا جا رہا ہے۔ حالانکہ ہر مہذب ملک میں حکومت کا فرض ہے کہ سستا انصاف مہیا کرے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے سستا انصاف نہیں ملتا۔ بلکہ مہنگا مل رہا ہے۔

وزیر زراعت و خوراک (ملک قادر بخش)۔ فیس کم کر دو۔

سید احمد سعید کرمانی۔ میری فیس تو کم ہے ورنہ اس سرمایہ داروں کے شہر سے میں میں اسمبلی میں نہ آ سکتا۔

Mr. Speaker : Because he is in politics.

Mr. Ahmed Saeed Kirmani : I represent people. I live for them; I work for them and I will die for them.

جناب والا۔ پچھلے دنوں اس صوبہ میں نہایت ہی افسوسناک تصادم ہوا جس کو عام لوگ شیعہ سنی فساد کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جس کی دونوں فرقوں کے رہنمائوں نے بڑی مذمت کی۔ مقام شکر ہے کہ ایسے فسادات دوبارہ نہیں ہوئے۔ لیکن اگر میرا حافظہ رہنمائی کرتا ہے تو میں عرض کرونگا کہ حکومت نے پچھلے سال انکوائری کمیشن مقرر کیا تھا اس کے چئرمین مسٹر عبدالرشید ڈی۔ آئی۔ خان کے کمشنر تھے۔ انہوں نے کئی روز لاہور میں بیٹھ کر مختلف گواہان کے بیانات قلمبند کئے۔ اور کافی محنت سے حقائق کا پتہ کر کے مفصل رپورٹ پیش کی۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس رپورٹ کو ابھی تک پبلک نہیں کیا گیا۔ پبلک تو کجا۔ ممبران اسمبلی میں سرکلیٹ نہیں کیا گیا۔ میری اطلاع ہے کہ اس میں نہایت ہی مفید تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ چند بیکار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کی سفارش بھی کی گئی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں

عرض کرونگا کہ شہادتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ جس دن فسادات ہوئے تھے اس دن ایک ضلع کا ایس۔ پی۔ اپنے ضلع کی پولیس لا کر لاہور میں موجود تھا۔ لیکن اس شخص کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ حکومت ان سفارشات پر نہ صرف غور کریگی بلکہ ان سفارشات پر عمل بھی کرے گی۔

اس کے بعد دوسری بات جو میں عرض کرونگا وہ شہری آبادی کے متعلق ہے آپ جانتے ہیں کہ جس وقت پاکستان کے قیام کی آمد آمد تھی۔ سارے صوبہ پنجاب نے اس عوامی تحریک کا آغاز کیا تھا۔ یہاں تک کہ حکومت انگلشیہ اور ہندوؤں کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ ہمارا جائز مطالبہ مان لیں۔ اس وقت اس تحریک کا نصب العین یہ تھا کہ ہم سیڈی لاز کو repeal کر دینگے اور جس جوش و خروش سے صوبہ پنجاب نے قربانیاں دیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ آزادی کے سورج کو طلوع ہوئے اب ۱۷ سال گذر چکے ہیں ان لاز کو منسوخ کرنے کی بجائے سخت ترین کر دیا گیا ہے۔ اور اس انتظامیہ نے جس کے متعلق ہمارے عوام کے خیالات اچھے نہیں ہیں ان قوانین کو اور طاقتور بنا دیا ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اب ساری قوم کو demoralize کر رہے ہیں۔ اور اپنے عمل اور حرکتوں سے برباد کر رہے ہیں۔ ایک زندہ قوم کو جنم دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی tradition کو زندہ کیا جائے۔ اگر آپ کی ہر دلعزیز حکومت ہے تو پھر ایسے قوانین کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس صوبے میں گورنمنٹ function نہیں کر رہی ہے۔ کسی ایسے قانون کی ضرورت نہیں ہے demorcative جس سے عوام کے حقوق سلب ہوتے ہوں جس سے عوام کے ضروری حقوق مجروح ہوتے ہوں۔ میں جناب والا آپ کی توجہ ایک اور مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور وہ مسئلہ مزدور قوانین کا ہے۔ ہم بہت سالوں سے سنتے سنتے تھک گئے کہ حکومت کا پختہ ارادہ ہے کہ لیبر لاز میں مناسب ترامیم کرنا چاہتی ہے۔ آپ غور کریں کہ ہمارے ہمسایہ ملک میں اس تھوڑے سے عرصہ میں بے پناہ activity ہوئی ہے۔ وہاں انہیں نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد لیبر قوانین میں بے پناہ قوانین ترمیم کئے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ پچھلے دو سالوں سے اگر کسی لیجسلیٹیو فیلڈ میں کام نہیں ہوا تو وہ لیبر میں ہے یہ ایک افسوس کا مقام ہے اور ہمیں ان مظلوم بے بس اور بے سہارا لوگوں کی طرف توجہ دینا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ Industrial ٹریبونل قائم کرنا چاہئے تا کہ مزدور کو آسانی سے انصاف مل سکے۔ اب جناب میں اوقاف کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ حضور والا۔ اصولی طور پر اس محکمہ کے قیام کا ہمیں خیر مقدم کرنا چاہئے ہمارے یہ قیمتی اوقاف بعض نا اہل ہاتھوں میں پڑ کر برباد ہو رہے تھے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جن مقاصد کو پیش نظر رکھکر اوقاف قائم کئے گئے تھے ان مقاصد کو برباد کیا جائے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ اوقاف سے جو لوگ فائدہ اٹھاتے تھے ان کے ساتھ محکمہ اوقاف کا سلوک نامناسب ہے غیر ہمدردانہ ہے حکومت کو چاہئے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ Liberally treat کرے۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ بعض ایسے خاندان تھے جن کی اولادوں نے اس خیال سے کوئی کام نہ سیکھا کہ ان کے پاس مناسب ذریعہ آمدنی ہے لیکن آج آپ نے ان کو بیکار چھوڑ دیا ہے حکومت کو چاہئے کہ ان لوگوں کے بارے میں دوبارہ غور کر کے ہمدردانہ سلوک کرے۔

جناب والا۔ اس مسئلہ اوقاف کے ساتھ ہی ساتھ یہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ اوقاف کے محکمہ کا سلوک اوقاف کی املاک کے کرایہ داروں سے بھی اچھا نہیں ہے۔ بالکل اگر دیکھا جائے

موجودہ قوانین کے تحت جو رعایتیں ایک عام کرایہ دار کو حاصل ہیں وہ ان کرایہ داروں کو نہیں حاصل ہیں جو اوقاف کی املاک میں کرایہ پر رہتے ہیں- تو اس discrimination کو ختم کیا جائے اس کے لئے یکساں قانون ہونا چاہئے- آخر بات جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے اور یہ بڑا ہی نازک مسئلہ ہے میں ایک معمولی قانوندان کی حیثیت سے محسوس کرتا ہوں کہ قانونی حلقوں میں یہ خواہش پرورش پا رہی ہے کہ Law of Contempt کو Re-cast کیا جائے اس سلسلے میں قانون داں حضرات اور ججز صاحبان کو اعتماد میں لیا جائے اور اس کو recast کیا جائے تاکہ متعلقہ فریقین کو معلوم ہو جائے کہ ان کے حدود کیا ہیں اور Law of Contempt کے تحت ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں اس سے بہت سا خوشگوار واقعات ماضی میں رونما ہوئے ہیں اس کی main بنیادی وجہ غلط فہمی تھی- میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم Law of Contempt کو vagueness سے نکالکر more definite طرز میں لائیں تو یہ نہ صرف ملک کی خدمت ہوگی بلکہ اس چیز کا قوی امکان ہے کہ مستقبل میں کوئی واقعہ نہیں رونما ہوگا-

(*At this stage the Leader of the House rose to speak*).

Mr. Speaker : There was a motion that we should have a second sitting.

Minister of Finance : (Sheikh Masood Saddiq) : This will not be possible. It has not been done before in this session.

(*Mr. Hamza rose to speak*).

Mr. Speaker : The Leader of the House has to wind up the debate I can give Mr. Hamza five minutes.

Mr. Hamza : That is too little.

Mr. Speaker : Alright seven minutes.

Khawaja Muhammad Safdar : Make it ten.

مسٹر حمزہ (لائل پور- ۶)- جناب سپیکر- کل ۲ بجے تک وقت بڑھایا گیا تھا اگر آپ آج بھی ۲ بجے تک بڑھا دیں تو بہتر ہے-

Mr. Speaker : You please carry on.

مسٹر حمزہ- جناب سپیکر- مجھے آج نظم و نسق اور خصوصاً محکمہ صحت کے متعلق کچھ معروضات پیش کرنی تھیں اور مجھ سے پہلے جناب خواجہ صفدر صاحب اور جناب صدیقی صاحب نے گورنمنٹ کے بعض فیصلوں کی اس بنا پر نکتہ چینی کی کیوں کہ گورنمنٹ نے پبلک سروس کمیشن کے فیصلوں کو یا اس کو بحیثیت ایک اہم ادارے کے وہ اہمیت نہیں دی جو اس کو دینی چاہئے تھی- جناب سپیکر Annual رپورٹ پڑھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی اہمیت کو یا ان کی رائے کو نظر انداز کرنے میں جناب وزیر طاقت- جنگل و حیوانات کے محکمہ جات پیش پیش رہے ہیں- میں سمجھتا ہوں کہ اس میں وہ حق بجانب ہیں- جناب سپیکر آپ کو علم ہے کہ طاقت جنگل و حیوانات ان کا آپس میں مل جول ہی ایسا ہے اور اس سے ذہن پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ قانون کے حدود میں رہنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے اور خصوصاً یہ گورنمنٹ جو اس سے پہلے ساری قوم کو جاہل قرار دے چکی ہے اور نکتہ چینی کرنیوالوں کو کمیونسٹ گردانتی ہے یا یہ الزام لگاتی ہے کہ یہ بیرونی ممالک سے امداد وصول کرتے ہیں- میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آخر آپ اقتدار کے نشہ میں اس قدر کیوں اندھے ہو گئے ہیں یہ تو کانسٹی ٹیوشن

اور آئین کے تحت جس کی ہم کو روزمرہ یاد دلائی جاتی ہے قائم کیا ہوا ادارہ ہے آخر اس کی توہین کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے- جناب سپیکر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہماری حکومت اقتدار کے نشہ میں اندھی ہے اور کیوں ہے؟ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ حزب اختلاف مجبور مقہور اور بے جان ہے لیکن ایک عام پنجابی کی کہاوت ہے کہ اندھا جب شیرینی بانٹتا ہے تو اپنوں ہی کو بانٹتا ہے یہ کہاوت گورنمنٹ نے درست ثابت کی ہے اسی لئے یہ اس بات پر مجبور ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کو نظر انداز کرے اس کی راہنمائی حاصل کرنے کی زحمت گوارا نہ کریں- جناب سپیکر- اس رپورٹ میں انسپکشن ٹیم کا بھی ذکر ہے- مجھے ابھی تک یہ پتہ نہیں چلا- کہ یہ انسپکشن ٹیم کس قانون کے تحت کام کرتی رہی ہے- یہ ادارہ جس کا عام طور پر یہ دعویٰ رہا ہے کہ ہماری انتظامیہ کے نقائص کو رفع کر کے اور اس ملک کی سیاسی زندگی سے برائیوں کو دور کرے گی- لیکن ہم نے عملی طور پر دیکھا ہے کہ بہت سے ایسے مقدمات جن میں بارسوخ افراد یا بڑے بڑے افسران ملوث ہوتے ہیں- جب ان کو بچانا مقصود ہوتا ہے تو اس مقدمے کو بلکہ اس case کی تحقیقات کا کام اس انسپکشن ٹیم کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور آج تک اس قسم کے بیسیوں cases انسپکشن ٹیم کے پاس پڑے ہوئے ہیں- جن کے بارے میں انہوں نے آج تک کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے- جناب قائد ایوان نے بڑے ڈکٹیٹرانہ لہجے میں یہ فرمایا تھا- کہ

Mr. Speaker : That is not a proper word. He should withdraw that word.

مسٹر حمزہ- میں واپس لیتا ہوں اور اسکی بجائے تحکمانہ substitute کرتا ہوں- انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ اس ملک میں قانون کا نفاذ کرتے وقت افراد کی امارت یا ان کے عہدے کا قطعاً کوئی خیال نہیں رکھا جائے گا- میں ان سے پوچھتا ہوں- کہ وہ مجھے بتائیں- کہ اگر سپکلوں کے خلاف کوئی مقدمہ ہو تو اس کو اینٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ سے لیکر Establishment Central Police کے سپرد کیوں کر دیا جاتا ہے- (قطع کلامی) ہائی کورٹ میں انہوں نے یہ رٹ کی- وہ خارج ہوگئی- یہ گورنمنٹ کا فیصلہ تھا کہ اینٹی کرپشن سے مقدمہ لیکر سپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ کو دیا جائیگا- (قطع کلامی)- چلئے آپ مجھے کوئی معقول وجوہات بتا دیں حالانکہ آپ سے معقول وجہ کی توقع عبث ہے- لیکن میں آپ سے دریافت کرتا ہوں- کہ آپ کہتے ہیں- کہ ہم نے مقدمہ صوبائی محکمہ انسداد رشوت ستانی سے لیکر مرکزی حکومت کے اس محکمے کو دیدیا ہے- سنٹرل پولیس اسٹیبلشمنٹ کو دیدیا ہے- جب بھی کوئی بڑی مچھلی پھنس جاتی ہے- تو اب یہ تاخیر بلکہ ان کو بچانے کیلئے اس قسم کے حربے کیوں اختیار کرتے ہیں- کیا وجہ ہے کہ جب ایک بڑے افسر کے خلاف اس قسم کے سنگین الزامات لگائے گئے اور ان سنگین الزامات کے بارے میں اس ملک کی بہت بڑی آبادی کو علم تھا اور ابھی جناب کرمانی صاحب نے بھی اس افسر کا کچھ حوالہ شیعہ سنی فساد کے سلسلے میں دیا ہے- جب کبھی آپ نے کسی ملزم کو نوازنہ ہو تو آپ اس قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں-

جناب سپیکر- آج تک انہوں نے رشوت ستانی کے انسداد کے لئے یا انتظامی ڈھانچے کو بہتر بنانے کے لئے یا اس ملک کی سیاسی اقتصادی یا معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کئے- اور اس کی بڑی وجہ ان کی خود غرضی ہے- ایک طرف Criminal Procedure Code میں یہ دیا گیا ہے- کہ S. H. O. مقدمات درج کرے- ان کی تفتیش کے بعد عدالت میں چالان پیش کر دے- لیکن اس حکومت کی طرف سے Executive Instruction

جاری ہوتے رہے ہیں- کہ جب کسی گزٹیڈ افسر کے خلاف محکمہ انسداد رشوت ستانی کوئی مقدمہ درج کرے- تو اس کا چالان پیش کرنے سے قبل محکمہ متعلقہ سے اس کی اجازت لے- اسی طرح اس حکومت نے ڈویژن اور ضلع کی اور صوبائی سطح پر انسداد رشوت ستانی کی کمیٹیاں مقرر کی ہیں- اور ان کا مقصد محض یہ ہے- کہ قبل اس کے کہ مقدمہ عدالت میں جائے- محکمہ متعلق جو کہ رشوت میں حصہ دار ہوتا ہے- اس مقدمے کی چھان بین کرے- اور اس کا لازمی اور قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے- کہ وہ لوگ جو خود رشوت میں حصہ دار ہوتے ہیں- ہمیشہ رشوت خور افسران کو Shield کرتے ہیں- اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے- اگر آپ کے ملک میں کسی چیز کی بہتات ہے- تو وہ بددیانتی کی لعنت ہے- آپ رشوت ستانی کے لعنت کے گڑھے میں سارے ملک کو دھکیل رہے ہیں-

Mr. Speaker : The Member may please take his seat .

شہزادہ اسدالرحمان (پشاور ایجنسی- ۲)- جناب سپیکر- جنرل ایڈمنسٹریشن میں بھی آپ نے موقع نہیں دیا- حالانکہ آپ نے فرمایا تھا کہ جنرل ایڈمنسٹریشن پر بحث کے دوران آپ مجھے موقع دینگے-

مسٹر سپیکر- شہزادہ صاحب اس وقت کٹ موشن زیر بحث ہیں اور اس کے بعد فائنانس بیوان بولینگے-

Minister Of Finance : Sir I am not feeling well. I come here to reply and I am still waiting. It is now 1.15 p.m. and I don't mind giving two minutes to the member, but if the same thing goes on then there will be no end to it.

شہزادہ اسدالرحمان- میں صرف دو منٹ لونگا

جناب والا- میں سب سے پہلے حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں- اس لئے کہ آج کے اخبارات میں میں نے پڑھا ہے کہ ریاست چترال کا ایک پرانا مطالبہ تھا کہ درہ شہاری سے ایک سڑک نکالی جائے- حکومت نے اس کے لئے تیسرے پنج سالہ منصوبے میں بیس کروڑ روپیہ رکھا ہے- اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے مطالبہ کرتا ہوں- کہ حکومت چترال میں ایک کالج اور ایک بجلی گھر کے قیام کی طرف بھی ضرور توجہ فرمائیے-

وزیر خزانہ (شیخ مسعود صادق)- جناب والا- باوجود کہ ہمارا آئین اسلامی ہے- لیکن میں اقرار کرتا ہوں کہ ہم سب یہاں فرشتے نہیں ہیں- یہاں بار بار رشوت ستانی کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے- میں مانتا ہوں کہ یہاں پر رشوت ستانی ہے- لیکن اگر اس کا مقابلہ دیگر ممالک سے کیا جائے- تو ان کی بنسبت کم ہے- میں یہ بھی دعویٰ کرتا ہوں کہ مغربی پاکستان میں رشوت ستانی روز بروز کم ہو رہی ہے- اور پہلے سے بڑھ نہیں رہی ہے- بلکہ کمی پر جا رہی ہے اور یہ ہمیں معاشرے میں ملی ہے- خواجہ صاحب دعویٰ کرتے ہیں- میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے افسران بھی ہم میں ہی سے ہیں- ہم بھی تو ویسے ہی ہیں- جیسے وہ ہیں- ایک افسر کو آپ کچھ کہتے ہیں- یہ تو معاشرے میں ہمیں ورثے میں آئی ہے- یہ انگریز ہمیں ورثے میں دے گئے ہیں- میں عرض کرونگا کہ کہا گیا ہے کہ کمشنر- ڈپٹی کمشنر اور جملہ C. S. P. صاحبان سب راشی ہیں-

ایک ممبر- اکثر راشی ہیں- جملہ نہیں ہیں-

وزیر خزانہ۔ یہ سراسر بہتان ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ان میں سے تھوڑے بہت ہیں۔ لیکن ایک general observation کر دینا بڑا ظلم ہے۔ یہ وہ افسران ہیں کہ جب پاکستان بنا تھا۔ ہمارے پاس نہ پنسل تھی نہ کاغذ تھا۔ اس وقت انہوں نے پاکستان کو چلایا تھا۔ انہوں نے اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کیا تھا۔ اب ان کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ یہ ان کو صلہ دیا جا رہا ہے۔ یہاں خاص طور پر point out کیا گیا ہے۔ ایس۔ پی۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ منٹگمری۔ سرگودھا اور پشاور کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ راشی ہیں۔

مسٹر عبدالرازق خان۔ پشاور کا ایس۔ پی۔ نہیں ہے۔ ان کا نام کاٹ دیں۔

وزیر خزانہ۔ میرے نوٹ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ جو کچھ میں نے سنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے غلطی ہوئی ہو۔ میرے پاس ڈیرہ اسماعیل خان۔ منٹگمری۔ سرگودھا اور پشاور لکھا ہوا ہے۔ الحمدللہ اگر یہ غلط ہے تو ممکن ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان اور سرگودھا کے متعلق کہا گیا ہو۔

وزیر تعلیم۔ منٹگمری کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق بھی کچھ نہیں ہے۔

وزیر خزانہ۔ اگر نہیں کہا گیا تو بڑی اچھی بات ہے قابل تحسین ہے اور کیا ہے اور میں یہ عرض کرونگا کہ جو صاحب اس معزز ایوان کے سامنے جوابدہ ہیں ان کے خلاف یک طرفہ کارروائی کرنا ان پر الزامات لگانا مناسب چیز نہیں ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ جن صاحبان نے الزامات لگائے ہیں وہ بہت لگائے ہیں تاکہ کورٹ میں جا کر ثابت کر سکیں کہ یہ جھوٹ بات کہہ رہے ہیں۔ وہ جو ان کی مرضی ہو فرما دیتے ہیں کیونکہ وہ یہاں protected ہیں اور وہ بیچارے جواب نہیں دے سکتے۔ یک طرفہ کارروائی ہو جاتی ہے تو میں گزارش کرونگا کہ نام لیکر آپ جنرل ڈسکشن نہیں کر سکتے ہیں کہ افسر رشوت لیتے ہیں اور بہتان لگا سکتے ہیں لیکن نام کسی کا نہیں لینا چاہئے کیونکہ وہ اس کے لئے جواب نہیں دے سکتا۔ پھر جناب ایک طرف کہا جاتا ہے کہ یہ بے ایمان افسر ہیں کیوں ان کو نکالتے نہیں اور دوسروی طرف یہ کہتے ہیں کہ ان کی screening کیں کی جاتی ہے۔ ان بیچاروں کو کیوں نکالا جاتا ہے تو یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی کہ ہم ان کو نکالتے ہیں تو ہم برے ہیں اگر ہم نہیں نکالتے ہیں تو پھر ہم برے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیا چاہتے ہیں سوائے اس کے کہ گیلری کو سپیچ کر لیں۔

مسٹر حمزہ۔ نیک نیتی اور عمل۔

وزیر خزانہ۔ وہ تو تم میں ہے ہی نہیں اور نہ کبھی آئیگی۔ خیر جناب کہا گیا ہے کہ increase in crime ہے تو میں عرض کرتا ہوں جناب کہ یہ ساری کی ساری غلط بات ہے۔ آگے سے کرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔ جناب میرے پاس کچھ اعداد و شمار موجود ہیں وہ میں آپ کو پڑھکر سناؤنگا۔

مسٹر حمزہ۔ مقدمات درج نہیں ہوتے۔

وزیر خزانہ۔ الٹ بات ہے۔ میں اس کی طرف آؤنگا۔ میں بتاؤنگا کہ درج ہوتے ہیں۔ آزادانہ درج ہوتے ہیں باوجود اس کے کمی ہے۔ جناب ۱۹۶۲ میں جو کرائم درج کیا گیا تھا اس کی تعداد ایک لاکھ ۷۱ ہزار اور ۳۱۲ تھی۔

Total Registered cases in 1962—171,312.

The crime table of the last 10 years indicates that the crime in Classes I to VI, reported in 1962, recorded a decrease of 4586 cases as compared with the crime figures of previous years. There was a decrease of 2919 and 508 cases under public nuisance and Local & Special Laws respectively.

In the year 1962, a decrease of 1122 cases was registered in Classes I to V (Offences under P.P.C.)—

Ordinary theft	..	777
Criminal breach of trust.	..	158
Burglary	..	486
Receiving stolen Property.	..	232
Cheating	..	13
Grevious hurt	..	376
Rape	..	79
Kidnapping	..	27

The year 1962 not only registered a decline in crime under Classes I to VI as compared with the previous year but also against the years 1958, 1959 and 1960.

In 1963 the total was 162,714 (Classes I to VI).

اگر آپ اس کو کمی کہتے ہیں یا زیادتی کہتے ہیں تو یہ ہاؤس decide کرے گا۔

Crime in the year 1963, when compared with the preceding year and Classes I to VI recorded a decrease of 8,598. There was a decrease of 10,143 cases under Public Nuisance while cases under Local and Special Laws recorded an increase of 1,658 cases. This rise under the latter head speaks of the increased mobility and vigilence on the part of the police.

1963 registered a decrease of 500 cases in Classes I to V offences under P.P.C. In all 24,166 cases were registered under the head, offences against persons, as compared with 23016 of 1962, thus showing an increase of 1150 cases. The number of cases reported under the head, offences against property, was 37274 as against 38968 of the last year thus indicating a decrease of 1694 cases. Crime against persons has shown an upward trend while crime against property has registered a decrease."

انکی وجوہات بھی بتاتا ہوں اور اگر کسی لوکل جگہ پر کرائم بڑھ گیا ہے تو اس کے وجوہات آپ سے عرض کرتا ہوں۔ جیسا کہ ابھی حمزہ صاحب نے کہا تھا کہ مقدمات درج نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کہ ان کا آزادانہ اندراج ہوتا ہے۔ آگے جب مقدمے درج کرتے تھے تو بہت لمبا کام ہوتا تھا اب جو شخص چاہتا ہے وہ کرا سکتا ہے۔ اب اگر حمزہ صاحب میرے بر خلاف رجسٹر کرائیں تو ماشاء اللہ ایک منٹ میں کرا سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ آبادی زیادہ ہو گئی ہے۔ جتنی آبادی بڑھے گی تو جرم بھی ساتھ ساتھ بڑھتا ہے اور پھر زیادتی آمد و رفت یعنی Mobility of labour and people Sir. آپ کو پتہ ہے کہ کتنی گاڑیاں چلتی ہیں۔ ہوائی جہازوں میں جگہ نہیں ملتی۔ بسیں بھری ہوئی آتی ہیں۔ صنعتی اداروں کے قیام سے دیہاتی آبادی شہروں میں منتقل ہو گئی ہے۔ یہی وجوہات تھے جناب۔ اگر کرائم میں increase

ہوئی ہے تو ان وجوہات سے ہوئی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہے جناب Increase in expenses of General Administration after integration. میں اعداد و شمار سے ثابت کرونگا کہ خواجہ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں کہتا ہوں کہ میں اس کو غلط بیانی تو نہیں کہونگا۔ ان کے غلط اعداد و شمار ہیں ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ (قہقہے) عرض یہ ہے کہ انہوں نے figures quote کئے ہیں روپوں میں۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ بجٹ پہلے کتنا تھا۔ ۶۱ کروڑ کا بجٹ تھا جو ۱۶۵ کروڑ تک پہونچ گیا۔ ہم نے ratio لینی ہے کہ وہ ratio کیا تھی۔ سنہ ۵۶-۵۷ میں جو خرچ ہوا وہ ۴ کروڑ ۴۵ لاکھ ہے۔ سنہ ۵۸-۵۹ میں ۳ کروڑ ۴۱ لاکھ تھا۔ سنہ ۵۹-۶۰ میں ۳۴۵ لاکھ تھا۔ سنہ ۶۰-۶۱ میں ۴ کروڑ ۱۰ لاکھ تھا۔ سنہ ۶۱-۶۲ میں ۴ کروڑ ۵۸ لاکھ۔ سنہ ۶۲-۶۳ میں ۵ کروڑ ۶۳ لاکھ۔ سنہ ۶۳-۶۴ میں ۵۵ لاکھ اب سنہ ۶۴-۶۵ میں جو اب ہم نے رکھا ہے جناب وہ ۶ کروڑ ۸۳ لاکھ ہے۔ جناب کل خرچہ کا اگر مقابلہ کیا جائے آمدن کے لحاظ سے سنہ ۵۴-۵۵ میں جو اس کا ۶ عشاریہ ۵ اس کا خرچ ہوتا تھا یعنی کل خرچ کا وہ اب آمدن کے لحاظ سے اگر اس کی ratio لی جائے تو یہ چار عشاریہ دو رہ جاتا ہے اور اگر خواجہ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خرچہ زیادہ بڑھا ہے تو اس کا جواب تو ایوان ہی دے سکتا ہے۔ کیونکہ خواجہ صاحب تو کبھی نہیں مانینگے۔ ایک چیز کو بھولنا نہیں چاہئے

Sir, I would request that time may be extended till I conclude my speech.

Mr. Speaker : Yes, the time of the House is extended till the Finance Minister finishes his speech.

وزیر خزانہ۔ پھر جناب میں عرض کرونگا ایک چیز وہ بھول گئے ہیں وہ یہ بھول گئے ہیں کہ یہ خرچہ جو ہم نے رکھا ہے ۶ کروڑ ۸۳ لاکھ کا اس میں سے تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ خود ان کا اصرار تھا کہ افسروں اور ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی جائیں اور یہ دو شقوں میں ہے۔ ایک شق تو وہ تھی جناب کہ جب integration ہوئی تو کئی علاقوں کی تنخواہیں کم تھیں تو ہم نے مناسب سمجھا کہ جو تنخواہ بڑے سے بڑا علاقہ لیتا ہے ان کی level پر لایا جائے۔ کروڑوں روپیہ گورنمنٹ کو اس سلسلہ میں دینا پڑا اور اب جو یکم دسمبر سنہ ۶۲ سے اضافہ کیا ہے اس کا بوجھ ۶ کروڑ ۸۳ لاکھ ہے۔ اس کے علاوہ جناب بہت سے نئے محکمے کھولے گئے۔ مثلاً Planning and Development اور Basic Democracies کے بھی محکمے ہیں جو کہ most important محکمے ہیں اور نئے کھولے گئے ہیں۔ خواجہ صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ سکرٹریٹ Re-organisation کے وقت صرف ۹۴ افسر تجویز کئے گئے تھے اور اب اس وقت ان کی تعداد ۷۰۳ تک پہنچ گئی ہے۔ خواجہ صاحب سے عرض کرونگا کہ پچھلے سال شائد انہیں نے یہ سوال اٹھایا تھا تو میں نے بڑی سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر یہ سمجھ نہیں سکتے کہ ہمارے پہلے جو کلرک کام کیا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب سے عرض کرونگا پچھلے سال بھی شاید انہوں نے یہ سوال اٹھایا تھا میں نے انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ سمجھ نہ سکے۔ جو پہلے کلرک کام کرتے تھے ہم نے وہ سسٹم ختم کرکے سیکشن آفیسر کا نیا نظام چلانے کی کوشش کی تھی۔ وہ اتنا اچھا کامیاب ثابت ہوا کہ مرکز نے اس کو اپنا لیا۔ وہاں پر سیکشن آفیسر سکیم ہم کو دیکھکر انہوں نے جاری کی ہے۔ صرف میرے اپنے محکمے میں پانچ یا چھ افسر ہوا کرتے تھے اب ماشاء اللہ صرف ۶۰ سیکشن آفیسر ہیں۔ اس لحاظ سے ۷۰۳ ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ خواجہ صفدر صاحب نے پبلک سروس کمیشن کی طرف بھی متوجہ کیا۔ میں ان کا ممنون ہوں۔

پچھلے سال بھی (اگر کہیں ریکارڈ منگا لوں) جواب دیا تھا یہ ایڈوائزری باڈی ہے۔ اس کی advice ہم پر binding نہیں ہے۔ پھر بھی میں کہتا ہوں ۸۹ فیصدی سے زیادہ کیس بلکہ میں کہونگا ۹۹ فیصدی کیس میں ہم ان کی advice تسلیم کرتے ہیں اور مانتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا اس بجٹ میں ہم نے نیا ممبر بڑھا دیا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ریلوے کا ڈیپارٹمنٹ جو کہ بہت بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کی ایڈیشن ہوئی ہے اور یہ صوبہ کی تحویل میں آ گیا ہے پہلے یہ سینٹر میں ہوا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ بہت سے اور محکمے ، لا لیبر وغیرہ یہ سارے صوبائی تحویل میں آ گئے ہیں اور نئے محکمے بھی کھلے ہیں۔ اس لئے اس کی پوری justification ہے۔ ادھر آپ کہتے ہیں کہ اگر پبلک سروس کمیشن میں کیس بھیجا جائے تو سال ہا سال گزر جاتے ہیں اس کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ اگر میں ممبر بڑھاتا ہوں کہ جلد کام ہو تو اس پر اعتراض کرتے ہیں اور تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔ (مداخلت) علامہ ارفع صاحب موجود نہیں ہیں ان کا تاعدہ ہے تقریر جھاڑی اور بھاگ گئے۔ اوقاف کے بارے میں انہوں نے گوہر افشانی کی ہے اور کہا ہے اس کا بجٹ یہاں کیوں پیش نہیں کیا جاتا۔ میں حیران ہوں کہ حزب مخالف میں سے

مسٹر حمزہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر قائد حزب اقتدار نے فرمایا ہے تقریر "جھاڑی ہے" کیا یہ پارلیمنٹری لفظ ہے۔

Mr. Speaker : This is Not un-parliamentary.

مسٹر حمزہ۔ حقیقت یہ ہے ان کی تقریر جس قسم کی ہوتی ہے اگر میں نے مغابہت دے دی تو آپ اس کو un-parliamentary قرار دے دیجئے۔

Mr. Speaker : If that is not un-parliamentary,

وزیر خزانہ۔ میں نے کئی un-parliamentary لفظ expunge نہیں کرائے they are still on the record ہیں آپ نے گالیاں دیں میں نے کہا انہیں مت expunge کیجئے انہیں رہنے دیجئے۔

It is still on the record.

مسٹر حمزہ۔ پھر ان کو *X X X X X X کہا جائے۔

Minister of Finance : Sir he says that I am a joker. Is it parliamentary?

Mr. Speaker : Mr. Hamza should withdraw his words.

Mr. Hamza : I withdraw.

Mr. Speaker : These words should be expunged from the proceedings Mr. Hamza should be careful in future.

Minister of Finance : Sir, he is a mental case and, therefore, I keep quiet.

Mr. Speaker : The Minister may please go on with his speech.

وزیر خزانہ۔ جناب والا میں عرض کرونگا کہ اوقاف ڈیپارٹمنٹ بھی ایک قسم کی اڈوائزری باڈی ہے۔ میں حیران ہوں انہوں نے یہ کیوں نہیں کہا کہ مغربی پاکستان کی پی-آئی-ڈی-سی

*Expunged as Ordered by Mr. Speaker.

اے-ڈی-سی اور سب سے بڑا ادارہ واپڈا ہے ان کا بجٹ پیش کیوں نہیں ہوتا- اٹانمس باڈیز جو ہیں ان کے بجٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ approve کرتا ہے- ہاؤس کے سامنے پیش نہیں ہوتا- ہم اس میں بڑی دیکھ بھال کرتے ہیں-

رائو خورشید صاحب نے فرمایا حکومت صرف انتظامیہ میں نہیں بلکہ عدالت عالیہ پر بھی دباؤ ڈال رہی ہے- نعوذ باللہ- اس سے بڑا الزام کوئی نہیں لگا سکتا تھا- رائو خورشید علی صاحب اور عبدالباقی بلوچ صاحب کو ابھی ابھی عدالتوں نے ہی چھوڑا ہے- اگر دباؤ ڈالتے ہوتے تو رائو صاحب اور باقی صاحب یہ تقریر اگر نہ کرتے- یہ بہت بڑا الزام ہے اور بہتان ہے- اب یہ ججوں پر ایک بہت بڑا الزام لگاتے ہیں-

میر محمد مراد خان جمالی- x x x x x x x *

وزیر خزانہ- وہ کہتے ہیں

رائو خورشید علی خان- میں نے یہ الزام بالکل نہیں لگایا کہ عدلیہ نے دباؤ قبول کر لیا ہے- میں نے کہا ہے آپ نے دباؤ ڈالنے کی کوشش کی ہے-

وزیر خزانہ- یہ غلط ہے یہ بہتان ہے- یہ سراسر غلط ہے- ریکارڈ دیکھیں کہ آپ نے کیا کہا ہے-

Mr. Speaker : Order, order. The remarks made by Mr. Jamali are expunged from the proceedings of the Assembly.

(*Interruptions from Mr. Jamali*).

Mr. Speaker : Order, order. The member may please take his seat

Minister of Finance : Sir, under the circumstances it is not possible for me to continue my speech. They had been given full opportunity for making their speeches but now they do not want to listen to my speech. They hackle me and they do not want to hear me.

میر محمد مراد خان جمالی- x x x x x x x

* X X X X X X X X

Mr. Speaker : The member should take his seat. All the remarks made by him are expunged from the proceedings.

وزیر خزانہ- جناب والا- میں آخری الفاظ کہہ کر اب اپنی تقریر ختم کرونگا- میں چاہتا نہیں ہوں اس ماحول میں تقریر کروں- میں نے بہت کچھ کہنا تھا- لیکن Sir, I am unable and upset. That is all صرف لائوڈ سپیکر کے متعلق عرض کرونگا- ابھی آپ نے پڑھا ہوگا کہ گورنر صاحب نے فرمایا ہے اور ہم نے تمام ڈپٹی کمشنر کو ہدایات کی ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی free اجازت دے دی جائے- (قطع کلامیاں- شور)-

(اس مرحلے پر میر محمد مراد خان جمالی بولتے رہے جو شور کی وجہ سے سنائی نہیں دیا)

Mr. Speaker : No interruptions please, Mr. Jamali. (*interruptions again*)

Mr. Jamali : Should please go out of the chamber.

(اس مرحلہ پر میر محمد مراد خان جمالی ہاؤس سے باہر چلے گئے)-

*Expunged as ordered by Mr. Speaker.

وزیر خزانہ- Thank you sir. جناب میں ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں جب الیکشن ہونگے تو ہر شخص کو چاہئے خواہ وہ حزب اختلاف کا ہو آزادانہ election purposes کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گی-

Mr. Speaker : The question is—

That the total of Rs. 10, 53, 370 on account of 25—General Administration—Total New Expenditure be reduced by Rs. 10, 53, 369.

(The motion was lost.)

Mr. Speaker : The question is—

That a sum not exceeding Rs. 10,53, 370 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of General Administration.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: There is one announcement. We are meeting tomorrow at 8 a.m. We will conclude at 12-30 and the guillotine will be applied at 12-30.

The Assembly then adjourned till 8.00 a.m. on Thursday the 25th June, 1964.

3016 P.L.A. 600—1-1-66, S. M. Form Press, W. P. Lahore.

PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

SIXTH SESSION OF THE FIRST PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

Thursday, the 25th June, 1964

The Assembly met at the Assembly Chambers at 0805 of the clock. Mr. Speaker (Chaudhri Muhammad Anwar), in the Chair.

Recitation from the Holy Quran and its translation by Qari Ali Hussain Siddiqi, Qari of the Assembly.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ
وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَ
لِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً
بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ
عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

پ ۲۸ - س ۵۹ - ع ۴ - آیات ۶ و ۷

اور جو (مال و دولت) اللہ نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے لڑائی بھڑائی کے بغیر دلوائی ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیوں کہ اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ۔ لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جو مال اللہ نے اپنے پیغمبر کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ اللہ کے اور پیغمبر کے قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجت مندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے۔ تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں۔ انہی کے ہاتھوں میں (دولت) نہ پھرتی رہے پس جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ سخت سزا کا دینے والا ہے۔

خواجہ محمد صفدر (سیالکوٹ I) جناب صدر! کل اجلاس کے اختتام سے چند لمحے قبل اس معزز ایوان میں جو ناخوشگوار واقع رونما ہوا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے ضروری ہے کہ میں

اس کے متعلق وضاحت کردوں۔ میں اس ایوان کا قیمتی وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اور اس وقت صرف اس قدر عرض کروں گا۔ کہ مجھے اور میرے باقی دوستوں اور احباب کو کل کے واقعہ کے متعلق سخت افسوس ہے۔ اس کے متعلق میں نہ صرف قائد ایوان سے بلکہ اکثریت پارٹی سے اپنی جانب سے اور اپنے دوستوں کی جانب سے دلی طور پر معذرت خواہ ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آئندہ جانبین کی طرف سے یہ کوشش کی جائے گی۔ کہ ایسا کوئی ناخوشگوار واقع پیش نہ آئے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اس کے ساتھ ہی اس مسئلے کو یہیں ختم کردینا چاہیئے۔

وزیر خزانہ (شیخ مسعود صادق) جناب والا۔ میں قائد حذب اختلاف کا بے حد مشکور ہوں اور میں بھی ان کو assure کرتا ہوں۔ جہاں تک اس side کا تعلق ہے ہم انشاء اللہ کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ نہیں ہونے دیں گے۔

مسٹر سپیکر میں لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی میجارٹی پارٹی دونوں کا مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے اپنے احساسات ہاؤس کے سامنے بیان کئے۔ اور یہ وعدہ فرمایا کہ آئندہ کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوگا۔ میں ممبران کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ میں نہ صرف شخصی طور پر دونوں لیڈروں کا دلی احترام کرتا ہوں۔ بلکہ بحیثیت سپیکر ہونے کے یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان کا احترام ہاؤس میں برقرار رہے۔ بلکہ ہر ممبر کا احترام دوسرے ممبر پر لازمی ہے۔ میں اپیل کروں گا۔ کہ کوئی ممبر صاحب کسی دوسرے ممبر کے متعلق Personal Remarks یا کوئی ذاتی حملہ نہ کریں۔ اگر debate کو زیادہ خوشگوار یا دلچسپ بنانا چاہتے ہیں۔ تو اور طریقہ ہو سکتا ہے جس سے debate کو خوشگوار بنایا جا سکتا ہے لیکن حتی الوسع ذاتی حملوں سے اجتناب کیا جائے۔

ADJOURNMENT MOTIONS

FAILURE OF GOVERNMENT TO APPOINT ON S.D.M. IN RAJANPUR TEHSIL

Mr. Speaker: I have received a notice of one adjournment motion from Sardar Muhammad Ramzan Khan Drishak.

علامہ رحمت اللہ ارشد:۔ کیونکہ وقت تھوڑا ہے اس لئے اگر آپ اس کو کسی دوسری تاریخ پر ملتوی کردیں تو بہتر ہوگا۔

Mr. Speaker. It will take one minute.

سردار محمد رمضان درشک (ڈی جی خان۔ ۲) میں مندرجہ ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کروں گا۔ کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک واضح اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے اب اسمبلی کی کارروائی ملتوی کیجائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل راجن پور میں گذشتہ چار ماہ سے کوئی ایس ڈی ایم تعینات نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے انتظامیہ کا تمام نظام درہم برہم ہو چکا ہے اور عوام میں سخت تشویش اور اضطراب پیدا ہو چکا ہے۔ اور اس امر کی اطلاع سیکرٹری بار ایسوسی ایشن راجن پور نے مجھے کل بذریعہ تار دی جو کہ منسلک ہے۔

Mr. Speaker. Sheikh Sahib You will see to it that a S.D.M is appointed there as soon as possible

Minister of Finance (Sh. Masood Sadiq): Sir, of course I promise.

مسٹر سپیکر: درشک صاحب لیڈر آف دی ہاؤس نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ جلد از جلد قدم اٹھائیں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ وہاں کوئی آدمی تعینات کر دیا جائے۔ تو اب کیا آپ اس موشن کو پریس کرتے ہیں۔

سردار محمد رمضان درشک: میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

Mr. Speaker. The motion is not pressed.

DEMANDS FOR GRANTS

LAND REVENUE

Minister of Finance: (Sh. Masood Sadiq) Sir, I beg to move:—

That a sum not exceeding Rs. 3,02,980 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965, in respect of Land Revenue.

Mr. Speaker: the Demand moved is:—

That a sum not exceeding Rs. 3,02,980 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965, in respect of Land Revenue.

The first Cut Motion on this Demand is from Allama Rehmatullah Arshad, who may move it.

علامہ رحمت اللہ ارشد : (بہاولپور) جناب صدر میں آپ کی اجازت سے تحریک کرتا ہوں کہ ۳،۰۲،۹۸۰ روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر ۷ مالیہ اراضی میزان اخراجات نو میں بتدریج ۳،۰۲،۹۷۹ روپے تخفیف کر دی جائے تاکہ میرا اس تخفیف کے ذریعے مقصد محکمہ میں پشت ستانی بدنظمی اور اقربا نوازی کو ختم کرنا ہے۔

Mr. Speaker: Demand under consideration, motion moved is:—

That the total of Rs. 3,02,980 on account of 7—Land Revenue—Total New Expenditure be reduced by Rs. 3,02,979

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب صدر ! جس طرح کہ ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ پولیس کا محکمہ سب سے پہلے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم کیا۔ اس کی تنظیم قائم کی اور ایک باقاعدہ محکمے کی شکل میں حکومت کا اس کو ایک شعبہ بنایا۔ اسی طرح پر جب مسلمانان ایران اور دوسرے ممالک میں ایسے ملک جن کی معیشت زرعی تھی، وہاں پہنچ کر انہیں ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ وہ مالیہ اراضی کے متعلق بھی کچھ قانون بنائیں۔ تو یہ چند قوانین اور کچھ اصول حضرت عمر کے وقت میں مرتب ہوئے۔ پھر اسلام کی پہلی صدی کے اواخر یا دوسری صدی کے اوائل میں حضرت امام یوسف جو خلیفہ ہارون رشید کے قاضی یا چیف جسٹس تھے۔ انہوں نے Revenue Code مرتب کیا۔ جس کا نام "کتاب الخراج" ہے۔ اور جب تک اسلامی حکومت میں جس علاقے زمین پر قائم رہیں۔ ان کا وہی ضابطہ کار رہا۔ اس گزارش کا مقصد یہ تھا کہ ان تمام اصولوں میں ان تمام قواعد میں ایک چیز قدرے مشترک تھی اور وہ یہ تھی کہ حکومت زمین کے مالک سے اور زمین سے کاشتکار سے کم از کم حصہ وصول کریں اور آمدنی کا اور زیادہ سے زیادہ حصہ زمینداروں اور کاشتکاروں کے پاس رہنے دیں۔ جس کا عام اندازے کے مطابق زیادہ سے زیادہ پیداوار کا ایک بٹہ دس حصہ بطور ٹھیکے کے بطور خراج کے وصول کیا جاتا۔ اور یہ بھی اس وقت وصولی ہوتی تھی کہ جب زمیندار اپنی پیداوار اٹھاتے۔ اور یہ متعین

ہو جائے کہ اس کو زمین سے کتنی آمدنی ہوتی ہے۔ کتنی پیداوار اس نے حاصل کی ہے۔ کتنا نفع اس کو ہوا ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر اس شرح پر مالیہ قائم کیا جائے۔ موجودہ نظام ریونیو کا جو ہے اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ اکبر اعظم کے زمانے میں راجہ ٹوڈرمل نے متعارف کیا اور اس کے کچھ اصول قائم کئے۔ انگریز نے انہیں اصولوں کو اپنایا۔ اور ان میں اتنی ترمیم اس نے کر دی کہ اس نے چند عہدے دار مقرر کئے اور ان عہدوں کے لئے اپنی سامراجی مثالیں ان کے سامنے تھیں اور ان کے پیش نظر یہ عہدے دار متعین کئے۔ اور محاصل کے تناسب میں بھی اس نے ترمیم کی۔ جناب الآج یہ نظام اس قدر فرسودہ اتنا دیرینہ ہو چکا ہے۔ کہ اس پر انقلابی نکتہ نظر سے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اس Atomic Age کے اندر جب دنیا چاند پر جھنڈے گاڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہم اسی نظام کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے ہوئے ہیں۔ اور اگر ہم نے اس میں کوئی ترمیم کی کوئی تنسیخ کی۔ تو اس اعتبار سے نہیں کی کہ کاشتکار کو مزارعہ کو زمین کے مالک کو ۔ زمیندار کو چند سہولتیں ملیں۔ چند مراعات مہیا کی جائیں۔ بلکہ اگر کوئی ترمیم کی تو صرف اس نکتہ نظر سے کی کہ گورنمنٹ زیادہ سے زیادہ کسی طرح پر زمینداروں کو زیر بار کر سکتی ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ کس طرح محاصل حاصل کیا جا سکتا ہے۔

یہ حکومت جو اپنے آپ کو زمینداروں کی حامی ۔ زمینداروں کی ہمدرد۔ دیہات کی اصلاح ۔ اور اس کی ترقی کا دعویٰ رکھتی ہے۔ میں چند لفظوں میں عرض کروں گا۔ کیونکہ میرے قائد نے مجھے ہدایت دی ہے کہ میں نہایت مختصر الفاظ میں عرض کروں۔ اس حکومت نے زمینداروں پر کیا احسانات کئے ہیں۔ کیا ہمدردی کی ہے۔ کیا رعایتیں ان کو دی ہیں۔ سب سے پہلے اس حکومت کو جس حکومت کے یہ جانشین ہیں اس نے زمینداروں کو لینڈ ریفارم کی عنایت کی۔ کرم کیا۔ اور ان سے زمینیں چھین کر یہ کہا گیا۔ کہ یہ ہم مزارعین کو دیں گے۔ میں دعوے سے مسٹر سپیکر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس لینڈ ریفارم سے قطعی طور پر کسی مزارع یا کاشتکار کو ذرا کے دانے کے برابر بھی فائدہ نہیں پہنچا۔ بلکہ صرف زمیندار کو نقصان پہنچا ہے۔ اصل میں اس مسئلے کے اندر بھی اصولی مسئلہ موجود ہے۔ کیا ہماری موجودہ اقتصادی نظام حکومت ذاتی ملکیت کے اصول کی قائل ہے یا نہیں۔ اگر ذاتی ملکیت کے اصول کی قائل ہے۔ پھر کسی کی کوئی زمین نہیں

جس کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے مالک قرار دیا اس سے سلب نہیں کی جا سکتی ہے۔ اور اگر ذاتی ملکیت کے اصول کے قائل نہیں ہیں۔ اور ذاتی ملکیت کے اندر تقدیس ہے۔ اس پر ہمارا کوئی عقیدہ نہیں ہے۔ تقدیس کا لفظ جناب صدر میں نے عمداً اس لئے کہا ہے۔ ملک کی تقدیس اسلام کے ساتھ اس قدر زیادہ ہے۔ اسلام نے فرمایا ہے۔ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔

"جو اپنے مال و جان کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو جائے۔ وہ شہید ہوتا ہے۔"

ملک اس کی تقدیس ہے۔ اگر ذاتی ملکیت کے اندر کوئی تقدیس کا عقیدہ نہیں ہے۔ پھر نہ کسی کا کوئی کارخانہ ہے۔ نہ کسی کی کار کسی کی کار ہے۔ نہ کسی کی کوٹھی کسی کی کوٹھی ہے۔ نہ کسی کی جائداد کسی کی جائداد ہے۔ ہمیں صاف ذہن کے ساتھ اور صاف قلبی کے ساتھ کہہ دینا چاہئے کہ ہمارے اقتصادی نظام کا قبلہ ماسکو کی طرف ہے۔ ہم وہاں سے ہدایات حاصل کریں گے۔ ہمارے نزدیک اسلامی قانون اقتصادی جو ہے۔ وہ ہمیں قابل قبول نہیں ہے۔ ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔

دوسرے جناب میرے نزدیک لینڈ ریفارم کا وہی طریقہ موزوں ہے۔ جو اسلام نے اپنے قانونِ وراثت کے اندر بتایا۔ جناب والا دوسری عنایت زمینداروں پر یہی خواہوں اور خیر اندیش حکومت نے جو ان پر کی۔ وہ یہ ہے کہ ہر سال ریونیو میں اضافہ ہوتا رہا۔

سندھ کے تمام نمائندے اگرچہ بیٹرمنٹ ٹیکس کے خلاف ہیں۔ ہاؤس سے باہر رہے ہیں۔ تمام زمینداروں کو شکایت ہے۔ احتجاجی تار دیئے گئے۔ احتجاجی جلسے کئے گئے۔ نمائندے بھیج کر وفد پیش کئے گئے۔ لیکن زمیندار کی یہی خواہ حکومت اور خیر اندیش حکومت نے بیٹرمنٹ ٹیکس عائد کر دیا۔ سب سے زیادہ انصاف اس سلسلے میں بہاول پور کے ساتھ ہوا۔ جہاں سال ہا سال سے پانی کی کمی ہے۔ لیکن سابقہ ریاست بہاول پور کو شرح کے اعتبار سے ریونیو کے اندر دگنے سے زیادہ ٹیکس لگایا ہے۔ پانی موجود نہیں۔ پیداوار کی کمی ہے۔ زمیندار سے لینڈ ریفارم کے ماتحت اس کی زمین لے لی گئی ہے۔ زمیندار کی خیر اندیش اور یہی خواہ حکومت نے ان پر احسان یہ کیا ہے کہ ریونیو میں اضافہ کر دیا۔ اور دگنے سے بھی زیادہ ریونیو ان پر عائد کر دیا۔ پھر سب سے بڑا کارنامہ اس

محکمہ کا یہ ہے کہ integration کو ۸ برس ہو گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک مختلف علاقوں کے مختلف integrated units کے قانون کو یکجا کر کے یہ حکومت ایک قانون نہیں بنا سکی۔ (ہیئر۔ ہیئر) اس وقت سابقہ صوبہ سندھ کے اندر دوسرا قانون ہے۔ سابقہ بہاول پور کے اندر دوسرا ریونیو کا قانون ہے۔ پنجاب کے اندر اور قانون ہے اور سابقہ صوبہ سرحد کے اندر دوسرا قانون ہے۔ یونیفیکیشن آف لا کے اعتبار سے یہ کیا کرتے ہیں۔ کہ جس جگہ پر مالیہ کسی سابقہ یونٹ کا کم ہے۔ اس کو زیادہ کرنے کے لئے یہ قانون لے آتے ہیں۔ جہاں تک قانون کی حکومت کا تعلق ہے۔ ان مختلف علاقوں میں مختلف قسم کا ریونیو ٹیکس عائد ہے۔ اور اس حکومت کے ارباب کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ تین برس کے اندر یہ ریونیو لاز کو یونیفائی کرتے۔ اور اس ہاؤس کے اندر لے آتے انتہائی درجے کا لطیفہ یہ ہے کہ عہدوں کے نام بھی ایک نہیں کئے گئے۔ کیونکہ پنجاب اور بہاول پور میں تحصیل دار کہا جاتا ہے۔ لیکن اس عہدے کو سندھ میں بدستور مختارِ کار کہا جاتا ہے۔

اب جناب والا کی توجہ اس نظام کے اور پہلوؤں کی طرف دلاتا ہوں، جو عملی طور پر کاشتکار اور مزارع کے لئے تکلیف دہ ہیں۔ یوں تو ہماری زندگی کا کوئی شعبہ بدعنوانی اور رشوت ستانی سے صاف نہیں ہے۔ یہ کہنا بڑی زیادتی ہوگی کہ ریونیو کا محکمہ رشوت ستانی میں مبتلا ہے۔ لیکن صاحب صدر اس کے مرحلے اور مدارج اتنے ہیں۔ کہ پٹواری سے لے کر ڈپٹی کمشنر تک ایک زمین کے انتقال کے تقاضی کے۔ مالیہ کے تشخیص کے مدارج اتنے ہیں بحیثیت مجموعی میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اس صوبہ کی کل آمدنی جو ریونیو سے اس حکومت کو ہوتی ہے۔ اس سے دگنی زمیندار اور کاشتکار اس عملہ کو رشوت دیتا ہے۔ (ہیئر۔ ہیئر)

وزیر زراعت question

علامہ رحمت اللہ ارشد: جس وقت میرے محترم دوست اور فاضل بزرگ ملک قادر بخش صاحب وزارتی بنچوں پر تشریف نہ رکھتے ہوں گے۔ اس وقت میری رائے کے ساتھ اتفاق فرمائیں گے ایک عام مثال مشہور ہے کہ اس محکمہ کا پٹواری عملاً اس قدر با اختیار ہے دوسرے شعبہ یعنی محکمہ انہار کے ایگزیکٹو انجینئر کو علاوہ پاور نہیں۔ اور وہ اختیارات نہیں ہیں۔ جو اختیار پٹواری استعمال کرتا ہے۔ اس لئے پنجاب کے اندر مثل مشہور ہے "آسمان پر رب باری ہے اور زمین پر پٹواری"۔ (قہقہہ اور

مداخلت) پھر جناب میں عرض کرنی چاہتا ہوں، اور ملک صاحب اس سے اتفاق فرمائیں گے کہ انگریز نے اس نظام میں خاصی سختی کی۔ اور ایسے قواعد تھے۔ کہ محکمہ مال کا افسر گھوڑے پر سوار ہو کر زمین کے چپہ چپہ کا سروے کرتے تھے۔ دیکھتے تھے۔ اور ان کے لئے دورے لازمی ہوتے تھے۔ ان کو گھوڑا الاؤنس ملتا تھا۔ ان کو ہر مہینے اپنی تنخواہ کے بل کے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ دینا پڑتا تھا۔ کہ انہوں نے گھوڑا رکھا ہوا ہے۔ لیکن اب یہ تمام چیزیں اور یہ تمام قواعد دفتروں کی زینت بن کر رہ گئے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ افسران مال عملاً کیا کرتے تھے۔ رات کو گھر سے کھانا کھا کر پانک کے لئے قریب ترین بنگلے پر تشریف لے جاتے۔ رات وہاں رہتے صبح کے وقت وہ آکر گھر میں ناشتہ کرتے۔ یہ تو بڑے ایماندار محکمہ مال کے افسر کی کارگزاری ہوتی تھی۔ جو اس محکمہ کے اندر بدعنوانیاں کرتے تھے۔ وہ اپنے گھر میں رات کو بیوی بچوں کے ساتھ آرام فرماتے اور ۱۵ دن جو سرکاری دورے کی ان کو ہدایات کی گئی وہ ۱۵ دن کے اس طرح دورے پر رہتے اس کے لئے سفر خرچ کا بل بنا کر خزانہ میں بھیج دیتے۔ ان تمام تکالیف کا حل میں ابھی ان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے اس محکمے کی رشوت کو بند کرنا چاہئے۔ اس کا حل میری نظر میں یہ ہے کہ جہاں تک تعین حقوق کا مسئلہ ہے۔ اس کو خدا کے لئے اس محکمے سے لے کر Civil Courts کے حوالے کر دیجئے۔ اس لئے کہ ملک صاحب خود ایک پرانے اور قابل وکیل کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ کہ دس دس سال تک انتقال کے معاملات حل ہونے میں نہیں پاتے — پٹواری یا گرداور انتقال درج کرتا ہے۔ نائب تحصیلدار منظوری دیتا ہے۔ اس کی اپیل ہوتی ہے جو Board of Revenue تک جاتی ہے۔ اور اس طرح دس سال گذر جاتے ہیں۔ یہاں سے مایوس ہو کر پھر متعلقہ شخص Civil Courts کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اور وہاں ایک تیسرے درجے کا Civil جج بیٹھ کر Board of Revenue کے ممبر کے حکم کے خلاف ڈگری صادر کر دیتا ہے۔

اب اس کی ضرورت اس لئے بھی زیادہ محسوس ہوئی ہے کہ تعین حقوق کے سلسلے میں یہ کام دیوانی عدالتوں کے سپرد کر دیا جائے۔ کیونکہ اب اس صوبے میں قانون میراث شرعی نافذ ہو چکا ہے۔ اور یہ تحصیلداران۔ نائب تحصیلداران اور گرداور صاحبان اس کے متعلق

قانونی موشگافیوں کو سمجھنے کے نااہل ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر یہ کام Civil Courts کے سپرد کر دیا جائے۔ تو وہ بخیر و خوبی انجام پا سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کم از کم انتقال درج کرانے اور منظور کرانے کے درمیان رستے کے جن مراحل سے ایک غریب زمیندار اور کاشتکار کو گزرنا پڑتا ہے۔ اس سے بچت ہو جائے گی۔

جناب صدر : وقت کے اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب میں اپنے حلقہ نیابت کے متعلق ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بعض اوقات میری بات ملک صاحب کو پسند نہیں آتی ہے اور بعض اوقات وہ اس سے ناراض بھی ہو جاتے ہیں۔ بہر حال۔

باز گو باز گو از نجد و زیاران نجد

چونکہ میں اس جگہ کا نمائندہ ہوں۔ جب تک اس ہاؤس میں موجود ہوں۔ میرا یہ فرض ہے کہ وہاں کے لوگوں کی تکلیفیں ان کے نوٹس میں لاؤں۔ جن کا ازالہ کرنا یا نہ کرنا ان کے بس کی بات ہے۔ اس وقت خان پیر محمد خان یہاں موجود نہیں۔ تاہم ان کے نمائندہ ملک صاحب موجود ہیں۔ میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں آیا گزشتہ آٹھ برس میں آپ نے سابق ریاست بہاولپور سے کوئی تحصیل دار یا نائب تحصیل دار منتخب کیا ہے۔ اور اسی عرصے کے دوران جو دس تحصیل دار سابق بہاولپور سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ ان کی بجائے اپنے کسی شخص کی Retirement کی ہے۔ ایک تو بہاولپور کے ساتھ یہ ناانصافی ہے۔

سابق ریاست بہاولپور کے علاقے میں پانی کی کمی کی کبھی شکایت تک نہ ہوتی تھی۔ اس کے باوجود ہمارے مالئے کی شرح اس سے نصف تھی۔ جو وہاں کا زمیندار آج ادا کر رہا ہے ملک صاحب آبپاشی کی تحریک تخفیف زر پر اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں۔ اور اپنی مجبوری کا اظہار کر چکے ہیں کہ بہاولپور میلسی۔ ملتان۔ کہروڑ پکہ۔ لودھران اور بہاولنگر وغیرہ کے تمام علاقوں میں واقعی پانی کی کمی ہے۔ اگر پانی کی واقعی کمی ہے۔ تو آپ اس اصول کو سامنے رکھ کر مالئے کی شرح مقرر کرتے کہ زمیندار سے اس کی پیداوار کا ایک حصہ لیا جائے۔ تب بھی کوئی بات تھی۔ قانون کو بالکل اندھے کی لاٹھی نہیں ہونا چاہئے۔ کہ بیٹھ کر گھما دی۔ جس کا سر پھوٹ جائے سو پھوٹ جائے۔ جو زمیندار زیادہ پانی حاصل کرتا ہے۔ اور جسے پانی کی کمی کی کوئی شکایت نہیں۔

اس سے بھی آپ اسی شرح سے مالیہ لیتے ہیں جس طرح آپ اس زمیندار سے لیتے ہیں جسے پانی نہیں ملتا اور جس کی پیداوار بھی کم ہوتی ہے اور اس کے باوجود آپ بہاولپور پر احسان کر رہے ہیں۔

دوسرا احسان انہوں نے بہاولپور کی سرد مہری پر کیا ہے۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آیا انہوں نے کبھی بہاولپور کے محکمہ مال کا ریکارڈ دیکھا ہے۔ آخر سابق بہاولپور بھی مغربی پاکستان کا ایک حصہ ہے۔ وہاں کے لوگ بھی پڑھے لکھے ہیں۔ انہی کالجوں میں پڑھتے ہیں جہاں سے یہ لوگ یا ملک صاحب پڑھ کر نکلے ہیں۔ وہاں کوئی پاٹ شالے قائم نہیں جہاں لوگ پڑھتے ہوں۔ کیا اس ناانصافی کا بھی کبھی مداوا ہو سکے گا۔

ان گذارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر حمزہ (لائلپور ۶)۔ جناب سپیکر! چند لمحے پہلے علامہ ارشد صاحب نے اس معزز ایوان کو مالیہ کے موجودہ نظام کے نقائص سے آگاہ کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنی دینی قابلیت اور معلومات کی بنا پر یہ فرمایا کہ اسلام میں ذاتی ملکیت کی تقدیس بہت زیادہ ہے۔ لیکن جہاں تک میری ناقص معلومات کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام میں جہاں ذاتی ملکیت کی اہمیت ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر محنت اور مشقت کو مقام حاصل ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی عرض کر دوں کہ اسلام نے جہاں ان چیزوں کی اہمیت کو مدنظر رکھا ہے۔ وہاں غداری کو کسی لحاظ سے بھی جائز قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی اسے برداشت کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں بڑی بڑی جاگیریں اور زمینداریاں ملک، قوم سے غداری کی مرہونِ منت ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ یہ حکومت جو مارشل لا کا ایک بچہ ہے۔ نے حالانکہ اکثر یہ نعرہ لگایا اور دعویٰ کیا کہ یہی ایک ایسی حکومت ہے۔ جس نے اس ملک میں زرعی اصلاحات نافذ کی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ زرعی اصلاحات سے اس ملک کی معیشت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ کیونکہ اس ملک کی آبادی کا بڑا حصہ جو مزارعین اور کاشتکاروں پر مشتمل ہے۔ ان کی زندگی کے دن پہلے کی طرح انتہائی تلخ ہیں۔ اور جیسا کہ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ مزارع کی عزت اور جان و مال کی حفاظت موجودہ نظام اور موجودہ معاشرے میں کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی۔

اس کے علاوہ حکومت کا فرض ہے کہ مالیہ کے نظام میں جو نقائص ہیں انہیں

دور کرے۔ اس حکومت نے وزرا کے ذریعہ وقتاً فوقتاً وعدے بھی کئے ہیں کہ موجودہ نظام میں خوشگوار اور صحت مند تبدیلی پیدا کی جائے گی۔ مجھے یاد ہے ملک قادر بخش صاحب نے آج سے دو سال پہلے بجٹ سیشن کے دوران وعدہ فرمایا تھا کہ جو جو مالیہ میں اضافہ کے طور پر لگائے جا رہے تھے ان کاشتکاروں پر لاگو نہیں کئے جائیں گے جو ۲۰ روپیہ یا اس سے کم مالیہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس وعدہ کے مطابق کوئی عمل نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ روزنامہ "مشرق" کا ۴ تاریخ کا پرچہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حکومت کی طرف سے چھوٹے زمینداروں کو مالیہ کی رعایت دی جائے گی۔ یہ بیان محترم امیر محمد خان گورنر مغربی پاکستان کا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ آئندہ مالی سال کے دوران چھوٹے زمینداروں کو مالیہ کی رعایت دی جائے گی۔ اس سے آگے فرماتے ہیں کہ مالیہ کی رعایت دینے کا فیصلہ صدر پاکستان محمد ایوب خان کی خواہش کے مطابق کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ بھی ایک قرارداد منظور کر چکی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ وعدہ جو اس صوبہ کے چیف ایگزیکٹیو CHIEF EXECUTIVE نے کیا تھا اور اب جب یہ وعدہ شائع ہو چکا ہے اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ روزمرہ کھلے بندوں یا چھپے طور پر بڑے بڑے زمینداروں یا کارخانہ داروں سے جو وعدے کئے جاتے ہیں۔ وہ تو آپ ہمیشہ پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن کاشتکاروں کے ساتھ جب وعدہ کیا جاتا ہے وہ پورا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! آج تک ہمارے ملک کی حکومت VESTED INTERESTS کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ اگر کوئی نیکی کا کام دکھاوے کے لئے کرتے بھی ہیں، جب ٹٹولا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ لوگوں کو محض دھوکا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے جملہ ممبران کو احساس ہوگا۔ کہ اس گورنمنٹ نے آج تک ہر طریقے سے ABSENTEE LANDLORDS کی اعانت اور معاونت کی ہے۔ ان کو زمینیں دی ہیں۔ اور نئے لینڈلارڈز پیدا کئے ہیں۔ اور پہلے بڑے زمینداروں کو ختم کرنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔

جہاں تک میرے علاقہ کا تعلق ہے میں اس تحصیل سے تعلق رکھتا ہوں جس تحصیل کا مالیہ اور دوسرے سرکاری واجبات صوبہ کے بہت سے ضلعوں سے زیادہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ہماری تحصیل اور ہمارے علاقہ کو مالیہ اور لگان حاصل کرنے اور رشوت حاصل کرنے کا منبع

سمجھا ہوا ہے۔ لیکن گورنمنٹ آج تک اس علاقہ کو محض اس بنا پر نظر انداز کرتی چلی آ رہی ہے اور سزا دیتی رہی ہے۔ کیونکہ وہاں کے نمائندے حکومت اور افسران کے نقائص پر نکتہ چینی اور اس حکومت کے برے اعمال کی نشان دہی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور محض اس بنا پر ہماری حکومت اس علاقہ کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتی۔ بلکہ ان کو زیادہ الجھا کر لوگوں کو سزا دینے کی کوشش کرتی ہے۔

جناب والا: جہاں تک واجبات کا تعلق ہے گورنمنٹ بڑی سختی سے واجبات وصول کرتی ہے۔ لیکن جب کسی کاشتکار یا زمیندار کو گورنمنٹ کے کسی اہلکار سے کام پڑتا ہے۔ تو بغیر رشوت اور پریشانی کے ان کا کام کسی صورت بھی نہیں ہوتا۔ اور تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ میں گورنمنٹ سے پوچھتا ہوں۔ کہ وہ واجبات سختی سے کیوں وصول کرتی ہے۔ جب وہ اپنے فرض کو اچھے طریقہ سے ادا نہیں کرتی۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ آج تک اس ایوان میں عام طور پر Permanent Service کو Condemn کیا جاتا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں جو کالی بھیڑیں ہیں ان کے برے اعمال کو Condemn کرنا درست ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی تمام تر ذمہ داری گورنمنٹ پر ہے۔ افسران کا اس میں قصور نہیں ہے۔ کیونکہ اس ملک کی زمام حکومت اس طبقہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر حکومت چلانے والے بہتر ہوں گے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے اچھے اعمال کا اثر اوپر سے نیچے پٹواری تک کیوں نہ پہنچے۔ اور اگر حکومت اچھے ہاتھوں میں ہوگی۔ تو وہ برائی کو روکے گی۔ اس صورت میں کوئی خاص وجہ نہیں کہ برائی نہ رکھے۔ اور صحت مند اور خوشگوار ماحول پیدا نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ جتوئی صاحب نے فرمایا۔ کہ کئی ایسے سی ایس پی افسران بھی ہیں۔ جن کے منہ سے ابھی تک دودھ کی بو آتی ہے۔ اس کے باوجود یہ کہنا غلط ہے۔ کہ گورنمنٹ کو صحیح طریقہ سے چلانے میں سب سے زیادہ ذمہ داری نوعمر افسران پر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی ناتجربہ کار افسر غلطی کرتا ہے۔ تو اس کے کام کی نگہداشت اور سرزنش کی جائے۔ اگر وہ کوئی نیک کام کرتا ہے۔ تو اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اگر زندگی کے اچھے مقصد اس کے سامنے ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً غلطیاں کریگا لیکن ایسا افسر علاقہ میں ضرور نیک نام پیدا کرے گا۔ اس قسم کی مثالیں حقیقت میں بہت کم ہیں۔ لیکن موجود ہیں۔ یہ قوم اس قدر بگڑ نہیں چکی۔ یہ قوم اس قدر نکمی نہیں ہے۔ کہ اس کے اندر لائق اور دیانت دار افراد موجود نہیں۔ لیکن آج تو اس معاشرہ میں خواہ انسان پبلک لائف میں ہو یا سروسز

میں نیک ہونا اچھی خاصی سزا ہے۔ اور اگر آپ نیکوں کو اس طرح سزا دیتے چلے جائیں گے تو ان کی جگہ پھر برے لوگ ہی آئیں گے

• جیسا آپ بوئیں گے ویسا ہی آپ کاٹیں گے ؟

جناب سپیکر : مجھ سے پہلے علامہ ارشد صاحب نے ترش پہ باری فرس زمین پر پٹواری کا ذکر کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ پٹواری جو کچھ بھی کرتا ہے اس کی ذمہ داری محکمہ مال کے بڑے افسران پہ ہوتی ہے۔ اور محکمہ مال کے بڑے افسران کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔ پٹواری کیوں ایسا کرتا ہے۔ وہ ناجائز حربوں میں کیوں کامیاب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ افسران بالا اس کی لوٹ کھسوٹ اور رشوت کو برا نہیں سمجھتے۔ حالانکہ وہ ڈاکہ زنی ہے۔ اور وہ چھپ کر نہیں لیتا۔ اس کو دیئے بغیر گذارہ نہیں اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اس کی شکایت کرنا بیکار اور بے سود ہے۔ بلکہ اپنے آپ کو بلاوجہ مصیبت میں مبتلا کرنا ہے۔ اس کی تمام ذمہ داری نہ افسران پر ہے نہ پٹواری پر ہے۔ بلکہ اس طبقہ پر۔ اور اس حکومت پر ہے۔ جو ہم پر مسلط کر دی گئی ہے۔ یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے۔ کہ روزمرہ جب بھی اس ایوان کے سامنے ملک میں پھیلی ہوئی رشوت ستانی کا ذکر آتا ہے۔ تو گورنمنٹ کی طرف سے یہ جواز پیش کیا جاتا ہے کہ معاشرہ خراب ہے میں ان سے پوچھتا ہوں۔ اگر معاشرہ خراب ہے۔ آپ اس ملک کے مقتدر افراد ہیں بر حیثیت حکومت کرنے والے افراد کے آپ کس مرض کی دوا ہیں۔ اگر آپ اسے درست نہیں کر سکتے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس ملک کے اندر بہت سی برائیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آپ ان برائیوں کو رفع نہیں کر سکتے۔ تو بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی جگہیں خالی کر دیں۔

یہ بات کہنا کہ معاشرہ میں نقائص ہیں اور معاشرے میں نقائص کی ذمہ دار سابقہ حکومتیں ہیں۔ سابقہ حکومتوں کی ذمہ داری آج موجودہ گورنمنٹ کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں بنتی۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اس ملک کے حالات دوبارہ بہتر بنائیں۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔ تو یہ آپ کی ناکامی ہے اگر آپ ناکام ہیں اور ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ تو خواہ مخواہ تنخواہیں لینا اور ایوان کا وقت ضائع کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر ہمارے علاقہ میں گورنمنٹ کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے اور بدانتظامی کی وجہ سے افسروں کا یہ رویہ ہے وہ لوگوں سے رشوت کے علاوہ بعض نام نہاد نیک کاموں کے لئے

چندہ وصول کرتے ہیں۔ اور انہوں نے ان چندوں کے ذریعہ رشوت وصول کرنے کا ایک نیا طریقہ اور ذریعہ ایجاد کیا ہے۔

Minister of Agriculture: Question.

Mr. Speaker: Is the member attacking the officers in general or officers in the Revenue Department.

مسٹر حمزہ: جناب سپیکر میری تحصیل میں مالیہ کی وصولی کے لئے تحصیل دار۔ ایس۔ ڈی۔ او ضلع میں ڈپٹی کمشنر اور ڈویژن میں کمشنر مقرر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مالیہ کا وصول کرنا زمین کی تقسیم اشتمال اراضی، زمین کے انتقال کا کام ہے۔ اور ان فرائض کی ادائیگی کے لئے جو ان کو اختیارات دیئے گئے ہیں ان کا ناجائز استعمال کر کے گورنمنٹ کیطرف سے جاری کردہ سرکلر یا Directions کے ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے اختیارات کو ناجائز استعمال کرتے ہیں۔ لوگوں سے بدعنوانی ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ جن کو چندہ کہتے ہیں۔ افسوس سب سے زیادہ یہ ہے کہ جب قائد حزب اقتدار تقریر کرتے ہیں ملک میں پھیلی ہوئی طوفانِ بدتمیزی کے باوجود وہ جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں۔ تو میری قوت برداشت جواب دے جاتی ہے اور میں اپنے آپکو مجرم گردانتا ہوں۔

Mr. Speaker: He should be all patience.

مسٹر حمزہ: جب میں ایک چیز کو بذات خود جانتا ہوں اور میرے علاقہ کا بچہ بچہ جانتا ہے اور رشوت ستانی کے بارے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر کچھ اور بہانہ نہیں ملتا تو کہہ دیتے ہیں کہ سابقہ حکومتوں نے ایسا کیا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ نمک حرامی کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ ہمارے بہت سے ایسے لیڈران کرام ہیں۔ جو سابقہ حکومتوں میں بھی وزارت کے عہدے پر فائض رہے اور ہر عہد میں رہے ہیں اور یہ چڑھتے ہوئے سورج کی پوجا کرنے کے عادی اور ماہر ہیں۔ جب کوئی برسر اقتدار ہوتا ہے تو وہ سابقہ حکومتوں میں کیڑے نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔

وزیر زراعت: ڈیمانڈ نمبر ۲ سے اس کا کیا تعلق ہے۔

مسٹر سپیکر: آرڈر۔ آرڈر

مسٹر حمزہ: حکام کی طرف سے بدعنوانیوں کے خلاف جب کوئی آواز اٹھائی جاتی ہے۔ تو ہماری گورنمنٹ

کا رویہ یہ ہے کہ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کیا کہتے ہیں۔ اور وہ کس حد تک درست ہے۔ بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ کون کہتا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جب اس کا کھوج لگانے۔ حالات کا جائزہ لینے یا الزامات کی تحقیقات کرنے کے بجائے عام طور پر ان ہی افسروں کی اندھا دھند حمایت کی جاتی ہے۔

اسی لئے ان کی بدعنوانیاں زور و شور کے ساتھ جاری ہیں۔ آج ہمارے علاقہ میں صورت حال یہ ہے اور گورنمنٹ کی پشت پناہی کی بنا پر افسروں نے لاقانونی پھیلا رکھی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر میں یہ کہوں گا کہ وہاں بہت سے ایسے معزز غنڈے ہیں۔ جو کھلم کھلا غنڈہ پن کی حمایت کرتے ہیں۔ وہاں شریف لوگوں کی زندگی دوبھر ہو گئی ہے۔

Mr. Speaker: The member is making a general speech.

مسٹر حمزہ: جناب سپیکر GENEROUS بھی ہے اور جنرل بھی ہے۔ صورت حال ایسی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور الفاظ استعمال کئے ہی نہیں جا سکتے۔ اس گورنمنٹ کی طرف سے اور اس سے پہلے گورنمنٹوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً سرکلر جاری کئے جاتے رہے کہ افسروں کو علاقے سے تبادلے کے وقت جو دعوتیں دی جائیں ان میں شمولیت نہ کرنی چاہئے۔

Mr. Speaker: The debate on general discussion is over.

مسٹر حمزہ: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ محکمہ مال کے افسروں پر بھی اس سرکلر کی پابندی لازم ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ اس ملک میں گورنمنٹ بذات خود اپنے بنائے قوانین کا احترام نہیں کرتی۔ اور اپنے بنائے ہوئے 'Rules and Regulations' کا احترام نہیں کرتی ان کی طرف سے جاری کردہ گشتی مراسلوں پر بھی کسی قسم کا عمل نہیں ہوتا۔ بلکہ عمل اس کے برعکس ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر علاقے میں کسی افسر کو خریدنا ہو اور اس سے ناجائز کام لینا ہو تو آسان طریقہ یہ ہے کہ اس افسر کو رہنے کے لئے کوٹھی دے دے اگر Car ہے تو Free lift مہیا کرے اگر مزید Investment کرنا ہو تو ان کے تبادلے پر دعوت دے۔ اسی طرح افسروں کی تعریف ہو جاتی ہے اور یہ بہت ہی اچھی قسم کی Investment ہے اور اس Investment سے جس قدر خون غریبوں کا چوسا جاتا ہے مثال اس کی شاذ و نادر ہی مل سکتی ہے میں اس گورنمنٹ سے پوچھتا ہوں کہ آپ جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ بخوشی کیجئے۔ کم سے کم قانون نہ بنائے۔ اور ضابطہ نہ بنائے۔ گشتی مراسلے مت جاری کیجئے۔ اگر آپ ان پر عمل کرنا نہیں چاہتے۔ اور اگر ان پر عمل کرنا

چاہتے ہیں تو کم سے کم قانون اور ضوابط اور گشتی مراسلوں کا تھوڑا بہت احترام کیجئے۔ جناب سپیکر! افسوس ہے کہ اس گورنمنٹ نے صرف ایک ہی جگہ بگاڑ نہیں ڈالا بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں بگاڑ ڈال دیا ہے۔

اب تو مولوی صاحبان بھی اکثر اوقات کہتے ہیں۔ کہ اگر کسی کو جنت کا ٹکٹ لینا ہو۔ تو ان کو دعوت کھلا دے۔ قانون کی زد سے بچنا ہو۔ تو افسران کو دعوت کھلا دے۔

مسٹر سپیکر: مولوی صاحبان کے اس طرز عمل کا لینڈ ریونیو کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

مسٹر حمزہ: جناب سپیکر۔ میں عرض کروں گا کہ اب انہوں نے یہ فتویٰ دینا شروع کیا ہے کہ گورنمنٹ کی حمایت نہ کرنا انتہائی نامناسب ہے۔

مسٹر سپیکر: حمزہ صاحب۔ اب آپ اپنی تقریر ختم کریں۔ ہم نے دس بجے اس Demand کو ختم کر کے دوسری Demand پر بحث کرنی ہے۔

مسٹر حمزہ: ابھی ختم کرتا ہوں

جناب سپیکر: عرض یہ ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا S.D.O. یا S.D.M. صاحبان کا یہ کارنامہ ہے کہ انہوں نے مفتی صاحبان، مولوی صاحبان اور پیر صاحبان کو گانٹھا ہوا ہے۔ ابھی کل پرسوں اخبار میں ایک بڑے پیر صاحب کا بیان آیا ہے۔ کہ اسلام میں تو حزب مخالف کے وجود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: اس ایوان میں ہم وقتاً فوقتاً یہ سنتے رہے ہیں۔ ہمیں یہ نصیحتیں کی جاتی رہی ہیں۔ جب کبھی انقلاب کا نام لیا گیا۔ تو ہمیں یہ کہہ دیا گیا۔ کہ یہ خطرناک چیز ہوتی ہے۔ اس میں بہت خون بہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی شہری یا کوئی انسان جو اپنے ملک کا بہی خواہ ہو۔ وہ کسی ایسی تبدیلی کو پسند نہیں کر سکتا۔ وہ کسی ایسی خوشگوار تبدیلی کو بھی پسند نہیں کرے گا۔ جس تبدیلی کو لانے کے لئے خون خرابہ کرنا پڑے۔

Mr. Speaker: Mr. Hamza is not relevant.

مسٹر حمزہ: جناب سپیکر۔ میں محکمہ مال کے ان مسائل پر اظہار خیال کر رہا ہوں۔ جو ہمارے علاقے میں ان کے پیدا کردہ ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اس حکومت نے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ

کوئی خوشگوار تبدیلی قانونی ذرائع سے پیدا نہیں کی جا سکتی۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ جو نصیحتیں کرتے ہیں۔ اور بآواز بلند SERMONS دیتے ہیں۔ آئیے۔ ہمیں بتائیے۔ کہ کون ایسا طریقہ ہے۔ کہ جس سے اس حکومت کو راہِ راست پر لایا جائے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ حکومت اپنے اختیارات کو جائز POLITICAL ACTIVITIES کو ختم کرنے کے لئے تو استعمال کر سکتی ہے۔ اپنے مخالفین کو جیلوں میں بھیجنے کے لئے تو استعمال کر سکتی ہے۔ جلسوں میں گڑبڑ تو کروا سکتی ہے۔ لیکن اس سے یہ توقع قطعاً نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ کسی بُرے کام کو روک دے۔ خواہ انتظامیہ کی طرف سے ہو، کسی فرد کی طرف سے ہو۔ کسی چھوٹے یا بڑے اہلکار کی طرف سے ہو۔ اس کی توقع ان سے قطعاً نہیں کی جا سکتی۔

موجودہ حکومت نے انقلاب کے نام پر جو مارشل لا نافذ کیا تھا۔ اس کا نتیجہ بھی یہی ہوا کہ غریب پہلے بھی پستے تھے۔ اور اب بھی پستے ہیں۔ پہلے سے بھی زیادہ۔

Haji Gul Hassan Manghi (Sukkur I): On a point of personal explanation My speech has not been correctly reported, It has been given here, ".....If you see a C.S.P officer of today you will find him to be the most corrupt man.....". What I said in my speech was that most of the junior CSP officers and Provincial Officers were corrupt and they should improve themselves and follow the example of C.S.P. officers of pre-Partition days were called I.C.S. Another thing they have said here ".....the Director of Education and a district inspector of school quarrelled in a shop over sharing the bribe money."

Mian Muhammad Akbar: Is the member on point of order?

Mr. Speaker: He is on a point of personal explanation.

Mian Muhammad Akbar: What sort of personal explanation?

Haji Gul Hassan Manghi: First you should hear me.

Mian Muhammad Akbar: Has Mr. Speaker permitted you?

Mr. Speaker: I have not been able to understand his point of personal explanation so far.

Haji Gul Hassan Manghi: Here, they have again reported wrongly because I never said there was a quarrell between the Director of Education and a district inspector of schools in a shop over sharing the bribe money. I said that there has been a dispute between the Inspector of Schools and the Director Education over some money earned by corruption and they appointed a grain merchant as a means to settle their dispute.

Mr. Speaker: The member may please take his seat.

راؤ خورشید علی خان: (منٹگمری سے)۔ جناب والا: جس ملک کی معیشت کا ستر فیصد انحصار زراعت پر ہو۔ اس ملک کے اندر جب تک ہم اس بات کی کوشش نہیں کریں گے۔ کہ زمینوں کی تقسیم اس طرز پر ہونی چاہیئے کہ جو لوگ یہاں اپنی روزی کاشت کے ذریعے سے کمانا چاہتے ہیں ان کے لئے خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔ اس وقت تک ہماری ترقی کا کوئی پروگرام کامیاب نہیں ہو سکتا ہے اور یہ دعویٰ کرنا کہ ہم اس State کو Welfare State میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ بالکل ایک کھوکھلا نعرہ ہوگا۔ اور اس کو کوئی معنیٰ نہیں پہنائے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ قومی آمدنی کا ستر فیصد حصہ زراعت سے وصول ہوتا ہے۔ اور وہ زرمبادلہ جس کی کہ آج کل کی ترقی کے پیش نظر بڑی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا پچانوے فیصد حصہ ہم زراعت کے ذریعے سے وصول کرتے ہیں۔ تو جب ہماری زرعی معیشت کی اتنی زیادہ اہمیت ہے۔ اور اس کے پیش نظر جب ہم اپنی حکومت کی COLONIZATION کی سکیم پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں سخت مایوسی ہوتی ہے۔ میں جناب والا کی خدمت میں Facts and figures پیش کرتا ہوں کہ جس سے یہ اندازہ ہوگا۔ کہ Landless Peasants اور پانچ ایکڑ یا اس سے کم اراضی کے جو مالک ہیں ان کی تعداد کیا ہے۔ اور اس وقت ان کے پاس جو زمین ہے۔ ان کی کیا کیفیت ہے۔ ہمارے ہاں پانچ

ایکڑ سے کم اراضی کے مالکان کی تعداد تیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار اور کچھ ہے۔ اسی طرح پانچ ایکڑ سے پچیس ایکڑ اراضی تک کے مالکان کی تعداد چودہ لاکھ باون ہزار اور کچھ ہے۔ اور اس کے مقابلے میں جن کے پاس پانچ سو ایکڑ سے زیادہ اراضی ہے ان کی تعداد اب بھی چھ ہزار کے قریب ہے اور ان کے پاس اس وقت چوھتر لاکھ نوے ہزار نو سو تینتیس ایکڑ اراضی موجود ہے۔ اور پانچ ایکڑ سے کم مالکان کی تعداد جو میں نے بتائی ہے۔ ان کے پاس جو مجموعی ملکیت ہے۔ وہ چوھتر لاکھ پچیس ہزار ایکڑ کے قریب اراضی ہے۔ اس کے علاوہ بیس لاکھ کے قریب Landless Peasants ہیں اتنی بڑی تعداد کا خاطر خواہ انتظام نہ کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم اپنے ملک میں ایک مستقل عدم اطمینان کی کیفیت کو دعوت دے رہے ہیں Landless Peasants کے متعلق جب تک ہم مسائل کو حل نہیں کرتے۔ اور جو بیشتر زرعی رقبہ ہے۔ وہ انہی کے ذریعے قابل کاشت بنایا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے مسائل کو جب ہم حل نہیں کرتے ہیں۔ تو اس کا مطلب صاف ہے۔ کہ ہمارے ہاں خوراک کا جو مسئلہ ہے۔ اور جس کو حل کرنے کے لئے ہم بڑے دعوے کرتے ہیں۔ وہ خاطر خواہ طور پر حل نہیں کر سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں جناب Grow More Food کے تحت انہوں نے ایک سکیم بنائی تھی۔ اور آٹھ آٹھ ایکڑ کا رقبہ ایک ایک مزارعہ کو دینے کی سکیم بنائی تھی۔ تو کچھ ایجیٹیشن کے بعد جن لوگوں کو کہ ۵۷ء میں آٹھ آٹھ ایکڑ رقبہ دیا گیا تھا۔ تو ان کو حقوق مشترکہ طور پر دے دیئے گئے۔ حقوق ملکیت کی مراد یہاں یہ ہے کہ They have been given the option to purchase یعنی ویسے یہ مفت نہیں دی جا رہی۔ خریدنی پڑتی ہے۔ لیکن بہر حال انکو Option دیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی جس Discrimination کی طرف میں اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ۵۶ء میں Grow More Food تحت جن کو آٹھ آٹھ ایکڑ دیئے گئے تھے ان کو Option to purchase نہیں دیا جا رہی۔ اس کی کوئی شق نہیں۔ کوئی Argument نہیں دیا کوئی منطق نہیں ہے۔ انکو بھی بہر حال وہی حقوق ملنے چاہئیں جن لوگوں کو کہ ۵۷ء کے اندر یہ زمینیں الاٹ کی گئی تھیں۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اور اس کا ازالہ ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی جناب والا ایک میں یہ چیز عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بعض ایسے Leases تھے کہ جن کی مدت ختم ہو گئی اور گورنمنٹ نے ان کو Resume کر لیا۔ ایک قسم کی مثال ہے اوکاڑہ میں Oklana Estate کی۔ ہزاروں ایکڑ

وہاں زمین ہے۔ اس کو گورنمنٹ نے Resume کر لیا ہے۔ اب چاہیئے تو یہ تھا کہ جو لوگ وہاں سالہا سال سے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور پہلے جو بنجر زمینیں تھیں۔ اور اب خوب ان کی کاشت کی ہے۔ اور اب وہ سونا اگل رہی ہیں۔ ان کو دینے کی بجائے اب پھر گویا وہی پالیسی ہے۔ کہ بڑے بڑے آدمیوں کو چالیس مربعے دیئے جا رہے ہیں۔ تو اس کے متعلق جناب والا میں اپنے متعلقہ حضرات کی خدمت میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں۔ کہ ایک طرف تو Land Reforms کی جاتی ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے متعلق منفی کی پالیسی اختیار کی جا رہی ہے۔ تو ظاہر بات ہے کہ مطلوب نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔ اب Oklans Estate کی پالیسی جو ہے وہاں جو کاشتکار سالہا سال سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں یہ زمین دینی چاہیئے۔ اور اس کے بعد یعنی کچھ عرصہ کے بعد Option to purchase کی سہولت حاصل ہونی چاہیئے۔ اور اقساط میں ان کی قیمت وصول کرنی چاہیئے۔ اس قسم کی مثال رینالہ ایسٹیٹ میں بھی موجود ہے۔ اور وہاں بھی گورنمنٹ کو یہی پالیسی اختیار کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں جناب والا اس کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے اس کے متعلق ابھی عرض کیا تھا کہ ایک طرف Land Reforms کے ذریعے زمینداروں کو بسانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف جو نئی آبادیاں غلام محمد بیراج اور گدو بیراج وغیرہ کی ہیں۔ وہاں پر جناب سپیکر آپ کو سن کر حیرت ہوگی۔ کہ دو دو سو۔ تین تین سو۔ چار چار سو اور پانچ پانچ ایکڑ زمین کے Lots بڑے بڑے آدمیوں کو دیئے جا رہے ہیں۔ تو بہر حال یہ بھی غلط پالیسی ہے۔ اور جن Land Reforms کے ذریعے جو مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ وہ مقاصد حاصل نہیں ہوں گے۔ بلکہ لوگ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ اس معاملے میں خلوص اور نیت سے کام نہیں لیا جا رہا ہے۔ بلکہ ظاہر میں ایک پالیسی اختیار کی جا رہی ہے۔ اور باطن میں دراصل وہی بات ہے کہ چند Aristocats بنائے جا رہے ہیں۔ اور عام آدمیوں کا اور عام کاشتکاروں اور عام ہاریوں کا خیال نہیں کیا جا رہا ہے۔ جہاں میں نے چار سو پانچ سو کے Lots کا ذکر کیا ہے۔ وہ ہاری سکیم کے تحت ان کو ایکڑ دیئے جا رہے ہیں۔ یہ سکیم تو ٹھیک ہے۔ اسی کو مشکل کے ساتھ چار سو اور پانچ سو کے ٹکڑے بنائے جا رہے ہیں۔ ان چیزوں کو ختم کرنا چاہیئے۔ اور چھوٹے کاشتکاروں کے مسائل پہلے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ جناب والا پرانی آبادیوں میں انہوں نے آکشن کی پالیسی اپنی بند کر دی ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اس پالیسی کی نئی آبادیوں میں

بھی توسیع کرنی چاہئے۔ پرانی آبادیوں میں جہاں انہوں نے آکشن بند کر دی ہے۔ وہاں چاہئے تو یہ تھا کہ جو لوگ مزارعین اور کاشتکار وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو وہ آسان قسطوں پر اور آسان شرائط پر وہ زمینیں دے دینی چاہئے تھیں۔ اور قیمت وصول کر لینی چاہئے تھی۔ لیکن اب آکشن بند کرنے کے بعد کیا کیا جا رہا ہے کہ ٹینڈر سسٹم پر زمینیں چڑھائی جا رہی ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ ٹینڈر سسٹم کے ذریعے عام کاشتکار اور ہر ایک جو مزارعہ ہے وہ ٹینڈر حاصل کر سکتا ہے۔ اور بڑے بڑے زمیندار جو ہیں وہ دوسری شکل میں اس سرکاری زمینوں پر قابض ہو رہے ہیں۔

وزیر خوراک و زراعت : یہ کس جگہ کا آپ فرما رہے ہیں ؟

راؤ خورشید علی خان : یہ جو آپ کی پرانی آبادیاں ہیں۔

وزیر خوراک و زراعت : جس کسی نے آپ کے قریب لیا ہو ایک مربعہ وہ ذرا بتلا دیں۔

راؤ خورشید علی خان : اور ۴۰ مربعے تو مہر شاہ نے لئے ہیں۔

وزیر خوراک و زراعت : میں اس کا جواب دوں گا۔

راؤ خورشید علی خان : میں نے ایک مثال دے دی ہے۔ بھیڑ پال سکیم کے پردے میں لوگوں کو ساڑھے بارہ بارہ مربعے دیئے جا رہے ہیں۔ یہ بھی نوٹ کر لیں ملک صاحب یہ بھیڑ پال سکیم کے پردے میں لوگوں کو ساڑھے بارہ بارہ مربعوں کے لائسنس دیئے جا رہے ہیں۔

وزیر خوراک و زراعت : یہ فصل کا علاقہ ہے یا ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ؟

راؤ خورشید علی خان : نام بھی بتاؤں ؟ رانا حبیب الرحمٰن۔ بارہ مربعوں کا لائسنس۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رانا حفیظ الرحمٰن کو بارہ مربعوں کا لائسنس۔

ایک آواز : یہ سب آپ کے بھائی ہیں۔

راؤ خورشید علی خان : ایک دو باتیں جن کی طرف میں اپنے معزز ایوان کی توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جن landless tenants کو آٹھ آٹھ ایکڑ زمین دی گئی تھی۔ ان سے قیمت وصول کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر فی روپیہ فی یونٹ کے حساب سے۔ یہ انتہائی زیادہ ہے۔ اس کو کم کرنا چاہئے اور اس کی Justification اس طریقے سے ہے کہ بارٹر سکیم کے تحت جو زمینیں دی جا رہی ہیں۔ ان کی قیمت ایک یا دو روپیہ فی یونٹ ہے۔ اور جو بڑے بڑے زمیندار ہیں۔ اور بڑے بڑے فوجی

افسر۔ مجھے فوجی افسروں سے عناد نہیں۔ صحیح طریقہ سے انکو بیشک آپ ضرور دیں۔ لیکن اس میں بھی گذارش یہ ہے کہ افسروں کی بجائے اگر سپاہیوں کو دیں گے۔ تو وہ زیادہ مناسب ہے۔ اور وہ شاید وہاں رہ بھی سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو بارڈر میں رقبہ دیا ہے۔ وہ Absentees ہیں وہ کیا وہاں کاشت کریں گے اور جو لوگ وہاں رہ کر اس زمین کو زیر کاشت لا سکتے ہیں وہ لا چکے ہیں۔ اور آپ نے ان کو بے دخل کر دیا ہے۔ اور پھر آپ بارڈر کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ Land less peasants جن کی کل آٹھ ایکڑ ملکیت ہے۔ ان سے آپ ۲۰ روپیہ فی یونٹ چارج کر رہے ہیں۔ کیا اس کی کوئی Justification ہے۔ اس کے علاوہ Land Reforms کے تحت جو زمینیں دی گئی ہیں مزارعین کو ان کی قیمت آٹھ روپیہ فی یونٹ ہے۔ یعنی ہمیں ان سے کوئی درد نہیں ہے۔ ٹھیک ہے کہ جن لوگوں سے ۲۰ روپیہ فی یونٹ چارج کر رہے ہیں۔ میں اس کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ کہ اس کو کم نہیں کرتے آپ۔ اسی طریقہ سے ریٹائرڈ یا ریٹائرنگ افسران کو زمینیں دی جا رہی ہیں۔ ان سے چارج کر رہے ہیں۔ ۱۰ روپیہ فی یونٹ اور مزارعین سے ۲۰ روپیہ فی یونٹ چارج کر رہے ہیں۔ اسی طریقہ سے اگر طے شدہ علاقوں کو آپ ۱۰ روپیہ فی یونٹ چارج کر رہے ہیں تو ان سے بھی جناب سپیکر مجھے درد نہیں ہے۔ میں تو یہ تقابل کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ مزارعین کو آپ کیوں پس رہے ہیں۔ اور کیوں کچل رہے ہیں۔ پھر ان کی ہمدردی کے راگ آپ الاپتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور بات یہ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ کہ پچھلے سیشن میں ایک قانون پاس کیا گیا تھا۔ وہ قانون اراضیات مرہونہ کے متعلق تھا۔ اس کی نوٹیفیکشن بھی ہو چکی ہے۔ اور اس کی منظوری گورنر صاحب کی طرف سے بھی آ چکی ہے۔ لیکن اس میں ایک شق ہے کہ نوٹیفیکیشن کے ذریعہ سے اس کا نفاذ کیا جائے گا۔ کہ کون سی تاریخ سے اس کا نفاذ ہوگا۔ اور کون سے علاقے میں ہوگا۔ اس کی نوٹیفیکشن کرنے کے لئے آپ کیوں تاخیر سے کام لے رہے ہیں۔ خواہ مخواہ لوگوں کو موقع دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنی لحاظ سے معنی پہنائیں۔ آپ نے ایک اچھے کام کے لئے پاس کیا ہے۔ پھر اس کو عملی جامہ پہنانے میں اور اسکو نفاذ کرنے میں آپ تاخیر اور طویل سے کیوں کام لے رہے ہیں۔ آپ کو چاہئے۔ جب اتنا عرصہ ہو گیا۔ اور یہ قانون پاس ہو چکا ہے۔ اور اس کی منظوری ہو چکی ہے۔ اس کی جلد سے جلد آپ نوٹیفیکشن کر دیں۔ جب آپ کسی کام کے اندر ذاتی طور پر interest ہوتے ہیں۔ تو راتوں رات ہوائی جہاز کے ذریعہ مطلوبہ کارروائی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ چونکہ غریب آدمیوں کا معاملہ ہے پچھلے سیشن میں پاس ہوا۔ اور اسے کئی ماہ گزر گئے ہیں۔ آپ کو نوٹیفیکشن کرنے میں ایک حرف

کی بات ہوتی ہے۔ ایک منٹ کی بات ہوتی ہے۔ لیکن آپ کو سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ کہ آپ اس کی نوٹیفکیشن کر دیں۔

اس کے علاوہ جناب والا میں ایک اور بات اس معزز ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ دیہات کے اندر جو رہائش کے لئے پلاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اور دوکانوں کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ ان کی قیمت پہلے مناسب تھی اور معمولی قسم کے غریب لوگ بھی چھوٹے چھوٹے پلاٹ آسانی سے لے لیتے تھے

Mr. Speaker: That is for the Rehabilitation Department, I think.

راؤ خورشید علی خان .. No. sir, غریب لوگ اپنا سر ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور چھوٹی موٹی دوکان نکال لیتے ہیں۔ اب اس کی قیمت انہوں نے بڑھا کر ۸۰ روپیہ فی مرلہ کر دی ہے۔ یعنی ایک عام آدمی جو دو وقت کی روٹی کا انتظام نہیں کر سکتا۔ اس کو آپ مجبور کرتے ہیں۔ کہ وہ دیہات کی بجائے شہروں میں پانچ سات روپیہ کی ایک جھونپڑی لے کر گذر واوقات کرے۔ ایک طرف شکایت ہے۔ کہ دولر آبادی شہروں میں آ رہی ہے۔ ہماری اپنی پالیسی کا یہ تقاضا ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ وہاں کوئی نہ رہے۔ اور ہم وہاں اس قسم کی problem پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اور کہیں جا کر رہائش اختیار کریں۔ یہ کوئی justification نہیں ہے کہ دیہات میں ۸۰ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے چارج کیا جائے۔ اور مارکیٹ جو پانچ میل کی حدود کے اندر ہے اس کی قیمت اور بھی زیادہ ہے۔

گرد مور فوڈ سکیم کے تحت جناب والا میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ جو پانچ میل کی حدود کے اندر رقبہ تھا وہ رقبے گرد مور فوڈ سکیم کے تحت دیئے گئے تھے۔ اب ان کو محروم کر دیا گیا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا اس کی کیا منطق ہے۔ اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ آئندہ آپ کو کسی سٹیج پر کسی سکیم کے بنانے کی جب ضرورت ہوگی۔ اس قسم کے قانون آپ کے پاس موجود ہیں۔ کہ آپ اس زمین کو ہر وقت حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ جو discremination پیدا کر دیا ہے کہ اس قانون سے جو ایجیٹیشن کرنے والے ہیں تحریک کو منظم کرنے والے ہیں۔ جو اس علاقے سے منسلک ہیں آپ نے ان کو خواہ مخواہ محروم کر دیا ہے۔ خواہ مخواہ ان کے جذبات میں تلخی پیدا ہوئی ہے۔ آپ کو چاہیئے۔ جس طرح گرد مور فوڈ سکیم کے تحت دوسروں لوگوں کو آپ نے حقوق دیئے ہیں۔ ان کو اب ان سے مستثنیٰ نہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک اور تکلیف جو دیہات میں محسوس کی جاتی ہے وہ چراگاہوں کا سلسلہ ہے۔ دیہات میں تو اس کو اب رفتہ

رفتہ ختم کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ ضروری چیزیں ہیں۔ اس کے متعلق آپ کو خیال رکھنا چاہیئے۔ کم از کم چھوٹی موٹی چیزیں جو دیہات میں ہیں۔ وہ اس سے محروم ہو کر نہ رہ جائیں۔ اسکے علاوہ ایک تکلیف جو لوگ محسوس کرتے ہیں وہ Mutation Proceeding کے متعلق ہے۔ اس کے متعلق جناب والا صورت حال یہ ہے۔ گورنمنٹ کا جو حصہ اس کی آمدنی میں سے آتا ہے وہ معمولی حصہ ہوتا ہے لیکن Mutation آفسر جو ہیں، انہوں نے بڑے پیمانے پر جناب سپیکر دھاندلی مچا رکھی ہے۔ آپ کو ذاتی طور پر اس کا علم ہوگا۔ اس لئے آپ بھی اسی معاشرہ کے ایک فرد ہیں۔ بلاشبہ جناب سپیکر، ایک ایک دو دو تین تین چار بعض اوقات اگر زیادہ ہوں، تو transition کے لئے۔ ہزار تک روپیہ لیتے ہیں اتنی دھاندلی مچی ہوئی ہے۔ کھلم کھلا رشوت کا بازار گرم ہے۔ میں ان دوستوں سے بڑے ادب کے ساتھ یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں، کہ خدا کے بندوں جب آپ ویلفیئر سٹیٹ کہتے ہیں، اور کہتے ہیں کرپشن ختم ہو گئی ہے آپ اس قسم کے لمبے چوڑے دعوے اس ایوان کے اندر کرتے ہیں۔ وہ لوگ آپ کے متعلق کیا رائے قائم کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں رشوت ختم ہو گئی ہے۔ نہیں رشوت کئی گنا زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کتنا طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے۔ یہ پٹواری صاحبان جو فرد دیتے ہیں۔ اس کی سرکاری فیس ۲ آنے ہوتی ہے لیکن یہ چھ چھ دس دس پندرہ پندرہ اور بیس بیس روپیے لیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ جو limitation ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اس وقت جب تک ان کی پیٹ پوجا نہ کریں۔ وہ معاملہ ختم نہیں ہوتا۔ اس چیز کا انتظام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ لمبے چوڑے دعووں سے بات نہیں بنتی ہے۔

Mr. Speaker: Chaudhri Muhammad Ibrahim.

Chaudhri Muhammad Ibrahim: Not moving.

Mr. Speaker: Maulana Ghulam Ghaus! not present. Yes Mian Sahib.

میاں محمد اکبر (گجرات): جناب والا ہمارے صوبہ کی ۸۰ فیصدی آبادی کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ اور جب تک ہم اس شعبہ میں خاطر خواہ ترقی نہ کریں دیگر شعبوں کی ترقی سے ہم کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ جناب والا جہاں ہماری حکومت صنعتوں پر اور دوسرے شعبوں پر زور دے رہی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں، وہ بھی ضروری چیزیں ہیں۔ ہمیں صنعت میں بھی ترقی کرنی چاہیئے۔ لیکن ہمیں زراعت کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ کیونکہ صنعت میں ترقی کر کے ہم جس قدر مال ایکسپورٹ کرتے

ہیں۔اس سے کہیں زیادہ امپورٹ آج کل زراعت میں کر رہے ہیں۔ اور اس طرح ایک ہاتھ سے جو ہم فائدہ حاصل کرتے ہیں .....

مسٹر افتخار احمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ دیکھئے جناب obnoxious atmosphere, create کیا جارہا ہے۔ یہ واہیات پمفلٹ پہلے بھی تقسیم ہوا ہے اور اب پھر تقسیم کیا جارہا ہے اس کو پھاڑ دیا جائے۔ تو اچھا ہے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے (اس مرحلہ پر انہوں نے اس پمفلٹ کو ہاؤس کے اندر پھاڑ دیا)۔

Mr. Speaker: That is upto the member and this is no point of order.

میاں محمد اکبر ۔ جناب والا میں یہ گذارش کر رہا تھا۔ جہاں ہم صنعتوں میں ترقی کر کے ایک طرف فائدہ اٹھا رہے ہیں وہاں ہم زراعت کی طرف سے غفلت برت کر کروڑوں روپیہ کی غذائی اجناس درآمد کر کے ہم اپنا زرمبادلہ ضائع کر رہے ہیں۔ جناب والا سب سے اولین فرصت میں ہمیں جو کام کرنا چاہئے تھا۔ اور ہماری حکومت کو بھی جو کام کرنا چاہئے تھا۔ وہ زراعت کی ترقی تھی۔ اور خاطر خواہ زراعت کی ترقی تھی۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ اہم ذمہ داری ہمارے محکمہ مال پر عائد ہوتی ہے کیونکہ اس کی بنیادی پالیسی ایسی ہونی چاہئے جس سے زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور ان کی پلاننگ سے زراعت ملک میں ترقی کرے اور زرعی پیداوار زیادہ سے زیادہ ہو۔ تاکہ ہم اپنے صوبہ میں اپنے ملک میں خود کفیل ہو سکیں۔ اور کروڑوں روپیہ کا جو ہم زرمبادلہ ضائع کر رہے ہیں۔ اس سے ہمیں نجات مل سکے۔ اس ضمن میں جناب والا میں گذارش کروں گا۔ ہمارے محکمہ مال نے مجرمانہ غفلت برتی ہے۔ اور اپنی لیک آف پالیسی یعنی کوئی پالیسی نہ ہونے کی وجہ اور اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے زمینداروں کے فائدہ کا کوئی کام نہیں کیا۔ اس وقت جو زراعت ہے اس کا بہت پتلا حال ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے میں یہ گذارش کروں گا۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے پیش رو مقررین نے فرمایا ہے کہ مالیہ کا نظام بہت فرسودہ ہے۔ جناب والا آج کل مالیہ وصول کرنے کا یہ طریقہ جو ہے اس سے کسی کو مالیہ بخشا نہیں جاتا۔ چھوٹے سے چھوٹے زمیندار جو چند مربعوں کے مالک ہیں۔ ان سے بھی مالیہ وصول کیا جاتا ہے۔ جناب والا ہمارے ہی ملک میں تجارت پیشہ اصحاب سے ... ۶ ہزار روپیہ تک انکم ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا۔ اس سے پہلے بھی بارہا اس ایوان میں مطالبہ کر چکا ہوں۔ کہ کم سے کم ان چھوٹے

زمینداروں کو جن کے پاس subsistance holdings ہے۔ صرف گزارے کے لئے زمین ہے یعنی ساڑھے بارہ ایکڑ ان کو مالیہ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ اگر اس طرح مالیہ میں کوئی خسارہ ہو۔ اور حکومت کے مواجبات میں کمی واقع ہو جائے۔ جس طرح انکم ٹیکس کا طریقہ ہے۔ جوں جوں کسی کی آمدنی بڑھتی جاتی ہے ریٹ آف انکم ٹیکس بھی بڑھتا جاتا ہے۔ بتدریج طریقے سے مالیہ جو وصول کیا جا رہا ہے۔ یہ بڑے زمینداروں پر مالیہ بڑھا کر چھوٹے زمینداروں کے مالیہ کو معاف کرنے میں جو خسارہ ہوگا۔ وہ اس سے پورا کر لیا جائے۔ تو مقام افسوس ہے کہ باوجود اس بات کے کہ محترم خان پیر محمد خان صاحب نے یہاں وعدہ فرمایا تھا۔ کہ وہ اس معاملے پر ہمدردانہ غور کریں گے۔ اور اس کے بعد محترم مسٹر حمزہ صاحب نے ابھی اخبار کا حوالہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے کہ کنونشن مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے بھی یہ پاس کیا ہوا ہے کہ چھوٹے زمینداروں سے جن کے پاس صرف گزارے کی زمینیں ہیں۔ یعنی جو صرف Subsistance Holdings کے زمیندار ہیں۔ ان سے مالیہ اراضی وصول نہ کیا جائے۔ اور اس کے بعد جناب گورنر صاحب نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وہ چھوٹے زمینداروں سے مالیہ وصول کرنے میں رعایت برتیں گے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود مقام افسوس ہے۔ کہ ابھی تک عملی طور پر اس جہت اور اس سمت کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ تو میں جناب والا کی وساطت سے اپنی حکومت کی خدمت میں پرزور درخواست کرونگا۔ کہ جہاں وہ زبانی طور پر زمینداروں سے ہمدردی کی باتیں کرتی ہے وہاں عملی طور پر بھی کوئی قدم اٹھائے اور ان غریب زمینداروں کا مالیہ معاف کرے جن کی Holdings محض subsistence حد تک ہیں۔ یعنی جن کے پاس صرف گزارے کی زمین ہے۔ جس کی حد خود حکومت نے ۱۲½ ایکڑ مقرر کر رکھی ہے۔

جناب والا۔ میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے محکمہ مال کی بنیادی پالیسی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ صوبے میں زراعت کی پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھے۔ اس ضمن میں بھی مجھ سے پہلے بعض مقررین نے ارشادات فرمائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ بیراجوں پر زمینوں کی جو تقسیم کی گئی ہے۔ وہ بھی غلط ہے۔ کیوں کہ حکومت کی غلط بخشیوں کی وجہ سے وہاں Absentee Landlords پیدا ہو گئے ہیں۔ جن کو زراعت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اگر یہی زمینیں ان زمینداروں کو دی جائیں۔ جو خود کاشت کرتے ہوں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ اگر یہ زمینیں دو دو۔ چار چار مربعوں کے Lots بنا کر ایسی شرائط پر دی جائیں

Mechanised Farming ہو۔ اور وہاں ٹریکٹروں کے ذریعے فارمنگ ہو۔ تو ہم فی ایکڑ پیداوار میں بھی اضافہ کر سکتے ہیں۔ اور مجموعی طور پر ہماری اجناس کی پیداوار میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ غلط بخشیوں سے کام لیا گیا ہے۔ اس لئے وہاں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا۔ جو اپنی زمینوں کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوگا۔ اور اس طرح فی ایکڑ پیداوار میں بہت حد تک کمی واقع ہو جائے گی۔ اس لئے میری گذارش یہ ہے کہ حکومت آئندہ کے لئے اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ اور یہ زمینیں مستحق لوگوں یعنی ان لوگوں میں تقسیم کرے۔ جو وہاں جا کر خود کاشت کریں۔

اس کے علاوہ جناب والا۔ میں اس ایوان میں ایک سے زائد بار یہ گذارش کر چکا ہوں کہ ہمارے ضلع گجرات میں پہاڑی ندی نالے جو پہاڑوں سے آتے ہیں۔ بڑی تباہی مچاتے ہیں۔ اور ہزاروں بلکہ لاکھوں ایکڑ زرخیز زمین اپنے ساتھ بہا کر لے جاتے ہیں۔ اس لئے ایک صورت تو یہ ہے کہ وہاں پر Consolidation کر دی جائے کیونکہ زمین چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ہے۔ جس کی وجہ سے عام زمیندار اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور دلچسپی نہیں لیتے۔ اس لئے اگر اس کی Consolidation کر دی جائے۔ اور زمین کو یکجا کر دیا جائے۔ تو میرے خیال میں زمینداروں میں دلچسپی پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ اپنی اپنی زمین بچانے کی کوشش کریں گے۔ اس بارے میں بھی مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ضلع گجرات میں جہاں Consolidation لازمی تھی اب Optional قرار دیدی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اب Consolidation میں لوگوں اور حکومت دونوں کی دلچسپی بہت کم ہو گئی ہے۔

اس ضمن میں میں نے پہلے بھی گذارش کی تھی کہ Consolidation Optional ہونے سے پہلے ہمارے ضلع میں اس کی رفتار فی سال ایک لاکھ ایکڑ تھی۔ لیکن بعد ازاں جب یہ Optional قرار دی گئی۔ تو اس سٹاف کی Strength وہی رہی لیکن Consolidation کی حد ایک لاکھ ایکڑ سے چالیس ہزار ایکڑ تک پہنچ گئی۔ یعنی حکومت کا صرف وہی رہا۔ اور زمینداروں سے Consolidation کا ٹیکس اسی شرح سے وصول کیا جائے گا۔ مگر اس کام میں بہت زیادہ تاخیر ہو جائے گی۔ اور اسے مکمل ہونے میں بہت عرصہ لگے گا۔

جناب والا۔ اس ضمن میں اپنی حکومت سے میری یہ درخواست ہے کہ اگرچہ براہ راست یہ محکمہ مال کی ذمہ داری نہیں۔ لیکن زمین کو ندی نالوں کی دست برد سے بچانے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ ان کے بالائی حصوں یعنی Upper Reaches پر چھوٹے چھوٹے Dams بنائے جائیں۔ تاکہ وہاں برسات کا پانی قابو اور جمع کیا جاسکے۔ کیونکہ یہی پانی میدانوں میں آکر تباہی مچاتا ہے۔ اس سے دہرا فائدہ ہوگا۔ ایک تو زرخیز زمین ندی نالوں کی دست برد سے بچ جائے گی۔ دوسرے جن دنوں ہمارے بعض دریاؤں میں پانی کی قلت ہوتی ہے۔ ہم ان چھوٹے چھوٹے ڈیموں سے زمین کو سیراب کرسکیں گے۔ لہٰذا میں حکومت اور محکمہ مال کی خدمت میں گذارش کروں گا۔ کہ گو یہ ان کی براہِ راست ذمہ داری نہیں۔ پھر بھی Small Dams کے محکمہ کو اس طرف متوجہ کریں۔ کہ وہ سب سے پہلے ضلع گجرات کے چھوٹے چھوٹے پہاڑی ندی نالوں کے جو کہ ہر سال لاکھوں ایکڑ زمین تباہ کر دیتے ہیں۔ بالائی علاقوں میں چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائے۔ تاکہ ہمیں اس تباہی سے نجات مل سکے۔

اس کے ساتھ ہی میری گذارش یہ بھی ہے کہ جن زمینداروں کی ساری زمینیں یا ان کا بیشتر حصہ ان ندی نالوں کی دست برد میں آچکا ہے۔ ان کو کسی نہ کسی کالونی کے یا Barrages کے علاقوں میں متبادل زمین دی جائے۔ جہاں سے وہ اپنی روزی کما سکیں۔ اور بالخصوص ان لوگوں کو جو بیچارے آج کل فاقہ مستی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

جناب والا! Revenue Officers یعنی نائب تحصیل سے لے کر ڈپٹی کمشنر تک۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ شاید کمشنر تک کیلئے بھی محکمہ مال کے قاعدے قانون کی رو سے یہ لازم تھا۔ کہ وہ ۱۵ راتیں باہر گذاریں۔ دراصل یہ بہت پرانے وقتوں کا قانون ہے۔ یہ اس وقت کا قانون ہے جبکہ محکمہ مال کے افسران گھوڑوں پر چڑھ کر دورہ کیا کرتے تھے۔ اس وقت یہ واقعی بڑی لازمی شرط تھی کہ وہ کم از کم ۱۵ یا ۲۰ راتیں باہر گزاریں۔ تاکہ وہ صحیح طور پر اس علاقے کا دورہ کرسکیں۔ لیکن موجودہ زمانے میں جب کہ Mechanical Transport عام ہے۔ اور بعض حالات میں ہمارے مال کے افسروں کو محکمہ نے بھی ٹرانسپورٹ مہیا کی ہوئی ہے۔ یعنی سرکاری طور پر جیپیں وغیرہ دی ہوئی ہیں۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب باہر راتیں گزارنے سے کیا خاص فائدہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ محکمہ مال کے کسی افسر کے پاس زیادہ سے زیادہ ۴۰ یا ۵۰ میل لمبا علاقہ ہوسکتا ہے۔ جب کسی افسر کے پاس جیپ ہوگی۔ تو اس کے لئے دورہ کرنا آسان ہوگا۔ میری گذارش یہ ہے کہ اب جب کہ افسروں کے لئے Mechanical Transport عام ہے۔ ان پر یہ شرط لگانا کہ وہ ۱۵ یا ۲۰ راتیں باہر گزاریں۔ یہ طریقہ ان کی efficiency بڑھاتا نہیں بلکہ کم

کر رہا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب یہ افسران گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے۔ اس وقت اگر وہ راتیں باہر نہ گزارتے تو شاید اپنے علاقے کا صحیح طور پر دورہ نہ کر سکتے۔ لیکن اب جب کہ میکینیکل ٹرانسپورٹ کا خاطر خواہ بندوبست ہے۔ اور ایک Revenue officer کے پاس زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس لمبا علاقہ ہو۔ تو یہ چالیس پچاس میل کا علاقہ بغیر راتیں باہر گزارنے کے بآسانی طے کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک افسر صبح پچاس میل دور بھی جاتا ہے۔ تو وہ اپنا کام ختم کر کے شام کو آسانی سے اپنے ہیڈ کوارٹر پر پہنچ سکتا ہے۔ اور دوسرے دن صبح اپنے دفتر میں بڑے آرام سے اور صحیح طریقے سے کام کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس سے عوام کو بھی سہولت ہوتی ہے اور اس افسر کو بھی سہولت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ ناجائز پابندی کہ ہمارے عام Revenue افسران مہینے میں ۱۵ یا ۲۰ راتیں باہر گزاریں۔ دور کرنی چاہئے۔ کیونکہ بسا اوقات جیسا کہ علامہ راشد صاحب نے فرمایا تھا۔ ہوتا یہ ہے کہ ہمارے افسران صرف راتیں پورا کرنے کی غرض سے کسی ساتھ کے بنگلے میں چلے جاتے ہیں۔ وہاں راتیں گزارتے ہیں۔ اور پھر واپس آ جاتے ہیں۔ اس طرح وہ راتیں تو پوری کر لیتے ہیں۔ لیکن تھکن کی وجہ سے صبح ٹھیک طور سے کام نہیں کر سکتے۔ اس طرح عام لوگوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اور ہمارے افسران بھی اس میں دقت محسوس کر رہے ہیں۔ اس لئے میں محکمہ مال سے مطالبہ کروں گا کہ . . .

چودھری سلطان محمود۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میاں صاحب فرما رہے ہیں کہ آنے جانے کی تکلیف کی وجہ سے افسر مال کو رات باہر نہیں رہنا چاہئے جب گھوڑوں پر جاتے تھے۔ اس وقت ٹھیک تھا۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ افسر مال اس لئے رات کو باہر رہتے ہیں۔ کیونکہ رات کو دیہات کے لوگ مل سکتے ہیں۔ اس لئے ان کا رات کو باہر رہنا ضروری ہوتا ہے۔

Mr. Speaker.

This is not a point of order but a reply to Mian A. ar's speech.

میاں محمد اکبر۔ مجھے افسوس ہے کہ سلطان محمود صاحب کی تصریح سے میری معلومات میں اضافہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہی میری تسلی ہوتی ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ دن بھر کام کرنے کے بعد رات کو وہ کس طرح کام کرتے ہیں۔ یہ افسران کوئی مشینیں تو نہیں ہیں۔ کہ ۲۴ گھنٹے کام کر سکیں۔ یہ ایک نہایت اہم نکتہ ہے۔ جو میں نے عرض کیا ہے کہ جس چیز کا مقصد یہ ہے۔ کہ اس کی efficiency کو بڑھایا جائے۔ اس کی بجائے

اس کو کم کر رہی ہے۔ ان حالات میں اس پر نظر ثانی کی جانی چاہئے۔

جناب والا۔ اب میرا صرف ایک اور پوائنٹ ہے۔ جو میں عرض کروں گا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ پٹواریوں کے حلقہ جات Revenue Estates پرانے زمانہ کے ہیں۔ یہ اس وقت کے ہیں۔ جب اتنا کام نہیں ہوتا تھا۔ لیکن آج کل ان کے فرائض کئی گنا بڑھ گئے ہیں۔ مثلاً ان کے پاس محکمہ مال کا کام ہوتا ہے۔ آبادکاری اور اسی طرح دوسرے محکمہ جات کا کام بھی ہوتا ہے۔ افسران کے دورے کا بندوبست کرنا پڑتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ ہر مہینہ کے شروع میں پانچ دس روز کے لئے ہیڈ کوارٹر پر حاضر ہونا پڑتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر پر پانچ دس دن رہ کر کئی کام کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح تقریباً۔ دن تو یونہی ضائع ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات جب کوئی urgent reference ہوتی ہے۔ چاہے وہ گورنر صاحب کی طرف سے چلے درجہ بدرجہ ہوتی ہوئی پٹواری تک آکر رکی ہے۔ اب جتنی بھی References ہوتی ہیں۔ ان سب کا جواب اسے ہی دینا پڑتا ہے۔ اس ضمن میں میری یہ گذارش ہے۔ کہ چونکہ پٹواریوں کا کام بڑھ گیا ہے۔ اس لئے ان کی Revenue Estate پر نظر ثانی کی جائے۔ کیونکہ پٹواری اپنے کام کو کامیابی کے ساتھ سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس کے پاس بہت اہم ریکارڈ ہوتا ہے۔ جس پر سارے محکمہ مال کے کارکردگی کا دارومدار ہوتا ہے وہ ریکارڈ صحیح طور پر مرتب نہیں ہو رہا۔ بسا اوقات چونکہ مقدمہ بازی کی نوبت آجاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ Revenue Estate پر نظر ثانی کی جائے۔

حاجی عبدالمجید جتوئی (دادو)۔ جناب والا۔ میں سب سے پہلے لینڈ ریونیو کی بات کر رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم چھوٹے یونٹوں کے ساتھ حکومت کی بہت بری پالیسی چل رہی ہے۔ جب برٹش گورنمنٹ ہوتی تھی۔ اس کے وقت میں ہر دس برس کے بعد کسی زمین کے ٹکڑے کا اناج حاصل کر کے اس کے مطابق لینڈ ریونیو مقرر کرتے تھے۔ اس کے بعد کیا ہوا ہمارے ہاں Sliding scales چالو ہوئے۔ اور جو بھی بھاؤ کسی جنس کا یا کپاس وغیرہ کا ہوتا تھا۔ اس کے مطابق لینڈ ریونیو ہوتا تھا۔ اسی حساب سے لینڈ ریونیو بارہ یا تیرہ روپیہ فی ایکڑ سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ اور وہ بھی آبیانہ کے ساتھ ہوتا تھا۔ جب ہمارا وہ یونٹ بنا۔ اس وقت بھی وہی لینڈ ریونیو وہی چلتا تھا۔ لیکن جس وقت ظالم گورمانی آیا۔ اور ۹۳ سیکشن لگایا۔ اس نے ایک ہی قلم کے ساتھ بیس روپیہ کر دیا۔ اس کے بعد ہمارے سارے صوبہ سندھ میں چیخ و پکار ہوئی۔ میٹنگیں ہوئیں۔ اور لینڈ ریونیو دینے سے انکار کر دیا۔ بعد میں منسٹری قائم ہوئی۔ اور

گورنمانٹ کا بوریا بستر گول ہو گیا۔ پھر جب وزارت قائم ہوئی۔ تو اس وقت بھی لینڈ ریونیو بارہ، تیرہ روپیہ ہی تھا۔ اور اسی طرح یہ معاملہ چلتا رہا۔ ہم کو یہ کہا جاتا تھا کہ ہم لینڈ ریونیو کو یکسان کریں گے۔ یعنی پنجاب، صوبہ سرحد وغیرہ سب کو ملا کر یکسان کریں گے۔ پھر سی ایس پی افسران کی مہربانی سے مارشل لاء لگ گیا۔ اس وقت ہمارا لینڈ ریونیو بھی بڑھا دیا گیا۔ اور جب یہ اسمبلی شروع ہوئی۔ ہمارے آبیانہ الگ ہوا اب ہم ۲۴ روپیہ لینڈ ریونیو دے رہے ہیں۔ اس سے بھی ڈبل دے رہے ہیں۔ ہماری حکومت یہ بھی نہیں جانتی کہ ہماری زمین میں فی ایکڑ کتنی پیداوار ہوتی ہے۔ اگر ہماری پیداوار کم ہو گئی ہے تو اتنا لینڈ ریونیو بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سندھی کی تباہی لائی جائے۔ اور سندھ کو ختم کیا جائے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہر سال جناب سپیکر صاحب آپ کو معلوم ہے کہ ہر اسمبلی میں یہ ہمیشہ ہی فرماتے ہیں کہ اس اسمبلی میں یکسان قانون اور قاعدہ لانے والے ہیں۔ مگر آج تک جب کہ یہ اسمبلی ختم ہو رہی ہے۔ وہ یکسان قانون نہیں بنایا گیا۔ اس لئے کہ ان کا مطلب یہ نہیں کہ چھوٹے یونٹوں اور چھوٹے صوبوں کو فائدہ ہو۔

اس کے بعد اس منسٹری میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ جو زمین آباد ہو گئی ہے اس پر لینڈ ریونیو لیں گے اور جو غیر آباد ہو گی۔ اس پر لینڈ ریونیو نہیں لیں گے۔ اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ جو چار ایکڑ کا نمبر ہے اس میں گندم بھی ہے کھاد بھی ہے۔ کپاس بھی ہے۔ تو وہ جو لینڈ ریونیو وصول کرتے ہیں۔ اور جس جنس کا زیادہ لینڈ ریونیو ہوتا ہے۔ وہ وصول کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کپاس کی الگ اور گندم کی الگ لینڈ ریونیو وصول کریں۔ اگلی مرتبہ جب ہم نے کہا تو جناب ملا کہ بھائی ہمارے پاس کلہ کا حساب نہیں۔ عجیب بات ہے کہ اتنے پٹواری رکھے ہوئے ہیں پھر بھی کوئی حساب نہیں۔ اور آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ چھوٹے صوبوں سے مہربانی کر رہے ہیں افسوس ہے کہ آپ ہمیں تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اس میں بچارے پٹواریوں کا کوئی قصور نہیں۔ خواہ مخواہ سارے دوست ان پر حملہ کرتے ہیں۔ کھانے والے تو اوپر ہیں۔ اور وہ کھا کھا کر اتنے موٹے ہو گئے ہیں نیچے والے تو بچارے پتلے ہیں۔ کھانے والے اوپر ہیں۔ پٹواری بچارے کیا کریں۔ پھر ان کی تنخواہ تو اوپر چلی جاتی ہے۔ وہ خود ایک کوڑی نہیں لیتے۔ اور اس طرح وہ تھوڑا بہت لے کر اپنے پیٹ کا گذارہ کرتے ہیں۔ اور جو پراپرٹی خرید کرتے ہیں۔ وہ اپنے بیٹوں اور عورتوں کے نام پر لیتے ہیں۔ میں ان کا نام جانتا ہوں مگر نام بتاؤں گا۔ تو کچھ نہیں ہو گا۔ بلکہ اس پر مہربانی کی نظر ہو گی۔ اور کوئی ایکشن نہیں لیا جائے گا۔

ایک معزز ممبر : آپ نام بتائیں۔

حاجی عبدالمجید جتوئی۔ صاحب میں نہیں بتاؤں گا۔ وہ تو کھا کھا کر اتنے موٹے ہو گئے ہیں۔

ایک معزز ممبر۔ آپ بھی تو اتنے موٹے ہیں

حاجی عبدالمجید جتوئی۔ میں تو خدا کے فضل سے پہلے ہی ایسا ہوں۔

Mr. Speaker: The member should please go on with his speech.

حاجی عبدالمجید جتوئی۔ اور یہ جو افسران کے متعلق کہا گیا ہے کہ موٹروں پر باہر جائیں گے۔ رات بسر کریں گے۔ میں کہتا ہوں۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ وہ کلب وغیرہ چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں۔ وہ جھوٹی ڈائری لکھیں گے کہ رات ادھر بسر کی۔ رات ادھر بسر کی۔ سب جھوٹ لکھ دیں گے۔

چودھری سلطان صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ رات کو جا کر غریبوں سے ملتے ہیں۔ وہ دن کو نہیں ملتے رات کو کیسے ملیں گے۔ خدا کا خوف کرو۔ ہم تو دیہات میں رہتے ہیں۔ ہم کو معلوم ہے۔ غریبوں پر جو مصیبتیں ہیں۔ ان کی آواز سننے والا کون ہے۔

میں ایک مثال دیتا ہوں۔ کہ بندوبست کے وقت افسروں کی رشوت کی کیا حالت ہوتی ہے ۔۔ میل پر اپنے گاؤں میں ایک قانون گو ہے اس کا نام شاہ محمد مگسی ہے۔ وہ کبھی اپنے گھر کو چھوڑ کر ذکر پور کی جگہ تھانے بولاخاں نہیں جاتا ہے۔ اب آپ بتائیں افسر اس کو رشوت کے بغیر کس طرح چھوڑتے ہیں۔ اس کا سارا بندوبست وہیں ہوتا ہے۔ اور اس طریقے سے یہ سارا معاملہ چل رہا ہے۔

گدو بیراج کو لیجئے وہاں کیسے میں بتاتا ہوں کہ وہاں کیسے زمینیں تقسیم ہوئی ہیں۔ یہ ٹیلیگرام ہے۔

"We small Khatedars and Haries of Deh Kamunshahid Taluka Ubauro District Sukkur pray and request that the figures of Government land available in our Deh Mamunshahid was wrongly reported as 1940 Acres whereas actually the Government land is 1506 acres. The same area we are cultivating since last fifty years back in the said area there is our fellow for future land and we have mademany pacca wall houses and masjids. Mow the present authorities are alloting our cultivated lands to the retired Govetnment employees."

جنہوں نے پبلک پر تلواریں چلائی تھیں ان ہی کو یہ زمینیں دی جا رہی ہیں۔

"In the end we are requesting that kindly intervene in the matter and help us from destruction by least cancelling the allotment orders of land to the Government retired employee till our rights are satisfied. Now present authorities are taking the possession of the land forcibly from us. In this matter our about four hundred families (House) will be unlivelihood because the 1204 acres has been utilized for the Government servants and the total area of Government is 1306 acres. So we are requesting that order that the Possession may not be taken from us til our fellow for future and five yearly right may be decided early order Sir.

Mohammad Ibrahim Dahar and other Khateders and Haries of Deh Kamonshahid Taluka Ubauro, District Sukkur."

یہ حال ہے سندھ کا۔ دن یونٹ بننے کے بعد وہاں یہ ہو رہا ہے۔ میں کہتا ہوں، خدا کے خوف سے ڈرو خدا کا خوف کرو اور غریبوں پر رحم کرو۔

میجر سلطان احمد خان (ہزارہ ۳) صاحب صدر میں ریونیو کے محکمہ پر تفصیل سے تبصرہ نہیں کروں گا۔ کیونکہ واقعات کچھ ایسے ہو چکے ہیں اور اس حکومت کے دماغ کچھ ایسے ڈھ چکے ہیں، اور کچھ اتنے پھیل چکے ہیں۔ کہ اس میں سدھار اب ناممکن ہے۔ جناب والا میں صرف ایک مسئلہ پر تبصرہ کروں گا اور وہ اس لئے کروں گا۔ کہ واقعات بہت دگرگوں ہو چکے ہیں۔ اگر انہوں نے انسداد نہ کیا۔ تو خدشہ یہ ہے کہ یہ قوم۔ قوم سے میری مراد عوام ہیں۔ یہ دندا نہیں۔

وزیر مال: آپ اکیلے۔

میجر سلطان احمد خان: میں اکیلے بھی کافی رہوں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ گورنمنٹ قوم کی بنیاد پر کوئی آفت نہ ڈھا دے۔ جس کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مسئلہ اشتمال کا ہے۔ مارشل لاء

جیسے بے تکے اور کالے دور میں یہ اسکیم نافذ کی گئی تھی۔ پسماندہ علاقوں میں بظاہر اسے اصلاح سمجھا جاتا ہے۔ لیکن تجربے نے بتایا ہے۔ اور خاص طور پر میرے علاقے میں اور جو میرے گھر میں واقعات ہوئے ہیں۔ ان سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ برسر اقتدار لوگوں نے محض اپنے ذاتی اغراض کے لئے اس اسکیم کو نافذ کیا تھا۔ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں گا۔ تو مجھے خدشہ ہے۔ کہ آپ مجھے ایوان سے باہر نکال دیں گے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس پر عمل کرا کے پٹواری سے لے کر بڑے افسر تک بغیر کسی پالیسی اور بغیر کسی قانون کے اس کو اتنا Loose کر دیا کہ ہر غریب آدمی کو اپنی زمین خریدنا پڑیگی اور خریدنے کے باوجود آج بھی ۱۰ فیصدی ایسے ہیں۔ کہ وہ نہ اپنی زمین میں کاشت کر سکتے ہیں۔ اور نہ ابھی تک ان کی زمینوں کا فیصلہ ہوا ہے۔ یہ بہت ہی شرمناک واقعہ ہے۔ ملک قادر بخش اور خان پیر محمد خان صاحب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ہمارے علاقہ میں غربت ہے اور چھوٹی چھوٹی Holdings ہیں۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے ایک جلسہ بھی کیا گیا تھا۔ میں بھی وہاں گیا تھا۔ مجھ سے لوگوں نے پوچھا تو میں نے کہا۔ کہ یہاں اشتمال کا فیصلہ نہیں ہوتا ہے۔ دراصل وہاں غرض یہ تھی۔ کہ لوگوں کو اکٹھا کیا جائے۔ اور اشتمال کا فیصلہ دو لفظوں میں کر دیا گیا۔ کہ پٹواری بے ایمان ہے۔ یہ کافی بھی نہیں تھا اور مناسب بھی نہیں تھا۔ آپ نے اپنی پالیسی کیوجہ سے ہزاروں انسانوں کو بے گھر کر دیا۔ اور ہمارے احتجاج کے باوجود ایک نئی پالیسی اختیار کی گئی۔ کہ جب تک ۵۱ فیصدی لوگ اشتمال پر راضی نہ ہونگے اس وقت تک اشتمال نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ۵۱ فیصدی لوگ آج تک راضی نہیں ہوئے۔ اور نتیجہ میں تین سال سے اشتمال نہیں ہوا ہے۔ جن لوگوں کی زمینیں کاٹ کر دوسروں کو دیدی گئی ہیں۔ ان کا اثر نہیں ہے۔ وہ غریب ہیں۔ اور گاؤں میں۔ ۱۰ فیصدی لوگ ایسے بھی ہیں، جو چار سال سے اپنی زمینیں لئے بیٹھے ہیں۔ ان کو دوسری زمین بھی نہیں ملی جس سے انکو روزی ملے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یار لوگ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کی یہ پالیسی ہے کہ آپ لوگوں کو بے حس کر دیں۔ اور لاچار کر دیں۔ اور پھر انکو مردہ سمجھ کر ان پر چلنے کی کوشش کریں۔ آپ ان کی تکلیفیں نہیں رفع کرنا چاہتے۔ آپ کے قوارادے اور ہیں

آواز۔ ان کیا ارادے ہیں۔

میجر سلطان احمد خان۔ یہ نظر آ رہے ہیں۔

دیوان سید غلام عباس بخاری (ملتان)۔ ریونیو کا مسئلہ زیادہ تر دیہاتی آبادی سے تعلق رکھتا

ہے۔ اور یہ دیہاتی ہماری آبادی کے اسی فیصد حصے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ دیہاتی آبادی بھی غیر متحد اور غیر منظم ہیں۔ اور ان کی کوئی آواز نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے نمائندے بھی غیر متحد اور غیر منظم اور بے زبان ہیں۔ جناب والا۔ مجھے اطمینان نہیں ہے۔ کہ اُن کی طرف سے جس طرح ان کی تکالیف ہیں وہ اس معزز ایوان میں پوری طرح پیش نہیں کی گئی ہیں۔ (قطع کلامی)

جناب والا۔ جتنی تقریریں یہاں ہوئی ہیں۔ ان کا زیادہ عنصر شہری آبادی سے متعلق تھا۔ بے شک دیہاتی دوست بھی اپنی تکالیف پیش کرتے ہیں۔ لیکن بہت کم۔ میں جناب والا کے سامنے اعداد و شمار پیش کروں گا۔ جن کے ذریعے سے یہ واضح کرنے کی کوشش کروں گا۔ کہ جہاں تک ٹیکسوں اور معاملے کا تعلق ہے۔ اور ہماری زمیندار اور کاشتکار برادری پر کیا کچھ کیا جا رہا ہے۔ جناب والا۔ اصولِ بندوبست میں ماہرین نے یہ ایک اصول بنایا تھا۔ کہ دس سال کی اوسط پیداوار اور دس سال کے نرخ پر جو پیداوار ایک مالک زمین کو حاصل ہو۔ اس پر حق مزارع، کھاد بیج اور سبز خوردہ و منیع کر کے خالص بچت کا زمینداروں پر ایک چوتھائی حصہ معاملہ تشخیص ہونا چاہیئے۔ اور اس وقت ہماری کاشتکار برادری پر جو معاملہ لگ رہا ہے۔ وہ موجودہ صورت کچھ اس طرح ہے۔ کہ اگر معاملہ ایک روپیہ ہے۔ یعنی موجودہ صورت میں سو پیسے ہے۔ تو اس پر ترقیاتی فنڈ چھ آنے یعنی سینتیس پیسے۔ لوکل ریٹ آٹھ آنے یعنی پچاس پیسے۔ شاہی مسجد فنڈ دو آنے یعنی بارہ پیسے۔ مہاجر ٹیکس دو آنے یعنی بارہ پیسے۔ اور جہاں دیہی پولیس کا تجربہ کیا گیا۔ اگر وہاں کا بارہ پیسے ٹیکس بھی شامل کر لیا جائے۔ تو ایک سو تیس پیسے سو پیسوں پر مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ تقریباً ستر فیصد کاشتکار کی آمدنی تو ٹیکس کی صورت میں چلی جاتی ہے۔ جبکہ ماہرین کی یہ حتمی رائے تھی۔ یعنی بندوبست کے متعلق یہ حتمی فیصد کیا گیا تھا۔ کہ زمیندار یا کاشتکار پر پچیس فیصد ٹیکس لگنا چاہیئے۔

نوابزادہ افتخار احمد خان : قائد ایوان اور ملک قادر بخش بڑی گھٹ گھٹ کر باتیں کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ ان کا آپس میں کچھ اختلاف ہے۔

وزیر تعلیم : یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : چونکہ ایوان میں زیادہ وقت نہیں ہوتا۔ کہ میں زیادہ وقت لوں۔ اس لئے اگر ایک کمیشن کو تشکیل دیا جائے۔ تو میں یہاں یہ ثابت کروں گا۔ کہ دو جوڑے بیل

رکھنے والے کاشتکار جتنی آمدنی وصول کرتے ہیں۔ ان کو اس پر جو Taxes دینے پڑتے ہیں۔ اور جو اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے بچوں کی تعلیم یا اس کی خوراک کے لئے کچھ بچ نہیں پاتا۔ یہ ایک لمبا مسئلہ ہے۔ اگر حکومت اس سلسلے میں ایک کمیشن مقرر کرے۔ تو میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ تمام کاشتکار برادری اس کو وضاحت کے ساتھ بیان کر سکیگی۔ زرعی ٹیکس کے متعلق عرض ہے کہ کہیں بھی آج تک یہ روایت نہیں ملتی ہے کہ مالک اراضی کوئی اور ہو۔ لیکن ٹیکس کسی اور پر لگا دیا جائے۔ لیکن ہمارے صوبے میں یہ مثال موجود ہے۔ کہ نابالغ بچوں کا ٹیکس بھی والد کے نام جمع کر کے عائد کیا جاتا ہے ۱۹۶۳ء میں جب پچھلی ترمیم کی گئی تھی۔ اس میں جو دو سال کے انتقالات تھے ۳۱/۵/۵۲ سے ۱۵/۶/۵۴ تک جو انتقالات ہوئے۔ جو لڑکی لڑکے کے نام۔ والدہ یا بیوی کے نام تھے۔ ان کو مستثنیٰ کیا گیا۔ اس کے بعد جتنے انتقالات ہوئے۔ ان کا معاملہ خاندان پر شامل کر کے ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ بڑا ظلم ہے۔ جسے واپس لیا جائے۔ ٹیکس کے متعلق تو ایک ہی چیز ہوتی ہے۔ کہ آمدنی میں سے اخراجات نکال کر بچت پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ لیکن زرعی ٹیکس میں یہ چیز نہیں ہوتی ہے۔ یہ ٹیکس پوری آمدنی پر عائد ہوتا ہے۔ اس میں اخراجات کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ اور اب بھی میری یہی رائے ہے۔ کہ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ بنجر رقبوں میں باغات لگانے اور ٹیوب ویل نصب کرنے میں کچھ مالیہ یا آبیانہ چھوڑنا پڑے گا۔ اور تھوڑا بہت خسارہ حکومت کو ضرور برداشت کرنا ہوگا۔ لیکن اس کا اثر یہ ہوگا۔ کہ بنجر رقبے جلد آباد ہو جائیں گے۔ اور بہت سے رقبوں میں باغات قائم ہو جائیں گے۔ بہت سے ٹیوب ویل نصب ہو جائیں گے۔ اور صوبے میں زرعی ترقی ہو سکے گی۔ اس لئے میں حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا۔ کہ وہ مزارعین کو زیادہ سے زیادہ رعایت دیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ زمین لوگ آباد کریں۔ اور باغات لگائیں۔

Dr. Mrs. Ashraf Abbasi (Bahawalpur-Khairpur-Quetta Divisions). Mr. Speaker, Sir, just now I have not got up to make a long speech but I just want to bring out two or three points for the consideration of the concerned authorities.

Sir, it has been said in this House by so many Members about the patwaris taking bribes. Sir, in our part of the region, I do not know about others, it is an open secret that patwaris never get their pay. Officially it is on the record: they simply sign the pay bills and the money is pooled in some Central Fund

from which the higher authorities (whenever they come on tours) are entertained. Now, Sir, when these patwaris get money by way of bribe their immediate boss cannot say anything to them even if some case is brought to his notice because he knows that the patwaris do not get any pay and they have to meet the necessities of their children and their families from some other source. So when a case of bribery is brought to the notice of their immediate boss he never takes any action against them.

Sir, I wanted to bring this point to the notice of the authorities so that they may look into it. I think if the patwaris are given their pay it can be possible that they may not take any bribe in future. In this connection, Sir, I will tell you about a patwari who had grown very rich. Of course, all are not corrupt. Ten per cent of the officials are not honest.

Now, Sir, to quote an instance I will tell you a story about an honest Deputy Collector and a dishonest patwari. One honest Deputy Collector was transferred from some place to another sub-Division. One of the patwari's wife went to see his wife. The patwari's wife was laden with jewelry. After some time she went away. When the honest officer (Deputy Collector) came home his wife wanted to know when he was going to become a Patwari. why are you asking that question, enquired the Deputy Collector? She replied that some patwari's wife came to see her and she was laden with jewelry whereas she did not have a single ring. I have so many patwaris under me, how can you expect me to become a patwari said the Deputy Collector.

Another point is that in the towns of region we purchase a piece of land from the Municipality and build a house we have to pay revenue tax for 99 years which comes to more than what we have to pay for land on which we build the house. This should also be looked into. In my last budget speech I had brought it to the notice of the concerned authorities but no step has been taken in this direction. I will be obliged through you Sir, and I make this appeal that I should know if any step is being taken in this direction because everyone knows that after building a house why should the revenue tax be paid? No water is given for that land but still tax is being taken for 99 years after the purchase of the land.

Sir, the third point which I wanted to bring to the notice of the concerned authorities through you is that in one of our questions regarding Guddu Barrage it was told that in certain areas the lands are wrongly assessed. More acreage is shown than what actually is availble in that Particular area. The result is that more areas have been allotted to retired Government servants than actually available because it has been wrongly assessed. This has deprived of so many local people of their lands which they have been cultivating for over 50 years. Their lands are being requisitioned. This is a big injustice. This may be looked into and those people, who are cultivating lands for some time should at least be spared.

میجر سلطان احمد خان۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب ابھی ابھی سننے میں آیا ہے کہ اس ایوان کو بیرونی ملک کی ایک مہذب ڈیلیگیشن Visit کر رہی ہے اور اگر اس ایوان کا یہی رویہ رہا کہ کٹ موشن کے حق میں گورنمنٹ کی طرف کے ممبر صاحبان اگر بولیں تو پھر میں تو اسکے بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا ویسے بھی دنیا کی کسی پارلیمنٹ میں یہ واقعہ پہلے نہیں ہوا۔ تو مناسب یہ ہوگا۔ کہ یا تو یہ ان کو Oppose کریں یا ان کے حق میں بولیں۔

مسٹر عبدالرازق خان (مردان ۳)۔ جناب سپیکر! مجھے میرے وقت سے دو منٹ زیادہ دیں کہ میں میجر صاحب کے اس اعتراض کا جواب دوں۔ جناب والا یہ سوال کئی دنوں سے ہمارے معزز اپوزیشن کے ممبر صاحبان اٹھاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ پارٹی والے تحاریک التوا پیش کرتے ہیں۔ اور کہ گورنمنٹ پارٹی والے کٹ موشن کی حمایت میں تقریریں کرتے ہیں۔ تو میں ان کی خدمت میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا کہ آپ کے دماغ پر پارلیمانی فارم آف گورنمنٹ سوار ہے۔ میں یہ آپ کی خدمت میں گذارش کروں کہ یہ پارلیمانی فارم آف گورنمنٹ نہیں ہے یہ Presidential فارم آف گورنمنٹ ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ ووٹوں کی طاقت سے ان وزراء کرام کو ہٹا ئیں تو آپ نہیں ہٹا سکتے۔ آپ کے لئے ایک ہی طریقہ رہتا ہے کہ آپ ہر چیز کے حسن و قبح پر بولیں جس کا کہ آپ کو حق ہے۔ ویسے ہمیں بھی اس بارہ میں حق حاصل ہے۔

Mr. Speaker: The member may please proceed with his speech.

سید احمد سعید کرمانی۔ جناب والا مشکل تو یہ ہے کہ حکومت کے خلاف بولنا مگر حکومت کے حق میں ووٹ ڈالنا یہ قابلِ داد چیز ہے۔

مسٹر عبدالرازق خان۔ جناب والا یہ کٹ موشن جو ان معزز حضرات نے پیش کیا یہ محکمہ مال کے متعلق ہے۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ جس قدر خرابیاں محکمہ مال میں ہیں یا جس قدر انہوں نے الزامات لگائے ہیں۔ وہ سب کے سب غلط ہیں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ محکمہ مال روبہ اصلاح ہے اور جو خرابیاں پہلے اس میں تھیں ان میں کمی آگئی ہے۔ بہر حال اصلاح کی بھی بڑی گنجائش ہے۔ وقت کم ہے۔ میں صرف تجاویز پیش کروں گا۔ جناب والا مغربی

پاکستان میں معیار زندگی عوام کا اٹھانے کے لئے اور بڑھانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ چھوٹے زمینداروں کی حالت کیطرف توجہ دی جائے۔ مغربی پاکستان میں ۳۲ لاکھ ایسے چھوٹے مالک ہیں کہ جن کی اراضی ایک ایکڑ سے لے کر پانچ ایکڑ تک ہے۔ تو پچھلے دنوں ہم نے سنا تھا کہ حکومت کوئی ایسی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ جسکی رو سے چھوٹے زمینداروں کے مالیہ کی معافی کے متعلق سوچ رہی ہے۔ اگر کوئی ایسی تجویز ہے اور میرا خیال ہے کہ ہونی چاہیئے تو میں گذارش کروں گا کہ اس پر جلد از جلد عمل کیا جائے تاکہ غریب زمیندار اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ جناب والا: میری دوسری گذارش یہ ہے کہ گدو بیراج اور غلام محمد بیراج میں جو کالونیاں پیدا ہو رہی ہیں ان میں نیلام کے ذریعے زمین فروخت کیجا رہی ہے اور یہ پاکستان کے مستقبل کے لئے جو پالیسی ہے میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔ چاہیئے تو یہ کہ جیسے مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۴ کے تحت Economic holdings and Subsistence holdings کی جو حدیں مقرر کی گئی تھیں ان پر عمل کیا جائے۔ اور ان چھوٹے زمینداروں کی کہ جن کی اراضی کم ہے ان کو نہایت مناسب قیمت پر ان کالونیوں میں اراضی دی جائیں۔ جناب والا تیسری گذارش میری یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملک کی پیداوار بڑھے تو اس امر کے لئے میں شکریہ ادا کرتا ہوں جناب وزیر زراعت کا یعنی ملک قادر بخش صاحب کا کہ انہوں نے کوشش کی اور فرٹیلائزر Fertilizers کی قیمت میں کمی آگئی ہے۔ لیکن ایک اور گذارش جو میں اس سے پہلے کر چکا ہوں وہ یہ کہ Mechanised farming کی ضرورت ہے۔ جو Mechanised farming جس طور پر اس وقت ہے ہم کہہ رہے ہیں کہ اس سے بہت کم زمینداروں کو فائدہ پہنچتا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ چھوٹی قیمت کے ٹریکٹرز جو کہ پانچ دس ایکڑ کے زمیندار انہیں خرید سکیں وہ ٹریکٹر یا تو درآمد کئے جائیں یا ان کے لئے یہاں کارخانہ بنا دیا جائے تاکہ چھوٹے زمینداروں کی حالت بھی ہو اور وہ پیداوار میں اضافہ کر سکیں اور ان کے جو خاندان ہیں ان کا معیار زندگی بلند ہو۔ جناب والا ایک گذارش اور ہے ان کی خدمت میں کہ نظام مالیات جو صوبے میں ہیں اسکے متعلق اور پٹواریوں کے متعلق بہت زیادہ شکایات آرہی ہیں۔ تو اسکی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسکی

سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ چھوٹے ملازمین کو تنخواہیں بہت کم دے رہے ہیں — میں جناب سپیکر لیڈر آف دی ہاؤس کی خدمت میں گذارش کروں گا۔ کہ آپ وزیر خزانہ بھی ہیں اور میں نہایت فخر سے کہتا ہوں کہ جو جمہوریت پسندی اور عوام کا درد ان کے دل میں ہے میں اس کا اعلانیہ اعتراف کرتا ہوں۔ تو آپ توجہ اس طرف دیں اور چھوٹے ملازمین کو اپنی اس دور حکومت میں کوئی ایسے راستے پر لگا دیں کہ یہ بھی اپنے آپ کو انسانوں کی طرح سمجھ سکیں۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز۔ (پوائنٹ آف آرڈر) صدر محترم اس وقت میرے محترم بھائی نے جس اصول کی بابت شروع میں تقریر کی ہے مجھے افسوس ہے کہ میں اس پر تبصرہ کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ کیونکہ صدر محترم یہ کہنا کہ صدر یہ نظام میں اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کٹ موشن جو اپوزیشن کی طرف سے آئیں Treasury / Benches کے ممبران انکی مطابقت کریں یا خود بھی اسی طرح کی کٹ موشن پیش کریں۔ یہ ایسی سے ہیں جو کہیں بھی دنیا بھر Parliaments میں ممکن نہیں ہوتیں۔ ان کے پارلیمنٹری کانگرس کے TEXTS موجود ہیں۔ وہ خود بھی اس کا مطالعہ کرلیں۔

مسٹر سپیکر۔ بیگم صاحبہ کٹ موشن پر تو وہ تقریر کرسکتے ہیں۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز۔ جی ہاں جواب میں کرسکتے ہیں۔ حمایت تو نہیں کرسکتے۔

مسٹر سپیکر۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا کہ I support the cut motion.

بیگم جہاں آرا شاہنواز۔ انہوں نے یہی کہا ہے۔

وزیر خزانہ۔ (شیخ مسعود صادق) جناب والا! میں نے سب معزز ارکان کی تقریروں کو بغور اپنے کمرے میں لاؤڈ سپیکر پر سنا ہے۔ میں ان کا مختصر سا جواب دوں گا چونکہ وقت بہت کم ہے اور چونکہ منسٹر ریگیشن نے بھی بولنا ہے۔ تو سب سے پہلے یہ کہا گیا ہے کہ زمینداروں پر بہت زیادہ ٹیکس لگا ہوا ہے۔ جناب والا میں کہوں گا کہ میں بھی زمیندار ہوں اور میں شہری بھی ہوں۔ میری بھی زمین ہے۔ زمینداروں پر جو ٹیکس لگتا ہے وہ ان کی آمدنی کا زائد سے زائد ۲۵ فیصدی لگتا ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ بہت سے اضلاع

میں۔ ۳۰ برس تک کوئی بندوبست نہیں ہوا اور اس وقت جو ٹیکس لگا تھا وہ تھا چار روپے کیونکہ چار روپے فی من کے حساب گندم کی قیمت تھی۔ اسی حساب سے اب بھی ٹیکس دے رہے ہیں۔ جو نئے بندوبست ہو رہے ہیں۔ جناب ان میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا علاقہ ہے جہاں ۱۲ روپیہ فی من سے زیادہ گورنمنٹ نے اسکی تخصیص کی ہو۔ یہ صحیح ہے کہ زرعی زمین پر جو Main ٹیکس ہے وہ ریونیو ہے اسکے علاوہ تھوڑے سے اور بھی ٹیکس ہیں اور اگر ان کا مقابلہ شہر سے کیا جائے تو میں کہوں گا کہ وہ شہر کے بہت زیادہ ہیں۔ میں شہر کے ٹیکس اگر آپ کو سناؤں مثلاً پراپرٹی ٹیکس، ہاؤس ٹیکس، انکم ٹیکس وغیرہ ....

لیکن اس کا مقابلہ شہروں سے کیجئے۔ شہروں میں جو ٹیکس ہیں وہ یہ ہیں۔ پراپرٹی ٹیکس، ہاؤس ٹیکس، انکم ٹیکس۔ ویلتھ ٹیکس۔ کیپٹل گین ٹیکس۔ Excess Business Profit tax واٹر ریٹ ٹیکس اور بھی بہت سے ٹیکس ہیں جنکو میں بھول گیا ہوں۔

جناب والا! پھر unification of law کے متعلق میرے کئی بھائی نے کہا ہے کہ یہ کیا گیا ہے۔ اسکے متعلق میں یہ عرض کروں گا بار بار میں اعلان کر چکا ہوں unification of law through out the province کیا یہ پالیسی ہوگی۔ جو unify قوانین ہیں وہ ہم نے یہاں پاس کئے ہیں۔ ان میں ایک قانون انتقال اراضی ہے۔ دوسرا دیہی قرضہ جات۔ تیسرا انفاک و واگذاری اراضیات مرتہنہ چوتھا National Calamaties Prevention and Relief Act یہ چار قوانین اس ہاؤس نے پاس کئے ہیں۔ باقی تین قوانین جو بالکل تیار ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو بل۔

(۲) ویسٹ پاکستان ٹینڈینسی بل۔

(۳) ویسٹ پاکستان کالونائیزیشن لینڈ بل۔ اگر مجھے موقع ملا انشاء اللہ اس ہاؤس میں پاس کرا دوں گا۔ DELIMITATION OF CONSTITUENCIES کے لئے لوگ بھاگنا چاہتے ہیں ممکن ہے اجلاس ۱۰ جولائی کو ختم کر دوں۔ جناب والا یہ تین بل ہیں جو بالکل تیار پڑے

ہیں۔ اور ہم لانا چاہتے ہیں

Begum Jahanara Shah Nawaz : What about family laws bill.

وزیر خزانہ۔ فیملی لاز بل ..... کا ریونیو سے کیا تعلق ہے۔ میں ریویو کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ آپ فیملی لاز کے متعلق پوچھ رہی ہیں۔ (قہقہہ)

(قطع کلامی) جناب والا یہ آپ کو بھولنا نہیں چاہیئے۔ ابھی پچھلے سال میں نے ۵۰۰ تپے دار یعنی پٹواری سندھ کو دیئے تھے صرف اس مقصد کے لئے کہ وہ کام کریں۔ اور جو پنجاب کا ریونیو سسٹم ہے سندھ میں وہی سسٹم رائج کر دیا جائے۔ یہ بھی کہا گیا ہے ابھی تک عہدے یکساں نہیں کئے گئے کسی جگہ تحصیلدار کہتے ہیں کسی جگہ مختار کار کہتے ہیں۔ اسکے متعلق میں عرض کروں گا ابھی ایک مہینہ کا عرصہ گذرا ہے۔ میں نے تحصیلدار کے قواعد سارے صوبہ میں نافذ کر دیئے ہیں۔ ایک ماہ ہی ہوا ہے۔ کوئٹہ اور سبی کے پولیٹیکل ایجنٹ کا نام بدل کر ڈپٹی کمشنر کر دیا ہے۔ آہستہ آہستہ ہم نام بھی یکساں کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب افسران دوروں پر جاتے ہیں اپنے بنگلوں میں آرام کرتے ہیں۔ میں کہوں گا یہ سراسر غلط الزام ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ لوگ عوام سے ملتے ہیں۔ مختلف محکموں کے کام کی پوری جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ یہ شائد سمجھتے ہیں کہ وہ ٹی اے بناتے ہیں۔ میں آپ کو اپنی مثال دیتا ہوں۔ جب میں دورے پر جاتا ہوں۔ مجھ کو ۱۵ روپیہ یومیہ ٹی۔ اے ملتا ہے۔ آپ یقین کیجئے کم از کم ۷۰ - ۸۰ روپیہ روز کا میرا خرچہ ہوتا ہے میرا پرسنل اسسٹنٹ۔ پرائیویٹ سیکرٹری اور چپڑاسی وہ بھی میرے ساتھ ہوتے ہیں۔ وہاں کے افسران کو چائے یا کھانے پر بھی بلاتا ہوں۔ کرایہ بھی مجھ کو دینا پڑتا ہے۔ ٹکٹ بھی لینی پڑتی ہے۔ جب بھی میں دورے پر جاتا ہوں پچاس ساٹھ روپیہ اپنی جیب سے ڈالتا ہوں بڑے سے بڑا افسر بھی پندرہ روپے یومیہ ٹی اے لیتا ہے۔ چاہئے ریونیو بورڈ کا ممبر ہو یا کوئی اور چھوٹے موٹا افسر ہو ۶ روپے سے لے کر ۹ روپے تک یا ۱۲ روپے خرچ کے ان کو ملتے ہیں۔ وہ مجبوراً دورے پر جاتے ہیں کیونکہ حکومت کا حکم ہے بڑے سے بڑے افسر کے لئے بھی ہم نے دن مقرر کر دیئے ہیں ایک ماہ میں ہر افسر کو دورے پر جانا پڑتا ہے

ہر ماہ کی ان کو ڈاڑی بھیجنی پڑتی ہے.....

میجر سلطان احمد خان - ایسے ہی ہمارا بھٹہ بیٹھا ہے۔

وزیر خزانہ - جناب والا میں اب مختصراً عرض کروں گا۔ لینڈ ریفارم کے متعلق کسی معزز ممبر نے فرمایا ہے زمینداروں کا نقصان ہوا ہے اور مزارعین کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ سبحان اللہ میں کہتا ہوں یہ بالکل بے بنیاد ہے آپ مزارعین سے جا کر پوچھیں کہ مزارعین کتنے خوش ہیں۔ جن کے پاس زمین نہیں تھی وہ آج مالک بن گئے ہیں۔ حکومت نے ابھی ابھی ۶ لاکھ ۵۱ ہزار ۴ سو ۱۱ ایکڑ اراضی مزارعین کو دی ہے۔ اور صرف ۸ روپیہ فی یونٹ ان سے اقساط سے وصول کر رہی ہے (ہیئر۔ ہیئر) آپ خود ہی اندازہ لگائیں جب سے ہم نے یہ لینڈ ریفارم سکیم جاری کی ہے ہماری زرعی پیداوار بڑھ گئی ہے۔ آپ کو اعداد و شمار کا پتہ ہے۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ ہم نے مزارعین کو زمینیں نہیں دی ہیں۔ ہاریوں کے متعلق میرے کسی بھائی نے فرمایا کہ ان کا حق مارا جا رہا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں یہ بالکل غلط ہے ہاریوں کے لئے خاص کوٹا مقرر کیا ہوا ہے اس کے علاوہ وہ عام نیلام میں بھی حصہ لے سکتے ہیں اور سندھی کی ساری زمین عام نیلام میں خرید سکتے ہیں علاوہ اس کے جو ان کا کوٹا مقرر ہے۔

جناب والا! رشوت ستانی کے متعلق کل بھی میں نے عرض کیا تھا۔ اب بھی میرے بھائیوں نے رشوت ستانی کے متعلق کچھ فرمایا ہے۔ میں نے کل کہا تھا کہ رشوت موجود ہے اور آج بھی کہوں گا رشوت ستانی ہے لیکن تھوڑی ہے۔ حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ اس کو کم کر دیا جائے۔ مٹانا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ اسکے علاوہ یہ بھی عرض کروں گا کہ اس وقت مختار کار حیدر آباد اور خیر پور ڈویژن میں ۳۷ ہیں جن کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے اور باقی مغربی پاکستان کے حصوں میں ۶۸ ہیں یعنی کل ۱۰۵ ہیں جن کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔ کرپشن اور مس کنڈیکٹ کے جو کیس ہیں بہت لوگوں کے خلاف ایکشن لے لیا گیا ہے۔ (قطع کلامی) اسکے علاوہ یہ بھی عرض کروں گا جب بھی کبھی مصیبت آتی ہے زیادہ بارش ہو جاتی۔ ٹڈی دل آ جائے۔ قحط پڑ جائے محکمہ کے افسران بیچارے دن رات

کام کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں ان کا کام قابل تحسین ہے۔ تنخواہوں کے بارے میں میرے بھائی مسٹر عبدالرازق نے فرمایا ہے۔ آپ کو پتہ ہے ہماری آمدنی جو ہے وہ محدود ہے۔ میں کوشش کروں گا۔ میں نے آگے بھی کوشش کی اور ان کو دو دفعہ انکریمنٹ مل چکی ہیں۔ اگر بجٹ میں گنجائش ہوئی میں وعدہ نہیں کرتا اور میں غلط وعدہ کا عادی نہیں ہوں۔ لیکن اتنا وعدہ ضرور کروں گا کہ میں کوشش کروں گا اگر کسی مد میں سے گنجائش نکل سکے تو میں مدد کروں گا۔

Mr. Speaker: I will now put the question. The question is:—

> That the total of Rs. 3,02,980 on account of 7—Land Revenue—Total New Expenditure be reduced by Rs. 3,02,979

The motion was lost.

Mr. Speaker: I will now put the Demand. The question is:—

> That a sum not exceeding Rs. 3,02,940 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965, in respect of Land Revenue.

The motion was carried.

AGRICULTURE

Minister of Finance: Sir, I beg to move:—

> That a sum not exceeding Rs. 21,18,130 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Agriculture.

Mr. Speaker: Demand moved is:—

> That a sum not exceeding Rs. 21,18, 130 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June 1965 in respect of Agriculture.

First cut motion is from Diwan Syed Ghulam Abbas Bukhari. He is absent. The next cut motion is from Raja Allah Dad Khan. He may move it.

Raja Allah Dad Khan (Rawalpindi-I): Sir, I beg to move:-

That the total of Rs. 21,18,130 on account of 40—Agriculture—Total Net Expenditure be reduced by Rs. 21,18,129.

Mr. Speaker: Demand under consideration, motion moved is:—

That the total of Rs. 21,18,130 on account of 40—Agriculture—Total New Expenditure be reduced by Rs. 21,18 129.

مسٹر اللہ داد خان۔ (راولپنڈی۔ ۱)۔ محترم صدر۔ زیر بحث موضوع یعنی زراعت ایک بڑا وسیع مضمون ہے۔ اور کراچی سے لے کر خیبر تک سارے مغربی پاکستان میں اس کی ہزاروں شاخیں ہیں۔ دراصل اس محکمے پر پاکستان کی معیشت کا انحصار ہے۔

تقسیم ملک کے بعد جب کہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں سکھ اور ہندو یہاں سے چلے گئے۔ تو ان کی اراضیات خالی ہوئیں۔ اور بعد ازاں مہاجرین کو الاٹ ہوئیں۔ لیکن اس گڑبڑ کے زمانے میں بہت سے رقبے بنجر ہی پڑے رہ گئے۔ اور پیداوار میں کمی واقع ہوئی۔ پیداوار میں کمی کی وجوہات کئی اور بھی ہیں۔ مثلاً شریعت ایکٹ کا نفاذ۔ Land Reforms کا اطلاق۔ اور ایسی ہی دیگر چیزیں جو پیداوار بڑھانے کے راستے میں حائل ہوئیں۔ جن کی وجہ سے مزارعان اور مالکان آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے زیادہ وقت عدالتوں میں صرف کرتے رہے۔ اور اس طرح زمین کی نگرانی کم ہوتی رہی۔ جس کا اثر پیداوار پر بہت برا ہوا۔

تقسیم ملک سے پہلے محکمہ زراعت محکمہ Revenue کا ایک شعبہ ہوا کرتا تھا لیکن اب محکمہ زراعت کے سینکڑوں شعبے ہو گئے ہیں۔ میں ان شعبوں پر علیحدہ علیحدہ مختصر طور پر تبصرہ کروں گا۔ سب سے پہلے میں T.D.A یعنی Thal Development Authority کو لیتا ہوں۔ اس نے ۱۹۴۷-۴۸ء میں جنم لیا۔ میاں والی۔ سرگودھا اور مظفر گڑھ کے تین اضلاع میں جو اراضیات تھل کے علاقے میں ہیں۔ ان پر یہ اتھارٹی قائم کی گئی۔ چنانچہ انگریزوں کے زمانے میں ضلع میاں والی اور مظفر گڑھ کے متعلق یہ معاہدہ ہوا تھا کہ جب نہر کا پانی

دیا جائے گا۔ تو ان زمینوں کا تین چوتھائی حصہ حکومت لے گی اور ایک چوتھائی حصہ مالکان کے پاس رہنے دیا جائے گا۔ یہ معاہدہ ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ لیکن ۱۹۲۵ء میں ختم اور کالعدم ہو گیا۔ اسکے بعد شاملات میں ادنےٰ ملکیت ملنی شروع ہوئی۔ اور پھر جب یہ خطرہ برا نخ آئی تو حکومت نے یہ رقبہ لے لیا۔ اس وقت اس اتھارٹی میں میں انچارج کلہ بندی Operations تھا۔ اور ۱۹۴۷ء۔ ۱۹۴۸ء۔ ۱۹۴۹ء بلکہ ۱۹۵۰ء میں بھی میں وہاں کلہ بندی Operations میں تھا۔ چنانچہ وہاں لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کی مشینری منگوائی گئی جسے بڑی بے رحمی سے استعمال کیا گیا۔ اور اس طرح حکومت کا بہت سارو پیہ ضائع کیا گیا۔ وہاں اتھارٹی نے لوگوں سے جو اراضیات لیں۔ ان کی تقسیم میں بھی کافی گڑبڑ مچائی گئی۔ اب آئندہ وہاں A.D.C کی طرف سے تقسیمیں ہونے والی ہیں۔ جن کے متعلق میں یہ درخواست کروں گا کہ وہاں کے رہنے والے غریب لوگوں اور اس علاقے کے باشندوں کے حقوق کی نگہداشت کی جائے۔ اور جن لوگوں کو وہ زمینیں الاٹ ہونا ہیں۔ ان کی فہرستیں حکومت کے ممبران کو بہم پہنچائی جائیں۔ تاکہ افسروں کے دلوں میں خدشہ پیدا ہو اور وہ اپنے خویش واقارب اور دیگر لوگوں کے لئے پہلے ہی زمینیں reserve نہ کر سکیں۔ اس اقدام سے یہ فائدہ ہوگا کہ ان کی بدعنوانیاں کم ہو جائیں گی۔

اب جناب والا! میں موجودہ محکمہ زراعت کے ماتحت Farms کو لیتا ہوں۔ اس وقت محکمہ زراعت کئی Farms چلا رہا ہے۔ لیکن ان سے آمدنی اس قدر قلیل ہے کہ خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ ان کا انچارج دیانتدار افسروں کو بنایا جائے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ پہلے راولپنڈی فارم کے انچارج ایک مرزا صاحب ہوا کرتے تھے۔ جنہوں نے اس فارم کی آمدنی ایک لاکھ روپے تک کر دی تھی۔ لیکن اس سے پہلے یا اس کے بعد اس فارم سے بہت کم آمدنی ہوتی رہی۔ Farms دراصل بہت اچھی چیز ہیں — کیونکہ Lagre scale پر جہاں بھی زراعت کی جائے۔ یقیناً فائدہ ہوتا ہے۔ میری رائے میں اگر حکومت کم از کم پندرہ یا بیس ہزار ایکڑ کا ایک فوجی فارم اور اس کے مقابلے میں پندرہ یا بیس ہزار ایکڑ کا ایک سول فارم Colonies کے علاقے میں قائم کرے — اور

دونوں کا آپس میں مقابلہ کرائے تاکہ وہ ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں تب تو کوئی فائدہ بھی ہو سکتا ہے۔ ورنہ ہر سال لاکھوں اور کروڑوں روپے کے اخراجات سے موجودہ Farms کو فروغ دینا بے معنی ہے۔ اگر Farms میں صرف Research work ہی کرنا ہے۔ تو ان کا رقبہ محدود کر کے چھوٹے رقبوں میں بھی Reserch کی جا سکتی ہے۔ اور اس طرح اخراجات کو بھی کم کیا جا سکتا ہے۔

جناب صدر۔ محکمہ زراعت نے ایک Programme شروع کیا ہوا ہے۔ جس میں سابقہ ۵ ۸ ۱ ۔ ۷ کے خاتمہ پر اسکے ملازمین کافی تعداد میں لئے گئے۔ یہ پروگرام مغربی پاکستان کے سات اضلاع میں شروع کیا گیا۔ جس میں وہ لوگ بدستور کام کرتے رہے۔ لیکن ۱۹۶۳ء میں پہلے تو انہیں بالکل فارغ کر دیا گیا۔ اور بعد آزاں ان کے شور و غوغا مچانے پر جولائی ۱۹۶۳ء میں انہیں اسی محکمے میں رہنے دیا گیا۔ اب انہیں پھر نوٹس ملے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ پہلے تو وہ ۵ ۸ ۱ ۔ ۷ میں کام کرتے تھے اور اس کے بعد اس Crasd Programme میں field کا کام کرتے رہے۔ اب ان کو Field Assistant کی آسامیوں کے لئے بھرتی کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ان میں سے جو اچھے کارکن ہیں۔ ان کو وہیں جگہ دیدی جائے۔

(*At this stage Mr. Speaker left the chair and it was occupied by Mr. Senior Deputy Speaker*).

اگر وہاں جگہ نہیں دی جاتی تو جن جن اضلاع سے آئے تھے اب وہاں بی۔ ڈی کا محکمہ ہے وہاں ان کو ملازمت دی جائے۔ تاکہ کافی تعداد میں کارکنوں کو حکومت کے خلاف کوئی شکایت نہ رہے۔ موجودہ بجٹ میں ایک ریسرچ سکیم ہے۔

Scheme of Accelerating Wheat and Barley Breeding Programme by raising 2 crops in a year in Peshawar Region.

میں صدر صاحب کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ موجودہ وقت میں زمینداروں

کے لئے گندم کا اگانا اتنا سود مند اور فائدہ مند نہیں جتنا کہ cash crops میں ہے۔ گندم کے لئے زمین بنانا اور بارانی کا ہر بارش پر اور ہر ماہ میں ایک بار ہل چلانا ضروری ہوتا ہے۔ کم از کم آٹھ دس ہل چلانے کے بعد زمین تیار ہوتی ہے۔ پھر اس پر گندم بونا کٹائی گہائی ہے یہ تمام کام کرنے پر اچھا خاصہ وقت اور پیسہ خرچ ہوتا ہے اور جب فصل تیار ہوتی ہے۔ تو اسکی قیمت Cash crops کے مقابلہ میں کم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گندم میں دن بدن کمی واقع ہو رہی ہے۔ اور لوگ Cash crops کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں اور گندم کی کاشت پہلے سے کم کر رہے ہیں۔ کیونکہ باغات نیشکر سے زیادہ فائدہ مند ہوتے ہیں۔ اب اس کا تجربہ کاغان میں کیا جا رہا ہے۔ کاغان پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں سطح زمین بہت کم ہے۔ مری کہوٹہ میں مالکان زمین کے حصہ میں ایک ایک ایکڑ آتا ہے اور اپنا اناج چھتوں پر گاہتے ہیں۔ اور دوسری فصل بھی ہو تو بتائیے کہ پاکستان کو اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ دراصل بات یہ ہے کہ کاغان ویلی میں اس سکیم کا اجرا کیا جا رہا ہے۔ حکام کو موقع کم ملتا ہے۔ ذاتی خرچ بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ سکیم کھول دی گئی ہے۔ اب وہ سفر خرچ بھی لیں گے اور کاغان ویلی کی سیر بھی کریں گے۔ مری میں نیشکر کا تجربہ کیا گیا ہے۔ اور اب کاغان میں گندم کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ تفریح کے لئے ہے۔ سرد جگہ میں نیشکر کا کیا کام اور کاغان میں گندم کا کیا کام۔ سردیوں میں وہ لوگ اپنے ریوڑ میدان میں لے آتے ہیں۔ اب سوئے جین کا تجربہ پشاور میں ہو رہا ہے۔ وہاں کوئی Experimental farm نہیں ہے پھر اور کونسا وہاں کام ہے۔ تجربہ کے لئے وہاں اپنے آدمیوں کو چھوڑتے ہیں حالانکہ جو سٹاف وہاں ہے وہ ٹرینڈ ہے اسی سٹاف کو کیوں نہیں لگایا جاتا۔ عملہ کی اس تعداد کو دیکھکر یہ کہنا پڑتا ہے کہ

"بارہ قلی تے چودہ میٹ"

یعنی کام کرنے والے تھوڑے ہیں اور اوپر نگرانی اور حکومت کرنے والے زیادہ ہیں۔ اس لئے میری اس بات کو خاص طور پر نوٹ کیا جائے کہ تھیوری کے عملہ میں کمی کیجائے اور پریکٹیکل کام کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ آپ تو محض ہوائی اور خیالی

پلاؤ پکاتے ہیں۔
پوٹھوہار کے متعلق یہ ایک کتاب ہے۔

Cast Benefit Analysis page 72.

اس میں ۲۰ ہزار ایکڑ کی assumption ہے۔ چاہیئے تھا کہ اس سے پہلے وہ دریافت کرتے کہ بارانی ایریا میں جہاں سوانک ویلی ہے آیا وہاں کوئی ۲۰ ایکڑ کا واحد مالک بھی ہے۔ راولپنڈی میں جو تمام میدانی علاقہ ہے۔ وہاں اوسطاً ۴ ایکڑ فی کس سے زیادہ نہیں اور پہاڑی علاقوں میں تو ایک ایکڑ سے بڑھ کر نہیں۔

Estimate of expenditure and Income لگایا ہے۔

Expenditure میں انہوں نے Cost of watbandi and water disposal ایک ہزار ایکڑ کا 65 ہزار لگایا ہے۔

Cost of fertilizer	=Two lakhs and sixty four thousand
Diversion	=Five thousand.
Pond Development	=Forty thousand.
Afforestation	=Seventy thousand

یہ تمام خرچہ لگا کر انہوں نے Expenditure 14 لاکھ 2 ہزار بتایا ہے۔ اور 27 لاکھ ۹۰ ہزار ظاہر کی ہے۔

یہ تمام باتیں دیکھکر اندازہ لگائیں کہ بل ڈوزر سے کس طرح وٹ بندی کریں گے ہل نہیں چلائیں گے۔ حالانکہ وہاں اس بارہ دفعہ ہل چلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کہ کہیں جاکر زمین کاشت کے قابل بنتی ہے۔

میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ہل چلانے کے اخراجات کیوں نہیں لگائے کٹائی اور گھائی کے اخراجات کیوں درج نہیں کئے۔

پھر حکومت کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہیں۔ اسکے علاوہ بیج اور کھاد کے اخراجات بھی ہیں۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ وٹ بندی تو ۵ سال کے لئے کافی ہوتی ہے

جب تک اس زمین کو زیر کاشت نہ لایا جائے۔ ہل نہ چلایا جائے۔ اتنی زمین کیسے پوری ہوگی۔ یہ بھی اندازہ کرنا ہے کہ کتنے بیل چاہیئے۔ بیلوں کے اخراجات ہیں۔ زمینداروں کے اخراجات ہیں۔ ان کے بال بچوں کے اخراجات اور اوسطاً ۱۰ من غلہ کی بھی ضرورت ہے یہ سب کچھ کہاں سے آئے گا۔ اس کا اندازہ بھی ہونا چاہیئے۔ سٹیٹسٹیکل ڈیپارٹمنٹ موجود ہے۔ بارانی رقبہ میں اتنی پیداوار کبھی نہیں ہوئی۔ جو لوگ حکومت کو اس قسم کی تجاویز دیتے ہیں وہ اسے گمراہ کرتے ہیں۔ اور لوگ باتیں کرتے ہیں جھوٹا figures دکھا دیتے ہیں۔ حکومت کو لوٹتے ہیں۔ اور عوام کو تباہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ اصل حالات سے ان کو کوئی علم نہیں ہوتا۔ کہ کتنی گندم کاشت ہوتی ہے۔ بس فرضی ریکارڈ بناتے ہیں۔ تو میری یہ گذارش ہے کہ ان کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

پہلے جناب والا حکومت کی شان ایڈمنسٹریشن ریونیو ڈیپارٹمنٹ اور ایجوکیشن ہوتی تھیں اور حکومت کا وقار اور عزت تھی۔ جنرل ایڈمنسٹریشن میں جوڈیشری اور ایگزیکٹیو دونوں شامل تھے اور یہ امتیازی محکمہ تھے دوسرے نمبر پر ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں پی۔ ڈبلیو۔ ڈی اور چوتھا محکمہ ایجوکیشن تھا اس سے پبلک بھی مطمئن تھی اور ان محکموں کی بھی اپنی عزت اور وقار شایان شان تھا۔ پبلک اور حکومت دونوں کے حقوق کی نگہداشت جوڈیشری کرتی تھی جو ایڈمنسٹریشن کی ایک شاخ تھی اور اس شاخ کے سایہ سے ہر ایک مستفید ہوتا تھا۔ موجودہ دور کے حکام اسکو بھی محکوم بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدا مسٹر کیانی مرحوم کی مغفرت کرے اور جنت میں جگہ دے۔

Minister of Food and Agriculture: Sir, my humble submission is that my friend is praising late Mr. Kayani and I join with him, but here is a Cut Motion on Agriculture.

Raja Allah Dad Khan: I am making a point.

اب حکومت کا جبر و استبداد انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

وزیر تعلیم۔ سبحان اللہ۔

مسٹر اللہ داد خان ۔ سوائے اسکے کہ ہم عدالت عالیہ سے توقع رکھیں تو ہم بچ سکتے ہیں اور وہ ہمیں اپنے پروں کے سائے میں لے وگرنہ ہماری خیر نہیں اگر ہم کسی پارٹی کی بات کریں۔ تب بھی ہماری خیر نہیں۔ اور پھر یہ پاکستان بننے کے تھوڑے عرصے بعد یہ زراعت کے شعبے نکل آئے ہیں۔ یہ ولیڈا بھی زراعت کا پیدا کردہ شعبہ ہے۔ پی۔ آئی ڈی۔ سی۔ میں زراعت کو دخل ہے۔ ٹی۔ ڈی۔ اے بھی ہے۔ سی۔ ڈی۔ اے۔ اور اے۔ ڈی۔ سی۔ بھی ہے بہر حال جس میں "ڈی" آگے لگا ہو وہ سب محکمہ زراعت سے متعلق ہیں۔ اور کسی نہ کسی طرح زراعت سے وابستہ ہیں۔ وہ تمام محکمہ جو پہلے تھے ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور پرانے دکانداروں کو فارغ کر دیا گیا ہے اور ان نئے محکموں پر ہر ایک کی نظر عنایت ہے ان کی جیبیں ہیں ان کی کاریں ہیں۔

مسٹر سینئر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ ایگریکلچر کا بھی ذکر فرمائیے۔

مسٹر اللہ داد خان ۔ اب اے۔ ڈی۔ سی اور ٹی۔ ڈی۔ اے بھی ایگریکلچر کے شعبے ہیں اور اب Milk Board بھی قائم ہو گیا ہے اور یہ بازار میں دودھ بیچے گا۔ اور ٹرانسپورٹ بورڈ بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عوام کو ذرا آزادی دیجئے بازاروں میں چیزیں آزادی سے فروخت ہونے دیجئے۔ اس طرح خالص چیزیں بازاروں میں نہیں ملیں گی۔ کریم تو حکام کو چلی جائیگی اور باقی لوگوں کو ملا کرے گا۔ برائے مہربانی عوام کے کاموں میں آپ دخل نہ دیں اور پرائیویٹ enterprise کو دھکا نہ پہنچائیں۔

مسٹر منور خان (بنوں ۱) ۔ جناب صدر۔ میرے تمام بھائیوں نے ہر ایک محکمہ کی بدعنوانیوں کا بہت ہی کافی ذکر کیا اور اگر کچھ اثر پڑے تو اتنا ہی کافی ہے۔ میرے خیال میں میں بدعنوانیوں کا ذکر نہ کروں میں آپ کے توسط سے ملک صاحب وزیر زراعت جو میرے بزرگ بھی ہیں ان کی خدمت میں چند تعمیری تجاویز عرض کروں گا۔ سوال محکمہ زراعت کا ہے اور اس پر قریباً ۸۰ فیصدی افراد کی زندگی کا سوال درپیش ہے۔ اور اس طرف جو ترقی کی رفتار ہے وہ بہت کم ہے گورنمنٹ کوشش کر رہی ہے۔ لیکن اس کوشش کا نتیجہ جو ہم آج دیکھتے ہیں اور ان اسکیموں اور پلاننگ کا نتیجہ اور ماحصل صفر کے برابر ہے اسکی کیا

وجہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ Lower طبقہ کے افسران صاحبان اس ملک کو اپنا ملک نہیں سمجھتے اور اپنی ڈیوٹی اور فرائض کو بطور ایک پاکستانی ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اگر افسران صاحبان اپنے ملک کو اپنا جانیں اور خدا کرے یہ احساس ان کو جلدی ہی پیدا ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری تمام اسکیمیں اور Plannings ٹھیک طور سے نہ چلیں اور پیداوار میں اضافہ اور بہت اضافہ نہ ہو۔ میں عرض کروں گا کہ زراعت کے ساتھ آبپاشی ایک connected مسئلہ ہے اگر ہم دیکھیں تو آبپاشی سے متعلق اکثر اسکیمیں اور Plannings ابتداً سے غلط ہوتی ہیں اور وزیر صاحبان اپنی غلطیوں کو چھپا رہے ہیں اور وہ ہائر طبقہ تک نہیں پہونچ سکتیں اور Fundamental نقص کو جو پلان میں ہوتا ہے اسکو وزیر صاحبان محسوس کر لیتے ہیں لیکن پھر وہ اسکو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں کرم گڑھی کی ایک مثال میں جناب وزیر زراعت کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ کرم گڑھی پر ۱۰ کروڑ روپیہ قوم کا خرچ ہو چکا ہے۔ اور مزید ۱۰ کروڑ ابھی اور خرچ ہوگا۔ اس پلان میں ایک Fundamental نقص ہے۔ اسے میں خاص طور پر ملک صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ ڈیم جو بنایا ہے اس ڈیم کا فیڈر ۸ فٹ نشیب پر ہے یعنی فیڈر جو اس ڈیم کا ہے اس کا لیول ڈیم کے لیول سے ۸ فٹ اونچا ہے اور جب پانی دینے سے بیکار ہو جاتا ہے تو ۸ فٹ پانی کسی کام کا نہیں ہے اور جو اس سے فائدہ ہے وہ ایریگیشن کو نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ دریائے کرم نام کا تو دریا ہے۔ اور نقشے پر دریا لکھا گیا ہے۔ لیکن وہ ایک Hill Torrent ہے اگر بارش ہو جائے تو اس میں سیلاب کا پانی آجاتا ہے۔ اور اسکے جوں کا سات ضرب سات مربع میل علاقہ سیراب کیا جا سکتا ہے۔ اور اسکے Catchment Area میں پندرھویں بیسویں دن کہیں نہ کہیں بارش ہو جایا کرتی ہے۔ جس سے اس میں سیلاب آیا کرتا ہے۔ تو وہاں انجینئر صاحبان نے کرم گڑھی سکیم کے تحت ایک پلان بنایا۔ کہ سیلاب کے پانی کو روکو۔ اب سیلاب کا پانی صرف آٹھ فٹ تک ہی روکا جا سکتا ہے۔ لیکن باقی ڈیم میں جو اس کا فیڈر ہے۔ اس کا Level ایک ہی ہو جاتا ہے۔ تو آٹھ فٹ سے زیادہ پانی اس ڈیم میں آ نہیں سکتا۔

جب پانی ہی نہیں آسکتا۔ تو وہ سیلاب کا پانی کہاں catch کریں۔ اور پانی کہاں سٹور کریں۔ تو یہ ناقص ہے۔ اس آبپاشی کے سسٹم کو کیسے چلائیں۔ سوال یہ پیدا ہوا۔ کہ سیلاب کا پانی انہوں نے چھوڑ دیا۔ ایک سال میں تو ایک سال silt بنتی ہے۔ تو آٹھ سال میں یہ ڈیم تمام کی تمام silt ہی ہو جائیگی۔ اور یہ ختم ہو جائے گا۔ اور اس حقیقت کو انجنیئر صاحبان نے جان بوجھ کر حکومت سے چھپا کر رکھا ہے۔ اگر ملک صاحب اسے تسلیم کرتے ہیں تو وہ ایک ماہر پرائیویٹ طور وہاں بھیجیں۔ اور اسکو ملاحظہ کروا کر اسکی رپورٹ طلب کریں۔ یہ ابتداً ایک غلط سکیم ہے۔ اور آج تک اس پر فضول رقم ضائع ہو رہی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کرم میں دریائے کرم کے سیلاب کا پانی ضائع ہو رہا ہے۔ اور جب کرم میں پانی پہنچتا ہے۔ تو وہ بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ اب یہ لوگ وہ پانی اس علاقے کو لے جا رہے ہیں۔ جہاں کہ ان کا خیال تھا۔ کہ ڈیم سے پانی لے جا کر جو پانی انہوں نے فالتو جمع کیا ہوا ہے۔ اسکے اس علاقے کی سیرابی کریں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بنوں میں up-stream Down-stream کے جو لوگ ہیں۔ ان کی فصل برباد ہو گئی ہے۔ کیونکہ پانی تھوڑا ہے۔ اور اس طرف وہ نہریں لا رہے ہیں۔ اس پانی سے جو اُن لوگوں کا ہے۔ جو ڈیم سے نہیں دیا جا رہا۔ تو اس طرح تمام بنوں کی زراعت کا فیصلہ ہی ہو گیا ہے۔ اور وہاں سے کوئی یہ امید نہیں ہو سکتی۔ اگر دس کروڑ روپے کا پلان ٹھیک طور پر بنایا جاتا۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ بنوں کا وہ علاقہ جہاں غلط طریقہ سے پانی دیا جا رہا ہے۔ اگر اس رقم سے ٹیوب ویل بناتے۔ تو یہاں پر دس سال سے ایک ناکام سکیم کو جو روپیہ دیا جا رہا ہے۔ اور اس پر فضول طور پر ضائع کیا جا رہا ہے۔ اسکے ٹیوب ویل بناتے۔ تو آج بنوں ایک باغ ہوتا۔ جو کہ آج ایک ریگستانی علاقہ ہے۔ وہ بھی ان ٹیوب ویل کے ذریعے سے سیراب ہو سکتا۔ اس لئے میں عرض کروں گا۔ کہ ملک صاحب میری ان گذارشات کی تحقیقات کریں۔ میں نے کئی مرتبہ عرض کیا ہے کہ وہ بنوں تشریف لائیں حالانکہ یہ ایک مخفی چیز تھی۔ لیکن آج مجبوراً میں نے اسے اس ہاؤس میں بیان کر دیا ہے میرا مطلب یہ تھا۔ کہ ان کو لے جا کر موقعہ پر انہیں یہ ڈیم اور اس کا فیڈر دکھاؤں۔ اگر انجنیئر

صاحبان نے غلطی کرلی ہے۔ تو وہ اسے جلد ہی بتا دیں۔ تاکہ اس سکیم پر مزید رقم تو ضائع نہ ہو۔ بلکہ وہ اسے چھپا رہے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ یہ صرف بنوں کا قصہ نہیں ہے۔ بلکہ جہاں بھی جائیں۔ جہاں کہیں بھی زراعت کی ترقی کے لئے سکیمیں ہیں۔ جہاں پر ٹوبیوزن ٹھیک طور پر نہیں ہو رہی ہے۔ ملک اور قوم تباہ اسی لئے ہوتی ہے۔ کہ ہم لوگ اس کو اپنا وطن نہیں سمجھتے ہیں۔ اس ملک کی ترقی اور خوشحالی کو اپنی ترقی اور خوشحالی نہیں سمجھتے ہیں۔ اس لئے میں عرض کروں گا۔ کہ افسران صاحبان کی اس ذہنیت کو تبدیل کرنا چاہئے۔ تاکہ وہ اپنے آپ کو اس ملک کے باشندے تصور کریں۔

<u>مسٹر سپیکر</u>۔ آپ زراعت پر بھی تو بولیں۔

<u>مسٹر منور خان</u>۔ یہ بھی زراعت ہے۔ دس کروڑ روپیہ خرچ کرکے بھی نتیجہ صفر ہے زراعت کی ترقی کے لئے سب سے پہلے پانی ضروری ہے۔ جس طرح کہ میں نے عرض کیا ہے۔ اسکے لئے خاکشورہ یعنی manure اور بیج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب آپ سوچیں کہ آج تک ہم نے ایسا کونسا بیج مہیا کیا ہے۔ کم از کم ہمارے علاقے میں تو نہیں پہنچا ہے کہ جس سے غلے کی پیداوار میں ترقی ہو سکتی ہو۔ کم از کم ہمارے پاس ایسا بیج نہیں پہنچا۔ اور اگر کوئی پہنچا بھی۔ تو وہ ایسے بیوپاریوں کے حوالے کیا گیا۔ کہ جن کو پتہ ہے کہ گورنمنٹ کو اسکے متعلق پتہ نہیں لگے گا۔ وہاں شوگر مل لگائی گئی ہے۔ لیکن وہاں گنے کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ اس سال ہم دوڑتے رہے لیکن کسی ذریعے سے گنے کا بیج بنوں کے لوگوں کو نہیں ملا۔ اسلئے میں عرض کروں گا۔ کہ ہمیں زراعت کی ترقی کے لئے ذرائع مہیا نہیں ہیں اور ہمارے زمینداروں کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے بندوں کو پیٹ بھر کر روٹی دے سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کھاد کا مسئلہ اتنا اہم ہو گیا ہے۔ کہ اس کا مہیا کرنا ناممکن ہو چکا ہے۔ جو بھی کھاد ہوتی ہے۔ وہ بھی اسی ذریعے سے نکال دی جاتی ہے۔ اور وہ عام زمینداروں کو نہیں مل سکتا ہے۔ ایک اور کام بھی وہاں ہوتا ہے کہ جب کھاد پہنچ جائے۔ تو وہ ایسے ذریعے سے نکال دی جاتی ہے کہ زمینداروں کو جن کو کہ اسکی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اسے حاصل نہیں کر سکتے۔ اسکے بعد گنے اور باغات کی بیماریاں ہیں۔ ہمارے ملک میں بہت

سے باغات Leaf rolling کی بیماری سے ختم ہو چکے ہیں۔ گنے کی فصل تباہ ہو چکی ہے لیکن اگر آپ محکمۂ زراعت والوں کے پاس چلے جائیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس spray کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ کہ ہم آپ کی مدد کر سکیں۔ ہمارے علاقے میں اور ضلع میں بہت سے افراد کھیتوں اور باغات کو spray ہے۔ لیکن آپ ان سے دریافت کریں۔ اور وہاں کے لوگوں سے پوچھیں۔ وہ آپ کو یہی کہیں گے۔ کہ spray کے لئے کچھ چیزان کے پاس نہیں ہوتی۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ میں نے غلط نہیں کہا تو آپ کہیں۔ کہ زراعت کی ترقی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا۔ کہ جب تک بیج، کھاد اور آبپاشی کا ٹھیک طور پر انتظام نہ ہوگا۔ کیونکہ انہی پر زراعت کا انحصار ہے۔ تب تک ہماری زراعت میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ میں عرض کروں گا۔ کہ میانوالی، کیمبلپور اور پشاور کے اضلاع سے آگے کوہاٹ، بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خان تک دور دراز صحرا ہے۔ وہاں آبپاشی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں Hill torrents ہیں۔ اور وہاں سمال ڈیم کی سکیم اچھی طرح سے چلائی جا سکتی ہے اس میں شک نہیں۔ کہ وہاں کچھ علاقے میں ٹیوب ویل شروع ہیں۔ لیکن ایسے علاقے بھی ہیں۔ کہ جہاں قلیل رقم سے سمال ڈیم سکیم کے تحت ڈیم بنا کر بارانی پانی کو روک کر بہت سے رقبے کو سیراب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جن Plans میں ان کا مطلب نہ ہو۔ انجینئر صاحبان وہ سکیمیں آپ کو Put ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ بڑی قلیل رقم سے بہت سا رقبہ زیر آب لایا جا سکتا ہے۔ اور یہ صرف آپ صاحبان کے ذاتی دوروں سے ہو سکتا ہے میرے علاقے میں کوئی وزیر صاحب نہیں آیا۔ آپ میرے علاقے میں آئیں۔ کیا میرا علاقہ پاکستان کا علاقہ نہیں ہے۔

<u>وزیر زراعت</u>۔ پیر محمد خان گئے تھے۔

<u>مسٹر منور خان</u>۔ وہ تو اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر وہ الیکشن کے لئے آئے اور (اے) کلاس متروکہ بلڈنگ کو (سی) کلاس قرار دیکر اور ہزار پانچسو وہی رجسٹر پر لکھے۔ وہ تو الیکشن کے لئے تشریف لائے تھے ....

تو میں عرض کرتا ہوں کہ وزراء صاحبان وہاں تشریف لائیں۔ ملک صاحب کو پھر میں دعوت دیتا ہوں۔ ۱۰ دفعہ پہلے دے چکا ہوں۔ دوسرے یہ کہ بنوں بھی بنوں تحصیل کا رقبہ ہے جس کا آدھا سیم تھور کا شکار ہو چکا ہے اور بقایا نصف بہت Rapidly ہو رہا ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے پہلے بھی گذارش کی تھی کہ جناب تشریف لائیں۔ کیونکہ سیم اور تھور کا مسئلہ وہاں بہت زوروں پر ہے۔ وہاں پر چند ٹیوب ویل لگانے سے یہ قصہ ختم ہو جائے گا۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ جب تک آپ ذاتی دلچسپی موقع پر آکر نہ لیں تو زراعت کو ترقی دینا بہت مشکل ہو جائے گا۔

حاجی عبدالمجید جتوئی (دادو-۱)۔ جناب سپیکر صاحب۔ میں آپ کو چھوٹے صوبے کی حالت سنانا چاہتا ہوں۔ ہمارے صوبے میں ایگریکلچر Agriculture نے اتنا کام کیا ہے کہ سیم تھور ساری ختم ہو گئی ہے۔ کوئی زمین خراب نہیں ہے۔ جیسا پنجاب میں ۷۰ کروڑ ملک صاحب نے خرچ کیا ہے۔ ہمارے لئے بیس کروڑ اس سے بھی زیادہ خرچ کیا۔ ۹۰ کروڑ۔ افسوس ہے جو آپ کہتے ہیں کہ ون یونٹ میں آپ ان کو فائدہ دے رہے ہیں۔ اس ون یونٹ کو ختم کیا جائے اور ہمارے کو آزاد کیا جائے۔ یہ جو آپ اُدھر سندھ کے پیسے بھی یہاں خرچ کئے ہیں۔ کچھ خیال کرو۔ اگر ایگریکلچر Agriculture کا خیال ہے تو ذرا سیم تھور کے لئے زیادہ پیسے واپڈا کو دو۔ جتنے پیسے واپڈا کو آپ نے پنجاب کے لئے دیئے اس سے آدھے تو ہم کو دو۔ وہاں ٹیوب ویل لگائیں۔ بجلی لگائیں اور صوبے کو کچھ ترقی دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا صوبہ دن بدن ختم ہوتا رہے اور آپ زندگی عیش سے گذارتے رہو۔ ایگریکلچر میں ابھی حکم ہوا ہے کہ فصلوں کو جو کیڑا لگ رہا ہے زمیندار اس کو ختم کرنے کے لئے چاول کی فصل کے کیڑے کو باہر پھینکیں اور اگر نہیں نکالیں گے تو انکے برخلاف ایکشن لیا جائے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ زمینداروں کو آپ یہ قانون تو کاشتکاروں پر لگایا جانا چاہیئے۔ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے تاکہ خوف اور ڈر سے وہ نکالیں اور وہ زمیندار کی نہیں سنتے ہیں۔ جب تک آپ ان کے لئے کچھ نہ کریں گے تو کسی طریقہ سے یہ بیماری بھی ختم نہیں ہو گی۔ دوسرا میری یہ عرض ہے کہ خرشیلا ٹیزیشن

کے لئے ملک قادر بخش نے فرمایا کہ آٹھ روپیہ بوری ہے۔ ابھی سندھ میں یہ کہیں نہیں مل رہی۔ میں خود ایگریکلچر والوں کے پاس گیا ہوں۔ یونین کونسل Union Council کے پاس بھی گیا وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ فرٹیلائیزیشن Fertilization جو آپ نے آبادی کے لئے دینا ہے۔ بھائی کہاں سے لائیں۔ کراچی میں جاکر کمپنی سے خرید کرکے لائیں۔ اگر کیلا دو روپیہ میں بوری کر دیں تو مل جاتا ہے۔ بلیک میں مل سکتا ہے۔ اسی طریقہ سے یہ فرٹیلائیزر Fertilizers ہمارے کو دے رہے ہیں۔ بیج کی حالت دیکھو۔ اب کام اے ڈی سی کے حوالے کر دیا ہے۔

یہ ایگریکلچر ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ بنا کر ہمارے اوپر زیادہ خرچہ بڑھا دیا۔ ملٹری والوں کو خوش کرنے کے لئے کہ اے ڈی سی میں پیڈی کا بیج دیتے ہیں۔ ساڑھے بارہ روپے من۔ بازار میں دس روپیہ یا دس روپیہ آٹھ آنے میں ہے اور اے ڈی سی فرماتے ہیں۔ بارہ روپیہ آٹھ آنے من۔ بوری میں ۲ من کی بجائے ایک من پینتیس سیر نکلتے ہیں۔ دو من کی بجائے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ تول کر دو وہ کہتے ہیں کہ تول کر نہیں دیں گے۔ دل کرتا ہے تو اٹھاؤ ورنہ چلے جاؤ واپس۔ بوری کی قیمت دو روپے۔ اگر بوری پھٹی ہوئی ہو گی تو دو روپے بوری کے پڑتے ہیں یعنی ۱۳/۱۴ روپوں کی کاشتکاروں کو جاکر پڑتی ہے۔ یہ سستا بیج غریبوں کو دے رہے ہیں۔ اس واسطے کہ پیداوار زیادہ ہو۔ کیا حال ہے آپ لوگوں کا۔ کیوں نہیں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کرتے ہو۔ ایگریکلچر کا ہر تحصیل میں اپنا افسر ہے کیوں نہ وہ اپنے آدمیوں کو بیج سپلائی کریں اور ہمارے آدمی اے۔ ڈی۔ سی والوں کے پیچھے دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ میں ملک صاحب کو عرض کرونگا کہ ملک صاحب یہ جو ڈیپارٹمنٹ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ کارپوریشن حکومت نے بنائے ہیں ان کو خدا کے لئے ختم کرو اور ہمارے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کرو۔ سندھ کے ڈائریکٹر ایگریکلچر کو ٹیلیفون پر پیغام گیا کہ Proceed on leave اور اگر Proceed نہیں کروگے تو معطل کر لیں گے۔ اور ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب نے سندھ کو بھیجے جس نے انکار کر دیا۔ اچھا تم نہیں جاتے ہو اس کو تلات تبدیل کیا گیا۔ اور جو اس کا پروموشن Promotion تھا اس کو آج تک نہیں مل رہا ہے۔ سندھیوں کو کیوں پروموشن PROMOTION

دیں۔ کتنے سندھی بیچارے دربدر پھر رہے ہیں۔ ایگریکلچر میں اور دوسرے محکموں میں ان کی کوئی ترقی نہیں ہوتی جیسے ان کی ترقی کا وقت آتا ہے تو قانون تبدیل کیا جاتا ہے یا جھوٹے انکواری تیار کئے جاتے ہے اور انکی ترقی روکی جاتی ہے۔ افسوس ہے۔ کچھ حیا کرو۔ چھوٹے لوگوں پر ظلم کرنے میں کتنا مزا آپ کو آرہا ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ ون یونٹ کو ختم کرو اور ہم کو آزاد کرو۔ اگر نہیں تو اس سال ۲۵ کروڑ دیکر سیم تھور کا خاتمہ کرو۔ اور نوکری میں انصاف کرکے حق دو۔ سیم تھور سے شہر کے شہر ستیاناس ہو رہے ہیں۔ غلام محمد بیراج ساری ناس ہو رہی ہے۔ اسکے لئے بندوبست کرو۔

واپڈا کو زیادہ پیسہ دو تاکہ سال میں وہ زیادہ کام کریں۔ اور الیکٹرک بھی زیادہ دینی چاہیئے۔ ہمارے داود ضلع میں کچھ کام شروع۔ الیکٹرک کا ہوا ہے لیکن اتنا نہیں۔ کام slow speed پر جارہا ہے۔ اس لئے کام کو تیز کرو اور کچھ پیسہ ہمارے کو دو۔ اور چھوٹے صوبوں کو ترقی دو۔

مسٹر حمزہ (لائلپور ۲)۔ جناب سپیکر۔ اس محکمہ کا کام زراعت کو بہتر بنانا ہے اگر زراعت بہتر ہوتی ـــ تو آج ہمارا ملک باہر سے اشیائے خوردنی اپنا قیمتی زرمبادلہ ضائع کرکے اور اپنے ملک کی خودداری اور خودمختاری کو مجروح کرکے درآمد کرنے پر مجبور نہ ہوتا۔ آج ہمیں یہ دن کم از کم نہ دیکھنا پڑتا۔ یہ محکمہ کہا جاتا ہے لاکھوں یا کروڑوں روپے کیڑے مکوڑے مارنے پر خرچ کرتا ہے۔ لیکن عملاً دیکھنے میں آیا ہے۔ یہ تو بہت سے ہاتھی پالتا ہے جو کہ فصلوں کو تباہ کرنے کے علاوہ اس ملک کی آبادی کو بھی تباہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر :ـــ

Mechanisation of agriculture کے نام پر ایک بہت بڑی فرم کی ملکیت۔ ایک بہت بڑے لیڈر ایک بہت بڑے سیاست دان۔ ایک بہت بڑے وزیر کے نام منتقل کردی گئی ہے اور اب اس کو پانچ کروڑ روپیہ کا امپورٹ لائسنس فرگوسن ٹریکٹرز کی درآمد کے لئے دیا گیا ہے۔ کیا ہی بہتر ہوتا... (قطع کلامی)

وزیر خوراک و زراعت۔ وزیر کا نام لو۔ کس جگہ کی بات کرتے ہو۔

مسٹر حمزہ ۔ آپ کو علم ہے مجھے بتانے کی کیا ضرورت ہے۔

وزیر خوراک و زراعت مجھے علم نہیں I want to know that کہ کس منسٹر نے منگوایا ہے ۔ Don't be irresponsible

مسٹر حمزہ ۔ وہ رانا عبدالحمید ہیں۔ سنٹر کے منسٹر ہیں ۔

وزیر خوراک و زراعت ۔ Are we the incharge of that?

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر یہ تو محض فگر ہیڈ ہیں۔ ان کو محض فگر ہیڈ بنا دیا گیا ہے۔

Mr. Senior Deputy Speaker: Please address the chair. Please specific in your statement and address the chair.

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر حقیقت تو یہ ہے کہ جناب وزیر صاحب تو محض یہاں حکومت کی یا افسران کی ناجائز اعانت یا حمایت یا وکالت کے لئے موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا یہاں کوئی کام نہیں ہے ۔ جن صاحب کا میں نے نام لیا ہے وہ سنٹرل گورنمنٹ میں وزیر خوراک ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں۔ کہ جو کچھ سنٹرل گورنمنٹ کرتی ہے یا صوبائی حکومت کرتی ہے۔ آپس میں inter-connected ہیں ۔ کیونکہ جو نظام اس وقت ملک میں رائج یا مسلط کیا گیا ہے اسکی تمام تر ذمہ داری جناب پریذیڈنٹ پر آتی ہے ۔

جناب سپیکر ! اوپر سے لیکر نیچے تک یہ ڈھانچہ چلا جا رہا ہے ۔

عرض یہ ہے جن لوگوں کا طریقہ کار یہ ہو کہ ملک کے انتہائی اہم مسائل کو حل کرتے وقت یہ ذاتی مفادات کو پیش نظر رکھیں ان سے یہ کس طرح توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ مسائل کو حل کریں گے۔ یہ ملک میں روزمرہ مسائل پیدا کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان سے یہ توقع کرنا بلکہ ان کے ہاتھوں یہ کروڑوں روپیہ سونپ دینا کہ یہ ملک کی زراعت کو بہتر بنائیں عبث ہے۔ ان سے زیادتی ہے۔ قوم سے زیادتی ہے ۔ جو توقع کرے۔ وہ اپنے آپ سے بھی زیادتی کرتا ہے۔ جناب سپیکر میں انتہائی اختصار سے کام لوں گا۔ کیونکہ پروگرام کے تحت جو آپس میں طے ہوا تھا۔ میرا ارادہ نہ تھا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک اور زندہ مثال ان کی کارگذاری کی دیتا ہوں ۔

ضلع ملتان میں ایک انگریز کا بہت بڑا فارم تھا اس انگریز کا نام رابرٹ تھا۔ لینڈ ریفارم کے تحت اس سے جو زائد زمین لی گئی وہ مزارعین میں تقسیم نہیں ہوئی بلکہ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو سونپ دی گئی تاکہ وہ اچھے طریقے سے اسے تباہ کرے۔ یہ زمین کو بربادکرے وہاں کے ہل چلانے والے کاشتکاروں کو تباہ کرے۔

جناب سپیکر! حقیقت یہ ہے۔ اگریکلچر ڈویلپمنٹ کارپوریشن بجائے اسکے کہ ان کاشتکاروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتی نے ایک ایسا فارمولا بنایا ہے۔ جس کے تحت مزارعین کو عام حقوق جو ان کو حاصل تھے ان سے سلب کر لئے گئے ہیں۔ ان کو کسی سال کسی وقت بھی بغیر کسی خاص ضابطہ کے زمین سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے اور آپ اعداد و شمار کو دیکھ لیں کہ ان زمینوں میں جب کہ یہ زمینیں مسٹر رابرٹ کی ملکیت تھیں آج کے مقابلہ میں دگنی پیداوار ہوتی تھی۔

وزیر زراعت۔ Question

مسٹر حمزہ۔ جناب سپیکر آپ کی وساطت سے میں انہیں چیلنج کرتا ہوں یہ اس ایوان کے ممبران کی ایک کمیٹی مقرر کریں۔ جو وہاں جاکر معاملے کی تحقیق کرے۔

جناب سپیکر پہلے میں اس بارے میں بتا چکا ہوں کہ وزراء کا دل کیا ہے۔ ان کا کام کیا ہے۔ ان کا مقصد کیا ہے۔ ان کے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ پرائیویٹ وکالت کے ایام میں ان کی ماہانہ فیس مقرر نہیں تھی۔ جتنا چاہیں کما لیتے تھے۔ جناب سپیکر اب ان کی فیس مقرر ہے۔ تنخواہ مقرر ہے ہاں البتہ جب یہ دورے پر جاتے ہیں۔ . .

Mr. Senior Deputy Speaker: These things are together irrelevant. Please discuss the Policy of the Department.

مسٹر حمزہ۔ میں جناب وزیر صاحب کو جواب دے رہا ہوں۔ وہ موقع پر تشریف لے گئے تھے۔ لیکن وہاں تشریف لے جانے کا مقصد محض A.D.C. کی وکالت کرنا تھا جس کام کے لئے وہ مقررہ تنخواہ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا جب مزارعین کو بے دخل کیا جاسکتا ہے اور جب ان کو یہ یقین نہ ہو کہ اگلے سال یہ زمین ان کے پاس رہے گی یا نہیں۔ وہ کس طرح محنت

دشقت کریں گے۔ جب منیجر کو یہ حق دے دیا گیا کہ مزارعین کو کوئی بہانہ بنا کر باہر نکال دے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا اور ہوا ہے کہ بعض اصحاب جو ان کے منظور نظر تھے یا دوسرے کاشتکاروں سے رشوت حاصل کرکے جن کو ناجائز ذرائع سے وہاں لانا چاہتے تھے کوئی نہ کوئی بہانا بنا کر سابقہ مزارعین کو بے دخل کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ فارم ایگریکلچر ڈویلپمنٹ کارپوریشن کی تحویل میں دینے کا ایک اور نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ جہاں اس سے قبل پانچ یا سات آدمی اس بڑے فارم کو کنٹرول کرتے تھے اس محکمہ نے اب اس کام کے لئے تقریباً پچاس آدمی مامور کئے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ ایک طرف تو پیداوار کم ہوگئی ہے اور دوسری طرف افسران اور اہلکاران کی فوج تعینات اور مامور کر دی گئی ہے۔ اس محکمہ کی کارکردگی کیا ہے۔ "مزارعین مطمئن نہیں ہیں۔ پیداوار کم ہو رہی ہے۔ پبلک کے خزانہ پر بے جا اور غیر ضروری بوجھ ڈالا جا رہا ہے"

جناب سپیکر! ہونا یہ چاہیئے تھا کہ گورنمنٹ مزارعین کو ساڑھے بارہ ایکڑ کی لاٹوں کی صورت میں زمین دے دیتی اور چند ایک ماہرین وہاں مقرر کر دیئے جاتے۔ اور مزارعین کو امداد باہمی کے اصولوں پر تمام زمین کاشت کرنے کے لئے دے دی جاتی۔ انکو ADVICE اور GUIDE کرنے کے لئے دو تین افسران مقرر کر دیئے جاتے۔ میں سمجھتا ہوں اس طرح پیداوار بھی لازماً بڑھتی اور گورنمنٹ وہاں سے بہتر بیج حاصل کرتی اور مزارعین بھی انتہائی خوش حال ہوتے اسکے ساتھ ساتھ ہماری حکومت کے خزانہ پر بے جا اور غیر ضروری بوجھ نہ پڑتا۔ جو انہوں نے رشوت حاصل کرنے کے مواقع حاصل کئے ہیں ان کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔

جناب سپیکر میں ان معروضات کے پیش نظر اس کٹوتی کی تحریک کی تائید کرتا ہوں اور جناب وزیر صاحب سے عرض کرتا ہوں۔ آپ اپنے فرائض جو آپ سمجھے ہوئے ہیں وہ غلط ہیں۔ ان کو ٹھیک طریقے سے سمجھنے کی کوشش کیجئے کیونکہ آپ وزیر ہیں اور کم از کم اس ملک کے ایک شہری بھی ہیں۔ جناب سپیکر مانا جناب وزیر صاحب کو اقتدار کی پرچا کا بڑا اچھا ڈھب آتا ہے۔ لیکن یہ ڈھب بھی سیکھئے اس سے اگر آپ کو آج فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کل پہنچ جائے گا۔ اور آج یا کل ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔

Mr. Senior Deputy Speaker: How much time will you take.

Minister of Agriculture (Malik Qadir Bakhsh): Half an hour at least.

Mian Abdul Latif (Sheikhupura-I).

Sir, under this cut motion I want to discuss the mal-administration, corruption wrong policy and lack of incentive in the Agriculture Department".

جناب صدر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مغربی پاکستان کا صوبہ ایک زراعتی صوبہ ہے۔ صوبہ کی زیست کا دارومدار۔ صوبہ کی ترقی کا دارومدار۔ صوبہ کی طاقت کا دارومدار اسی ایک چیز پر ہے۔ اگر آپ اپنی زراعت کی طرف سے مطمئن ہیں۔ اگر آپ خوراک کی پیداوار کی طرف سے بے فکر ہیں تو آپ صوبہ کے دیگر مسائل۔ صوبہ کی ترقی کے مدسے پروگرام۔ صوبہ کی ڈویلپمنٹ اور دیگر مسائل کی طرف پوری توجہ دے سکتے ہیں۔ اگر آپ کی زراعت ناقص ہے۔ اگر آپ کی زراعت ناکمل ہے۔ اگر آپ کی زراعت غلط لائنوں پر چل رہی ہے۔ اگر آپ کی خوراک کی پیداوار کم ہے پھر آپ اسی مسئلہ میں الجھ کر رہ جائیں گے۔ آپ دوسری قوموں کے ساتھ دوش بدوش چل نہیں سکیں گے۔ عالیجاہ! زراعت کا دارومدار تین چیزوں پر ہے۔ نمبر ایک زمین۔ نمبر دو پانی۔ نمبر تین کاشتکار۔ اسکے علاوہ جو دوسری چیزیں ہیں مثلاً طریقہ کاشتکاری۔ بیج وغیرہ وغیرہ یہ ضمنی چیزیں ہیں۔ بنیادی طور پر اچھی زراعت اور کاشتکاری کا دارومدار ان تین چیزوں پر ہے۔ زمین۔ پانی اور کاشتکار۔ مجھے خوشی ہے وزیر زراعت اس بات سے متفق ہیں....

جناب عالی۔ پاکستان بننے کے بعد ہمیں دو کروڑ اور تقریباً تیس لاکھ ایکڑ چلتی ہوئی زمین ملی تھی۔ مارشل لا لگنے کے بعد یہ رقبہ تقریباً دو کروڑ اور ۶۹ لاکھ ایکڑ ہو گیا۔ اور آج یہ زمین جو زیر کاشت ہے اس کا کل رقبہ تین کروڑ ایکڑ ہے۔ یہ جناب ہمارا سرمایہ ہے جس سے ہم نے اپنے ۵ کروڑ مغربی پاکستانیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ کافی حد تک مشرقی پاکستان کے لئے خوراک مہیا کرنا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہماری زمین کا بیشتر حصہ بیمار ہے۔ ضعیف اور کمزور ہے۔ اس کمزوری کا علاج ہم معمولی ذرائع

سے کر سکتے ہیں۔ لیکن اسے جو بیماری لاحق ہے۔ یعنی سیم اور تھور۔ اس کا علاج زمیندار کے بس کا روگ نہیں۔ اس کا علاج صرف حکومت ہی کر سکتی ہے۔ یہ بات بھی آپ پر واضح ہے کہ ہر سال سیم کی بیماری کی وجہ سے تقریباً ایک لاکھ ایکڑ رقبہ زمیندار کے کنٹرول سے باہر ہو جاتا ہے۔

پچھلے سالوں میں جب کہ سائنس پوری طرح سے ترقی یافتہ نہ تھی۔ اس کا علاج نالیوں کے ذریعے تجویز کیا۔ لیکن تجربے نے ثابت کیا ہے کہ سیم اور تھور کا علاج نالیوں کے ذریعے مستقل اور تسلی بخش طور پر نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ دور میں اس کا نہایت معقول اور بڑا effective علاج تلاش کیا گیا ہے۔ اور وہ ٹیوب ویل ہے۔ ٹیوب ویلوں کے ذریعے سے اس کا علاج نہایت اچھے طریقے سے ہو رہا ہے۔ اگر ہم اپنی موجودہ رفتار پر چلتے رہے تو امید ہے کہ ہم کچھ عرصہ کے بعد شاید اس بیماری پر قابو پا سکیں گے۔ لیکن آپ کے ذریعے سے میں اپنے بھائی کی خدمت میں یہ التماس کرنا چاہتا ہوں۔ کہ Routine طریقے سے اس کا علاج نہیں ہو گا۔ آپ کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ آج سے دس یا بارہ سال بعد کیا ہونے والا ہے۔ تھل جس کی سکیم ۱۹۵۰ء میں شروع ہوئی۔ آج اس کا کم و بیش ۵۰ فیصد رقبہ۔ میرے فاضل بھائی وہاں کے رہنے والے ہیں۔ ان کو معلوم ہے سیم کی نذر آ چکا ہے۔ غلام محمد ہیراج کی سکیم ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی۔ وہ ابھی پایۂ تکمیل کو بھی نہیں پہنچی۔ کہ اسکی تقسیم سے پہلے ہی اس کا ۴۰ فیصد رقبہ سیم کی نذر ہو چکا ہے۔ منگلا ڈیم زیر تعمیر ہے۔ اور تربیلا ڈیم کے متعلق negotiations جاری ہیں۔ ان دو Dams کے بن جانے کے بعد مجھے خوف پیدا ہوتا ہے۔ مجھے کپکپی آتی ہے۔ جب میں یہ سوچتا ہوں کہ اس میلوں جھیل کے پانی کا pressure منگلا ڈیم سے لے کر حیدر آباد تک جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سات یا آٹھ نہریں جو اس علاقے میں پھیل جائیں گی۔ ان کے pressure کے ساتھ اس سکیم کی رفتار کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ یہ ایک بڑا ہولناک تصور اور خیال ہے۔

جناب والا! ہماری زندگی کا دارومدار اس زمین کی سمت پر ہے۔ اگر ہم نے آج ہی نہروں کا جال پھیلانے کے ساتھ اس سے پیدا ہونے والی بیماری کا علاج نہ سوچا تو

کل ہم سخت عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے ۔ کیونکہ یہی نہریں جہاں ہمیں پانی اور خوراک مہیا کرینگی ۔ وہاں ہماری زمین کے لئے بیماری بھی پیدا کریں گی ۔ اس کا بہترین علاج جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ۔ ٹیوب ویل ہیں ۔ کیونکہ جہاں یہ ایک طرف سیم کے پانی کو کم کرتے ہیں ۔ وہاں یہ Sub soil water کی سطح کو بھی نیچے لے جاتے ہیں ۔ اور اوپر کے حصے میں جہاں پانی اچھا ہو ۔ کاشتکاری کے لئے سامان پیدا کرتے ہیں ۔ لیکن جس طرح ہم اسکے متعلق کارروائی کر رہے ہیں ۔ یہ بالکل غلط دستور ہے ۔ اور ہمارے لئے نقصان دہ ہے ۔

جناب صدر! اس وقت جو ہمارا پنج سالہ منصوبہ زیر تکمیل ہے ۔ اس میں اس سیکٹر کے لئے ایک ارب ۱۶ کروڑ روپیہ وقف کیا گیا ہے ۔ جو ایک بہت بڑی رقم ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ اس سے زیادہ imaginative بجٹ شاید ہم کسی پنج سالہ منصوبے کے لئے نہیں بنا سکتے ۔ لیکن پوزیشن یہ ہے کہ ہمارا ہر ٹیوب ویل واشنگٹن سے آتا ہے ۔ ہمارا ٹیوب ویل چلانے والی ہر مشین نیویارک سے آتی ہے ۔ اور ہر بورنگ مشین ہمیں لنڈن سے منگوانا پڑتی ہے ۔ اور بور کرنے کے لئے بطور EXPERT شکاگو یونیورسٹی کے کسی تازہ تازہ فارغ التحصیل لڑکے کو لانا پڑتا ہے ۔ تاکہ یہاں آکر وہ ۸۰ ہزار روپے ماہوار تنخواہ وصول کرے ۔ اور آپ کے لئے ٹیوب ویل لگائے ۔ اس طرح جناب پوزیشن یہ ہوگی ۔ کہ جو کام ہم اپنے وسائل سے Free Market میں دس کروڑ روپے سے کرا سکتے ہیں ۔ وہی کام موجودہ طریقے سے ہمیں ۲۵ کروڑ روپے سے کرانا ہوگا ۔ یہ قوم اور صوبے دونوں کا نقصان ہے ۔ یہ بیماری نہ معلوم ہمارے ساتھ کب تک رہیگی ۔ کتنے Decades تک رہیگی ۔ مگر یہ ایک مستقل بیماری ہے ۔ جس کا ہمیں مستقل علاج کرنا ہے ۔ میری مختصر گذارش یہ ہے کہ جہاں آپ اربوں کے حساب سے روپیہ خرچ کرتے ہیں ۔ وہاں آپ کو اس مقصد کے لئے انڈسٹری لگانی چاہیئے (تحسین و آفرین) ۔

عالی جاہ! ٹیوب ویل کی manufacture کوئی Atom Energy کی ITEM تو نہیں ۔ جو یہاں ہو نہیں سکتی ۔ یہ تو الیکٹرک موٹر ہے ۔ یہ کوئی چاند

سورج پر جانے والے نئے سیارے یا ان کی مشینری نہیں۔ ان کی manufacture تو یہاں Private concerns میں ہوتی ہے۔ آپ بھی انہیں اپنے Sector سے نکالیں اور Private Sector میں دیں۔ اور انہیں encourage کریں۔ وہ لوگ یہاں آپ کے لئے کارخانے لگا دیں گے۔ اور جب ٹیوب ویل آپ ستر ہزار سے لے کر ایک لاکھ ۲۵ ہزار روپے میں لگواتے ہیں۔ وہی ٹیوب ویل ہمارے Indigenous کی تیار شدہ چیزوں سے بیس سے تیس ہزار روپے تک میں لگ جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جو Development آپ نے دس کروڑ روپے تک میں کرنا ہے۔ اس سکیم کے بعد یعنی ایک یا ڈیڑھ سال کے بعد وہی چیز تین کروڑ روپے میں مکمل ہو جائیگی۔

عالی جاہ! ٹیوب ویلوں پر میں زیادہ stress کیوں کرتا ہوں۔ اسکی ایک وجہ اور بھی ہے۔ یہ بات میں بڑی تکلیف اور بڑے درد کے ساتھ عرض کرنے لگا ہوں۔ ۱۹۶۰ء میں نہ معلوم ہم کس وجہ سے۔ کس مجبوری سے۔ کسی اندرونی یا بیرونی دباؤ سے۔ آپنے تین دریا فروخت کر چکے ہیں۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ آپ قیامت تک ان سے ایک قطرہ پانی کے حقدار نہیں۔ Indus Basin کے ماتحت آپ دوسروں کے دست نگر ہیں۔ آپ دوسرے لوگوں سے ۱۱۔ ۱۲ یا ۱۴ ارب روپیہ قرض لے کر ایک مصنوعی طریقہ قائم کر رہے ہیں۔ جسے منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم کہتے ہیں۔

عالی جاہ! ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ اس کا متبادل بندوبست نہیں۔ کیونکہ یہ آبپاشی کا قدرتی طریقہ نہیں۔ یہ ایک انسان کی اپنی بنائی ہوئی سکیم ہے۔ جس کی زندگی انجنیئروں کے اپنے خیال کے مطابق۔ ان کی اپنی assessment کے مطابق پچاس سال ہے۔ اگر میں اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے لئے یا خوش فہمی کے لئے اسے بڑھا لیتا ہوں۔ کہ نہیں ہم تو زیادہ عرصہ زندہ رہیں گے۔ تو آپ اسے سو سال کہہ لیں۔ یا ایک سو پچاس سال کہہ لیں۔ لیکن عالیجاہ! آخر اس سو سال یا ڈیڑھ سو سال کے بعد آپ کو ۱۴ ارب روپیہ اور کون دے گا۔ یہ ناممکنات میں سے ہے۔ آپ کو اس وقت دس روپے دینے کے لئے بھی کوئی نہ آئے گا۔ تو پھر آپ کی زراعت اور آپکی کاشت کہاں ہوگی۔ اور

آپ کے زمیندار اور کاشتکار روٹی کیسے کمائیں گے۔ تین دریا تو آپ پہلے فروخت کر چکے ہیں۔ پچاس سال بعد آپ کا منگلا ڈیم بند ہو جائے گا۔ اور ۵۵ سال بعد آپ کا تربیلا ڈیم بھی بند ہو جائے گا۔

اس لئے میں کہتا ہوں کہ ٹیوب ویل کی ڈویلپمنٹ آپ کے لئے بہت ضروری ہے اب ایک مصیبت نظر آتی ہے۔ خدا کرے پوری نہ ہو لیکن مجھے خطرہ ہے شاید ملک کے کونے میں ہمارے لیڈرز چناب کو فروخت کرنے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں۔ اگر یہ المیہ ہو گیا۔ تو پھر اس ملک کا اللہ ہی مالک ہے۔ اور یہاں پھر ریگستان کے سوا اور کچھ نہیں ہو گا۔ چونکہ معاملہ نازک ہے اس لئے میں چناب کی فروخت کے متعلق زیادہ گذارشات نہیں کروں گا۔ البتہ آپکے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ اس معاملہ کے لئے ابھی سے احتیاط اور غور و فکر کی ضرورت ہے۔ تاکہ کسی ولولہ میں یا جوش میں کشمیر کے تصفیہ کے سلسلے میں ہم کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں۔ جس سے ہم چناب سے کلی طور پر محروم ہو جائیں۔ تیسرا فیکٹر زراعت کے سلسلہ میں کاشتکار ہے۔ اگر کاشتکار مطمئن نہیں اگر کاشتکار کو حفاظت نہیں دی جاتی۔ اسکو کاشت کے لئے زمین مہیا نہیں کرتے تو پھر کاشتکار اچھی طرح سے نہیں چل سکتے۔ ڈاکٹر خان صاحب مرحوم کے زمانے میں یہاں بے دخل مزارعین کے لئے ایک سکیم آئی تھی۔ کہ ان کو آٹھ آٹھ ایکڑ کا ٹکڑا دیا جائے۔ اور ان سے اسکی قیمت اقساط میں لے لی جائے۔ سکیم کاغذ پر نہایت اچھی ہے۔ عملی پہلو بھی ملاحظہ فرمائیں۔ حکم یہ ہے کہ ان سے ۲۰/- روپیہ فی یونٹ کے حساب سے قیمت وصول کی جائیگی۔ کہنے کو تو ۲۰۷/- روپیہ ہو گیا۔ لیکن عملی طور پر اسکو work out کیجئے میرے علاقہ میں جہاں ۸۲ یونٹ ہیں ۷۲ یونٹ سے کم ہمارے ضلع میں نہری زمین نہیں ہے۔ لائل پور شاید ۸۳ یا ۸۴ معاملہ پہنچ جاتا ہے۔ وہاں ایک ایکڑ کی قیمت ۱۰۰۰/- یا ۲۰۰۰/- روپیہ کے قریب ہے۔ اور پھر ارشاد یہ ہوتا ہے کہ مزارع سے سود لیا جائے۔ سود کی رقم شامل کر کے بعد ۲۵۰۰/- یا ۲۷۰۰/- روپیہ فی ایکڑ ادا کرنا پڑے گا۔ اور ایکڑ کی قیمت ۲۰۰۰۰/- یا ۲۵۰۰۰/- ہزار روپیہ ادا کرنا پڑے گا۔ اگرچہ یہ

دس سال میں ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ۲۰۰۰/- یا ۲۳۰۰/- روپیہ تک سالانہ ادا کرے میں نہیں پوچھتا۔ آپ ان سے پوچھ لیجئے کہ ۸ ایکڑ کا مالک کاشتکار جس نے دو بیل رکھنے ہیں ۵ افراد کا کنبہ پالنا ہے کیا یہ humanly possible ہے کہ وہ ۱۷۰۰/- روپیہ تو چھوڑئے ایک ہزار یا پانچ سو روپیہ ادا کر سکتا ہے۔ کیا اسکی آبادکاری کے لئے یہ کوئی سیاسی کا نسخہ ہے کہ اسے ناممکن حالات میں پھینک دیں۔ خدا کے لئے اس پر غور کریں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا کاشتکار جو آپ کا back bone ہے اس رقبہ کو کاشت کرے تو اسکی رقم پر غور کریں۔ زمینداروں سے لی ہوئی زمین آپ ۸ روپیہ یونٹ کے حساب سے فروخت کرتے ہیں۔ ہندو کی چھوڑی ہوئی زمین جب آپ مرتہن کے پاس بیچتے ہیں تو ۱۰/- روپیہ یونٹ لیتے ہیں تاوار قابض کے پاس بیچتے ہیں تو ۱۰/- روپیہ یونٹ لیتے ہیں۔ مالک کے پاس excess allotment ہے تو اس کے پاس ۱۰/- روپیہ یونٹ کے حساب سے بیچتے ہیں۔ مزارع نے کیا گناہ کیا ہے کہ اس سے ۲۰/- روپیہ فی یونٹ لے رہے ہیں۔ اور وہ بھی فوری مطالبہ کرتے ہیں۔ ایک اور چیز ہے جو آپ کے توسط سے حکومت کے نوٹس میں لانی ہے۔ سرکار نے "اناج زیادہ اگاؤ" کے سلسلہ میں زمین تقسیم کی۔ کسی کو ۱۲ کسی کو ۱۵ ایکڑ کسی کو زیادہ۔ لیکن گورنمنٹ نے کہا کہ چھوٹے مالکان ہیں ان کو جو رقبہ دیا گیا ہے وہ ان کے پاس قیمتاً فروخت کر دیا جائے گا۔ لیکن ایک شرط یہ لگا دی۔ کہ اگر منڈی سے ۵ میل کے اندر ہے تو وہ فروخت نہیں ہوگی۔ اب اس کا عملی پہلو بھی دیکھئے۔ شیخوپورہ سے چلیں تو چوہڑکانہ آگیا۔ ۹ میل کے اندر یعنی شیخوپورہ سے ۵ میل رہ گیا۔ سو وہ بھی گیا۔ چوہڑکانہ سے ۵ میل ہے وہ بھی گیا۔ وہاں سے ڈھابان سنگھ گئے۔ وہ بھی منڈی ہے وہ ۱۱ میل کے فاصلہ پر ہے اسکے درمیان کوئی رقبہ نہیں ملے گا۔ ڈھابان سنگھ سے سانگلہ پہنچے وہ بھی دس میل کا فاصلہ ہے وہاں سے چلے چک جہرہ پہنچ گئے وہ بھی ۱۰ میل ہے۔ وہاں سے لائل پور گئے تو وہ بھی ۱۱ میل کے فاصلہ پر ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شیخوپورہ سے لائل پور

تک جتنے " زیادہ اناج اگاؤ " کے مزارعین ہیں وہ تمام اس زمین سے محروم ہو گئے ۔

جناب سپیکر! یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں لیکن زراعت کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ آپ اس پر غور کیجئے۔ اگر آپ کر سکتے ہیں تو

in the interest of not this part but agriculturist and add tenants

تو گورنر صاحب کو رضامند کیجیے تاکہ ان کو کچھ ریلیف ملے اور زراعت میں کچھ ترقی ہو اسکے بعد میں یہ کہوں گا کہ زمین کا بہترین استعمال یہ نہیں کہ مجھے ایک ہزار ایکڑ دے دیں یا میرے بھائی کو دو ہزار ایکڑ دے دیں۔ یہ غلط استعمال ہے۔ یا کسی نام پر کوئی سکیم بنالیں۔ جس پر کوئی چھوٹا آدمی آ ہی نہ سکے۔ آپ نے دو لاکھ ۸۰ ہزار ایکڑ کا رقبہ محض ۳۵۰ افراد کو دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ہم نے ایک سکیم نافذ کر دی ہے۔

Tractor scheme and the mechanised furming scheme

جو ایک مخصوص طبقہ کے لئے ہے ان کو Feed کرنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔ ورنہ زراعت پیشہ افراد کو آباد کرنے کے لئے مختلف سکیمیں ہو سکتی تھیں۔ اس رقبہ کی تقسیم اگر چھوٹے سکیل پر کرتے تو زیادہ صحیح تھا۔ یعنی اگر کوئی ۵ آدمی آپ کے پاس آئیں اور ۵۰۰ ایکڑ زمین لے کر ٹریکٹر سے کام کریں تو کیا اس سے آپ کی mechanised farming نہ ہوتی۔ اس میں نقص یہ تھا کہ اس میں چھوٹے زمیندار چھوٹے کاشتکار اگر زمین لے جاتے اور آپ ان لاڈلوں کی پرورش نہ کر سکتے۔ ملک کو تو فائدہ پہنچ جاتا اور جو دو لاکھ ۸۰ ہزار ایکڑ زمین ۵۵۰۰ کنبوں کو جانی تھیں وہ ۳۵۰ افراد کی نذر کر دی گئی ہے۔ یہ غلط تقسیم ہے۔ اور ان میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کی پٹاریوں میں ٹوکریوں میں پہلے ہی بے شمار انڈے ہیں ان میں اور انڈے ڈال دئے گئے ہیں۔ یہ دولت کی تقسیم غلط ہے۔ جن کے ہاتھ میں پہلے ہی آمدنی کے ذرائع موجود ہیں وہاں ایک source of Income add کر دیتے ہیں۔ یہ ملک کے ساتھ گناہ نہیں تو اور کیا ہے۔ ایک گذارش یہ بھی تھی کہ جہاں mechanised farming کا ذکر آیا ہے پہلے تو یہ کہا جاتا تھا کہ mechanised farming ہمیں suit نہیں کرتا۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ صرف یہ نہیں کہ ہمیں suit نہیں کرتا۔

بلکہ ہمارے لئے urgent necessity ہے۔ کہ ہم اسے adopt کریں۔ اس وقت تین کروڑ ایکڑ کی کاشت کیلئے ہمارے ۷۰ لاکھ بیل کام کر رہے ہیں۔ ہم انگریزوں سے امریکہ سے آسٹریلیا سے گندم منگواتے ہیں اور ۷۰ لاکھ بیل کی پرورش کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک بیل کے لئے اگر ایک ایکڑ زمین دیں تو ۷۰ لاکھ ایکڑ زمین بیل استعمال کرتے ہیں اس کے لئے کھانا مہیا کرنا ہے پھر آپ self sufficient کیسے ہو جائیں گے۔ آپکے لئے از حد ضروری ہے کہ جہاں ٹیوب ویل مشینری کی انڈسٹری قائم کریں وہاں ایک ایک Transaction میں پانچ پانچ کروڑ کا سودا کرتے ہیں کیا دنیا میں آپ کا کوئی ایسا تعلقدار نہیں جو آپکے ملک میں ٹریکٹر بنانے کی مشینری نصب کر دے۔ آپ اٹامک انرجی سے محروم ہیں۔ آپ کو نہیں ملے گی۔ آپ کو ٹینک کا کارخانہ نہیں مل سکتا۔ آپ کو ہوائی جہاز کا کارخانہ نہیں مل سکتا۔ ٹریکٹر بنانے کا کارخانہ بھی نہیں مل سکتا۔ میں دعوی کرتا ہوں کہ کسی فوجوان کی ڈیوٹی لگا دیں اور اسے Commission کریں کہ دنیا میں پھرو بھیک مانگو ادھار لو چوری کرو۔ کچھ کرو ایک Tractors کا کارخانہ مہیا کر دو۔ مجھے تسلی ہے کہ وہ شخص آپ کو دو سال کے اندر کارخانہ مہیا کر کے دے سکتا ہے۔ آپ ارادہ کر لیں کہ ہمیں ٹریکٹر کا کارخانہ لگانا ہے۔ کیونکہ ہم اسکے بغیر چل نہیں سکتے۔ چودھری محمد علی وزیر اعظم کے سامنے امریکہ نے رپورٹ پیش کی کہ آپ کے ملک میں جوٹ مل Feasible اور Economic نہیں ہے یہ سلسلہ ڈیڑھ سال تک جاری رہا۔ ڈیڑھ سال کی پریشانی کے بعد محمد علی صاحب نے اپنے یہاں کے ایکسپرٹ کو بلوایا ایکسپرٹ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے رپورٹ دی کہ جوٹ مل اس ملک کے لئے انتہائی Feasible ہے Economic ہے اور Necessary ہے۔ چنانچہ یہاں کے ایکسپرٹ کے مشورے کے بموجب Blue print تیار ہوا اور چودھری محمد علی صاحب نے اس Blue Print کو دیکھکر امریکن قونصل کو بلوایا اور کہا کہ یہ Blue Print موجود ہے۔

"Will you help us or will you not help us. If you help us I shall be grateful If you are not going to help us I am going to have a Jute Mill from other sources"

عالیجاہا! چھ مہینے کے اندر جوٹ مل تیار ہوگیا۔ آپ فیصلہ کریں کہ اس ملک کو بچانے کے لیے ایک ٹریکٹر کا کارخانہ لگانا بہت ضروری ہے۔ آپ کے ارادہ کی کمی ہے آپ کی اسکیم کی کمی ہے اور اگر ان کے چھتوں نے فیصلہ کرلیا کہ ہمیں ٹریکٹر کا کارخانہ لگانا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسی دن پھر ٹریکٹر کا کارخانہ ہم نہ لگالیں۔

اسکے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ آج سے کچھ سال پہلے مجھے انڈیا جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مجھے زمینداروں نے بتایا کہ جو آدمی ربڑ کے پہیئے کا کوئٹہ خریدے تو گورنمنٹ اسکو subsidy دیتی ہے۔ کوئی آدمی اگر ٹریکٹر مل لگائے تو یہی نہیں کہ اسکو کنٹرول ریٹ پر ٹریکٹر دیتی ہے بلکہ اس کو اپنے پاس سے فرٹ subsidy دیتی ہے ہمارے یہاں ایک طرف تو ۵۵ کروڑ روپیہ فارن Exchange پر خرچ کرتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ خبردار اگر کوئی ٹریکٹر چلائے گا تو ہم تیل پر ٹیکس لیں گے۔ اور اگر ٹیوب ویل تیل سے چلائے گا۔ تو ہم ٹیکس لیں گے۔

Minister of Agriculture: This is not our tax.

میاں عبداللطیف۔ یہ میں اپنے بھائی سے اتفاق کرتا ہوں یہ بیماری ان کی پیدا کردہ نہیں ہے۔ لیکن آپ کے ذریعہ سے میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہماری آہ فغان وہاں تک نہیں پہنچ سکے گی۔ کوئی اثر نہ کریگی۔ آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم فوڈ زیادہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ ان سے درخواست کیجئے کہ ٹریکٹر اور ٹیوب ویل کے استعمال پر جو ٹیکس عائد کیا گیا ہے وہ جلد withdraw لیا جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں وزیر زراعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس پر غور کریں۔

(At this stage Chaudhri Saifullah Khan Tarar was called upon by the Chair to speak)

خواجہ محمد صفدر— جن دوستوں نے کٹ موشن دئے ہیں ان کا کیا بنیگا۔

Mr. Senior Deputy Speaker: I think they would not get any time.

خواجہ محمد صفدر— چوہدری محمد ابراہیم صاحب کو وقت ملنا چاہئے

Mr. Senior Deputy Speaker: By merely giving notice of a cut motion, there is no rule that he is entitled to speak on the motion unless there is time, because only the first cut motion has been moved by Syed Ghulam Abbas Bukhari.

Khawaja Muhammad Safdar: You are.....

Mr. Senior Deputy Speaker: Please let me explain. It is merely a rule of accommodation. All those members who have given cut motions are allowed to speak turn by turn so that they should get time. But there is no rule like that. It is merely a question of accommodation. The Chair is entitled to call or to ask any other member also to speak on a cut motion moved for the first time. We are discussing the cut motion of Syed Ghulam Abbas Bukhari and on that we have allowed 7 speakers who happened to give cut motions also.

Allama Rehmatullah Arshad: Diwan Ghulam Abbas Bukhari was not present and he has not moved his cut motion.

Mr. Senior Deputy Speaker: I am sorry. After Raja Allah Dad Khan, Mian Muhammad Akbar was called upon but he was absent. Then Mr. Munnawar Khan, Mr. Saadi, Mr. Jatoi, Mr. Hamza and Mian Abdul Latif had been called upon to speak.

چوہدری سیف اللہ تارڑ — صرف دو منٹ ۔ جناب والا ۔

Mian Muhammad Akbar: We absented ourselves just to give time to our colleagues.

Mr. Senior Deputy Speaker: I had called upon Mian Muhammad Akbar, but he was absent.

Khawaja Muhammad Safdar: Yes, he was absent, but.....

Mr. Senior Deputy Speaker: Let me explain the point to you. Has the Chair got no right to call upon any other member to speak on a cut motion which is moved for the first time?

Khawaja Muhammad Safdar: I certainly concede that right to the Chair.

Mr. Senior Deputy Speaker: It is merely a rule of accommodation. There is a ruling upon that that merely because by giving a cut motion a person is not entitled that he must speak on this cut motion because he happens to have given one.

Khawaja Muhammad Safdar: That person who has given a cut motion should have preference.

Mr. Senior Deputy Speaker: He should have preference as far as possible. We have preferred 8 gentlemen.

Khawaja Muhammad Safdar: What about the rest of the movers?

Mr. Senior Deputy Speaker: They would not get any time, I am sorry, because after that I will call upon the Minister.

Khawaja Muhammad Safdar: That was the reason why we had absented ourselves and not moved our cut motions.

Mr. Senior Deputy Speaker: You cannot move them because we are discussing Raja Allah Dad Khan's cut motion. There is no question of moving them. The point is that we have got the cut motion of Raja Allah Dad Khan under discussion. Now the debate is open and every member is entitled to speak irrespective of the fact whether he belongs to this side or to that side. Now as a rule of accommodation we are allowing all those gentlemen who happen to have given other cut motions.

Khawaja Muhammad Safdar: Now you have given up that rule of accommodation.

Mr. Senior Deputy Speaker: That rule of accommodation is subject to the discretion of the Chair also He can call any member.

Khawaja Muhammad Safdar: Alright, Sir.

چودھری سیف اللہ تارڑ (گجرانوالہ ۱۱) جناب والا ہمارے اپوزیشن کے دوست اگر اتنا اعتراض کرتے ہیں تو میں بہت تھوڑا وقت لونگا اور صرف دو منٹ لوں گا۔ میں جناب والا کیا کروں اور کیسے عرض کروں۔ ہمارے گجرانوالہ ضلع کی آبادی پونے تیرہ لاکھ ہے اور جہاں تک اسکی

زراعت کا تعلق ہے وہ ۶۲ ۔ ہزار ٹن چاول پیدا کرتا ہے ۔ اور اس سے ملک اور قوم کو اس قدر فائدہ پہنچتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔ لیکن جو ضلع ۷۰ ۔ ہزار ٹن چاول پیدا کرتا ہے اور اسکی تقریباً ۱۳ لاکھ کی آبادی اسکو زراعت کی مد سے ایک پیسہ بھی نہیں ملا ہے ۔ اسکے بعد اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں عام نظم و نسق کے متعلق آپ کی اجازت سے کچھ عرض کر دوں کیونکہ عام بجٹ میں مجھے موقع نہیں ملا ۔ تحصیل حافظ آباد کی آبادی ۴ لاکھ کی ہے اور اس کا عرصہ سے مطالبہ ہے کہ ہمارے لئے وہاں انٹرمیجیٹ کالج کھول دیا جائے جس کے لئے ہم نے ۳ لاکھ روپے بھی دئے اور ۲۰ ایکڑ زمین بھی دی ہے ۔ بیس ایکڑ زمین دی ہے ۔ اور تین لاکھ روپے دیئے ہیں ۔ اور وہاں صاحب خود بھی تشریف لے گئے ہیں ۔ اور اس مطالبے کو جائز قرار دیا ہے ۔ اور پھر سمجھ نہیں آتی کہ وہ مطالبہ کہاں ہے ۔ اور کدھر گیا ۔ اور اسے پورا کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا گیا ہے ۔ میرے ضلع میں ایک S.D.M. صاحب ہیں ۔ وہاں کی چار لاکھ کی آبادی کے لئے ایک ہی مجسٹریٹ ہے ۔ بیشمار CASES ہوتے ہیں ۔

مسٹر سینیئر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تو زراعت کا مسئلہ ہے ۔ اسکے متعلق کچھ فرمائیں ۔

چودھری سیف اللہ تارڑ ۔ ایک مجسٹریٹ وہاں کام نہیں دے سکتا ۔ اسلئے وہاں ایک مجسٹریٹ اور دیں ۔ ان گذارشات کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

(*At this stage several Members rose to speak*).

Mr. Senior Deputy Speaker: There are ten minutes at our disposal. I can allow one speaker only on the condition that he must finish his speech at 12·10. Chaudhri Ibrahim it is your turn. But the condition is that you will take only ten minutes.

(*At this stage both Chaudhri Ibrahim and Mr. Kirmani rose to speak*).

Syed Ahmed Saeed Kirmani (Lahore-V): Mr. Speaker, Sir.....

Mr. Senior Deputy Speaker: You can be allowed to speak if Chaudhri Ibrahim fore goes his right.

Syed Ahmed Saeed Kirmani: It means that I should employ the old tactics of raising points of orders. (interruptions).

Mr. Senior Deputy Speaker: Chaudhri Ibrahim has agreed to forego his right. You may now speak on the clear understanding that you will finish your speech by 12.10 hrs.

Syed Ahmad Saeed Kirmani: I will abruptly close my speech at 12.10.

Sir, I must at the outset concede that Agriculture is not my favourite subject but since it is a very important subject I have a few unconnected ideas with regard to this Motion before the House. Sir, we have not been able to understand and appreciate the necessity of this big elephant known as the Agricultural Development Corporation. We do not know what was the reason that prompted the Government to bring into existence this Corporation. This Corporation is headed by a person who has nothing to do with Agriculture and that is the reason why agriculture is not progressing well in the Province.

Sir, you know very well that Agriculture is a developing Science and only those persons who are conversant with this Science can bring about progress in the field of Agriculture. Malik Qadir Bakhsh is an agriculturist alright, that we can see. But to entrust the fate of this Department to persons who are not even remotely connected with Agriculture is nothing but spoiling the energy of the Department and wasting public money.

Now, Sir, the other thing that I want to bring to your notice is that recently we have noticed that there have been spraying operations in the Province, and without any proper publicity they have been carrying out these operations. With the result that at many places children and animals lost their lives. It should have been proper for the Government to do sufficient publicity before they undertook the operation in any area. The Agriculture Department should appoint a separate wing which should have publicity Officers. The publicity of this Department is extremely weak and whatever schemes the Government has in mind if there is proper publicity the average cultivator is bound to derive benefit from them. Because of the lack of publicity on the part of the Agriculture Department schemes which are beneficial for the agriculturists are not being availed of properly by them. It is high time that the Government should give due publicity to its schemes and explain them to the common agriculturists so that they should understand what benefit ultimately they are going to derive from the implementation of the schemes. There is no harm. After all the agriculturist in this country is illiterate. He is not as literate and as wide-awake as our Agriculture Minister. This is all the more reason that special care should be taken by the Government to see that its schemes are propagated in every corner of the Province so that the farmer and the agriculturist benefits immensely and properly.

Now, Sir, there has been a demand in the Province that there should be vegetation belts around big cities particularly around Karachi, Lahore and Rawalpindi. I must point out that so far nothing has been done by the Government in this behalf. Government has turned a deaf ear to the demands of the people. Sir, I need not waste your time and the time of the House by elucidating this point further and by suggesting that immense good will come out by setting up such belts which will supply cheap vegetables to the people of the big cities and will also be usful in making the climate of the city more healthy.

Then, Sir, lastly I have a grievance of the citizens of Lahore. I have to say that how callously they have converted the garden before the Assembly Chambers into a grassy plot. This was a beauty spot of Lahore. I assure that every citizen of Lahore has protested, disliked and disapproved of this step of the Government by which they have cut down very old trees which not only provided beauty to the city of Lahore but also provided shade to the needy people during the summer weather. I understand that now nothing can be done but I hope that Government will not, in future, callously cut down the trees of Lahore—a city which require more trees and a city which requires more gardens. But unfortunately the Agriculture Department has neglected this need of this great city. You, Sir, are aware that in the pages of history Lahore has been called the 'City of Gardens', and has been described as the 'City of Trees'. Now, we notice that this city is being deprived of this privileged position. Through your good offices, Sir, I appeal to the Government that in future if they make out a scheme for cutting down trees or reducing the area of gardens they should consult the people's representatives in this behalf. I hope that they would not, in future, take any steps which may further injure the scenic beauty of the city of Lahore.

Mr. Senior Deputy Speaker: Please resume your seat. Now, Minister of Agriculture.

Minister of Food and Agriculture (Malik Qadir Bakhsh): Sir, before making my submissions I express regrets that Mr. Kirmani, a young man with brain and good heart, has given certain information in a most irresponsible manner, in a callous way, as if he were stone-hearted. Sir there has been no death of any person or any animal on account of spray operations done by the Agriculture Department throughout the province.

Syed Ahmad Saeed Kirmani: Question.

Minister of Food and Agriculture: I will be glad to know the village, the name of the dead and his particulars, and I shall feel grateful to him for supplying me with that information, and I will see that in future such things do not recur. But with all emphasis at my

command I say this information received by Mr. Kirmani is not true.I would most humbly request that in future he should not make such irresponsible statements. After all what is this Government? This is yours. We are here today.....

Mr. Iftikhar Ahmed Khan: Not ours.

Minister of Food and Agriculure:.....we may be there tomorrow and they may be here.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan: You will never be here.

Minister of Food and Agriculture: I may be in grave but somebody will be here: (interruptions)

Syed Ahmad Saeed Kirmani: You will adjourn the treasury benches.

Minister of Food and Agriculture: I am addressing him through you that Syed, with folded hands I say, don't bring allegations against your Government which are ill-founded, which have no foundation in fact; you will not be defaming the Government but you will be defaming the party to which you belong.

A member: Which is that party?

Minister of Food and Agriculture: Mixed 'Khhichri'.

I now come to Raja Allah Dad Khan, an old friend of mine from Pindi. I have the privilege of having his company when he was a Revenue Assistant in my district. I was really amazed to listen to what he was speaking today, when he said why all this expansion in Agriculture Department, so many operations for these people, why this priority is being given to Agriculture Department, why top-most preference to this depar'ment. I was sometimes looking at myself and sometimes at my friend with a 'turrah'. I tell him with all the force that in this country the top-most priority will be given to Agriculture. (*hear*; *hear*).

Khawaja Muhammad Safdar: That you are not doing.

Minister of Food and Agriculture: I again want to repeat with full confidence that the biggest industry in the country is and shall remain the agriculture. Once more your honour I want to make my friend on that side believe that unless and until we give proper

protection and take proper care of this most important department, Pakistan of the go so quickly towards the goal of success and standing in the fore-front cannot comity of nations. What his objections were Sir? (*interruption*). Because some foreigners were coming, I was asked by my leader and friends to speak in English. That was the idea otherwise I have no "Shauq" to speak in English.

Syed Ahmed Saeed Kirmani: I think you go ahead.

Minister of Food and Agriculture. Raja Allah Dad said that money was being wasted on these demonstration farms, on so many other farms. Again once more with due deference I want to tell him through you, Sir, that if it is waste I will go on with this waste. I will not stop wasting. This is not waste. What this has brought, hear the argument now. Could my friend, Mr. Kirmani, dream five years back that they will have bananas in West Pakistan? Could he dream? (*hear*; *hear*).

Here is the proof Sir, he wants proof. Could he dream Sir, that there will be a jute factory in West Pakistan? (*hear*; *hear*).

How that has come about?

Syed Ahmed Saeed Kirmani: It was done by the previous regime.

Minister of Food and Agriculture: I am not taking credit for myself. I am only submitting that these are due to experiments and research, whom my friend calls waste. This waste shall continue. I am not taking credit for Qadir Bakhsh or anybody but I am only replying to what my firend said on the floor the House.

علامہ رحمت‌اللہ ارشد (پوائنٹ آف آرڈر)— جناب صدر یہ معلوم کر کے کہ یہاں کسی اور معزز ملک کا پارلیمانی ڈیلیگیشن آنے والا ہے میں آپکی وساطت سے جناب ملک صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اپنی تقریر اردو زبان میں کریں تاکہ وہ یہ تاثر لیکر یہاں سے نہ جائیں کہ ہم لوگ ابھی تک دماغی طور پر غلام ہیں ۔ ملک صاحب کو اپنی زبان میں تقریر کرنی چاہئیے ۔

Mr. Senior Deputy Speaker: Please take your seat. The House has noted.

وزیر خوراک وزراعت علامہ صاحب کے ان جذبات کی میں قدر کرتا ہوں ۔

مسٹر حمزہ : (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر ۔ اگر انہوں نے اپنی تقریر کے دوران رولا ہی ہے تو کم از کم اردو میں تو روئیں ۔

Mr. Senior Deputy Speaker: This is not a point of order.

وزیر خوراک و زراعت میں آپکی عقل پہ روؤنگا

I was submitting Sir, that these experimental farms, demonstration farms are essential for making the Agriculture Department a success.

Another mistake attributed to us was that why we were having experiments in the Kaghan Valley for wheat sowing. I want to tell Raja Allah Dad that there is every possibility. My latest information is Sir, that when wheat is sown and when it grows and is covered by snow for a month or two, when the snow melts away there is every possibility of our having a good crop. So we are carrying on experiments. It is not for any 'sairo siahat'. I want to tell my friends that the advanced nations spend crore and crores, and billion and billions of rupees on these experiments and research work. Mr. Speaker I won't call that a waste. I know that the resources of the country are limited but within those limited resources we will carry on research. (*hear*; *hear*).

We have succeeded. Immediately before I was submitting that we succeeded in having in West Pakistan bananas which we used to get from Bharat, who were proud that West Pakistan had no bananas, but we did produce bananas and they are in no way inferior in quality to that of Bharat. It is superior as compared to India's banana; so is our lichi.

(*At this stage Mr. Speaker occupied the Chair*).

Minister of Food and Agriculture: So, Mr. Speaker, I would submit that in this field of research, as my friends on the Opposition criticised me, I am prepared to repeat that if they call it waste I will continue wasting.

I now proceed on to Mr. Munawwar Khan's speech which was not relevant and he did not add anything to my knowledge so far as the Agriculture Department is concerned.

So far as Mr. Hamza's speech is concerned, he criticised the A.D.C. work of the seed farm on the land which was resumed from Robert's farm. I want to inform my friend that that is a farm which must be retained and kept as a seed farm. We don't want to give it to tenants who are not prepared to abide by the conditions which the department has put for this cropping pattern. I won't call them tenants because they are lessees. There are certain conditions on which

they have entered on our lands. If they do not go by those conditions they shall have to be ejected and, I am sorry, I will have no mercy for them. As a human being I might have mercy for them but as a Minister my country is more dear to me than few tenants.

The achievements made in the field of agriculture, I will place them before the House. The figures which I am going to narrate are in lakh tons. In 1954-55 it was 31·36. Again in 1960-61 it was 33·17. Then in the year 1961-62 it was 37·73. Again in 1962-63 it was 39·63 and during the current year, of course when I say current year I mean 1963-64, it was 41·04. It was the highest ever achieved.

(Applause)

Khawaja Muhammad Safdar: What about per acre production?

Minister of Food and Agriculture: I am coming to that. The production of rice in the year 1954-55 was 8·26. I need not read in between but will come straight to the current year. In the year 1963-64 it was 11·77.

Khawaja Muhammad Safdar: Question?

Minister of Food and Agriculture: These figures are with the dealers. These are the figures which cannot be, in any way, contradicted. Now, I come to sugar-cane. Production in the year 1954-55 was 8·78 and I am glad to inform the House that this year, namely 1963-64, it was 16·32.

So far as mustard is concerned there has been a bit increase from 2·15 to 2·23. The increase per acre, as my firend Leader of the Opposition remarked in rice is from 8·8 to 10·5 In sugar-cane it is 308·1 to 374·6. The increase in, cotton, and I am proud of it, is from 2·3 to 3·1. It is almost 50%. So far as the increase in wheat production is concerned, I own it, it is not very high. It being from 8·4 to 9·0 yield per acre. Here I own it frankly that we must increase our yield per acre so far as wheat is concerned.

Khawaja Muhammad Safdar: The minimum in the world.

Minister of Food and Agriculture: Not the minimum. I own it that it is about 7th or 8th in the world but it is not the lowest. But whatever you say I own it. Sir, agriculture is an industry which has no roof over it. All calamities and every other thing which comes from above falls on Agriculture. If there is no water in the rivers this industry is affected,

if there are heavy rains this industry is again affected, if there are no rains we are affected and if there is locust again we are affected. Therefore, there are so many calamities which affect this industry.

Syed Ahmad Saeed Kirmani: Bad administration also.

Minister of Food and Agriculture: I have proved it with figures that there is no bad administration. It is bad Opposition we can say. I would like to submit few more things. My friend inquired what the department did? I will give you the figure which is in thousands maunds. In 1954-55 the quantity of good seed of wheat distributed was 381 while in 1963-64 it was 800. The seed for paddy supplied in 1954-55 was 24 while last year, i.e. 1963-64, it was 61. The seed supplied for cotton in 1954-55 was 320 and in this year it was 320.

The quantity of fertilizers distributed in 1954-55 was 69,000 tons and during 1963-64 it was 200,000 tons. Just see the big jump.

Now I come to the area developed by departmental dozers and wheel-type tractors. In 1954-55 it was 61,000 acres and during the year 1963-64 it was 158,000 acres.

Now, I give you the number of tube-wells bored and installed by the department.

1954-55	..	307
1960-61	..	430
1961-62	..	488
1962-63	..	513
1963-64	..	563

So during the revolutionary regime: I am proud, we have given the highest number about plant protection.

Khawaja Muhammad Safdar; Which is never done in this Province.

Minister of Food and Agriculture: In the year 1954-55 the plant protection coverage was 28 lakh acres while in 1963-64 it is 55.75 lakh acres. That means the double.

Now, something about the road-side and the improvement that the department has done for tree plantation. Sir, the traveller in train can very well see what has been done on the road-side. This year 31,000 miles of canal banks nursuries we have. I wish I could give you the detail but the time is a bar to me. This year we intend giving about three crores of plants for planting trees.

We have been supplying, of course, in lakhs and lakhs. But this time we have in stock in millions. There are green beds everywhere.

Minister of Finance: Forests.

Minister of Agriculture: Khawaja Sahib will excuse me, if I say that I love trees more than some time the members from the Opposition. I have got love for my trees. You will excuse me.

While closing my speech I say one thing just now that you can see the report of foreigners that Pakistan is at number one amongst the under-developed countries who have taken the best use of the foreign aid so far as agriculture is concerned and that time is not far off when we would be self-sufficient and would be an exporting country and we would be among the nations which stand at number one today.

Mr. Speaker: The question is:—

That a total of Rs. 21,18,130 on account of 40—Agriculture—Total New Expenditure be reduced by Rs. 21,18,129

The motion was lost.

Mr. Speaker: The question is:—

That a sum not exceeding Rs. 21,18,130 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965, in respect of Agriculture.

The motion was carried.

The following Demands were put from the Chair and carried:—

That a sum not exceeding Rs. 78,160 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Provincial Excise.

That a sum not exceeding Rs. 67,830 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Stamps.

That a sum not exceeding Rs. 9,29,470 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Forests.

That a sum not exceeding Rs. 33,830 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Registration.

That a sum not exceeding Rs. 18,520 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Charges on account of Motor Vehicles Acts.

That a sum not exceeding Rs. 20,000 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Other Taxes and Duties.

That a sum not exceeding Rs. 31,51,100 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Irrigation (Working Expenses).

That a sum not exceeding Rs. 2,00,800 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Other Irrigation Expenditure.

That a sum not exceeding Rs. 9,54,140 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Charges on Irrigation Establishment.

That a sum not exceeding Rs. 1,83,820 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Administration of Justice.

That a sum not exceeding Rs. 4,14,380 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Jails and Convict Settlements.

That a sum not exceeding Rs. 36,19,000 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Police.

That a sum not exceeding Rs. 2,61,270 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Frontier Regions.

That a sum not exceeding Rs. 1,05,370 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Scientific Departments.

That a sum not exceeding Rs. 1,51,41,260 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Education.

Haji Gul Hassan Manghi: Sir, on a point of order. I have given notice of a cut motion on Demand No. 18. I want to speak on it. (*Laughter*).

Mr. Speaker: I am now applying the guillotine.

The following Demands were put from the Chair and carried:—

That a sum not exceeding Rs. 13,06,150 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Health Services.

That a sum not exceeding Rs. 1,390 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Public Health.

That a sum not exceeding Rs. 12,280 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Veterinary.

That a sum not exceeding Rs. 7,12,060 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Industries.

That a sum not exceeding Rs. 10,52,250 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Miscellaneous Departments.

That a sum not exceeding Rs. 1,97,16,700 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Civil Works.

That a sum not exceeding Rs. 83,650 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Charges on Buildings and Roads Establishment.

That a sum not exceeding Rs. 10,00,000 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Relief.

That a sum not exceeding Rs. 49,63,000 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Superannuation Allowances and Pensions.

That a sum not exceeding Rs. 16,11,470 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Stationery and Printing.

That a sum not exceeding Rs. 27,37,730 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Miscellaneous.

That a sum not exceeding Rs. 8,950 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Civil Defence.

That a sum not exceeding Rs. 34,45,400 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Payments of Commuted Value of Pensions.

That a sum not exceeding Rs. 2,35,20,200 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Capital Outlay on Provincial Schemes of State Trading.

That a sum not exceeding Rs. 24,80,72,170 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of development.

That a sum not exceeding Rs. 6,00,000 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Capital Outlay on Salt Works.

That a sum not exceeding Rs. 10,56,86,580 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Construction of Irrigation Works.

That a sum not exceeding Rs. 3,38,36,220 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Capital Outlay on Improvement of Public Health.

That a sum not exceeding Rs. 4,29,21,690 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Capital Outlay on Schemes of Agricultural Improvement and Research.

That a sum not exceeding Rs. 3,27,75,000 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Capital Outlay on Industrial Development.

That a sum not exceeding Rs. 2,78,21,500 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Town Development Schemes.

That a sum not exceeding Rs. 15,65,10,000 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Capital Account of Civil Works outside the Revenue Account.

That a sum not exceeding Rs. 30,91,98,070 be granted to the Governor to meet new expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1965 in respect of Loans and Advances by the Provincial Government.

Mr. Speaker: The House now stands adjourned till 8-30 a.m., tomorrow.

(The Assembly then adjourned till 8-30 a.m., on Friday, the 26th June, 1964.)

PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

SIXTH SESSION OF THE FIRST PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

26 June 1964

Friday, the 20th June, 1964

The Assembly met at the Assembly Chamber, Lahore, at 8-30 a. m. of the clock, Mr. Speaker, Chaudhri Muhammad Anwar, in the Chair.

Recitation from the Holy Quran and its translation by Qari Ali Hussain Siddiqi, Qari of the Assembly.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَقَدۡ وَصَّلۡنَا لَهُمُ الۡقَوۡلَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ○ اَلَّذِيۡنَ
اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِهٖ هُمۡ بِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ ○ وَاِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ
قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنۡ قَبۡلِهٖ مُسۡلِمِيۡنَ ○
اُولٰٓئِكَ يُؤۡتَوۡنَ اَجۡرَهُمۡ مَّرَّتَيۡنِ بِمَا صَبَرُوۡا وَيَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغۡوَ اَعۡرَضُوۡا
عَنۡهُ وَقَالُوۡا لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ۫ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ ۫
لَا نَبۡتَغِى الۡجٰهِلِيۡنَ ○

پ ۲۰ - س ۲۸ - ع ۹ - آیات ۵۱ تا ۵۵

ترجمہ :- اور ہم پے در پے ان لوگوں کے پاس (ہدایت) باتیں بھیجتے رہے ہیں۔ تاکہ نصیحت حاصل کریں۔ جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور قرآن ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے بیشک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔ اور ہم تو اس سے پہلے کے فرمان بردار ہیں۔ ان لوگوں کو دوگنا اجر دیا جائے گا۔ کیونکہ صبر کرتے رہے ہیں اور بھلائی کے ذریعہ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال۔ تم کو سلام۔ ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں ؛

BUDGET (GENERAL), 1964-65

Mr. Speaker: Today we are going to discuss two items on the agenda. The first is a resolution on the expenditure specified in the statement under Article 42 read with Article 89 of the Constitution in respect of Projects for the future years, and the second is the discussion of the Contingency Item. We will have discussion on the first item till 10-15 a.m. and from 10-15 a.m. onwards we will have, discussion on item No. 2.

Resolution

RE APPROVAL OF EXPENDITURE IN RESPECT OF PROJECTS

Minister of Finance (SHEIKH MASOOD SADIQ): Sir, I beg to move—

> **That the House do approve of the expenditure specified in the statement under Article 42 read with Article 89 of the Constitution in respect of Projects for the future years.**

Mr. Speaker: Motion moved is—

> **That the House do approve of the expenditure specified in the statement under Article 42 read with Article 89 of the Constitution in respect of Projects for the future years.**

Mir Abdul Baqi Baluch (Makran I) Sir, I oppose this resolution.

جناب والا میرا بھی اس سلسلے میں ایک ریزولیوشن ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ ESTIMATES نامنظور کئے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب ہی کے ریزولیوشن پر میرا بولنا کافی ہوگا۔

جناب سپیکر آپ کے توسط سے میں جناب شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ

ہم رہیں نہ رہیں بات کچھ بھی نہیں
تیرے ہاتھوں کی چاندی کھنکتی رہے

وزیر مالیات (شیخ مسعود صادق)۔ واہ میر صاحب ایک دفعہ پھر

میر عبدالباقی بلوچ۔ آج ان کے ہاتھوں کی چاندی کی کھنک سے متعلق میں چند باتیں اس معزز ایوان میں پیش کروں گا اور پروجیکٹ Estimates کی مخالفت اس وجہ سے کروں گا کہ اوّل تو یہ پروجیکٹ غلط پلاننگ کی پیداوار ہے جس کی وجہ سے اس صوبے کی ترقی ناممکن ہوگئی ہے۔ دوسری وجہ اس صوبے کی بلکہ ملک کی معاشی بدحالی ہے جو خطرناک طریقہ پر بدحال ہو چکی ہے اور اس وجہ سے قرض لے کر اور مزید قرض لے کر پروجیکٹ پر خرچ کرنا میں سمجھتا ہوں بہت بڑا جرم ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ بین الاقوامی ترقی کا انداز فکر جو اس ملک میں پھیلایا جا رہا ہے وہ اس ملک کو نسلوں تک غلام بنائے رکھے گا۔ ان دونوں وجوہات کی بنا پر میں ان پروجیکٹ Estimates کی مخالفت کرتا ہوں اور اسکی میں مزید تفصیل اس ایوان میں پیش کروں گا۔

جناب والا! دنیا میں دو طریقہ فکر آج کل رائج ہیں ایک تو یہ ہے کہ دماغ سے سوچا جائے اور دوسرا یہ ہے کہ معدے سے سوچا جائے۔ ان دونوں طریقہ فکر کے دنیا میں دو مختلف نظریات موجود ہیں۔ مثلاً مغربی ممالک تو یہ کہتے رہے ہیں کہ ہمیں دماغ سے سوچنا چاہیئے۔ اور اشتراکی کہتے ہیں ہمیں معدہ سے سوچنا چاہیئے۔ آج کل جتنے پسماندہ علاقے مغربی ممالک سے قرض لیتے ہیں وہ ان سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ معدے سے سوچیں اور خود وہ عقل سے سوچتے ہیں لیکن ہمیں معدہ سے سوچنے پر مجبور کر رہے ہیں تو یہ پروجیکٹ اس معدے سے سوچنے کی پیداوار ہے۔

ایک آواز ۔ معدے سے سوچنے کے کیا معنیٰ ہیں۔

میر عبدالباقی بلوچ ۔ معدے سے سوچنے کا یہ مطلب ہے کہ ہم کمیونسٹ طرز زندگی کو اپنا لیں۔ مغربی ممالک کا طرز زندگی تو کمیونسٹ طرز زندگی کے خلاف ہے۔ اور دوسری طرف وہ ہمیں اس طرف راغب کرتے ہیں کہ ہم پیٹ کے دھندوں میں پڑے رہیں۔

جناب والا! اسکی میں تھوڑی سی وضاحت اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ مغربی ممالک جو قوم ہمیں ترقی کے لئے ٹے رہے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ بھوکا آدمی آزادی کو نہیں سمجھ سکتا اور دوسری وجہ یہ دیتے ہیں کہ بغیر تعلیم کے جمہوری اقدار سمجھ میں نہیں آسکتے اگر ہمیں اسی انداز پر سوچنا ہے تو مغربی ممالک سے اشتراکی نظریات زیادہ appealing ہیں۔

جناب والا! ایک بات جو میں اس حکومت کے ذریعہ آج کل دیکھ رہا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ Private Enterprise کو ہر جگہ اور ہر مقام پر وہ ترقی دے رہے ہیں۔ بلکہ اس حد تک ترقی دے رہے ہیں۔ کہ ہماری اپنی سٹیٹ پراپرٹیز ہیں۔ اور زمین یا دوسرے صنعتی ادارے پرائیویٹ ہاتھوں میں بیچ رہے ہیں۔ اور ٹرانسپورٹ وغیرہ بھی اسمیں شامل ہے۔ لیکن جہاں آزادیوں کا سوال آتا ہے وہاں کہتے ہیں۔ کہ پہلے پیٹ کے متعلق سوچو۔ اور یہ دو نظریات بالآخر آپس میں ٹکرائیں گے۔ اور اس طرح ٹکرائیں گے۔ کہ اس ملک میں اقتصادی اور معاشی انقلاب اشتراکی بنیادوں پر آئے گا۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے مفاد کے مطابق ہے۔ تو یہ شوق سے کریں۔ اور اسی لئے غالباً ہمیں آج کل یہ تلقین کرتے ہیں۔ اور ساری قوم کو تلقین کرتے ہیں۔ میں آپکی وساطت سے جناب قادر بخش کی خدمت میں یہ شعر عرض کرتا ہوں۔ کیونکہ وزیر خوراک وہی ہیں کہ ؎

شکم نے دل کی حقیقت بھی کھول کر رکھ دی
مقام رزق سے اونچا کوئی مقام نہیں

جناب والا! صوبہ مرکز سے آئندہ سال پچانوے کروڑ روپے قرض لے رہا ہے۔ میں ان قرضوں کی تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ اور نہ مزید اعداد و شمار پیش کرکے اس ایوان کا وقت ضائع کروں گا۔ کیونکہ میرے محترم لیڈر خواجہ محمد صفدر صاحب نے اس پر بڑی سیر حاصل تقریر کی

ہے۔ اور بڑا اچھا تبصرہ کیا ہے۔ جو میں سمجھتا ہوں۔ کہ بڑا جامع اور واضح ہے۔ ان کی تقریر کی روشنی میں میں چند باتیں ضرور عرض کروں گا۔ اور وہ یہ کہ اس سال ہم نے پچانوے کروڑ روپے قرض لئے اور اب تک اس صوبے پر ساڑھے چار ارب روپیہ قرض ہے۔ جو یقیناً بہت بڑی رقم ہے۔ اگر اتنی رقم قرض لے کر ہم یہ کہیں۔ کہ ہم ترقی کر رہے ہیں۔ تو یہ میری سمجھ سے بالا تر ہے۔ کیونکہ کیا ترقی مقروض ہونے کا نام ہے۔ کیا جو قوم جتنی زیادہ مقروض ہو۔ وہ اتنی ہی زیادہ ترقی یافتہ کہلائے گی۔ یا ترقی کا مقصد کچھ اور ہے۔ بہرحال یہ ان کی منطق ہے اور یہ میری سمجھ سے بالا تر ہے۔ اسی منطق کی بناء پر آج یہ پروجیکٹ آئندہ سال تک کیلئے بھی ہمارے سامنے لائے گئے ہیں۔ کہ ہم ان کے لئے پیسے منظور کریں۔ کہ آئندہ بھی اپنے ہاتھ اس دھندے سے نکال دیں۔

جناب والا! اب اس ملک کی علم ترقی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پاکستان بننے کے بعد میں یہ دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ پہلے دس سال میں جتنی اقتصادی ترقی اس ملک میں ہوئی ہے۔ وہ دنیا کے کسی ملک میں بھی اسکی آزادی کے پہلے دس سال میں نہیں ہوئی اور اس میں آپ چائنا کو بھی بلا سکتے ہیں۔ وہاں پر جو پہلے دس سال میں ترقی کا تناسب ہے اس کا مقابلہ آپ اپنے ملک کے پہلے دس سال کی ترقی کے تناسب سے کر دیجئے۔ جب پاکستان بنا۔ اس وقت ہمارے ہاں صرف دو ٹیکسٹائل ملز تھیں۔ ایک لائلپور اور ایک اوکاڑہ۔ اور حالت یہ تھی۔ کہ لوگوں کو کفن کے لئے بھی کپڑا نہیں ملتا تھا۔ لیکن ان سیاستدانوں کے تدبر سے جنہیں آج یہ گالیاں دے رہے ہیں۔ اور قدرت کی مدد سے Korean boom کے زمانے میں ہمارے ہاں اس قدر روپیہ جمع ہوا۔ کہ وہ روپیہ خرچ کرنے کے لئے ہمیں یہ پتہ نہیں چلتا تھا۔ کہ اسے کہاں خرچ کریں۔ چنانچہ چار پانچ کروڑ روپیہ پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی۔ میں لگایا گیا۔ اور صرف ٹیکسٹائل ہی کو لیجئے۔ کہ 55-56ء میں ہم کپڑے کے معاملے میں نہ صرف خود کفیل ہوئے۔ بلکہ ہم بیرونی ممالک کو وہ کپڑا بھیجتے بھی رہے۔ اور اس طرح پچاس کروڑ روپے کا سالانہ زرمبادلہ ہم نے بچانا شروع کیا۔ اور اس وقت تک ہم نے کوئی قرضہ نہیں لیا تھا۔ اور آج کل کی ترقی کا یہ عالم ہے۔ کہ ساڑھے چار ارب روپیہ صرف اس صوبے نے قرض لیا ہے۔

اور فرماتے ہیں۔ کہ ہم بڑی ترقی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کو یاد ہوگا۔ کہ پچھلے بجٹ سیشن میں میں نے کچھ اعداد و شمار پیش کئے تھے۔ جن سے میں نے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ صوبے کی ترقی یکساں طور پر نہیں ہو رہی ہے۔ اور جو دلیل میں نے اسکے لئے اس وقت دی تھی۔ وہ دلیل اب بھی دونگا۔ کہ ون یونٹ جب بنایا گیا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا۔ کہ تمام صوبے کے ذرائع اور وسائل یکجا ہوں گے اور ان ذرائع اور وسائل کو اس طریقے پر خرچ کیا جائے گا۔ کہ تمام صوبے کی یکساں ترقی ہو۔ اور پسماندہ علاقے قلیل عرصے میں دوسرے علاقوں کے برابر آسکیں۔ یہ اصول تھا۔ اور اسی کی بناء پر چھوٹے depending یونٹ ون یونٹ میں شامل ہونے پر رضامند ہوئے تھے۔ لیکن اسکے بعد اگر دیکھا جائے۔ کہ کیا ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حالات بڑے تلخ اور بدل کرنے والے ہیں۔ اور جناب شیخ صاحب میری اس دلیل کا گذشتہ سیشن کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ اس دلیل کا جواب دینے کی بجائے آڈیٹر سے یا پتہ نہیں کہاں کہاں سے لمبے چوڑے حساب کا کھاتہ لائے۔ اور ہر علاقے کے آمد و خرچ کی تفصیل بتا کر یہ ظاہر کیا۔ کہ پنجاب بڑی قربانی دے رہا ہے۔ اور باقی units جو ہیں۔ وہ مفت خورے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ انداز فکر پھر ون یونٹ کے خلاف جا رہا ہے۔ پنجاب ہو یا بلوچستان ہو یا سندھ ہو۔ ہر علاقہ قربانی بھی دے رہا ہے۔ اور فائدہ بھی اٹھا رہا ہے۔ لیکن یہی کھاتے رکھ کر کہ ایک علاقے کی آمدنی کیا ہے۔ اور اس کا خرچ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ زیادتی ہے۔ بلوچستان کو لیجئے کہ اس کے متعلق جو مرکزی محاصل ہیں۔ اور مرکزی محاصل سے جو حصہ اس صوبے کو آتا ہے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ صرف صوبائی محاصل کا ذکر کر کے اور اپنی cost of administration کی رقم اس میں ملا کر یہ بتاتے رہے کہ وہ بلوچستان سے جتنا حاصل کرتے رہے ہیں اس سے زیادہ اس پر خرچ کرتے ہیں۔ میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ غلط ہے۔ کہ آپ صرف ساحل مکران کی مچھلی سے اڑھائی کروڑ روپے کا سالانہ زرمبادلہ کما رہے ہیں۔ اور کیا اس میں اس صوبے کا حصہ نہیں ہوتا۔ میں اُن سے یہ پوچھتا ہوں۔ بلوچستان کی اُون سے جو دو کروڑ روپے کا زرمبادلہ کما رہے ہیں۔ کیا اس کا اس صوبے میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ میں

اُن سے پوچھتا ہوں۔ کہ معدنیات سے جو کروڑوں روپے کا زرِ مبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ اور جو ٹیکس بھی حاصل ہوتے ہیں۔ کیا اس کا اس صوبے میں کوئی حصّہ نہیں ہوتا ہے۔ میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ سوئی گیس سے کتنی آمدنی ہے۔ ایک سوئی گیس کو لیجئے۔ اور باقی سب چیزیں آپ رہنے دیجئے۔ اور اسکے باوجود آپ یہ کہہ رہے ہیں: کہ بلوچستان سے ہمیں کچھ نہیں مل رہا ہے۔ اور بلوچستان کو ہم خیرات دے رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گذارش کروں گا۔ کہ وہ اس اندازِ فکر کی تصحیح کرلیں۔ ورنہ یہ ثابت کرنا کہ پنجاب ہیرو ہے۔ اور دوسرے یونٹ بھیک مانگ رہے ہیں۔ اور وہ بھوکے مر رہے ہیں۔ اور وہ پنجاب پر آس لگائے ہوئے ہیں۔ اور ون یونٹ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

قادر بخش (وزیر زراعت)۔ یہ کبھی کسی نے نہیں کہا ہے . . .

(قطع کلامی)

میر عبدالباقی بلوچ۔ میرے پاس تقریر موجود ہے۔

وزیر زراعت۔ اگر یہ الزام لگاتے ہیں۔ تو ہم اس کا جواب بھی دیں گے۔

مسٹر سپیکر۔ بلوچ صاحب مرکزی محاصل تو کسی صوبے کے بھی شامل نہیں کئے گئے ہیں۔

میر عبدالباقی بلوچ۔ جناب والا! اگر ایک علاقہ ہے۔ جس کی آمدنی کا سب سے زیادہ ذریعہ وہی ہے۔ جو مرکز کے پاس ہو۔ تو اس کا کیا علاج ہے۔ ون یونٹ جو بنایا گیا ہے وہ اس لئے بنایا گیا ہے۔ کہ آپ تمام ذرائع POOL کرکے کم ترقی یافتہ علاقوں کو ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لایا جائے گا۔

جناب والا! اس جگہ سے ان کو کتنا ملا ہے۔ اور انہوں نے کتنا خرچ کیا ہے۔ وہ بھی میں آپ کو بتاتا ہوں۔ شیخ صاحب نے جو اعداد و شمار آڈیٹر سے لاکر پیش کئے تھے۔ اسکی رُو سے 55-56ء سے لیکر 63-64ء تک چار کروڑ بائیس لاکھ وصول ہوئے۔ جس میں مرکزی محاصل شامل نہیں ہیں۔ اور انہوں نے تلات ڈویژن پر جو کُل خرچ کیا ہے۔ اس وقت سے اب تک وہ تیرہ کروڑ اکہتر لاکھ روپے تھا۔ اور انہوں نے کل تلات ڈویژن پر جو روپیہ خرچ کیا ہے وہ ۱۳ کروڑ ۱۷ لاکھ کیا تھا۔ اس میں

Cost of administration

بھی شامل ہے۔ اور اس میں ریوینیو بجٹ بھی شامل کیا ہوا ہے۔ صرف ریوینیو کیپٹل بجٹ نہیں تھا اور پھر جناب انہوں نے دکھایا ۶۳-۶۲ء میں development side پر ۷۹ لاکھ اور ۶۶ ہزار روپیہ اور جو اعداد و شمار کے مطابق ان کا خرچ پڑتا ہے وہ ۳ کروڑ اور ۱۷ لاکھ ہے۔ تو ظاہر ہے کہ development کے علاوہ جو رقم ہے وہ cost of administration میں ہے یہ بات الگ ہے کہ وہ اس کو چھپائیں لیکن بات نکل آئی کہ انٹگریشن integration کے وقت Cost of Administration کا کوئی ۳۰ لاکھ کے قریب خرچ تھا اور اب دو کروڑ ۳۷ لاکھ اور ۳۴ ہزار ہو گیا ہے۔ تو جناب اس اعتبار سے انہوں نے ۱۳۰ کروڑ ۷۱ لاکھ ہم پر خرچ کیا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ ساڑھے آٹھ کروڑ cost of administration سے گئے اور باقی ۵ کروڑ میں سے یہ وہاں اپنے آفیسرز کے بنگلے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کیپٹل بجٹ سے بناتے پھرتے ہیں۔ اور جن کے پراجیکٹس Estimates میرے پاس ہیں۔ اس سال ہاؤسنگ سیٹلمنٹ کے لئے ۸۰ لاکھ روپیہ ہے لیکن تعلیم کے لئے ایک لاکھ اور ۱۷ ہزار ہے۔ ہیلتھ کے لئے ۳۵ ہزار اس سال صرف رکھے ہیں۔ پچھلے سال جناب والا میں نے یہ گذارش کی تھی کہ تلات ڈویژن میں ۳ عشاریہ ۹ فیصد تناسب خواندگی ہے اور یہ ڈیویلپمنٹ جو تعلیم کی ڈیویلپمنٹ پر خرچ ہے۔ وہ ۹۰ پیسے فی کس کے حساب سے خرچ کر رہے ہیں۔ اس سال میں ان کو مبارکباد دوں گا کہ بجائے اسکے کہ وہ کراچی کیطرح ساڑھے چھ روپیہ فی صد خرچ کرتے اور جہاں ۴۰ فیصدی کا تناسب ہے اس سال انہوں نے ۹۰ پیسے فی کس کی بجائے ۳۷ پیسے فی کس انہوں نے خرچ کرنا شروع کیا ہے۔ میں ان کی اس ترقی کی داد دیتا ہوں اور ان کے ان اصولوں کی جن کی بنا پر وہ یہ کر رہے ہیں۔ اور دن یونٹ کو چلا رہے ہیں۔ کل خلدار سے طالب علموں کا مجھے ایک ٹیلیگرام موصول ہوا۔ اب تک وہ چلا رہے ہیں کہ وظائف ۸۰ روپیوں تک بھی نہیں بنائے گئے اور ان وظائف میں وہ زندہ نہیں رہ سکتے اور نہ وہ پڑھ سکتے ہیں۔ ہیلتھ کو لیجئے۔ پچھلے سال میں نے اعداد و شمار سے ثابت کیا تھا کہ فی کس ان کا خرچ ۹۴ پیسے ہے یعنی فی کس۔ لیکن اس سال انہوں نے ترقیاتی بجٹ

میں جو رقم رکھی ہے وہ صرف ۳۵ ہزار ہے اور اس لحاظ سے ، پیسے فی کس قلات ڈویژن کے لوگوں کی صحت پر خرچ ہو رہا ہے۔ تو جناب والا میں ان سے یہ عرض کروں گا۔ کہ بجائے اس کے کہ یہ یہاں غلط planning کریں۔ اور مختلف علاقوں کی ترقی میں مانع ہو کر اپنے آپ کو ہیرو Hero بنائیں بہتر یہ ہوگا کہ یہ ٹھنڈے دل سے ان پورے مسائل کو دوبارہ سوچیں۔ قرض لینا چھوڑ دیں اور اپنے ہی ذرائع سے جو ان کی ترقی ہو سکتی ہے۔ اس اندازے سے ترقی کریں اور دستور میں متعین شدہ وقت کے مطابق کریں اور ترقی یافتہ علاقوں کو پنجاب کے برابر لائیں اور اسکے بعد اکٹھے ہو کر ہم اور آپ کسی اور منزل کیطرف چلیں گے۔ ورنہ یہ ناممکن ہے کہ آپکی اور ہماری رفتار ایک ہو اور ہم ایک منزل کیطرف جا سکیں میں یہاں ایک چھوٹی سی مثال پیش کروں گا۔ بہاول پور پنجاب کی ایک ریاست تھی۔ اور قلات بلوچستان کی تھی لیکن قلات ہر اعتبار سے پنجاب کی ریاست بہاول پور سے کم ترقی یافتہ تھا اور ہے۔ اور اب پنجاب کی ترقی کو مدنظر رکھا جائے تو بہاول پور اس لحاظ سے بہت کم ترقی یافتہ ہے۔ لیکن صوبے کی ترقی کے پیش نظر اس سے کم درجہ قلات کو حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے کیا کیا ہے۔ اگر ریاستیں الگ حیثیت رکھتی تھیں اور اگر اب بھی انہوں نے الگ ریجن بنانے ہیں تو آپ بلوچستان کو ایک ہی ریجن گنتے اور قلات مکران اور خاران ایک ہی ریاست ہونی چاہیئے تھی۔ اس میں اب یہ نہیں ہے کہ جناب یہ قلات ریجن ہے اور کوئٹہ ریجن ہے۔ اسکو آپ قلات کو بیسڈ ڈویژن بنا کر DEVELOP REGIONAL BASIS پر ڈیویلپ کر رہے ہیں۔ لیکن اب بہاول پور الگ ہے۔ ڈویژن بھی الگ ہے اور ریجن بھی الگ ہے۔ اس کو الگ ریجن دکھایا ہوا ہے۔ تو جناب ایسی صورت ہے۔ اور اب خیر پور کو لیجیے حیدر آباد کو لیجیے وہ ایک ریجن ہو گیا ہے اور یہ خاص مقام جو بہاول پور کو دیا گیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا اس کو مت دیجیئے۔ ضرور دیجیئے اور زیادہ دیجیئے مگر آپ پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ آپ دوسروں کا بھی خیال کیجیئے۔ آپ نفرت پھیلانے کی کوشش مت کیجیئے۔ یہ نہ بتائیے ہمیں کہ جو آپکے قریب ہیں وہ آپ کو عزیز ہیں اور جو آپ سے دور ہیں اُن کی آپ کو پرواہ نہیں۔ جناب میں آخیر میں ایک لطیفہ ان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اور جو ان پر صادق آتا ہے اور پھر

میں بیٹھ جاتا ہوں ۔ یہ شور انہوں نے بہت مچایا ہوا ہے کہ قلات ڈویژن کو ترقی دے رہے ہیں۔ ایک لطیفہ مجھے یاد آگیا کہ کسی گاؤں میں کچھ سکھ تھے جن کا کوئی آدمی بیماری کی وجہ سے فوت ہو رہا تھا یا کسی اور وجہ سے۔ تو جب وہ مرنے لگا تو انہوں نے کہا کہ مکھن لے آؤ وہ جان بلب ہے اور یہ اسکے منہ میں مکھن ڈال رہے ہیں۔ جب وہ مرگیا تو کہنے لگے کہ یہ ہمارا مکھن کھاتے کھاتے مرگیا۔ تو جناب والا میری تقریر اس ایوان نے سنی ہوگی کہ ہم سے یہ ترقی کی بات کر رہے ہیں۔ قلات کی بابت میں یہ کہوں گا۔ کہ یہ وہی اپنا پرانا لطیفہ ہم پر آزما رہے ہیں کہ دیکھو ہمارا قلات ڈویژن مکھن کھاتے کھاتے مر رہا ہے۔

<u>علامہ رحمت اللہ ارشد</u> (بہاولپور ۲) جناب صدر۔ میرے سامنے اس وقت یہ کتاب ہے یہ دستاویز ہے Projects' Estimates جس کی تفصیلات اس ایوان میں اسلئے پیش کی گئی ہیں کہ ہم صوبے کی منصوبہ بندی اور مختلف علاقوں کی ترقیاتی سکیموں کا جائزہ لے سکیں۔ میں اپنے فاضل بھائی میر عبدالباقی بلوچ کے ساتھ اس اصول کا متفق ہوں کہ صوبے کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی ایک اصول متعین کرلیا جائے اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ یک جہتی بھی ہو اور اس میں یکسانیت بھی ہو۔

مجھے بے حد افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس پراجیکٹ اسٹیمیٹ کو دیکھنے کے بعد منصوبہ بندی کسی معیار کو سامنے رکھ کر نہیں کی گئی نہ ہی مختلف علاقوں کے ساتھ انصاف کیا گیا ہے جناب صدر میں نہایت مختصر وقت میں آپ کی وساطت سے ان ناانصافیوں کی طرف اس ایوان کو اور اس حکومت کو متوجہ کروں گا۔ جو میرے حلقہ نیابت یعنی بہاولپور کے ساتھ ناروا سلوک رکھا گیا ہے اس کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ سب سے پہلے جناب میں انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو لیتا ہوں جس کا خرچ تقریباً ۲۶ کروڑ روپیہ دکھایا گیا ہے۔ آپ سنکر حیران ہوں گے۔ اور متعجب بھی ہوں گے کہ اس میں صرف ۳۴ ہزار روپیہ بہاولپور کو ملا ہے وہ بھی کس انڈسٹری کے لئے وہاں گورنمنٹ پرنٹنگ پریس اور سٹیشنری کی جو عمارت ہے اس کے اوپر تین کمرے بنائیں جائیں گے۔ یہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ نے بہاولپور پر کرم فرمایا ہے۔ حالانکہ ہمارے حکمرانوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے کہ بہاولپور کا ضلع خاص طور پر بہاولپور ڈویژن کے اندر بہت پسماندہ ہے۔ ایک حیثیت اسکو

وحدت مغربی پاکستان کے قیام سے پہلے یہ حاصل تھی وہ ریاستی حکومت کا دارالحکومت تھا۔ اور یہی حیثیت تھی جو اسکو امتیاز کرتی تھی۔ باقی اضلاع سے اب وہاں پوزیشن یہ ہے نہ کوئی چھوٹی انڈسٹری ہے نہ کوئی بڑی انڈسٹری ہے اور اس کا نتیجہ بالکل واضح ہے جیسا کہ میں کل عرض کر چکا ہوں کہ وحدت مغربی پاکستان کے قیام کے بعد بہاولپور کے پڑھے لکھے نوجوانوں کے لئے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ ۸ برس کے اندر ایک چپڑاسی سے لے کر ایک کلرک تک کسی کی تقرری نہیں ہوئی۔ اس کا مداوا اگر ہو سکتا ہے تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی بڑی انڈسٹری قائم کی جاتی۔ کوئی بڑی صنعت وہاں قائم کی جاتی تاکہ لوگوں کو اور نوجوانوں کو وہاں روزگار میسر آ سکے اسکے بعد جناب گورنمنٹ کے ملازمین کے لئے رہائشی مکانات پر ۲۵ لاکھ روپیہ اس مصارف میں دکھایا گیا ہے۔ پھر آپ معلوم کر کے متعجب ہوں گے اور حیران بھی کہ بہاولپور کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیا بہاولپور کے ملازم اس وحدت مغربی پاکستان کے ملازم نہیں۔ کیا ان کو رہائش کے لئے مکانوں کی ضرورت نہیں۔ آخر کوئی وجہ کوئی دلیل کوئی استدلال اس معاملہ میں پیش کیا جا سکتا کہ بہاولپور کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

نمبر تین دیہاتوں میں پانی مہیا کرنے کی سکیم۔ اس میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ۱۰۵ مقامات پر پانی پینے کی سکیم جاری کی گئی ہے اس میں صرف ۶ مقامات پر بہاولپور کے ساڑھے چار سو میل ریاست کے صرف چھ خوش نصیب مقامات ہیں جن کو پانی پینے کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔ لیکن یہاں یہ بھی ایک سوال پیدا ہوتا ہے اس کے لئے ۸۵ لاکھ اور ایک ہزار روپیہ منظور کیا گیا یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جناب صدر یہ پینے کا پانی مہیا کرنا انہیں مقامات کے لئے نہایت ضروری ہے۔ جہاں پانی پینے کے لئے مہیا نہ ہو یا میسر نہ ہو لیکن جن مقامات پر پانی میسر ہو اور وہاں پانی میٹھا ہے۔ پانی پی کر وہاں لوگ زندہ ہیں اور جی رہے ہیں اس قسم کے اُلٹے تلے صرف اس گورنمنٹ کو زیب دیتے ہیں جو اپنے ملک کے بنیادی اور اساسی مسائل سے عہدہ برآ نہ ہو۔ جو اپنے ملک کے بنیادی جیسے ضروریات زندگی کہنا چاہیئے اپنے عوام کے لئے مہیا کر دی ہوں۔ مفت تعلیم کا انتظام کر دیا ہو۔ روزگار کا انتظام کر دیا ہو۔ مفت طبی امداد کا انتظام کر دیا ہو۔ پھر اس کے لئے وہ چاہیئں کہ ان مقامات پر نہایت صاف ستھرا پینے کا پانی مہیا کریں اور جن مقامات

پر پانی پینے کے لائق نہیں ہے وہاں پانی مہیا کریں ۔ جناب والا میں آپ کے توسط سے اپنے حکمرانوں سے یہ مطالبہ کروں گا کہ خدا کے لئے ان چھ مقامات پر جو آپ نے پینے کا پانی مہیا کیا ہے یہ ہم سے واپس لے لیجئے اور ہمارے نوجوان تعلیم یافتہ کے لئے روزگار مہیا کیجئے ۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ اقتصادی مسئلہ ہے ۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہماری پس ماندگی ہے ۔ آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے جن چھ مقامات پر پانی سپلائی کیا گیا ہے جناب صدر ان مقامات پر میرے نزدیک پینے کا پانی نہایت ہی اچھا ہے ۔ وہاں اسکی ضرورت قطعاً کوئی نہیں تھی لیکن جو بنیادی ضروریات ہیں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔

جناب چوتھے ہم اس میں دیکھتے ہیں کہ کراچی کی پرانی اسمبلی کی بلڈنگ میں وکلا کے لئے بار روم قائم کرنے کے لئے ۵۰ ہزار روپیہ ہمیں نظر آتا ہے ۔ کیا ہمارے حکمرانوں کو یہ معلوم نہیں کہ بہاول پور کے اندر بھی ہائی کورٹ کا بینچ موجود ہے ۔ وہاں بھی وکلا رہتے ہیں ان کو بھی بار روم کی ضرورت ہے ۔ وہاں ملک قادر بخش صاحب خود بار روم میں جا کر ان کو دیکھ آئے ہیں کہ وہاں کے بار روم کی کیا کیفیت ہے ۔ بارہا مطالبہ کر چکے ہیں ۔ ان گذارشات سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیں کراچی کے خلاف کوئی قدغن ہے ۔ پنجاب کے خلاف کوئی قدغن ہے ۔ بلوچستان کے ساتھ کوئی قدغن ہے میری گذارشات کا مطلب یہ ہے کہ منصوبہ بندی کا فقدان یکجہتی اور یکجائیت کے ساتھ ہو ۔ تعمیر اور ترقی کا جو نظریہ ہے اس میں میں نے کبھی حصہ نہیں لیا ۔

نمبر ۵ ٹیکنیکل ایجوکیشن ہے ۔ ۴۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ اس پراجیکٹ اسٹیمیٹ میں نظر آتا ہے ۔ کیا ہمارے حکمران خوربین یا باریک بین عینک لگا کر یہ بتا سکیں گے کہ اس میں بہاول پور کے لئے ایک پیسہ بھی مخصوص کیا گیا ہے ۔ کیا بہاول پور کے لوگوں کو فنی تعلیم کی ضرورت نہیں ۔ کیا وہاں سارے انجینئر بستے ہیں ۔ کیا وہاں سارے ڈاکٹر بستے ہیں ۔ کیا وہاں جتنا پڑھا لکھا نوجوان طبقہ ہے وہ سارے ٹیکنیکل ہینڈ ہیں ۔

نمبر ۶ کالج ایجوکیشن ہے ۔ اس میں دو کروڑ ۴۶ لاکھ ۴۵ ہزار روپیہ ہمیں دکھائی دیتا ہے پھر بہاول پور کو اس سے محروم کر دیا گیا ہے اس کے لئے ایک پیسہ نہیں رکھا ۔ میں نے ابھی ابھی اپنے محترم فاضل وزیر تعلیم سے بارہا عرض کی تھی کہ رحیم یار خان اور خان پور سے کچھ لوگ ان سے ملنے

کے لئے آئے ۔ انہوں نے دو لاکھ روپیہ کی زمین کالج کے لئے خرید لی ہے ۔ دو لاکھ میونسپل کمیٹی دینے کے لئے تیار ہے ۔ آپ وہاں انٹرمیڈیٹ کالج کھول دیجئے ۔ لیکن ان کی گذارش کو، ان کی عرض داشت کو ان کی استدعا کو ابھی تک شرف قبولیت نہیں بخشا گیا اور جب بجٹ ہمارے سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ دو کروڑ کے قریب اڑھائی کروڑ کے قریب کالج ایجوکیشن کے لئے انہوں نے روپیہ اس ایوان سے منظور کرانا ہے ۔ اور انہوں نے یہ باور کر لیا ہے کہ بہاولپور کوئی انگلستان کا حصہ ہے جہاں ۱۰۰ فیصدی لوگ تعلیم یافتہ بستے ہیں ۔

نمبر ۷ زراعت کے لئے ۵۰ کروڑ ۸۶ لاکھ روپیہ ہے ۔ جس طرح ہمارے بزرگ اور فاضل وزیر زراعت نے کل فرمایا تھا کہ اس صوبہ کی معیشت زرعی ہے ۔ اور زراعت کو ہر چیز پر اولیت حاصل ہونی چاہیئے ۔ میں اس اصول سے اتفاق کرتا ہوں ۔ کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ بہاولپور زرعی معیشت میں اگر سب سے زیادہ اور اوّل مقام نہیں رکھتا یقیناً ان مقامات میں سے ضرور ہے جن کی زرعی معیشت اونچی ہے ۔ آپ سنکر حیران ہوں گے کہ جنگ کے زمانہ میں ایک لاکھ ۴۰ ہزار ٹن بہاولپور گندم ایکسپورٹ کرتا تھا ۔ اس زرعی علاقے کے لئے اور اس علاقے کے لئے جس کی معیشت تمام تر زرعی ہے اس ۴۹ کروڑ میں سے بہاولپور کے لئے صرف ۵ لاکھ روپیہ مخصوص کیا گیا ہے ۔ صرف ۵ لاکھ روپیہ ! میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ کس تناسب کے ساتھ یہ رقم مخصوص کی گئی ہے ۔ اور اس ۵ لاکھ روپیہ کے ساتھ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ٹھٹھار کے علاقہ میں ٹیوب ویل لگائیں جائیں گے ۔ اس سے کتنی اس علاقے کی ترقی ہوگی ۔ اس علاقے میں جہاں ۳۰ لاکھ عوام بستے ہیں جس کی لمبائی ساڑھے تین سو پونے چار سو میل ہے ۔ اس علاقے کے اندر ۵ لاکھ سوائے اسکے کہ یہ ضائع کر دینے کے مترادف ہے اس کا اور کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔

جناب والا ۔ ان گذارشات کے ساتھ میں ایک دفعہ پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور کو صرف اس لئے محروم نہ کیا جائے کہ وہاں one unit کے خلاف کوئی نعرہ بلند کرنے والا نہیں یا وحدت مغربی پاکستان کی توڑ پھوڑ کا نعرہ بلند کر کے کوئی blackmail کرنا نہیں چاہتا ۔ اس لئے کہ لوگ مطمئن اور خاموش ہیں ۔ اور وحدت مغربی پاکستان اور پاکستان کے وفادار ہیں ان کو صرف اس لئے محروم نہ کیا جائے ۔ آخر محرومی کی بھی حد ہوتی ہے اور برداشت کی بھی ایک

صدہوتی ہے۔ اگر آپ نے ہمارے ساتھ یہی سلوک کرنا ہے اور ہمیں اسی طرح تیسرے درجے کا شہری بنا کر اپنے علاقے میں رکھنا ہے۔ تو پھر ہمارا نعرہ صرف یہی ہے کہ خدا کے لئے اس یونٹ کو توڑ دو اور ہمیں ہماری ریاست بہاولپور واپس کر دو۔

مسٹر عبدالرازق خان (مردان نمبر ۳)۔

جناب صدر۔ یہ Project Estimates جو اس ایوان میں پیش کئے گئے ہیں۔ یہ کل ایک ارب ۔۴۶ کروڑ ۔۶۳ لاکھ اور ۲۹ ہزار روپے کے ہیں۔ ان Projects' کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس مختصر عرصہ کے پیش نظر ہر Project کے لئے رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن جناب سال ۱۹۶۴-۶۵ء میں کل رقم جو خرچ کی جانی ہے۔ وہ ۲۲ کروڑ ۔۱۲ لاکھ ۳۸ ہزار روپے ہے۔ جن مدات پر یہ رقم اس وقت خرچ کی جا رہی ہے ان میں

Water & Power, Agriculture, Rural Water Supply, Government Servants' Housing, Government Officers' Buildings, Industries, Education, Heath and Communications.

جناب والا! سارے مغربی پاکستان میں یکساں طور پر عوام کو ان کے بنیادی حقوق دلانے کے لئے انتہائی ضروری تھا کہ ان کے مسائل کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی جاتی۔ اور یہ سمجھ کر دی جاتی کہ یہ عوام کے فوری مسائل ہیں۔ مثلاً آج کل مغربی پاکستان میں سب سے زیادہ ضرورت مواصلات کی ہے۔ وہ اس لئے کہ یہاں سڑکوں کی حالت اچھی نہیں۔ اسکے علاوہ بہت سی نئی سڑکیں بنانے کی ضرورت ہے۔ مجھے توقع تھی کہ مواصلات کے لئے ان Project کے لئے جن پر آئندہ چار پانچ سال میں ثمر آور ہوگا۔ کچھ زیادہ رقم رکھی جاتی تو بہتر ہوتا۔ لیکن سال ۱۹۶۴-۶۵ء کے لئے جو دو کروڑ ۵۷ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ بالکل ناکافی ہیں۔ اس لئے میں جناب وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ وہ اسکی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اور اگر ممکن ہو تو مواصلات کے لئے Contingency میں سے اور رقم منظور فرمائیں۔ تاکہ لوگوں کی ایک اہم شکایت اور تکلیف کا ازالہ ہو سکے۔

جناب والا! ایمبی ایک مدانڈسٹریز کی ہے۔ میں حیران ہوں کہ جب گورنمنٹ کی پالیسی

یہ ہے کہ صنعتیں نجی ملکیت میں آجائیں۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے انڈسٹری پر تمام تر قیود آہستہ آہستہ ختم کی جارہی ہیں۔ کنٹرول ختم کئے جارہے ہیں۔ اور Textile Industry کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ کپڑا چار آنے گز بنا کر دو روپے گز بیچیں۔ تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ جو انڈسٹریز گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہیں۔ یا جنہیں P.I.D.C. چلا رہی ہے۔ اور جیسے کہ ہمیں سوالات کے جواب دئے گئے ہیں۔ کہ تقریباً ہر انڈسٹری نقصان میں جارہی ہے۔ تو ان حالات میں ان پر اور زیادہ خرچ کرنا۔ اور صرف اسی سال ۵ کروڑ ۴ لاکھ روپے خرچ کرنے کا منصوبہ بنانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا کہ اس امر پر توجہ دی جائے کہ اگر کوئی انڈسٹری گورنمنٹ چلا رہی ہے اور اس میں نقصان ہو رہا ہے۔ تو اس سے یہ بہتر ہوگا کہ ایسی انڈسٹری کو نجی ملکیت میں دیدیا جائے۔ البتہ ایک بات قابلِ غور ہے۔ وہ یہ کہ اگر پرانے صنعت کاروں کو اور نہ نوازا جائے تو یہ بہتر اور مفید بات ہوگی۔ بلکہ ان کی بجائے کوا پریٹو یا اس قسم کے اداروں کو موقع دیا جائے تو ان سے بھی یہ کام لیا جاسکتا ہے۔

جناب والا! چاہئے تو یہ تھا کہ ان New Projects کے سلسلے میں دو تین چیزوں کی طرف خاص طور سے توجہ دی جاتی۔ اور جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے۔ ان میں مواصلات تھیں اور اس کے بعد تعلیم تھی۔ اب آپ Health کو لیں۔ اس کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے۔ یہ ناکافی ہے۔ اس کے لئے صرف ۸۶ لاکھ ۷۰ ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ جو آئندہ خرچ کئے جائیں گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ سارے مغربی پاکستان میں اور خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں طبی سہولتوں کی کمی کی وجہ سے لوگ بڑی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حکومت بدستور کوشش کر رہی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اس کوشش کی رفتار کو تیز تر نہ کیا جائے گا۔ اور باقاعدہ منصوبے بنا کر اس کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم مختص نہ کی جائیگی۔ یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔

جناب والا! ان منصوبہ جات میں ایک بہت اچھی چیز رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اسکی تعریف نہ کروں تو میں اپنے فرض میں کوتاہی کا مرتکب ہوں گا۔ جو بڑی زیادتی ہوگی اور وہ ہے Rural Water Supply and Drainage Scheme

اس پر اس بجٹ کی رو سے اس سال دو کروڑ ۲۳ لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے ۔ میں اسے اس حکومت کا ایک شاندار کارنامہ تصور کرتا ہوں ۔ یہ پہلا موقع ہے کہ دیہاتی علاقوں کے پینے کے پانی کی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے اسے ان Projects میں شامل کیا گیا ہے اور آئندہ سالوں میں اس پر خرچ کا منصوبہ بنایا گیا ہے ۔ اس کے لئے میں جناب وزیر خزانہ اور تمام وزرائے کرام کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ کیونکہ انہوں نے یہ بہت ہی اچھا کام کیا ہے ۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ دیگر چیزوں پر اسی طرح غور فرمائیں گے اور عوام کی فوری ضرورت کے جو مسائل ہیں ۔ ان پر ان Project کے ذریعے توجہ دیں گے ۔ اور ان پر زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کریں گے ۔

جناب والا ! ایک نہایت ہی اہم مسئلہ جسے میں نے سب سے آخر میں رکھا ہے ۔ وہ Agriculture کے متعلق ہے ۔ اس پر آئندہ ۴ کروڑ ۴۰ (چالیس) لاکھ روپے خرچ کا ارادہ ہے ۔ میں نے اسکی تفصیلات دیکھی ہیں ۔ اس میں ایک سکیم ہے جس کے تحت حکومت کھلے کنوؤں یعنی wells کے لئے کچھ wheel خرید کر ایک ہزار روپے فی کاشتکار بطور امداد دیگی ۔ پھر ٹیوب ویل بورنگ کے لئے بھی کچھ پیسے رکھے گئے ہیں ۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ کروڑوں روپے کے خرچ کے بعد ہم زراعت میں وہ ترقی لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے جو اس میں ہونی چاہئے تھی ۔ میرے خیال میں زراعت کے سلسلے میں کچھ انتظام کی خرابی اور منصوبہ بندی کا فقدان ہے ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ارباب اختیار اسکی طرف پوری طرح توجہ نہیں دے رہے ۔ ورنہ کروڑوں روپے کے خرچ کے بعد چاہیئے تو یہ تھا کہ آج ہم غلے کی پیداوار میں کم از کم خود کفیل ضرور ہوتے ۔ اور اسے export کرتے نہ کہ import کرتے ۔ لہذا میں یہ گذارش کروں گا کہ جو پیسے رکھے گئے ہیں ۔ وہ صحیح طور پر خرچ کئے جائیں ۔

جناب والا ! اب میں ضلع مردان کی طرف جناب وزیر زراعت کی توجہ مبذول کراؤں گا ۔ وہاں جس قسم کے کنوؤں اور ٹیوب ویل بورنگ کے لئے رقم مخصوص کی گئی ہے اس سلسلے میں میرا علاقہ بھی آپ کی توجہ کا مستحق ہونا چاہیئے ۔ وہاں ان کنوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ لیکن پھر بھی لوگ روز بروز نئے کنوئیں کھود رہے ہیں ۔ وہاں بہت بڑا علاقہ بارانی ہے ۔ جہاں

ٹیوب ویل لگانے کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن جب تک وہاں Test Boring نہ ہو۔ اور اس علاقے کا صحیح طور پر سروے نہ کیا جائے۔ یہ سکیم وہاں بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! اب میں واپڈا کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ پانی کے لئے یہاں ایک کروڑ ۸۳ لاکھ روپے خرچ کرنے کا ارادہ ہے۔ جسے میں نہایت ہی ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اگر ہم اپنے پانی کے وسائل سے پورا فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ ہمارے ہاں ترقی نہ ممکن ہے۔ اسکے متعلق بھی میں یہی گذارش کروں گا کہ جس مد کے لئے جتنے پیسے رکھے جائیں۔ انہیں ان پر خرچ بھی کیا جائے۔ یہ میں ان علاقوں کی طرف سے درخواست کر رہا ہوں۔ جن کو چھوٹے یونٹ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ہمیں سب سے بڑی شکایت یہی ہے کہ جو رقم ان علاقوں کے لئے بجٹ میں مختص کی جاتی ہے۔ وہ اسی سال خرچ نہیں ہوتی۔ اور وہ اکثر lapse ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ محض یہ ہوتی ہے کہ کسی Administrative approval میں مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ یا کسی Estimates اور Revised estimates میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ تو جناب میں حکومت سے پرزور درخواست کروں گا کہ اس مسئلہ کا حل ضرور ڈھونڈا جائے۔ تاکہ جو رقم مختص کی گئی ہے۔ وہ اسی سال خرچ ہو جائے۔

Haji Gul Hassan Manghi (Sukkur I): Sir, I respect the Ministers very much because they are public representatives. The condition of the people of Sind is very poor and they are going worst from poor. I would request them to make extensive tours of Sind and remove the grievances of the people there. Now, Sir, a deputation of teachers has awaited upon me here and their complaint is that the amount of Provident Fund, amounting to Rs. 1,51,000, has not been paid to them since 1948 todate.

Mr. Speaker: Has it got any bearing on the Project Estimates for the years 1964-65?

Haji Gul Hassan Manghi: This is a project. It is a develo pment.

Mr. Speaker: But the member should discuss the items which have been mentioned in this book.

Haji Gul Hassan Manghi: I would request the Education Minister to look into it. So far as Education is concerned, the condition of education in Sind is very bad and we have got no technical college or medical college at Sukkur. We have been complaining since long that we should be given some college but it has not been so. There is one Engineering College at Hyderabad and seats should be reserved for the people of sind in that college. If we go to other colleges, namely, Multan Lahore, Karachi, and Peshawar, the seats are reserved for those areas but not seats are reserved for the people of Sind there. Similarly, last year, in the Medical College what they did was that they combined the Medical College of Hyderabad with the Medical College of Karachi and all seats went to the people of Karachi. We are very backward and this college should be reserved for the people of Sind. Now, it has been complained by the Members from Karachi that there should be a separate Directorate of Health in Karachi and I agree with them. Karachi is a very big city and it is beyond the powers of the Director of Health Services at Hyderabad to control it. Karachi should be given a separate Directorate of Health and at the same time Hyderabad and Khairpur should be amalgamated together to remove the grievances of the people of Sind. At present, Khairpur is amalgamated with Bahawalpur and we have very much difficulties.

Sir, you will see that scholarships are given to those people to go to foreign countries to specialise in some medicine. These doctors when they specialise in some medicine they open their private clinics.

Mr. Iftikhar Ahmad Khan: Are they projects?

Mr. Speaker: Will the member reply to the question put by Mr. Nawabzada?

Haji Gul Hassan Manghi: It comes under the Projects.

Mr. Speaker: Has Mr. Iftikhar received the answer?

Haji Gul Hassan Manghi: It comes under the project because you spent money on those scholarships.

Mr. Speaker: He should please discuss the Project Estimates mentioned in this book.

Haji Gul Hassan Manghi: If you don't feel it relevant you can expunge it from the proceedings but I am giving my personal experience here. I have personal experience because my daughter has remained in a hospital and subsequently died there. These doctors, who are specialists, they open their private clinics at Karachi and induce the patients to remain in those clinics. First they charge Rs. 18 for consultation in their clinic and Rs. 30 outside. Then they increase it to Rs. 25 in clinic and Rs. 40 outside. Again they increase their fee in clinic to Rs. 40 and Rs. 60 outside. They never give any receipt and thus avoid income-tax. I think these doctors are greater enemies of the country than anybody else. It is beyond the reach of human beings (common man), may be it is I or you, to get treatment from these specialists. I say that some Committee should be appointed to keep a check on these specialists and some fees should be prescribed for them. They should exhibit the lists of their fees and publicly should be made in the papers. The Income-Tax Department should be asked to raid these doctors in order to check their records and see how much their earning and how much amount they have vaded that was to be paid to the Income-Tax Department.

Mr. Muhammad Ishaq Khan Kundi (D.I. Khan-II): I wholeheartedly support the resolution for the approval of projects under Article 42 but I would take this opportunity of bringing something to the special notice of the Minister of Agriculture. It appears that this Ministry gets inspiration for framing very good schemes but later on, one after the other, they absolutely drop them altogether. The Minister of Agriculture is well aware of the circumstances that exist in Dera Ismail Khan and that its whole agricultural economy depends upon Rod Kohi. When this Assembly met for the first time in June 1962, I moved a resolution for the implementation of Gomal Dam scheme and I am glad to say that this scheme has now been expedited and is in the second year of its implementation. At that time also I noticed in the Budget a scheme known as 'Sailaba Cultivation Scheme' for the divisions of Qalat and Baluchistan and I was struck by its importance even for the Dera Ismail Khan Division because the conditions are same there. So, in that budget speech I notedly point out and with your permission I will read it now. It was delivered on the 28th June, 1962.

"....The second question is that some arrangements are being made for bringing Rodkohi lands under cultivation in different areas of Pakistan. One important project which I find in this budget is about Sailaba cultivation in the division of Kalat and Quetta. A very large amount has been allotted for that. I admit that Sailaba cultivation necessarily must be useful in Kalat area. I think the Minister knows the condition in Dera Ismail Khan that Rodkohi lands can be brought under cultivation with irrigation sources available in Dera Ismail

Khan. I cannot say what the resources of Rodkohi in Kalat division but necessarily it is not as extensive as in Dera Ghazi Khan. I submit that there is a very great scope if a large number of bulldozers and tractors are supplied and a special scheme is made out as has been done in the case of Kalat and Quetta Divisions that the area which is lying waste should be made cultivable and flood water should be harnessed and large amount of such land brought under cultivation. No doubt, some bulldozers are working there, they are about 22 or 23, but many of them are old. I can say on personal information that only 50 per cent are in working order and the work available there is extensive. Unless and until this step is taken, nothing important will be accompalished. So I submit to the Minister concerned that he should note that in the next year large amount for a project of the nature of Qalat and Quetta is also allotted for Dera Ismail Khan Division, and I will request the Minister concerned to take special interest in this direction."

Though I tried to approach the Minister concerned but no results have come out up to this time after five or six months. I was shown a scheme of the same type that has been prepared by the working party in the Province and I was told that it has been sent to the Central Government for approval. Now, more than a year has passed and for that scheme, as far as I can see, rupees fifty-two lakhs have been provided in Dera Ismail Khan Division for the purchase of bulldozers and tractors to be used for the purpose of cultivation. I do not know what happened to them. What the Central Government did and what the Provincial Government is doing at this stage? I would again request the Minister concerned that it is high time something sh ould be done in this direction on as extensive a scale as possbile.

My next submission is that it will be a very good thing, as has been done in Quetta and Kalat Division where bulldozers are being subsidized to the extent of 50%, if the same flat rate is applied to the D.I. Khan District. In Dera Ismail Khan District there are two categories. Those zamindars who own less than 100 acres they are given this subsidy but those zamindars who own more than 100 acres they are not given any subsidy. The result is obvious. People do take advantage of this subsidy on a very large scale. What they do is that they apply through some other person and get the thing done. So, I think, it should be done honestly and above beard. A flat rate should be given to each and every zamindar. With these submissions I would request the House to approve all these projects.

میر محمد مراد خان جمالی (جیکب آباد II) ۔ صاحب صدر یہ مختصر ریزولیوشن جو شیخ صاحب نے اس ایوان میں پیش کیا ہے اور جس کے ذریعہ سے انہوں نے ایک کثیر رقم کی منظوری اس ایوان سے حاصل کی ہے میں اسکی پرزور مخالفت کرتا ہوں اور مخالفت کی بنیاد یہ ہے کہ بددیانت ہاتھوں میں اتنی بڑی رقم دینا جس سے کوئی حاصل نہ ہو اور جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ اس بڑی رقم کے خرچ کرنے کے بعد خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوں گے ۔

صاحب صدر کوئی ملک اسی وقت ترقی کر سکتا ہے جب اس ملک کے اندرونی حالات درست ہوں ۔ صاحب صدر اس صوبہ مغربی پاکستان میں چاروں طرف مایوسی بدحالی انتشار اور افراتفری پھیلی ہوئی ہے ۔

Mr. Speaker: Please discuss the project estimates for the year 1964-65. No general discussion at this stage.

میر محمد مراد خان جمالی ۔ صاحب صدر میری گذارش یہ ہے کہ ان پروجیکٹ پر صحیح طریقہ پر تب ہی عمل کیا جا سکتا ہے ۔ جب صوبے کے حالات صحیح ہوں تب ہی خاطر خواہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اگر صوبائی حالات درست نہ ہوں تو اتنا روپیہ دینے سے کوئی اچھے نتائج برآمد نہیں ہو سکتے تو میری عرض یہ ہے کہ اس حکومت نے اس ملک میں طبقاتی جنگ چھیڑ دی ہے شروع کر دی ہے ۔ حکمران ، مزدور ، کارخانہ دار ، زمیندار ۔۔۔ ۔

Mr. Speaker: I am afraid the member is not relevant:

میر محمد مراد خان جمالی ۔ جناب سپیکر میں کیسے Irrelevant ہوں ۔ یہ رقم انڈسٹری ایگریکلچر ، واپڈا اور ایریگیشن پر صرف ہوگی تو میں Relevant ہوں ۔ صاحب صدر میری گذارش یہ ہے کہ اس حکومت نے مزدوروں کے دل میں ایک چیز ڈالی کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا اور مزارعین کے دل میں بھی یہ چیز ڈالی ، اور زمینداروں سے بھی کہا گیا کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حکومت زمیندار اور مزارع کے درمیان کارخانہ دار اور مزدور کے درمیان انصاف کرنے میں قاصر رہی ہے ۔ اسکی وجہ یہ ہے ۔

مسٹر اسپیکر ۔ جمالی صاحب میں دوسری بار یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ جنرل ڈسکشن نہیں ہو رہا ہے

آپ پروجیکٹ ۶۵-۶۴ء کے متعلق فرمائیں۔

میر محمد مراد خان جمالی۔ صاحب صدر میں عرض کر رہا ہوں کہ اتنی بڑی رقم یہ اس صوبے پر صرف کرنا چاہتے ہیں اسکے خاطر خواہ نتائج اسی وقت برآمد ہو سکتے ہیں جب کہ صوبے کے حالات درست ہوں۔

Mr. Speaker: That is general discussion.

میر محمد مراد خان جمالی۔ صاحب صدر زرعی اصلاحات کا اس ایوان میں بار بار حکومت کی طرف سے ذکر کیا گیا ہے اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی سے زمین چھین کر دوسرے کو دینا کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ اس وقت اس ملک کی موجودہ حکومت سب سے بڑی جاگیردار ہے۔

Mr. Speaker: The member is discussing the general policy. The time is over for that.

میر محمد مراد خان جمالی۔ یہ حکومت سب سے بڑی جاگیردار ہے اور اس نے زرعی اصلاحات بڑی عجلت سے نافذ کی تھیں جس سے زمینداروں اور کاشتکاروں کو سخت نقصان پہنچا۔ صاحب صدر زرعی اصلاحات کے نفاذ میں کاشتکاروں کو قدم قدم پر یونیوڈیپارٹمنٹ نے لوٹا اور ان سے پیسہ لیا۔

Minister sf Agriculture: Sir, he is not relevant at all.

میر محمد مراد خان جمالی۔ میں بالکل Relevant بات کر رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ جمالی صاحب آپ تو جنرل ڈسکشن فرما رہے ہیں۔ یہ تمام چیزیں یہ ویڈا اور اے۔ ڈی۔ سی وغیرہ جنرل ڈسکشن میں آتی ہیں۔ تو میری گذارش ہے کہ Next year کے لئے جو Different Policies ہیں اور پروجیکٹ estimates پر آپ فرمائیں۔ یہ رقم اے۔ ڈی۔ سی کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اے۔ ڈی۔ سی کو ڈسکشن کرنا شروع کر دیں۔

میر محمد مراد خان جمالی ۔ یہ حکومت عوام سے اور کاشتکاروں سے رقمیں وصول کر رہی ہے اور سود بھی وصول کر رہی ہے اور اس سے ملک کو بجائے فائدہ پہنچنے کے نقصان پہنچتا ہے یہ لوٹ کھسوٹ ہے ۔ اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے مثلاً زرعی اصلاحات کے سلسلے میں ۷۰ روپے ایکڑ کے معاوضہ پر زمین لیگئی اور ۳۵۰ روپے ایکڑ کے حساب سے کاشتکار کو زمین دیجاتی ہے تو یہ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم نہیں ہے تو اور کیا ہے ۔

حاجی عبدالمجید جتوئی ۔ (دادو ۳) جناب والا! میں اس پروجیکٹ اسٹیمیٹ کی مخالفت کرتا ہوں ۔ چھوٹے صوبوں کے لئے اسمیں انصاف نہیں کیا گیا ہے ۔ خاص طور پر ہمارے ضلع کو Ignore کیا گیا ہے ۔ کلری لیک جہاں سے مچھلی نکالی جاتی ہے اور جو ٹھٹھہ میں ہے اس کو کافی پیسے دئے گئے ہیں اور ہمارے ضلع دادو میں جو منچھر لیک ہے اسکے لئے ایک کوڑی بھی نہیں رکھی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ ہمارے دادو ہیڈکوارٹر میں ڈسٹرکٹ جج کا بنگلہ نہیں ہے اڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کا بنگلہ نہیں ہے ڈپٹی کلکٹر کا بنگلہ نہیں ہے سب جج کا بنگلہ نہیں ہے اور کسی کے لئے ایک کوڑی بھی نہیں رکھی گئی ہے ۔

پانی پینے کے جو ٹینک بنائے جا رہے ہیں تو وہ صرف گدو بیراج میں جہاں ہمارے ملٹری بھائی اور بڑے افسروں کو زمینیں دیگئی ہیں ۔ ان کے لئے ہیں جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ گدو بیراج میں یہ ٹینک بنائے جا رہے ہیں اور لوکل بیچارے پیاسے مر رہے ہیں ۔ اور ان کا کسی کو خیال نہیں ہے ۔ اور اس کے لئے بھی کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا ہے ۔ دادو ڈسٹرکٹ Roads کے لئے بھی ایک پائی نہیں رکھی گئی ہے اور لاڑکانہ میرپور خاص وغیرہ کے لئے رقم رکھی گئی ہے ۔ اور ہمارے دادو ڈسٹرکٹ میں ایک روڈ بھی Complete نہیں ہوئی ہے اور اسکے لئے ایک کوڑی بھی نہیں رکھی گئی ہے ۔ یعنی یہ انصاف ہے چھوٹے صوبوں اور بیک ورڈ ایریاز کیساتھ Bridges کے لئے بھی دادو ضلع میں ایک پیسہ بھی خرچ کے لئے نہیں رکھا گیا ہے ۔

ہمارے پاس ایک ہسپتال فرسٹ کلاس دادو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر میں ہے اور کلاس (۲) کا کوئی ہسپتال نہیں ہے اور اسکے لئے بھی کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا ہے اور نہ ہیلتھ سنٹر

کے لئے کوئی پیسہ رکھا گیا ہے۔ گورنمنٹ دادو ڈسٹرکٹ سے جو ٹیکس لیتی ہے تو وہاں پر کیوں نہیں خرچ کرتی کیا اسلئے نہیں خرچ کر رہی ہے کہ دادو ڈسٹرکٹ کو ٹیکس معاف کر دیا ہے۔ میں گورنمنٹ سے پوچھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ کو کیوں Ignore کیا جا رہا ہے۔

ہائی اسکول کے لئے دادو ڈسٹرکٹ میں وہی عمارتیں ہیں جو ہندو اپنی پرانی چھوڑ کر گئے تھے۔ ہائی اسکولوں کی عمارتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے اور دادو ضلع میں پرائیمری تعلیم کے لئے بھی ایک کوڑی نہیں رکھی گئی ہے۔ ہم دادو ضلع میں انڈسٹری کے لئے کافی عرصہ سے کہہ رہے ہیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمارے یہاں گنا کافی ہوتا ہے۔ وہاں شوگر مل بنایا جائے لیکن آج تک اس کے لئے ایک بھی پائی نہیں رکھی گئی ہے۔ دادو ڈسٹرکٹ میں کافی پہاڑ ہیں آپ نے سنا ہوگا کہ وہاں پر کوئلہ ہے اور خان حبیب اللہ خان وہاں سے کوئلہ نکلوا رہے ہیں اسکے علاوہ جو ہے تھیل میں مٹی جاپان سے ٹسٹ ہو کر آئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اسکے برتن اچھے بن سکتے ہیں لیکن اسکے لئے بھی کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ مگر اسکے لئے کوئی انڈسٹری دادو ضلع میں قائم نہیں کی گئی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں کہ اسکو منظور نہ کیا جائے۔

حاجی میر محمد بخش تالپور (تھرپارکر ۴)۔ صاحب صدر! میں اس پروجیکٹ اسٹیمیٹ کی تائید کرتا ہوں۔ کیونکہ حکومت اسکے لئے اچھی خاصی رقم رکھی ہے۔ لیکن اس میں ایک بات رہ گئی ہے۔ اور اگر اسکو بہتر طریقے پر صرف کیا جاتا۔ تو بہتر نتائج نکل سکتے تھے یعنی چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جتنے بھی پسماندہ علاقے تھے۔ خواہ وہ پنجاب میں تھے۔ سندھ یا سرحد میں تھے۔ ان کو ترقی دینی چاہیئے تھی۔ یہ نہیں۔ کہ جو پہلے سے ترقی یافتہ ہیں۔ ان پر ہی خرچ کیا جائے۔ اسکے لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے عرض کروں گا۔ اور تھر ڈسٹرکٹ میں انڈسٹری کے متعلق خاص طور پر عرض کروں گا۔ کہ وہاں پر بہترین قسم کی چکنی مٹی بھی نکلی ہے۔ اور لاکھوں من نمک کے علاوہ وہاں جپسم اور گرینائٹ بھی ہے۔ اور حکومت اس بات کو تسلیم کر چکی ہے۔ کہ یہ چیزیں وہاں پر ہیں۔ لیکن ان کے لئے وہاں پر کوئی انڈسٹری نہیں ہے اسی طرح کاٹیج انڈسٹری کے متعلق وہاں سے کئی سکیمیں بنا کر بھیجی گئی ہیں۔ لیکن ان کو بھی نہیں لیا گیا ہے۔ حالانکہ وہاں پر اعلیٰ قسم کی کاٹیج انڈسٹریز قائم ہو سکتی ہیں۔ اسکے علاوہ تعلیم کے متعلق عرض ہے کہ بڑے

بڑے ادارے اور کالج کھولے جاتے ہیں۔ لیکن میرے علاقے کی آبادی تین لاکھ ہے۔ لیکن ان کے لئے حکومت کی طرف سے ایک بھی ہائی سکول نہیں ہے۔ اور ڈی۔ سی۔ کے جو سکول ہیں۔ وہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں چل رہے ہیں۔ تو میری غرض یہ تھی۔ کہ وہاں پر ایک انٹرمیڈیٹ کالج کھولا جائے۔ لیکن ابھی تک کوئی بندوبست نہیں کیا گیا ہے۔

صحت کے متعلق عرض کروں گا۔ کہ وہاں پر گورنمنٹ کی کوئی بھی ڈسپنسری نہیں ہے۔ چار لاکھ کی آبادی کے لئے وہاں پر ڈسٹرکٹ کونسل کی صرف پانچ ڈسپنسریاں ہیں۔ جنہیں وہ پندرہ ہزار روپے سالانہ گرانٹ دیتے ہیں۔ یعنی میرے خیال میں فی آدمی تین پائی فی خرچ کرتے ہیں۔ یا تو حکومت اپنی ڈسپنسری کھولے۔ یا کم از کم ہیلتھ سنٹر کھولے جائیں۔ تو اس طرح سے بھی لوگوں کو کچھ نہ کچھ سہولت مل سکتی ہے۔

آمد و رفت کے متعلق یہ عرض کروں گا۔ کہ راستے بنانے کے سلسلے میں بھی ہمارے اس علاقے کو شمار نہیں کیا گیا ہے۔ مثلاً پہلے اور دوسرے پنجسالہ منصوبے میں ایک میل سڑک بھی وہاں نہیں بنائی گئی۔ اب ہمیں دلاسہ دیا گیا ہے۔ کہ تیسرے منصوبے میں خیال رکھیں گے۔ لیکن مجھے اسکی بھی اُمید نہیں ہے۔ خدا کرے کہ انہیں اس کا خیال آجائے۔

۶۳-۶۴ء میں واٹر سپلائی سکیم کے تحت تین جگہوں کے لئے رقم رکھی گئی تھی۔ لیکن اس سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ اس رقم کو جلد خرچ کرتے۔ اور واٹر سپلائی کی سکیم تیار کرتے۔

اسکے بعد آخری گذارش یہ ہے کہ اس ڈیزرٹ ایریا میں تقریباً تمام محکموں کے ملازمین ہیں۔ جن کی تعداد چار سو کے قریب ہے۔ لیکن وہاں ایک ملازم کے رہنے کے لئے بھی جگہ نہیں ہے۔ پٹواری سے لے کر ڈپٹی کلکٹر تک اور اسی طرح محکمہ تعلیم اور دیگر محکموں کے ملازمین کے لئے رہائشی مکانات کا انتظام نہیں ہے۔ کم از کم ان کو چاہیئے تھا۔ کہ جیسے دوسری جگہوں میں ملازمین کی رہائش کے لئے مکانات کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ تو اسی طرح چاہیئے۔ یہ کہ جب منصوبہ کریں تو یا تو اس علاقے کے نمائندوں سے پوچھیں۔ یا ایک ایڈوائزری بورڈ بنا دیں۔ تاکہ پسماندہ علاقوں کی طرف سے جو تجاویز یا سکیمیں آئیں۔ ہر محکمہ کی سکیموں پر غور کیا جا سکے۔ اور اگر وہ

قابل عمل ہوں۔ تو ان کو زیر عمل لایا جائے۔

خان اجون خان جدون (مردان IX) ۔ جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتے ہوئے گورنمنٹ کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے اس سال اس Project estimates میں رُورل واٹر سپلائی کی سکیموں کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ اور یہ اسباب کا نتیجہ ہے کہ پچھلے دو سال سے یعنی جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے۔ ممبران نے یہاں مطالبات پیش کئے ہیں۔ اور میں خود اس قسم کی قرار دادیں لایا ہوں۔ اس لئے میں بہت خوش ہوں۔ کہ حکومت اس طرف خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ میں اس سلسلے میں دوبارہ حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے افسران کو اس بات پر مجبور کیا۔ کہ وہ دُور دراز علاقوں میں جائیں۔ اور وہاں سکیمیں بنائیں۔

جناب والا! ایک چیز کی طرف میں محکمہ تعلیم کی توجہ دلاؤں گا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کالج ایجوکیشن کی جو سکیم ہے اس میں زیادہ تر شہری کالجوں کی طرف توجہ دی گئی ہے۔ آپ کو علم ہے کہ دیہاتی لوگ زیادہ کالج ایجوکیشن اس لئے حاصل نہیں کر سکتے۔ کہ وہ شہروں میں رہ کر اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ پچھلی حکومتوں نے بھی دیہاتوں میں اور تحصیلوں میں کالج کھولنے کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ اور موجودہ حکومت بھی اس طرف سے غفلت برت رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس میں دیکھا ہے۔ کہ سوائے بہاولپور کے اور شاید وہ بھی شہر میں ہے کہیں بھی سوائے شہروں کے کسی تحصیل ہیڈ کوارٹر میں کوئی کالج کی سکیم اس میں نظر نہیں آتی۔ میں تحصیل صوابی کی طرف جناب وزیر صاحب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس تحصیل کی آبادی تقریباً چار لاکھ ہے۔ اور وہاں کے لئے پریذیڈنٹ صاحب نے خاص طور پر مہربانی فرما کر ایک انٹرمیڈیٹ کالج کی منظوری دی تھی۔ اور وہ دو سال سے وہاں function کر رہا ہے۔ اسکے لئے بھی تحصیل صوابی کے لوگوں نے خود ایک لاکھ روپے سے زائد کی زمین اور اسکے علاوہ رقم بھی مہیا کی تھی وہاں پر لوگوں نے "سر صاحبزادہ میموریل سوسائٹی" قائم کی ہے۔ صاحبزادہ عبدالقیوم کے نام سے میرا خیال ہے کہ کوئی ناواقف نہ ہوگا۔ کیونکہ ان کو صوبہ سرحد کا سر سید احمد کہا جاتا ہے۔

صاحبزادہ عبدالقیوم کی محنت اور کاوش اور قربانی سے آج سابق صوبہ سرحد تعلیم کے نور سے منور ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اسکی اپنی تحصیل باوجود پچھلے دو سال کے مطالبات سے کالج سے محروم ہے۔ اس وقت وہاں تقریباً اڑھائی سو لڑکوں نے امتحان پاس کیا ہے۔ لیکن تھرڈ ایئر کے داخلے کا وہاں کوئی انتظام نہیں ہے۔ ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ اس Project estimates میں دیہاتی کالجوں کی سکیم کا ذکر ہوگا۔ لیکن مجھے مایوسی ہوئی۔ اور میں یہ مطالبہ کروں گا۔ کہ آئندہ سال جو Project estimates بنائے جائیں۔ تو کالج ایجوکیشن کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے ایک شہری کالج ایجوکیشن اور دوسرا دیہاتی کالج ایجوکیشن۔ اور دیہاتی کالج ایجوکیشن کو زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔

جناب سپیکر! دوسری چیز جو میں نے دیکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ Merged Areas کے لئے تعلیمی پراجیکٹ کے لئے جو رقوم مڈل اور پرائمری سکولوں کے لئے رکھی گئی ہیں۔ وہ معقول ہیں۔ لیکن ہائی سکول کو قطعاً نظر انداز کیا گیا ہے۔ اگر وہاں کے بچے مڈل تک تعلیم حاصل کر لیں تو آج کل مڈل تک تعلیم حاصل کرنا کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ گویا کہ آپ انہیں آگے پڑھنے نہیں دیتے۔ مجھے تعجب ہوا۔ کہ صرف بیس ہزار روپے ہزارہ اور مردان کے Merged Area کے ہائی سکولوں کی تعلیم کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس بیس ہزار روپے سے کیا بن سکتا ہے۔ ہزارہ کا Merged Area بہت بڑا ہے۔ اور وہاں تو شاید ایک آدھ ہائی سکول ہے بھی لیکن مردان کے Merged Area میں تو کوئی بھی ہائی سکول نہیں ہے۔ اور وہاں پر تقریباً چالیس پرائمری سکول ہیں۔ اور چھ سات مڈل سکول ہیں۔ جو ہم خود چلا رہے ہیں۔ اس لئے میں حکومت کی توجہ خصوصی طور پر اس طرف دلاؤں گا۔ کہ آئندہ سال جو Project estimates بنائے جائیں گے۔ تو اس طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

سید حاذق علی شاہ (کوہاٹ ٹ)۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں ۶۵-۱۹۶۴ء کے بجٹ estimates مجموعی طور پر کافی ترقیاتی اور متوازن estimates ہیں۔ اور جس پر شروع ہی میں میرے دوست میر عبدالباقی بلوچ صاحب نے خاص طور پر جو اعتراض اٹھایا ہے کہ صوبہ ایک بھاری قرضہ لے رہا ہے۔ اور وہ قرضہ بددیانت ہاتھوں میں ہے۔ اس لئے انہیں

خدشہ تھا۔ کہ یہ قرضہ ادا نہ ہو سکے گا۔ آخر اسکے علاوہ دوسرا راستہ ہی کیا ہے۔ اگر آپ اس ترقیاتی زمانے میں ترقی بھی کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپکے ذرائع اور وسائل بھی اس قدر نہیں ہیں کہ جو ترقی آپکے خیال میں ہے۔ آپ اسے حاصل کر سکیں۔ تو پھر اگر اسکے لئے قرضہ لیا جائے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ یہ اس قدر پریشان کن بات نہیں ہے کہ جس قدر مسٹر بلوچ نے بیان کی ہے۔ کہ قرضہ لیا جاتا ہے۔ اور جب یہ مسائل اور ترقی کے کام ہو جائیں گے۔ تو اس کے بعد خود بخود قرض ادا کرنے کے لئے وسائل پیدا ہو جائیں گے۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرضے کوئی ایسی چیز نہیں ہیں جس کے لئے آپ کو اس قسم کے خدشے کا اظہار کرنا چاہیئے۔ البتہ اس ضمن میں جو ایک بات انہوں نے کی ہے وہ یہ ہے کہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ اخراجات صوبے میں کیوں بڑھ رہے ہیں اور آیا جو ترقی کے کام ہیں ان کی رفتار بھی تیزی سے بڑھتی ہے یا نہیں۔ آیا کہ اس کا توازن صحیح ہے یا نہیں۔ جو اخراجات ہیں وہ صحیح طور پر استعمال ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور جو ترقی مطلوب ہے اور جس حد تک ترقی ہونی چاہیئے اور جس حد تک لوگوں کی خاص کر عوام کی تشنگیاں ہیں وہ تب تک دور نہیں ہو سکتی جب تک کہ Administration side پر اخراجات میں کمی نہ کیجائے۔ میری گذارش یہ ہے کہ یہ کہہ دینا کہ ایڈمنسٹریشن میں Economic Committee کے بعد اخراجات میں کمی آگئی ہے۔ اور حالات صحیح ہیں یہ کسی قدر صحیح نہیں ہے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایڈمنسٹریشن میں اس Economic Committee کی سفارشات کے بعد اخراجات بہت بڑھ چکے ہیں اور ترقی کی رفتار جو پراجیکٹس میں ہے وہ کم ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس طرف توجہ دے کیونکہ یہ پیچیدہ مسئلہ ہے اور آپ کی زیادہ آمدنی اسی پر خرچ ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ چھوٹی یونٹوں کے متعلق ذکر ہوا تھا کہ Integrating units کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے resources pool کر کے اور متواتر خرچ کرتے رہیں گے تاکہ وہ یکساں level پر آجائیں۔ تو میرا خیال ہے کہ اس بجٹ اور پراجیکٹس دونوں میں یہ ہو رہا ہے کہ چھوٹے خطوں کو مدد دے رہے ہیں اور وہ متوازن کیساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ تو یہ خدشہ جو ان کا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ میں کہوں گا کہ موجودہ Estimates جو ہیں وہ صحیح طور پر

چھوٹے خطوں کے لئے ترقیاتی کاموں میں لگائے جارہے ہیں اور اس ضمن میں ایجوکیشن پر جو میں اپنے ایک خاص خطے کے متعلق ذکر کروں گا وہ یہ ہے کہ کوہاٹ میں ڈگری کالج ۱۹۵۵ء سے ہے جو ہر سال کہا جاتا رہا ہے کہ وہاں بی ایس سی کلاسیں ہونگی۔ لیکن بدقسمتی سے اس سال ایک کلاس اولڈ فرنٹیئر پراونس کے لئے سینکشن ہوئی ہے اور وہ بھی ایبٹ آباد کے گرلز کالج کے لئے ہوئی ہے۔ حالانکہ کوہاٹ میں لڑکوں کے کالج کے لئے کافی گنجائش تھی اور آخری وقت تک یہ دکھایا گیا تھا کہ کوہاٹ کے لئے منظور ہو گئی ہے کسی وجہ سے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ بجائے کوہاٹ کے کالج کے جو کہ ۱۹۵۵ء سے Exist کر رہا ہے وہ ایبٹ آباد کے گرلز کالج میں کیوں منتقل ہو گئی ہے۔ کیا میں یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہوں گا کہ ایبٹ آباد کو اس معاملہ میں کیوں ترجیح دی گئی ہے۔ جہاں ضرورت پہلے ہو اسکی پہلے ضرورت پوری کی جانی چاہیئے اور اسکے بعد دوسروں کی پوری ہوتی ہیں تو ہو جائیں Small Dams کے سروے کے لئے انہوں نے بعض ضلعوں کے لئے رقومات رکھی ہیں مثلاً کوہاٹ ضلع ہے وہاں وسائل آبپاشی کچھ نہیں ہیں۔

Small Dams کے لئے سروے ہو چکے ہیں لیکن دو سال ہو گئے ہیں کوئی سکیم نہیں آئی تو میں یہ گذارش کروں گا کہ Estimate میں محض رقم کا رکھ دینا فائدہ مند نہیں ہوگا جب تک کہ اس میں کام نہ کیا جائے۔ تو اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اس طرف توجہ دیجائے

<u>بابو محمد رفیق</u> (لورالائی ژوب کوئیٹہ) - جناب والا! میرا خیال ہے کہ ان Estimate میں ہمارے علاقے کے لئے کافی گنجائش رکھی گئی ہے۔ مسئلہ اب جناب یہ ہے کہ جیسا میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ کچھ رقم مہیا کر دیجاتی ہے لیکن اسکو صحیح طور پر خرچ نہیں کیا جاتا۔ ہمارے لئے پچھلے سال کے بجٹ میں تقریباً ۵ عشاریہ ۷۰ کروڑ کی رقم مہیا کی گئی تھی تو اس میں سے میرے اندازے کے مطابق ایک کروڑ ۴۰ لاکھ روپیہ Surrender ہو گیا تھا۔ تو اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ رقم مہیا کرنے سے ایک علاقے کی ترقی نہیں ہو جاتی بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ صحیح معنوں میں وہ رقم خرچ بھی کیجائے۔ تو میں آپکے توسل سے محکموں کے متعلقہ افسران اور متعلقہ وزراء صاحبان

کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جب آپ پسماندہ علاقوں کے لئے رقومات مہیا کرتے ہیں تو آپ یہ بھی کوشش کیجئے کہ وہ رقومات صحیح طور پر وہاں خرچ ہوں۔ اس Estimates بجٹ میں ۲۵ لاکھ روپیہ کی گران قدر رقم ویسٹ پاکستان میں Open Vales کے لئے رکھی گئی ہے۔ میرے محترم ملک صاحب تشریف نہیں رکھتے لیکن آپ کے توسل سے میں یہ عرض کروں گا کہ اس مد کے تحت کوئٹہ قلات ڈویژن میں بہت سے ایسے مقامات ہیں کہ اگر یہ رقم وہاں خرچ کیجائے تو وہاں کافی ترقی ہو سکتی ہے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ میری اس عرضداشت پر وہ کچھ نہ کچھ ضرور کارروائی کریں گے۔ اسکے علاوہ کوئٹہ قلات ڈویژن کے مختلف مقامات پر ڈاک بنگلوں کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ کوئٹہ کا ڈاک بنگلہ انتہائی خستہ حالت میں ہے۔ اور بری حالت میں ہے۔ وہاں جب foreigners آتے ہیں تو آپ یقین کیجئے کہ جب وہ وہاں ٹھہرتے ہیں تو ہمیں خود شرم محسوس ہوتی ہے کہ وہ کیا سمجھیں گے کہ ہمارے ملک میں جس کی ترقی کا ہم ڈھنڈورا پیٹتے ہیں وہاں مختصر جگہ بھی نہیں کہ وہاں جاکر ٹھہر سکیں۔ نہ ہی پرانی چادریں اور وہی ٹوٹے پھوٹے فرنیچر۔ تو میں آپکے توسل سے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا۔ کہ کوئٹہ کے ڈاک بنگلے کیطرف خاص طور پر توجہ دیجائے اور اس بارہ میں ہماری ڈویژنل کونسل نے بھی پاس کیا تھا کہ یہ ڈاک بنگلہ نئے سرے سے بننا چاہیئے۔ اسی طرح بلڈوزروں کے لئے حکومت نے پچھلے پانچ سالہ منصوبہ میں ۹۹ لاکھ روپیہ Provide کیا تھا۔ تو اس میں سے میری معلومات کے مطابق صرف سات لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے اور ۹۲ لاکھ روپیہ خرچ نہیں ہو سکا۔ تو میں آپکے توسل سے متعلقہ منسٹر صاحب کی توجہ فوری طور پر دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے فارن ایکسچینج کا بندوبست کرکے بلڈوزر ضرور وہاں بلوچستان میں مہیا کئے جائیں کیونکہ موجودہ ٹریکٹرز جو ہیں وہ بجائے ترقی کے تنزلی کیطرف ہمیں لے جارہے ہیں۔ اور جیسا کہ میرے دوست مسٹر اسحاق کنڈی نے کہا بلڈوزر اور ٹریکٹرز کرایہ پر دئے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن جو ٹریکٹرز وہاں زمینداروں کو ۱۵ روپیہ فی گھنٹہ پر ملتے ہیں اصلی طور پر وہ زمیندار کے لئے ۴۰ روپیہ فی گھنٹہ پڑتے ہیں کیونکہ ان کے مختلف خرچے

ہوتے ہیں اس لئے کہ مہینے میں ۱۰ دن ٹریکٹرز کام نہیں کرتے اور ۲۰ دن خراب رہتے ہیں۔ تو ان حالات میں جو فالتو خرچ زمینداروں پر پڑتا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے تو میں گذارش کروں گا کہ جتنے پرانے اور کنڈیم Condemned ٹریکٹرز ہیں ان کی بجائے ہمیں فارن ایکسچینج مہیا کیا جائے تاکہ ہم نئے ٹریکٹرز خرید سکیں اور علاقے کی صحیح طور پر ترقی ہو سکے ـــــ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے بارہ میں یہ گذارش ہے کہ کوئٹہ نے ۹۰ لاکھ روپیہ Surrender کیا ہے اس بجٹ میں۔ تو میں وزیر خزانہ کی خدمت میں آپکے توسل سے گذارش کروں گا کہ وہ کم از کم یہ ضرور چیک رکھیں کہ جو رقم مہیا کیجائے وہ وہاں ضرور خرچ کیجائے ـــ ان گذارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

<u>چودھری سیف اللہ خان تارڑ</u> (گوجرانوالہ ۲) ۔ جناب والا! میں گذارش کروں گا کہ گوجرانوالہ ڈسٹرک کی آبادی زیادہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بیک لوڈ علاقے کی ضرور ترقی ہونی چاہیئے لیکن سوال یہ کہ جہاں پر آبادی زیادہ ہو اس کا بھی کچھ نہ کچھ خیال رکھنا چاہیئے۔ مثلاً میں عرض کروں گا کہ میرے ضلع کی آبادی ۱۳ لاکھ ہے وہاں پر ایک بھی ڈگری کالج نہیں ہے۔ ۱۳ لاکھ کی آبادی میں ایک بھی ڈگری کالج نہیں ہے۔ چار لاکھ کی آبادی میری اپنی تحصیل حافظ آباد کی ہے۔ وہاں پر ہم نے پرزور مطالبہ کیا ہوا ہے اور ۲۰ ایکڑ زمین دی ہے۔ تین لاکھ روپیہ دیا ہے اور ۲۰ ہزار روپیہ ہم سالانہ دینے کے لئے بھی تیار ہیں مگر وہاں پر کالج کوئی نہیں اور ہمارا یہ پرزور مطالبہ ہے کہ ایک حافظ آباد میں کالج کھولا جائے اور ایک ہمارے گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ میں ڈگری کالج ہو جس کے نہ ہونیکی وجہ سے بچے لاہور میں آتے ہیں پڑھنے کے لئے۔ پھر انہیں ان میں بھی کوئی جگہ نہیں ملتی۔ مارے مارے یہاں سے وہ پھر واپس جاتے ہیں تو میں خان اجون خان کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ دیہات کے رہنے والوں کے لئے کالجوں کا انتظام ہونا چاہیئے۔

<u>بیگم ممتاز صفدر</u> (پشاور ڈویژن) ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے وزیر تعلیم کی خدمت میں چند گذارشات پیش کروں گی۔ ہماری بڑھتی ہوئی آبادی اور بڑھتے ہوئے تعلیمی رجحان کو مدنظر رکھکر تعلیم نسواں کے مسئلہ پر خاص طور پر توجہ دیں۔

ہمارے بڑے بڑے قصبوں میں مزید ہائی سکول دیئے جائیں اور چھوٹے دیہات میں پرائمری سکولوں اور مڈل سکولوں کی ضرورت ہے۔ میرے فاضل بھائی نوابزادہ صاحب نے کل اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ مشنری سکول ہماری زندگی پر چھا گئے ہیں۔ میں ان سے کلی اتفاق کرتی ہوں۔ لیکن ہم اسکے محتاج اس لئے ہیں کہ ہمارے پاس بنیادی تعلیم کا معیار بلند نہیں ہے ہمارے مدرسوں میں نہ مہذب ماحول اور نہ اعلیٰ معیار تعلیم ہے۔ ہم ان مشنری سکولوں سے نجات چاہتے ہیں لیکن ان سے نجات اسی وقت ملے گی جب آپ کوئی متبادل انتظام کرینگے۔

میری بہن بیگم شاہنواز صاحبہ نے فرمایا تھا کہ ہوم اینڈ سوشل سائنس پر زیادہ توجہ دی جائے۔ میں عرض کروں گی کہ ہماری بچیاں صحیح مائیں اور صحیح بیویاں جب ہی بن سکتی ہیں جب تک ان کو سوشل اور ہوم سائنس سے پوری واقفیت ہو۔ میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں عرض کروں گی کہ ہماری عورتوں کی سوشل تعلیم پر زیادہ سے زیادہ زور دیا جائے اور ان کے نصاب میں یہ چیز رکھی جائے۔ کیونکہ ان کے نصاب تعلیم میں اور لڑکوں کے نصاب تعلیم میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا اس لئے ہماری لڑکیوں کا پڑھنے میں زیادہ وقت ضائع ہوتا ہے۔ اور وہ صحیح تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں۔

جناب والا! اسکے علاوہ ہمارے ابتدائی مدارس کی حالت قابلِ رحم ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ انہیں وقت پر تنخواہ نہیں ملتی ہیں اور ان کو تنخواہ اتنی تھوڑی ملتی ہیں، وہ چپڑاسی کی تنخواہ کے برابر ہوتی ہے۔ جن میں وہ اپنی زندگی کی ضروریات پوری نہیں کر سکتیں، ان کی تنخواہ بڑھانے کے متعلق اور ان کو وقت پر تنخواہ ملنے کے متعلق توجہ دیں۔ اگر ان کو وقت پر تنخواہ نہیں ملی گی۔ تو پھر ہم یہ کیسے توقع کر سکتے ہیں وہ ہماری خدمت صحیح کریں۔ اور ہماری قوم کی بچیوں کو بے مثال مائیں اور بیٹیاں بنائیں۔ ہمیں بھی ان کا کچھ کرنا چاہیئے۔ ان کی تنخواہ میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ اور ان کو وقت پر تنخواہیں ملنی چاہئیں۔ دوسرے بڑے شہروں میں ایسی درسگاہیں بہت زیادہ ہیں مگر چھوٹے گاؤں میں اور چھوٹے قصبوں میں ہمارے لئے تعلیم کا کوئی اچھا انتظام نہیں ہے۔ اس لئے ہماری بچیوں کو وہاں پر بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے میں اپنے معزز بھائی کی توجہ عورتوں کی تعلیم کی طرف دلاؤں گی۔ اسکے علاوہ میں اپنے فاضل

بھائی وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گی انہوں نے بجٹ تو قابل ستائش بنایا لیکن دارالمساکین کے لئے اس میں کوئی رقم مخصوص نہیں کی جبکہ ہم ہر وقت شور کرتے ہیں کہ ہمیں گداگری سے نجات دلائی جائے اور ایسے قانون بھی موجود ہیں لیکن جب تک ان کے لئے کوئی اس قسم کی جگہ نہ ہو ہم انہیں کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اور ان کی کیسے خدمت کر سکتے ہیں کیا ان کو جیلوں میں لے جائیں گے؟ آپ دارالمساکین کے لئے رقم مخصوص کریں اور ان کو زبردستی وہاں لے جا کر بند کیا جائے۔ اور جو کام کرنے کے قابل ہیں ان سے کام لیں۔ یا انہیں کسی اور درسگاہوں میں لے جائیں۔ ان کے لئے ادارے کھولے جائیں تاکہ وہ ان میں کام سیکھیں اور صحیح شہری بنیں اور خود اپنی روزی کمانے کے قابل ہوں۔ آپ آپاہج۔ لنگڑے اور لولوں کے لئے دارالمساکین بنائیں۔ جو بچوں کے اغوا کی وارداتیں اور روزانہ چوریوں کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ سب گداگری کی وجہ سے ہو رہی ہیں آپ ضرور بجٹ میں اس کے لئے کچھ رقم مخصوص کریں۔ تاکہ ہمیں اس مصیبت سے نجات ملے۔

Syed Zafar Ali Shah (Deputy Speaker): Sir, I will point out few matters which are very important from the point of view of development in the Southern Region. Specially, we are lagging behind in road development to a very great extent. What has actually happened is that whenever a scheme is prepared it is prepared either for Guddu Barrage or for Ghulam Mohammad Barrage. If you will have a look at the White Paper you will find that there are construction schemes amounting to lakhs of rupees for the Ghulam Mohammad Barrage and the Guddu Barrage. We do not envy development in the new Barrages but what we find is that there is not a single pie for road development in the old Sukkur Barrage. The old Sukkur Barrage was the basic economic booster for Sind, previous to these two new Barrages and all the revenue was derived from the old Sukkur Barrage. You will remember, Sir, that the people are paying huge number of taxes on land which were fixed in 1940 and 1942 when the prices of commodities were very low. Now they are not so low but still the taxes are high. So, you can well imagine what amount of pressure the people must have borne in 1940 when the prices of commodities were not so high. This price structure, the people have tolerated it and they have borne it willingly because they thought that it would be necessary for the development of the region. Now, we find that so far as development in the old Sukkur Barrage is concerned, it has totally been neglected. Thank God, we have good education system and we have many schools there

that we had previously before Pakistan came into existence. Still there is need for more schools for the new generation and the rise of population. But, Sir, the important thing is that we have no roads. In that area even the existing roads are not repaired what to talk of new roads. I will tell you on authority that in the last 16 years in Nawab Shah District not more than five miles of roads have been added and what is the condition of old roads? It is better to run on two wheels than on four wheels. If any of the gentlemen from the ministerial benches would go there he will find it difficult to go on for two miles. I want to demarcate for the information of the House and the Minister what the old Sukkur Barrage is. Old Sukkur Barrage is the whole of Nawab Shah District, parts of Hyderabad District, Dadu District and, I think, Larkana District.

Mir Mohammad Bux Talpur: What about Tharparkar?

Syed Zafar Ali Shah: Yes, Tharparkar District too. I do not know if the A.D.C. has taken up.

A.D.C. means quick development. For instance, If the A.D.C. says that a road has to be built or any construction has to be made, no allocation is necessary in the budget, no recommendation is necessary from the Divisional Council or anything of the sort. One day if they decide to have a road, the next day they can have a road. It is alright. But what about old areas. I would request that some funds may be made available for the purpose of at least repairs of roads.

Secondly, I come to water-logging and salinity. Fourteen lakhs were provided last year for the disposal of seepage water, West of Rohri Canal. We do not know what happened to that. That scheme has been abandoned now with the result that within six months many parts have been inundated. One will see that even on the main high-way, passing from Khairpur to Nawabshah—the main high-way to Karachi—they have constructed *bunds* on both sides of the road so that water does not inundate the road. Water is 4 ft. high on the sides of the road and they have to make 6 ft. *bunds* so that water does not come on the road. Roads have been sunk and this is due to this scheme not being implemented. May I ask what happened to this. Is it not due to this that we are suffering? Water-logging has increased in such proportion that it is now beyond control and a very huge amount is being spent. I would request that some scheme should be made for the disposal of seepage water, west of Rohri Canal.

مسٹر عطا حسین خان (ملتان نمبر ۵)۔

جناب والا! یہ Project Estimates ۱۹۶۴-۶۵ء کے لئے بیان میں جو منصوبے بنائے گئے اور ان کے لئے جو رقوم رکھی گئی ہیں۔ ان سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ضلع ملتان کے دیہاتی علاقوں کو بالکل محروم کیا گیا ہے۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ تحصیل میلسی اور تحصیل لودھراں دونوں بڑی گنجان آباد تحصیلیں ہیں۔ لیکن وہاں کوئی Intermediate College نہیں۔ کوئی Polytechnique نہیں۔ اور نہ ہی کوئی Small Industry ہے۔ صرف کروڑ پکہ میں Water Supply کے لئے ان Estimates میں کچھ رقم رکھی گئی ہے۔ باقی کسی جگہ Water Supply کا کوئی انتظام نہیں۔ ویسے تقسیم ملک سے لے کر آج تک ہماری نہروں میں پانی کی کمی رہی ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں فصلات بھی نہیں ہوتیں۔

تحصیل میلسی کی سات آٹھ لاکھ کی آبادی کے لئے ایک بھی انٹرمیڈیٹ کالج نہیں چنانچہ اس کے پیش نظر ہم نے درخواست کی تھی کہ وہاں ایک انٹرمیڈیٹ کالج کھولا جائے اسکے ساتھ ہی میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان Project estimates میں ہمارے دیہاتی علاقے کے لئے بھی کوئی سکیم رکھی جائے۔ فی الحال ضلع ملتان میں جتنی سکیمیں رکھی گئی ہیں۔ ان میں ایک نشتر میڈیکل کالج کے لئے۔ ایک میلسی چنوں Water Supply کے لئے اور ایک کروڑ پکہ Water Supply کے لئے ہے۔ ان کے علاوہ اس علاقے میں مواصلات۔ چھوٹی صنعتوں اور ریلوے وغیرہ کے لئے کوئی سکیم نہیں۔ لہٰذا میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں التماس کرونگا کہ ہمارا علاقہ ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ وہاں کے عوام بہت غریب ہیں۔ ان کے لئے بھی ان منصوبہ جات میں کچھ رقوم رکھی جائیں۔

وزیر خزانہ (شیخ مسعود صادق)۔ جناب والا! عبدالباقی بلوچ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ اس صوبے میں پہلے دس سال کے دوران جتنی ترقی ہوئی ہے اسکی دنیا میں کہیں مثال نہیں ملتی۔ تو عرض یہ ہے کہ ہمارے ہاں پہلا پنج سالہ منصوبہ ۱۹۵۵ء

سے بننا شروع ہوا۔ گویا ۱۹۵۵-۶۰ء کا پہلا منصوبہ تھا۔ ۱۹۶۰-۶۵ء کا دوسرا اور جواب بنایا ہے۔ وہ ۱۹۶۵-۷۰ء کا یعنی تیسرا منصوبہ ہے۔ پہلے منصوبے کو دراصل ہم منصوبہ نہیں مانتے اسے پروگرام وغیرہ کہہ سکتے ہیں۔ وہ ۱۹۵۴ء میں بنا تھا۔ اسکے مطابق کل چھ برس میں Development پر ۳۰۵ کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ چنانچہ پہلا منصوبہ جسے میں منصوبہ کہہ رہا ہوں۔

That was meant for 1955—60 اس منصوبے کے لئے ۱۰۵۰ کروڑ روپے رکھے گئے تھے جو سارے کے سارے خرچ نہیں ہوئے تھے۔ اب دور شروع ہوتا ہے۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی حکومت کا۔ چنانچہ جو منصوبہ ۱۹۶۰-۶۵ء کے لئے بنا۔ اس میں ترقیاتی کاموں کے لئے ۲۳۰۰ کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔ اور آپ کو یہ بات سنکر خوشی ہوگی کہ اب یہ ۲۳۰۰ کروڑ روپے سے زیادہ بن گیا ہے۔ بلکہ ۲۴۰۰ کروڑ روپیہ ختم ہو چکا ہے۔ اور ابھی اس کا ایک سال باقی ہے۔

اب ہم نے ۱۹۶۵ء میں جو تیسرا منصوبہ بنایا ہے۔ آپ نے اسکے متعلق اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ یہ ۱۹۶۵-۷۰ء کے لئے ہے۔ اس میں جو رقم رکھی گئی ہے۔ وہ ۵۰۰۰ کروڑ روپے ہے میں حیران ہوں کہ بلوچ صاحب کو یہ کہنے کی جرأت کیسے ہوئی کہ ہمارے ہاں جو ترقی ہوئی ہے وہ پہلے دس سال میں ہوئی ہے۔ اور اسکے بعد ترقی ختم ہوگئی ہے۔ آپ ہی اندازہ فرمائیں کہ موجودہ پنج سالہ منصوبہ میں اتنی بڑی رقوم کے مقابلے میں پہلے دس سال میں ۳۵۰ کروڑ روپے سے کیا ترقی ہو سکتی تھی۔ اگر آپ ان تینوں منصوبوں کا TOTAL کریں۔ تو یہ ۸۳۵۰ کروڑ روپے بنتا ہے۔ ۸ ہزار ۳۵۰ کروڑ روپے جیسا کہ بلوچ صاحب فرماتے ہیں۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بالکل غلط کہا ہے۔ وہ جان بوجھ کر سیاست کو درمیان میں لے آتے ہیں۔ اور لوگوں کو خواہ مخواہ غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں البتہ ایک بات انہوں نے صحیح فرمائی جو Foreign Exchange کے متعلق ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم نے دو سال بیحد زرمبادلہ کمایا۔ وہ کیوں کمایا؟ آپ کو یاد ہوگا کہ ان دنوں کوریا کی جنگ تھی۔ جس کی وجہ سے خام پٹ سن اور خام کپاس کی کھپت اتنی زیادہ تھی جسکی

دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ ہم نے صحیح معنوں میں سینکڑوں کروڑوں روپے کا زرمبادلہ کمایا۔ لیکن وہ زرمبادلہ ضائع ہوا۔ کیونکہ اسکے سامان آرائش وغیرہ کی درآمد کی گئی۔

مسٹر افتخار احمد خان۔ اس وقت بھی آپ وزیر تھے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا! میں مرکزی وزیر نہ تھا۔ جناب جب میں سچ بولتا ہوں تو ان کو برا لگتا ہے۔ یہ جناب مجھے جان بوجھ کر ٹوکتے ہیں۔ تاکہ میں لائن سے اتر جاؤں۔ لیکن میں اترنے والا نہیں۔

مسٹر افتخار احمد خان۔ جناب صدر! میرے بھائی بڑا عرصہ وزیر رہے ہیں وہ جب بھی کرتے ہیں۔ اپنی ہی بدگوئی کرتے ہیں۔ مجھے ان کی زبان سے ایسی باتیں سن کر بڑا افسوس۔ دکھ اور صدمہ ہوتا ہے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا! میں تو حقیقت بیان کرتا ہوں۔ بہرصورت عرض یہ ہے کہ ہم نے جو زرمبادلہ کمایا۔ اس میں سب سے زیادہ حصہ خام مال کا تھا۔ مصنوعات بہت کم تھیں۔ وہ تو دسویں حصے سے بھی کم تھیں۔ انمیں Surgical Instruments Sports Goods Musical Instruments اور دیگر چھوٹی موٹی مصنوعات تھیں۔ لیکن اب جو زرمبادلہ ہم کماتے ہیں۔ اسکے متعلق آپ کو یہ سنکر خوشی ہوگی کہ اس میں خام مال بہت کم جاتا ہے۔ زیادہ تر مصنوعات جاتی ہیں۔ آپ کو شاید معلوم ہو کہ پچھلے سال ہم نے ۲۵ کروڑ روپے کا صرف کپڑا ہی برآمد کیا تھا۔ اور اب ہماری یہ پالیسی بن چکی ہے کہ چونکہ ہمارا ملک Industrialise ہو رہا ہے اسلئے ہم نے زیادہ زور مشینری اور ٹریکٹروں وغیرہ پر دیا ہوا ہے۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ۔ پوائنٹ آف آرڈر

معلوم نہیں۔ افتخار صاحب کو گندھارا کی بات کیوں چبھتی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

وزیر خزانہ۔ یہاں قرضہ جات کے متعلق بڑا زور دیا گیا ہے۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ ہم نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ کم سے کم قرضہ لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم تھوڑے سالہ پلین میں خود کفیل ہو جائیں گے۔ افسوس ہے باقی صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے۔

انہوں نے فرمایا تھا کہ مغربی پاکستان کی پی۔آئی۔ڈی۔سی پر حکومت نے ۵۰۰ کروڑ روپیہ خرچ کیا ہوا ہے۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے یہ figures کہاں سے لے لیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک صفر زیادہ لگا لیا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک جو کل رقم اس پر لگی ہوئی ہے وہ ۵۵ کروڑ ہے انہوں نے ۵۰۰ کروڑ کی رقم کہاں سے لے لی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

W.P.I.D.C. کو صرف ان مصنوعات کے لئے کارخانوں کی اجازت دی گئی ہے۔ جو پرائیویٹ سیکٹر میں نہیں ہیں اور جو عام ضرورت کی چیزیں ہوتی ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر میں ہمیشہ وہ کارخانے زیادہ ہوتے ہیں جہاں کمائی ہو اور یہ تو W.P.I.D.C. کے تحت جو کارخانہ جات ہیں وہ ملک کی سالمیت کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اس وقت ہمارا شپ یارڈ گھاٹے میں جا رہا ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ جہازوں کی مرمت وغیرہ کے لئے اسکی کتنی ضرورت ہے۔ اب میں نے ٹینڈر منگائے ہیں اور اشتہارات دئے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر میں سے کوئی گاہک مل جائے اور وہ کامیابی سے چلائے کیونکہ ملک کی سالمیت کے لئے اسکی اشد ضرورت ہے۔

Mir. Mohammad Murad Khan Jamali: On a point of information, Sir

Mr. Speaker: No point of information at this stage.

Minister of Finance: Whenever I say something he feels he must stand up and interrupt. I do not know what has happened to this man.

میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر کافی رقم خرچ کی ہے۔ اس طرح کی اور نئی ہیوی انڈسٹری لگانے کی بھی تجاویز ہیں۔ اور ان کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت کھاد اور شوگر کے اور کارخانہ جات لگائے جائیں گے۔ ملتان میں ایک بڑی فیکٹری کے لئے ۲۶ کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ بیرونی ممالک یہاں کارخانے لگائیں گے۔ پچاس فیصد ہم خود subsidise کریں گے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ملک میں production بڑھے گی۔ یہ تو تھیں میری معروضات W.P.I.D.C. کے متعلق۔

اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسی حکومت تھی جس نے کبھی قرضہ نہیں لیا تھا۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے یہ انفارمیشن کہاں سے لی۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ ان حکومتوں پر اعتبار نہیں تھا اسلئے ان کو قرضہ نہیں ملتا تھا۔

وزیر خزانہ ۔ اب ہمیں بہت کم رقم درکار ہوتی ہے۔ اس لئے بہت کم قرضے لیتے ہیں۔ ہمیں بھیک کی عادت نہیں ۔ ٹھیک ہے ہم گرانٹ ان ایڈ لیتے ہیں۔ لیکن ہم بھکاری بننا نہیں چاہتے ہیں۔

باقی صاحب نے بلوچستان کے متعلق کہا اس لئے کہ وہ قلات کے رہنے والے ہیں اور یہ کہا ہے کہ مرکزی محاصل کا بجٹ میں کوئی ذکر نہیں۔ یہ ٹھیک ہے پاکستان کے کسی یونٹ کے متعلق صوبائی بجٹ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر محاصل کا ذکر نہیں کیا گیا تو مرکزی اخراجات کا ذکر بھی تو نہیں کیا گیا۔ تو مرکزی اخراجات کا ذکر بھی تو نہیں کیا گیا۔ اس لئے ان کا یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ کسی یونٹ کے متعلق بجٹ میں مرکزی آمدنی نہیں دکھائی گئی۔ اور نہ ہی مرکزی خرچ کا ذکر کیا گیا ہے۔ باقی صاحب قلات کے متعلق ہی فرماتے ہیں اور باقی ملک کو بھول جاتے ہیں۔

Mr. Iftikhar Ahmad Khan: He is an All-Pakistani Leader.

وزیر خزانہ ۔ آپ بھی ہیں ۔ ہم تو کچھ بھی نہیں۔

جناب والا ۔ باقی صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہیلتھ کے متعلق قلات کے لئے جو رقم خرچ کی گئی ہے وہ کم ہے۔ ہمارا ذریعہ آمدنی زیادہ تر آمد و رفت اور زراعت پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے ذرائع آمد و رفت اور زراعت کو ہیلتھ اور ایجوکیشن پر ترجیح دی ہے۔ سال گذشتہ میں قلات کے لئے آمد و رفت کی مد میں ۱۲ لاکھ روپیہ رکھا تھا اس سال ۲۵ لاکھ کی رقم دکھائی گئی ہے۔ پچھلے سال زراعت کے لئے ۸ لاکھ کی رقم رکھی تھی۔ اس سال ۳۷ لاکھ کی رقم رکھی گئی ہے۔ جو تقریباً ساڑھے چار گنا ہے۔ پچھلے سال اخراجات کی کل رقم ایک کروڑ ۳۰ لاکھ رکھی تھی۔ اب میں نے ۲ کروڑ ۱۶ لاکھ رکھ دی ہے جو تقریباً دوگنا ہے۔

اب اس کے سوا میں ان کی اور کیا تسلی کر سکتا ہوں۔ میں ان خود ساختہ بلوچ صاحب کو کس طرح قائل کروں اور حامی بناؤں۔

علامہ صاحب نے اپنی تقریر میں یکساں سلوک کے متعلق ذکر کیا ہے۔ ان کی خدمت میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ آپ نے جو مصنوعات کے متعلق فرمایا ہے کہ بہت تھوڑی رقم ہے اس کے لئے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے بجٹ میں صرف وہ رقم دکھائی گئی ہے جو سرکاری طور پر خرچ ہوگی۔ پرائیویٹ سیکٹر کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ حالانکہ پرائیویٹ سیکٹر کے لئے مثلاً شوگر ٹیکسٹائل اور بہت سی چھوٹی چھوٹی مصنوعات کے لئے رقم دی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پانی کی سکیموں کے لئے کچھ نہیں کیا۔ حالانکہ مجھے یاد ہے۔ ۱۰۵ سکیموں میں سے ۶ سکیمیں صرف بہاولپور کے لئے ہیں۔ علامہ صاحب نے خود ہی ذکر کیا تھا کہ اب تک وہاں ۲۷ سکیمیں چل رہی ہیں۔ اب اگر ان ۲۷ سکیموں میں یہ نئی ۶ سکیمیں بھی جمع کر دیں تو ۳۳ ہو جاتی ہیں۔ بہاولپور آبادی کے لحاظ سے مغربی پاکستان کا ۵ فیصدی حصہ ہے۔ یعنی بیسواں حصہ ہے۔ اس حقیقت کو اگر ہم نگاہ میں رکھیں تو پانی کی زیادہ سے زیادہ سکیمیں ہم نے آپ کو دی ہیں۔ اسکے باوجود میں انشاءاللہ ضرورت کے مطابق پوری مدد کرنے کو تیار ہوں۔ اسلئے کہ بہاولپور پسماندہ علاقہ ہے اور پسماندہ علاقوں کی میں ہمیشہ مدد کرتا ہوں۔

ان معروضات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: I will put the resolution to the vote of the Assembly. The question is:—

> That the House do approve of the expenditure specified in the statement under Article 42 read with Article 89 of the Constitution in respect of Projects for the future years.

The motion was carried.

Mr. Speaker: Next item is of Mr. Abdul Baqi Baluch. As the first resolution has been carried, this is out of order. Next item is of Contingency and voting on motions for reduction relating thereto.

CONTINGENCY ITEM

مسٹر حمزہ (لائلپور ۶)۔ جناب سپیکر امسال میزانیہ میں ۶۴-۶۵ء کے لئے Contingency Item کے تحت ۱۲ کروڑ کی رقم مخصوص کی گئی ہے۔ سپلیمنٹری بجٹ Estimate برائے ۱۹۶۳-۶۴ء اس وقت میرے سامنے موجود ہے۔

(اس موقع پر سینیئر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

اس سے ظاہر ہے کہ کافی رقومات محکمہ صحت پر خرچ کی گئی ہیں۔ میں آج محکمہ صحت کی اس بناء پر نکتہ چینی، بلکہ تنقید کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس محکمہ نے جس قدر رقم اس سے قبل اس کو دیجاتی رہی ہے اور آئندہ بھی مثال کے طور پر Contingency Item سے دیجائے گی۔ صحیح معنوں میں مریضوں کی بہبود پر خرچ نہیں کیجائیگی۔ جناب سپیکر حقیقت یہ ہے کہ اس محکمہ کو تھوڑی بہت مزید رقومات دے کر ہم ٹھیک طریقے سے چلا نہیں سکیں گے ضرورت Tincture Iodine اور Dusting Powder استعمال کرنیکی نہیں۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ Major آپریشن کیا جائے تاکہ اس محکمہ کا بہت سا حصہ جو مفلوج اور بیکار ہو چکا ہے جو سارے سسٹم کو ضائع کر رہا ہے، سے نجات حاصل کی جائے۔

جناب سپیکر آپ کو اس چیز کا احساس ہوگا کہ ہمارے ملک میں غربت افلاس اور معاشی بدحالی کی بنا پر عام لوگوں کی صحت خراب ہے۔ ہمارے ملک میں برسر اقتدار پارٹی نے جس نظام کو مسلط کیا ہے۔ بیماریاں بڑھ گئی ہیں۔ اور اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اس ملک کو ایشیا کا مرد بیمار کہا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ایک طرف بیماریاں غربت اور افلاس کی پیدا کردہ ہیں دوسری طرف بعض ایسی بیماریاں ہیں جو عیش و عشرت کی پیداوار ہیں۔ اور اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس ملک میں عام انسانوں کو پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ اور رہنے کے لئے جھونپڑی اور تنگ و تاریک جگہ نصیب ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان کے بیمار ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ جیسا کہ پروجکٹ Estimates میں بتایا گیا ہے۔ کہ اس صوبے کی آبادی کو بہت سی جگہوں پر صاف ستھرا پانی پینے کے لئے نصیب

نہیں ہوتا۔ ہمارے پارلیمنٹری سیکرٹری بائے محکمہ مال نے فرمایا تھا۔ کہ اچھرہ شریف میں ٹھنڈا اور میٹھا پانی مفت نصیب ہوتا ہے۔ میں نے مغربی پاکستان کی اسمبلی میں کسی شخص کی زبانی نہیں سُنا کہ ان کے علاقہ میں صاف ستھرا پانی آسانی سے اور کافی مقدار میں میسر آتا ہو۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ۔ ہمارے علاقہ میں تو ملتا ہی نہیں ہے۔

مسٹر حمزہ۔ جناب سپیکر! ان حالات کے ہوتے ہوئے بیشتر آبادی کا بیمار ہو جانا لازمی ہو جاتا ہے۔ اس وقت ملک کے وسائل محدود ہیں اور ہم بیمار لوگوں کو صحیح معنی میں طبی سہولتیں بہم پہنچا نہیں سکتے۔ لیکن میں اس گورنمنٹ سے یہ بھی توقع نہیں کرتا کہ جو لوگوں کو دیدہ و دانستہ غربت اور افلاس کا شکار بنا کر بیمار نہ بنائے۔ اور اس کے بعد انکو صحیح معنوں میں طبی سہولتیں بہم پہنچائے۔ گورنمنٹ کی پالیسیاں بیمار ساز نہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ کو مغربی پاکستان کے عوام سے صحیح معنوں میں محبت ہوتی تو وہ ان کو دیدہ و دانستہ بیمار نہ بناتی۔

جناب سپیکر! آپ کو اسی چیز کا علم ہوگا کہ میو ہسپتال مغربی پاکستان میں قدیم ترین ہسپتال اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اس صوبے کا قدیم ترین میڈیکل کالج ہے لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ یہ ہسپتال اور یہ کالج جو کہ اس صوبے کے دارالخلافہ میں موجود ہے۔ قائم ہے اس میں انتظامیہ کی حالت اس قدر خراب ہے کہ وہاں ایک غریب آدمی تو کیا ایک متوسط طبقہ کے آدمی کو طبی سہولتیں میسر نہیں آتیں۔ طبی سہولتیں حاصل کرنے کے ذرائع یہ ہیں کہ یا تو بیمار انسان انتہائی مالدار ہو اور اگر مالدار نہ ہو تو کم سے کم ایک وزیر ہو۔

جناب سپیکر! لوگ عام طور پر بوچڑوں کو بُرا کہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بوچڑ بھی مویشی یا جانور پر احسان کرتا ہے جس کو وہ چند منٹوں میں ختم کرتا ہے۔ لیکن ہمارے اس ہسپتال میں جو طریقہ کار جو رویہ اور جس سنگدلی کا مظاہرہ Consultant کرتے ہیں وہ بوچڑوں سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ جناب سپیکر میں آپ کی خدمت میں ایک ضمنی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک Consultant جو بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے۔ اس

کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہ غریب مخلوق اور غریب بیماروں کی اپنے پیسے سے مدد کرتا ہے لیکن اکثر specialist Consultants اور ڈاکٹر صاحبان ایسے ہیں جن کا کردار ایسا ہے کہ وہاں انسانوں سے جن کے جسم پر غربت کی وجہ سے ہڈیوں کے ڈھانچہ پر صرف چمڑا مڑا ہوا ہوتا ہے ایک پونڈ Flesh طلب کرتے ہیں اور اگر ان کے پاس فیس موجود نہ ہو تو وہ ان کا طبی معائنہ کرنے یا ان کو طبی ہولت پہنچانے سے انکار کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! صورت حال اس قدر خطرناک ہے۔ کہ جب کوئی مریض وہاں جاتا ہے اگر اس نے ان Consultants کی خدمت سے استفادہ کرنا ہو۔ تو اسکے لئے لازمی ہے کہ وہ ان کی کوٹھی پر جاکر حاضری دے۔ ان کو بتیس یا چونسٹھ روپے فیس ادا کرے۔ اگر وہ شخص فیس ادا نہیں کر سکتا۔ تو وہ اس Specialists یا اس Consultants قابلیت اور معلومات سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

جناب سپیکر! اس ایوان میں محکمہ تعلیم پر بعض اصحاب نے یہ نکتہ چینی فرمائی۔ کہ اکثر اوقات اساتذہ صاحبان سکولوں میں بچوں کو پوری تندہی سے نہیں پڑھاتے۔ اور اس سے ان کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ بچے مجبوراً ٹیوشن فیس ادا کرکے ان کے گھروں پر جاکر ان سے تعلیم حاصل کریں۔ ہمارے ان Consultant کا رویہ بھی یہی ہے۔ مقررہ اوقات کے دوران out door patients کو نہیں دیکھتے۔ اور مریض مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کی کوٹھی پر جائیں۔ اور ان کی بھاری فیس ادا کرکے ان کی قابلیت سے تھوڑا بہت استفادہ کریں۔ اس محکمے کی طرف سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ مریضوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے۔ کہ ان کو ہسپتالوں میں نہ تو بستر مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ اور نہ ضروریات کے مطابق انہیں دوائیاں ہی دے سکتے ہیں لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر Specialist خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہوں۔ وہ تمام مریض جو ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ یا وہ اس بات پر مجبور ہوتے ہیں۔ کہ ہسپتالوں کا رخ کریں۔ اور وہ نیک نیتی کے ساتھ انہیں جس قدر وسائل یا وقت میسر آسکے ان کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ اور جو ان میں سے سب سے زیادہ مستحق ہوں۔ ان کو بھی وقت دیں۔ تو اس طرح سے کافی زیادہ انسانی خدمت ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے

جب ان کو بتیس یا چونسٹھ روپے فیس ادا کر دی جاتی ہے۔ تو صرف اسی وقت اس شخص کو یا اس مریض کی طرف پوری توجہ دی جاتی ہے۔ اور اسکے بغیر نہیں دی جاتی ہے۔ اور اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے بستروں کی کمی یا دوائی کی نایابی کو محض ایک بہانہ بنایا ہوا ہے۔ اسی بہانے سے وہ انسانوں کا تو کیا بلکہ ایسے انسانوں کا جو کہ انتہائی غربت کا شکار ہوتے ہیں۔ یعنی غربت اور مرض کے دو امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کی غربت پر کوئی رحم نہیں کرتے۔ اور اس قدر سنگدل ہیں۔ کہ وہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے انکی طرف توجہ نہیں دیتے۔

جناب سپیکر! اس ایوان کو وقتاً فوقتاً یہ بتایا جا رہا ہے۔ بلکہ قائد ایوان نے بڑے فخر سے یہ بتایا تھا کہ ہم اس کوشش میں ہیں۔ کہ ہمارے تمام کے تمام ہسپتال well equipped ہوں۔ لیکن میں ان سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ کے ہسپتال well equipped ہیں لیکن اسکے ساتھ ساتھ اگر آپ کے ڈاکٹروں کا یہ رویہ ہو۔ تو آپ بتائیے۔ کہ آپ کس طرح اس غریب قوم کی خدمت کر سکتے ہیں۔ مجھے سب سے بڑا اعتراض ان Specialists پر یہ ہے۔ کہ وہ Specialists کے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔ اور اسکے ساتھ ساتھ انہیں Consultants بھی کہا جاتا ہے۔ اور اسکے علاوہ سب سے اہم اور خطرناک بات یہ ہے۔ کہ وہ وہاں طالب علموں کو بھی پڑھاتے ہیں۔ اور پروفیسر بھی کہلاتے ہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیے۔ کہ وہ طلباء جنہوں نے چار۔ پانچ سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر بننا ہو۔ جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے اساتذہ کا یہ کردار ہے۔ تو ان کے اخلاق پر کیا اثر پڑے گا۔ اور وہ ان سے کیا سبق حاصل کریں گے۔ مزید برآں وہ Consultants جو اپنی Administration کو کنٹرول کرتے ہیں۔ جب وہ بذات خود لوٹ کھسوٹ میں لگے ہوئے ہیں۔ اور جنہیں اس قوم کی غربت پر رحم نہیں آتا اور جو انتہائی مادہ پرست ہیں۔ بلکہ میں کہوں گا۔ کہ ان پر مادہ پرستی کا بھوت اس طرح سوار ہے کہ انسانوں کی خدمت کرنا ان کے سامنے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ تو ان کا ماتحت عملہ، ڈاکٹر، نرسیں اور ادنیٰ سٹاف ان سے کیا سبق سیکھتا ہوگا۔ اور اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی اندازہ لگائیے کہ اگر وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی کرتے ہوں گے۔ تو کیا اس قسم کے Consultants

یہ جرأت کر سکتے ہیں۔ کہ وہ ان کو ان کی کوتاہیوں پر ٹوکیں۔ آپ لازمی طور پر اس نتیجے پر پہنچیں گے۔ کہ یہ ہسپتال جہاں پر Blood Transfusion کا انتظام بھی ہے۔ اگر کسی مریض کو فوری طور پر خون کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس کو خون دیا جاتا ہے۔ اس ہسپتال میں جس قدر خون دیا جاتا ہے۔ اس سے ہزار گنا زیادہ انسانوں کا خون چوسا جاتا ہے۔ اور افسوس یہ ہے۔ کہ ایسے انسانوں کا خون چوسا جاتا ہے۔ کہ جن میں پہلے ہی خون بہت تھوڑا ہوتا ہے۔

مجھے اس محکمے کی کارکردگی پر ایک اعتراض یہ بھی ہے۔ بلکہ اعتراض اس حکومت کی اس Consistant Policy پر ہے۔ کہ اس نے ایک طرف اس ملک میں حزب اختلاف کو قطعی طور پر ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ انہوں نے مخالفت کو دلی طور پر برداشت نہ کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ ہم پر جو گذر رہی ہے۔ ہم اسے برداشت کر رہے ہیں۔ اور مزید برداشت کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں۔ ان کی طرف سے سخت سے سخت اقدامات یا جو بھی حربے وہ اختیار کریں۔ ہم انشاء اللہ جوانمردی اور خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے۔ لیکن مجھے جو چیز انتہائی کھٹکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس حکومت نے جہاں حزب اختلاف کیساتھ ناروا سلوک اختیار کیا ہے۔ وہاں ہمارے علاقے کی آبادیوں کو بھی سزا دینے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! صورت حال یہ ہے کہ اگلے دن جناب سرفراز خان صاحب نے جناب وزیر تعلیم صاحبہ کو بڑی مبارکباد دی تھی۔ بہتر یہ تھا کہ وہ وزیر تعلیم صاحبہ کی بجائے وزیر صحت صاحبہ کو مبارکباد دیتے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ نیابت کی آبادی کیساتھ اس قدر بدسلوکی کی گئی ہے — کہ میزانیہ میں جہاں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ہم آبادی کو زیادہ سے زیادہ طبی سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں میرے حلقہ نیابت کے بدقسمت لوگوں کے لئے ۱۹۶۳-۶۴ء میں تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چک نمبر 396 جھنگ برانچ میں ایک ہیلتھ سنٹر قائم کرنے کی گنجائش رکھی گئی تھی لیکن ہوا یہ کہ چونکہ حکومت حمزہ کو سزا دینے کی انتہائی کوشش کے باوجود اسے جھکانے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ اب جو یہ اختیار کیا ہے۔ کہ اس ہیلتھ سنٹر کی رقم جو ہر آباد منتقل کر دی گئی ہے۔ وہاں کوئی عمارت نہیں ہے۔ اور عمارت کی رقم کسی اور ہیلتھ سنٹر کو دیدی گئی۔ ڈاکٹر

جو ہمراآباد میں کام کرتا ہے۔ لیکن تنخواہ چک نمبر 394 جھنگ برانچ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہیلتھ سنٹر سے وصول کرتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ گورنمنٹ کو کیا حق حاصل ہے۔ ان لوگوں کو ملک کے شہری نہیں سمجھتے اور اگر شہری سمجھتے ہیں تو اس قسم کے ظالمانہ سلوک کو کس طرح مناسب سمجھتے ہیں۔ اور اسکے باوجود ان سے سرکاری واجبات وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! حقیقت یہ ہے کہ جتنی Development Projects گورنمنٹ نے جاری کی ہیں گورنمنٹ ان کو وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنی پارٹی کو ناجائز طور پر پالنے کے لئے استعمال کرتی ہے۔ یا اپنی پارٹی کو پالتی ہے یا اس ملک میں طبقاتی جنگ کا اہتمام کرتی ہے۔ یہ دولتمندوں کو پالتی ہے اور غریبوں کو مزید تباہ کرتی ہے۔ ہیلتھ سنٹر کیلئے کچھ رقم مخصوص کرنے کے بعد وہ رقم دوسری جگہ منتقل کرنے کی زندہ مثال دے چکا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں کہ میں ایک ایسی تحصیل کا نمائندہ ہوں جو تحصیل اس حکومت کو مالیہ اور دوسرے واجبات مغربی پاکستان کے صوبے کے بہت سے اضلاع سے زیادہ ادا کرتی ہے لیکن آج تک حالانکہ اس تحصیل کی آبادی تقریباً 6 لاکھ ہے اسکے باوجود سب ڈویژن کے صدر مقام پر کوئی ہیڈکوارٹر ہسپتال قائم نہیں کیا گیا۔ اور اس سے بھی بڑھکر میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کروں جو خوش قسمتی سے اس وقت یہاں موجود ہیں کہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک ٹی بی کلنک قائم کیا جارہا ہے۔ جسکو قائم کرنے کے لئے انتظامیہ نے لوگوں سے زبردستی چندہ وصول کیا۔ ہمیں اپنے وسائل سے ٹی۔ بی کلنک قائم کرنا پڑتا ہے۔ اس علاقے کے لوگوں کی وفاداری دیکھئے ان کی بہادری دیکھئے ان کی قوت برداشت دیکھئے کہ وہ اپنے محدود ذرائع آمدنی کے باوجود مجبوراً چندہ دیتے ہیں لیکن حکومت کے افسران اختیارات سے تجاوز کرکے پبلک سے چندہ مانگتے ہیں اور ڈنڈے سے مانگتے ہیں۔ حکومت کا کردار کیا ہے۔ کہ اسکی انتظامیہ ٹی بی کے مرض کے علاج کے نام پر چندہ لیتی ہے اور اوسکی رقم ناچ اور گانے میں ضائع کرتی ہے اور ضائع بھی اس حالت میں کرتی ہے جبکہ وہاں کی آبادی اس کو ٹوکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت کو اس چیز کا احساس کرنا چاہیئے کہ یہ ناچ اور گانے کا مرض جو سختی سے ہماری قوم کو لاحق ہوگیا ہے۔ پورے طور پر لاحق تو نہیں ہوا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ اس کو پورے طور پر

لاحق کرنے کے درپے ہے۔

میں بتاتا ہوں کہ جس طریقہ سے انہوں نے اس قوم کے اخلاق کو ختم کرنیکی کوشش کی ہے یہ ٹی بی کے مرض سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اس قوم کے اخلاق کی دھجیاں اڑادی ہیں اس سے زیادہ خطرناک مرض قوم کو لاحق نہیں ہوسکتا۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ اس غریب ملک کی آبادی کو ان وزراء اور ان بڑے کارخانہ داروں کو چھوڑیئے ان غریبوں کو سستے علاج کی ضرورت ہے۔ اور سستا علاج یونانی اور ہومیوپیتھک طریقۂ علاج ہے۔ ایلوپیتھک طریقۂ علاج انتہائی مہنگا ہے اور خاص طور پر آزماتے بھی نہیں دوائی تجویز کرتے وقت اکثر اوقات مریض کی جیب کا اندازہ نہیں لگاتے۔ ان کو تو موٹی فیس چاہئیں۔ اگر کوئی شخص اس بوجھ کو برداشت کر بھی لے تو نسخہ اس قدر مہنگا ہوتا ہے کہ وہ شخص جو کہ جائز ذرائع سے آمدنی حاصل کرتا ہو وہ اس نسخے کو خرید نہیں سکتا اور اس سے استفادہ حاصل نہیں کرسکتا۔ ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری گورنمنٹ یونانی اور ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کی حوصلہ افزائی کرے اور ہمارے ڈاکٹروں کا رویہ یہ ہے۔ کہ وہ یہاں پر دوائی بنانے والے بیرونی کمپنیوں کے ایجنٹ ہیں اور اس صوبے کی بیشتر آبادی یہ مطالبہ کرتی رہی ہے کہ اس سستے اور معقول طریقۂ علاج کو گورنمنٹ اپنائے اور اسکی حوصلہ افزائی کرے۔ لیکن اسکے باوجود گورنمنٹ جس کو Inspiration امریکہ سے ملتی ہے اس سے کیسے توقع کیجا سکتی ہے کہ وہ قوم کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی اچھا کام کرے۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں ڈاکٹر فلیمنگ جو کہ پنسلین کے موجد ہیں۔ پاکستان تشریف لائے تھے اور انہوں نے فرمایا تھا کہ یہاں ڈاکٹر صاحبان مریض کا خون بغیر ٹیسٹ کئے یا اس چیز کا جائزہ لیئے بغیر کہ پنسلین مفید ثابت ہوگی یا نہیں۔ پنسلین اندھا دھند استعمال کرتے ہیں اور اسکے ٹیکے لگائے چلے جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات مرض زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور علاج نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری قوم کے وسائل کو یہ حکومت کس طریقہ سے ضائع کرتی ہے۔ بلکہ بہت سی چیزیں جو دوسروں نے ایجاد کی ہیں۔ اسکو اتنی عقل نہیں ہے کہ نقل ہی ٹھیک کرسکے۔ وہ ایک اچھی

چیز کو کیسے اپنا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی خدمت میں اس محکمہ کی ایک اور کارگذاری عرض کر دوں وہ یہ کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کیطرف سے انسداد ملیریا کا محکمہ قائم کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس محکمہ پر خرچ بڑی فراخدلی سے کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ روپیہ ان کی اپنی جیبوں سے نہیں جاتا حکومت نے ملک کی دولت کو بے دریغ خرچ کیا ہے۔ اتنی بڑی رقومات خرچ کرنے کے باوجود ہمارے علاقے میں اس سے کوئی خاطر خواہ نتائج پیدا نہیں ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی چند دنوں سے تو چلنے لگی ہے اور اینٹی ملیریا ڈیپارٹمنٹ کی لاج اس لئے رکھ لی ہے۔ آج سے پانچ دن پہلے مجھے ٹوبہ ٹیک سنگھ جانے کا اتفاق ہوا۔ اور جس گھر میں رات کو قیام کیا اس سے اگلے مکان میں اینٹی ملیریا ڈیپارٹمنٹ کا دفتر تھا۔ گلی میں ان کی دو چار جیپیں اور ٹرک کھڑے تھے۔ لیکن جب رات ہوئی تو مچھر اپنا بین باجا لے کر تشریف لے آئے اور ساری رات پریشان کرتے رہے۔ اس آبادی کو جتنا وہ پریشان کرتے ہوں گے اس کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں۔ حقیقت ہے کہ نیند میں اگر کوئی چیز مخل ہو جائے تو اسکو پاکستان میں کوئی اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔ لیکن ملیریا کے مچھر جب کاٹتے ہیں تو ظاہر ہے کہ جو ان کا شکار ہوتے ہیں اکثر اوقات وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو دو وقت کی روٹی نہیں ملتی۔ جنہیں ڈاکٹر میسر نہیں آتے۔ اگر میسر آئیں تو وہ مہنگے ہوتے ہیں اور وہ ان کی فیس ادا نہیں کر سکتے۔ تو آپ بتائیے کہ آخر اس قسم کے محکمے پر اتنی بڑی رقومات خرچ کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ یہ اس جگہ کی بات ہے جہاں آپ کا دفتر ہے جہاں بہت سی جیپیں اور ٹرک کھڑے تھے۔ آپ باہر کے علاقوں کا اندازہ لگائیے کہ وہاں کیا حال ہوگا۔ تمام رقوم جو اس قوم سے آپ زبردستی چھین رہے ہیں سے اس قوم کو کس حد تک فائدہ پہنچاتے ہیں۔ جتنی رقومات اس محکمہ کو دی گئیں ہیں۔ ان کا جائز استعمال نہیں ہو رہا۔ آپ نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو تختہ مشق بنایا تھا۔ اس بنا پر کہ وہاں سے جو نمائندہ منتخب ہو کر آتا ہے وہ ضرور گورنمنٹ پر نکتہ چینی کرتا ہے اور اس کے کیڑے نکالتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ گورنمنٹ کس طرح قوم کو لوٹ رہی ہے۔ آپ نے علاقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لوگوں کی تو کیا خدمت کرنی ہے اس دارالخلافہ میں جو آج تک Consultant

اور آپکے ماہرین امراض نے اس قدیم ترین ادارہ میں جو لوٹ مچائی ہوئی ہے آپ اس کو نہیں روک سکتے۔ آپ تمام وسیع و عریض صوبہ کے عوام الناس کو اور خصوصاً مریضوں کو یا ان لوگوں کو جن کو آپ دیدہ و دانستہ مریض بنا رہے ہیں ان کی خدمت کی توقع آپ سے کیا کی جا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے آپ کا مقصد حیات یہ ہے کہ وزیر بنئے۔ پیسے کمائیے۔ تعریف کیجئے۔ پارلیمنٹری سیکرٹری بنئے۔ ہنسئے اور وقت ٹالئے۔

Mr. Senior Deputy Speaker: No other speaker on this side.

Syed Zafar Ali Shah (Deputy Speaker): Sir, I want two minutes. I will make it very short. The Contingency Item is under discussion and as I had pointed out earlier that certain parts of West Pakistan have been totally neglected in the present Budget in the matter of roads development and anti-waterlogging schemes. I feel that it will be most appropriate if the Government provides some funds from this item for these two things. I may point out mainly to these two things especially in those parts of Southern Region which are outside the ADC Zone namely, the *old* areas of Sukkur Barrage. It has become very necessary for me to point out and I am constrained to say that they have been totally neglected in the present Budget as far as road development and anti-waterlogging schemes are concerned. Sir, I would request that for roads development and repairs of those roads which are in a very bad condition some amount should be made available from this Contingency item.

Sir, it has become very easy for the Government to start a scheme. For instance the total amount required for a scheme is twenty lakhs of rupees. Government would pay one lakh rupees in the present Budget and that scheme would be put into operation. Even though it is 1/20th of the required amount the scheme is started. In the following year when no funds are provided the scheme comes to a standstill.

Sir, we would be thankful even if the Government makes available a token amount from the present Contingency item for the repair and construction of important roads in Nawabshah District.

Secondly, the anti-waterlogging and salinity programme as I had requested earlier: Sir, this waterlogging and salinity menace has emerged out as a monster suddenly in Nawabshah District and in the two Northern tehsils it has assumed very great proportion. Roads, houses and other immovable property is going under water. I would request that some amount be made available for the disposal of seepage water west of the Rohri Canal from this Contingency item.

The third thing is the rains and storm which have caused havoc in Hyderabad Division. We know, Sir, that the Government is making liberal grants for this purpose. But let us take the proportion and extent of this disaster into account. It is no less than the disaster caused in some parts of the coastal Districts in East Pakistan. We remember, Sir, how vigilant the Government was at that time and how quickly the situation improved by their timely help. They had come out in the first instance with a grant of ten crores of rupees. In the present case I would request that from the Contingency Item at least one crore should be made available to emeliorate the condition of people in Hyderabad Division. We know that there has been a huge loss of human life and property and the conditions prevailing especially in the desert areas and other areas of Hyderabad Division are very bad. Whatever the people had has been totally lost. It would be a long time before they regain it.

With these submissions I resume my seat.

راؤ خورشید علی خان (منٹگمری ۳)۔ جناب والا پچھلے سال کی کنٹن جنسیز میں جیل ڈیپارٹمنٹ کے لئے ۱۵ لاکھ روپیہ کے قریب رقم رکھی گئی تھی۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس کو اصل ضروریات پر صرف نہیں کیا گیا۔ میں اس موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گورنمنٹ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جیل کے اندر سیاسی قیدیوں کے لئے بڑی ناکافی انتظامات اس وقت موجود ہیں۔ رہائش کا مناسب انتظام ان کے لئے نہیں ہے۔ اسکی وجہ سے بعض دفعہ جیل حکام کو اس بات کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو قیدی جس جیل سے تعلق رکھتا ہے اسکو وہاں رکھنے کی بجائے اور دوسرے دور دراز مقامات پر ان سیاسی قیدیوں کو خاص طور پر بھیج دیتے ہیں۔ اسکی وجہ سے جناب سپیکر ان سیاسی قیدیوں کے عزیزوں کو بہت سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دور دراز مسافت طے کرنی پڑتی ہیں۔ اور اخراجات کے زیر بار آنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو ان کو دوسرے مقامات پر جانا پڑے گا۔ یہ ان کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے۔

At this Stage Mr. Deputy Speaker occupied the chair

اس لئے میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس Contingency Item میں سے ایک اچھا خاصہ حصہ مختلف جیلوں میں پولیٹیکل قیدیوں کے وارڈ بنانے اور ان کے لئے وہاں

رہائش کی مزید سہولتیں مہیا کرنے پر صرف کرنا چاہیئے۔ اس چیز کی ضرورت اس لئے بھی محسوس کی جارہی ہے کہ اگر اس ملک کے سیاسی حالات مستحکم ہوتے تو شاید مجھے اسکی طرف توجہ دلانے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ لیکن ملک کے سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے یہاں صورت حال یہ پیدا ہو رہی ہے کہ لوگوں پر تحریر۔ تقریر۔ سماع اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے دروازے بند کئے جا چکے ہیں۔ چنانچہ اب جو شخص بھی اس ملک کے حالات کی اصلاح کی غرض سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔ کوئی بات دیکھنا چاہتا ہے۔ یا اخبارات تک پہنچنا چاہتا ہے اسکے راستے میں اتنی مشکلات پیدا کر دی گئی ہے۔ کہ اسے عموماً قید و بند کی سختیوں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں اس بات کا خدشہ ہے کہ آئندہ ہماری جیلوں کی آبادی زیادہ سے زیادہ بڑھنے کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے اس Contingency Item میں سے زیادہ سے زیادہ روپیہ مختلف جیلوں میں سیاسی قیدیوں کے وارڈوں پر صرف کرنا چاہیئے۔

جناب والا! اسکے علاوہ میں حکومت کی توجہ ایک اور بات کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں Montgomery Girls' College کی Boundary Wall موجود نہیں۔ جس کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہے۔ اور بچیوں کو بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر اس کے لئے بجٹ میں کوئی Provision نہیں ہو سکتی تو کم از کم اس Contingency Item میں سے ہی اس کالج کی Boundary Wall بنانے کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ اس اسلامی ملک میں جہاں ہم خواتین کے لئے الگ تعلیمی درسگاہیں بنانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ پردے اور دیگر اسلامی احکام کا احترام کر سکیں۔ تو جن تعلیمی درسگاہوں میں اس قسم کا پردے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ ان کی طرف میں نے توجہ دلائی ہے۔ لہذا اس شکایت کو جلد از جلد دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جناب والا! اس کے علاوہ سیاسی زندگی کو سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے بعض مقامات پر Public Halls کی بڑی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں بھی میں منٹگمری کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ وہاں عام پبلک جلسے منعقد کرنے کے لئے کوئی پبلک ہال

نہیں۔ جس کی وجہ سے بڑی دقت کا سامنا ہے۔ اور بعض موقعوں پر بڑی پریشانی ہوتی ہے اول تو ویسے ہی پبلک کی سماعت پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ لیکن اگر ان پابندیوں کو ہٹا کر کہیں اجازت مل بھی جائے تو پبلک میٹنگ کرنے کے لئے وہاں کوئی ہال موجود نہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس Contingency Item میں سے مختلف مقامات پر اور خصوصاً منٹگمری میں جہاں اسکی سخت ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ ایک پبلک ہال کی تعمیر پر اس رقم میں سے کچھ خرچ کیا جائے۔

اسکے علاوہ جناب میں منٹگمری کی ایک اور ضرورت کی طرف بھی حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ تقسیم ملک کے بعد صوبے کے بہت سے دیگر مقامات پر Sugar Factory یا اسی قسم کی اور بڑی فیکٹریاں لگائی گئی ہیں۔ لیکن منٹگمری کو اس باب میں بھی محروم رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں بیروزگاری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے ان حالات کے پیش نظر وہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر اس کے لئے عام بجٹ میں کوئی Provision نہ ہو سکے تو کم از کم Contingency Item میں سے اس کا کوئی خاطر خواہ اہتمام کیا جائے۔

جناب والا: علاوہ ازیں گذارش یہ ہے کہ جس طرح دیگر اضلاع میں اضافی بستیاں یعنی Satellite Towns بنائے گئے ہیں۔ اسی باب میں اوکاڑہ اور دینالہ خورد کو محروم رکھا گیا ہے۔ وہاں رہائش کی بڑی دقتیں ہیں۔ اور اب وہاں بڑی congestion ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے صحت کے نکتہ نظر سے لوگ بڑی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اس لئے اوکاڑہ اور دینالہ خورد میں اضافی بستیاں بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس سلسلے میں کچھ سکیمیں بھی بن چکی ہیں۔ Higher Quarters تک بھی پہنچ چکی ہیں۔ Town Planner کے ہاں سے بھی معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی کئی سکیمیں COLD STORAGE میں پڑی ہیں۔ لہذا میری گذارش ہے کہ اس سلسلے میں سے اس سلسلے میں بھی کوشش کی جائے۔ کیونکہ اوکاڑہ اور دینالہ خورد میں رہائش کی جو دقتیں ہیں۔ وہ اضافی بستیاں نہ ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اس لئے وہاں یہ بستیاں بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اسکے علاوہ میں اوکاڑہ اور رینالہ خورد کی ایک اور تکلیف کی طرف حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

Mr. Iftikhar Ahmad Khan: No quorum.

Mr. Deputy Speaker: Because the member has not risen in his seat, so we cannot take note of it.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan: Sorry, Sir. There is no quorum. Let there be a count (Count was taken).

Mr. Deputy Speaker: There is no quorum. Let the bells be rung. (Bells were rung). The House is now in quorum. Yes, Rao Sahib.

راؤ خورشید علی خان۔ تو جناب میں اوکاڑہ اور رینالہ خورد کی اضافی بستیوں کے متعلق عرض کر رہا تھا۔ وہاں بڑی Congestion ہے جس کی وجہ سے رہائش کی دقتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ رینالہ خورد کے متعلق مجھے خصوصی طور پر معلوم ہے کہ اس کے متعلق کافی عرصہ سے Town Planner کے پاس اضافی بستی کی سکیم موجود ہے۔ لیکن معلوم نہیں۔ اسے cold storage میں کیوں رکھا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس Contingency Item میں سے کچھ رقم اس کے لئے مخصوص کی جائے اور وہاں اضافی بستی بنانے کی جلد از جلد کوشش کی جائے۔

Mr. Deputy Speaker: I think I will point out to the member that this is about the unexpected expenditure and I hope he will confine himself to such matters.

راؤ خورشید علی خان۔ جناب unexpected کا مطلب یہ ہے کہ جب بعد میں کوئی ضرورت لاحق ہو جائے۔ تو میں ان ضرورتوں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ جن پر یہ رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔

اسکے علاوہ جناب والا۔ میں اوکاڑہ اور رینالہ کی سڑکوں کی عام حالت کی طرف بھی آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ان دونوں قصبوں میں آمد و رفت کی بہت کم سہولتیں میسر ہیں۔ مثلاً ایک سڑک کی طرف تو میں خاص طور سے توجہ دلانا

چاہتا ہوں۔ اگر اس سڑک کو درست کیا جائے۔ تو اس سے آمد و رفت میں بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہ سڑک اوکاڑہ سے ست گھرے تک جاتی ہے۔ ست گھرے سے سیدو والے تک اس کا ٹکڑہ کچا ہے۔ اور سیدو والے سے آگے بھی یہ سڑک پختہ ہے۔ یہ کافی اضلاع کو ملاتی ہے جن میں لائیلپور بھی شامل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ست گھرے سے سیدو والے تک کا جو کچا ٹکڑہ ابھی باقی ہے۔ اس کا فاصلہ ۱۲ میل ہے۔ دراصل یہ P.W.D. کی سڑک ہے اسے پختہ کرنے کے لئے میں جناب وزیر متعلقہ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

Mr. Deputy Speaker: I will point out to the member that any situation which has unexpectedly arisen, may be discussed, and such matters may be brought under discussion under the Contingency Item. So I will point out to him that he is irrelevant.

Mr. Iftikhar Ahmad Khan; He can't know that is going to happen tomorrow or this year. He says that this amount be spent on those.....

Mr. Deputy Speaker : There is clear distinction between expenditure other than contingencies in the Budget.

مسٹر حمزہ۔ جناب سپیکر حقیقت یہ ہے کہ ابھی آپ نے خود اسی موضوع پر تقریر کی ہے۔ اور آپ نے WATERLOGGING اور دوسرے مسائل جو اس وقت آپ کو درپیش ہیں۔ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کی طرح اپنے علاقہ جات کی ضروریات کو بیان کیا جائے تو درست ہوگا۔

Mr. Deputy Speaker: I had spoken about the things which have suddenly come up and which are so unexpected.

مسٹر حمزہ۔ اسی طرح میں اپنے علاقہ کے متعلق گذارشات پیش کروں گا۔

Mr. Deputy Speaker: I hope the member will please be relevant.

خواجہ محمد صفدر۔ جناب والا۔ Contingency Item کے اخراجات کے متعلق ہم تو صرف اندازہ کر سکتے ہیں کہ اسے کن مدات پر خرچ کیا جائے گا۔ اگر آپ سپلیمنٹری بجٹ کی APPENDIX پر جس میں یہ شامل ہے نظر ڈالیں تو آپ ملاحظہ کریں گے کہ

سڑکوں کے لیئے اسی مد سے روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ اب بھی ہم اندازہ ہی کریں گے کہ اسی طرح اخراجات ہوں گے جس طرح پچھلے سال خرچ کیا جاتا رہا ہے۔ اسکے حوالہ سے میں جناب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم صرف اندازہ کے طور پر توقع کر سکتے ہیں۔ جس طرح کہ سابقہ سال خرچ کیا گیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ Relevant ہے۔

راؤ خورشید علی خان۔ جناب والا! اب میں ۱۲ میل کے ٹکڑے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کا درمیانی حصہ کچا ہونے کی وجہ سے سڑک قابلِ استعمال نہیں ہوتی۔ اور مقامی زمینداروں کو اجناس Mondi Towns میں پہنچانے کی بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے اس ۱۲ میل کے ٹکڑا کو بنانے کی کوشش کی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ ہم ۱۲ میل کو ٹکڑا نہیں کہہ سکتے۔

راؤ خورشید علی خان۔ جناب والا! بالا کی سڑک کافی حد تک خراب ہو چکی ہے۔ اس میں بہت نشیب و فراز ہیں اور گڑھے پیدا ہو چکے ہیں۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ اس سڑک کو Contingency Item میں سے درست کرنے کی کوشش کی جائے۔

علاوہ ازیں اوکاڑہ اور رینالہ خورد کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔ کہ وہاں سیم کی بیماری زیادہ ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ میں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور ایک سیم نالی نکالنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن اب سیم کی تباہی بہت زیادہ پھیلتی جا رہی ہے۔ جب تک ٹیوب ویل اس علاقہ میں لگانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا اور خوراک کے لئے خود مکتفی نہیں ہو سکتے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ زمینداروں اور کاشت کاروں کے مسائل ہیں ان کا تدارک کس طرح کیا جائے۔ اس سلسلہ میں اگر ٹیوب ویل زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس علاقہ بنانے کی کوشش نہ کی گئی تو ظاہر بات ہے کہ ویلفیئر سٹیٹ کیونکر بنے گی۔ اور کس طرح خوراک کے مسائل کی طرف توجہ نہیں دے سکیں گے۔

ان معروضات کے بعد یہ گذارش کروں گا کہ اس طریقہ سے مادی ترقی کی طرف بہر حال آدمی کی توجہ ضرور کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ انسان جہاں روحانیت کا طرف دار ہے وہاں اسکی مادی ضروریات بھی ہیں۔ ان کو پورا کرنے سے روحانیت کی آبیاری نہیں ہو سکتی۔ نیز

اگر مادی ضروریات کو پورا نہ کیا جائے ۔ تو پھر اخلاق اور روحانیت کے لمبے چوڑے دعووں کے اندر کوئی وزن نہیں ہوتا ۔ ہم ایک صحیح انسان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ فریب نہ دے جھوٹ نہ بولے ۔ دھوکا اور رشوت ستانی کا کاروبار نہ کرے ۔ کسی کے ساتھ برائی نہ کرے لیکن جب تک ہم اس قسم کی حالت معاشرہ کے اندر پیدا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے ۔ اور ایک آدمی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کم سے کم مجبور ہوگا تو پھر وہ برائی کا ارتکاب نہیں کرے گا ۔ جب تک معاشرہ کے اندر اس قسم کی اصلاحات نہیں کریں گے ۔ مثلاً لوگوں کو یہ جو معاشی تکالیف ہیں اور معاشیات میں ایک تفاوت ہے جب تک پیٹ پالنے کے لئے ضروری جدوجہد نہ کریں ۔ زرعی کاموں کو ٹھیک نہ کریں عام کاشتکار کو ہر لحاظ سے نہ دیں ۔ تاکہ وہ محنت مشقت کرکے ایمانداری کے ساتھ بیوی بچوں کا پیٹ پال سکے ۔ جب تک عوام کو بنیادی ضروریات مہیا نہ کریں ۔ ان سے یہ کیسے توقع رکھیں کہ وہ ایمانداری کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں ۔

تو پھر یہ ایسا مطالبہ ہے کہ ان سے نہیں کرنا چاہئے ۔ سب سے پہلے ایک آدمی کی مادی ضروریات پوری کرنی چاہیئے ۔

Mr. Deputy Speaker: Please be short.

<u>راؤ خورشید علی خان</u> ۔ اس کے بعد ہم توقع کر سکتے ہیں کہ لوگ برائیوں سے بچیں گے ۔ اور جھوٹ فریب دغابازی سے اور جو برائیاں پھیل رہی ہیں ۔ ان میں مبتلا نہیں ہوں گے ۔

<u>حاجی عبدالمجید جتوئی</u> (دادو ۔ ۱) ۔ جناب والا ! پچھلے سال بھی ہم نے دس کروڑ روپیہ Contingency Item کے لئے رکھا تھا ۔ پتہ نہیں کہ وہ کیسے خرچ ہوا ۔ چھوٹے صوبوں پر تو ان کی نظر نہیں پڑی ۔ میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ الیکٹرسوں کا کوئی FUNCTION ہوا تھا ۔ اس میں سے الیکٹرسوں کو ایک ایک سو روپیہ دے دیا گیا ۔ اس طریقہ سے پتہ نہیں کہ یہ کیسے خرچ ہوا ہے ۔ اور اب یہ بارہ کروڑ روپیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ بجٹ میں یہ دکھایا جائیگا کہ سندھ میں سڑکوں کی کیا حالت ہے ۔ ہمارے دادو ڈسٹرکٹ میں کوئی بھی راستہ بنانے

کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ بجلی کے لئے کچھ نہیں ہوا۔ ہسپتال کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ کوئی فیکٹری نہیں۔ آپ نے یہ پیسے وہاں کیوں خرچ نہیں کئے۔ یہ کیوں بچا کے رکھے ہیں۔ اور اگر خرچ کریں گے تو مہربانی کر کے ہمارے پلیٹ پر بھی نظر رکھیں اور وہاں بھی خرچ کریں۔ بجلی کے لئے ٹوگر کے لئے اور سڑکوں کے لئے خرچ کرنا ہے۔ باقی ایک اور چیز ہے کہ کوٹری سے لاڑکانہ تک پکا راستہ ہے اور اس کے علاوہ کتنے راستے ہیں۔ جو یونہی پڑے ہیں۔ وہاں ایک بہت ہی اہم سڑک پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کی ہے آج تک اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ نیز دادو ڈسٹرکٹ میں کوئی سیٹیلائٹ ٹاؤن نہیں ہیں۔

میں کیا کہوں ان منسٹروں کو۔ نہ یہ خدا سے ڈرتے ہیں اور نہ شیطان سے۔

وزیر خوراک (ملک قادر بخش)۔ (مسٹر جتوئی کیطرف ہاتھ اٹھا کر) شیطان سے ڈرتے ہیں۔

حاجی عبدالمجید جتوئی۔ تو میری عرض یہ ہے کہ یہ خواہ مخواہ روپیہ کیوں خرچ کر رہے ہیں۔ کیوں نہیں ہمارے دادو ڈسٹرکٹ میں خرچ کرتے کیونکہ وہاں کوئی انڈسٹری نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں اور اس ایوان سے کہتا ہوں کہ اسکو منظور نہ کیا جائے۔

میر محمد مراد خان جمالی (جیکب آباد II)۔ صاحب صدر پچھلے سال جو انہوں نے Contingency کے سلسلے میں ۱۰ کروڑ کی رقم مانگی تھی تو ہم نے خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ یہ رقم جائز طور پر صرف نہیں کیجائیگی اور جو پچھلے سال خرچ کیا گیا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وزیر صاحبان کے لئے ایک مد رکھی گئی ہے۔

Provision of Funds of ....discretionary grants by Ministers

اور اس مد کے ذریعہ وزیروں کو سات سات ہزار روپے کی رقم دی ہے لیکن پتہ نہیں چلا کہ اسکو کیسے خرچ کیا گیا۔ ایک بات مجھے یاد آئی کہ ایک فلم اسٹاروں کا شو ہوا تھا تو اسمیں ملک قادر بخش صاحب بھی تشریف لیگئے تھے۔ سنا گیا ہے کہ انہیں نے اس میں ۰۰ روپے دئے تھے۔

وزیر خوراک ۔ (ملک قادر بخش)* × × × × ×

خواجہ محمد صفدر ۔ × × × × × × ×

وزیر خوراک ۔ × × × × × × × × ×

Mr. Deputy Speaker: These words may be expunged.

میر محمد مراد خان جمالی ۔ جناب یہ جو ملک صاحب نے نقرہ فرمایا ہے ۔ اِس بڑھاپے میں . . . . .

Mr Deputy Speaker: Please proceed with your speech.

میر محمد مراد خان جمالی ۔ جناب جو انہیں نے pass Remarks کئے ہیں ۔

Mr. Deputy Speaker: They have been expunged from the proceedings. So there should be no discussion about that.

میر محمد مراد خان جمالی ۔ یہ رقم اگر اسی طرح صرف ہوتا ہے ۔ تو میری گذارش ہے کہ خدا کے واسطے اس ملک قوم پر رحم کیجئے اور یہ رقم آئندہ بجٹ میں نہ PROVIDE کیجائے اسکے علاوہ نصیرآباد پولیس اسٹیشن کے لئے ۵۹ ۔ ہزار ایک سو کی رقم رکھی گئی ہے ۔ اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ نصیرآباد کوئیٹہ ڈویژن کا ایک حصہ تھا ۔ مئی سنہ ۱۹۶۱ء میں اس کو سیاسی بناء پر کوئیٹہ سے الگ کر دیا گیا اور خیرپور میں شامل کر دیا گیا ۔ اور وہ صرف اسلئے کیا گیا کہ اسکو سیاسی طور پر ختم کرنا مقصود تھا ۔ لیکن اسکی بنیاد یہ ہے ۔ کہ جب نصیرآباد سب ڈویژن کو خیرپور ڈویژن سے ملایا گیا تو گورنمنٹ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ یہاں کے رسم و رواج کو Touch نہیں کیا جائے گا ۔ وہاں یہی سسٹم قائم ہے یہی سسٹم ایک قومی سسٹم ہے وہاں سردار جمالی ہیں ان کے قبائل ہیں اور لیڈرز ہیں تو جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ جب نصیرآباد کو خیرپور میں شامل کیا گیا تھا ۔ تو یہ وعدہ تھا کہ وہاں کے نظم و نسق کو بالکل نہیں چھیڑا جائے گا ۔ لیکن وہاں اب پولیس اسٹیشن اس لئے قائم کیا جا رہا ہے کہ

* Expunged under the orders of Mr. Deputy Speaker.

الیکشن جو آنیوالے ہیں تو یہ الیکشن وہاں دھاندلی سے جیتنا چاہتے ہیں۔ میری گذارش ہے کہ وہاں پر لیوی سسٹم احسن طریقے سے کام کر رہا ہے اسکو اور مضبوط کیا جائے اور اسکی نفری بڑھائی جائے۔ اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ بجائے اسکے کہ یہ رقم پولیس اسٹیشن پر صرف کیجائے یہ لیویز کو مضبوط کرنے پر صرف ہونی چاہیئے۔

اسکے علاوہ ڈپٹی کمشنروں کے لئے صفحہ ۲۵ پر آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ان کے لئے ایک اسپیشل گرانٹ ٹی۔اے۔ اور ڈی۔اے کے لئے رکھی گئی ہے۔

"Grant of Additional T.A. and D.A. to Deputy Commissioners

یعنی جو مختلف ڈپٹی کمشنرز ہیں ان کے لئے ۸ سے ۱۰ ہزار کی رقم رکھی گئی ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ یہ آپ کہاں سے پڑھ رہے ہیں۔

میر محمد مراد خان جمالی۔ یہ میں صفحہ ۲۵ سے پڑھ رہا ہوں۔ میں اسکے بتانا چاہتا ہوں کہ کس طرح سے روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ (قطع کلامی)

خواجہ محمد صفدر۔ یہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ آپ پچھلے سال خرچ کر چکے ہیں خطرہ ہے کہ آئندہ سال بھی اسی طرح فضول خرچی کریں گے۔

میر محمد مراد خان جمالی۔ صاحب صدر! اس سلسلے میں ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ ہمارے ڈپٹی کمشنر جیکب آباد نے پولیٹیکل ایجنٹ کے پروگرام بنایا کہ استا محمد جائیں گے۔ اور رات کو وہاں رہیں گے۔ اتفاق سے وہاں ایریگیشن کے اگزیکٹیو انجینئر تشریف لے آئے اور وہ استا محمد کے بنگلے میں ٹھہرے۔ صبح کو پولیٹیکل ایجنٹ نے ڈی۔سی کو ٹیلیفون پر بتلایا کہ وہاں تو اریگیشن کے انجینئر صاحب ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ استا محمد نہیں تو خیر دین جائیں گے۔ استا محمد جیکب آباد سے ۳۴ میل مشرق میں ہے اور خیر دین جیکب آباد سے ۴۰ میل مغرب میں ہے۔ چنانچہ وہ بغیر کسی پروگرام اور بغیر کسی اطلاع کے استا محمد کے بجائے خیر دین چلے گئے۔ میرے خیال میں یہ ٹی۔اے۔ اور ڈی۔اے کے مصارف غلط ہیں۔ لوگ ڈپٹی کمشنر سے ہیڈ کوارٹر میں ملنے کے لئے آتے ہیں۔ لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب چاہے کام ہو یا نہ ہو دورے پر چلے

جاتے ہیں۔ یہ رقم ناجائز طور پر خرچ کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ افسروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دورے کم سے کم رکھیں۔

اسکے علاوہ انفارمیشن کے لئے پچھلے سال جو رقم دیگئی تھی۔ اسے آپ صفحہ ۲۷ پر ملاحظہ فرمائیں اس میں ایک گرانٹ ہے۔

"Grant of Additional Fund to Information Department to meet Excess Expenditure"

اسکے متعلق ایک چھوٹا سا واقعہ ہے۔ ۱۳ مئی کو مجھے کمشنر صاحب سے کچھ کاغذات لینا تھے اسلئے مجھے کمشنر صاحب کے پاس جانا پڑا۔ میں وہاں جاکر اسٹینو کے دفتر میں بیٹھ گیا وہاں ملاقاتیوں کا سلسلہ تھا۔ وہاں ڈھائی تین سو ٹرائیبل ملک بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں کمشنر صاحب نے اپنے اسٹینو سے ٹیلیفون پر کوئی بات کہی۔ اسٹینو نے چپراسی کو بلا کر کہا کہ اقبال شاہ صاحب کنونشن مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری کمشنر صاحب سے ملنے آئے تھے کمشنر صاحب نے اسٹینو کو ٹیلیفون پر کوئی بات کہی تھی اسٹینو نے چپراسی سے کہا کہ جب اقبال شاہ صاحب کمشنر صاحب کے کمرے سے باہر نکلیں تو ان کو میرے پاس بلانا کہ کمشنر صاحب نے ان کو کوئی پیغام دیا ہے۔ میں وہاں بیٹھا ہوا تھا جونہی اقبال شاہ صاحب کمشنر صاحب کے کمرے سے باہر نکلے اسٹینو نے ان سے کہا کہ وہاں انفارمیشن کے ڈائریکٹر علی محمد صاحب بروہی ہیں انہیں نے کہا ہے کہ آپ کو Press overage دیا جائے۔ تو بتلائے کہ آپ کو کتنا Press Coverage دیا جائے۔ وہ مجھے دیکھکر جھینپ گئے اور پھر کان میں جاکر کوئی بات کہی اور وہ چلے گئے۔

اس کے بعد ٹیلیفون اٹھا کر ڈائریکٹر انفارمیشن کو ٹیلیفون کیا کہ کمشنر صاحب کہتے ہیں کہ اقبال شاہ صاحب کنونشن مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری ہیں وہ ۵ بجے پریس کانفرنس رہے ہیں اس کو مکمل طور پر اچھالو۔ اب بھی انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔ کہ وہ کنونشن مسلم لیگ کا پروپیگنڈا کرتا ہے۔ اس سے کیا فائدہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم نہ خرچ کرنی چاہیئے۔

اس کے علاوہ جناب گورنر صاحب کے لئے Air-conditioned مکان کا پرا ویژن

ہے ۔ غالباً ۔ ۴ ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہوگی میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک پر بڑا ظلم ہے کہ یہاں کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور میں تو اسکے بھی مخالف ہوں کہ اسمبلی کو بھی ایرکنڈیشن نہ کیا جائے چاہے گورنر صاحب ہوں یا کوئی اور ہو یہ پبلک سرونٹ ہیں تو میری تجاویز ہیں کہ یہ روپیہ جائز طور پر خرچ کیا جائے ۔

اوستا محمد میں اسپتال کے لئے ۹ ہزار روپے کی تعمیل سالانہ گرانٹ ہے وہاں اس رقم کو خرچ کیا جائے ۔ اور زیادہ سے زیادہ رقم وہاں ہسپتالوں کے لئے خرچ کیجائے جھٹ پٹ میں سب ڈویژن ہیڈ کوارٹر ہے وہاں پانی کا بندوبست نہیں ہے یہ رقم اس پر خرچ کی جائے ۔ اور اسی طرح ملک قادر بخش صاحب کی خدمت میں گذارش ہے کہ "اوستہ محمد" میں ایک زراعتی فارم تھا ۔ جو کہ تقسیم ملک سے پہلے کا تھا ۔ اور اس میں ٹریکٹر اور بُل ڈوزر وغیرہ تھے ۔ لیکن ون یونٹ کے قیام کے بعد اس میں جو مشینری تھی وہ سندھ کی ساری کوئیٹہ کو منتقل کردی گئی ہے ۔ اور یہ فارم بالکل بے کار ہوگیا ہے ۔ اور اگر اسکی طرف Contingency Item سے توجہ دیں ۔ تو میں شکور ہوں گا ۔

میر نبی بخش خان زہری (کوئیٹہ ۔ شکئی) ۔ جناب سپیکر یہ حقیقت ہے ۔ کہ جو بارہ کروڑ روپیہ اس وقت بجٹ میں اضافہ موجود ہے ۔ جس کو سال آئندہ کے لئے خرچ کرنا مقصود ہے ۔ اسکے لئے میں تجویز کرتا ہوں ۔ کہ سب سے پہلے حیدرآباد کے علاقے میں سیلاب سے جو تباہی ہوئی ہے ۔ اس رقم سے دو کروڑ روپے ان کی آبادکاری کے لئے اور وہاں مکانات بنانے کے لئے حکومت کو چاہیئے ۔ کہ مصرف میں لائے ۔ کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے ۔ اور جو کچھ وہاں تباہی ہوئی ۔ وہ گمان اور سمجھ سے باہر ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چونکہ میرے فاضل دوست میر محمد مراد خان جمالی نے میرے علاقے کی انتظامیہ کے متعلق اور میرے علاقے کی مسلم لیگ کے متعلق جو کچھ کہا ہے ۔ میں ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ ...

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ کیا یہ personel Explanation ہے ۔

میر نبی بخش خان زہری ۔ چونکہ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے ۔ چونکہ میں کوئیٹہ کی ڈویژنل مسلم لیگ کا نائب صدر ہوں ۔ اور محمد مراد خان وہاں کا نہیں ہے ۔ اور میں وہاں کا نمائندہ

بھی ہوں۔ چونکہ انہوں نے کمشنر کے متعلق کہا ہے۔ اور انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ انکے پاس اڑھائی سو ملاقاتی آئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پہلے کمشنر ہیں۔ کوئٹہ ڈویژن کے وہ پہلے کمشنر ہیں۔ کہ جن کے پاس اڑھائی سو نمائندے کوئٹہ ڈویژن کے اپنی ضروریات اور تکالیف پیش کرنے آئے ہیں۔ میں انکی قدر کرتا ہوں۔

میر محمد مراد خان جمالی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

صاحب صدر۔ وہ اڑھائی سو آدمی جو تھے۔ وہ ملاقاتی نہ تھے۔ بلکہ دس پندرہ بیس روپے لینے والے آئے تھے۔

Mr. Deputy Speaker: This is no point of order.

مسٹر حمزہ۔ میں جمالی صاحب کا مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے زہری صاحب کو خوشامد کا ایک زرین موقع مہیا کیا ہے۔

میر نبی بخش زہری۔ زہری کی خوشامد کا ثبوت یہ ہاؤس دے سکتا ہے۔ کہ جب کبھی موقع آیا۔ زہری نے خوشامدانہ پالیسی اختیار کئے بغیر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس لئے جہاں تک کمشنر کا تعلق ہے۔ وہی ایک کمشنر ہے۔ کہ جن کو اڑھائی سو نمائندے آکر ملتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ سب کمشنر ایسی مثال قائم کریں۔ کہ جن لوگوں کو تکالیف ہوں وہ دور دراز علاقوں سے آکر انہیں ملتے ہیں۔ اب کہا یہ جا رہا ہے۔ کہ وہ دس دس روپے لوگوں کو دے رہے ہیں۔

مجھے علم ہے کہ پولیٹیکل فنڈ کے جو پیسے ہیں۔ جو اس ہاؤس میں زیر بحث نہیں آسکتے ہیں۔ یہ پیسے وہ ان لوگوں کو براہ راست ان مقاصد کے لئے دے رہے ہیں۔ جن مقاصد کے لئے اس ہاؤس نے یا اس قوم نے انہیں مہیا کر کے دیئے ہیں۔ اور وہ دے رہے ہیں یہ تو خوشی کی بات ہے اب رہی یہ بات کہ مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری اور کمشنر پر یہ الزام کہ وہ آکر پبلسٹی ڈیپارٹمنٹ کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ وہاں کی مسلم لیگ خدا کے فضل سے اپنے پاؤں پر مضبوط ہے۔ میں کسی بھی ممبر کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے ڈویژن مثلاً کوئٹہ قلات ڈویژن میں آئے اور کسی ایک حلقہ پر بھی الیکشن لڑ کر دیکھے وہاں

ہم متحد ہیں۔ اور میں انہیں جنرل الیکشن میں بھی الیکشن لڑنے کی دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ وہاں ہم سے الیکشن جیتیں۔

جناب والا باب میں چند تجاویز کی طرف آتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ان بارہ کروڑ روپے میں سے جہاں میں نے دو کروڑ روپے حیدرآباد کے سیلاب زدگان کی آبادکاری کے لئے تجویز کئے تھے۔ میں حکومت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ کوئٹہ قلات ڈویژن میں ایسے مسائل ہیں۔ وہاں بل ڈوزر اور ٹریکٹروں کی ضرورت ہے۔ تو ان کی یہ ضرورت اسی باقی ماندہ روپے میں سے پوری کی جائے اور اسکے علاوہ وہاں جو زیر زمین پانی ہے۔ اسکو استعمال میں لایا جائے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ ذاتیات پر اتر کر ملک قادر بخش صاحب کے متعلق فلمی ستاروں سے سو روپے چندہ وصول کرنے کے بارے میں کہا گیا ہے۔ ہمیں ذاتیات سے بالاتر ہونا چاہیئے۔ یہ ایوان ان مسائل کے لئے نہیں ہے۔ اس لئے میں آخر میں حکومت سے یہ درخواست کروں گا۔ کہ اس روپے کا زیادہ تر حصہ کوئٹہ اور قلات ڈویژن کی ترقی پر صرف کیا جائے۔

Mir Muhammad Murad Khan Jamali: Point of personal explanation.

Mr. Deputy Speaker: No personal explanation You have spoken and he has spoken. There is no ground for personal explanation.

میر محمد مراد خان جمالی۔ میر صاحب نے میری بات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ میر صاحب وہاں نہ تھے۔ اور میں وہاں پر موجود تھا۔ اور وہ اڑھائی سو آدمی دس پندرہ روپے لینے والے تھے۔ اور جتنے STATEMENTS وہاں سے INDIVIDUALS کے شائع ہوتے ہیں۔ وہ کمشنر صاحب بھیجتے ہیں۔ اور وہ ان پر دستخط کرتے ہیں۔

میر نبی بخش زہری۔ یہ غلط ہے۔ میں اپنے بھائی کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ آکر خود میرے ساتھ الیکشن لڑیں۔

شیخ مسعود صادق۔ (وزیر خزانہ) جناب والا! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا

اور مختصر تقریر کروں گا۔ کیونکہ آج جمعہ ہے۔ اور بارہ بجے اجلاس کو ختم ہونا ہے۔ حمزہ صاحب نے صحت کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ ڈاکٹر ہسپتالوں میں مریضوں پر پوری توجہ نہیں دیتے۔ اس لئے کہ وہ اپنی پرائیویٹ پریکٹس سے مستفید ہوں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس سلسلے میں دو شقیں ہیں۔ ایک وہ ڈاکٹر ہیں کہ جن کو پریکٹس کی اجازت ہے۔ اور دوسرے وہ ڈاکٹر ہیں۔ جنہیں پریکٹس کی اجازت نہیں ہے۔ جن ڈاکٹروں کو پریکٹس کی اجازت ہے۔ ان کو الاؤنس نہیں ملتا۔ اور وہ پرائیویٹ پریکٹس کر سکتے ہیں۔ تاکہ عام مخلوق اور بالخصوص وہ امیر آدمی جو اپنی گرہ سے پیسے خرچ کر سکتے ہوں۔ وہ ان سے اپنا علاج کرائیں۔ دوائیوں کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ ہسپتالوں میں دوائی کی بہت کمی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا۔ کہ صرف اس سال کے بجٹ کو اگر آپ پڑھیں۔ تو آپ کو علم ہوگا۔ کہ ایک کروڑ سے زائد رقم دوائیوں کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ دوائیوں کی کمی ان ہسپتالوں میں ہوتی ہے۔ جو میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن یا ڈسٹرکٹ بورڈ چلاتے ہیں۔ اسکی ذمہ داری حکومت پر عائد نہیں ہوتی۔ وہ لوکل باڈیز کے ہسپتال ہوتے ہیں۔ اور وہ اس پر خاص توجہ نہیں دیتے۔

مسٹر حمزہ۔ جو کچھ میں نے سمجھایا ہے۔ اس کا جواب کیا دیں گے۔

وزیر خزانہ۔ میں تو آپ کو کبھی نہیں سمجھ سکا۔ ہاؤس بھی سمجھ سکے۔ خدا کرے کہ میں آپ کو سمجھ سکوں۔ باوجودیکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ ایک کروڑ سے زائد رقم صرف کی ہے۔ اگر میں نے محسوس کیا کہ اور دوائیوں کی ضرورت ہے۔ تو میں Contingency Item سے اور فنڈ مہیا کرنے کے لئے تیار ہوں گا۔

جناب والا! آپ خود چیئرمین ہیں۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ مغربی دو ہڑی نہر میں جو Seapage water آتا ہے۔ اسکے لئے کوئی خاص رقم مخصوص نہیں کی گئی ہے۔ میں عرض کروں گا۔ کہ ہم نے صرف سندھ میں SEAPAGE اور کنالی سسٹم کے لئے کافی رقوم مخصوص کی تھیں۔ اور خرچ بھی کی ہیں۔ اس میزانیے میں بھی ہم نے کچھ رقم رکھی ہے۔ اور اگر ہمارے ٹیکنیکل افسر محسوس کریں۔ یا میرے سامنے کوئی سکیم پیش کریں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ میں اس پر پوری ہمدردی سے غور کروں گا۔ حالیہ سیلاب جو آئے ہیں۔ ان کے متعلق

آپ کو پتہ ہے۔ کہ اسّی میل کی رفتار سے آندھی چلی اور چوبیس گھنٹے کے اندر آٹھ انچ سے سولہ انچ تک بارش ہوئی۔ اور چار سو سے زائد آدمی مر گئے۔ مکانات تباہ ہو گئے ہیں۔ اور فصلیں برباد ہو گئی ہیں۔ اور بہت سے مویشی بھی بہہ گئے ہیں۔ اور مرے بھی بہت سے ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ اسکے لئے ایک وزیر صاحب کو بھیجا۔ دوسرے وزراء بھی گئے۔ اور اب گورنر صاحب بہادر بذاتِ خود وہاں ہیں۔ اور افسران ان کے ساتھ ہیں۔ وزیر مال بھی وہاں پر ہیں۔ پورا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ کہ کیا کیا نقصان ہوا ہے۔ یہ سب چیزیں ہمارے سامنے نہیں آتی ہیں۔

مسٹر حمزہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب قائدین ایوان نے گورنر صاحب بہادر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ کیطرف سے ہدایات جاری ہو چکی ہیں۔ کہ گورنر صاحب کے نام کے ساتھ بہادر کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔

Mr. Deputy Speaker: This is not point of order.

وزیر خزانہ۔ جناب والا: میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ میں مختصر سی تقریر کروں گا۔ کیونکہ جمعہ ہے اور ۱۲ بجے اجلاس کو ختم ہونا ہے۔ تو عرض یہ تھی کہ آپ نے میرے خیال میں گورنمنٹ کیوڈیک پڑھا ہوگا۔ آج یا کل نکلا تھا۔ ایک تو ہم نے تکاوی قرضے پانچ لاکھ کے قریب دیئے ہیں۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت کم ہیں لیکن ان کا معاملہ کمشنران پر کو دیا ہے۔ اور معاملہ ایک سال کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔ مکانوں کے لئے بھی ہرگز چکے ہیں اور بعض بالکل تباہ ہو چکے ہیں ان کے لئے رقومات انشاء اللہ زیادہ دیں گے۔ Agricultural implements کے لئے اور Bullocks وغیرہ کے لئے بھی رقومات دیں گے۔ ممکن ہے کہ رقومات بہت زیادہ ہوں۔ آج بھی آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ گورنر صاحب اور صدر پاکستان صاحب وزیر خزانہ مرکزی سے بات چیت کر رہے ہیں۔ اور کوشش کر رہے ہیں کہ ان سے بہت کچھ رقومات حاصل کر سکیں۔ اور باقی جو نقصان ہوا ہے۔ یہ ہمارا اولین فرض ہے کہ ہم ان بھائیوں کی امداد کریں جن کا نقصان ہوا ہے۔ ڈاکٹر رشید علی خان نے فرمایا ہے وہ سیاسی قیدیوں کے لئے زیادہ مراعات مانگتے

ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ سیاسی قیدیوں کے لئے مراعات یہ پہلے سے کافی ہیں۔ خاص کر اے اور بی کلاس کو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان کی صحت کافی گری ہوئی تھی مگر جیل سے جب باہر آئے ہیں تو ان کی صحت کافی اچھی ہے اور یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ ان کو اچھی مراعات مل رہی ہیں اور اگر وہ اور پہلوان بننا چاہتے ہیں تو اس پر بھی میں سوچ و بچار کروں گا۔ بلوچ صاحب کی بھی صحت ماشاءاللہ آگے سے بہتر ہوئی ہوئی ہے۔

میر عبدالباقی بلوچ۔ اور مجھے رکھیں گے تو میں بڑا موٹا ہو جاؤں گا۔

وزیر خزانہ۔ انشاءاللہ وہاں بھیج دوں گا۔

مسٹر افتخار احمد خان۔ شیخ صاحب آپ اپنی صحت بھی اچھی کر لیں۔

وزیر خزانہ۔ میں بیمار ہوں۔ تمہاری حکومت آئیگی تو میں بھی جیل میں چلا جاؤں گا۔ معمولی بات ہے۔

راؤ صاحب نے ایک بات اچھی کہی۔ منٹگمری کے گرلز کالج کے لئے وہ کہتے ہیں کہ وہاں باؤنڈری دیوار نہیں ہے۔ میں انشاءاللہ دیکھوں گا کہ لڑکیوں کے گورنمنٹ کالج کے لئے Boundary Wall ضرور بنے۔ اس کے علاوہ راؤ خورشید نے فرمایا ہے کہ پبلک ہال ہونا چاہیئے۔ تو میں عرض کروں گا کہ ماشاءاللہ ویسٹ پاکستان میں سینکڑوں شہر ہیں یہ ذمہ حکومت اپنے اوپر نہیں لے سکتی۔ یہ پبلک ہال عوام خود بنائیں۔ یہ حکومت کا فرض نہیں ہے۔ یہ چیز میں ان کی نہیں کر سکتا۔ آپ کو یہ بھی پتہ ہے جناب کہ پچھلے سال ہم نے ۱۰ کروڑ روپیہ کا Contingency Item رکھا تھا۔ اب کے سال بجٹ ریونیو ۱۹۵ کروڑ روپیہ کا ہے۔ اور قانون کے مطابق ۱۰ فیصدی کے حساب سے ساڑھے سولہ کروڑ کی رقم ہم Contingency میں رکھ سکتے تھے۔ لیکن ہم نے ایسا طریقہ اختیار کیا ہوا ہے۔ کہ Minimum خرچ کریں۔ اس وجہ سے اس رقم کو کم کر کے اب کے سال ہم نے ۱۲ کروڑ کی رقم رکھی ہے حالانکہ ساڑھے سترہ کروڑ کی رقم رکھ سکتے تھے۔

آخر میں میں یہ عرض کروں گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بجٹ Personal ہے۔ میں انسان ہوں اس میں ممکن ہے بہت سی خامیاں رہ گئی ہوں۔ یہ Contingency Item

میں سے پوری ہو سکتی ہیں۔ اگر حکومت نے محسوس کیا کہ کوئی چیز سہواً رہ گئی ہے۔ تو
انشاء اللہ اس Contingency Item میں سے پورا کر دیں گے۔ Thank you Sir.

Mr. Deputy Speaker: The House is adjourned to meet again tomorrow at 8-30 a.m.

The Assembly then adjourned till 8-30 a.m. on 27th June, 1964.

PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

SIXTH SESSION OF THE FIRST PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN.

Saturday, the 27th June, 1964

The Assembly met at the Assembly Chamber, Lahore at 8-30 a.m. of the clock. Mr. Speaker, Chaudhri Muhammad Anwar, in the Chair.

Recitation from the Holy Qur'an and its translation by Qari Ali Hussain Siddiqui, Qari of the Assembly.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ
مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ
رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝
وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ
وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝

پ ۲۹ - س ۷۱ ع ۹ آیات ۱ تا ۷

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ پیشتر اس کے کہ ان پر دردناک عذاب واقع ہو اپنی قوم کو ہدایت کردو۔ انہوں نے کہا کہ بھائیو میں تمکو کھلے طور پر نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دیگا اور وقت مقررہ تک تمکو مہلت عطا کریگا جب خدا کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو تاخیر نہیں ہوتی۔ کاش تم جانتے ہوتے۔

جب لوگوں نے نہ مانا تو (نوح) نے عرض کیا کہ پروردگار میں اپنی قوم کو رات و دن بلاتا رہا لیکن میرے بلانے سے وہ اور زیادہ گریز کرتے رہے۔ جب میں نے انکو بلایا کہ توبہ کریں اور تو انکو معاف فرمائے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ اور کپڑے اوڑھ لئے اور اکڑ کر برائی کرنے لگے۔

Mr. Iftikhar Ahmad Khan : Mr. Speaker, there is no quorum in the House.

Mr. Speaker : Let there be a count. (*Count was taken*). The House is not in quorum. Let the bells be rung. (*Quorum bells were rung*). The House is now in qourum.

THE WEST PAKISTAN FINANCE BILL, 1964.

Mr. Speaker : The Minister of Finance.

Minister of Finance (Sheikh Masud Sadiq) : Sir, I beg to move :

That the West Pakistan Finance Bill, 1964 be taken into consideration at once.

Mr. Speaker : The motion moved is :

That the West Pakistan Finance Bill, 1964, be taken into consideration at once.

Mr. Iftikhar Ahmad Khan : Opposed.

Mr. Speaker : There is a notice of an amendment by Mr. Kirmani.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : Should I move it at this stage ?

Mr. Speaker : It is upto the member to move it or not.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : If I do not move it, can I speak on it ?

Mr. Speaker : Yes, even then he can speak.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : I do not move my amendment but would like to speak after Nawabzada Sahib.

Mr. Speaker : Mr. Iftikhar Ahmad Khan.

مسٹر افتخار احمد خاں (جھنگ۔۱) صدر گرامی—تسلیم ہے کہ کاروبار حکومت چلانے کیلئے ملک کو ترقی دینے کے لئے ٹیکس لگانے اور نئے ٹیکس لگانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے جواز پیدا کیا جا سکتا ہے ۔ ویسے ہی کون شہری ہوگا اور کون محب وطن ہوگا جو اس وطن عزیز کی ترقی اور اس وطن عزیز کی نشوونما اور سرسبزی کا اور خواہشمند اور حمتاً رضامند نہ ہو ہر شخص کی خواہش ہے کہ یہ ملک اور یہ قوم دن دونی رات چوگنی ترقی کرے کسی کو ٹیکس دینے سے انکار نہیں اور نہ کسی کو اس ذمہ داری کے اٹھانے سے انکار ہے اور خاص طور پر اس قوم کو جس قوم نے بیش بہا قربانیاں دیکر عزت کی قربانی دیکر اصول کی قربانی دیکر بچوں کی قربانی دیکر اس ملک کو حاصل کیا ہو اور پھر یہ قوم

کونسی قوم کہ جسنے اس پچھلے ۱۶ سال میں کبھی احتجاج کا لفظ بلند نہیں کیا بدتر سے بدتر حکومتیں آئیں بری سے بری انتظامیہ معرض وجود میں آئی لیکن قوم نے کبھی آف نہ کی قوم نے کبھی احتجاج نہ کیا - آج یہ رسوائے زمانہ حکومت آج یہ غیر نمائندہ حکومت——

وزیر زراعت و خوراک (ملک قادر بخش)—جسنے لائلپور میں ابھی الیکشن جیتا ہے -

مسٹر افتخار احمد خان—یہ رسوائے زمانہ یہ رسوائے ملک یہ غیر نمائندہ حکومت آخر اس قوم——

Minister of Finance : Every vote represents one thousand.

مسٹر افتخار احمد خان—یہ قوم ہر المیہ ہر مصیبت اور ہر بیماری کے بعد ٹیکس دینے کیلئے تیار ہے لیکن یہ حکومت کس چیز پر بھول رہی ہے اور ٹیکس لگارہی ہے -

وزیر مالیات—کیا یہ Relevant ہیں -

Mr. Speaker : He is just making his point.

Minister of Finance : On what point ?

Mr. Iftikhar Ahmad Khan : You can not understand.

Minister of Finance : You are irrelevant.

Mr. Iftikhar Ahmad Khan : I am perfectly relevant.

Mr. Speaker : The member many please address the Chair.

مسٹر افتخار احمد خان—صدر محترم میںنے رسوائے زمانہ کا لفظ غیر ارادی طور پر استعمال نہیں کیا میں اس سے یہ کہ رہا تھا اور شاید وہ امر لئے یہ محسوس کر رہے ہیں کہ میں Irrelevant ہوں میں نے شروع میں عرض کیا ہے کہ قوم کو ٹیکس دینے سے گریز نہیں ہے یہ قوم پرانے ٹیکس دینے کیلئے بھی تیار ہے اور ان ٹیکسوں کے بوجھ تلے بھی دبنے کیلئے تیار ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ آیا اس حکومت کے پاس ان Taxes کے لگانے کیوجہ جواز یا قانونی جواز یا اخلاقی جواز بھی ہے یا

نہیں - یہ تھا کہ جو میں عرض کر رہا تھا رسوائے زمانہ کا لفظ میں نے اس لئے عرض کیا تھا کہ جو حکومت آج نئے ٹیکسز لگا رہی ہے اس ملک کو اور اس قوم کو بلکہ نہ صرف اس ملک میں بلکہ دنیا میں اس ملک کی بدنامی کا باعث بنی ہوئی ہے یہ حکومت آج جو نئے ٹیکس لگانے کا بل پیش کر رہی ہے ان پر ٹیکس لگا رہی ہے جنکو یہ جاہل کہتی ہے اور جنکو بے حس کہتی ہے یہ ان عوام پر ٹیکس لگا رہی ہے اور رسوائے زمانہ اسلئے کہہ سابق حکومتیں بھی آئیں بری سے بری حکومتیں بھی آئیں لیکن میں بلا خوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی حکومت بھی اس ملک یا قوم کی بدنامی کا باعث نہیں بنی - آپ نے کبھی یہ نہ سنا ہوگا اور اس حکومت سے پہلے کبھی آپ نے نہ سنا ہوگا کہ آپ کے بڑے سے بڑے آدمی پر لنڈن کا ''اکانومسٹ'' حملہ کرے - اور دولت کی calligraphy چھاپے - کبھی آپ نے نہیں سنا ہوگا - کہ بوسایزاو میں ہمارا دشمن اس ملک اور قوم کا دشمن ہندوستان ہم پر یہ الزام لگائے کہ اس ملک میں جمہوریت نہیں ہے -

مسٹر سپیکر—آپ جنرل Dicussion نہ کریں - آپ فنانس بل کے متعلق فرمائیں -

Khawaja Muhammad Safdar : While discussing the Finance Bill the financial policy as well as other policy can be discussed.

Mr. Speaker : But the Government should not be criticised very generally.

Mr. Iftikhar Ahmad Khan : I am not criticizing very generally.

تو اس لئے صدر محترم جب یہ حکومت اس ملک اور قوم کی بدنامی کا باعث بنے - تو اس کو یہ حق نہیں پہنچتا - اس کو کوئی قانونی اور اخلاقی حق نہیں پہنچتا کہ یہ عوام پر مزید ٹیکس لگائے - آج ملک میں صبح شام اخبارات کے ذریعے و ریڈیو کے ذریعے اور اعلانات کے ذریعے ملک کی ترقیات کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے - اعلانات کئے جارہے ہیں - فخر کیا جارہا ہے اور لوگوں کو بیوقوف بنایا جارہا ہے - کہ

ملک کی ترقی ہورہی ہے اسکے ساتھ ساتھ صرف یہی نہیں - بلکہ سابقہ لوگوں پر اس ترقیات کے نام پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش انکی عادت ثانیہ بن چکی ہے - لیکن کیا اس حکومت کو جو نئے ٹیکس لگا رہی ہے ان سابقہ ٹیکسوں میں اضافہ کر رہی ہے - انکو اس کا کریڈٹ لینے اور اسپر فخر کرنے کا حق حاصل ہے - کہ انہوں نے زیادہ Developments کی ہیں - اگر وہ اپنے اخراجات میں کمی کر کے یا Economy کر کے اپنی سوجھ بوجھ سے کوئی ترقی کر کے دکھاتے تو شاید اسکو کوئی شخص تسلیم بھی کر لیتا - لیکن روز نئے نئے ٹیکس لگانا اور پھر یہ کہنا کہ ہم نے ملک کو ترقی کے راستے پر ڈالا ہے - یہ دیدہ دلیری نہیں ہے تو اور کیا ہے - کل کسی صاحب نے فرمایا ہے - اور مجھے افسوس ہوتا ہے - کہ جب قائداعوان اور ملک قادر بخش اپنے جوش خطابت میں آکر اپنے جوش تکلم میں آکر اپنے دور کی خوبیاں فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں - اور اسکے ساتھ یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ سابقہ لوگوں پر کیچڑ اچھالیں - اور گندگی اچھالیں سابقہ حکمرانوں اور سابقہ وزارتوں نے جو کچھ ترقی دی تھی - اور وہ ترقی یہ ہے کہ جسوقت یہ ملک قائم ہوا تھا - اس وقت کے حالات پر سرسری نظر ڈالئے اسوقت نہ کاغذ تھا نہ قلم تھا - نہ دوات تھی - نہ کارخانے تھے - لیکن پھر بھی انہوں نے ترقی دی - اور بغیر ٹیکس لگانے کے ترقی دی -

وزیر زراعت (ملک قادر بخش)—لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے -

نوابزادہ افتخار احمد خان—صدر گرامی—یہ کیا ہے کہ جب میں کوئی Point شروع کرتا ہوں وہ اٹھکر مجھے ٹوک دیتے ہیں -

بیگم جہاں آرا شاہنواز—پوائنٹ آف آرڈر مجھے یہ سنکر رنج ہوا ہے - کہ جیسا ابھی آپ نے فرمایا کہ ممبران کو صرف فنانس بل پر بولنا ہوگا - بجٹ کے موقع پر ملک کے سامنے صرف فنانس بل ہی پیش

نہیں ہوتا بلکہ ملک کے نظم و نسق کا پورا نقشہ سامنے آتا ہے جسپر لوگوں کے منتخب کئیے ہوئے ممبران کو تبصرہ کرنا ہوتا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے ۔ جب لوگ پانچ یا چھ گھنٹے بھی کھڑے ہوکر بولیں تو اُنکو کوئی نہیں روکتا ۔ اور ہر ممکن Administrative side کے خواہ کوئی بات ہو حسن و قبح پر روشنی ڈالی جاتی ہے ۔ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں ۔ خدا کیلئے آج اس بات کی اجازت دیں تاکہ ہم دل کھول کر تنقید یا تحسین کر سکیں ۔ اگر دنیا میں کہیں ایسا نہ ہوتا ہو ۔ تو آپ مجھے بتا دیجئے ۔

مسٹر سپیکر ۔آپ یہ سب کچھ جنرل ڈسکشن میں فرما سکتیں ہیں اور اسوقت جو موشن ہے وہ یہ ہے کہ

The Finance Bill should be taken into consideration at once.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : What can be said in the general discussion can be said on the Finance Bill. That has been the practice of previous Houses.

خواجہ محمد صفدر ۔ جناب والا میں یہ عرض کرونگا ۔ کہ یہ ٹیکس کیوں لگائے جاتے ہیں ۔ جب ہم اس مسئلہ کا فیصلہ کرلینگے ۔ تو پھر اس نتیجے پر بھی پہنچیں گے کہ اس بحث کے دوران میں کیا کیا باتیں کر سکتے ہیں ۔ ٹیکس اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ یہاں لاء اینڈ آرڈر Maintain کرنے کے لئے محکمے قائم رکھے جائیں ۔ ٹیکس اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ A. D. C کو قائم رکھا جائے ۔ ٹیکس اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ محکمہ زراعت کو قائم رکھا جائے ۔ ٹیکس اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے محکمے کو قائم رکھا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ In relation to the Finance Bill اس لحاظ سے اگر argue کیا جائے تو ۔

خواجہ محمد صفدر ۔ میں نہایت ادب سے گذارش کرونگا کہ آجکی بحث جنرل ڈسکشن سے بھی زیادہ وسیع تر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ خواجہ صاحب ۔ میں یہ عرض کرونگا ۔ کہ جہانتک

Financial policies کا تعلق ہے اگر ان چیزوں پر بحث فنانس بل کے تعلق سے کریں تو ٹھیک ہوگا۔ لیکن اگر آپ بالکل جنرل ڈسکشن شروع کرینگے تو It would not be relevant.۔

خواجہ محمد صفدر ــ جناب والا۔ آج یہ گورنمنٹ کم و بیش ستتر لاکھ روپیہ صرف کرنے کے لئے مانگتی ہے۔ تو یہ کسی خاص محکمے کے لئے نہیں ہے۔ اس میں سے ممکن ہے کہ چند ایک لاکھ روپے کسی ایک محکمے کی طرف چلے جائیں۔ اور چند لاکھ دوسرے محکمے کو چلے جائیں۔ اس لئے تمام محکمہ جات زیر بحث آسکتے ہیں۔ لیکن with a particular reference to Finance Bill. That I agree.
لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جنرل ڈسکشن سے زیادہ وسعت پزیر ہے۔

سید احمد سعید کرمانی ــ وہ اپوزیشن کے general ہیں۔ انہیں general باتیں کرنے دیجئے۔

نوابزادہ افتخار احمد خاں ــ میں اتنا relevant تھا۔ اور میں حیران ہوں کہ باوجود دو سال کے وسیع تجربے کے ــــــ تو میں صرف یہ کہہ رہا ہوں۔

Minister of Finance : No personal remarks on you, Sir.

خواجہ محمد صفدر ــ ان پر کوئی personal remarks نہیں ہو سکتے۔

نوابزادہ افتخار احمد خاں ــ جناب والا۔ میں ترقی کے متعلق یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ ترقی کا موازنہ آجکی ترقی کا موازنہ۔ آنکی ٹیکسیشن پالیسی اور انکی ٹیکسیشن پالیسی۔ اُس وقت ترقی ہوئی۔ اور ایسی ہوئی۔ کہ جسے دنیانے حیرانی کیساتھ دیکھا۔ کہ نیا ملک معرض وجود میں آیا۔ اور نئی قوم معرض وجود میں آئی۔ ہر چیز نئی آئی۔ ہر چیز نئی اٹھی۔ ہر چیز نئی ابھری۔ اور بغیر زائد ٹیکسوں کے اس وقت نہ زرعی ٹیکس تھا۔ نہ اس وقت یہ ٹیکس تھا۔ جو آج سندھ پر لگایا جا رہا ہے۔ انہوں نے اپنے اندرونی ذرائع ، اندرونی حالات اور

اندرونی طریقوں سے جو کہ مروج تھے - اس ملک کو اپنے پیروں پر کھڑا کیا -

مسٹر محمد ابراھیم برق ـ پوائنٹ آف آرڈر - زرعی انکم ٹیکس سابقہ حکومت کی یادگار ھے - نوابزادہ صاحب فرماتے ھیں کہ یہ پہلے نہیں تھا - حالانکہ یہ تو پہلی حکومت کی یادگار ھے -

Mr. Speaker : This is no point of order.

نوابزادہ افتخار احمد خاں ـ آپ کو یاد ھوگا - اور اس ایوان کے ممبران حضرات کو یاد ھوگا کہ جب سب سے پہلے یہ فنانس بل اس ایوان میں پیش ھوا تھا تو اس ایوان کی اکثریت اسکو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھی - اور ملک قادر بخش نے اس ایوان میں کھڑے ھوکر اعلان کیا تھا کہ اگلے سال مالیہ پر یہ Surcharge نہیں لگایا جائے گا - یہ Solemn undertaking دی تھی - اور اسکی سیاھی بھی ابھی خشک نہیں ھوئی - آپ ریکارڈ کو دیکھیں - کہ ملک صاحب کا یہ اعلان ھے - یا نہیں ھے - کہ اس ٹیکس کا Surcharge اگلے سال زمینداروں پر نہیں لگایا جائیگا - لیکن وہ وعدہ ھی کیا ھے کہ وہ جسے ایفاء کردیں - اپنی بات کا پاس کریں یہ انکے بس کا روگ نہیں ھے -

صدر محترم - اب میں آتا ھوں اس Development پر - اس کا آج نتیجہ کیا ھے - آج ملک کی اقتصادی حالت کیا ھے - یہ کہتے ھیں کہ ھم نے ملک کو بیحد ترقی دی ھے - Barrages بنا ڈالے ھیں - کارخانے قائم کر دیئے ھیں - پنجسالہ پلان چلائی - دوسری پنجسالہ پلان بھی ختم ھونے والی ھے - کیا حالت ھے آج ملک کی - کیا اسکا اندازہ انکے Plans سے کرینگے - انکی کامیابی کا تھرما میٹر کیا ھے - کونسے تھرما میٹر سے دیکھینگے - کہ آج ملک کی اقتصادی حالت کیا ھے - اقتصادی حالت دیکھنے کے لئے آپ کو عوام کی طرف رجوع کرنا ھوگا - بازار کی طرف رجوع کرنا ھوگا - عوام کی اقتصادی حالت کی طرف رجوع کرنا ھوگا - کون اس حقیقت سے انکار کر سکتا ھے کہ آج اس ملک کے عوام - اس

صوبے کے عوام نہ صرف یہ کہ ٹیکسوں کے بوجھ سے انکی کمر ٹوٹ چکی ہے بلکہ اقتصادی طور پر وہ دیوالئے بن چکے ہیں ۔ گندم کی حالت دیکھو کہ آج فصل کے وقت جب فصل ابھی ابھی برداشت ہوئی ہے وہ سترہ اٹھارہ روپیہ من فروخت ہو رہی ہے ۔

Minister of Finance : Question !

مسٹر افتخار احمد خاں ۔ سترہ اٹھارہ روپیہ من میں ضلع جھنگ کے متعلق کہہ سکتا ہوں ۔ میں لاہور کے متعلق کہہ سکتا ہوں اور دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں ۔ تردید کیجئے کہ سترہ اٹھارہ روپیہ من نہیں ہے ۔ یہ لاہور کا بھاؤ ہے ۔ اگر یہ بات درست نہ ہو تو میں اپنے الزامات واپس لیتا ہوں ۔ آج پاکستان ٹائمز پڑھئے ۔ دودھ دھی کے بھاؤ کیا ہیں لاہور میں ۔ کیا تمہارا اینیمل ہسبنڈری ڈیپارٹمنٹ کیا تمہارا فوڈ ڈیپارٹمنٹ ـــــــ(قطع کلامی)

وزیر خزانہ ۔ دودھ دھی تو آپ کھا جاتے ہیں ۔

مسٹر افتخار احمد خاں ۔ کپڑے کی حالت دیکھئے ۔ کہ جتنے کارخانے بنے ہیں کپڑا مہنگا ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ چینی کی حالت دیکھئے ۔ قوت برداشت لوگوں کی بہت ہے ۔ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ وہ یہ کہتے ہیں کہ لوگوں کی قوت برداشت بڑھ چکی ہے ۔ ان کی مثال اس کبوتر کی سی ہے جو آنکھیں بند کرکے یہ سمجھتا ہے کہ مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے اور وہ سچے بھی ہیں کسی حد تک ۔ ان کا عوام کے ساتھ رابطہ نہیں ہے ۔ یہ عوام میں جاتے نہیں ۔ نہ ان کو پوچھتے ہیں ان سے ان کو کوئی تعلق نہیں ۔ انکو بتائیے کہ آج بازار میں گندم کیا بھاؤ بک رہی ہے ۔ آج بازار میں دالیں کیا بھاؤ بک رہی ہیں ۔ آج بازار میں دودھ کس بھاؤ بک رہا ہے ۔ آج بازار میں گوشت کس بھاؤ بک رہا ہے ۔ پھر دعوے کرتے ہیں کہ ترقی کی ہے ۔ کہاں ہیں اس کے اثرات ؟ کہاں ہیں اس کے نتائج ؟ یہ اور بات ہے کہ اگر ترقی سے مراد ۔ اگر آپ ترقی سے آپ اپنی ذاتی ترقی سمجھتے ہیں ۔ اگر ترقی

سے مراد آپ اپنے خاندان کی حالت کا بہتر ہونا سمجھتے ہیں تو بیشک آپ نے ترقی کی ہے اور آپ کے بہت سے لوگوں نے ترقی کرلی ہے لیکن اگر عوامی نکتہ نگاہ سے دیکھا جائے تو سولہ سال کے بعد اتنی کساد بازاری اتنی خراب حالت لوگوں کی - ہر چیز میں مہنگائی آج تک کبھی نہیں ہوئی -

وزیر خزانہ — اتنی ڈھٹائی سے اتنی غلط بیانی -

مسٹر افتخار احمد خاں — صدر محترم سوال یہ ہے کہ ڈھٹائی کس کی -

وزیر خزانہ — تو پھر کیا آپ تقریر کرتے ہیں -

مسٹر افتخار احمد خاں — کون اس حقیقت سے اس واضح حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ آج بازار میں مہنگائی نہیں ہے - یہ پوچھئیے ملک کے ۹۹ فیصدی عوام سے - ان سے پوچھئیے کہ وہ کیا آپ کے متعلق کہتے ہیں - آپ کو عوام سے بحث نہیں - آپ کو بحث ہے تو صرف بی ڈی کے ممبروں سے - وہ تو آپ کے صدر محترم بنیادی جمہوریت ہیں - یہاں قوم کو بنیادی جمہوریت کی وجہ سے ذاتی اختلاف نہیں ہے - میں بھی انہیں کے ووٹ لیکر یہاں آیا ہوں لیکن صدر محترم آج وہ قوم - اس قوم نے کہ جس نے ۱۶ سال پہلے برادریوں کی تمیز اٹھائی تھی جس نے تمام تمیز کو ختم کر کے پورے مسلمانوں کو ایک قوم میں جکڑا تھا آج جمہوریت کے قانون نے ان تمام کو شیرازہ شیرازہ کر دیا ہے - آج بنیادی جمہوریت والوں کے سامنے نہ کوئی پروگرام ہے اور نہ کوئی منشور ہے نہ کوئی انکا ارادہ ہے - اگر الیکشن ہونگے تو صرف اس بنیاد پر ہونگے کہ جاٹ یا ارائیں اکثریت میں ہوں -

میاں محمد شریف (پارلیمنٹری سیکریٹری) پوائنٹ آف آرڈر - معزز ممبر جاٹ ارائیں - جلا ہوں اور باقندوں کی باتیں کر رہے ہیں - کیا وہ اس سے متعلق ہیں ؟

مسٹر محمد حنیف صدیقی — یہ ٹیکس نہیں دیتے -

میاں محمد شریف — اس میں کیا relevancy ہے - اس میں ذاتوں کا کیا تعلق ہے -

Mr. Speaker : He is discussing the policy of the Government.

وزیر خزانہ—اگر انہوں نے ارائیوں کا نام لیا ہے تو انصاری بیچارے نے جلاہوں کا نام بھی تو لیا ہے - انکو ایسے گرمی چڑھ گئی ہے -

Mr. Speaker : The point of order is ruled out.

مسٹر افتخار احمد خان—کیا فرمایا کشمیری بھائی نے ؟

وزیر خزانہ—تمہاری بات کا ہم نے جواب دیا ہے -

Mr. Speaker : The point of order is ruled out.

مسٹر افتخار احمد خان—پھر میں سعدی صاحب کا شعر پڑھ دونگا - اچھا نہیں پڑھتا وہ سمجھ گئے ہونگے - تو صدر گرامی میں حیران ہوں کہ باوجود اس کے کہ وہ پرانے قافلے میں شامل تھے فرق صرف اتنا تھا کہ وہاں یہ Tail پر تھے آج یہ Head پر بیٹھے ہیں -

Mr. Speaker : No personal remarks ; the member may please go on with his speech.

Minister of Finance : I withdraw the words that I used.

Mr. Iftikhar Ahmad Khan : Don't withdraw. I have more words to hurl on you.

تو صدر محترم میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج اس بنیادی جمہوریت کے قانون نے اس کے طریقہ کار نے ملک میں آج جو رجحانات پیدا کر دئیے ہیں اور جو ملک کی یک جہتی کو پارہ پارہ انہوں نے کر دیا ہے اس کے اثرات ہمیں آئندہ معلوم ہونگے - بلکہ آج ہی معلوم ہو رہے ہیں اور نہ صرف یہ کہ اصولی طور پر بنیادی طور پر اخلاقی طور پر یہ قانون غلط ہے بلکہ ملک

میں ایک ایسی کلاس پیدا کر دی گئی ہے جو اپنی آپکو آسمانی مخلوق سمجھتی ہے - جو عوام سے اپنے آپکو علیحدہ سمجھتے ہیں - اور اپنا بر تر درجہ سمجھتے ہیں - اور اسی پر انہوں نے اکتفا نہیں کیا - آج کیا حالت ہے بنیادی جمہوریت کے ممبران کی۔ وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ بھائی کیا کمایا ہے - چیرمین بنے ہو کیا کمایا ہے - آج سیاست ہماری تجارت بن چکی ہے - سیاسیات میں آنے کا مقصد بیوپار کرنا ہے - اس کا مقصد تجارت کرنا ہے - تو جہاں ملک کی حالت جہاں قوم کی ذہنی کیفیت یہ ہے وہاں ترقی کا نام لینا اور ترقی کے کارنامے گنوانا اگر یہ دیدہ دلیری نہیں تو کیا ہے - تو صدر گرامی اس بنیادی جمہوریت کے ذریعے سے آج یہ راز راز نہیں ہے کہ جو development کی جا رہی ہے اور جو یہ گاڑھے پسینے کا کمایا ہوا روپیہ ٹیکسوں کی شکل میں حکومت کے قبضے میں lumpsum آ رہا ہے وہ development کے نام پر - سڑکیں بنانے کے نام پر اور محکمہ کے ذریعے نہیں بلکہ چیرمینوں کو تقسیم کیا جارہا ہے - ان چیرمینوں کو بنیادی جمہوریت کے ممبروں کو corrupt کیا جا رہا ہے - تو اس لئے ان حالات میں اگر میں ان سے یہ پوچھوں اگر میں ٹیکس دینے کا اعتراض کروں کہ کیا حق ہے آپکو ٹیکس لگانے کا جب آپ اصراف غلط طریقہ سے کر رہے ہیں - جب لوگوں کے ضمیر خرید کر - لوگوں کے ایمان خرید کر آپ اس ٹیکس کو ضائع کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی حدود سے باہر نہیں نکلوں گا -

صدر محترم آج سچی بات کہنا - ایمان کی بات کہنا جرم ہے - اس پر قدغن ہے - لوگ کہتے ہیں یہ چند دیوانے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں کیوں سچی باتیں کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم سچی بات کیوں کرتے ہیں - خود ان کے پاس کوئی پروگرام نہیں - خود ان کے پاس کوئی منشور نہیں - ان کا منشور صرف ایک ہے کہ چڑھتے سورج کو سلام کرو - آج ملک صاحب آپ کے dismissal کے کاغذات

لائے میں بھول گیا ۔ ان کو مسلم لیگ سے نکال دیا گیا تھا اور ان کے اصل کاغذ میرے پاس موجود ھیں ۔

Mr. Speaker : There should be no personal remarks.

* x x وزیر زراعت (ملک قادر بخش)۔

* x x مسٹر افتخار احمد خان۔

(شور و غوغا اور قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Nawabzada Sahib may please take his seat. (interruption and uproar.)

* x x مسٹر افتخار احمد خان۔

(شور و غوغا و قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The member may please take his seat. (Interruption.)

x x x وزیر زراعت۔

(شور و غوغا)

Mr. Speaker : The member may please take his seat. (Interruption uproar).

* x x مسٹر افتخار احمد خان۔

(شور)

Mr. Speaker : Order, order.

* x x میاں محمد شریف (پارلیمنٹری سیکرٹری)۔

Mr. Speaker : I expunge all these remarks made by Malik Qadir Bakhsh and also the remarks uttered by Mr. Nawabzada and Mian Muhammad Sharif.

میں جملہ ممبران سے استدعا کرونگا کہ وہ پرسنل ریمارکس نہ کریں ۔ ھمارے ھاوس کی کارروائی نہایت خوشگوار ماحول میں ھوتی رھی ھے جسکے لئے میں تمام ممبران کا مشکور ھوں ۔ اور میں اپیل کرونگا کہ بغیر کسی جوش میں آنے کے بغیر کسی چیز کو محسوس کرنے

*Expunged as ordered by the Speaker.

کے نہ تو پرسنل ریمارکس کئے جائیں نہ ہی اس میں کسی چیز کو محسوس کیا جائے میں Request کروں گا لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی مجارٹی پارٹی سے وہ اسمیں میرے ساتھ تعاون فرمائیں -

خواجہ محمد صفدر—جناب والا میں ایک منٹ میں عرض کروں گا - شائید دوستوں کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہے آپ کے ابتدائی ریمارکس سے کہ یہ ڈیبیٹ جو ہے یہ Limited ہے - اس میں خاص باتیں کہی جاسکتی ہیں آپ نے نہایت مہربانی سے میرے پوائنٹ کو Concede کیا تھا - لیکن میں ان دوستوں سے بھی جو کہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے شکوک رفع کرنے کیلئے May's Parlimentary Practice کا حوالہ دیتا ہوں کہ آپ کی ڈیبیٹ کس طرح چلتی ہے -

May's Parliamentary Practice, page 308.

"The Finance Bill and the Ways and Means Resolutions on which it is founded involve an annual outlay of government time which remains fairly constant every session. To what extent they may be considered to represent government policy is difficult to say, as this may vary from year to year. But the Ways and Means Resolutions, largely, and the Finance Bill to some extent, offering as they do a review of the whole extent, offering as they do a review".....

Mark these words, Sir, this is very important 'offering as they do a review'.

"of the whole field of national finance, afford examples of those very general debates in which the choice of subject is outside the control of the government and depends upon the initiative of the Opposition. Though not specifically opposition business, the Finance Bill cannot be placed in the category of the Government programme".

ان کا پروگرام نہیں ہے یہ ہمارا پروگرام ہے ہم Intitiate کریں گے جس قسم کی آج Debate ہوئی ہے -

Now I come to page 313 which says.

"Procedure in dealing with the Finance Bill, and particularly the committee stage of the Ways and Means resolutions on which the bill is based, affords another example (offering as it does a review of the whole field of Finance) of those very general debates in which the choice of subject is outside the control of the Government. This applies to a minor extent to the debates on the second reading and committee stage of the bill. It would not be an over-estimate to say that a quarter of the days spent on the Finance Bill are really controlled by the Opposition".

یہ ہماری مرضی ہے جس موضوع پر آج تقریر کرنا چاہیں کریں -

Minister of Finance: These are against the law. You can certainly speak when it is moved یہ کہاں لکھا ہے that the bill be passed

اس کیلئے بول سکتے ہیں introduction میں کہاں لکھا ہوا ہے ۔ آپ سارا وقت اس کیلئے ضائع کر دیں گے (قطع کلامی)

خواجہ محمد صفدر۔میں نے جناب سپیکر Scope بتایا ہے کہ May's Parliamentary Practice میں کس حد تک بحث ہوگی ۔

Minister of Finance : It is when it is to be passed not when it is in the introductory stage.

خواجہ محمد صفدر۔میں قائد ایوان سے درخواست کروں گا وہ ذرا تشریف رکھیں ۔ ابھی بات ہو جاتی ہے ۔ فرسٹ ریڈنگ میں سب سے زیادہ وسیع تر بحث ہوتی ہے کوئی بل لے لیجئے ۔ یا اپنے رولز کو دیکھ لیجئے ۔ Precedent دو دیکھ لیجئے ۔ پہلی خواندگی کسی بل پر بھی ہو خواہ وہ فنانس بل ہو خواہ کوئی اور بل ہو اس پر بحث وسیع تر ہوگی ۔ سیکنڈ ریڈنگ جو کلاز بائی کلاز ہوتی ہے وہ کلاز تک ہی محدود ہوتی ہے تھرڈ ریڈنگ Policy underlying the bill کے متعلق ہوتی ہے ۔ اسکی مینیجز مختلف ہوتی ہیں ۔ میں اپنے دوست سے درخواست کروں گا قطعاً تیز نہ ہوں اور آرام سے آج کی بحث کو چلنے دیں ۔

وزیر خزانہ۔میں تو آرام سے سن رہا ہوں ۔ ہم تو دونوں باہر بیٹھے باتیں کر رہے تھے ۔

مسٹر سپیکر۔اسکے متعلق میں پوزیشن واضح کر دوں ۔ میرے سامنے ایک رولنگ ہے ۔ یہ رولنگ نمبر ۲۲۸ from the rulings of the chair ہے ۔ اس کا ایک اقتباس پڑھتا ہوں ۔

> "In the course of his speech on the Finance Bill, Pandit Hirday Nath Kunzru referred at length to the question of export duty on hides, when Sir Basil Blackett pointed out that the particular question had already been settled in a previous debate".
>
> The President ruled : "On the Finance Bill the whole administration comes under review and it is very difficult to rule this out".

Khawaja Muhammad Safdar : Thank you very much, Sir.

مسٹر سپیکر۔اس رولنگ کے in view جہاں تک پالیسی آف دی گورنمنٹ کا تعلق ہے وہ Policy of the Government زیر بحث آسکتی ہے ۔

جیسا کہ میں نے پہلے in relation to financial proposals point out کیا تھا اگر کوئی Policies of Government under discussion لائین تو اسکے ساتھ یہ ظاہر کرنا پڑیگا کہ ان کی پالیسی کے in view یہ taxation proposals جائز ہیں یا ناجائز ہیں - آپ اس حد تک ڈیبیٹ کو رکھیں - اور پرسنل ریمارکس کے متعلق میں بڑی سختی سے بھی کہونگا اور بڑی نرمی سے بھی کہو گا - There should be no personal remarks whatsoever absolutely.

خواجہ محمد صفدر—میں اپنے دوستوں سے نہایت ادب سے درخواست کروں گا اور اس طرف کے دوستوں کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست کروں گا کہ وہ آرام سے آج کی بحث کو جاری رکھیں اور ذاتی ریمارکس نہیں ہونے چاہئیں -

وزیر زراعت—ہم تو ادب سے بیٹھنے کے لئے تیار ہیں - لیکن اگر غلط بیانی سے کسی پر حملہ کیا گیا تو We will hit hard

مسٹر سپیکر—کسی کی ذات پر کوئی حملہ نہ کیا جائے - اس تلخی کو بالکل بھول جانا چاہئے -

مسٹر افتخار احمد خان—میں تو تلخی کو بڑھانا نہیں چاہتا - اور میں ہمیشہ اپنی تقدیر کا رخ جرنل ڈسکشن اور جرنل بحث کی طرف رکھتا ہوں - لیکن جسوقت سے میںنے تقریر شروع کی ہے اس وقت سے ملک قادر بخش صاحب نے مداخلت کرنا ایک طریقہ کار بنا لیا ہے -

Mr. Speaker : The member may please go on with his speech.

مسٹر افتخار احمد خان—صدر محترم میں نے صرف یہ بات کہی تھی -

Minister of Food : I have papers, if he needs, I will read.

Mr. Speaker : Order, please.

مسٹر افتخار احمد خان—اگر میں یہ کاغذ پیش کر سکوں کہ ۱۹۵۶ء میں ان کو مسلم لیگ سے نکالا گیا تو آپ مان لیں گے - (قطع کلامی)

مسٹر سپیکر—آرڈر—آرڈر (شور اور قطع کلامیاں) -

وزیر زراعت—مان لونگا -

مسٹر سپیکر—آرڈر—آرڈر -

وزیر زراعت—ناجائز الاٹمنٹیں کرائی ہیں—(شور او قطع کلامیاں) -

مسٹر افتخار احمد خان—میں تقریر ختم کرنے کے بعد وہ کاغز پلز سے لے لیکر آوں گا کہ ان کو مسلم لیگ سے نکالا گیا—

Mr. Speaker : Please leave this topic and come to the relevant point.

مسٹر افتخار احمد خان—صدر محترم - یہ اسوقت تلخی اور گرمی کی حالت میں ہیں - اور یہ ان کا وطیرہ اور شیوہ ہے -

Mr. Speaker : Order, order please. I would request Nawabzada Sahib not to repeat these things. He should come out with his financial proposals.

میاں محمد شریف—جناب والا - ہم ان کرسیوں پر اسلئے نہیں بیٹھے کہ ان سے گالیاں کھائیں -

Mr. Speaker : Order, order. The member may please take his seat.

Mian Muhammad Sharif : x x x x x x *

خواجہ محمد صفدر—چوڑیاں تو ہم نے بھی نہیں پہنی ہوئیں -

میاں محمد شریف—کوئی وقت مقرر کر لیں -

خواجہ محمد صفدر—وقت مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے - ابھی چلو - ہم آپ کو جانتے ہیں آپ تشریف رکھیں -

Mr. Speaker :—Order, order. The remarks made by Mian Muhammad Sharif should be expunged from the proceedings.

مسٹر افتخار احمد خان—صدر محترم - آج حزب اختلاف میں بیٹھنا اور اس کے فرائض ادا کرنا کوئی آسان بات نہیں - اس لئے کہ آج

*Expunged as ordered by the Speaker.

دور حاضر کے تقاضے یہ ہیں - ان کا بنیادی نقطہ یہ ہے - کہ جس طرف سے بھی سچائی کی آواز اٹھے - اور جس طرف سے بھی نعرہ حق بلند ہو - اسے زور سے اور قانون سے دبا دیا جائے - اگر آپ نے اس کی مثال دیکھنا ہو تو پریس کی طرف جائیے - کیا پریس پر پابندیاں اس لئے لگائی گئی تھیں کہ وہ حزب اختلاف کا نکتہ نظر پیش کرتا ہے - کیا ان پر اس لئے Press & Publication Ordinance نافذ کیا گیا کہ سارے اخبارات اپوزیشن کی ملکیت ہیں - اور اپوزیشن سے تنخواہ لیتے ہیں نہیں ہرگز نہیں - بلکہ اس لئے کہ ان میں سچائی آتی تھی - وہ تنقید کرتے تھے اور ان کی غلط کاریوں پر سے پردہ اٹھاتے تھے - چنانچہ سچائی کو دبانے اور کلمہ حق کو ختم کرنے کے لئے ان پر Press & Publication Ordinance لگایا گیا ہے - اور پھر یہیں پر اکتفا نہیں کی گئی - بلکہ ایک Press Trust دوسرا Press Trust اور پھر تیسرا Advertisement Board قائم کیا گیا - اور صدر محترم - یہ Press Trust کے لئے روپیہ کہاں سے آیا - آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں

Mr. Sperker : Is it the responsibility of the Provincial Government ?

Mr. Iftikhar Ahmad Khan : Control of the Press Trust is the responsibility of the Government.

Mr. Speaker : I do not think the Press Trust is under the Provincial Government.

Mr. Iftikhar Ahmad Khan : It is controlled by the Government.

Mr. Speaker : The Press Trust is not under the Provincial Government.

مسٹر افتخار احمد خان—صدر محترم - اس کامیاب ادارے کے متعلق عرض یہ ہے کہ کل ہی میں پڑھ رہا تھا - کہ لندن میں اخباری نمائندوں کی کوئی کامن ویلتھ کانفرنس ہوئی - وہاں پاکستان پریس کی پابندیوں کی وجہ سے جو پاکستان کی رسوائی ہوئی - ان قدغنوں کے متعلق وہاں جو سوالات ہوئے - اور جس طریقے سے انہیں ہندوستان کے نمائندے کی طرف سے اچھالا گیا - اگر صدر محترم - آپ اس کی کارروائی پڑھیں تو آپ کی گردن شرم سے جھک جائے گی - اس لئے میں نے کہا تھا کہ ان کی غلط کاریاں نہ صرف ہمارے ملک میں برے نتائج پیدا کر رہی ہے - اور اس

ملک کی جڑیں اکھاڑ رہی ہیں ۔ بلکہ اس ملک کو مہذب اور بین الاقوامی دنیا میں بدنام کر رہی ہیں ۔

صدر محترم ۔ سیاست میں ان کو حق حاصل ہے ۔ کہ وہ عوام کو اپنے ساتھ ملائیں ۔ انہیں حق حاصل ہے ۔ کہ اپنے منشور کے ذریعے اپنے خیالات کی تشہیر کریں ۔ اور اکثریت کو اپنے ساتھ ملائیں ۔ لیکن انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ ملک میں یہ نظریہ اور ذہنیت پیش کریں کہ یہ حکومت صرف ان افراد اور اس طبقے کے لئے ہے ۔ جو حکومت کے ساتھ ہے ۔ آج جو شخص حکومت کے ساتھ نہیں اس کے لئے اپنا حق مانگنا ۔ اپنا حق لینا اور اپنے حق کی درخواست کرنا ایک ناممکن فعل ہے ۔ ملک میں ایک ایسی ذہنیت پیش کرنا کہ اگر اپنا حق بھی مانگتے ہو تو حکومت کے ساتھ آ جاؤ ۔ اگر اپنے ضلعے میں ترقی چاہتے ہو تو حکومت کی پارٹی میں شامل ہو جاؤ ۔ اگر کوئی سڑک بنانا چاہتے ہو تو حکومت کے ساتھ آ کر ملو ۔ آج سے یہ نظریہ سارے ملک میں پایا جاتا ہے ۔ آج سارے ملک میں لوگوں کو یہ بتایا جا رہا ہے ۔ کہ اگر اپنے علاقے میں ترقی کرانا چاہتے ہو سکول کھلوانا ۔ اپنے بچوں کو تعلیم دلانا ۔ اپنے مریضوں کو دوائی دلانا اور ان کے لئے ہسپتال کھلوانا چاہتے ہو ۔ تو اس کا ایک واحد طریقہ ہے ۔ وہ یہ کہ حکومت کے ساتھ مل جاؤ ۔

صدر محترم ۔ یہ One Party Rule بھی نہیں ۔ یہ تو Dictatorship کے نمونے ہیں ۔ اور صرف یہی نہیں ۔ بلکہ ممبروں کو اپنے ساتھ ملانے کی ترغیب دی جاتی ہے ۔ اور ان کو رشوت بھی دی جاتی ہے ۔ پرانوں پر تو ہم الزامات لگاتے ہیں ۔ انہیں تو ہم اس لئے برا کہتے ہیں کہ وہ راتوں رات اپنی وفاداریاں بدلا کرتے تھے اور ایک پارٹی سے دوسری پارٹی میں شامل ہو جایا کرتے تھے ۔ لیکن یہاں حالت یہ ہے کہ حکومت جو پرانوں کو برا کہتی ہے ۔ وہ بڑی شدت سے اور بڑے پروگرام کے ساتھ رشوت کے ذریعے ۔ ترقی کے نام پر ۔ سکول کے نام پر لوگوں کو اپنا ایمان اور ضمیر چھوڑنے پر مجبور کر رہی ہے ۔ تو صدر محترم جہاں یہ حالت ہو جہاں انہوں نے

ملک کی حالت یہ بنا دی ہو ۔ کہ لوگ اپنی آبرو ۔ اپنے جان و مال اور اولاد کو محفوظ نہ سمجھیں ۔ تو ایسی حکومت کو لوگوں سے ٹیکس وصول کرنے کا کیا حق ہے ۔ اور ٹیکس بھی یہ صنعت کاروں پر نہ لگائینگے۔ اس سارے بل میں مجھے کوئی ایسا ٹیکس نظر نہیں آتا جو کارخانہ‌داروں پر لگایا گیا ہو ۔ کیا حکومت نے کپڑے کے کارخانوں ۔ کھانڈ کے کارخانوں اور اون کے کارخانوں اور ان کے مالکوں پر کوئی ٹیکس لگایا گیا ہے انکو کھلی چھٹی ہے ۔ وہ جتنی دولت چاہیں کمائیں ۔ انہیں دولت اکٹھی کرنے کی کھلی چھٹی ہے ۔ اور اگر ٹیکس لگ رہا ہے ۔ تو وہ غریب کسان اور زمیندار پر لگتا ہے ۔ اس کسان اور زمیندار پر جسکی طرفداری کا یہ اعلان کرتے ہیں ۔ اور ہمیشہ اسکا دم بھرتے ہیں ۔ آج ہمارے صوبے کی ذرعی حالت کیا ہے ۔ کسان اور زمیندار کی اقتصادی حالت کیا ہے اور اصل ٹیکس کی تشخیص کرتے وقت ہمیں سب سے پہلے اسے دیکھنا چاہیے ۔ صنعت کاروں کو تو آپ صنعتی ترقی کے نام پر ٹیکس میں رعایت دیتے ہیں اور مستثنیٰ بھی قرار دیتے ہیں ۔ تاکہ وہ لوگوں کر لوٹیں اور دونوں ہاتھوں سے دولت اکٹھی کریں ۔ کیا یہ ممکن نہ تھا ۔ کہ حکومت ان صنعت کاروں پر بھی کوئی ٹیکس لگا دیتی ۔ لیکن ان پر کوئی ٹیکس لگانا ضروری نہیں سمجھا گیا ۔ کیوں ؟ اسلئے کہ ان سے تو چندہ وصول کیا جاتا ہے ۔ ان سے تو ووٹ خریدنے اور Press Trust قائم کرنے کے لئے لاکھوں روپے چندہ وصول کیا جاتا ہے ۔ وہ یہ چندہ کہاں سے دیتے ہیں ؟ کیا اس کا بوجھ عوام پر نہیں پڑتا ؟ کیا وہ چندہ دے کر ان سے ناجائز کام نہیں لینگے ۔

صدر محترم ۔ اگر سچ پوچھئیے تو آج اس ملک پر حکومت ان چند کارخانہ‌داروں اور صنعت کاروں کی ہے ۔ جنہوں نے پاکستان کی بدولت اور بے ایمانیوں کی بدولت سرمایہ اکٹھا کیا ہے ۔ اور آج اس کی وجہ سے اس ملک پر حکمرانی کر رہے ہیں ان کو پریس ٹرسٹ کے لئے چندہ دینے میں کوئی ثواب نہ تھا ۔ وہ چندہ کیوں دیتے پیسہ تو ان کی سب سے بڑی کمزوری ہے ۔ جتنا بڑا صنعت کار ہوگا ۔ اتنا ہی زیادہ وہ روپے پیسے کا محتاج ہوگا ۔ اور یہ تو ایک مسلم اصول ہے کہ اسے پیسے کی زیادہ محبت

اور اس کی سب سے زیادہ احتیاج ہے - جو غریب ہے - وہ پیسے کی ہوس سے آزاد ہے - لیکن ان صنعت کاروں کو تو ٹیکسوں سے چھوڑدیا گیا ہے - اور نہ صرف چھوڑ دیاگیا بلکہ ان کو مراعات دی گئیں - ان کو Import licences دیئے جارہے ہیں کہیں Spare Parts کے نام پر کہیں Extention کے نام پر اور کہیں کسی اور نام پر دیئے جارہے ہیں اور ان سے قیمت کیا وصول کی جا رہی ہے کہ صرف Press Trust کے لئے چندہ دو - اور جماعت چلانے کے لئے چندہ دو اور ووٹ خریدنے کیلئے چندہ دو - تو ایسی حکومت کو جس نے ملک میں Corruption اور بد دیانتی کا دور دورہ کیا ہو - اسے صدر محترم - ٹیکس لگانے اور ایسے طبقے پر ٹیکس لگانے کا - جو بیچارہ بے زبان ہو - وہ مرکز میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن آپ دھوکے میں نہ آئیں حکومت ان کی نہیں بلکہ یہ حکومت تو صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کی ہے - اور وہ ناجائز ذرائع سے حکومت کر رہے ہیں -

بیگم جہاں آرا شاہ نواز (لاہور-ملتان ڈویژن) — صدر محترم - کاش فنانس منسٹر صاحب اسوقت یہاں تشریف فرماہوتے مجھے اس بات کی شکایت نہیں کہ لوگوں پر ٹیکس لگائے گئے ہیں مجھے اس کی شکایت نہیں کہ آج غریب پیٹ پر پتھر باندھ کر گذارہ کرتا ہے یا اس کو اس قدر محنت و مشقت کرنے کے بعد بھی پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہیں ہوتی - مجھے اسکی بھی شکایت نہیں کہ نظم و نسق پر تین کروڑ کی بجائے سات کروڑ روپیہ کیوں خرچ ہو رہا ہے مجھے اسکی بھی شکایت نہیں کہ ایک دو سال میں ہم دو ارب روپیہ کے مقروض ہو چکے ہیں بلکہ میری شکایت اور ہے اور میں اس ایوان سے اور خصوصاً سرکاری نشستوں سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں کہ ہم نے صدارتی نظام کو لبیک کہا اور بڑی خوشی سے اسے قبول کیا - ہم نے اس آئین کو جسے ہم میں سے کئی ایک اچھا آئین تصور نہیں کرتے - اپنایا اور پھر اس آئین کی بنا پر منتخب ہو کر اس ایوان میں آئے - اس امید پر کہ انشاءاللہ اس نئے نظام کے تحت اس ملک میں ایک دور شادمانی اور امن و اطمینان پیدا ہوگا - اور

ہر کس و ناکس محسوس کرے گا کہ وہ ایک آزاد قوم اور آزاد ملک کا شہری ہے جسکو ہر قسم کی آزادی حاصل ہوگی ۔ آپ آرڈیننس لائیے اور زیادہ لائیے اور ان آرڈیننس کو یہ خاکسار ہی نہیں بالکہ ہر شخص لبیک کہتا اور اپناتا مگر وہ آرڈیننس کیا ہوتے ۔ وہ ایسے ہوتے کہ اگر ان کو فروغ دینے کے لئے ٹیکس لگائے جاتے تو ہر طرف سے خوشی کے نعرے لگائے جاتے اور ملک میں ایک مسرت کی لہر دوڑ جاتی ۔

صدر محترم۔جسوقت یہ نظام آیا اسوقت ملک کی حالت کیا تھی ۔ اسوقت یہ ملک ایک سیاسی و اقتصادی بحران میں تھا ۔ میں ان اشخاص میں سے ہوں جسکو جب اس رات یہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا ہے ۔ تو بے ساختہ منہ سے یہ نکلا Thank God and thank Ayub Bhai. پہلے دو سال جب مارشل لاء کا نظام قائم ہورہا تھا اس عرصہ میں میری آنکھیں اور میرے کان اس چیز کے دیکھنے اور سننے کو ترستے رہے ۔ کہ میں یہ دیکھوں یا سنوں کہ دو تین کو بد دیانتی اور سمگلنگ کے جرم میں گولی کا نشانہ بنادیا گیا ہے ۔ اگر اس میں جہاں آرا بھی شامل ہوتی اور اسکو بھی مار دیا جاتا تو میں سمجھتی کہ قوم کے ساتھ بڑا احسان کیا گیا ہے ۔

صدر محترم۔ ہمیں ٹھنڈے دل سے یہ سوچنا ہے اور سوچنا چاہئے تھا کہ آج جب اسمبلی کا آخری سال ختم ہو رہا ہے وہ بنیادی چیزیں کیا ہیں جن کے لئے ہم یہ سات کروڑ روپیہ دے رہے ہیں نظم و نسق کے لئے ۔ کیا وجہ ہے کہ ہمارے ملک کے حالات بہتر نہیں ہوتے ؟ آئیے آپ کسی ضلع کے ایک شہر میں آئیے وہاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں ۔ میرے ساتھ کسی تحصیل سینٹر میں آئیں اور آکر اپنے نظم و نسق کا مطالعہ کریں کہ کیا وہاں کوئی ایڈمنسٹریٹر موجود ہے ۔ اگر یہ بات ہے تو کیا ہمارا یہ فرض نہ تھا کہ ہم اس کا مطالعہ کرتے ۔ جس طرح طالبعلم مطالعہ کرتا ہے ۔ اگر ہم غور سے دیکھیں تو معلوم

ہوگا کہ بنیادی پتھروں کو بدل کر نئے پتھر لگانے کیلئے پہلے بنیادی پتھروں کو نکال لینا ہوگا پھر نئے پتھر نصب کئے جائیں اور آن پر عمارتیں تعمیر کیں جائیں -

خواہ آپ ۰۰ے سیکشن افسر مقرر کردیں پھر بھی آپکا نظام درست نہیں ہوگا پہلے دیہاتوں کو لیجئے یہ ٹوڈر مل کا نظام آج سے تین چار سو سال پہلے کا نظام کیا آجکی دنیا کے لئے وہ کامیاب نظام بن سکتا ہے - کیا آجکی دنیا کے لئے وہی پٹواری جو ۵ جماعت یا مڈل پاس بیٹھے ہیں اور اگر انہیں ایک پٹہ نکالنا ہو تو شام تک بیٹھتے ہیں اور اسمیں ایک عدد کی غلطی بھی ہوجائے تو سارے دن کا کام ختم ہو جاتا ہے - دور نہیں میرے ساتھ آپ بینکاک ہی آجائیں - وہاں جاکر دیکھیں کہ دودھ بھی کے Sealed Bottles میں آ رہا ہے نئے ترقی پزیر ممالک کے Land tenure system کیا ہیں - یہ کام کسطرح سے جلد از جلد مشینوں سے کام سرانجام پا رہے ہیں - ایک تحصیل میں صرف ایک ۷۰ یا ۸۰ ہزار کی ایک مشین کی ضرورت ہے جہاں بیسیوں پٹواری بھی کام سرانجام نہیں دے سکتے - کیا یہ مارشل لا' حکومت کا فرض نہیں تھا کہ جہاں ہم کو اربوں روپیہ کا مقروض کیا جارہا ہے اس سے ملک کے نظام کی صحیح بنیادی اصلاح کرتے - جہاں بڑی بڑی مشینریوں اور صنعتوں کا خیال کر رہے ہیں وہاں سب سے پہلے ان Basic نظاموں کو درست کرتے جن کے اوپر جب نئی عمارات بنائی جاتیں تو انسے ان کی بنیادیں استوار ہوتیں اور ملک اور قوم Benefit حاصل کرتے اور انسے بہرہ اندوز ہوتے - یہ سارا ٹوڈرمل کا نظام ختم کر کے نیا نظام آتا - پھر آپکو اور ہمکو جو تکلیفیں آج ہو رہی ہیں وہ ایک خواب پریشان ہو چکی ہوتیں - یہ ہے آپکے دیہاتی حلقہ کا نظام کا قصہ - میرے پاس وقت نہیں ورنہ میں اس امر پر گھنٹوں تقریر کر کے صحیح روشنی ڈال سکتی - رینیو بورڈ جو ہمارے ملک میں ریونیو کے معاملات میں سپریم کورٹ کی حیثیت رکھتا ہے اسمیں بہت سے قابل بھائی موجود ہیں - ان کی خدمت میں میری التماس ہے

کہ خدا کے لئے یہ چھٹا سال جا رہا ہے اس وقت کو قیمتی وقت تصور کریں - آپ میں سے دو چار بیٹھ جائیں کچھ وقت دیں - اکسپرٹ لوگوں کو منگا لیں - اور Land tenure system کا بالکل نیا نظام لائیں - جسکی بنیادوں پر وسیع عمارت تعمیر ہو - اور ملک اور قوم کو جو بے انتہا تکالیف سے گذر رہی ہے اطمینان حاصل ہو آج ایک ریونیو نمبر انتقال بدلوانے جائیں تو وہ چھ چھ مہینے نہیں ایک ایک سال نہیں دو دو سال لگتے ہیں پھر بھی وہ نمبر بدل نہیں سکتا -

صدر محترم—اب تھوڑا سا شہری حلقوں کو لیجئے - جب یہ نظام آیا شہروں کی کیا حالت تھی - راؤنڈ ٹیبل کانفرینس میں کہا گیا کہ ہندوستان میں لوکل سیلف گورنمنٹ فیل ہوئی ہے اس لئے further reforms دی جاویں - مگر میں کہتی ہوں کہ فیل نہیں ہوئی حکمران باہر کے تھے - وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس ملک کا نظام ہمارے ہاتھوں میں آکر کامیاب ہو - انہوں نے یہ کہا کہ وہ ٹوٹے پھوٹے رٹ پٹے گڈے وغیرہ اور Administrative Machinery overhaul کئے بغیر لوگوں کے ہاتھوں میں دی جاوے - ہماری میونسپل ایڈ منسٹریشن کے پاس روپیہ کہاں تھا کہ وہ اسے overhaul کر سکتے - کیا وہ ٹاؤن ہال کو گروی رکھتے وہ روپیہ کہاں سے لاتے کہ اچھی اچھی چیزیں منگوا کر بہتر بنا سکتے - لاہور ہی کو لیجئے کہ Conservancy کے لئے جو دقیانوسی گڈے آتے ہیں ان کی جگہ لاریاں بنائی جاتیں - یہ کہاں سے آتیں کیا لاہور کا ٹاؤن ہال بیچ کر منگواتے - میں بھی میونسپل کمیٹی لاہور کی ۵ سال تک ممبر رہ چکی ہوں اور مجھے یہ سب معلوم ہے کہ وہاں کیا حالت تھی - ہم تو چاہتے تھے کہ نیا نظام لائیں فلش سسٹم بنائیں جائیں - لیکن روپیہ کہاں سے آتا اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ اس سے پہلے کہ ہم صنعتوں کا خیال کرتے ہم تمام میونسپل ایڈمنسٹریشن کا مطالعہ کرتے - اور شہری حلقوں میں جو رقوم ہم Basic Democrats کو دے رہے ہیں اُس سے نظام صحیح بنا کر چلایا جاتا - آپ خیال فرمائیں جب میں سنہ ۱۹۴۹ میں ڈھاکہ

گئی ہوں تو ڈھاکہ بالکل ایک جنگل ہی نہیں بالکہ ایک گاؤں معلوم ہوتا تھا اور پھر جب میں دس سال کے بعد گئی تو حیران رہ گئی کہ ڈھاکہ کیا بن چکا تھا ۔ اچھے گورنر آئے ۱۰ کروڑ سکندر مرزا نے ڈھاکہ پر لگوایا اسکے بعد تقریباً بیس تیس کروڑ روپیہ اور ڈھاکہ پر لگ چکا ہے میں اس سے خوش ہوں ڈھاکہ مجھے عزیز ہے وہ ہمارے ایک صوبے کا دارلخلافہ ہے ۔ لیکن بتائیں لاہور پر کتنا خرچ کیا گیا ۔ میں بھی لاہور کی نمائندہ ہوں اس وقت آپ کے سامنے عرض کرتی ہوں کہ لاہور کی کیا حالت ہے ۔ صدر محترم پرسوں میں کرشن نگر ایک فلیٹ میں بیٹھی ہوئی تھی اور جس بہن کے گھر میں گئی تھی انکا خوبصورت گھر دیکھنے کے قابل تھا جتنی دیر میں بیٹھی رہی وہاں میرا دم بد بو سے گھٹتا رہا ۔ لاہور دن بدن بڑھ رہا ہے لاہور کارپوریشن کے پاس کبھی بھی اتنا روپیہ نہیں ہو سکتا کہ وہ لاہور کو ٹھیک کر سکے ۔ اگر آپ راجگڑھ جائیں تو وہاں گھٹنوں تک پانی ملیگا اگر کرشن نگر میں جائیں تو وہاں بھی یہی حالت ہے لازم یہ تھا کہ شہری نظام کا جائزہ لیا جاتا اور جہاں جہاں ضرورت ہوتی وہاں وہاں روپیہ دیا جاتا اور وہ درست کیا جاتا ۔ آپ شہری نظام کو بہتر بنا کر آپ بیسک ڈیماکریٹ کے ہاتھوں میں دے دیدیتے تو لوکل بیسک ڈیما کریٹ ہے پھر اسکو اچھی طرح چلا سکتے ۔ جب تک یہ نظام overhaul نہ کیا جائے یہ کامیاب نہ ہو سکیگا میرے عزیز بھائی معراج الدین صاحب نے فرمایا کہ باغبان پورہ جو لاہور کا ایک حصہ ہے وہاں کوئی اسپتال نہیں ہے ۔ یہ انہوں نے درست فرمایا کہ ۴۰ ہزار کی آبادی میں ایک چھوٹا سا بھی اسپتال نہیں ہے ۔ اس سلسلے میں اگر ہم قوم کو ترغیب دیتے اور تعلیم دیتے کہ آیا یہ اسپتالوں کا نظام ہم مل جلکر چلائیں تو بہتر ہوتا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ لندن کے اکثر اسپتال گورنمنٹ ہی چلا نہیں رہی جتنے بڑھے اسپتال ہیں سب پبلک چلارہی ہے ان تکلیفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جب باغبان پورہ کا ویلفیئر سینٹر بند کیا گیا تو میرے بہنوئی نے ڈھائی لاکھ کی حویلی حاضر

کی اور وہاں ایک سال میں ۳۴ ہزار آدمیونکا علاج ہوا ہے - پہلے آپکو دیہات کو دیکھنا تھا پھر شہری حلقوں کو دیکھنا تھا پھر معا شرہ کو بالکل بد لنا تھا اگر یہ اسلامک سٹیٹ ہے اور اسمیں یہی معا شرہ ہے تو اسلامک سٹیٹ کیسی - اور اکثر جب میرے جماعت اسلامی کے بھائی بعض چیزوں کا فرماتے ہیں تو ایک طرف تو میں رو دیتی ہوں اور دوسری طرف ان سے اتفاق کرتی ہوں - بات یہ ہے کہ ہماری مسلم لیگ گورنمنٹ کو یہ کرنا چاہئے تھا جو اسنے نہیں کیا اب آپ کیجئے اور آپکو کرنا چاہئے اور اس مسئلہ کو آپ سوشل لیجسلیشن سے سلجھا سکتے ہیں - کیا اسے کمال اتاترک نے نہیں کیا کیا اسے رضا شاہ نے نہیں کیا مثال کے طور پر یہ جتنی Unislamic چیزیں ہیں جیسے دعوتوں میں ہزاروں روپیہ خرچ کرنا اور شادیوں میں جہیز دینا جسے ایک غریب آدمی Afford نہیں کرسکتا ان ساری چیزوں کو قوانین بنا کر ختم کیا جا سکتا ہے - میں دو قوانین ایک سنٹرل اسمبلی میں اور ایک یہاں لائی تھی لیکن بد قسمتی کہ گورنمنٹ نہیں مانتی - میں کہتی ہوں کہ آپ ایسے قوانین لائیں اور خواہ آرڈیننس کے ذریعہ ہی اس معا شرہ کو Clean کر دیتے اور آن لوگوں میں یہ جذبہ پیدا کرتے کہ عام شہری لوگ جو روپیہ آن فضول رسوم پر خرچ کرتے ہیں اور نسلوں تک مقروض ہوجاتے ہیں اور جب وہ مرتے ہیں تب بھی مقروض مرتے ہیں اور دنیا میں آتے ہیں تو بھی مقروض ہوتے ہیں - رسومات کی یہ آہنی دیواریں اور زنجیریں سامنے کھڑی ہوتی ہیں - عید اور بقرعید کے موقعوں پر ہزاروں روپیہ صرف کرتے ہیں اس سے عام شہری مقروض مر جاتا ہے ہمارا یہ فرض تھا کہ ہم معاشرے کو پاک و صاف کر کے اسکو اسلامی رنگ میں رنگ دیتے - فلموں کو ہی لے لیجئے اگر ہماری فلموں میں طارق کا جہازوں کا جلانا اور بارہ ہزار لشکر سے اسپین کو Conquer کرنا خالد بن ولید کے زمانے کی تمام فتوحات کو پیش کیا جاتا - مغلیہ زمانے کی جو بہترین چیزیں تھیں آن کو پبلک کے سامنے لایا جاتا تو فلم کیسے خراب ہوتی

اور اس طرح ورائٹی شو میں بھی ایسی ہی چیزیں دکھائی جاتیں تو بہتر ہوتا ہمیں دیہاتی معاشرہ کو بدلنا چاہئے تھا ہمیں شہری معاشرے اور نظام کو بالکل بدلنا چاہئے تھا تاکہ شہری نظام بہتر ہو جاتا اور اسلامی رنگ میں رنگ جاتا اور اس طرح معاشرے میں سے خود غرضی دور ہوتی اور Unselfishness کا مادہ پیدا کیا جاتا اور آج ہمکو یہ رونا نہ ہوتا کہ قوم کدھر جا رہی ہے - ہم Well Come کرتے اور قوم Well Come کرتی -

اب صدر محترم میں سیکشن آفیسرز کے نظام پر آتی ہوں - اس سلسلے میں آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں کہ یہ نظام اچھا نظام ہے لیکن اگر اس سے نظام بہتر نہیں ہوا اور کوئی کہیں تھوڑا فائدہ نہیں ہوا تو پھر بدلنا کیوں - میں نے پچھلے سال اس ہال میں عرض کیا تھا مگر میرا کہنا یونہی گیا کہ ڈائرکٹر آف ریجن کے کام میں Over lapping ہے اُن کا ایک Chief ہونا چاہئے میں اس چیز کو پھر Repeat کرنا چاہتی ہوں کہ اسکو زیادہ Well organised کرنے کی کوشش کیجئے - یہاں تو فائلوں کی یہ حالت ہے کہ فائلیں سات سات دس دس بارہ بارہ مہینے پتہ ہی نہیں چلتا کہ کہاں ہیں - اس لئے میں عرض کرونگی کہ یہ معلوم کیا جائے کہ ان میں سے Co-ordination میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں زیادہ آفسر ہونے کی وجہ سے کہیں انتظام میں ابتری نہ ہونی چاہئے - میرے محترم وزیر خزانہ نے اس بجٹ میں کہا ہے کہ اس بجٹ سے ایگریکلچر میں وہ Revolution لائے ہیں میں ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں اور یہ ان کے ایک سینیئر سکریٹری ملک خدا بخش کے الفاظ ہیں وہ فرماتے ہیں He says he had to hang his head in shame when he learnt that our per acre production of Ctoton is the lowest in the world.

اس کے بعد کل مجھے پتہ لگا ہے کہ ہماری چینی کا راشن کم کر دیا گیا ہے - بتایا جاتا ہے کہ اس دفعہ ۵۰ ہزار ٹن کی کمی واقع ہوئی ہے - اس کے معنی یہ ہیں کہ گورنمنٹ کی آمدنی میں ۲ کروڑ روپیہ کی کمی ہوئی ہے - کیا وزیر زراعت نے ٹھنڈے دل سے یہ سوچا کہ

جب گنے کا Acreage وہی ہے تو پھر یہ کمی کیوں ہوئی ہے ۔

وزیر زراعت— I am sorry to interrupt Sir میرے خیال میں بیگم صاحبہ گزشتہ ۸ مہینے سے یا وہ امریکہ میں رہی ہیں یا انگلینڈ میں ان کو پتہ نہیں کہ ۲۱ دن Frost پڑا ان کو علم نہیں کہ گنے کی فصل تباہ ہوگئی انکو کوئی علم نہیں کہ Acreage کم ہوئی ہے انکی معلومات پر مجھے رونا آتا ہے کیونکہ یہ غیر ممالک میں رہتی ہیں ۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز—میں کہیں نہیں گئی میں گنے کو Grow کرنیوالی ہوں میں وہیں تھی جہاں گنا پیدا ہوتا ہے اور آپ وہاں نہیں تھے ۔ لیکن اب مجھ سے سنیئے کہ کیا وجہ ہے تو آپکو پتہ چلیگا ۔ سب سے پہلے مینے ہی آپکے گھر میں گنے کی کاشت شروع کرائی تھی ۔ صدر محترم بات یہ ہے کہ وقت پر گنے کی پالیسی اور گنے کی قیمت کا کبھی اعلان نہیں کیا گیا اور نہ کیا جاتا ہے جب Acreage under sugar cane cultivation وہی ہو تو کیا وجہ ہے کہ چینی میں کمی ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے زیادہ تر گڑ بنایا ہے پچھلے سال ڈھائی روپے قیمت تھی جب گورنمنٹ نے کم کر دی تو میں نہیہ میں تھی اور لوگ گڑ بنا رہے تھے اور مل کو گنا نہیں دے رہے تھے ۔ ملک صاحب فرما رہے ہیں کہ میں یورپ یا امریکہ تھی میں لیہ آپکے گھر میں تھی میں ان سے عرض کرتی ہوں کہ نہیں میں یورپ اور امریکہ میں نہیں تھی بالکہ اگر کوئی Invite بھی کر لے تب بھی میں نہیں جاتی ہوں کیونکہ میں اپنے ملک کی Conditions کو Study کرنا اپنا اولین فرض تصور کرتی ہوں ۔ الحمدللہ اسکے بعد صدر محترم میں یہ عرض کرونگی کہ لاہور اور ملتان ڈویزن کو بھی Represent کرتی ہوں مجھے یہ بتانا ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی میں یہ Discrimination کیوں ہے ۔ آپ خیال فرمائیں کہ تھل پروجیکٹ پر کتنے ٹیکسز لگائے گئے ہیں ۔ وارسک میں وہ Levelling بھی

کر رہے ہیں - میرے پاس سارے فیگرز موجود ہیں مجھے اجازت دیجئے کہ میں آنپر تھوڑی سی روشنی ڈالوں تو آپکو معلوم ہو جائے گا - وارسک میں آنہوں نے Levelling پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا ہے ہراویزن آف سٹاف پر ایک لاکھ ۶ ہزار چار سو بیس روپیہ خرچ کیا جائیگا اور Purchase of tools and plants پر ۳۶ لاکھ ۳۱ ہزار روپیہ خرچ کرنا ہے - یعنی ۵ سو روپیہ فی ایکڑ آلکا خرچ ہوگا اور انپر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا تو کیا وجہ ہے کہ تھل کی زمینوں پر ۶۵ روپیہ فی ایکڑ صرف Levelling کا ٹیکس لگایا گیا ہے - کیا وجہ ہے - یہ امتیاز کیوں ہے آج بنیادی حقوق دئے جا چکے ہیں کہ وارسک کو تو Levelling مفت کر کے دی جائے - اور لیہہ پر پینسٹھ روپئے فی ایکڑ ٹیکس لگایا جائے - جہاں سے آپ تین چوتھائی زمین بھی لے چکے ہیں - آپ ہر ایک ہزار ایکڑ زمین کے پیچھے تین ہزار ایکڑ زمین ہم مالکان سے لے چکے ہیں - کیا وجہ ہے کہ آپ وہاں ایسا کر رہے ہیں - کالج کے لئے جو دو لاکھ روپیہ دیا گیا ہے - آج تک وہ کالج نہیں بنا - مردوں کا کالج نہیں بنا - اور لڑکیوں کے کالج کا تو ذکر نہ کیجئے - ملتان ڈویزن میں جگہ جگہ infant welfare centres بنانے کی ضرورت ہے - اور لیہہ میں تو کوئی اچھا ہسپتال نہیں ہے - خیال کیجئے جہاں چالیس ہزار کی آبادی ہے -

Mr. Speaker : The member may please conclude his speech, now.

بیگم جہاں آرا شاہنواز ـ صاحب صدر مجھے عورتوں کے مسائل بیان کرنے ہیں - مجھے چار پانچ منٹ مزید دئیے جائیں اب اس بے زبان طبقے کی طرف آتی ہوں - میں اسکے متعلق یہ عرض کروں گی کہ آپ پبلک سروس کمیشن میں توسیع کر رہے ہیں - اور ہم سترہ سال سے متواتر یہ کہ رہے ہیں - کہ پبلک سروس کمیشن میں ایک عورت ممبر بھی ہونی چاہئے - کیونکہ ملازموں میں سینکڑوں میری بہنیں موجود ہیں - اور آنکے مفاد کا نقصان ہوتا رہتا ہے - اور آنکی کوئی شنوائی نہیں ہوتی - آپ مہربانی کر کے اس کمیشن پر ایک عورت

ممبر مقرر کیجئے - ایمپلائمنٹ ایکسچینج میں جو جوان بچیاں جاتی ہیں میں نے بعض ایسے Cases سنے ہیں - کہ وہ اب یہاں بتا نہیں سکتی ہوں - اسلئے مہربانی کر کے ایمپلائمنٹ ایکسچینج میں بھی ایک عورت مقرر کی جائے - اس کے علاوہ عورتوں پر اتنا زیادہ خرچ نہیں ہوتا - جتنا کہ تعلیم اور میڈیکل کی مدمیں ہونا چاہئے - میں اپنی بہنوں سے یہ التماس کروں گی کہ وہ صرف گورنمنٹ ووٹنگ میشنری بن کر نہ بیٹھی رہیں - اپنے چاروں طرف نگاہ رکھیں اور دیکھیں کہ جہاں عورتوں کے حقوق کی حفاظت نہیں ہو رہی اسکے لئے اپنی پارٹی میں بھی کوشش کریں - اور یہاں بھی کہکر انہیں دلوائیں عورتوں پر زیادہ روپیہ خرچ ہونا چاہئے - میں آپ کے سامنے صرف ایک مثال پیش کروں گی - سکندر منسٹری کے پہلے دو سال دیکھیں ہم نے تعلیم کی مدمیں سوفیصد روپیہ عورتوں پر لگوایا تھا - آپ ریکارڈ نکال کر دیکھیں اسکے بعد حکومت سے ایک درخواست ہے - کہ خدا کیلئے عورتوں کی تکالیف روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہیں - یہ بے زبان طبقہ ہے میں سمجھتی ہوں - کہ یہ جو فیملی کورٹس بل ہے اس سے آن کی یہ تکلیفیں دور ہو جائینگی - وہ لائیے اور خدا کیلئے اسے جلد از جلد پاس کیجئے کہ عورتوں کی تکلیف میں کمی واقع ہو -

مسٹر عطا حسین خاں—On a point of personal explanation عرض یہ ہے کہ ہمارے معزز اور محترم نوابزادہ افتخار احمد خان صاحب نے اپنی تقریر میں حکومت پر الزام لگایا ہے - کہ وہ اپنے ممبروں کو یعنی جو حکومت کی پارٹی کے ساتھ وابستہ ہیں - آنکو مراعات دے رہی ہے - اسکے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ ہم یہاں ملتان کے سات ممبر ہیں - اور وہاں کے پانچ M.N.As. ہیں اور ہم نے دو سال سے مطالبہ کیا ہے - کہ ہمیں سڑکیں دی جائیں - فیکٹریاں دی جائیں - ہمیں پانی دیا جائے - ہمیں اسکول اور کالج دئے جائیں - ہمارا ایک مطالبہ بھی منظور نہیں ہوا - اور اپوزیشن کیطرف سے جتنے مطالبات ہورہے ہیں وہ پورے کر دیئے جاتے ہیں - میں

انکی اس بات کی تردید کرتا ہوں کہ حکومت صرف اپنی پارٹی کو مراعات دیتی ہے ۔

Mr. Speaker : This is no personal explanation.

میاں معراج الدین (پارلیمنٹری سکریٹری)—On a point of personal explanation جناب والا میری محترم بزرگ بیگم صاحبہ نے اپنی دلپزیر تقریر میں فرمایا ہے ۔ اور خاص طور پر باغبان پورہ کا ذکر کیا ہے جو کہ میرے حلقۂ نیابت میں ہے ۔ بیگم صاحبہ نے سکندر مرزا منسٹری کی بھی بہت تعریف کی ہے ۔ لیکن میں آنکی خدمت میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ آنہوں نے باغبان پورہ کے ہسپتال کا جو ذکر کیا ہے کہ پبلک کو چاہئے کہ اپنی مدد آپ کے تحت وہاں خود ہی ہسپتال بنائیں ۔ اور آنہوں نے کہا ہے ۔ کہ پبلک کو ملکر بنانا چاہئے ۔ لیکن اس سلسلے میں عرض کرونگا ۔ کہ بیگم صاحبہ جو کہ باغبان پورہ کی رہنے والی تھیں ۔ اب وہ اس جگہ کو چھوڑ کر جا چکی ہیں ۔ اس لئے کہ ہم غریب لوگ ہیں ۔ اور انکے معیار کے مطابق نہیں ہیں میں آنکی خدمت میں عرض کرونگا ۔ کہ آنکی بھی وہاں پر جائداد ہے ۔ میں ایک معمولی سا متوسط طبقے کا آدمی ہوں ۔ وہ بھی اگے بڑھیں ۔ میں بھی ہاتھ بڑھانے کیلئے تیار ہوں ۔ ہسپتال بنانے کیلئے یہ بھی دیں اور جو مجھسے ہو سکیگا میں بھی دونگا ۔ اور اسطرح وہاں کے عوام کیلئے ایک اچھا خاصہ ہسپتال بن جائے گا ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کرونگا ۔ کہ مجھے بڑی خوشی ہوگی ۔ کہ بیگم صاحبہ آج ہی اعلان فرمادیں ۔ کہ ہسپتال کیلئے کیا دینا چاہتی ہیں ۔ اور میں بھی دینے کیلئے تیار ہوں ۔ تاکہ وہاں ہسپتال بن سکے ۔ اور وہاں کے عوام اس سے مستفید ہوسکیں ۔

نوابزادہ افتخار احمد خان—پوائنٹ آف آڈر ۔ جناب والا ہمارے دونوں کا اتفاق تھا ۔ کہ اگر میں یہ ثابت کرسکوں ۔ تو وہ استعفیٰ دیں گے ۔ اور اگر وہ ثابت کریں گے تو میں استعفیٰ دونگا ۔

Mr. Speaker : No more discussion on that. The member may please take his seat.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : (Lahore-V) : Sir, Ordinarily it is not proper to oppose the Government when they ask for more revenue to implement their developmental schemes. Those people who are sitting on this side of the House may be called upon tomorrow to shoulder the responsibilities of the Government and they might also feel the necessity of levying taxes. But I oppose this Bill on one very important ground and that is, where there is no representation there cannot be any taxation. We are prepared to give taxes to this Government but we will not because this Government does not allow these representatives of the people to function properly. Kindly appreciate that only 10 per cent of the Budget of the Province can be discussed and voted upon—hardly 10 per cent. The rest of the Budget is charged and we have no say in the 90% of the Budget. So long as this situation continues, it is not possible for us to extend our support to this Bill. You must have read in the Press that the same feeling was voiced by a very prominent figure of East Pakistan who said that the basis of all good Government is that it is the representative of the people who alone are entitled to ask for taxes to be sent for the collective good of the society at large. But where the Government only asks us to lend our support so far as the collection of tax is concerned and to have no say in the matter of disbursing the same, I am afraid, we are not in a position to lend support to this Bill.

Then, Sir, I have to oppose this bill on other ground also and that is that the present measure is in direct contravention of the tax objectives. The economists today have summasized the tax objectives as follows. They say that the objectives should be to increase the incentive to save and to invest. It should be to encourage the production of consumer goods or give priority to long-term development Projects Its objective should be to mitigate economic inequalities by reduciag extreme variations in income and property ownership by imposition of graduated rates on income and taxes. Kindly appreciate what incentive is there for the people of this Province to save and then to invest. I can safely claim to know the conditions obtaining in other parts of the Province besides Lahore. I have frequent occasion to meet people of other districts and the position is that the people are heavily burdend. To expect from people to save something and then to invest is asking something too much.

Kindly appreciate that they have nothing to provide adequate clothes to the childern, sufficient food to the children and sufficient money to provide education facilities. This is the position to day in the country. Now, Sir, the basic objective to enable the people to save and then to invest, that objective is being defeated by this present Bill.

Then Sir, the second is that they should encourage the production of consumers goods or give priority to long term development projects. A perusal of the proposal contained in the Bill would convince, beyond any manner of doubt, that there is nothing which may convince us that something is being done through this Bill through these impositions of taxes, to encourage the production of consumers goods or to give priority to long term development projects.

Then, Sir, the third objective, which I have mentioned just now, is to impose the graduated tax rates. That has not been done. Now, Sir, you will see in the Bill that certain classes of people to quote two instances

the clearing agents, licensed or approved as custom-house agents were supposed previously to give Rs. 100 per year ; whereas the legal practitioners were supposed to give Rs. 20 per year and income-tax practitioners were supposed to pay Rs. 20 per year. That was the variation and that was very unfortunate. (Khanzada Taj Muhammad : But !) I am in the region of 'But', that I concede. But what they have done now ? The present Bill says that all these classes of contractors are far richer than lawyers, clearing agents are far richer than lawyers, income-tax practitioners are far richer than lawyers but thay have been given one flat rate and they have to pay Rs. 30 per year. This is highly unresponsible and improper. No attempt has been made to rationalies the taxation structure. This is very essential and I need not point out that the major cause of downfall of the Roman Empire was that the taxes were so heavy that the people groaned and grumbled with the result that that great Empire was torn into pieces. The same was the cause of French Revolution. I ask, through you, is this Government preparing the people to rise in revolt ? Do not they realise that it is high-time that they should rationalize their taxtation structure. But, Sir, I am pained to point out that those people who frame these policies are those who are from the vested interests, are those who are there to exploit the poor man and the common man. If there had been a people's Goverment in the province, a Government answerable to the people, a Government which is for the zamindars, not for the zamindars alone and not for the industrialists alone, but for the people as a whole, it would not have certainly put forward this obnoxious measure.

The third thing which I want to point out is about the absurdities in the body of the Bill. I invite your attention to Section 13, sub-section (2), Provisos (ii) and (iii). Kindly read both the provisos. They are absolutely identical. I do not know what was the point inserting proviso (iii) in the body of this sub-section 13. I will read it out. I might have been supplied a wrong copy I am open to correction but whatever I have received shows that proviso (ii) is the same as proviso (iii). Proviso (ii) reads as follows :—

> "The licencee shall be entitled, for his cost of collection of the duty, to a rebate of such percentage, as may be determined by the Government, on the amount of the duty collected and paid by him under this sub-section."

Now, Sir, read proviso (iii). It says :—

> "The licence shall be entitled, for his cost of collection of the duty, to a rebate of such percentage, as may be determined by the Government, on the amount of the duty collected and paid by him under this sub-section."

What is it about. I take it that I may be in possession of a wrong copy. But the latest copy supplied this morning to us, if I am not mistaken, is the same (Khan Ajoon Khan Jadoon : Just) Just : just, if this situation had arisen in a foreign country the Government would have resigned. It is not a question of 'just'. It shows that the Government has no interest whatsoever ; and the Government is busy in other affairs.

Minister of Revenue : It is a printing mistake.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : You call it a printing mistake. You have provided 2 provisos and both identical.

Minister of Revenue : Because it has been reprinted.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : The latest that you have supplied me is exactly the same. It shows that your printing presses are not functioning properly, your Law Department is not functioning properly and your control is not strict on your officers. (*Laughter by the Minister of Revenue*). And the reply is just a meaningless laughter, In the history of this House, I am sure, never has such a mistake occurred in the drafting of a Bill. Sir, I should take from your silence that my objection prevails and whatever I have said is correct. It is a sad commentary on the working of this Government that they do things without applying their mind, they do things in a haphazard manner. Why should they apply their mind; they are here for a different object, the object is to perpetuate their power, to perpetuate their rule over the persons who are subjected to repressive measures by them continuously. This is their aim. Their declarations and professions that they are after achieving a welfare State have no basis whatsoever. Should I take it that this mistake is there and let the Minister at least support me.

Mr. Speaker : He says that it is a printing mistake.

Syed Ahmad Saeed Kirmani :—Not a printing mistake, but a colossal mistake and negligence on the part of the Government and this Government stands condemned and I am sure, Sir that if this fact is brought to the notice of the President of the country, he will certainly apply the method of screening in the matter of Ministers. The method of screening to big Officers but he will apply also in case of Ministers. This is their working and achievement in this House.

Now again I have to point out other redundant portions in the Bill.

Minister of Revenue : The original does not contain this mistake.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : You have supplied two copies and both the copies contain this mistake. I also consulted the Leader of the Opposition and he expressed surprise over this.

Minister of Revenue : The one which we sent to the Assembly does not contain this mistake.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : You have no time to look after the affairs of the Province.

Minister of Revenue : That is why you come at 12-30 or 12-45 just to mark your attendance.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : I am looking after the affairs of my people. They keep me busy.

Mr. Speakar : In the original printed copy there [is a repetition of two clauses.

Syed Ahmad Syeed Kirmani : Hear, hear, this means that the Minister has made a false statement.

Minister of Revenue : I am sorry.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : You should be sorry.

Sir, I invite your attention and, through you of the House to Sections 15 and 17.

Sir. Section 15 provides that existing laws regarding the collection and recovery of taxes shall be made applicable in the matter of collection and recovery additional tax or surchage. It reads ;

"Where any tax or surcharge imposed by this Act is by way of an addition to or a surcharge on any existing tax imposed by or under an enactment, the procedure provided in such enactment for the assessment, collection and recovery of such tax, shall so far as applicable, apply to the assessment, collection and recovery of the additional tax or surcharge."

"(1) Government may make rules regarding :—

(iii) the procedure for the collection and payment of any tax or toll levied under this Act."

Now, they are repeating things.

No. Sir, when you have provided by a separate Section the procedure for the assessment, collection and recovery of the additional tax and surcharge there is no point in providing for a power for the Government under Section 17 whereby the Government has been given the rule-making powers. Another instance of poor and bad drafting and I really wonder how this House is going to earn a good name if they go on passing such poorly drafted measures.

Now, I point out the general grievances of the people with special reference to the city of Lahore. Sir, I am conscious of the fact that there is a wrong impression with Members of the Treasury Benches that Lahore is a city meant for the people residing in the city of Lahore. This is absolutely a wrong notion. This is a city which belongs to the entire Province. This is a city which is owned by the people of the entire Province. Just as some years back the great Congress leader. Mr. C. R. Das said about Calcutta. The same is true with regard to Lahore—Lahore is West Pakistan and West Pakistan is Lahore.

Now, Sir, kindly see the condition of the roads in the city of Lahore which is the property of the entire Province. Kindly see the condition of the hospitals. Sir, the hospitals of Lahore have to give admittance to the entire Province. The people of the Province have to visit the city in connection with their affairs. As such whatever amenities Lahore is capable of offering are meant for the people of the entire Province. But we note with regret that some of the very important roads of Lahore could not receive the attention of the Government as well as the Corporation for the last several years. To quote one single instance ; it is a matter of great shame and regret—I am not using the word 'shame' against any individual and I have not used the word vis-a-vis the Government—it is a matter of great regret and shame that Allama Iqbal Road, which was previously know as the Mayo Road and which passess the crossing through the Dharampura area, is without light since 1947.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Without red lights.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : We don't mind if you take the red lights to Cambelpur.

Mr. Speaker : No discussion about red lights.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : If you relieve Lahore of the red lights we shall be thankful.

Sir, I have quoted one instance where since 1947 a very important road of Lahore has not been provided with electricity. With the result that very often people have to face accidents on that road.

I say, Lahore is yours. Lahore belongs to the entire Province. It is not poor Kirmani's property. It is the entire Province's property. The foreigners visit Lahore. Others come here. Your children from various Parts of the Province come here and get Education in Lahore. You adorn this city during the Budget Session and other sessions. Therefore it is necessary that the city of Lahore which is the common property of the whole Province, should be looked after properly.

Minister of Revenue : What about your contribution to the other big cities of the Province ?

Syed Ahmad Saeed Kirmani : Perhaps the reason for neglecting the roads is that entire attention is paid to one Road and that is the Mall Road because that is a Road on which our Mininisters ply their cars.

A Voice :—What about your road ?

Syed Ahmad Saeed Kirmani : My road is also in a bad condition but I don't mind that.

With regard to other roads I my say that their condition is really deplorable. Through you. Sir, I earnestly appeal to the Government to see that Lahore is properly looked after, proper roads are provided, conditions in hospitals are improved and more educational facilities are provided because these facilities are to be shared not by Lahorites alone but by people of the entire Province.

Mr. Taj Muhammad Khanzada (Campbellpur-I) : Sir, before starting my speech I would like to know from Mr. Kirmani if he is aware of the fact--I am sure he is in the know of things—that the Red Light Area is going to be at last abolished. I am sure he would appreciate that a Bill is on the anvil and it is coming. He will have white lights instead of red. The red Light area may shift to some other place, may be nearer to Mr. Kirmani.

Sir, the system of taxation which we inherited from our Masters seventeen years ago continues to be the same with a very little change. Certain changes have been brought about but pattern of taxation continues to be the same. A major portion of this taxation goes to maintain the general administration for the benefit of this country. Therefore, it will not be out of place to say a few things about the general administration of law and order.

Sir, we have inherited a legancy of the Imperial Government where bureaucracy was primarily meant for the maintenance of law and order and for the protection of vital interests of the ruling nation and for the maintenance of the vital interests of the ruling nation. In spite of our freedom and inspite of the best efforts of our Government by starting institutions where they changed the mental outlook of our services, I am sorry to say that the outlook is a process of very slow evolution. I don't say for one

moment that the change has not come but the people of Pakistan expect a far bigger and a more revolutionary change in their outlook.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : You are again revolutionary.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Much I am against revolution, but I have said about the revolutionary change in outlook and not in the destruction of property and life.

Sir a lot has been and said against the passing of this bill, on account of the fact that no economic benefits have accrued to the country as a result of these taxations. I think the whole nation, and particularly the hon'ble members of this House, know that after partition the economic condition of Pakistan was bad which was even at the time of British a very backward area as far as development was concerned because this area was reserved to be the sword arm of British Imperialism and, therefore, in order to maintain that sword arm they did not want the people to have luxuries and become easy-going, and they wanted us to depend for our living on serving in their armed forces. That applied equally to Bast Pakistan. Therefore we necessarily inherited an economy which was backward, which was under-developed and where there was no system of administration to be inherited for the Centre. Sir we started with these major and gigantic disadvantages. I take my hat off in admiration to those administrators and those politicians who, in spite of these difficulties in 1947, gave us a Government, to be loved by the the people. (hear ; hear). They gave us a Government which came to be established for a certain specific object and it was their duty to strive for that object till their end in this world. But Sir what happened ? I need not go into the past. What happened as a result of our personal bickering, where self became above the State, when the interest of the State was set aside for personal aggrandisement, for personal glory and for personal rule ? The result was that the interest of the people at large was set aside. We started protecting and perpetuating our own interest and our own rule. The Constitution of Pakistan was not made for years to come. The sister country next to us not only made a Constitution but had two free and unfettered elections before even we thought of one. Then Sir if we hang our heads in shame for the incompetency and selfishness of those who reduced us to this state I think we are justfied as a nation, as a people. I donot for a moment say and I do not stand in total condemnation of everybody—we have some very good people but the sense of personal perpetuation took the better of us in-stead of the greater interest of the country. Sir a time came when rule of the people passed so much into the hands of bureaucracy that bureaucracy became the masters of politicians. Sir if the politicians had not used bureaucracy for themselves this could have never happened. What was the result ? A bureaucrat became the Governor-General ; not only one but two in succession. Have you ever heard in the history of the world where after revolution free countries have been chalked out on the map of the world, that people who were the arch slaves of the imperialists should become the master of the free nation ? Sir what did they do to democracy ; what did they do to the freedom of this country ? Take the case of Ghulam Muhammad (May God bless him : I hope he doesn't have to pay for all his acts), What did he do ? Overnight a democratic representative Prime Minister of the Government was thrown out.

Syed Ahmad Saeed Kirmani :—Who was that person ?

Mr Taj Muhammad Khanzada : Khawaja Nazimuddin ; and an ambassador was imported from abroad to take over and come at the helm of the Government . It was the time when the Nation should have stood not in defence of Khawaja Nazimuddin because I feel that in spite of his piousness, as an administrator he was not up to the expectation of the people.....

Mr. Speaker : Khanzada Sahib should discuss the policy of the Provincial Government.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir who were paying for all that. The tax-payers. We were paying for all those who were playing this game. When the next bureaucrat became the Governor-General, for whose pay we were making sacrifices we were paying for all his entertainments.*XXXXXXXXXX*

Mr. Speaker : The last sentence of Mr. Khanzada is expunged from the proceedings of the Assembly.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : Sir should we take it that he has rejoined the Opposition ?

Mr. Speaker : I can't say.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : He also said this because at that time the country had been reduced to a stage where the very independence was threatened and it was but natural that somebody should come who should take over the Government, who had the trust of the people, who could stabilise our economy, who could protect our country from foreign exploitation. President Ayub, who had been offered then—I know it from my personal knowledge—said that he didn't like it.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : The cat is out of the bag.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : When he took over, no less a person than my friend Mr: Kirmani even said that the time was ripe for him to take over and try to come at the helm because the country was becoming insolvent. Sir what was the economic condition for which we have been taxing ? The country had no plan for economic development ; our wealth had been frittered away. Instead of the Korean boom when we had amassed millions of rupees of foreign exchange we did not set our mind to invest that amount in capital appreciation and in capital sector of this country. It went into big limousines, it went into big consumer goods. Our real development started when the Second Five Year Plan was properly made and we started implementing it. It only came with the coming in of Field Marshal Ayub. Sir I don't do this out of flattery but it is a matter of fact and I challenge anybody to deny it. Sir as a result of that regime in spite of the fact that there was no legislature, he brought in certain reforms, which the legislature could never imagine and I ask you Sir about one reform alone. That was the Land Reform in this country. Every politician who came into power, when he wanted the votes of the dumb and the have not millions went round saying that I am going to mitigate your hardships ; I am going to give you everything ; but could we ever attempt on the floor of this House to bring land reforms ? No. If somebody says yes, I would like him to say yes. I would like persons no less than Mr. Ansari and Kirmani to say yes. Their silence means that they agree with me.

*Expunged as orderd by Mr. Speaker.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : We know that Suhrawardy died as a pauper.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Have patience. Though I am not a politician yet I think I have the privilege of talking about politics.

Sir, what were the industrial policies of the Government when they came into being ? India made a five year plan, her second five year plan, and with vast resources of Indian people they were not able to complete that plan in the specified period. In case of Pakistan, it is a matter of credit, we have been able to complete the target of our five-year plan one year in advance. This is no mean achievement. We have completed our plan except for the few industries which may not have been completed due to reasons other than any internal inefficiency. Do not forget that for our major industries, for our capital industries, we rely on foreign aid. When talking of being against the aid there is nothing. The ideal is that we should be self-sufficient and we should produce resources from within the country so that we do not ask for loans which have to be paid back with interest. But if you do not have resources within the country then it means that the road of progress should be stopped and that we should not even borrow money to develop our own economy and our country for the betterment of every body else. Then look at the loans and aids that we are getting. What are the terms and conditions on which we are getting these loans ? Are we getting these loans at any higher rates ? These loans that are coming to Pakistan today are not only American and not only British. Every time we get up and say that we are in the pocket of Americans. God forbid, we should never be in the pocket of anybody. This regime had the guts to go to the Communist countries and say 'if you will give us something which may displease our imperialist masters but if it is going to benefit our people we will accept it with open arms'. And what is happening today ? We have got our agreements with the East European contries for the supply of some of the biggest plants. Some are in the process of coming while others are in the process of planning. As a result of this we have annoyed many people because our action may not fit in the global strategy and policy of some imperialists but that is not a matter for consideration. We will do what suits Pakistan. We will do what suits the people of Pakistan whether it pleases or it annoys somebody else is a matter for them to consider and not for us.

A point has been raised by one of my friends that in the International Conferences Pakistan has lost prestige. I would like the gentleman to put his hands on his heart and ask his conscience whether Pakistan today is respected internationally or not. I can say with all the emphasis at my command, and having been abroad no less than three times during this year, that Pakistan today commands far more respect than ever before. Seeking friends in order to save your principle shows your own weakness. If we are going to have a policy which is for the benefit of Pakistan and as a result of that policy if we have good friends they are welcome but if we have to earn friends at the disadvantage of Pakistani people then they are not our friends. If our own friends do not want to keep us friends because we have not followed their policy, the credit goes to the Pakistan's foreign policy that we are independent in our own thinking.

Mr. Speaker : May I remind the member that this is Provincial Assembly of West Pakistan ?

Mr. Taj Muhammad Khanzada : A lot has been said that the taxation levied is unjustified and unwanted. Taxation, no doubt, is not a thing which anybody would like to be inflicted on its own people but the necessity demands it. I would ask my friends on the Opposition to quote a single instance in the history of enconomic development of this world where any progressive country has been able to develop itself without taxation. The fruits of taxation are not immediate but the fruits of taxation are very very long drawn. We have to see as to in what form the taxation has come ; whether the people who are able to bear the burden have been burdened with this or have been burdening the poor classes of people. I will not differ with my friends, irrespective of the fact to what shade of opinion they belong, that those who can afford to pay should certainly be forced to pay and every legislation should be enacted to make them pay. A portion of the burden should certainlly come from those who are more fortunate materially but while taxing them do not kill the goose that lays the golden egg. because it can only continue to lay the golden egg as long as it has life. You must see that it does not die. It is for you to see to what extent you can keep him alive and yet achieve the golden egg. This is the first time that Pakistan is now exporting finished goods. Before that, we were relying on the export of our raw material. The complex of our economy has taken a very rapid change. We are now exporting finished goods and we are creating greater employment for our labour. We are coming into the competitive market of the world. Therefore, it is not a mean achievement economically and I hope in the next five-year plan, when the third five-year plan is completed, Pakistan will be self-sufficient in all consumer goods and all its requirements.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : He has made out a good case for a big loan, no doubt.

Mr. Taj Muhemmad Khanzada : After achieving self-sufficiency we must set an ultimate object. What is the object of this country ? What did it come into being for ? What are we giving these taxes for ? I am at one with all those who ask for Islamic Socialism and a Welfare State. We must set our object that a Welfare State and Islamic Socialism is the ultimate goal of Pakistan and everything, to achieve that end will be done whether it pleases or displeases those outside this country and to do this there are three things which are the basic necessity. A stable Government is a pre-requisite to any economic develoment. A stable Government is a pre-requisite to any prestige in the world affairs of today. If you have failed to achieve a stable Government through these politicians then it was natural that it should come through other channels. I am not for Dictatorship-not for a mintue-but I am certainly for a stable Goverment a Government which is for the people, by the people and for the wider benefit of the country. What is the third thing ? A stable Govornment that will bring an era of prosperity through evolution. 'Through evolution', I again emphasize and not through revolution which is the slogan of my friend sitting very close to me. He is close to my heart but, I am afraid, nobody with a grain of any brain in his head would ask for revolution to come merely because you dislike a few certain personalities. Sir, I do not defend. It has been said that all the economic development, all the hospitals and the Welfare State are only going to those who sit on the treasury benches. Well, I would not say that because I have just come here, I do not know what eventual benefit would be given to me. But I would say one thing.

Mr. Iftikhar Ahmad Khan Ansari : Then what is the idea of your going there ?

Khanzada Taj Muhammad : I would say that the people of this Campbellpur District are certainly one of the very unfortunate people. It may have been because of change in life or it may be, I hope, a change of outlook. but we do see one thing that we know the Ministers sitting there. They are, if not all, at least 50% part and parcel of the Campbellpur District. If that was the case, Campbellpur should have been flowing with honey, with butter, milk and everything else. But all that has been done for us at the moment is a scheme to dam some water which we hope, we will get eventually.

Sir, in the end I would pray for the solvency of West Pakistan, its integrity, its ability to stand for ever for the benefit and the bigger interests of its people and all those misguided persons, who want to work against it, may have saner sense prevailing in them.

مسٹر عبدالرزاق خان (مردان-۳)—جناب سپیکر - فائننس بل کے متعلق جن معزز ممبران نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور خاص طور پر نوابزادہ انصاری صاحب نے فائننس بل کی مخالفت نہایت سخت الفاظ میں کی ہے اور یہ فرمایا کہ ٹیکس لگانا تو ایک حکومت کیلئے جو کہ قوم کی ترقی کیلئے کام کر رہی ہو ضروری ہے لیکن انکے خیال میں موجودہ حکومت کو ٹیکس لگانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکومت نااہل ہے اور اس حکومت نے ملک میں ایک ایسی گھٹن سی پیدا کردی ہے اور آج لوگوں کی آزادی کو سلب کر دیا ہے اور اس حکومت کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں پر ٹیکس لگائے اور اسطرح سے حکومت چلائے - جناب والا یہ امر کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے کہ اس ملک میں مارشل لاء لگنے کا کون ذمہ دار تھا - پاکستان کے قیام کے بعد لیاقت علی خان مرحوم نے اپنے دور حکومت میں جو پاکستان کی خدمت کی ہے پاکستان انکے استحکام اور ترقی کیلئے جو انکی حکومت نے کیا ہے اسکو جس طریقہ پر خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے لیکن لیاقت علی خان مرحوم کی شہادت کے بعد جو حکومتیں برسر اقتدار آئیں ان میں سب سے پہلے خواجہ ناظم الدین صاحب کی حکومت تھی - انصاری صاحب سے میں پوچھتا ہوں کہ آپکو گندم کے نرخ پر اعتراض ہے کیا آپ بھول گئے کہ خواجہ صاحب کے دور حکومت میں کون سے حالات پیدا ہوگئے

تھے گندم کا نرخ ۵۰-۴۰ روپئے کے درمیان تھا تو کیا آپ اس حکومت کا مقابلہ اس حکومت سے کررہے ہیں جسمیں قحط سالی تھی - کیا آپ اس صورت حال کو اس دور حکومت میں بھول گئے ہیں کہ اس لاہور شہر میں ختم نبوت کے سلسلے میں مسلمانوں کا کیا حشر ہوا کیا آپ اسکی مثال اس حکومت میں پیش کرسکتے ہیں کہ وہی حال مسلمانوں کا اس حکومت میں بھی ہوا ہے - کیا وہ اس الیکشن کو بھول گئے جو آنکے زمانے میں ہوا تھا جسمیں سرکاری اثرورسوخ کا استعمال ہوا تھا اور جو ایک جمہوری حکومت تھی -

خواجہ محمد صفدر—۵۰ روپئے گندم کا نرخ تھا ایسا کوئی ریکارڈ نہیں ہے -

مسٹر عبدالرزاق خان—میرے پاس اعداد و شمار ہیں سابق صوبہ سرحد میں ۴۰ روپئے من اور ۵۰ روپئے من خواجہ ناظم‌الدین کے زمانے میں گندم بکا ہے - جناب والا خواجہ ناظم الدین صاحب جس زمانے میں پاکستان کے وزیر اعظم تھے -

میر یوسف علی خان مگسی—پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا میں اپنے محترم دوست کی اصلاح کر دوں کہ خواجہ ناظم‌الدین کے زمانے میں گندم تھا ہی نہیں -

مسٹر عبدالرازق خان—جناب سپیکر میں عرض کر رہا تھا کہ جس زمانے میں خواجہ ناظم‌الدین صاحب پاکستان کے وزیر اعظم تھے انکے برادر عزیز خواجہ شہاب‌الدین سرحد میں گورنر تھے اور سرحد میں مرد آہن خان قیوم خان وزیر اعظم تھے تو کیا وہ بھول گئے کہ خان قیوم خان نے وہاں جمہوریت کا جنازہ نکال دیا تھا - یعنی جس پولنگ اسٹیشن پر ۶ سو ووٹ پڑنے تھے اس جگہ جب بکسوں کو توڑا گیا تو ۱۲ سو ووٹ ملے تھے کیا یہ غلط ہے - میں اسوقت ایک ادنیٰ کارکن تھا میں نے خواجہ ناظم‌الدین سے ملاقات کر کے یہ شکایات انکے سامنے رکھیں تو انہوں نے فرمایا کہ اگر قیوم خان کے دور میں غلط

انتخابات ہو ئے تو بتائیے کہ کتنے آدمی مرے ہیں ۔ میں خواجہ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ یا آپ کی پارٹی یا وہ اراکین جو بک جاتے ہیں اگر وہ جمہوریت کا نام لیتے ہیں تو یہ بات مجھے اچھی نہیں معلوم ہوتی ۔ جذب والا میں یہ مانتا ہوں کہ یہ حکومت ہمارے معیار کے مطابق نہ ہوگی جو ہمارے نظریات ہیں اور جس قسم کی ہم جمہوری حکومت چاہتے ہیں جو اسکا معیار ہمنے اپنے دماغ میں قائم کر لیا ہے ممکن ہے یہ اسکے مطابق نہ ہو لیکن کم سے کم ۱۹۵۱ سے ۱۹۵۸ کے درمیان جو حکومتیں اس پاکستان میں آئیں ہیں انکا اس حکومت سے مقابلہ کرنا میں سمجھتا ہوں نہایت ظلم ہوگا ۔

خواجہ محمد صفدر—اسوقت کیا پریس ایکٹ بھی تھا جرگہ قانون بھی تھا ۔

مسٹر عبدالرازق خان—جرگہ قانون تھا ۔ اب میں آپوزیشن والوں کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ وہ ذرا اپنا کردار ملاحظہ فرمائیں کہ چند اصحاب کو چھوڑ کر سب ہی نے کوشش کی ہے کہ وزارت ملجائے اور اسطرف بیٹھ جائیں*XXXXXXXXXXXX

Khawaja Muhammad Safdar : Baseless, incorrect.

Mr. Speaker : The sentence uttered by Mr. Abdur Raziq Khan about the members of the National Assembly is expunged from the proceedings.

آپ نیشنل اسمبلی اور اسکے ممبروں کے متعلق یہاں کچھ نہ کہیں ۔

مسٹر عبدالرازق خان—جناب مینے جو کچھ کہا ہے میں اس کو واپس لیتا ہوں ۔ اس ملک کی سب سے بڑی آپوزیشن کا کردار یہ ہے کہ اسنے آجتک کوئی پروگرام قوم کے سامنے پیش نہیں کیا اور آپوزیشن کے اراکین آپسمیں بٹے ہوئے ہیں ۔ میں اس امر کا قائل ہوں کہ جبتک کسی آپوزیشن کے سامنے کوئی واضح پروگرام نہ ہوگا اور جبتک وہ اپنے کردار اور عمل سے برسراقتدار حکومت کے سامنے

*Expunged as ordered by the Speaker.

اس تعمیری پروگرام کو پیش نہ کریگی اس وقت تک اس کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ گورنمنٹ پر نکتہ چینی کرے ۔ جناب والا میں اسکے اظہار کرنے سے بھی گریز نہیں کرونگا کہ آپوزیشن پارٹیوں کا اب صرف یہ پروگرام رہ گیا ہے کہ وہ پس پردہ پشت پناہی کر لیں انکا پروگرام یہ ہے کہ کسی طرح Ebdonians پر سے پابندی ہٹ جائے اور وہ میدان میں آجائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ملک کو ترقی کرنا ہے تو پچھلے واقعات کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ بعض پابندیاں لگائی جائیں جو کہ ہمارا دل و دماغ قبول نہیں کر رہا ہے ۔ کیونکہ ماضی میں ایسا ہی طریقہ رہا ہے کہ پرمٹوں کے لائسنس دئیے جاتے تھے ۔ دوست نوازی اور خویش پروری کیجاتی تھی اور جب آج اس طریقہ سے روکا جارہا ہے تو تکلیف ہوتی ہے ۔ لیکن یہ پابندیاں ہمیں قبول کرنی ہونگی ۔ جبھی ہمارا ملک ترقی کرسکیگا ۔ مجھے وہ دن یاد ہیں جبکہ لاہور کا گورنمنٹ ہاؤس نواب گورمانی کی قیادت میں سازشوں کی آماجگاہ تھا ۔ وہ وقت کسی سے بھولا نہیں ہے کہ اس صوبے کی تباہی کیلئے تمام سازشیں وہاں ہوا کرتی تھیں ۔ اور اب اس دور حکومت میں۔۔۔۔۔۔

مسٹر احمد سعید کرمانی۔۔ہم تو اسوقت بھی خلاف تھے ۔

مسٹر عبدالرازق خان۔۔کچھ لوگ تو اسکے ساتھ بھی تھے ۔ جناب والا میں ذرا ان ٹیکسوں کے بارے میں کچھ عرض کرونگا ۔ کہ آیا ان ٹیکسوں کو لگانے میں حکومت حق بجانب ہے یا نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ اگر ہم نے ترقی کرنی ہے ۔ تو ہمیں ٹیکس برداشت کرنے ہونگے ۔ اور جو ٹیکس اس بل کے ذریعے پیش کیا گیا ہے ۔ اور جسکی منظوری اس ایوان نے دینی ہے ۔ ایسا ہی ایک شوگر کین سیس سابقہ صوبہ سرحد کی حکومت نے لگایا تھا ۔ لیکن بعد میں وہ ختم ہوگیا تھا ۔ اب اسکو دوبارہ لگایا جارہا ہے ۔ گو کہ وہ بہت تھوڑا تھا۔ ایک من پر صرف ایک آنہ تھا ۔ اور اس وقت ایک من پر بارہ پیسے

کے حساب سے لگایا جا رہا ہے - چھ پیسے کاشتکار اور چھ پیسے مل والے ادا کرینگے - اور ان بارہ بارہ پیسوں سے جو پیسے جمع ہونگے - تو وہ مل ذون میں سڑکوں پر اور گنے کی ترقی پر خرچ کئے جائیں گے - میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا - کہ یہ حقیقت ہے - کہ ہم خود یہ ٹیکس دوبارہ لانا چاہتے تھے - آپ نے اچھا کیا کہ یہ لگایا ہے - لیکن آپ اس امر کا خیال رکھیں - کہ اس ٹیکس کے لگانے سے سابق صوبہ سرحد سے جو چالیس لاکھ روپیہ جمع ہوگا - ایسا نہ ہو کہ یہ روپیہ خزانے میں ہی رہ جائے - اور اسے ان مقاصد کے حصول کے لئے خرچ نہ کیا جائے - اسکے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ جتنی رقم بھی مل زون سے وصول ہو - وہ رقم اسی مل زون کی سڑکوں اور اسی علاقے کے گنے کی ترقی پر خرچ کی جائے - اور یہ اسی جگہ کی ترقی کیلئے ہوں - میں اس Taxation proposal کی مکمل حمایت کرتا ہوں - بالکہ وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا - کہ غریب لوگوںکو مفت تعلیم اور مفت طبی امداد اور مفت مکانات مہیا کرنے کیلئے مزید ٹیکس لگائیے - اور جو لوگ یہاں پر زرمبادلہ، کارخانے اور دوسری مراعات حاصل کرکے روز بروز کروڑوں روپیئے کما رہے ہیں - ان پر بھی ٹیکس لگائیں - تا کہ اُن کو بھی پتہ چلے - کہ جو کچھ ہم کما رہے ہیں - اس میں سے ہم عوام کے لئیے بھی کچھ کر رہے ہیں - یہ ایک بڑا معمولی ٹیکس ہے - لیکن میں نے جو تجاویز انکے ساتھ ساتھ پیش کی ہیں اسپر بھی ضرور غور فرمائیں - اور غریب عوام کیلئے مفت طبی امداد مفت تعلیم اور رہنے کیلئے مکانات مہیا کریں -

بابو محمد رفیق (لورالائی-ژوب-کوئٹہ)—جناب سپیکر - کوئی بھی ملک اسوقت تک ترقی نہیں کرسکتا - جب تک کہ وہ اپنے وسائل خود استعمال نہ کرے - ہم باہر کے ملکوں کے وسائل سے اپنے ملک کو ترقی نہیں دے سکتے ہیں - یقینی امر ہے - کہ اسکے لئے ہمیں اپنے اپنے عوام پر کچھ نہ کچھ ٹیکس لگانا ہوگا - لیکن وہ ٹیکس اسطرح

لگایا جائے ۔ کہ جس سے غریب طبقے پر زیادہ بوجھ نہ پڑے ۔ اور اس طبقے پر بوجھ ڈالا جائے ۔ جو اس ٹیکس کو برداشت کر سکے ۔ اور اس طبقے پر بھی اسطرح بوجھ ڈالا جائے ۔ کہ جتنی اسمیں اسے ادا کرنے کی طاقت ہو ۔ اسلئے میں اس فنانس بل کی مکمل حمایت کرتا ہوں ۔ اس میں جو ٹیکس تجویز کیا گیا ہے وہ کافی مناسب ہے ۔ لیکن میں اسکے متعلق چند گزارشات اپنے علاقے کے متعلق آپکی وساطت سے اس ایوان میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ پچھلے سال ہم نے اس ایوان میں ایک بل پیش کرکے روڈ ٹیکس لگایا تھا ۔ اور جسکے ذریعے کوئٹہ اور قلات کے علاقے میں بھی یہ ٹیکس عائد کیا گیا تھا ۔ لیکن پچھلے ماہ جولائی میں جب گورنر صاحب وہاں تشریف لائے تھے ۔ تو وہاں کے عوام نے انکی خدمت میں عرض کیا تھا ۔ کہ ہمارے علاقے میں یہ ٹیکس نہ لگایا جائے ۔ اور انہوں نے اسکی وجوہات بھی بتائی تھیں ۔ وہ یہ تھیں ۔ کہ کوئٹہ اور قلات ایک پسماندہ علاقہ ہے ۔ اور گو کہ یہ علاقہ بہت زیادہ ہے ۔ لیکن اسکی آبادی بہت کم ہے ۔ یہاں کی سڑکیں کچی ہیں ۔ اور نہایت خراب ہیں ۔ جسکی وجہ سے موٹروں کے فالتو پرزہ جات مثلاً ٹائر ٹیوب موبل آئل اور ڈیزل آئل وغیرہ پر زیادہ خرچ آتا ہے ۔ دیگر یہ کہ یہاں پر صنعتیں اور دیگر تجارت کوئی بھی نہیں ہے ۔ اور یہاں کی آبادی بہت کم ہے ۔ جسکی وجہ سے کاروبار بھی کم ہے ۔ اسلئے بسیں اور موٹر گاڑیاں اتنا بزنس نہیں کرتیں ۔ جتنا کہ دوسرے علاقوں میں کرتی ہیں ۔ اسکے علاوہ ڈیزل آئل پر ڈیوٹی لگنے سے اور چونکہ فالتو پرزہ جات وغیرہ بونس ووچروں پر منگایا جاتا ہے ۔ اس لئے ان پر زیادہ خرچ آتا ہے اور دوسرے علاقوں کی نسبت چونکہ یہ علاقہ زیادہ دور ہے ۔ اس لئے بھی ان چیزوں پر زیادہ خرچ آتا ہے ۔ اسلئے وہ اسطرف توجہ دیں ۔ تاکہ ہمارے علاقے میں یہ ٹیکس عائد نہ کیا جائے ۔ اس پر ہمارے گورنر صاحب نے مہربانی کرتے ہوئے وہاں کے عوام سے وعدہ فرمایا تھا ۔ کہ ان پر یہ ٹیکس نہیں لگایا جائیگا ۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ لاری اور بسوں پر تو وہ

ٹیکس نہیں ہے - لیکن چھوٹی موٹروں اور کاروں پر یہ ٹیکس عائد کررہے ہیں - میں آپکی وساطت سے حکومت کی توجہ اسطرف دلانا چاہتا ہوں - کہ لاریوں اور بسوں پر تو یہ ٹیکس نہیں لگ رہا ہے - لیکن چھوٹی کاروں اور موٹروں پر جنکی روزانہ آمدنی دس بیس روپیہ ہوتی ہے - آنپر یہ ٹیکس لگانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہوگا - آن گزارشات کے بعد میں اسکی پوری حمایت کرتا ہوں -

خان اجون خان جدون -(مردان ۴) جناب سپکر - میں اس فنانس بل کی حمایت کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں - کہ بجٹ پر عام بحث کے دوران میں اسبات پر زور دیا گیا تھا - کہ ملک کی ترقی تو ہونی چاہیئے - لیکن قرضے وصول نہیں ہونے چاہئیں - اور اس بل کی بھی مخالفت کی گئی حالانکہ اس بل میں جو ٹیکس تجویز کیا گیا ہے - وہ بہت معمولی ہے اور میرا خیال تھا کہ اپوزیشن اسبات پر زور دیگی - کہ زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگائے جائیں - اور قرضے حاصل نہ کئے جائیں - مگر ملک کی ترقی ہونی چاہئیے - لیکن مجھے یہ دیکھکر افسوس ہوا کہ وہ اس معمولی سے ٹیکس کی بھی مخالفت کر رہے ہیں - انکا مقصد غالباً ایک ہی ہے - کہ وہ حکومت پر قبضہ کریں اور پرانے سیاسی دور کی وزارتونکی طرح لوٹ مار کریں - اسکے علاوہ آنکا اور کوئی مقصد نہیں ہے -

وزیر مال -بالکل ٹھیک ہے -

خان اجون خان جدون -آپکا یا سعدی صاحب کا یہ مقصد نہ ہوگا لیکن وہاں بہت سے لوگونکا یہی مقصد ہے - جناب سپیکر - ایجوکیشن سیس جو ہوٹلوں پر لگایا گیا ہے - میں اسکو خوش آمدید کہتا ہوں - اور میں اس سلسلے میں یہ عرض کرونگا - کہ سابق صوبہ سرحد میں ۱۹۴۹ میں جو ایجوکیشن سیس محصول پر لگایا گیا تھا - ۱۹۵۵ سے وہ سیس وہاں کے علاقوں پر خرچ نہیں ہو رہا ہے - اور وہ ایجوکیشن سیس کچھ تو پشاور میونسپلٹی کھا گئی ہے - اور گورنمنٹ نے خود

تسلیم کیا ہے ۔ کہ اکیس لاکھ روپیہ انکے ذمہ ہے ایجوکیشن سیس کی Collection اور اسکے خرچ پر Check ہونا چاہئیے ۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ ایجوکیشن سیس بھی اسی طرح غلط طور پر استعمال ہو ۔ اور اسکو خاص طور پر دیہاتی تعلیم کی ترقی پر صرف ہونا چاہیے اور ان کے لئے سخت سے سخت قواعد بنانے چاہئیں تاکہ اسکا استعمال غلط طریقے پر نہ ہو سابق صوبہ سرحد میں جو Development Cess سن ۱۹۴۹ میں لگایا گیا تھا اسکے متعلق میں عرض کرونگا ۔ یا تو اس کو رہنے دیا جائے یا اسے Abolish کر دیا جائے کیونکہ وہ رقم سن ۱۹۵۵ سے لیکر اسوقت تک کسی تعلیمی کام پر خرچ نہیں ہوئی ۔ خود صوبائی وزیر خزانہ نے اس چیز کو تسلیم کیا ہے اس ہاؤس میں کہ وہ رقم Consolidated Fund میں جمع ہے جو کہ غیر قانونی ہے ۔ اور جو سابق صوبہ سرحد کے لوگونسے وصول کیجاتی ہے ۔ یا تو پھر سارے صوبے میں Cess لگے اور اسکو ایجوکیشن فنڈ میں جمع کر کے سارے صوبے کے Rural Areas کی تعلیمی ترقی پر خرچ کیا جائے ۔ جناب سپیکر یہی حال Sugar Cane Cess کا ہے جو کہ Mill owners پر Roads کی ترقی کیلئے لگایا گیا ہے اور خاصکر سابق صوبہ سرحد کے لوگونکا یہ مطالبہ ہے کہ اس کو ہٹایا جائے ۔ آپ سخت قانون بنائیں کہ جب یہ Cess سالانہ Collect ہو تو وہاں کے ڈی سی Mill Zones کے Plans وغیرہ بنائیں انکی disposal پر یہ فنڈ وغیرہ رکھا جائے ۔ وہ خرچ کریں اس میں کہیں ایسا نہ ہو کہ رقم جمع رہے اور وہاں کوئی Development نہ ہو ۔ جناب سپیکر ایک Land Revenue پر Cess لگایا گیا ہے جو کہ بہت معمولی ہے تو اس سلسلہ میں میں یہ عرض کرونگا کہ ضلع مردان اور ہزارہ کے Merged Areas میں پچھلے سال کچھ Land Revenue بڑھایا گیا لیکن مینے مطالبہ کیا کہ وہاں پر لوگوں کی اقتصادی حالت صحیح نہیں ہے کہ وہاں پر Land Revenue لگایا جائے کچھ لوگوں نے کہا کہ شائد یہ Merged Areas ہیں اور میں شائد اس ٹیکس کے مخالف ہوں ۔ میں ہرگز مخالف نہیں ہوں لیکن اسکا

خود اندازہ کر لیا جائے کہ جو Land Revenue وہ وصول کرتے ہیں اس سے تو سٹاف کی تنخواہ بھی پوری نہیں ہوتی ۔ اس سے آپ اندازہ لوگونکی اقتصادی بدحالی کا لگا سکتے ہیں ۔ تو میں وزیر مال صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرونگا کہ اس معاملے کو re-examine کریں اور اگر مناسب سمجھیں تو اس علاقے کو اس Land Revenue سے آٹھ دس سال کے لئے مستثنیٰ کر دیں کیونکہ آپ اندازہ لگائیں کہ جب کوئی انکم ہی نہیں کہ جس سے آپ پٹواری کی بھی تنخواہ دے سکیں تو ظاہر ہے کہ اس سے لوگونکی اقتصادی بد حالی میں اضافہ آپ کر رہے ہیں پٹواری اور تحصیلدار وہاں تعینات کر کے ایک تو Land Revenue دیں اور دوسرے انکو رشوتیں دیں تو اس سے انکی اقتصادی بد حالی میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ بھی میں عرض کرونگا کہ اس ایکٹ میں Proviso موجود ہے کہ اگر Land Revenue سے انکو مستثنیٰ کرنے کے معاملے میں تاخیر ہو تو کم از کم اس Cess سے ان لوگوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا جائے ۔ ان گزارشات کے بعد میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں ۔

Mir Yusuf Ali Khan Magsi (Kalat I): Mr. Speaker, the gentlemen sitting on the Opposition benches have blamed this Government that it is trying to suck the blood of the people through taxes. Now first of all the opposition says that this Government should develop the country; secondly they say that we should not take loans from outside, and then thirdly they say that the people should not be taxed. I think either the gentlemen sitting on the Opposition benches are suffering from the crooked mentality or they haven't got any sense of economics. It is commonsense —if the gentlemen there have any common sense—that when the Government does not want to take any loans from any country, atleast they should increase their own income to develop the country, and the only way to increase the income is by taxation. In the modern world that is the only way. I don't know, may be in their days when they used to rule they may have used some different method. To me the question is how to utilise money which shall be collected by this taxation. For that I would request our Government that they should see to it that this money is properly used. There is saying that justice is not only done but it should be seen that it is done. Then for example I would draw your attention to Baluchistan—Quetta & Kalat. Now certain funds are given for Quetta Kalat area and then some money from that amount has been refunded back to the treasury by saying that it cannot be utilised. I think there is no reason why that money cannot be utilised there. After all, nearly the whole of Kalat Division does not have any electricty. There are many places where new hospitals can be built. The reason is that the local

administration there does not take any interest. It is sheer laziness. And then the common man thinks that the Government is doing all that. Well, the Govenment is not doing that. Government is trying to help them always. But the people working there should take interest in utilizing that money.

With these words I support this resolution.

Mr. Speaker : I will now put the question. The question is—

That the West Pakistan Finance Bill, 1964, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker : Now we will take up the bill clause by clause.

(Clause 2)

Mr. Speaker : The question is—

That Clause 2 form part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 3)

Mr. Speaker : The question is—

That Clause 3 form part of the bill.

(The motion was carried.)

(Clause 4)

Mr, Speaker : The question is—

That Clause 4 form part of the Bill.

(The motion was Carried.)

(Clause 5)

Mr. Speaker : The question is—

That Clause 5 form part of the bill.

(The motion was carried.)

(Clause 6)

Mr. Speaker : The question is—

That Clause 6 form part of the Bill.

(The motion was carried.)

(Clause 7)

Mr. Speaker : The question is—

That Clause 7 form part of the Bill.

(The motion was carried)

(*Clause* 8)

Mr. Speaker : The question is—

The Clause 8 form part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

(*Clause* 9)

Mr. Speaker : The question is—

That Clause 9 form part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

(*Clause* 10)

Mr. Speaker : There is an amendment by Rai Mansab Ali Khan.

Rai Mansab Ali Khan Kharal : Sir I don't move that.

Mr. Speaker : The amendment is not moved. The question is—

That Clause 10 form part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

(*Clause* 11)

Mr. Speaker : The question is—

That Clause 11 form part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

(*Clause* 12)

Mr. Speaker : The question is—

That Clause 12 form part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

(*Clause* 13)

Mr. Speaker : There is a notice of amendment by Sardar Muhammad Ashraf.

Parliamentary Secretary : (Sardar Muhammad Ashraf Khan) : Sir I beg to move—

That para (iii) of the proviso to sub-clause (2) of clause 13 be deleted.

Mr. Speaker : Amendment moved, the question is :—

That para (iii) of the proviso to sub-clause (2) of clause 13 be deleted.

(*The motion was carried.*)

Mr. Speaker : The question is—

That clause 13, as amended, form part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Mr. Ahmad Mian Soomro : Has the previous permission of the Governor been obtained for this amendment ?

Mr. Speaker : That is not necessary. Under Article 47, only those amendments are required to have the assent of the Governor which impose, abolish, remit, alter or regulate any tax.

Mr. Ahmad Mian Soomro : But any amendment to a Finance Bill or Money Bill requires the previous sanction of the Governor.

Mr. Speaker : Can the member quote any authority ? Article 47 of the constitution says—

"47. (1) Except on the recommendation of the President no Bill or amedment shall be introduced or moved in the National Assembly if—

(a) It would, if enacted and brought into operation, involve expenditure from the revenues or other moneys of the Central Government ; or

(b) it makes provision for any of the matters, or any matter incidental to any of the matters, specified below :—

(i) The imposition, abolition, remission, alteration or regulation of any tax ..."

Mr. Ahmad Mian Soomro : Do you then think that no previous sanction of the Governor is required for having any amendment in the Finance Bill ?

Mr. Speaker : That it not the case.

Mr. Ahmad Mian Soomro : If a Finance Bill is presented to the House, according to your ruling, every member is free to move any amendment without prior sanction of the Governor.

Mr. Speaker : If that amendment does not impose, abolish, remit, alter or regulate any tax.

Mr. Ahmad Mian Soomro : Then if the Finance Bill is brought here with the idea of imposing taxes, any member is entitled to move an amendment without the previous sanction of the Governor.

Mr. Speaker : No, that is not the case.

Has the member studied this amendment ?

Mr. Ahmad Mian Soomro : Yes, Sir.

Mr. Speaker : There were two provisos and, as it was pointed out by Mr. Kirmani, No. 3 was superfluous because they were identical provisions and that prevision has gone now.

Mr. Ahmad Mian Soomro : I cannot say anything against your ruling because I respect your ruling but it will be a guide in future. According to your ruling we can move amendments to the Finance Bill without the previous consent of the Governor.. .....

Mr. Speaker : Provided it does not affect the regulation or imposition of tax.

Sardar Muhammad Ashraf : Sir, Mr. Soomro was absent when that objection was raised by Mr. Kirmani and, I think, he has not read the Bill itself. If he will see the Bill he will find that in clause, 13, sub-clause (2), provisos No. 2 and 3 are exactly the same. This is just a cyclostyling

mistake and has been rectified. Actually there is no change in the Bill at all.

(*Clause* 14)

Mr. Speaker : The question is—

That clause 14 form part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Clause* 15)

Mr. Speaker : The question is—

That clause 15 form part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Clause* 16)

Mr. Speaker : The question is—

That clause 16 form part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Clause* 17)

Mr. Speaker : The question is—

That clause 17 form part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Preamble*)

Mr. Speaker : The question is—

That Preamble be the Preamble of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*First Schedule*)

Mr. Speaker : The question is—

That First Schedule be the First Schedule of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Second Schedule*)

Mr. Speaker : The question is—

That Second Schedule be the Second Schedule of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Third Schedule*)

Mr. Speaker : The question is—

That the Third Schedule be the Third Schedule of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Fourth Schedule*)

Mr. Speaker : The question is—

That Forth Schedule be the Fourth Schedule of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Fifth Schedule*)

Mr. Speaker : The question is—

That the Fifth Schedule be the Fifth Schedule of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Sixth Schedule*)

Mr. Speaker : The question is—

That the Sixth Schedule be the Sixth Schedule of the Bill.

(*The motion was carried*)

(*Short Title*)

Mr. Speaker : The question is—

That the Short Title and Commencement be the Short Title and Commencement of the Bill.

(*The motion was carried*)

Minister of Food & Agriculture : Sir, I beg to move :

That the West Pakistan Finance Bill, 1964, be passed.

Mr. Speaker : The motion moved is—

That the West Pakistan Finance Bill, 1964, be passed.

امیر حبیب‌اللہ خان سعدی (لائلپور-۷)—Opposed ۔ صاحب صدر ہمارے سامنے جو مسودہ قانون مالیات لایا گیا ہے اسپر ہم اس نقطہ نظر سے نظر ڈالنا چاہتے ہیں کہ صوبائی حکومت ایسے محاصل عائد کرنے اور وصول کرنے کے اختیارات حاصل کر رہی ہے جن پر وہ اپنی آمدنی اور اپنے اخراجات کو مختلف مدات میں خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ ہمیں یہ دیکھنا پڑیگا کہ یہ اخراجات جائز خرچ ہو رہے ہیں ۔ صحیح انتظامات ہو رہے ہیں یا آنکا ضیاع ہو رہا ہے ۔ حکومت کو یہ حق ہے کہ وہ ٹیکس لگائے اور محاصل معین کرے ۔ حکومت کو صرف جائز مصرف سے ہی حق پیدا ہوتا ہے اگر اخراجات کے مصرف ناجائز اور مسرفانہ ہوں تو یہ حق پیدا ہی نہیں ہوتا ۔ ان امور کا مختصر جائزہ لینے سے پہلے صاحب صدر میں دو تین شعر عرض کرنے

چاهتا هوں ۔ ایک شعر تو اپنے حزب اختلاف کے رفقاء کار کی خدمت میں عرض کرونگا ۔

همنوا ؤ شکوہ گلشن میں ہر تو احتیاط
اسکی زد پر تو شعور باغبان بھی آئیگا

دوسرا شعر اس معزز ایوان کے حزب اقتدار کے ہر معزز رکن کی خدمت میں پیش کرونگا ۔

خون دلکو صرف گلشن کر وگرنہ سوچ لے
تیرے سر الزام تحریک خزاں بھی آئیگا

تیسرا شعر حکمران طبقہ کی خدمت میں عرض کرونگا ۔

یہ تو ہے دور شکست و ریخت اے نازک مزاج
زد پہ شائد تیرا شیشے کا مکان بھی آئیگا (خوب خوب)

تو جناب والا ہمارے ملک کی معیشت بیشتر زرعی ہے ۔ آبادی زیادہ دیہاتی ہے ۔ جہاںتک میری گزارشات کا تعلق ہے میں اس زرعی اور دیہاتی آبادی کے متعلق کچھ گزارش ابتدا میں پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ اس دیہاتی وسیع و عریض آبادی کو ایک نظام دیا گیا ہے جس کا نام بنیادی جمہوریت رکھا گیا ہے ۔ اسکے متعلق گزشتہ ڈھائی سالوں میں ہمیں جو کچھ تجربہ ہوا ہے اسکی بنا پر میں مجبور ہوں کہ اس نظام کو چالو حالت میں دیکھکر جو مشاہدات مینے کئیے ہیں وہ عرض کروں ۔

صاحب صدر—اکتوبر ۱۹۵۸ سے لیکر ابتک بار بار یہ جھوٹ ہمارے دماغوں پر ٹھونسا جارہا ہے کہ جمہوریت یہاں ناکام ہو چکی ہے ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ چند سیاست بازوں کے ذاتی اعمال کی سیاہی کو جمہوریت کی ناکامی کہا جاتا رہا ۔ حالانکہ اس جمہوریت کو ۱۹۴۷ سے لیکر ۱۹۵۸ تک کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملا جس نے ۱۹۴۷ سے پہلے پاکستان حاصل کرنے میں اپنے پورے شعور کا ثبوت دیا ۔ ۱۹۵۶ کے آئین کو کام کرنے کا موقع دینے سے پہلے ہی

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں معطل کردیا گیا ۔ اس لئے اس آئین کے ناکام ہونے یا جمہوریت کے ناکام ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ یہ قصہ تو یار لوگوں نے زیب داستان کیلئے گھڑ لیا ہے ۔ اور اب بنیادی جمہوریت کے نام سے جو نظام ملک کو دیا گیا ہے دراصل یہ اسی نعرے کا چربہ ہے جو ۱۹۵۶ سے قبل پاکستان میں Controlled Democracy یعنی پابند جمہوریت کے نام سے اور انڈونیشیا میں Guided Democracy یعنی ہدایت یافتہ جمہوریت کے نام سے بلند کیا گیا ۔ اس سلسلے میں صاحب صدر میں ایک نہایت عالم البرٹ نیتھ کی کتاب کا حوالا دونگا جسکا عنوان The Decline of Constitutional Democracy in Indonesia ہے ۔ اسمیں وہ Controlled Democracy یا Guided Democracy کو جمہوریت کے زوال سے تعبیر کرتا ہے ۔ اس مصنف نے آئین جمہوریت کیلئے چھ خصائص بیان کیئے ہیں ۔

اول۔ یہ کہ ملک کے شہری اسمیں غالب کردار ادا کریں ۔

دوم۔سیاسی جماعتوں کو اسمیں پوری اہمیت حاصل ہو ۔

سوئم۔مختلف سیاسی جماعتوں میں برسر اقتدار آنے کیلئے رائج الوقت آئین کی مطابقت کے ساتھ جدوجہد کے اصول و قواعد یعنی Rules of the Game کا احترام پورے طور پر موجود ہو ۔

چہارم۔آئینی جمہوریت کی علامات کے ساتھ سیاسی طبقہ اعلے کے اچھے ارکان کو وابستگی ہو ۔

پنجم۔شہری آزادیاں بہت کم سلب کی جائیں ۔

اور ششم۔بننے والی حکومتیں جبروتشدد کو شاذو نادر موقعوں پر ہی استعمال کریں ۔

میرے خیالمیں کوئی باشعور انسان ان چھ خصائص سے اختلاف نہیں کرسکتا ۔ کیونکہ یہ جمہوریت کا لازمی جزو ہیں ۔

اب ہم اس نظام کو دیکھتے ہیں جو اسوقت ہمارے صوبے

میں رائج ہے ۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان چھ خصائص میں سے یہاں کسی ایک کا نام و نشان نہیں ملتا ۔ ایک ایک خصوصیت لیتے جائیے ۔ اور ہمیں جو مارشل لا کا تحفہ ملا ہے ۔ اسے اس معیار پر پرکھتے جائیے ۔ نتیجہ صفر نکلیگا اور جواب افسوسناک نفی میں ہوگا ۔ یہ نظام جسمیں کہا جاتا ہے کہ عوام کو حکومت میں شامل کیا گیا ہے ۔ جب آپ میدان میں جا کر دیکھینگے تو آپکو حقیقتاً اور عملاً یہ صرف تھانیداروں ۔ تحصیلداروں اور ڈپٹی کمشنروں کے اشارہ چشم کا پابند نظر آئیگا ۔ اور اسکے پاؤں میں چھوٹی چھوٹی مقامی یونین کونسلوں میں تقسیم کی وہ زنجیریں ہیں ۔ جنکو اضلاع کے انتظامی افسر اس آزاد ملک میں ہوتے ہوئے بھی بڑے فخر اور ڈھٹائی کے ساتھ چچا سام کے ڈالری خزانے کی بخششیں کہتے ہیں ۔ جسکا ہر جگہ پراپیگنڈا کیا جاتا ہے ۔ اور جسکی چاٹ دیہات کے سادہ لوح لوگوں کو لگا کر ان کو حکمران ٹولی کے مفید مطلب بنانے کیلئے ہموار کیا جاتا ہے ۔ یہ بنیادی جمہوریتیں کسی سیاسی مسئلے کو تو کیا حل کرینگی ۔ یہ تو کسی انتظامی افسر کی بدعنوانی ۔ رشوت یا زیادتی کے خلاف کوئی آواز اٹھانے کا حق بھی نہیں رکھتیں ۔ ایک طرف تو ترقی و تعمیر کے خوبصورت نام پر ان میں امریکہ سے عاریتی خیرات حاصل کرنے کا لالچ پیدا کر دیا گیا ہے ۔ اور دوسری طرف انتظامی افسروں کا خوف بٹھا دیا گیا ہے ۔ یہ ہے خلاصہ اس بنیادی جمہوریت کا جسکے متعلق ہمیں بڑے فخر سے بتایا جاتا ہے کہ ہم یہ ایک عجوبہ روزگار چیز یہاں لائے ہیں ۔ ان بنیادی مجبوریوں سے جو انتخابی ادارہ آئندہ وجود میں آئیگا ۔ وہ صاحب صدر ۔ بلاشبہ ——

السلطان ظل الامریکہ

کہنے والوں کی غالب اکثریت پر مشتمل ہوگا ۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا ۔

صاحب صدر — ۱۹۶۳ء کے انتخابات میں میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ

وہ کچھ نہیں ہوسکا جسکی توقع آئندہ انتخابات میں ہے ۔ کیونکہ وہ انتخابات حقیقتاً کسی افسر کی مداخلت کے بغیر ہوئے ۔ لیکن آئیندہ انتخابات کی ایک ادنیٰ سی جھلک مغربی پاکستان کے ضمنی انتخابات میں نظر آگئی ہے ۔ اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ یہاں دھن ۔ دھونس اور دھاندلی یہ تینوں چیزیں پورے زور سے کام کرتی رہی ہیں ۔

صاحب صدر۔اسوقت صوبہ مغربی پاکستان میں جماعتوں پر اظہار رائے اور حق اجتماع پر پابندیاں ہیں ۔ اور نا کردہ گناہوں کیلئے لوگ محض اسلئے پکڑے جاتے ہیں کہ وہ اختلاف رائے رکھتے ہیں ۔ گویا اس صوبے میں اس نظام جمہوریت کا حسن پورے طور پر آشکارا ہوچکا ہے ۔ لیکن اسکی مزید تفصیل کو چھوڑتے ہوئے میں اپنے ساتھیوں کی طرف سے اتنا ضرور عرض کروں گا ۔

ذکر کیا دانش ہمارا ہم تو ٹھہرے بے بساط
اطلاعاً ان سے یہ کہدو خدا تم بھی نہیں ۔

کسی قوم کے ضمیر کو وقتی طور پر کسی طاغوتی نظام سے دبایا تو جا سکتا ہے ۔ لیکن ہمیشہ کیلئے کچلا نہیں جاسکتا ۔ آپ لاکھ پریس ٹرسٹ بنائیں ۔ Advertisement Board بنائیں ۔ لوگوں کی آواز بند کرنے کی کوشش کریں ۔ لیکن حق ہمیشہ حق ہی رہے گا ۔ اور وہ سردار بھی بولیگا ۔

اب اس سے پیشتر کہ میں زمینداروں اور کاشتکاروں سے متعلق کچھ عرض کروں ۔ صاحب صدر مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس ایوان کی خدمت میں مختصراً ایک لطیفہ پیش کروں ۔ صاحب صدر ۔ آج کل انقلاب کا نام بہت لیا جاتا ہے ۔ کہیں تو غلطی ہائے مضامین اور کہیں صحیح طور پر اس ملک میں کسی نہ کسی طرح انقلاب آگیا اور انقلاب سے سربراہ کو واقعی یہ بڑا خیال تھا کہ ملک کی حالت میں تبدیلی ہوگی ۔ جہاں پہلے تاریکی تھی وہاں روشنی پھیلے گئی ۔ اور

جہاں مفلسی تھی وہاں دولت کی ریل پیل ہو گی - چنانچہ اس نے اپنے حواریوں سے کہا کہ میں کسی دیہاتی کاشتکار سے ملنا چاہتا ہوں اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ انقلاب کے بعد اس کی حالت کسقدر بدل گئی ہے - تو جناب والا - ان درباری لوگوں نے بتایا کہ وہ آپکو دعائیں دیتے ہیں - آپ پرواہ نہ کریں - پھر جب اس نے اصرار کیا تو وہ اسے ایک گاؤں میں لے گئے -

مسٹر سپیکر—یہ لطیفہ کہیں تقریر سے لمبا نہ ہو جائے -

امیر حبیب اللہ خان سعدی—جناب والا - جب وہ سربراہ ایک کاشتکار سے ملا - تو اس سے پوچھا کہ انقلاب سے پہلے تمہاری حالت کیا تھی - اور انقلاب کے بعد تمہیں اپنی حالت میں کیا نظر آتا ہے - اس نے کہا کہ یہاں سچ بولنے کی اجازت نہیں - اگر جان بخشی ہو اور جان کی امان پاؤں تو عرض کروں - اسنے کہا کہ بے فکر ہو کر کہو - کاشتکار نے عرض کی کہ حضور میرے پاس انقلاب سے پہلے دو کرتے تھے اور اب صرف ایک کرتا ہے - اور وہ بھی پھٹا ہوا - سربراہ نے کہا کہ اسکی پرواہ نہیں براعظم افریقہ میں تو سب لوگ ننگے ہی رہتے ہیں - چنانچہ اس کاشتکار نے ادب سے پوچھا کہ کیا وہاں اس سے پہلے بہت بڑا انقلاب آیا تھا کہ سارے کا سارا ملک ننگا ہے -

میر عبدالباقی بلوچ—کیا معزز ممبر کا روئے سخن صدر مملکت کی طرف ہے ؟

امیر حبیب اللہ خان سعدی—اس دیہاتی آبادی کو جو سب سے پہلے واسطہ پڑتا ہے وہ کھیتی اور زمین کا ہے - تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ محکمہ زراعت کافی عرصہ سے کام کر رہا ہے - جسکی کچھ روایات بھی ہیں - اور اسکا کچھ معیار بھی ہے - اور یہ بھی مسلم بات ہے کہ ہر کام ہر شعبہ زندگی میں تقسیم کار سے سرانجام دیا جاتا ہے لیکن ہمارے صوبہ میں ان غلطی ہائے مضامین کی حاکمانہ روایات

کے مطابق ایک چکر چل رہا ہے اور انعامات اور عہدے تقسیم کیئے جارہے ہیں ۔ ترقی کے نام پر محکمہ در محکمہ اور افسر زیر افسر اور افسر بالائے افسر کی وہ بھرمار ہے کہ یہ ایک ایسا سیلاب عظیم ہے کہ الامان و الحفیظ ۔ صوبے کے کاموں اور اُن کے لیئے محکموں کی ضرورت سے زیادہ بھرمار کا نقشہ ایک عجیب و غریب منظر پیش کرتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کام کی نوعیت اور اسکے کفایت شعارانہ تقاضوں کو قطعی طور پر نظر انداز کر کے صرف ایک مقصد سامنے رکھا جاتا ہے اور بڑی یا چھوٹی سرکار کے محبوب حاشیہ برادروں کے لیئے نئے نئے مناصب اور نئے نئے محکمے قائم کیئے جائیں اس افسوسناک طرز عمل کے نمونے اگرچہ صوبہ بھر کی فلک بوس اور گراں بہا عمارات اور دفاتر میں نئے نئے فرنیچروں کے درمیان بکھرے پڑے ہیں ۔ لیکن صاحب صدر ۔ میرا موضوع زراعت ہے ۔ اور میں اسکے متعلق کچھ عرض کروں گا ۔ زرعی معیشت اور اراضیات کے متعلق کچھ کہنے سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ اس صوبہ میں چار قسم کے لارڈز کی حکومت ہے ۔

Civil Lords,
Industry Lords,
Land Lords and
Military Lords.

کہیں کوئی یہ نہیں سوچتا کہ ایک ہی کام کیلئے دو محکمے بنانے کا کیا مطلب ہے ایک محکمہ جو سالہا سال سے یعنی قریباً نصف صدی سے قائم ہے اسے کام کا تجربہ حاصل ہے قابلیت ہے تقرری ترقی اور تنزل سے واقفیت ہے لیکن میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ تقسیم کار کے مسلمہ اصول کے خلاف کچھ عرصہ یہاں ایک نیا اضافہ اے ڈی سی کے نام سے کیا گیا ہے ۔ اسکا مطلب کیا ہے ایک ہی کام کیلئے دو محکموں کے بنانے میں کیا دانشمندی ہے اور جس نوعیت کا کام محکمہ زراعت کا شعبہ کر سکتا ہے ۔ صاحب صدر مجھے جو خود دیکھنے کا موقع ملا ہے صرف ایک ہی فرق نظر آیا ہے کہ محکمہ زراعت میں

باقائدہ تربیت یافتہ لوگ ملازم ھیں اور ماھرین کام کرتے ھیں لیکن اے ڈی سی میں جو لوگ کام کرتے ھیں وہ زراعت کے متعلق اسکی ابجد سے بھی ناواقف ھیں ۔ یعنی ''نام بڑا اور درشن چھوٹے'' مجھے تو اسکے سوا اور کوئی فرق نظر نہیں آتا ۔ محکمہ زراعت صوبہ کے زراعت پیشہ کاشتکار آبادکاری کے فائدہ کے لئے اپنے تمام رسائل اور اخبارات اردو میں شائع کرتا ھے ۔ لیکن اے۔ڈی۔سی اپنے تمام رسالے اور اخبارات انگریزی میں شائع کرتا ھے شائد وہ اسلئے کرتا ھے کہ اپنے امریکی ان داتاؤں کو اپنی کارکردگی کا ثبوت دے ۔ کہ وہ بڑا کام کر رھا ھے ۔ صوبے کے دیہاتی کاشتکار سے اسکا کوئی تعلق ھی نہیں ھے محکمہ زراعت کے اکثر زرعی تجربات اور مزرعات کامیاب اور نفع مند ھیں اور ٹھیک کام کر رھے ھیں ۔ لیکن اے ڈی سی کے تمام فارم غیر نفع مند ھیں اور خسارے میں جارھے ھیں ۔ میں اسکے لئے زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن اسکی کئی مثالیں موجود ھیں ۔ بی سی جی اے فارم خانیوال میں اے ڈی سی کے سیڈ فارم کی پیداوار کم ھوگئی ھے محکمہ زراعت اپنی کارکردگی کیلئے حکومت اور عوام کے سامنے جوابدہ ھے لیکن اے ڈی سی کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ھے ۔ مجھے یہ بھی دیکھنے کا موقع ملا ھے کہ محکمہ زراعت کھیتوں اور دیہاتی علاقوں میں جا کر کام کرتا ھے ۔ لیکن اے ڈی سی دفتر میں بیٹھکر کاغذوں پر کھیتی کا کام کرتے ھیں اسلئے میں سمجھتا ھوں کہ اس محکمہ کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ بالکل غیر ضروری ھے اور صوبہ پر ایک ناجائز بوجھ ھے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ کیوں زرعی معیشت کیلئے فنانس بل کو زیر بار کر رھے ھیں ۔ چاھئے تو یہ تھا کہ حکومت اسکو منسوخ کر دے تاکہ بوجھ ھلکا ھو ۔ لوگوں کو روپیہ لینے کی ضرورت نہ ھوگی ۔ اور جب ھم یہ دیکھتے ھیں کہ اس ناکارہ ادارہ کو جنم دینے والا ایک بڑا ھی بلند بانگ کمیشن تھا تو صاحب صدر بیساختہ کوہ کندن و کاہ برآوردن کی مثال یاد آتی ھے ۔ کہ محکمہ زراعت کے ھوتے ھوئے اس فضول خرچی کی صوبے کے محصول گزاروں پر اس عیاشانہ بوجھ کی اور کوئی تاویل نظر نہیں آتی ۔

Mr. Speaker : Saadi Sahib should please conclude his speech now.

امیر حبیب‌اللہ خان سعدی—صاحب صدر مجھے وقت دیجئے کہ میں اپنی گزارشات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر سکوں اگرچہ۔

اس شہر میں پیغام وفا کون سنے گا
پہونچا ہو ہر اک شخص جہاں بام ہوس تک

جب مقصد ہی یہ بنا لیا گیا ہو کہ چند ازکار رفتہ سابق فوجیوں اور منظور نظر افراد کو ہی نوازنا ہے اور خواہ وہ زراعت سے نابلد ہوں ان کو وسیع اخراجات پر سانپ کیطرح بٹھانا ہے تو صوبے کی معیشت میں ترقی کے نام پر اس دیمک کا علاج کون کریگا۔ صاحب صدر اس سلسلے میں میں یہ گزارش کرونگا کہ مجھے فصلوں کی منصوبہ بندی کے متعلق محکمہ زراعت سے شکوہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہماری تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ جو سب ڈویزن ہے اسکے متعلق بارہا کہا گیا ہے کہ اکثر اضلاع سے زیادہ آمدنی حکومت کو دیتی ہے وہاں غلط پالیسی کے باعث کپاس کی کاشت سے زمینداروں کو انکی محنت کا صحیح معاوضہ نہیں ملتا ہے اور جو کاشت ہوتی ہے وہ ساری پولیس کے ذریعہ ناجائز طور پر دریا پار چیچا وطنی لے جائی جاتی ہے اور وہاں اسمیں کچھ ملا کر بیچتے ہیں اسطرح تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کی منڈیاں اکثر نقصان میں چل رہی ہیں اگر یہ فصلوں کی منصوبہ بندی صحیح ہو تو میرے خیال میں ہمارے اس سب ڈیویزن کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن صاحب صدر اسمیں ضروری گزارش ہماری حکومت کے سامنے بار بار پیش کیگئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسمیں نیشکر کی کاشت بہت زیادہ ہوئی ہے اور شوگر مل کیلئے نہایت ہی قابل عمل طور پر منصوبہ بن سکتا ہے لیکن اگر آپ یہ سمجھیں کہ وہاں کے دو نمائندے اس ایوان کے آزاد رکن ہیں اور آپ انکو سزائیں دے رہے ہیں تو دیں لیکن اس سب ڈویزن کے عوام کو اور وہاں کی آبادی کو تو اس ملک کی آبادی سمجھیں۔ اسیطرح کاشتکاروں کے دوسرے مسائل بارہا اس حکومت

کے سامنے پیش کیئے گئے لیکن حکومت نے وعدہ کیا اور وہ ٹال گئی۔ لوگوں نے بنجر زمینیں آباد کی ہیں لیکن ان سے زیادہ رقوم مالگی جارہی ہیں۔ زرعی اصلاحات کے تحت جب اس حکومت نے ۸۔روپئے یونٹ قیمت لگائی تو لوگ یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے اور وزیر مال صاحب پر کبھی اثر تو ہوگا جب وہ کسی بڑے دربار میں جائیں گے اور انکو جواب دینا پڑیگا۔

وزیر مال۔(خان پیر محمد خان) انشاءاللہ اپکو بھی جواب دینا ہوگا۔

امیر حبیب‌اللہ خان سعدی۔آپکا وقت بھی قریب آگیا ہے۔ صاحب صدر اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں چند منٹ میں نظم و نسق کے متعلق گزارش کردوں۔

ایک آواز۔یہ Introduction تھا۔

امیر حبیب‌اللہ خان سعدی۔یہ جناب زراعت کے متعلق تھا۔ حکومت کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ وہ ہر فرد قوم کے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت کرے اور حصول انصاف کی غیر محدود سہولتیں اور قوانین کی سہولتیں اور قواعد مہیا کرے۔ حکومت چند افراد کے مفاد کیلئے نہیں ہے اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں کہ نظم و نسق میں کیا کچھ ہو رہا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ ہم کس فخر سے مونچھوں پر تاؤ دیتے پھرتے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ عوام کو کیا سہولتیں حاصل ہیں اور کیا تکلیف ہو رہی ہے۔ اور کیا شکایات ہیں۔ آج نظم و نسق کی ابتری اور اس سکھا شاہی کے واقعات اس ایوان کے سامنے مختلف صورتوں میں آتے رہے ہیں اور جو صوبے میں برپا ہیں لیکن ہمارے وزیر صاحبان ''سب اچھا'' کی رپورٹ دیتے ہیں اور انہوں نے واقعات کی تحقیق کرنے کی بھی تکلیف گوارا نہیں کی اور اگر تحقیق کی ہے تو غالباً ان ہی لوگوں سے جو خود ملوث ہیں مجھے حیرت ہے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ آپ مجرموں کو منصف بنادیں اور انہی سے پوچھیں کہ کیا واقعہ ہے۔ یہ کیا واقعہ ہے کہ

ایک شخص خود مورد الزام ہو اور آپ اسی کو منصف بنادیں اور یہ کہکر سبکدوش ہو جائیں کہ وہاں کچھ بھی نہیں سب ٹھیک ٹھاک ہے ۔ ہماری محترم وزارت کے نورتن یہ سمجھتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں جسنے دین الہی ایجاد کیا تھا تو اس نے دربار کے آداب میں یہ بھی لازم قرار دیا تھا کہ ہر لمحہ اٹھتے بیٹھتے ایوان کے اندر اور باہر بقول علامہ اقبال کسی کو رات کا شہباز کہتے رہنے میں عافیت سمجھتے ہیں تو کم سے کم میں ان سے یہ گزارش کرونگا کہ انکو یہ ضرور سمجھنا چاہئے اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضلع کے ہر آفیسر اور ہر ملازم کی آپکو تعریف ہی کرنا ہے اگر آپ ان ضلعی افسران کو خوشامد اور پردہ پوشی سے پناہ دیتے رہے تو اسکا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ آپ انتخابات میں اپنے مفید مطلب کام کیلئے انہیں استعمال کرنا چاہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبے کی بڑی بدقسمتی ہے کہ آپ نے اس فضا کو روکنے کیلئے کوئی کوشش نہیں کی کیونکہ اس سے ہر برے افسر کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ آپکی خوشامد کرے اور اس خوشامد کے ذریعہ چار ووٹ بنادے اور آپ اسکی بد کرداریوں کو چھپا کر خوشامد کریں اور اسکی تعریف کریں ۔

صاحب صدر ایک اور بھی نظریہ ہے جو میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے تمام محکموں میں اگر کوئی محکمہ ایسا ہے جسمیں لوگ تنخواہ بھی حاصل کریں اور ولی اللہ بھی بن جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پولیس کا محکمہ ہے کیونکہ اسکی مثال جسم میں اسطرح ہے جیسے جگر اور دل جو خون پیدا کرتے ہیں خون دوڑاتے ہیں جسم میں نہ صرف یہ اپنے فرائض کے لحاظ سے اعضا کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ دوسرے محکموں پر احتساب کرنے والے بھی یہی ہیں ۔ اگر یہ درست ہو ۔ تو میں سمجھتا ہوں ۔ کہ انتظامیہ کی تمام مشینری ٹھیک ہو سکتی ہے اگر وہ اپنے فرائض سے دیانتداری اور فرض شناسی کے ساتھ عہدہ

براً ہوں ۔ تو میں یقیناً انہیں ولی اللہ ہی سمجھونگا ۔ لیکن یہاں کیا ہوتا ہے ۔ ,,او خود گم است کرا رہبری کند،، ابتری کی حالت یہ ہے ۔ کہ خال خال انفرادی مثالوں کو چھوڑ کر باقی تمام محکمے کے محکمے جو ہیں ۔ اُن میں افسران اور ملازموں میں ۹۹۴۹ فیصد ایسے لوگ ہیں جو بددیانت یا رشوت خور تو معمولی بات ہے ۔ لیکن جھوٹے جعلساز بڑے لوگوں کے خوشامدی اور بڑے حکام کا نجی کام کرنے والے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں ۔ کہ اگر ان میں چند آدمی دیانتدار بھی ہوں ۔ تو وہ اتنی بڑی اکثریت کی تلافی نہیں کر سکتے ۔ اس ضمن میں میرے سامنے بہت سے واقعات ہیں ۔ لیکن میں آپکا وقت نہیں لونگا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسوقت عادی مجرموں اور بد معاشوں کیساتھ پولیس کا گٹھ جوڑ ہے ۔ اور ایک غریب آدمی اسبات کی توقع نہیں رکھ سکتا ۔ کہ اگر اسپر کوئی آفت آ پڑے ۔ تو پولیس اس کی دستگیری یا حمایت کریگی ۔ جناب والا میں تعلیم کے متعلق ضرور مختصر عرض کرونگا ۔ تیئس تاریخ کو وزیر تعلیم نے اپنا سارا زور بیان اس غلط الزام کو دھرانے پر صرف کیا ہے اور انکے ایک منصب خواہ ساتھی نے بھی انکے ایما پر یہ الزام لگایا تھا ۔ کہ آپوزیشن کے لوگوں نے طلباء کو برانگیختہ کیا ہے ۔ تو میں اسکے متعلق صرف یہ عرض کرونگا کہ میں ہر اس شخص کو لعنتی اور جہنمی سمجھتا ہوں ۔ جو طلباء کو اپنے سیاسی مقاصد کیلئے استعمال کرے ۔ لیکن میں اس شخص کو اس سے بھی زیادہ لعنتی سمجھتا ہوں کہ جو طلباء کے مستقبل اور انکی قوت فکر و عمل کو جبرو تشدد سے اپنے اور اپنے گروہ کیلئے ڈھالنا چاہتے ہیں ۔ تاکہ اس شخص یا اسکے خاص مربیوں کے اقتدار کا آئندہ تحفظ ہو سکے ۔ طلبا ہمارے بچے ہیں اور وہ ہماری عزیز ترین متاع ہیں ۔ یہ آئندہ قوم بننے والے ہیں ہمارا بحثیت اس معزز ایوان کے رکن کے اور ذمہ دار افراد کے یہ فرض ہے ۔ کہ اس ایوان میں ایسی باتیں لائیں ۔ جو طلباء کیلئے مفید ہوں ۔ صاحب صدر میں آپکی وساطت سے وزیر تعلیم سے پوچھتا ہوں ۔ کہ کیا

ہم آپکو یہ اجازت دیں ۔ کہ آپ ہمارے بچوں کو افلاس و فحاشی اور مغربی تہذیب کا مضحکہ خیز نمونہ بنادیں ۔ اور انہیں اسلام و قوم اور اخلاق سے عاری کر دیں ۔ تاکہ جب وہ یونیورسٹی سے نکلیں ۔ تو وہ مشکوک اور غیر یقینی خطوط پر اپنی پالیسیوں کو چلانے والے غلامانہ ذہنیت رکھنے والے ہوں ۔ تو ہم آپکو اسبات کی اجازت نہیں دے سکتے ہیں ہم اپنے مقدور بھر اور اپنے بس کے مطابق اسکے خلاف کہتے رہینگے ۔

میر عبدالباقی بلوچ (مکران-۱) — جناب سپیکر—فنانس بل میں ٹیکس بڑھانے کی جو وجوہات بیان کی گئی ہیں اس میں وجہ یہ دی گئی ہے ۔ کہ ڈویلپمنٹ پر پانچ کروڑ روپے کی کمی ہو گئی ہے ۔ اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کچھ ٹیکس لگائے جارہے ہیں ۔ اور باقی رقم مرکز سے لی جا رہی ہے ٹیکس سے وصول ہونے والی رقم وہ ستر لاکھ روپے بتلا رہے ہیں تو گویا چالیس کروڑ تیئس لاکھ روپے یہ مرکز سے قرض لینگے ۔ یہ حکومت جو قرضے لینے کی اسقدر عادی ہوچکی ہے ۔ جب اس پانچ کروڑ روپے کی کمی کو پورا کرنے کے لئے چار کروڑ تئیس لاکھ روپے قرض لے سکتی ہے ۔ تو ستر لاکھ روپیہ مزید قرض لینے کا کیا مضائقہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ یہ بھی اس صوبے کے عوام کو اور اس ایوان کو فریب دے رہے ہیں ۔ دراصل یہ اس پانچ کروڑ روپے کی کمی کی بات نہیں ہے ۔ بلکہ ہر سال ان کے قرضوں پر سود بڑھتا جا رہا ہے ۔ جو یہ لیتے رہے ہیں اور اب عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے بتا رہے ہیں ۔ کہ ترقیاتی پروگرام میں پانچ کروڑ کی کمی ہوگئی ہے ۔ اور اس کو پورا کر رہے ہیں ۔ پچھلے دنوں قائد حزب اختلاف نے یہاں اعداد و شمار سے بتایا تھا ۔ کہ اس سال انہیں اکیس کروڑ روپیہ قرضے کے سود پر دینا ہوگا ۔ اور میں سمجھتا ہوں ۔ اور آئندہ یہ سود بڑھیگا ۔ اور بہت زیادہ بڑھیگا ۔ اور یہ کیوں بڑھ رہا ہے ۔ ون یونٹ کے قیام سے لیکر ۶۳-۶۲ء تک انہوں نے اس صوبے کی ترقیات پر جو کل رقم خرچ کی ۔ وہ تین ارب بہتر کروڑ روپے ہے ۔ آٹھ سال میں انہوں نے تین ارب بہتر کروڑ روپیہ سارے صوبے

کی ترقیات پر خرچ کیا - اور اس میں تقریباً ایک ارب روپیہ ہمارے ریونیو بجٹ کا سر پلس تھا - یعنی وہ زائد رقم اپنی تھی - جو ہم نے ترقیات پر خرچ کی تھی - اور یقیناً کچھ قرض لیا - اور اب ۶۳-۶۴ء اور ۶۴-۶۵ء میں دیکھئے - کہ انہوں نے کیا گل کھلایا ہے - آٹھ سال میں تین ارب بہتر کروڑ اور دو سال میں تین ارب چھیانوے کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں - جس میں ریونیو بجٹ سے صرف بیس کروڑ روپیہ سر پلس ہے - باقی سب کا سب قرضہ ہے - جب گذشتہ آٹھ سالوں میں کم خرچ قرض لیکر اس وقت ہم اکیس کروڑ سود دیں گے - ان دو سالوں میں کوئی تین سو ستر کروڑ روپے قرض لینگے - اور چند سالوں کے بعد کتنا ہمیں ادا کرنا ہو گا - اور عوام پر یہ کتنا ٹیکس لگاتے رہیں گے - یہ جس انداز سے جا رہے ہیں - میں سمجھتا ہوں - کہ چند سالوں کے بعد یہ ٹیکس لگانے کا انکا انداز اس حد تک بڑھ جائے گا - کہ نہ عوام نہ خواص اسکو ادا کر سکیں گے - اور بالآخر اس طرح کا انقلاب اس ملک میں لائینگے جس طرح کہ چین میں آیا ہے - اور نوکر شاہی کا وہی حشر ہوگا - جو حشر چین میں نوکر شاہی کا ہوا تھا - ابھی یہ خواب گراں میں ہیں کہ اس ملک اور اس ملک کے عوام کے ساتھ جو کچھ بھی کریں - ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے لیکن وہ بھول گئے ہیں - جب عوام ابھرتے ہیں - تو White collared class کے ساتھ جس طرح چین میں کیا گیا تھا - ان سے نوکریاں اٹھوائی گئی تھیں اور کمشنروں کے Level تک ان افسران سے گند صاف کرایا گیا تھا - ان کے ساتھ بھی وہی حشر ہوگا - میرے خیال میں تب ان کی آنکھیں کھلیں گی -

جناب والا - ابھی ترقیات کے متعلق میں بتا چکا ہوں - کہ کل سات ارب اڑسٹھ کروڑ روپے ون یونٹ سے اب تک خرچ ہوچکے ہیں - اور ون یونٹ سے اب تک ریونیو بجٹ پر بھی تقریباً آٹھ ارب روپے خرچ ہوئے ہیں گویا ون یونٹ کے قیام سے لے کر آئندہ سال تک اس صوبے میں ریونیو اور کیپیٹل بجٹ کل پندرہ ارب سات کروڑ روپے خرچ ہوا - یہ فرما رہے ہیں کہ ہم ترقی کر کے پسماندہ علاقوں کو آگے لے آئے ہیں - اور

پسماندہ علاقوں کی معاشی حالت میں چار چاند لگ گئے ہیں آئیے جناب اس کا بھی اندازہ آپ کو بتائیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے ۔ ایک تو جناب میں پھر اپنے ہی قلات ڈویژن کی مثال دونگا تاکہ کسی اور کی دل شکنی نہ ہو حالانکہ شیخ صاحب کو جو یہاں موجود ہیں انکا یہ اعتراض ہے کہ میں قلات ڈویژن کی ہی بات کرتا ہوں ۔ میں یہ مثال اس لئے دے رہا ہوں کہ بعض اوقات کسی اور علاقے کی مثال دینے سے وہاں کے معزز اراکین کو دکھ ہوتا ہے ۔ تو جناب جو اعدادوشمار شیخ صاحب نے گذشتہ بجٹ سیشن میں ریونیو اخراجات اور کیپیٹل اخراجات کے بتائے تھے قلات ڈویژن پر ان کے حساب کتاب کے مطابق کل ۱۳ کروڑ ۷۱ لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا ۔ اور اگر سال رواں کا یا آئندہ سال ریونیو خرچ بمعہ ڈیولپمنٹ خرچہ کے ملایا جائے تو کل خرچ دیتے ہیں یعنی ون یونٹ سے اب تک قلات ڈویژن پر ۱۸ کروڑ ۶ لاکھ روپیہ ہوا ۔ ہماری پسماندگی کو بھاڑ میں ڈالئے ۔

سردار محمد اشرف خان ــ پوائنٹ آف آرڈر یہ جو صاحب ہیں یہ ریڈنگ روم میں بیٹھے ہیں یا اسمبلی ہال میں ؟

Mr. Speaker : Reading of newspapers is not allowed in the House.

میر عبدالباقی بلوچ ــ جناب سپیکر ــ ون یونٹ سے لیکر آئندہ سال تک کل خرچ قلات ڈویژن پر صرف ڈیولپمنٹ ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ Cost of Administration پر ۱۸ کروڑ ۶ لاکھ روپیہ ہے ۔ اور ہماری پسماندگی کو بھاڑ میں ڈالئے آپ ۔ ہم پسماندہ نہیں ہیں ۔ ہم آپ سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں لیکن آپ یوں کیجیئے کہ آبادی کے لحاظ سے ہمارا حساب نکال کر ہمیں دیجئیے کہ کتنا بنتا ہے ۔ 1·3% ہماری آبادی ہے وہاں تو کروڑوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے ایک اعشاریہ تین فیصدی آبادی پر اور ۱۵ ارب ۱۷ کروڑ آپ نے کل خرچہ کیا ۔ آبادی کے لحاظ سے اگر حصہ نکالیں ۲۰ کروڑ اور ۲۴ لاکھ روپیہ بنتا ہے ۔ آپ نے خرچ کیا ۸ کروڑ ۶ لاکھ تو ۲ کروڑ ۱۸ لاکھ پھر بھی ہم پر کم خرچ کیا آبادی کے

حساب سے ہماری پسماندگی چھوڑئیے اور آپ نے ساری دنیا سر پر اٹھا رکھی ہے اور یہ کہ رہے ہیں کہ آپ نے ہمیں آسمان پر پہنچا دیا ۔ اب جناب والا Development Budget کی بات ہوتی ہے ۔ یہ کہتے ہیں—

Sardar Muhammad Ashraf Khan : Sir, May I request the Member through you whether he can throw some light on the revenue of Kallat State ?

میر عبدالباقی بلوچ — میں نے کل اس سلسلے میں عرض کیا ہے ۔ سوئی گیس سے جو ٹیکس آپکو ملتے ہیں وہ ہمیں دیجئیے ۔ آپ کس خیال میں ہیں ۔ آپ کے یہ ملتان میں جو Factories Officer ہیں وہ کہاں سے گیس لیتے ہیں ۔ فائدہ بھی آپ لیتے ہیں ۔ سوئی گیس ہماری اور ہم تالیاں بجائیں آپ کے پیچھے ۔ تو جناب سپیکر ترقی کے نام پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں کہ ہمیں زیادہ دے رہے ہیں ۔ اب اس کو دیکھو یعنی اس سال یا آئندہ سال کے ترقیاتی بجٹ کو اٹھا کر دیکھئے ۔ اس میں سے نصف رقم Provincial Basis پر جاتی ہے ۔ باقی آدھی جاتی ہے مختلف ریجنل اور ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ Basis سکیم پر ۔ یہ نہایت عیاری سے Development Budget میں بہت بھاری رقم دکھاتے ہیں ۔

Mr. Speaker : The world 'ayyari' is not proper.

ایک آواز—ہوشیاری کہہ لیں —

میر عبدالباقی بلوچ—,, ہوشیاری ،، تو پنجابی میں گالی ہے ۔ تو جناب سپیکر بہت ہوشیاری سے آدھی رقم ڈیولپمنٹ فنڈ کی ان ترقی یافتہ علاقوں پر لگاتے ہیں تونسہ بیراج اور جانے کیا کیا ہے تھل پراجیکٹ وغیرہ ۔ میں پوچھتا ہوں کہ قلات ڈویژن میں بھی Provincial basis پر کوئی اتنی بڑی سکیم ہوئی ؟ سڑکوں کا بھی میں بتاؤں گا ۔ اور وہاں یہ عالم ہے کہ اس سال ڈیڑھ کروڑ روپیہ انہوں نے surrender کیا ہے جو ان کی لیاقت کیوجہ سے وہاں کام شروع نہیں کیا جا سکا کوئٹہ قلات ریجن میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ ۵ کروڑ Allocated Funds سے واپس کیا جاتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے علاقے کو آسمان تک پہنچا دیا ہے

Provincial Basis Scheme پر یہ سڑکوں کی بات کرتے ہیں کہ ہم نے بھی سڑکیں بنا دیں اور رکھا انہوں نے ہے ۲۵ لاکھ روپیہ وہاں کی سڑکوں کی Development پر لیکن وہ روپیہ Provincial Basis Scheme پر نہیں رکھا گیا ۔ وہ ڈویژنل Basis سکیم پر رکھا گیا ہے ۔ جناب والا Provincial Basis Scheme پر میں آپکی توجہ سینٹو روڈ کیطرف دلاتا ہوں ۔ وہاں کا معاہدہ یہ ہے کہ External Funds and Machinery سینٹو کے ممالک آپ کو دیں گے اور Internal Fund آپ خود پیدا کریں گے ۔ سینٹو روڈ پر تقریباً ۲۰ کروڑ روپیہ کی ضرورت ہے ۔ لیکن یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم پیسے کیوں دیں اور اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ سینٹو روڈ کے لئے جو مشینری آتی ہے وہ مشینری سارینا روڈ پر جا کر استعمال ہوتی ہے اور دوسرے علاقوں میں بھی جا کر استعمال ہوتی ہے ۔ اس لئے تو سینٹو روڈ اسی حالت میں پڑی ہوئی ہے ۔ وہ سوچتے ہیں کہ یہ ۲۰ کروڑ روپیہ قلات ڈویژن پر کیوں نکالیں ۔ وہ بیس کروڑ اپنے علاقے میں کیوں نہ لگائیں ۔ دوسری بات جناب انہوں نے یہ فرمائی تھی کہ ہم نے تعلیم میں اور صنعت میں اس لئے کم پیسہ کر دیا ہے ۔ کل میں نے شیخ صاحب کی تقریر نہیں سنی ۔ میں موجود نہ تھا لیکن اخبار میں میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس لئے تعلیم میں پیسے کم کر دیئے اور صحت کے لئے اس لئے پیسے کم کر دیئے کہ ہم نے مکانات کے لئے اور سڑکوں کے لئے پیسے بڑھا دیئے ہیں ۔ منطق دیکھئے انکی مکانات کے لئے انہوں نے ۸۰ لاکھ روپیہ رکھا ہے تو کیا مکانات ان لوگوں کے لئے بنا کر دے رہے ہیں یا آفیسرز کیلئے بنا رہے ہیں ۔ لوگ تو بیچارے جھونپڑیوں میں رہنے والے ہیں ۔ وہ تو ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز بنا رہے ہیں ۔ افسروں کے لئے کوٹھیاں بنا رہے ہیں اور یہ بھی آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کے افسران اور حاکمان کی کیا حالت ہے ۔ کیا آپ کو اس لئے رکھا ہے ۔ کہ آپ شریف آدمیوں کی پگڑیاں اچھالتے رہیں ۔ .....(شور و قطع کلامیاں) ۔

Mr. Speaker : Order please. No aspersion. The member should withdraw his remarks.

Mir Abdul Baqi Baluch : I never said any unparliamentary words.

مسٹر سپیکر۔آپ نے یہ فرمایا ہے کہ انہیں اس لئے رکھا ہے کہ کہ وہ لوگوں کی پگڑیاں اچھالتے رہیں ۔

That is not proper ; please withdraw that remark ; that is not proper.

Mir Abdul Baqi Baluch : I don't think it is unparliamentary.

Mr. Speaker : But I say that this is not proper.

Mir Abdul Baqi Baluch : I withraw it under protest.

تو جناب والا جو افسر ان کا سب سے زیادہ گندہ افسر ہوتا ہے ۔ جس افسر کو انہوں نے سزا دینی ہوتی ہے ۔ یا جس نالائق افسر کو ترقی دینی ہوتی ہے وہ قلات ڈویژن جاتا ہے ۔ اور افسران میں جو اچھے افسر ہیں وہ یقیناً ان میں ہیں ۔ جو کام کر سکتے ہیں ان کو وہاں یہ نہیں بھیجیں گے ۔ ان کو یہ اپنے آس پاس رکھیں گے ۔ اس وقت عالم یہ ہے کہ قلات ڈویژن میں اچھے افسر جاتے بھی نہیں ہیں کیونکہ وہ دور دراز علاقہ ہے ۔ ان کیلئے unattractive area الاؤنس رکھا ہوا ہے وہ پھر بھی نہیں جاتے ۔ اپنے پاکستانی افسروں کا یہ رویہ دیکھکر میں آپ کی خدمت میں ایک مثال وہاں کی پیش کروں گا ۔ یونائیٹڈ نیشنز کی طرف سے مکران میں ایک کھجور کا کارخانہ بنایا گیا اس میں ایک مغربی ایکسپرٹ مسٹر ہال کو دو سال سے مقرر کیا گیا ہے ۔ وہ وہاں کام کر رہے ہیں ۔ اور اس کارخانہ کو تیار کر رہے ہیں مسٹر ہال بمعہ اپنی بیوی کے دو سال سے مکران میں ۱۲۶ ڈگری حرارت میں رہ رہا ہے ۔ نہ وہاں اس کے لئے کوئی ویفریجریٹر ہے نہ اس کے لئے کوئی ایئر کنڈیشنر ہے ۔ میں نے خود اسے ۱۲۰ ڈگری کی گرمی میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے ٹوٹے پھوٹے بمب پر کھڑا مزدور کی طرح اس کو بنا رہا ہے ۔ وہ ایکسپرٹ یونائیٹڈ نیشنز کا وہاں سے آیا ہے اس کو تنخواہ وہاں سے ملتی ہے ۔ آپ سے نہیں ملتی ہے ۔ جناب والا یہ بھی دیکھا ہے ۔ کہ کراچی سے جب وہ مکران جاتا ہے ٹرک پر جاتا ہے ۔ کراچی سے مکران تک ٹرک میں اسکو پانچ دن لگتے ہیں ۔ اس نے کبھی نہیں کہا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا ۔ وہ امریکن اور یہ امریکنوں کے غلام یہ ملکہ وکٹوریہ کی پہلی اولاد یہ

وھاں کام نہیں کر سکتے - ان کے لئے ریفریجیٹر چاھئیں - ان کے لئے پکی سڑکیں چاھئیں - پتہ نہیں ان کے لئے کیا کیا چاھئے - میں صرف ان سے یہ کہوں گا کہ وہ اپنے رویئے کو تبدیل کریں اور یہ دیکھیں کہ جو آزاد قومیں ھوتی ھیں - جو زندہ قومیں ھوتی ھیں ان کے افراد اس طرح دور دراز علاقوں میں کام کرنے سے نہیں گھبراتے - وہ شوق سے کام کرتے ھیں تکلیفیں برداشت کرتے ھیں - اور کام کرنے سے ھچکچاتے نہیں ھیں - یہ شرم کی بات ھے -

جناب والا پی - ڈبلیو - ڈی سے متعلق ایک بات ابھی میرے سامنے آئی ھے -اور میں چاھتا ھوں.....

میجر سلطان احمد خان—پوائنٹ آف آرڈر— جناب والا معلوم ھوتا ھے - کہ وزیر صاحبان نے سودا کر لیا ھے - کہ ایک وقت میں ایک ھی وزیر بیٹھے گا - یہاں طرح طرح کے مسئلے زیر بحث آتے ھیں—

Mr. Speaker : This is no point of order.

میاں محمد شریف—میجر صاحب آپکو کیا تکلیف ھے ؟

ارباب محمد افضل خان *xxxx

Mr. Speaker : Remarks expunged.

میر عبدالباقی بلوچ—جناب والا - پی ڈبلیو.ڈی (بلڈنگ اینڈ روڈ) میں کچھ آسامیاں انہوں نے متعین کی ھیں - اسمبلی سوال نمبر ۵۲۳۵ کے جواب میں بتایا گیا ھے کہ سنٹرل اور ایسٹرن ریجن سابقہ پنجاب اور بہاول میں بلڈنگ اینڈ روڈ کیلئے ۱۴ ترقیاں ھیں - یعنی سب ڈویزل آفیسر سے ایگزیکٹو انجینئر بننے کیلئے - سابقہ پنجاب کیلئے ۱۴ رکھی ھیں سابقہ سندھ کیلئے ۱۱ رکھی ھیں سابقہ صوبہ سرحد کیلئے ۳ اور بلوچستان کیلئے ۵ یعنی کل ۳۳ آسامیاں ھیں - انہوں نے بانٹ کر رکھی ھیں کہ ان ان علاقوں میں اتنے اتنے سب ڈویژنل آفیسرز کو ترقی دینی ھے - ھوتا کیا ھے - یہ آج سے ۱۴ ماہ قبل ترقی دیتے ھیں یعنی

*Expunged as ordered by the Speaker.

پنجاب ریجن سے ۱۴ کو بجائے ۱۹ سندھ میں ۱۱ کی بجائے ۸ سرحد میں ۳ کی بجائے ۶ اور بلوچستان میں ۵ کی بجائے صرف - بلوچستان کے لئے ایک بھی نہیں - بلوچستان کے سب ڈویژنل آفیسرز ان سے پوچھتے ہیں حضور ہمارا کیا قصور ہے - یہ فرماتے ہیں جناب ابھی تک آپ کا کیڈر نہیں بنا - جب کیڈر بنے گا تب دیکھیں گے وہ کہتے ہیں پنجاب والوں کا کیڈر کب بنا ہے یہ کہتے ہیں ان کو ہم نے عارضی طور بنا دیا ہے وہ کہتے ہیں ہمیں بھی عارضی طور پر بنا دیجئے جب کیڈر بنے بنے - ۱۴ ماہ قبل آپ نے ان کو ترقی دے دی ہے اور وہ ہم سے سینئر ہو گئے ہیں لیکن ۴ ماہ بعد اب بھی یہ ترقی نہیں دے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں اس قسم کی جو زہنیت آپکے افسران میں پیدا ہوگئی ہے اور چھوٹے یونٹ کے لوگوں کو جان بوجھکر پاؤں تلے رکھا جا رہا ہے - یہ نہایت افسوس ناک بات ہے - میں وزیر متعلقہ سے التجا کروں گا کہ وہ اس معاملہ کی چھان بین کریں جو شخص ایسی نفرت پھیلانے کا ذمہ دار ہے .....

وزیر زراعت—کیسی نفرت -

میر عبدالباقی بلوچ—جناب یہ نفرت ہے - کہ ۱۴ ماہ سے ۵ آدمی بلوچستان کے.....

Minister for Agriculture : You may put a question and I will reply.

میر عبدالباقی بلوچ- میں التجا کر رہا ہوں کہ آپ اس معاملہ کو دیکھیں اور انکو ترقی فوراً دیجئے اور اس تاریخ سے دیجئے جس تاریخ سے پنجاب کے لوگوں کو ملی ہے - جناب والا انکو تو ——

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کند کہ جا اینجاست

کہاں کہاں بات کروں کیا کیا بات کروں - اسلئے میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں -

میاں عبداللطیف (شیخوپورہ-۱) صدر محترم فنانس بل کے متعلق جناب کے سامنے بہت سے پہلوؤں سے گزارشات کی گئی ہیں میں محض دو تین پہلوؤں کی نسبت اپنی گزارشات پیش کروں گا۔

عالی جا! جہانتک ٹیکس لگانے کا تعلق ہے۔ آپوزیشن ٹیکس لگانے کی تھیوری کے خلاف نہیں ہے۔ اگر ہمیں یہ اطمینان ہو کہ ٹیکس قوم کی ترقی کیلئے۔ صوبہ کی عزمت کیلئے اسکو یکجا کرنے کے لئے۔ کسی ضروری چیز کیلئے لگا جا رہا ہے تو ہم اسکی تائید کریں گے اور ضرور کرینگے۔ لیکن بے مقصد۔ بے مطلب اور غیر ضروری مصارف کیلئے اگر ایک روپیہ کا بھی مطالبہ کرینگے۔ ہم اپنی وسعت کے مطابق اسکی مخالفت کرینگے۔ (قطع کلامی منجانب وزیر زراعت) ناشکری نہیں ہونی چاہئے ہم کئی دفعہ معافقت بھی کرتے ہیں اور آپکو مبارک باد کے ہار بھی پہنا چکے ہیں۔ اگر آئندہ ہماری تسلی ہو گئی کہ آپ نے فلاں فلاں کام ٹھیک کیا ہے اگر آپ یہاں نہیں ہونگے آپکے دفتر میں جا کر مبارکباد دیں گے۔

مسٹر عبدالرازق خان—اگر یہاں نہ ہوں تو مظفر گڑھ میں جا کر مبارکباد دیں۔

میاں عبداللطیف—وہاں بھی جا کر مبارکباد دے سکتا ہوں۔ اور جا کر دے بھی آیا ہوں۔ عالی جا! مجھے یہ گزارش کرنی ہے اسوقت یہ بجٹ جو ہم پاس کر رہے ہیں اسمیں جو کچھ ہم رقومات خرچ کر رہے ہیں اس سلسلے میں مینے پہلے بھی ایک دفعہ گزارش کی ہے اور وہ گزارش کیبنٹ کی تشکیل کے متعلق تھی۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں ہر قوم ہر حکومت اپنی کیبنٹ اپنی ضروریات کے مطابق تشکیل کرتی ہے ہمیں ایک ڈویلپ ملک کی ضروریات جو آج ہیں وہ ان ضروریات سے بالکل مختلف ہیں۔ جو ۱۹۰۹ میں تھی جو ۱۹۱۸ء میں تھی جو ۱۹۳۰ میں تھی۔ آج ہماری ایک آزاد مملکت ہے۔ اور ہم نے اپنے وسائل کو بروئے کار لانا ہے۔ ہم نے آذاد قوموں کے ساتھ

دوش بدوش کھڑا ہوتا ہے اور آگے چلتا ہے - اپنے دونوں طرف اپنے چاروں طرف ایک ریس چل رہی ہے ایک دوڑ چل رہی قوموں کی آپ ان سے میلوں دور پیچھے ہیں مطلب میرا یہ ہے آپکو ایک انقلابی پروگرام کی ضرورت ہے انقلابی تجاویز کی ضرورت ہے انقلابی ذہن کی ضرورت ہے اسی طرح اس انقلاب کو پورا کرنے کیلئے انقلابی قدم کی ضروت ہے مجھے یاد ہے کہ جب ۲۲-۱۹۲۱ء میں انقلابی لوگوں نے روس میں اپنی پہلی Cabinet بنائی - تو انہوں نے پہلی حکومتوں کی طرح وزیر جیلخانہ جات - وزیر Excise وزیر حیوانات مقرر نہ کیئے - بلکہ اپنے سیکریٹریوں کے حوالے کر دیا - وہاں جو وزیر مقرر کئے گئے - ان کے محکمے اور تھے - وہاں وزیر لوہا مقرر کیا گیا جسکا فرض یہ تھا کہ وہ روس کی قوم کو لاکھوں ٹن لوہا پیدا کر کے دے - دوسرا وزیر وزیر کوئلہ تھا - اسکا فرض محض یہ تھا کہ اسنے پانچ سال کے اندر اندر روس کی مملکت کو باہر کی Imports سے آزاد کرانا ہے - اور ملک کے اندر اتنا کوئلہ پیدا کرنا تھا کہ سارے یورپ کو کوئلہ مہیا کیا جا سکے - اسی طرح تیسرا وزیر وزیر حیوانات نہیں تھا - بلکہ وہ وزیر Automobiles تھا - اسوقت روس میں انڈسٹری ہماری انڈسٹری سے بھی کم تھی - اس وزیر کا فرض تھا کہ وہ شرق کی طرف جائے - یا غرب کی طرف جائے - چوری کرے - ادھار مانگے یا بھیک مانگے کچھ کرے لیکن روس کی قوم کو Automobiles میں Independent کر دے - اسطریقے سے انہوں نے اپنی قوم کو بلند کیا میں اپنے فاضل اور بڑے بھائی سے پوچھتا ہوں - کیا آج ہمیں لوہے - کوئلے اور Automobiles کی ضرورت نہیں - کیا ہم یہ چیزیں لندن یا واشنگٹن سے درآمد ہی کرتے رہیں گے -

وزیر آبپاشی و برقیات- جناب والا میاں صاحب گھبرائیں نہیں تھوڑے ہی عرصے میں ہم اتنی بجلی پیدا کرنے لگیں گے کہ ہر گھر میں بجلی پہنچ جائیگی -

میاں عبداللطیف ــــ جی ہاں ۔ جناب ۔ گویا بجلی پہنچ جائے گی ۔ تو پھر وہاں نہ ہمیں کوئلے کی ضرورت ہوگی ۔ نہ لوہے کی اور نہ ہی Automobiles کی کیا ان سب ضرورتوں کیلئے بجلی ہی کافی ہوگی ۔ (قہقہہ) تر جہاں تک وزارت کی تشکیل کا تعلق ہے ۔ میری یہ نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ گورنر صاحب اس معاملے پر غور کر لیں ۔ ہمارے ملک میں Talent کی کمی نہیں ۔ آپکو اس قسم کا Talent مل سکتا ہے ۔ جو آپ کو اس قسم کی چیزیں ملک میں پیدا کر دے ان کی اپنی رپورٹ کے مطابق ملک میں ان ذخائر کی کمی نہیں ۔ ہمارے مغربی پاکستان میں ۲۱ جگہ کوئلہ موجود ہے ۔ اور ۹ جگہ لوہا موجود ہے ۔

جہاں تک Automobiles کا تعلق ہے ۔ ان کو شاید معلوم نہ ہو کہ اگر ہمارے ملک میں Steel Mill لگا دی جائے اور ہمارے ہاں لوہا پیدا کر دیا جائے تو ہمارے ہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم موٹر پیدا کردیں گے انجینر بیقرار ہیں اور اس بات کیلئے بیقرار ہیں کہ یہاں موٹر پیدا کی جائے ۔ محض انکی ملحتیں درآمدی لائسنسوں کی بارشیں اور اس پر بلیک مارکیٹ کی تجارتیں ۔ شاید یہ سب امور مانع ہیں جن کی وجہ سے نہ ہم اپنے ملک میں موٹر پید کرنا چاہتے ہیں ۔ نہ کوئلہ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی Automobiles پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔

اس وقت جناب آپکی آنکھ بھی دوسری طرف ہے ۔ اور مجھے بھی کچھ پریشانی ہے ۔ میں اور باتیں چھوڑ کر ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ میرے پاس Project Estimates ہیں ۔ ان میں ایک ارب ۶۴ کروڑ ۶۳ لاکھ روپے کا بجٹ ہے ۔ جو ۶۵-۱۹۶۴ء میں خرچ ہونا ہے شیخوپورہ ضلع لاہور کے سائے میں ہے ۔ سمجھایا جاتا ہے ۔ کہ ہر advanced جگہ لاہور کے قریب ہے ۔ جتنی ترقی لاہور میں ہوتی ہے ۔ اس کا سایہ وہاں پڑتا ہے ۔ اسلئے وہ بھی بڑا Advanced علاقہ ہے ۔ لیکن اگر جناب analyse کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قلات اور قبائلی علاقے سے بھی بدتر ہے اس سے زیادہ پس ماندہ علاقہ شاید اس سارے صوبہ میں کوئی نہ ہو ۔ میرے

ضلعے کی آبادی 13½ لاکھ ہے البانیہ کے ملک کی آبادی ۱۲ لاکھ اردن کے ملک کی کل آبادی ۱۳ لاکھ ہے ۔ گویا میرا ضلع اس صوبے میں ایک چھوٹا سا ملک ہے ۔ جناب اس کو یہ بات سن کر صدمہ ہوگا کہ اس ۱۳ لاکھ کی آبادی کے لئے صرف ایک کالج ہے ۔ کہا یہ جائیگا کہ اس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ یہ لاہور کے قریب ہے ۔ جناب لاہور کی 8½ لاکھ کی آبادی ہے ۔ اور وہاں کم و بیش ۳۵ کالج ہیں ۔ ہمارے ہاں ہر سال کئی ہزار لڑکے میٹرک پاس کرتے ہیں ۔ جنہیں شیخوپورہ کالج سنبھال نہیں سکتا لاہور کے کالجوں میں آ کر دیہاتی طلبا یہاں کے بچوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ ان کو نہ یہاں داخلہ مل سکتا ہے ۔ اور نہ ہی وہاں داخلہ مل سکتا ہے ۔ ہوتا کیا ہے ۔ یہاں پر بڑی بڑی لائبریریاں ہیں ۔ بڑے بڑے سائنس کے سامان ہیں ۔ بڑے بڑے P. H. D. اور ایم ایس سی پڑھانے والے ہیں یہاں تو معلوم نہیں کیا جادوگری ہوتی ہے ۔ کہ بعض اوقات لڑکے یعنی شاگرد پروفیسروں سے بھی زیادہ ہوشیار نکل آتے ہیں ۔ یہاں کے طالبعلم کو امتحان میں ایک ہزار میں سے ۹۱۸ نمبر ملتے ہیں ۔ لیکن ہمارے دیہاتی طالبعلم اکثر 3rd ڈویژن اور 2nd ڈویژن میں پاس ہوتے ہیں جن میں سے کبھی کوئی 1st ڈویژن میں بھی نکل آتا ہے دیہاتی طالبعلموں کو نہ Secondary کالجوں میں داخلہ ملتا ہے اور نہ میڈیکل کالجوں میں نہ گورنمنٹ کالج میں ملتا ہے ۔ اور نہ F. C. کالج میں کسی کو اسلامیہ کالج میں مل جائے تو مل جائے ۔ ہمارے ضلع میں آٹھ شہر ہیں ۔ اگر حکومت ان میں آٹھ کالج کھول دے ۔ تو بھی میرا ضلع ان بچوں کے لئے پوری طرح accommodation مہیا کر سکتا ہے ۔

اس کے علاوہ جناب شیخوپورہ کا ضلع اپنے علاقے سے اگر زیادہ نہیں تو پانچ Sugar ملوں کو اپنے خام مال سے feed کر سکتا ہے ۔ لیکن جہاں تک کارخانہ لگانے کا تعلق ہے ۔ گورنمنٹ نے سوچا ہے ۔ کہ یہاں کسی طرح Capital کو Attract کیا جائے کیوں کہ ضلع شیخوپورہ واقع ہی بڑا under developed ضلع ہے ۔ چنانچہ انہوں نے کمال مہربانی سے فرمایا کہ جو

آدمی شیخوپورہ میں کارخانہ لگائے گا ۔ اسے ۴ یا ۵ سال کیلئے کھلا لائسنس مل جائے گا ۔ پھر انہوں نے کسی فرم کو شاید ایک لائسنس جاری بھی کیا ۔ لیکن انہوں نے مہربانی یہ کی کہ لاہور کے باہر کیساتھ ہی انہوں نے اپنا کارخانہ گوجرانوالہ روڈ پر لگا دیا ۔ جس کیلئے تمام Labour اور Technical Skill لاہور supply کرتا ہے ۔ اور ہمارے لئے صرف یہ ہوا ہے کہ وہاں سے جو Poisonous Gas یا Poisonous پانی نکلتا ہے ۔ وہ وہاں کے مویشیوں ۔مچھلیوں اور دیہاتیوں کو فنا کرتا رہتا ہے ۔ یہ آرام ہے ۔ جو ہمیں اس مل سے پہنچتا ہے ۔

جہاں تک گنے کی مل کا تعلق ہے ۔ یہ آپ چاہیں تو وہاں دو لگادیں یا تین لگادیں ۔ ان کیلئے ہم خام مال ایک اونس بھی باہر سے نہیں لائینگے ۔ بلکہ سارے کا سارا وہیں سے مہیا کریں گے ۔

Sugar Mill کے متعلق جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ۔ ہم سارا خام مال وہیں سے مہیا کر سکتے ہیں ۔ محض آپ کے Initiative کی ضرورت ہے ۔اس سلسلے میں آپ کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ وہاں Local Capital کی بڑی کمی ہے ۔ وہ سیم زدہ علاقہ ہے ۔ اور وہاں بیشتر غریب لوگ آباد ہیں ۔ جن کے پاس اتنا سرمایا نہیں کہ وہ وہاں کوئی مل لگا سکیں ۔ اسلئے گورنمینٹ کے تعاون اور امداد کی ضرورت ہے ۔ تاکہ آپ اپنی سرپرستی میں وہاں ایک مل قائم کر دیں ۔

اس کے علاوہ جناب آپکو اس بات کا بھی علم ہے ۔ کہ تقسیم ملک کے وقت اس ضلع سے ۳ لاکھ غیر مسلم ہندوستان گئے ۔ اور اس کے مقابلے میں 5½ لاکھ مسلمان مہاجرین ہندوستان سے آکر آباد ہوئے ۔ یعنی جو مکانات تین لاکھ لوگوں کے تھے ۔ وہی اب سوا پانچ لاکھ کیلئے رکھے گئے ہیں ۔ پھر حال سوا دو لاکھ کیلئے مکانات نہیں ہیں ۔ اس کے باوجود حکومت نے ہمارے آٹھ شہروں میں سے کسی ایک شہر میں کوئی اضافی بستی یعنی Satellite Town قائم نہیں کیا ۔ پھر حال لوگوں کو مکانوں کی سخت ضرورت ہے ۔ لیکن اس کیلئے کیا ہو رہا ہے ۔ یہ تو دیکھنے سے ہی تعلق

رکھتا ہے - شیخوپورہ کے اردگرد وچھو والی کی طرح محلے آباد ہو رہے یعنی گلیاں جنہیں دیکھ کر صدمہ ہوتا ہے - محض چار چار فٹ چوڑی ہیں - جہاں سے سردے کی چارپائی گزارنا بھی مشکل ہے - کل کو اگر میونسپل کمیٹی قائم ہوگئی تو وہاں روشنی کا انتظام کرنا مشکل ہو جائے گا - وہاں سڑکیں اور نالیاں بنانا ناممکن ہو گا - نتیجہ یہ ہوگا کہ جس طرح سب سے زیادہ T. B. آپ کے شہروں میں ہے - اسی طرح آپ کو شیخوپورہ کے اردگرد T. B. کے سنٹر ملیں گے - اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر آپ اپنی طرف سے بستیاں قائم نہیں کر سکتے تو کم از کم کسی Town Planner کی مدد سے کوئی Plan ہی بنا دیجئے جس کے مطابق یہاں مکانات تعمیر کئے جائیں - بہر حال اس معاملے میں گورنمنٹ کی توجہ کی ضرورت ہے - ورنہ پہلے تو شیخوپورہ کی حالت سیم نے خراب کر رکھی ہے - اب یہ مکانوں کی promiscuous growth لوگوں کی زندگیاں اور خراب کر دیگی -

اب جناب میں ایک گزارش سڑکوں کے متعلق کروں گا - یہ ایک عجیب اتفاق اور Accident ہے کہ شیخوپورہ کا ضلع صدر مقام کے قریب ہے - یہاں سے ایک سڑک راولپنڈی کو گئی - وہ بھی سیدھی شیخوپورہ میں سے گزر گئی - دوسری سرگودھا اور میانوالی کو گئی - وہ بھی شیخوپورہ میں سے گزر گئی - دو سڑکیں لائلپور اور جھنگ کو گئیں - وہ بھی وہاں سے گزر گئیں - یہ اتفاق ہے ورنہ شیخوپورہ Proper کی سڑکیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا - کہ اڑھائی میل واربرٹن سے فیروز والا تک اور ۹ میل شاہکوٹ سے سانگلہ تک یہ ساڑھے گیارہ میل سڑکیں ہیں ان کے علاوہ اور وہاں کوئی سڑک نہیں - آپ حیران نہ ہوں -

Mr. Speaker : From Lahore to Sheikhupura you don't consider that to be your Road.

میاں عبداللطیف ــــ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ سرگودھا اور میانوالی کی سڑکیں بھی ضلع میں سے گزر رہی ہیں -

Mr. Speaker : Does not the member use that ?

میاں عبداللطیف ــــ جی ہاں استعمال کرتے ہیں - یہی سڑکیں ہیں جو شیخوپورہ کی اپنی سڑکیں ہیں - ان سے زیادہ اور سڑکیں نہیں -

اس کے علاوہ سیم کی حالت یہ ہے کہ بارش کے موسم میں اگر سیالکوٹ میں بارش ہو جاتی ہے - تو یہاں کیچڑ ہو جاتا ہے اور راستہ چلنا مشکل ہوتا ہے - وہاں تو جیپ بھی نہیں چل سکتی - گورنمنٹ نے کمال مہربانی سے سیم کو مدنظر رکھتے ہوئے کافی ٹیوب ویل نصب کئے ہم ان کے ممنون ہیں - اور آپ کے بھی ممنون ہیں اور شکریا ادا کرتے ہیں لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ وہاں Tracts کے Tracts ایسے ہیں جہاں ٹیوب ویل سے پانی نکالا گیا تو وہ کھارا نکلا - اب وہ اس کھارے پانی کی وجہ سے زمین کو خراب کر رہے ہیں اس سلسلہ میں کافی عرض داشتیں بھیجی گئی ہیں Chemical Experts نے رپورٹ بھی دی ہے کہ پانی خراب ہے اس کے بعد بھی یہ اصرار کرتے ہیں کہ لوگو تم اس پانی کو استعمال کرو - مرتے ہوئے تو جناب حرام کھانا بھی جائز ہے - وہ لوگ جب دیکھتے ہیں - کہ فصل تباہ ہورہی ہے تو وہ شور پانی کو استعمال کر لیتے ہیں - نتیجہ یہ نکلا ہے کہ شاہ کوٹ کے علاقہ میں جہاں کسی زمانہ میں اٹھارہ بیس من گندم کپاس نکلتی تھی آج اس کی فصل تین اور چار من رہ گئی ہے - ان کے نوٹس میں یہ چیز بار بار لائی جاتی ہے - اسلئے ان کو فوری طور پر بند کریں یا آڈر کریں کہ محکمہ والے ان کو اور نیچاے جائیں تاکہ وہاں سے میٹھا پانی نکلے - اور اگر نہیں نکلتا تو اسکو سیم کے ذریعے سے دریا میں پھینک دیں وہ پانی یہاں استعمال نہ ہو - کیونکہ بیشمار زرخیز زمین ٹیوب ویل کے ذریعے سے جہاں بہتر ہوئی تھی وہاں تباہ ہوگئی ہے -

Mr. Speaker : Two minutes more please.

میاں عبداللطیف ــــ میں نے چند ایک گذارشات مہاجرین کے متعلق

بھی کرنی تھیں - اب میں وقت کی قلت کیوجہ سے اختصار سے کام لوں گا - ہم گورنمنٹ کے مشکور ہیں کہ انہوں نے معاملات کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے - اور بہت سے لوگ آباد بھی ہوگئے ہیں - لیکن اب جو یہ حکم دیا جارہا ہے - کہ ہم دو مہینے یا چار مہینے میں اس محکمہ کو بند کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں - اگر کام مکمل ہو جائے تو بند کر دیا جائے - ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن عالیجاہ - جناب کو شاید علم ہو کہ زمینداروں نے درخواستیں دیں تھیں کہ ہمارا رقبہ پورا نہیں آیا - یا میں نے زمین مول لی تھی - یا زمین رہن تھی - یا رہن نہیں تھی - یا زمین خریدی تھی وغیرہ وغیرہ - اب انہوں ۳۵ ہزار بدر سرکاری طور پر مشرقی پنجاب بھیجی - اب ان کا جواب مکمل طور پر آگیا ہے - اور محکمہ کے اندر موجود ہے - لیکن ہمارے حکام کا یہ حکم ہے کہ ان جوابات کے مطابق لوگوں کو زمین دو - یہ بھی نہ بتاؤ کہ جوابات آگئے ہیں اور تمہاری زمین تصدیق ہو کر آگئی ہے - ان کو سیل کردو - اب ساری Sealed ہیں ہمارے سارے رقبے آگئے ہیں لیکن حکم یہ دیا جاتا ہے کہ ان کو تصدیق مت کرو - آخر آپ کے احکامات کا کوئی تو Moral Basis ہو کوئی تو اخلاقی جواز ہو آپ کی تنخواہ اگر ۱۰ دن لیٹ ہو جائے تو چلا اٹھتے ہیں - مہاجرین کی جدی زمین تصدیق ہو کر آپ کے ریکارڈ میں پڑی ہے لیکن آپ اپنی مصلحت کی بنا پر کہتے ہیں کہ مخفی رکھو لوگوں کے تنازعات چل رہے ہیں وہ رکارڈ یہاں موجود ہے لیکن حکم یہ دیا جاتا ہے کہ ان کو فوراً واپس کردو - کئی ہزار عذر داریاں کئی ہزار کلیم فارم جو احکامات کے لئے آئے تھے - بغیر احکامات کے واپس کردیئے گئے ہیں اگر وہ چلاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ حکم دیا گیا ہے ان کو واپس کر دو - آخر کیوں - یہ سچ ہے کہ اب محکمہ بحالیات میں کوئی پٹواری نہیں - کوئی قانون گو نہیں - کوئی نائب تحصیلدار نہیں - کوئی تحصیلدار نہیں - کوئی افسر مال نہیں - کوئی ڈی - آر - سی - نہیں یہ تمام ختم کردیئے گئے ہیں اور Regular محکمے کے پاس چلے گئے ہیں جب آپ کے پاس افسر موجود ہیں - اور وہ کام کر سکتے ہیں - تو آپ ان

سے یہ نہیں کہہ سکتے ۔ کہ بقیہ کام کرلیں محض آپ کے غلط حکم کی وجہ سے ہزاروں مہاجر جائز اور جدی حقوق سے محروم ہو رہے ہیں ۔ کیا یہ اس لئے کہ آپ کہہ سکیں کہ ہم نے محکمہ کا کام مکمل کر دیا ہے ۔

راؤ خورشید علی خاں (منٹگمری ۔ ۳) — جناب سپیکر اس صوبہ کے فنانس کو جس طرز پر مرتب کیا گیا ہے ۔ اس کا ایک تاثر جو میں نے لیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے آئین کی رو سے اپنی اکانامی economy کو اس طرز پر mould کرنا چاہئے تھا ۔ کہ معاشی نا ہمواری کو کم سے کم کیا جائے میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ موجودہ فنانس بل میں ٹیکسیشن heavy نہیں ۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جن لوگوں پر ٹیکسیشن اس فنانس بل میں پہلے کافی ہیوی ہو ان پر مزید تھوڑا سا بار ڈالنا بھی قابل اعتراض ہے ۔ اس لحاظ سے میں سمجھا ہوں کہ اس میں یہ نقص پایا جاتا ہے ۔ آئین کے لحاظ سے بھی اس بات کو متعین کیا گیا تھا ۔ کہ ملک میں سے Baggery کو ختم کیا جائے گا۔ لیکن غریب عوام پر مزید ٹیکس خواہ وہ تھوڑی ہی مقدار میں کیوں نہ ہوں لگانے کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک کے عوام کو زیادہ سے زیادہ Beggar بنا رہے ہیں ہمارے حکمرانوں نے یہ بھی Begging کا طریقہ اختیار کیا ہوا ہے اور عوام کو بھی زیادہ سے زیادہ Beggar بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

جناب والا — کہا یہ گیا ہے کہ اس فنانس بل میں جو تھوڑے سے ٹیکس لگائے گئے ہیں ۔ اسکی ضرورت اس لئے لا حق ہوتی ہے ۔ کیونکہ ڈولپمنٹ کے لئے اخراجات کی ضرورت تھی ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ڈولپمنٹ کے لئے اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے ۔ لیکن وہ ایسے طبقات پر لگانا چاہئے تھا جو پہلے ہی well of ہوں اور عوام کو مستثنیٰ رکھنا چاہئے تھا ۔

جناب سپیکر — ایک طرف تو ہم ڈولپمنٹ کے لئے بڑے دعوی سنتے ہیں ۔ اور دوسری طرف ایک آدمی کی جو حالت ہے وہ ہر لحاظ سے گرتی

جاتی ہے چاہئے یہ تھا کہ اس ڈولپمنٹ کا زیادہ سے زیادہ نتیجہ یہ نکلتا کہ معاشی نا ہمواری کم سے کم صورت اختیار کرتی - لیکن اتنی ڈولپمنٹ کے باوجود ہم کوئی قابل ذکر معاشی ناہمواری میں فرق محسوس نہیں کرتے اسکے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ ہماری ڈولپمنٹ بہت ضروری ہے اسکو میں تسلیم کرتا ہوں لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ جناب اسپیکر میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر کسی قوم کا مادی ڈولپمنٹ ہو جائے تو اس قوم کے تمام مسائل حل نہیں ہو سکتے -

جناب والا جب ہم عوام کے سامنے ترقیاتی منصوبوں کی باتیں کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اصلی مسائل حل نہیں ہوتے اور ہماری بھوک اس طرح ہے تو ہم آپکے ترقیاتی منصوبوں کو کیا کریں تو پھر سب سے بڑی بیچینی unrest اور عدم اعتماد اطمینان کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا تو ہماری ڈولپمنٹ کے ساتھ ساتھ اسبات کی بھی کوشش ہونی چاہئے اور کانسٹی ٹیوشن میں بھی اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہاں کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اسلامی طرز زندگی بسر کرنے کے قابل بنایا جائے گا - اور اس قسم کے اقدامات کئے جائیں گے کہ لوگ اسلامی طرز کی زندگی بسر کریں لیکن افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اسلامی زندگی اور اسلامی طرز حیات کو اختیار کرنے کے بجائے ہمارے معاشرے کو اور عوام کو زیادہ سے زیادہ اسلامی طرز زندگی سے دور لیجایا جا رہا ہے اور اب بہت خرابیاں پیدا ہوچکی ہیں - اس معاشرے کی خرابیوں کو دور کرنیکی ذمہ داری اس حکمران پارٹی پر عائد ہوتی ہے - اور اس کے بعد علمائے کرام پر اور ان جماعتوں پر عائد ہوتی ہے جو اسلامی طرز زندگی اختیار کرنیکی کوشش کرتے ہیں مجھے افسوس کیساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے اور یہ میں کیڑے نکالنے کے نقطہ نظر سے یا ذلیل اور شرمندہ کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ حقیقت حال پیش کرنے کیوجہ سے اپنے محترم بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اس مادی ڈولپمنٹ کے ساتھ ساتھ اس معاشرے

کے اندر جو بے انتہا خرابیاں پائی جاتی ہیں اور ہر شخص اسکا قائل ہے چاہے میرے بھائی اپنی مصلحتوں کے پیش نظر اسکو قبول کریں یا نہ کریں لیکن اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اس معاشرہ کی اصلاح کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی اور افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بگڑے ہوے معاشرے کی اصلاح کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہے لیکن خدا کے جو بندے اصلاح معاشرے کا کام کرتے یہ انکے راستہ میں رکاوٹیں تو نہ ڈالی جائیں کیا جناب اسپیکر یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس ملک میں جو ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا ۔ اس میں جو معاشرے کی اصلاح کا کام کرنا چاہتے ہیں ان کے راستے میں قدم قدم پر رکاوٹیں نہیں ڈالی جا رہی ہیں انکو مشکلات میں مبتلا نہیں کیا جا رہا ہے ۔ انکو قید و بند کی صعبتوں میں سے نہیں گزارہ جا رہا ہے صرف ڈولپمنٹ کی بات کرنے سے لوگوں کو خوش فہمی میں مبتلا کرنا کہ دن دونی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے کافی نہیں ہے ۔ اس ڈولپمنٹ کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی کرنا چاہئے کہ جس مقصد کیلئے اس ملک کو حاصل کیا گیا تھا اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمیں کچھ کرنا چاہئے جو یہ نہیں کر رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں میں ان کو یہ Allowance بھی دینے کو تیار ہوں کہ اگر وہ خود یہ کام نہیں کر سکتے تو جو جماعتیں اسلام کے نام پر قائم ہیں اگر وہ معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو ان پر پابندیاں کیوں لگاتے ہیں آپ کو اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے اور اس میں پارٹی بازی سے کوئی بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ کھلے دل سے خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ سوچنا چاہئے کہ جس ملک میں یہ حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ ایک آدمی خدا اور اس کے رسول کی بات نہ کر سکے اور کتاب و سنت کی بات نہ کر سکے اور معاشرہ کی اصلاح کا کام نہ کر سکے اسکے علاوہ اور کیا کہوں کہ خدا سے ڈرو اور خدا کے غضب کو دعوت نہ دو ۔

Mr. Speaker : The member may please wind up his speech.

راؤ خورشید علیخان ــــ میں ختم کرتا ہوں اور آخر میں پوری

خیر خواہی کیساتھ یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری دنیا کے بعد اللہ میاں کے ہاں جو فیصلہ ہو گا۔ وہ اخلاقی قدروں پر ہو گا۔ ہمارے ان حکمران بھائیوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ وہ ایک اسلامی ملک کے حکمران ہیں وہاں اس نقطہ نظر سے باز پرسی نہیں ہو گی کہ تم نے کتنے ڈولپمنٹ پروگرام بنائے بلکہ اس بات کی ہوگی کہ ہم نے تم کو اپنے فضل و کرم سے ایک ملک دیا تھا اور اس ملک کو تم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا اس کے معاشرہ میں اتنا بیگاڑ پیدا ہو چکا تھا تو تم نے اسلام کی روشنی میں معاشرہ کی اصلاح کے لئے کیا کیا اگر تم نے نہیں کیا تو اسلامی حکمران کی حیثیت سے تمہارا یہ کام تھا کہ جو لوگ اور جو پارٹیاں اسلام کے نام پر کام کرنے لئے کوشاں تھیں تم ان کو جیل میں ڈالدو۔ خدا کے بندو اس بات پر غور کرو جو شخص خدا کا خوف کرے گا وہی اس ملک کا کام کر سکتا ہے اور وہی غلط قسم کے اور ناپاک وجود سے اس ملک کو پاک کر سکتا ہے۔

میاں عبداللطیف ــ جناب والا ایک بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا پن (؟) میں ایک ارب ۴۶ - کروڑ میں سے ہمیں صرف سات لاکھ روپیہ ملا ہے۔

ایک آواز ــ اگر حساب لگایا جائے تو اس سے بھی کم ملنا چاہئے۔

Syed Zafar Ali Shah (Nawabshah—II) : Sir, I think the time is short, but I am very much constrained to make certain observations about this Finance Bill. I am very eagre to make these observations because I think that there is a taxation proposal on the land revenue in the former Sind region to which I object. Already the incidence of taxation on land revenue is very high there and to make matters more worse, this increase in tax on land revenue will bring difficulties to the people who are already hard-pressed. Sir, the main think is that lands are not very developed in that region and to make them at par with the tax incidence on other areas will be an injustice. I find no reason for speaking here if the Ministers are just going out because it would amount to nothing. Are we here just to talk about things and just take our papers and go back and the people responsible for talking not of them will just sleep on them. If this is the kind of attitude, I am sure, we are wasting our time.

Mr. Speaker : Finance Minister is hearing.

Syed Zafar Ali Shah : I am going to come to that point. The Finance Minister was pleased to say that about the disposal of water salinity from water-logged areas he would call for a report from the technicians. instead of waiting for the report from the technicians which might take long-why should not the Finance Minister, on our representation, ask for such a report? Would it not be proper in such an emergency? I am sorry to say that in that case things would never improve.

Now, the other point is that this year there are generally more taxes than they were last year. If we have a look at the Finance Bill last year we can see that there were fewer taxes therein than those which have been proposed in the Finance Bill this year. It means one thing that we are putting this burden on the people just to create funds for development. We know that certain areas are very much developed, industrially, economically, commerically and otherwise. But what about those areas which are under-developed and to which no attention is being paid? For instance, I can say with authority that in the Nawab Shah District the same conditions exist today as they existed 16 years back. No new road has been added, no new hospital, except one or two rural health centres, has been added, no educational facilites and we are now water-logged. Is it development? Call we call it development?

The other thing which I would like to point out is that there is cess on sugar-cane half of which will be paid by the sellers. Now, Sir, this cess will be utilised for road development. If we see the Budget proposal there is not a single road in the sugar-mill zone in Nawabshah. This means that whatever cess the growers are paying on sugar-cane in Nawabshah Zone will be spent on road development in other areas. It is clear from the Budget proposals. Therefore, Sir, I think that this kind of taxation proposal may be dropped.

In case of taxation of land, I would submit, that Member from the Sind area should have been consulted before this new taxation of 1½% was proposed to be levied.

I may, however remind the Minister for Revenue that he had promised that rebate on oil seeds would be granted to grawers of Nawab Shah District. A report has been made by the Commissioner that 50% of "Sarsoon" crop was damaged this year in Nawabshah but the Minister has not done anything and the recovery is being made. I would like to ask him, what is he going to do about the promise he has made? I would also ask the Hon'ble Minister for Revenue if he would be kind enough to ask the Department about the report on Salinity in the Nawabshah District and, as suggested by the Finance Minister, to make allocations from the contingency for the disposal of saline water West of Rohri Canal. I think, if he goes through this report he will be clear about the damage and the disaster that has been caused there.

Another point I would like to make is the tax on trucks. I think they have levied a tax on motorcars and light vehicles but not on trucks. I may say that out of the total mileage more than half has been damaged out of proportion due to heavy tonnage playing through trucks on the roads and there is no tax on them, as is clear from this Bill. I would submit that it would be better if the public carries are taxed more than the private motor vehicles or the taxis.

Lastly, I would say a few words about the development of hill stations. There is a huge programme of hills development in the Northern Region and if we go there we will find that every type of development is being carried out from alpine cottages to the aerial cars and things like that. But what about the hill on the Keerthar range of Dadu District. A proposal was under study in the former Sind Government to have a hill station near Karachi. A road is being built by CENTO as stated by Mr. Abdul Baqi Baluch. Now a road connecting this road to the hill station can very easily be constructed and a new hill station can be constructed. I would submit that something may be done in the near future for this purpose.

Minister of Agriculture (Malik Qadir Bakhsh): Sir, I move: That the time may be extended upto 1-45.

Mir Muhammad Murad Khan Jamali: Mr Speaker, Sir.....

Mr. Speaker: Is the member on a point of order ?

Mir Muhammad Murad Khan Jamali: Yes, Sir.

کورم نہیں ہے - ٹوٹ چکا ہے -

Mr. Speaker: Let there be a count *(count was taken)*. The House is not in quorum, let the bells be rung. *(Quorum bells were rung)*. The House is in quorum and the time is extended till 1-45. Rai Mansib Ali Khan.

رائے منصب علی خان کھرل (شیخوپورہ-۳)—مسٹر سپیکر اسمیں شک نہیں کہ ترقی پزیر ممالک میں جہاں کے عوام کے ذرائع آمدنی محدود ہوں - آپر ٹیکس لگانا - یا ٹیکس میں اضافہ کرنا آن پر یقیناً ایک بوجھ سا بن جاتا ہے - لیکن اگر ہم دوسری طرف دیکھیں - کہ اس ملک میں جو ترقی ہوئی ہے - اور زندگی کے ہر شعبے اور ہر میدان میں جو ترقی کی گئی ہے - اسکے پیش نظر یہ ٹیکس بالکل بے حقیقت ہے - اور انکی تلخی شرینی میں تبدیل ہو جاتی ہے - ٹیکس اس سے پہلے بھی لگائے جاتے تھے - پہلی حکومتوں نے بھی ٹیکس لگائے - لیکن یہ ایک اطمینان بخش بات ہے - کہ اس حکومت نے جہاں عوام پر ٹیکس لگایا ہے - وہاں انکی تعمیر و ترقی کیلئے راہیں بھی کھولی ہیں - اور انکے لئے آرام و آسائش بھی مہیا کیا گیا ہے - اور انہیں ایک ایسی راہ پر گامزن کیا گیا ہے - جو کہ ہر لحاظ سے انہیں زندگی کے ہر شعبے اور ہر میدان میں خوشحالی کی طرف لے جائیگا - یہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ حکومت نے جو قرضہ جات لئے ہیں - اور اسپر وہ اتنا سود جو ادا

کرتی ہے ۔ وہ ہم کہاں سے دیں گے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ جہاں ہم نے قرضے لئے ہیں ۔ اور جہاں ہم ان قرضوں پر سود ادا کرتے ہیں ۔ وہاں ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہئیے کہ آبکی زرعی پیداوار میں بھی یقیناً اضافہ ہوا ہے یہاں صنعتوں کا قیام بھی ہوا ہے ۔ یہاں زرائع آمد و رفت میں سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں ۔ اور اسطرح سے جب لوگوں کی اور قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا ۔ تو ہم ان قرضوں کو بھی ادا کر سکیں گے ۔ اس لئے مجھے اسمیں مایوسی کی کوئی بات نظر نہیں آتی یہ سود اور قرضے ادا ہو جائیں گے ۔ یہ ملک خود کفیل ہو جائیگا ۔ اور اپنی ضروریات کے لئے تمام اشیاء خود پیدا کریگا ۔ جناب امیر حبیب اللہ خان سعدی (جو یہاں موجود نہیں ہیں) نے بنیادی جمہوریتوں کے متعلق فرمایا تھا اور اسپر تنقید کرتے ہوئے کہا تھا ۔ کہ ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ ناکام ثابت ہو چکی ہیں اور یہ جمہوریت کے منافی ہیں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک بنادی جمہوریت کے نظام کا تعلق ہے اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس نظام کے ذریعے سے عوام اور حکومت کے درمیان رابطہ بڑھ گیا ہے اور وہ ایک دوسرے کے زیادہ قریب آگئے ہیں ۔ عوام کو اپنے مسائل سمجھنے اور حل کرنے میں مدد ملتی ہے اور اپنی مدد آپ کا شعور ان میں بیدار ہوا ہے ۔ اور اب وہ اپنے مسائل کو خود سمجھتے ہیں اور ان پر سوچتے ہیں ۔ اور ان کو حل کرنے کے لئے عملی تدابیر بھی اختیار کرتے ہیں ۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو ملک اور قوم کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے ۔ اس لئے یہ نظام نہایت کامیاب نظام ہے اور اسکو کامیاب بنانے کیلئے ہر پاکستانی شہری کو پوری کوشش کرنی چاہئیے ۔ علاوہ ازیں اسکے کچھ محکمہ پولیس کے متعلق بھی ارشاد فرمایا تھا ۔ محکمہ پولیس کو defend کرنا یا اسکے حق میں کوئی بات کہنی واقعی ایک مشکل سی بات ہے ۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ محکمہ عوامی خدمت کے سب سے بڑا ادارہ ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جبکہ ہم آرام کر رہے ہوتے ہیں چین سے سو

رہے ہوتے ہیں ۔ تو یہ ہمارے دروازوں سڑکوں گلیوں اور چوراہوں میں کھڑے ہو کر ہمارے مال و جان اور ہماری عزت اور آزادی کی حفاظت کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کہ اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر قانون کیلئے انصاف کیلئے اور لوگوں کی بھلائی کیلئے تمام اس صورت حال سے گزر جاتے ہیں جو انکے اپنے ارادے اور فرض کی راہ میں حائل ہوتے ہیں ۔ کئی قسم کے واقعات ہیں ۔ ضلع لائلپور میں تھانہ لنڈیاں والہ کا کیس اور ملتان ضلع میں موچی والا فائرنگ کیس جس سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے ۔ کہ ان لوگوں نے قانون کی حفاظت میں اپنی جانیں بھی قربان کر دیں ۔ اور انکے اپنے مسائل ہیں ۔ ایک سپاہی کو ۷۵ روپیہ تنخواہ ملتی ہے جس سے وہ گزر اوقات بھی نہیں کر سکتا اور جو اے ایس آئی اور ایس آئیز کو تنخواہ ملتی ہے وہ اتنی قلیل ہوتی ہے لیکن باوجود ان تمام ذرائع کے موجود نہ ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے فرض کو ادا کر رہے ہیں اور ان پر تنقید کرنا ناواجب ہے ۔ علاوہ ازیں جناب والا انہوں نے کچھ اے ڈی سی کے متعلق بھی کہا تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس محکمہ نے زمینداروں کیلئے کاشتکاروں کے لئے بہت کچھ کام کیا ہے اور بہت کچھ کام کر رہا ہے اور اسکی ضرورت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ جناب والا میں ایک عرض کر کے اپنی گزارشات کو ختم کرتا ہوں ۔ گورنمنٹ نے پچھلے دنوں چند ماہ ہوئے اس صوبے میں سب ڈویژن کا قیام کیا تھا ۔ سب ڈویژن کا قیام اسلئے عمل میں لایا گیا کہ وہاں کے لوکل آدمیوں کو سہولتوں اور انکو دور دراز علاقوں یعنی ڈسٹرک ہیڈ کوارٹر پر نہ جانا پڑے حصول انصاف کیلئے اور مقامی طور پر وہ آسانی سے قانون کا دروازہ کھٹکھٹا سکیں ۔ جب سب ڈویژن بنا تو وہاں مجسٹریٹ کا تقرر کیا گیا ایسی تقرری ہوئی کہ کوئی اختیارات نہیں دیئے گئے تو لوگوں کو ڈسٹرک ہیڈ کوارٹر پر جانا پڑتا ہے ۔ اور سب ڈویژن جس مقصد کیلئے قائم کیا گیا تھا وہ ناکام ہو گیا اور پورا نہ ہوسکا ۔ میں گورنمنٹ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس امر کی طرف توجہ دیں ۔

میاں محمد شریف (پارلیمنٹری سیکریٹری)۔جناب سپیکر وقت کی قلت کے پیش نظر میں کوئی لمبی جوڑی تقریر نہیں کرونگا ۔ میں صرف یہ عرض کرونگا کہ ویسٹ پاکستان فنانس بل کو منظور فرمایا جائے جہاں تک انسانی ذہن اور ارتقا کا تعلق ہے تو بعض انسانوں کے ذہن اس قسم کے ہوتے ہیں جنکو تعمیری ذہن کہا جاسکتا ہے اور بعض کے اس قسم کے ہوتے ہیں کہ جنکو تخریبی قسم کے ذہن کہا جا سکتا ہے ۔ بہرحال تعمیری ذہن نے حتےالامکان تعمیری کام کرنا اور تخریبی ذہن نے تخریب کا کام کرنا ہے ۔ جناب والا میں اس سلسلے میں عرض کردوں کہ اسوقت موجودہ دور میں موجودہ حکومت کو دو factors سے مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے اور میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ میری حکومت اسمیں انتہائی طور پر کامیاب ہے ۔ سب سے بڑا factor ہمارے صوبہ مغربی پاکستان میں سیم اور تھور کا ہے اور اس بیماری سے ہر زمین کو ٹی بی لگ گئی ہے اسکے انسداد کے لئے جب تک پوری جرآت کے ساتھ پوری طاقت کیساتھ حکومت اس کا مقابلہ نہ کرے کامیابی ذرا مشکل ہے ۔ یہ کسی Individual یا ایک زمیندار کے بس کا روگ نہیں کہ وہ اسکا مقابلہ کر سکے یہ تو بہت بڑی Level پر اس سیم اور تھور کی بیماری کا سدباب ہم نے کرنا ہے اوا اس کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پوری کوشش کر رہی ہے اور اس کے سدباب کیلئے کوشاں ہے ۔ ہر سال کے اخراجات جو ہوتے ہیں وہ ہم نے اس بل میں رکھے ہوئے ہیں ۔ جناب والا ایک دوسرا factor صوبہ مغربی پاکستان میں جو ہمیں دیکھنا ہے وہ بڑھتی ہوئی آبادی کا ہے اور اس کے متعلق بعض صاحبان اپنی تقریروں میں کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کوئی انتظام نہیں ہو سکا مگر وہ ان باتوں کو بھول جاتے ہیں ۔ کہ سن ۴۷ میں جو آبادی تھی اس سے اب کئی لاکھ بڑھ گئی ہے ۔ جہاں آبادی زیادہ ہو وہاں رجحانات جرائم کے بھی ہو سکتے ہیں ۔ نیکیوں کے بھی ہو سکتے ہیں ۔ تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس آبادی کے بڑھتے ہوئے رجحان کے پیش نظر ہمیں اور ہماری حکومت

نے مقابلہ کرنا ہے اور انتظام کرنا ہے اور اس صوبے میں امن و امان قائم کرنا ہے ۔ اس لئے میں جناب والا یہ عرض کرونگا کہ اگر سن ۶۷ میں تھوڑی آبادی میں جرائم کی تعداد ۱۰۰ کے قریب ہو فرض کر لیجئے تو لاکھوں کی آبادی میں اگر جرائم کی تعداد ۱۰۰ یا ۱۲۰ ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب والا اسمیں جرائم کی زیادتی نہیں کیونکہ میں اسکو اسی نقطہ نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ اس صوبے کی آبادی کے لحاظ سے اور اس آبادی کی بڑھتی ہوئی رو کے پیش نظر حکومت نے ان کے لئے تمام قسم کے وسائل فراہم کرنے ہیں ۔ اور جنکے پیش نظر عوام کا معیار زندگی جو ہے اسکو بلند کرنا مقصود ہے تو لامحالہ ان دو factors کا مقابلہ کرنے کیلئے ہماری حکومت انتہائی کوشش کر رہی ہے ۔ جناب والا مجھے اس اپوزیشن کی ایک بات سمجھ نہیں آئی اور وہ یہ ہے یہ فلسفہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب ہم قرض لیتے ہیں دوسرے ممالک سے تو کہا جاتا ہے کہ یہ سود دیتے ہیں اسلامی ملک ہے ۔ سود نہیں دینا چاہئیے اور جب ہم ٹیکس لگاتے ہیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ ٹیکس نہ لگاؤ اور جب یہ بھی خواہش رکھی جائے کہ ملک کی ترقی بھی ہو تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ فلسفہ اپوزیشن کا میری سمجھ سے بالاتر ہے ۔ نہ تو قرضہ لیکر ملک کی ترقی ہو سکتی ہے ۔ نہ ٹیکس لگا کر ہو سکتی ہے تو وہ کون سے ذرائع ہیں جن سے ترقی ہو سکتی ہے ۔ یا پھر وہ من و سلویٰ جو پیغمبر صاحبان کی طرف آیا کرتا ہے وہ یہاں آج میں اور میرے دوست یہاں بیٹھکر کھا لیا کریں ۔ جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ٹیکسوں کا اپنے ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی اور اسکی ترقی و توسیع کیلئے انتہائی ضروری مسئلہ ہے ۔ اس کے علاوہ لاہور کا مسئلہ ہے اور میں نہایت ادب سے لیڈر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم مجھے اپنی Constituency کے متعلق کچھ کہنے کی اجازت دیجائے (قطع کلامیاں) ۔

Mr. Speaker : Mian Sahib may please take his seat. Let the House be in order. Order please.

میجر سلطان احمد خان۔پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کیا ایوان کو Disorderly کرنے کی ذمہ داری میاں صاحب پر ہے ۔

Mr. Speaker : This is no point of order.

میاں محمد شریف۔جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا جہاں تک لاہور کی ترقی کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں یہاں پر نہ یہ صرف اعتراف کیا گیا ہے کہ مال روڈ یہاں پر ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ ٹھیک نہیں ہے ۔ ہم نے اس لاہور کے اندر ۔ ۔ ۔ ۔

راؤ خورشید علی خان۔پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا یہ کونسا منصوبہ ہے لاہور کی ترقی کا ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Order please.

میاں محمد شریف۔میں جناب اس کے اخراجات کے متعلق ذکر کر رہا ہوں جو اس فینینس بل میں موجود ہیں ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا ہم نے مختلف آبادیاں بنائی ہیں ۔ گلبرگ بنایا ہے ۔ سمن آباد بنایا ہے ۔ جناب لیڈر آف دی ہاؤس کی خدمت میں درخواست ہے یہ جو آپ نے پلاٹ کو نیلام کرنے کی پالیسی بنائی ہے خدا کے لئے اس کو روکیں اور اس طریقے سے لوگوں میں جو مکانوں کی قلت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ (شور اور قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Order please. Has the member finished ?

Mian Muhammad Sharif : No, Sir.

Mr. Speaker : Yes, go on.

میاں محمد شریف۔جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا اور آخر میں جناب لیڈر آف دی ہاؤس سے میری یہ درخواست ہے ۔ ۔ ۔ ۔

Nawabzada Ghulam Qasim Khan : On a point of order, Sir.

Mr. Speaker : Mian Sahib may please take his seat. He is on a point of order.

Nawabzada Ghulam Qasim Khan Khakwani : Point of order.

Sir, the gentleman has pencil in his hand. I am afraid he may not hit the Minister.

Mr. Speaker : This is no point of order.

مسٹر عبدالرازق خاں۔پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ نہایت افسوسناک بات ہے آپ یہ آرڈر قائم کرنے کے لئے بار بار حکم دیتے ہیں اور آرڈر قائم نہیں ہوتا ۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا اگر آپ واقعی آرڈر قائم کرنا چاہتے ہیں تو میاں صاحب کی تقریر کو بند کر دیں ۔

مسٹر سپیکر۔رازق صاحب پوزیشن یہ ہے اگر ایوان آرڈر میں رہتا تو میاں صاحب کی تقریر اس سے پہلے ختم ہو چکی ہوتی ۔ چونکہ ایوان بھی آرڈر میں نہیں رہتا اس لئے I am allowing Mian Sahib to finish his speech (قطع کلامیاں)

میاں محمد شریف۔تو جناب والا ایک آخری فقرے کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ میں جناب لیڈر آف ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کم از کم لوگوں کی رہائش کے مسئلے کے متعلق کمرشل بیس پر جو گورنمنٹ کر رہی ہے یعنی پلاٹ کو جو نیلام کرتی ہے یہ نیلام بند کی جائے اور لاٹری سسٹم کے ذریعہ جیسے حج کی لاٹری ہوتی ہے اس طریقے سے پلاٹ دئے جائیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

وزیر خزانہ (شیخ مسعود صادق)۔جناب والا میں دیکھتا ہوں کہ آپوزیشن کے بنچز خالی پڑے ہیں ۔

میاں عبداللطیف۔ہم بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آپ سیٹ پر کھڑے ہو کر دیکھ لیں ۔

وزیر خزانہ (ہنستے ہوئے)۔''ڈھائی ٹوٹرلوتے فتو باغبان،، (قہقہہ) میاں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں مجھے پتہ ہے ۔

جناب والا میں اپنی پارٹی کے ممبران کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بڑی اچھی دلیلیں پیش کیں - میں ان کو دہرانہ نہیں چاہتا اب میں مختصر الفاظ میں تقریر کروں گا -

میاں عبداللطیف—آپ ہمارے مشکور نہیں ہیں -

وزیر خزانہ—میری پارٹی کے ممبران نے بہت اچھی تقریریں کی ہیں اور منہ توڑ جواب دیا ہے ---- جناب والا نوابزادہ افتخار احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ پہلے ٹیکس بہت کم تھے مثال کے طور پر انہوں نے کہا ہے زرعی انکم ٹیکس پہلے کبھی نہیں لگا تھا - میں کہتا ہوں یہ سرا سر غلط ہے اور انہوں نے یہ غلط کہا ہے - آپ ریکارڈ ملاحظہ کیجئے آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ ٹیکس ۱۹۳۸-۳۹ سے شروع ہوا اور پنجاب میں ۱۹۶۰ میں یہ لگنا شروع ہوا - سابقہ صوبہ سرحد اور بہاول پور میں وحدت مغربی پاکستان کے قیام سے پہلے لگا تھا - اور یہ کہتے ہیں کہ یہ زرعی ٹیکس ہم نے نیا لگا دیا ہے - پھر یہ فرماتے ہیں کے صوبائی حکومت صرف زمینداروں پر ٹیکس لگاتی ہے اور صنعت کاروں کو مکمل آزادی دے رکھی ہے - میں اس کی پر زور تردید کرتا ہوں ان کو شائد پتہ نہیں صنعت کاروں پر جو ٹیکس لگتے ہیں وہ مرکزی حکومت لگاتی ہے اور ہمیں ٹیکس لگانے کا کوئی حق نہیں باوجود اس کے کہ ابھی ابھی آپ نے دیکھا ہے پراپرٹی ٹیکس کا نفاذ ان کی بلڈنگ اور مشینری پر بھی کر دیا ہے - اور جو ہم نے بجلی کا سیس بڑھایا ہے اس کا بوجھ بھی انڈسٹری پر پڑا ہے - یہ کہنا کہ ہم نے ان کو چھوڑ دیا یہ بالکل غلط ہے حالانکہ انڈسٹری کا محکمہ سنٹرل گورنمنٹ کا ہے اور سنٹرل کے مطابق آپکو پتہ ہے وہ کتنے ٹیکس لگاتے ہیں - ۵ فیصدی تک سنٹرل گورنمنٹ ان سے ٹیکس لیتی ہے - اس کے علاوہ کیپٹل گین ٹیکس ہے اور ٹیکس بھی ہیں جو انڈسٹری والے دیتے ہیں - میں جناب والا اس جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتا - میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ہم صنعت پر زیادہ ٹیکس نہیں

لگا سکتے ۔ ہم نے پوری کوشش کی کہ صنعت کاروں پر ٹیکس لگایا جائے اور ان پر ہم نے بوجھ بھی ڈالا ہے ۔ جناب سعدی صاحب نے فرمایا ہے کہ زراعت کا محکمہ بہت قابل ہے تو خدا کا شکر ہے وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ زراعت کا کام قابل قدر ہے ۔ ملک صاحب نے بھی تعریف کی ہے اچھا کام کر رہے ہیں لیکن انہوں نے کہا ہے کہ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن خدا جانے کہاں سے لے آئے ہیں ۔ سعدی صاحب موجود نہیں ہیں میں ان کو سمجھاتا کہ اے ۔ ڈی ۔ سی کیا چیز ہے اس نے زراعت کو بحال رکھا ہے اور بہت تقویت دی ہے اے ۔ ڈی ۔ سی کا وجود خاص امور کی وجہ سے لایا گیا تھا ان کو پتہ نہیں اے ۔ ڈی ۔ سی کیا کام کر رہی ہے میں عرض کرونگا ان کو پتہ ہے پہلے تھل کے علاقے میں ایک تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہوا کرتی تھی ۔ اب اے ۔ ڈی ۔ سی نے وہ تھل کا کام بھی اپنے ذمہ لے لیا ہے ۔ اے ۔ ڈی ۔ سی کے کام کے متعلق عرض کروں گا کہ جو نئے براجز بنتے ہیں نئی نہریں نکلتی ہیں اس کی آبادکاری کرنا اور زرعی ترقی کے کام کو جلد از جلد کرنا ۔ نمبر دو جناب والا کھاد کی فروخت اور تقسیم کا کام ۔ اس طرح اچھے بیج فراہم کرنے کا کام بھی اے ۔ ڈی ۔ سی کرتی ہے ۔ میں کہتا ہوں اس سے اچھا ادارہ ہمارے پاس نہیں ہے اس نے جو چند برسوں میں کام کئے ہیں وہ واقعی قابل فخر ہیں اور قابل تحسین ہیں ۔ شوگر سیس ٹیکس کے بارے میں عرض کروں گا یہ خاص طور پر ان لوگوں نے تاریں دیں اور میرے پاس وفد آئے اور مجھے مجبور کیا یہ ٹیکس پہلے سابقہ صوبہ سرحد میں لگا کرتا تھا کہ اس کو بحال کیا جائے اس کی وجہ یہ تھی آپ ان علاقوں میں جا کر دیکھیں وہاں سڑکیں بالکل نہیں ہیں اور کتنی مشکل سے نیشکر کو اپنے گھروں سے کھیتوں سے ملوں تک پہنچاتے ہیں ۔ اگر آپ مجھ کو کہیں کہ اس میں کمی کیجئے میں مجبور ہوں ہم کمی نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ دس برس پہلے اگر ایک میل سڑک پر ۳۰ ہزار روپیہ خرچہ ہوتا تھا اب نئی بنانے میں ڈیڑھ لاکھ خرچ آتا ہے ۔ شوگر کین اس وقت آٹھ دس انے من تھا اب ایک روپیہ بارہ آنے یا دو روپیہ من ہو گیا

ہے ۔ (فوڈ منسٹر دو روپے کہہ رہے ہیں اس روپے سے ہم صرف پہلی سڑکوں کو ہی درست نہیں کریں گے ۔ بلکہ باہر کی سڑکوں کو بھی ٹھیک کرنے کا ہمارا ارادہ ہے ۔ اس ہاؤس میں جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے شاعد اس ٹیکس کو درست طور پر استعمال نہ کیا جائے ۔ تو اس کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ ہم اس کے تحت قواعد بنا رہے ہیں جن کی رو سے ہم یہ ٹیکس جہاں سے وصول کرینگے ۔ اسے وہیں خرچ بھی کریں گے ۔ (تحسین و آفریں) ہم نے مقامی کمیٹیاں بنانے کا تہیہ کیا ہوا ہے جس کے چیر مین ڈویژنل کمشنر صاحب ہونگے ۔ ان کمیٹیوں میں دو کاشتکاروں کے کچھ مل مالکان اور بنیادی جمہوریتوں کے نمائندے بھی لئے جائیں گے ۔ تاکہ صحیح طور پر کام ہو سکے ۔

جناب والا۔اب میں بجلی کے متعلق کچھ عرض کروں گا ۔ بجلی پر بھی ہم نے ایک چھوٹی سی ڈیوٹی لگائی ہے ۔جو کوئی نئی چیز نہیں ۔ یہ ڈیوٹی ۱۹۳۲ء میں پہلی بار بمبئی کے صوبے میں لگی تھی ۔ اس وقت سندھ اور کراچی صوبہ بمبئی کا حصہ تھے ۔ چنانچہ سندھ اور کراچی میں یہ ۱۹۶۲ تک رہی ۔ پنجاب میں یہ ڈیوٹی ۱۹۳۸ میں لگی اور ۱۹۵۵ میں ختم ہوئی ۔ مشرقی پاکستان میں تو آج بھی یہ ڈیوٹی موجود ہے ۔ میں نے یہ کوئی نئی ڈیوٹی نہیں لگائی ۔ سابق پنجاب اور سندھ میں یہ ڈیوٹی ایک آنہ فی یونٹ کے حساب سے لگی ہوئی تھی اور اب یہ ایک نیا پیسہ یعنی ایک آنے کا چھٹا حصہ لگائی گئی ہے ۔ (تحسین و آفرین) یہاں ہمیں یہ چیز بھی نہ بھولنا چاہئے کہ اس کا اثر غریب طبقے پر بالکل نہیں پڑتا ۔ کیونکہ جو شخص بیس یونٹ تک بجلی خرچ کرتا ہے ۔ اس پر کوئی ڈیوٹی نہ لگے گی ۔ یہ صرف امیروں پر لگے گی ۔ بیس یونٹ تک یعنی غریب آدمیوں کو یہ ڈیوٹی معاف ہے ۔ اسکے علاوہ عبادت گاہوں پر جن میں مسجد اور مندر بھی شامل ہیں یہ ڈیوٹی لاگو نہیں ہوگی ۔ انڈسٹری پر شاید میرے بھائی خانزادہ صاحب نے اسے study نہ کیا ہو ۔ یہ اتنی کم ہے کہ مجھے کہتے میں

بھی شرم آتی ہے - یہ ایک یونٹ پر ۱/۳ نیا پیسہ ہے یعنی ایک روپئے کا چارسواں حصہ -

مسٹر تاج محمد خان زادہ—جناب والا - جب یہ لاکھوں اور کروڑوں یونٹوں پر لگے گی - تو آپ اسکا بھی اندازہ فرمائیں -

وزیر خزانہ—جناب والا - اسکے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر اس کا مقابلہ ان کمپنیوں سے کیا جائے - جو اب بھی چل رہی ہیں - تو باوجود ڈیوٹی عائد کرنے کے ہمارے Rates ان سے بہت کم ہیں - مثلاً آپ راولپنڈی کو ہی لیجئے ملتان اور کیمل پور کو لیجئے - اور پھر ملک قادر بخش صاحب کے مظفر گڑھ کو لیجئے - وہاں کا نرخ شاید آٹھ یا دس آنے فی یونٹ بنتا ہے - اور جناب صرف یہی نہیں - وہاں تو اتنی Dim Light آتی ہے - جسکی کوئی انتہا نہیں - اگر آپ وہاں ایک سو واٹ کا بلب جلائیں - تو وہ بمشکل ۲۰ واٹ کے برابر روشنی دیتا ہے - اگر اسکو بھی پانچ گنا سے ضرب دی جائے تو یہ تین روپئے دو آنے فی یونٹ بن جائیگا - اس سلسلے میں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ہم ہر پانچ سال کے بعد بجلی کے نرخوں کی شرح پر نظر ثانی کرتے ہیں - موجودہ نرخ ۱۹۶۰ء میں مقرر کیئے گئے تھے - اب ہم نے ان نرخوں پر ۱۹۶۵ء میں نظر ثانی کرنا ہے - چنانچہ جو نرخ ۱۹۶۵ء میں مقرر کیئے جائیں گے - وہ ۱۹۷۰ء تک لاگو رہیں گے - ۱۹۶۸ء میں منگلا کی بجلی بھی آجائیگی - جس سے امید ہے کہ ہم انشاءاللہ یہ نرخ پہلے سے بھی بہت کم کر دینگے - (تحسین و آفریں) اسکی وجہ ایک اور بھی ہے - آپکو یاد ہے کہ ابھی تک ہم بجلی کا سامان بیرونی قرضے سے منگاتے ہیں - جو ہمیں بہت مہنگا پڑتا ہے - اور جیسا کہ میںنے اپنی بجٹ کی تقریر میں بھی عرض کیا تھا - ہم Heavy Electrical Complex بھی بنا رہے ہیں - جسکی وجہ سے آئندہ بیشتر بجلی کا سامان یہیں بنے گا - اس سے بھی نرخوں میں کمی ہونے کا امکان ہے -

جناب والا ۔ ایک اور ٹیکس ہے ۔ جو میرے خیال میں کوئی نیا ٹیکس نہیں ۔ یہ Professions یعنی پیشوں پر لگتا ہے ۔ یہ ٹیکس ہمارے بھائی وکیل صاحبان اور انکم ٹیکس Practitioners صاحبان پہلے بھی دیا کرتے تھے ۔ پھر ٹھیکیدار صاحبان Importers اور Exporters بھی دیا کرتے تھے ۔ لیکن ہر ایک کی شرح مختلف تھی ۔ کسی کی کچھ تھی اور کسی کی کچھ ۔ ہم نے اسے ایک سطح پر لانے کی غرض سے یکساں کر دیا ہے ۔ اور یہ شرط رکھی ہے کہ جو شخص انکم ٹیکس گزار ہو ۔ وہ تیس روپئے سالانہ یعنی دو روپئے آٹھ آنے ماہوار ادا کرے ۔ جو میرے خیال میں ایک آنہ روز کے قریب بنتا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی وہ صاحب جسکو اللہ میاں نے دولت دی ہے اور توفیق دی ہے ۔ جو زرعی انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں ۔ میرے خیال میں ان ممبران میں سے بہت کم دیتے ہونگے ۔ وہ بھی تیس روپئے سالانہ یعنی 2½ ماہوار ادا کرینگے ۔ یہ ایسے ٹیکس ہیں جن کا بوجھ کسی غریب پر نہیں پڑتا ۔(تحسین و آفریں) تو یہ تھیں میری گزارشات ۔

Mr. Speaker : The question is—

That the West Pakistan Finance Bill, 1964 be passed.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The House now stands adjourned till 8-30 a.m. on Monday.

(*The Assembly then adjourned till* 8-30 *a. m. on Monday, the* 29*th June* 1964).

PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

SIXTH SESSION OF THE FIRST PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

Monday, the 29th June, 1964

The Assembly met at the Assembly Chamber, Lahore at 8-30 a. m. of the clock. Mr. Speaker, Chaudhri Muhammad Anwar, in the Chair.

Recitation from the Holy Qur'an and its translation by Qari Ali Hussain Siddiqi, Qari of the Assembly.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ
زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ
اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ
وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ
لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝

پ ۱۸- س ۲۳- ع ۴- آیات ۵۲ تا ۶۱

اور یہ تمہاری جماعت حقیقت میں ایک جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس مجھ سے ڈرو پھر انہوں نے اپنے کام کو متفرق کر کے جدا جدا کر دیا جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اسی سے خوش ہو رہا ہے۔ تو (اے پیغمبر) ان کو ایک مدت تک ان کی غفلت ہی میں رہنے دو۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں انکو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں تو اس سے انکی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں نہیں بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں۔ جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ شرک نہیں کرتے اور جو دے سکتے ہیں دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ یہی لوگ اچھائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی ان سے آگے نکل جاتے ہیں۔

وزیر خزانہ (شیخ مسعود صادق)۔جناب والا ۔ میں نے پرسوں بھی عرض کیا تھا جب کہ ہاؤس میں کورم نہیں تھا ۔ آج پھر دیکھتا ہوں کہ کورم نہیں ہے ۔ یہ سخت افسوسناک بات ہے اور میں سخت افسوس کرتا ہوں ۔ یہ واقعی شرمناک بات ہے لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ دروازے بند کرکے Roll Call لی جائے ۔ تا کہ باہر ملک کے لوگوں کو بھی پتہ چلے کہ ہمارے نمائندے یہاں آ کر کیا کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : Let there be a count. (*Count was taken*).

The House is not in quorum. Let the bells be rung.

(*Quorum bells were rung for five minutes*)

Mr. Speaker : The names of the members present have been recorded. There are only 39 members present in the House. The House is not in quorum. It is, therefore, adjourned for fifteen minutes.

(*The Assembly then adjourned for fifteen minutes*)

The Assembly met again at 9.00 a. m.

Mr. Speaker in the Chair.

Mr. Speaker : I have received notice of an Adjournment Motion by Syed Zafar Ali Shah. As the member is not present, the motion lapses.

LEAVE OF ABSENCE OF M. P. As

Mr. Speaker : Now we take up leave applications of the Members.

MIAN MEHRAJ-UD-DIN

Secretary : The following letter has been received from Mian Mehraj-ud-Din, M. P. A :—

"I could not attend the meetings of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs held on 11, 12 and 27th May, 1964, due to private affairs. It is requested that the absence may be excused and leave be granted, and oblige."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

RAO MUHAMMAD AFZAL

Secretary : The following letter has been received from Rao Muhammad Afzal Khan, M. P. A :—

"I have been feeling unwell for the last two days and I have been advised to take rest for three days. I, therefore, request you to please grant me three days leave i. e. 8th, 9th and 10th June, 1964 for which I shall be thankful to the august House."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

SARDAR ZULFIQAR ALI KHAN KHOSA

Secretary : The following letter has been received from Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa, M. P. A :—

"I have to proceed out of Lahore on the 9th of June and shall be back late in the evening. I shall not be able to attend the Session on the 9th and therefore request that leave may be granted for the day."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*)

CHAUDHRI IMTIAZ AHMAD GILL

Secretary : The following letter has been received from Chaudhri Imtiaz Ahmed Gill, M. P. A :—

"It is requested that I was unable to attend the Assembly Session on 5-6-64 due to some unavoidable circumstances.

The Assembly may please be moved for grant me leave for 5-6-64."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

RAJA NADIR KHAN

Secretary : The following letter has been received from Raja Nadir Khan, M. P. A :—

"Due to some unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Sessson on 30th May and fifth of June, 1964. The leave for the said days may please be granted."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

BABU MUHAMMAD RAFIQ

Secretary : The following letter has been received from Babu Muhammad Rafiq, M. P. A :—

"Due to certain reasons I would not be able to attend the Assembly on 8th June, 1964. Therefore, leave may be granted."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

MALIK JAHANGIR KHAN

Secretary : The following letter has been received from Malik Jahangir Khan, M.P.A :—

گذارش ہے - کہ میں ۳۰-۵-۶۴ کو یہاں لاہور میں بیمار تھا - اور اسمبلی نہ
آ سکا اس لئے مہربانی کرکے ۳۰-۴-۶۴ کی چھٹی عنایت فرماویں -

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried).

MIAN MUHAMMAD SHARIF

Secretary : The following letter has been received from Mian Mohd. Sharif, M. P. A :—

بندہ ۲۸ مئی کو بوجہ علالت سٹینڈنگ کمیٹی on Revenue میں حاضر نہیں
ہو سکا تھا - اس لئے درخواست رخصت منظور فرمائی جاوے -

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried).

KHAN AHMAD KHAN

Secretary : The following letter has been received from Khan Ahmed Khan, M. P. A :—

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ ۸-۶-۶۴ کو اجلاس میں حاضر ہونے
سے معذور تھا لہذا رخصت فرمائی جاوے -

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried).

MAULANA GHULAM GHAUS

Secretary : The following letter has been received from Maulana Ghulam Ghaus, M. P. A :—

میں آٹھ جون کو لاہور سے ضروری کام کے لئے باہر گیا تھا - اجلاس میں
شریک نہیں ہو سکا اس لئے ۸ جون کی رخصت منظور فرمائی جائے -

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried).

SARDAR AHMAD ALI

Secretary : The following letter has been received from Sardar Ahmad Ali, M. P. A :—

Due to my illness I failed to attend the Assembly Session held on 7, 8 and 9-1-64. It is therefore, requested that my absence may be treated as leave.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

RAIS ALLAN KHAN LEGHARI

Secretary : The following letter has been received from Rais Allan Khan Leghari, M. P. A :—

"Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Session from 30-5-64 to 7-6-64 and request that above period may kindly be treated as leave."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

MIR RASUL BAKHSH TALPUR

Secretary : The following letter has been received from Mir Rasool Bakhsh Talpur, M. P. A :—

"I request that I may be granted leave of absence from the sittings of the Assembly from 30th May upto 5th June, 1964 on personal grounds."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

SARDAR RAIS SHABBIR AHMAD KHAN

Secretary : The following letter has been received from Sardar Rais Shabbir Ahmed Khan, M P. A :—

I am suffering from fever and will not be in a position to attend the Session. I, therefore, request you to sanction leave of absence for one week, with effect from 29-5-64.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

SYED MUHAMMAD HASSAN SHAH

Secretary : The following telegram has been received from Syed Muhammad Hussan Shah, M. P. A :—

Kindly grant me leave for two days 8th and 9th June because I am ill.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

MIR YOUSAF ALI KHAN MAGSI

Secretary : The following telegram has been received from Mir Yousaf Ali Khan Magsi, M. P. A :—

Unable attend pray grant leave 15th June.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried).

HAJI MALIK RAKHMAN KHAN

Secretary : The following letter has been received from Haji Malik Rakhman Khan, M. P. A :—

گذارش ہے کہ کمزوری کی حالت میں سفر کرنے کی وجہ سے دوبارہ بخار شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ مورخہ ۶-۴ تا ۶-۶-۸ کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

Mr. Speaker : The question :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried).

MAJOR SULTAN AHMAD KHAN

Secretary : The following letter has been received from Major Sultan Ahmad Khan, M. P. A :—

"I could not attend the meeting of the Standing Committee on Revenue held on 28-5-64 due to (my) private reasons. Leave may be allowed to us for the same."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried).

KAZI MUHAMMAD AZIM

Secretary : The following letter has been received from Kazi Muhammad Azam, M. P. A :—

I could not attend the meeting of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs held on 19-5-64 as well as the meetings of the Assembly held from 30-6-64 to 5-6-64.

The House may kindly be moved to grant me leave for the above-said periods."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried).

وزیر خزانہ (شیخ مسعود صادق)۔جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ رخصت کی درخواستیں کل یا پرسوں یا اسکے بعد تھوڑی تھوڑی

تعداد میں لی جا سکتی ہیں ۔ کیونکہ یہ تو سو ڈیڑھ سو درخواستیں ہیں اور ان پر اس طرح سے گھنٹہ دو گھنٹے خرچ ہو جائینگے ۔

مسٹر سپیکر—ہم صرف پانچ درخواستیں اور لے لینگے ۔

بیگم جہاں آرا شاہ نواز جناب والا—میں نے ایک Privilege motion لکھ کر آج سیکریٹری اسمبلی کو دے دیا تھا ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کرونگی کہ گورنمنٹ نے جو مراعت پیش کی ہے اسکا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ سالہا سال کے بعد حکومت نے کاروں کے ہرمٹ کی offer کی ہے لیکن وہ بھی کنٹرول پر نہیں ملیگی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر—کیا آپ نے اسکا نوٹس دیا ہوا ہے ۔

Begum Jahan Ara Shah Nawaz : That is with the Secretary. I have written a letter to the Secretary requesting you to safeguard our privilege in connect on with the cars. If you want it I can give it in the form of a privilege motion so that it may be discussed here.

Mr. Speaker : This is the lady member's sweet discretion. I cannot suggest anything.

Begum Jahan Ara Shah Nawaz : That is what I want.

Mr. Speaker : If she wants to make a privilege motion, then she should please put it in writing.

Begum Jahan Ara Shah Nawaz : I will do it.

Mr. Speaker : If this is in the form of a motion then it will be taken up tomorrow. The present one is in the form of a letter.

Begum Jahan Ara Shah Nawaz : Yes, I will send it in proper form.

وزیر خزانہ—آپ پیش کریں ۔ جب سامنے آئیگا تو جواب دے دوں گا ۔

MIAN MUHAMMAD SHARIF

Secretary : The following letter has been received from Mian Mohd. Sharif M. P. A :—

میں مورخہ ۳۰ مئی کو کراچی گیا ہوا تھا ۔ جہاز میں سیٹ نہ ملنے کی وجہ سے ۳۰ مئی کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ لہذا ۳۰ مئی کی رخصت عنایت فرماویں ۔

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*):

MIR SARDAR DODA KHAN ZAHRI

Secretary : The following letter has been received from Mir Sardar Doda Khan Zahri, M. P. A :—

Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Sessions from 30-5-64 to 8th May 1964 as well as meetings of Standing Committee on Home Affairs held on 11th, 12th 2nd and 21st of May, 1964.

It is, therefore requested that I may be granted leave for the above period."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

SYED NADIR ALI SHAH

Secretary : The following letter has been received from Syed Nadir Ali, Shah, M. P. A :—

"I intend to leave Lahore for going to Karachi on account of some private work, I will, therefore, not be in a position to attend the Assembly Session on 13th June, 1964, for which I may be allowed leave."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

MAHR MUHAMMAD IQBAL KHAN HIRAJ SIAL

Secretary : The following letter has been received from Mehr Mohd. Iqbal Khan Hiraj Sial, M. P. A :—

"I could not attend Assembly Session held on 30-5-64 due to unavoidable circumstances.

Leave may be allowed to me for the same."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*).

Mr. Speaker : Rest of the Leave Applications will be taken up tomorrow.

وزیر خزانہ (شیخ مسعود صادق)—جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ باقاعدہ کار روائی شروع ہو میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ سرکاری کام کا آخری دن ہے ۔ اس کے بعد ہمارے قواعد و ضوابط کے مطابق پانچ دن ہمیں اور دینے چاہئیں ۔ میں نے لیڈر آف دی آپوزیشن سے بات کی ہے اور

اپنی پارٹی سے بھی بات کی ہے - آپ کو پتہ ہی ہے کہ الیکشنوں کی وجہ سے ممبر صاحبان جلدی جانا چاہتے ہیں اور وہ تین جولائی کو - چار پانچ کی چھٹی ہے تو ان کے لیے ایک دو دن بیٹھنا مشکل ہے اگر لیڈو آف دی آپوزیشن کو کوئی اعتراض نہ ہو تو مہربانی کر کے وہ میری بات مان لیں -

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خان وٹو)۔ان کی سکراہٹ اقرار کر رہی ہے -

خواجہ محمد صفدر۔جناب والا - مجھے اقرار ہے -

SCHEDULES OF AUTHORISED EXPENDITURE FOR THE YEAR 1964-65 (GENERAL AND RAILWAY) (*Laid on the table*)

Mr. Speaker The Minister of Finance.

Minister of Finance (Sheikh Masood Sadiq): Sir, as required under Article 43 sub-clause (3) read with Article 89 of the Constitution I lay on the Table the Schedule of Authorised Expenditure for the year 1964-65 General authenticated by the Governor.

Mr. Speaker: The Minister of Railway.

Minister of Railway (Mr. Muhammad Khan Junejo): Sir, as required by Article 43 sub-clause (3) read with Article 89 of the Constitution I lay on the Table the Schedule of Authorised Expenditure for the year 1964-65 (Railway) authenticated by the Governor.

SUPPLEMENTARY SCHEDULES OF AUTHORISED EXPENDITURE FOR THE YEAR 1963-64 (GENERAL AND RAILWAY)

(*Laid on the Table*)

Minister of Finance: Sir, as required under Article 43 sub-clause (3) read with Article 89 of the Constitution I lay on the Table the Supplementary Schedule of Authorised Expenditure for the year 1963-64 (General) authenticated by the Governor.

Minister of Railway: Sir, as required under Article 43 sub-clause (3) read with Article 89 of the Constitution I lay on the Table the Supplementary Schedule of Authorised Expenditure for the year 1963-64 (Railway) authenticated by the Governor.

ORDINANCES

THE WEST PAKISTAN CRIMINAL LAW (AMENDMENT) (SECOND AMENDMENT) ORDINANCE 1964.

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon) : Sir, I beg to move :

> That the Assembly do approve of the West Pakistan Criminal Law (Amendment) (Second Amendment) Ordinance, 1964, promulgated by the Governor of West Pakistan on the 25th May, 1964.

Mr. Speaker : Motion moved is :

> That the Assembly do approve of the West Pakistan Criminal Law (Amendment) (Second Amendment) Ordinance, 1964, promulgated by the Governor of West Pakistan on the 25th May, 1964.

Mian Abdul Latif : opposed.

Minister of Law : May I add a few words ? The Members of the Opposition always expect, and rightly, that some explanatory note should be added when a motion or Resolution for the approval of an Ordinance issued by the Governor is placed before the House.

The present Ordinance, Sir, has effected certain amendments in the Criminal Law Amendment Act of 1963. The House would kindly recall that this Act was passed in the year 1963 and, as experience has shown, certain instances came to the notice of the Government which necessitated these Amendments.

The salient features of this Ordinance are that the Government has assumed to itself the power to apply this Act to certain areas to which it does not apply at the present moment and also to withdraw it from the areas to which it already applies. The House would kindly recall that the Frontier Crimes Regulation also applies to certain areas in the Province and under that Regulation power is vested in the Government to withdraw the application of the Frontier Crimes Regulation from any particular area to which it applies and if the Frontier Crimes Regulations is withdrawn from certain areas in the Province there will be a lacuna and, therefore, this power was necessary to immediately fill in that lacuna and apply the Criminal Law Amendment Act to that particular area instead of waiting for the Legislature to come over here and do it by legislation.

The second Amendment relates to the inclusion of Sub Divisional Magistrates to Officiate as Chairman or Presidents of the Tribunals. Under the present Act, Sir, before this Amendment was effected it was only Section 30 Magistrates who could be appointed and could officiate as Presidents of the Tribunal. In certain parts of the Province, particularly in the Sind Area it was found that on account of a number of cases which had accumulated due to the inadequate number of Section 30 Magistrates and Additional District Magistrates it was thought necessary that this power should also be invested in the Sub Divisional Magistrates and they should be authorised to officiate as Presidents of the Tribunals. Therefore, in the category of Additional District Magistrates and Magistrates invested with Section 30 powers Sub Divisional Magistrates have also been included.

Number three. The Act, before this Amendment, contained a provision that the Members on the Jirga had to be selected by rotation. In certain cases which came to the notice of the Government it was found that when the turn of certain individuals came it was really not thought expedient to have them as Members on the Jirga because of their connection with the accused persons and it was thought that probably their officiation as Members on the Jirga might result in failure of justice. There was no power vested in the District Magistrate to deviate from that. It was compulsory for the District Magistrate to have them necessarily-because of the rotation, because of their turn-as Members on the Jirga. It was, therefore, thought necessary that power should be vested in the District Magistrate to deviate from that and have Members on the Jirga from the list which has to be maintained for the District and which is to be prepared, not by the Deputy Commissioner, not by the District Magistrate but by the Commissioner of the Division concerned.

Then, Sir, before this Amendment, right was vested in the accused person to straight of object to any of the two Members on the Jirga when it is first nominated by the Deputy Commissioner and the District Magistrate without assigning any reasons. Cases came to the notice of the Government in which there was a large number of accused persons and each went on objecting to two, and as the law stood, without assigning any reasons, and their objections had to prevail. The result was that the tehsil from which the members had to be nominated on the jirga was exhausted in view of this absolute objection of the accused with the result that really a position was created in which it became difficult, if not impossible, to try the accused persons under the Criminal Law (Amendment) Act. It was therefore thought necessary that the right which vests in the accused to object to any of the two members on the jirga without assigning any reasons should be taken away. The other right still vests in the accused, which is that if he objects to the nomination of any of the members on the tribunal and if the District Magistrate is satisfied that the objection is valid, that the reasons are cogent, it will be upto the District Magistrate to allow the objection and eliminate from the tribunal the members objected to by any individual accused or a party to that, and in this respect this right which vested not only in the accused but in the prosecution as well has been taken away from both the parties, prosecution as well as the person accused. As objections are taken under the Criminal Procedure Code in respect of assessors and if the court agrees with the accused persons or the party concerned that any particular assessor should not sit he is eliminated, this, therefore, Sir is on all fours with the one as it exists in the Criminal Procedure Code.

Then Sir under the Criminal Law (Amendment) Act before this amendment, the power was vested in the District Magistrate to detain a person for one month and refer the case to jirga to return the verdict on the basis of which if it were in the affirmative the District Magistrate had power to detain a person for a maximum period of three years with or without sureties, it was found that this power should also be given to the District Magistrate to hold an enquiry as laid down in the Criminal Law (Amendment) Act and himself come to a finding whether it is necessary to detain a person or not for a maximum period of three years. This Sir I submit is the same power which vests with the District Magistrate and the S. D. M. even under the Cr. P. C., the ordinary law of the land, and they can take preventive action against any person and ask for sureties for a maximum period of three years. Therefore, this is not a new procedure; this is not a novel procedure that has been introduced by this ordinance. It already exists in the Code of Criminal Procedure, the ordinary law of the land.

Then Sir under the Criminal Law (Amendment) Act after amendment, a doubt was created whether power of enhancement vested in the Government or not. Surely it does vest in the Commissioner, and cases came to notice of Government in which the inadequate sentences were awarded by the Deputy Commissioners. Revisions were filed before the Commissioners but they were not allowed ; the relief was refused and it was found that the sentence was rather inadequate. Particularly this happened in certain cases which came to the notice of Government-the cases of smuggling, contraband charas and opium ; Charas weighing maunds worth lakhs and lakhs of rupees, and the Government thought that it will not allow a premium to be put on dishonesty and smuggling by letting off the accused persons with a few montns sentence of jail or a few thousands fine. Therefore, the Government thought that in order to curb this crime, particularly the crime of smuggling, try the offences relating to smuggling of contraband charas it was necessary that the Government should have power of enhancing the sentence.

Then Sir under the Criminal Law (Amendment) Act a specific provision has been made that unless and until it is specifically provided in the Act itself or under any of the particular sections that the Government or any of the functionaries under the Criminal Law (Amendment) Act will have the power to exercise or make use of any of the provision, it shall not apply. Cases came to the notice of the Government in which it was found that the Government should have really power of clemency, of exercising the power of remission or commutation of sentence which is the power vested in the Government under the ordinary law of the land, and it is called the Criminal Procedure Code, sections 401 and 402 Cr. P. C. It was therefore thought necessary that this power ef clemency, the paramount power of granting reprieve, of exercising clemency, the power of remission or commuting sentences should be vested in the Government. A provision has therefore been made in the Act that the Government shall have the power to make use of 401 or 402 Cr. P. C.

Last is Sir the case of persons who are constructively liable for an offence, that they should be also tried under the Criminal Law (Amendment) Act. The House will kindly see and recall that the schedule attached to the Criminal Law (Amendment) Act specifies certain offences and doubts were created but the constructive liability by virtue of application of section 149 of the Penal Code would also be one that would attract the provisions of this Criminal Law (Amendment) Act and could be tried under the Criminal Law (Amendment) Act. Cases came to the notice of the Government in which there were more than one accused person, one of whom is charged with the substantive offence and the rest with constructive liability, the offence read with section 149 of the Penal Code. Although under the Penal Code the liability and the responsibility is the same, the sentence is the same, in case the offence is established it was thought that without adding section 149 specifically in the schedule, cases might come up in which we might be challenged that accused persons, who are charged with the offence by virtue of their constructive liability read with section 149 cannot be tried. Actually cases went upto the High Court. Some of these are still pending and it was thought necessary to remove these doubts, and sections 148 and 149 have also now been added to the schedule, whereunder now persons guilty constructive liabil ty along with the main offender can be tried under the Criminal Law (Amendment) Act.

Sir it might be said what was the occasion, as is being often and repeatedly said, for issuing this ordinance. As I have very respectfully submitted

before this House, cases came to the notice of the Government that hundreds and hundreds of cases have accumulated in certain parts of the province, which cannot be and could not be tried for want of Magistrates to preside as Chairman, as Presidents, and this ordinance has to be issued to give powers to the Deputy Commissioners to have S. D. Ms. I hope the Government was perfectly justified in its estimation. This ordinance was issued on the 25th May of last month and could not be reached, could not be considered, could not be passed by this House for full one month. Today is the 29th of June. Full one month has passed when this ordinance has been reached, and this resolution is before this House. The Government had genuine apprehensions that probably this may not be passed within a reasonable time during this Session and, therefore, the Government thought that the only way was, and which as has been repeatedly said by me and my leader and the Leader of the House here is also one of the constitutional ways to make legislation, to issue this ordinance. I hope this House and my colleagues here on my right hand side will join hands with me and after they have said what they want to will assist me and this House in passing this ordinance, this resolution to-day unanimously.

Mian Abdul Latif (Sheikhupura-1): Sir before I make my submissions before this House I should extend my heart-felt thanks to the worthy Law Minister for the learned discourse he has given this House over the virtues and merits of the Criminal Law (Amendment) Ordinance, and also something about the justification for issuing it in the form of an ordinance.

Before I make my submissions I may at the very outset say that I am not in the least convinced about what my learned friend had said about the justification of this Ordinance. If you will kindly look into the history of this Act you will recall that this Act was passed by this House in April 1963 and when this Act was first brought in, very vehemently and tenaciously we fought, and we fought with our backs against the wall, to suggest and to pursuade them to give that very important legislation serious thought and consideration either to refer for public opinion or at least to send it for consideration to a Select Committee. For nearly three days we fought for it because we knew that that this was the most important piece of legislation which this House was asked to enact but we were opposed. The result was that the House was put with as many as 340 amendments proposed by the Members and nearly 35 of those amendments were accepted by the House. It was such an important piece of legislation. At that time we submitted, we entreated and suggested them to be careful in legislation. The Penal Code was drafted in about five or six years by Lord Mecaulay and for 100 years it was used all over the continent without the change of a comma or full-stop. Law must always be perfect and our grievance was that we were rushing through legislation desperately and hurriedly without thinking that this was to govern the courts, the litigants and their conduct. The result was that within six months this very Cabinet came forth with an amendment in the form of an Ordinance in November of the same year. This very important piece of legislation, Criminal Law Amendment Act, was amended by the Governor on their advice, I suppose and that was approved by the House. Hardly six months passed and on the 25th of May this year, when the Assembly had been summoned and some of us on our way to Lahore and some of us had reached Lahore, agenda was prepared and the Law Minister thought fit to advise the Governor to issue another Ordinance to amend the Criminal Law amendment Act. So, justification to issue an Ordinance is taken away by the chronoligical order of this event. My friend has said one word about the justification for resorting to this extraordinary method of legislation that it was due to the reason that hundreds

and hundreds of cases were accumulated with the Districts Magistrates and they could not dispose them of. I must not put any motive and I must not use unparliamentary language but I challenge him to quote a single court in which hundreds and hundreds of cases are accumulated Are we a province of criminals? Is there any district where it is only the criminals who reside and the District Magistrate has to deal with thousands and thousands of cases? It is a wrong statement in order to bring a colour of justification for the passage of this Ordinance. It is wrong to say that the District Magistrates or Section 30 Magistrates or the A. D. Ms. could not cope with the heavy amount of work. I don't want to use a stronger language than that. Sir, it is our misfortune that very frequently we have to deal with this very problem. What can the Opposition do? Despite best efforts and most sincere intentions we have not been able to pursuade the ruling party to see light and wisdom in this respect. All that we can do is to speak to the nation through you and at the most, shed a few tears over the misfortunes of this province. Little, Sir, we knew in 1945 that after attaining independence, after becoming sovereign, we shall be dealt with such scorn and contempt by our own servants. We could not possibly imagine that our own Governors and our own Ministers will come down on us to take away, by force of law, our liberties and our privileges. We could never imagine that they would ride rough shod with such great severity But what happens today? They are operating and functioning not as the spokesmen of the people of the Province, not as the leaders of this Province but as heirs and successors to Lord Curzon and Lord Dilhouzi. To Do what? Not to raise the people outside and not glorify them but to enslave them, to take away their liberties and to treat them just as a pack of animals to be driven at their behest.

Now, We have this Ordinance. In the beginning I drew your attention to certain facts. Here is the Preamble which says.

> "Provincial Assembly of West Pakistan is not in session and the Governor of West Pakistan is satisfied that circumstances exist which render immediate legislation necessary."

My friend, the Law Minister, very clearly knows that the power to issue Ordinances is not an unfettered and unrestricted one. There is no license given to the Law Minister to advise any moment to the Governor to issue Ordinance.

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): Point of Order, Sir.

The member is repeatedly quoting the Law Minister having advised the Governor to issue this Ordinance or that Ordinance. May I with all the respect and humility request the member, through you, that it is not the Law Minister who advises the Governor under the rules of business. It is the entire Council of Ministers who do so. Therefore, I would request you, Sir, that the member might be corrected. He should read the rules of business and then quote me. If he thinks by his utterances he means to convey the dis-credit to me as the Law Minister and by that he feels happy, I have no objection but if he is not well informed about the Constitutional position I would request him to correct himself.

He may, by all means, quote the Government, quote the entire Council of Ministers but I, as an individual, have absolutely no say in the matter.

Mr. Speaker: The Minister wants to say that he is not all alone in this matter.

مسٹر حمزہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر ۔ محترم وزیر قانون نے جو وضاحت کی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے جیسے وزرا کی کونسل کے سامنے جب یہ ہنگامی اجلاس مسودہ قانون پیش ہوا تھا تو انہوں نے اسکی مخالفت کی تھی ۔

Mr. Speaker : This is no point of order .

Mian Abdul Latif : I am grateful to the Law Minister for enlightening me on the real position about the advice which is generally given to the Governor about the issuance of the ordinance. I may assure him that I have got very great respect for him. I am not given any discredit for anything wrong done by the Government through him alone. When I refer to him I mean the Government and the Law Departmont, but not Mr. Memon He is my brother; perhaps my elder brother and I have very great respect for him.

I was submitted that the power-given by the Constitution to the Governor to issue an ordinance is not unrestricted, is not unfettered. Almost all the Ministers in the Cabinet know that it is rigidly fettered and restricted. It is only certain circumstances under which he can issue an ordinance; and not otherwise. Otherwise the normal course for the Cabinet is to draft a bill and place it before the Assembly and have it passed from this House. Then afterwards, the Governor gives his assent. Here he passes a law and we are forced to stamp it as good for the country. What are those circumstances under which he can issue an ordinance?

Minister of Law : There is absolutely no force. You are free.

Mian Abdul Latif : As I had frequently said, there is one thing which the Government must keep in view before advising the Governor and that is that there are really serious circumstances which impel the Governor to issue an ordinance and the Governor cannot then wait for the Assembly to come into session. This is the condition, a very restricted condition, very rigid condition, the pre-requisite for resort to Section 79. If the Assembly is in session, can the Governor issue an ordinance? Absolutely not. But when the Assembly has been summoned, people either in the 'Pipals' House or on their way to Lahore, can you then also issue an ordinance? The Preamble, kindly permit me to say, gives, if not a dishonest version, at least a distorted version. If the Preamble is incorporated, as in fact it is, then it is a violation of the constitution, it is a violation of the Oath of Office taken to preserve and show respect to the Constitution. It is a crime against the people. It is a crime against this House, it is a criminal trespass on the privileges and rights of the members of this House.

Minister of Law : It is a constitutional trespass, if at all.

Mr. Speaker : And not a criminal trespass.

Mian Abdul Latif : You will kindly agree that our rights and privileges are very limited under this sacred Constitution. We can only enact some laws and if these rights are taken away, what remains of this House. We are reduced to an ignominious level of persons to put rubber stamp, a mere slave to sit, stand and salute at the behest of the ring master. Are you pleased at this state of affairs? I hang my head in shame over what sort

of things are happening here inside this House and outside this House. Mr. Speaker; one question worries me very much and very frequently agitates my mind. I generally put a question to my own self, for whose benefit, for whose advantage do they issue these ordinances? Does it do any good to the Governor ; does it do any good to the Cabinet, does it do any good to this House? The answar is only one-and there cannot be any two opinions. No, it does good to none. It g ves them black name, it gives them black faces. People call these laws black laws. We must all remember that by this conduct history will condemn us as the enemies of the people and enemies of the liberties of this House and we shall always be remembered as such. One thing more. I am not in the habit of issuing or making challenges to anybody, much less to the Cabinet, but on a single case I hold out a challenge in all humility and in a very humble way. They say and assert that there were serious circumstances which justified the issuing of this ordinance. Granted, Sir, you are perfectly right. I challenge you to take this proposition to the Supreme Court of Pakistan and have a verdict from them and if they find that the Governor was satisfied that in fact there were circumstances which justified immediate legislation, I shall resign my seat (*Hear, hear from the Opposition benches*). I shall resign my seat, I shall resign my seat, and if the Supreme Court finds that resort to Section 79 was uncalled for I will not ask you to resign; I will not ask you to resign. But kindly have for the benefit of the people, for the benefit of the Province, a finding from the Supreme Court that you were justified in advising the Governor to issue the Ordinance, I shall pay your cost from my own personal pocket. If I win I will not ask you to pay my cost.

Then, Sir, I have a word to submit to my colleagues on the left. They must have realised the contempt with which they are being treated by the Government in this respect.

عزو من تشاء وتزل و من تشاء

They are not here because of the Government ; they came here not with the help of the Government. They will stay here desp te the Government and in the future elections, If God wants them to come here, they will come despite the wishes of the Government. If God does not want them to come, ten thousand Ministers are not going to help them. Then they must work and they must use their conscience either to support this Ordinance or to oppose this Ordinance. I suppose, it will be in our own interest if we tell the Government that we have our own conscience, we have our own self-respect, if not for anything else, at least for our own self-respect we shall oppose this Ordinance. Give the country a good precedent.

Now, Sir, there is another thing. Sir, generally, people outside this House put certain questions. An intelligent Professor was talking to me the other day. He was travelling from Lahore to Lyallpur. On the way he incidentally found that I was a Member of this House. He said, "Mr. Latif, is Ordinance-baazi the only game, the only duty and the only job of this great Cabinet? Have they nothing else to do? Are they satisfied with what is going on and taking place outside the House?" I had no answer to give. I was rather sorry. Then the talks centered round certain other aspects. We are living in a world wherein we cannot live by ourselves. They must realise that the time is fast running out. India for them and for their heads is raising an army of twenty lakhs. If they say six lakhs it is a lie. By the middle of 1966 the quota of twenty lakhs will be complete. With the help of Russia they are building a MIG factory which will be complete by about 1968. With the help of Britain they will be building tanks, with the help of France the will be manufacturing missiles. With the help of

other countries they are building six new ordinance factories which will be in operation before the end of 1965. All this is going on. For whom? It is not for China. Indians, whatever their equipment and preparation and whatever promises of help coming from all parts of the world, will not attack China. They cannot attack China. But the the day is not far off when on a small pretext they will invade you, and they will call it a Police Action. And what are you doing Sir. It is not the duty of the Field Marshal alone to defend the country. One man may not be able to do it. Your Army-a small army of three lakhs-will not be able to stand against six lakhs.

Minister of Law : Question.

Mian Abdul Latif : The Russian Army of forty-five lakhs could not stand against Hitler for six months. It was the great nation of Russia which stood against the onslaught of Hitler. Which army can stand against the large army of the aggressor? It is the Pakistanis and the Pakistani nation alone which would fight to the last against any aggression. It may come from East to West. They are under the illusion that the civil population has no hand in the defence of the country. Forget those days when armies used to fight. You and I will have to fight not in the House but in the lanes, in the rivers, in the planes and on the border. And if you are not prepared for it then God help us. Keep these things in view. Prepare yourself, prepare your country for that eventuality. I give you a warning that you must prepare before it is too late. Before the end of 1966.....

Minister of Law : Sir, are we considering the Ordinance or preparation of war?

Mr. Speaker : The member should come to the Ordinance.

Mian Abdul Latif : Sir, there are bigger problems which you must attend not only this Ordinance-baazi. You must appreciate my argument..

Major Sultan Ahmad Khan : They are instead weakening the nation.

Mian Abdul Latif : Now, Sir, I have been commanded by the Chair to come direct to the Ordinance. Perhaps you mean that I should come to the Clauses of the Ordinance because I was already dealing with the Ordinance.

Sir, the first change which became suddenly necessary was that the Government has now assume powers to just by a notification in an official gazette, extend the operation of this Act to any area specified in the Third Schedule, and exclude its application from any area to which it extends. Sir, it is our misfortune there is no end to our misfortunes. This is a Province where we have three types of law. There are certain areas which have been under the Frontier Crimes Regulations where it is still in force. There are others where its younger sister, the Criminal Law Amendment Act is in force. And the third category is called the 'Ordinary Law.' They believe in these things. They do it and we cannot stand against them.

Mr. Speaker : What would the member call an ordinary Law?

Mian Abdul Latif : An ordinary law is an ordinary law.

Sir, I think it is the privilege of this House and this House alone to enact laws for any part of the Province. The Government by this Ordinan-

ce has taken away this right. If the FCR is to be taken away I will concede these things. If they want to take away the FCR from any part of the country let them use this power. But this power they will never use They will not take away the FCR from any part of the country. They would love to extend the operation of FCR to other parts of the country. Do you know Mr. Speaker I suppose you know-that FCR was extended down to the River Ravi to Sheikhpura District which is not a criminal District and they say it is a very civilized District. FCR was even entended to this end. And on this side of the border we touch the border of India. It means that from Darra-e-Khyber right upto the borders of India they want the application of the FCR. Sir, I grant them that power if they want to use it. If they take away the FCR from other parts of the country I shall be grateful. Here, Sir, they are assuming the powers to extend the operation of this Act to any area specified in the Schedule or exclude its application from any area to which it extends. This clause is very very mischievous. Now Sheikhupura, Gujranwala, Sialkot and Lahore are free from the operation of the FCR but this Act is in force there. If they take away the application of this Act what comes? - the FCR. Will the House like it? what will happen? He gives thought to it? If once they remove the application of this Act from Lahore then comes in the old hated document-the FCR. That would be a bad day for this Province.

Then, Sir, the second Clause. I have no dispute with the learned Law Minister about the addition of another functionary Sub Divisional Magistrate along with the District Magistrate to function as Chairmen of the Tribunals. But the other clauses (b) of Section 4 where the words "by rotation" has been omitted: Sir seemingly it appears to me an innocent change which they want to bring about. But kindly analyse the fear and see how it will operate. For whose advantage, for whose benefit? That is a thing I shudder to imagine.

Mr. Speaker, a good law is that law where the discretion of the functionary is reduced to the minimum. But if you enlarge the scope of his discretion and give him unfettered powers to do what he likes and what he considers fit that leads to anarchy, slaughter of justice and mal-administration. You are digeing pits for others. But mind you my brother representatives, now in the Cabinet, who knows who might fall in it.

Then you will weep over this day, when you have eliminated this world. This world is changing fast. You don't know what shape of things can take tomorrow. Today you are riding very very rough-shod over everything which comes your way but tomorrow some might see different things.

Now Mr. Speaker suppose 'X' is under trial and A, B, C, D, & E are according to the register available for sitting on the tribunal as memoers. My brother says that sometimes it so happens that one of the members is related to or is very friendly and intimate with the accused that justice becomes impossible and it becomes necessary to replace one of them. But Sir do you see the Act? Does it say so? If this is your intention, could you not say so clearly in the Ordinance and restrict the use of discretion by the District Magistrate? No; he has given a licence to do something more severe, to play mischief with the accused and the course of justice. What will happen Sir? 'X' is not on good terms with the Government, 'X' is not on good terms with the Superintendent of Police or he is not on good terms with the local administration; then they find that A, B, C, D, are persons of integrity, of intelligence, they are god-fearing people; by mistake somehow they come on the register; very bad now. The District

Magistrate now has no power to exclude them. Unless there is an objection from some party which could say that they were bad people, they could not be removed. Now my friend has given a handle to the District Magistrate to exclude them without giving any reason to bring in E, F, G & H. known criminals, known 'russagirs', known yesmen of the district, history sheeters. They may not be previous convicts Sir but my brothers will bear me out that all of them are not noble people, all of them are not men of integrity. They will choose vicious people for bringing about, not justice, but the conviction of one single man. Sir you may give it any name. If I say this is prostitution of power, somebody will say this is unparliamentary but that it is. Shall we permit them to do that type of thing in the administration of justice, to play with the liberties of the people to bring about anarchy. That is a state of affairs which we must all rise and revolt against. At least Sir there is a limit to which we want people to go. I appeal to my brothers on that side that they should realise that limit has come. Here the Government is giving powers to their functionaries, to their subordinates, to do indiscriminate justice, the foulest possible thing. We must resist it with all the force at our command. We must fight against this tendency.

Now Sir there is another clause, section 6. My friend was Sir referring to this very difficulty and in this respect I have to draw your kind attention that when we framed this Act we could visulise this difficulty and we made a provision in this Act to deal with that eventuality. The District Magistrate was to forward to the accused a list of members on the tribunal and then we gave powers to both parties prosecution as well as the defence to make objections against any particular member of the tribunal and if the prosecution was satisfied that one member or two members related to or in any way connected with the accused, this could conveniently be brought to the notice of the District Magistrate and he could exclude them. So Sir in the presence of this provision, it does not lie in the mouth of the representative of the Government here to say that to cover up that difficulty we have brought in this amendment. The idea Sir is different. It is not hidden from anybody ; it is anybody's guess. What they would do after bringing this amendment.

Now Sir in sub-section (4A) of Section 8 they have brought in by ordinance a wonderful amendment, a very very great amendment without which sky must have fallen on this earth. Mr. Speaker Sir when drafting the Act we used the words "Criminal Procedure Code 1898," and now the Law Department, in all its glory and greatness, suggests a change that it should be the "Code of Criminal Procedure 1898." I ask my friends on that side, lawyers adorn the Cabinet benches - was it necessary? Could we not do without this change? Should you resort to an ordinance for bringing about this change? It was absolutely uncalled for. It was not at all defective. You may call it the Code of Criminal Procedure or the Criminal Procedure Code, it makes absolutely no difference. The idea was clear, the intention was clear; there was no confusion in any Court or in the mind of any litigant or in the mind of any lawyer.

And then Sir Section 13, sub-section (2) has been omitted. You will kindly see what that sub-section is—

> "13(2). No person shall be required to execute a bond under this section for a period exceeding one month, save on the recommendation of the Tribunal to be constituted in the manner provided in sections 4 and 6".

Under the old law it was not open to the District Magistrate to detain a person for a period longer than one month. Now the Cabinet in its wisdom has advised the Governor to eliminate this clause. The result will be that there will be no limit to the period over which a man can be detained. Another lacuna, another circumstance over which we may all sit together and weep is.....

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ ایوان میں گورنمنٹ کی فوج ظفر موج کے صرف انیس ممبران بیٹھے ہیں اسلئے ہاؤس کورم میں نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : The House is not in quorum. Let the bells be rung.

(*Quorum bells were rung*)

Mr. Speaker : The House is in quorum. Yes, Mian Sahib.

Mian Abdul Latif : Lately, Sir, even in the very very old ages, centuries back, the tradition was that the Government never assumed the rule of a judge. I have gone through the jurisprudences of several countries but very rarely do we come across provisions of this type, the type of which I shall presently refer. It is Section 24. Here, Mr. Speaker, wonderfully enough, the Government is assuming the powers to sit as a judge to determined the amount of sentence to be awarded to an accused person. I would lovingly and gladly grant them the power because the law has already given them the power to remit, to commute or to reduce a sentence but nowhere in any civilized country the Government seeks the power to come in as a judge and enchance the sentence of an accused person. It is here in West Pakistan that we come across the desire on the part of the Government to take this power of a Jirga. The Government is itself becoming a Jirga. There is this Section and my friend says, how innocently, that it is intended against smugglers. If that were the intention of the Law Minister or the Council of Governor, is there any dearth in English language of words and sentences that you could not compile a sentence to restrict the use of discretion of this Section to that class of offenders only? You want power for all cases but by telling us a wrong thing that you want to use it against smugglers. Don't befool anybody. People can understand very well, people can read through the lines and people can read through the walls today. They understand your intentions and I dare say that your intention is to use this discretion only against your political opponents and not against other criminals.

Minister of Law : Can the member quote a single instance, till today in which any case has been sent before a Jirga on account of political considerations?

Mian Abdul Latif : Mr. Abdul Baqi Baluch.

Mian Muhammad Akbar : Mr. Abdul Baqi Baluch is a living example.

وزیر خزانہ ۔ جناب والا یہ جو انہوں نے الزام لگایا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(Interruptions)

Mr. Speaker : Order please.

Minister of Law: It was under Frontier Crimes Regulation and not Criminal Law Amendment Act.

Mian Muhammad Akbar: Do you want more instances?

Minister of Law: Yes.

Mian Abdul Latif: Sir it is not a question over which we should quarrel. It is not a controversy of that type. I don't doubt the intention of the Law Minister. I accept his word but, very humbly, I would request that you say that you mean to deal with smugglers by obtaining these powers from the House. Why don't you say so in the Act?

Minister of Law: I never said that this Act will be used only in respect of offences of smuggling. I only quoted an offence of smuggling which came to the notice of Government for which very inadequate sentence was awarded and the Commissioner had refused to enhance it. Therefore, the Government thought it fit to assume those powers. That was only an illustration which I gave. I never said it will be used exclusively in respect of smuggling cases and no other cases. I accept, as the member has said, that the Government shall fail to exercise its powers in respect of all offences, under the Schedule, if they find that the sentence which has been awarded is inadequate.

Mian Abdul Latif: My stand is clearly vindicated. When speaking about the merits of this Ordinance, my friend had restricted him only to cases of smuggling and my apprehension was that smuggling is just a pretext. They want to obtain this power to be used only against their political opponents. These powers, I can assure you and, through you, the Members of this House, will never be used against smugglers because they are their bossom friends. They will never use it against criminals and depraved persons. Take the case of Mr. Baqi Baluch. How stunningly, this youngman, this hero was convicted in a few minutes in a Jirga. I think, in seven minutes the man who convicted and that history they want to respect everywhere and in every district for their political opponents. If that is not the idea then they can specify the class of offenders against whom they want to use that power.

Mr. Speaker: Please conclude.

Mian Abdul Latif: I am always eager to obey your orders, Sir. Before concluding I would request these gentlemen sitting on the opposite side, because we can't do anything except to request, that in your own interest and for the sake of the people outside, for the sake of posterity at least, they should refuse to assent to this Ordinance. Throw it out and save your own faces, save your own nose and save your skin.

میاں محمد اکبر (گجرات ۔) — جناب والا ۔ جب کبھی بھی میں ویسٹ پاکستان کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ کا نام سنتا ہوں یا جب کبھی یہ نام زیب داستان بنتا ہے تو میرا سر شرم اور ندامت سے جھک جاتا ہے ۔ میں خوف کے مارے کانپنے لگتا ہوں ۔ جناب والا ۔ شرم اور ندامت اس لئے محسوس کرتا ہوں کہ یہ لنگ

انسانیت قانون جو مہذب دنیا میں ایک گالی کی حیثیت رکھتا ہے اور جو کہ مہذب دنیا کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے اس اسمبلی نے پاس کیا کہ جسکا بدقسمتی سے میں بھی ایک ممبر ہوں اور اس اسمبلی کی بے رحم اکثریت پر عوام کی گردنوں کا یہ پھندہ بناتے وقت میری فریاد کوئی اثر نہ کر سکی اور میری زبان ان پر اثرانداز نہ ہوئی۔ جناب والا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس ننگ انسانیت قانون کے بنانے میں میں بھی تھوڑا بہت مجرم ہوں۔ اس کے بعد خوف اس لئے طاری ہوجاتا ہے جناب والا کہ اس ننگ جمہوریت قانون کے پاس ہو جانے کے بعد میں صوبہ کے دیگر کروڑوں عوام کی طرح میں صحیح طور پر یہ محسوس کرتا ہوں ایک پاکستانی شہری کی حیثیت سے کہ عدلیہ کی جو حفاظت اور پشت پناہی مجھے حاصل تھی وہ اس قانون کے پاس ہو جانے کے بعد یکسر چھین لی گئی ہے اور میں انتظامیہ کے رحم‌وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہوں۔ اس نااہل انتظامیہ کے رحم‌وکرم پر کہ جسکے اشتراک عمل سے حکومت کے کسی حاشیہ نشین کی ایک نگاہ سے اس قانون کی تلوار کو حرکت میں لا سکتے ہیں اور کسی بھی غریب اور ناکردہ گناہ کو مضروب کر سکتے ہیں۔

جناب والا ماضی میں تو ایسے قانون ہمارے انگریز حکمران بناتے تھے تا کہ وہ ہمیں رسوا اور ذلیل کر سکیں اور ہماری غلامی کو دائمی بناسکیں۔ انگریزی حاکمیت کے ایسے قانون کے کوڑوں کے نشان ابھی تک ہماری قوم کی پشت پر عیاں ہیں وہ جناب والا ان کی ''کس'' ابھی تک ہماری قوم محسوس کر رہی ہے۔ کیا یہ ستم ظریفی کی انتہا نہیں ہے۔ ہماری بدقسمتی نہیں کہ آزادی کے بعد ہماری اپنی حکومت ایک ایسے قانون کو ترتیب دیتی ہے ایک ایسے قانون کو بناتی ہے جس کی مثال انگریزی استبداد میں بھی نہیں ملتی۔ یہ ایک ایسا کوڑا ہے جو انگریزی استبداد میں

سب سے بڑا کوڑا تھا اور جناب والا ان کو غیر ذمہ دار ہاتھوں میں دے دیا گیا ہے جو کہ غریب عوام کی پشت ادھیڑ کر رکھ دیں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ ایسے کوڑوں کے ہوتے ہوئے ہماری قوم کبھی بھی اپنی کمر سیدھی نہیں کر سکے گی۔ ابھی ابھی جناب محترم وزیر قانون صاحب نے چیلنج کیا ہے کہ یہ قانون سیاسی اغراض کے لئے استعمال نہیں کیا گیا اور اگر انہیں کوئی مثال بتائی جائے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ قانون اپنے سیاسی حریفوں کے خلاف استعمال کیا جاتا رہا ہے یا کیا جائے گا تو اس ضمن میں میں بجٹ کی بحث کے دوران اپنی تقریروں کا حوالہ جناب وزیر قانون صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس میں میں نے یہ بیان کیا تھا کہ ہمارے ضلع میں ایسے سیاسی حریفوں کو دبانے کیلئے استعمال کیا گیا۔ ایک سیاسی شخصیت نے اپنے سیاسی حریف کے صاحبزادے کو دبانے کیلئے اسکو استعمال کروایا اور مجھے خوشی ہے اور میں یہ ماننے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ محترم وزیر خزانہ اور لیڈر آف دی ہاؤس نے ایوان میں تسلیم کیا کہ واقعی یہ ناجائز مقدمہ بنایا گیا اور اسے جرگہ کے سپرد کرنے کی سفارش کی گئی لیکن وزیر خزانہ نے خود کمشنر صاحب کو ٹیلیفون کیا اگر یہ مقدمہ جھوٹا ہو تو اسے جرگہ کے سپرد نہ کیا جائے۔ چنانچہ کمشنر صاحب کی رپورٹ موجود ہے کہ یہ مقدمہ جھوٹا بنایا گیا ہے اور میں یہ بات شکریہ کے ساتھ کہنے کو تیار ہوں اور وزیر خزانہ کا ممنون ہوں کہ انہوں یہ حکم دیا کہ یہ مقدمہ جرگے کے سپرد نہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ کئی ایک اور مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ جہاں ہمارے ضلع میں یہ قانون جو سیاسی حریفوں کو دبانے کیلئے استعمال کیا جارہا ہے میں تو یہ کہوں گا کہ ہمارے ضلع میں یہ قانون افسانہ آزاد کے مشہور کیریکٹر خوجی کی کرولی بن کر رہ گیا ہے۔ خوجی کو جب کسی پر غصہ آتا تھا وہ کہتا تھا لانا

میری کرولی میں ذرا اس کی مرمت کروں۔ ہمارے ہاں جب بھی ہم پر غصہ آتا ہے وہ کہتے ہیں ذرا اسے ایف۔سی۔آر میں پھنسا دو اور اس پر ویسٹ پاکستان کریمینل لا امنڈمنٹ ایکٹ لگانا تاکہ ان کے ہوش درست ہو جائیں۔ آج کل ہمارے ہاں الیکشن کی تیاری ہو رہی ہے اس میں وارڈ بنانے ہیں ووٹ درج کرنے میں دھاندلی ہو رہی ہے لیکن عوام کو اس قانون کا ڈراوا دکھلا دکھلا کر اس قدر بزدل بنایا گیا ہے وہ بیچارے اس دھاندلی کے خلاف شور بھی نہیں کر سکتے۔ کوئی فریاد بھی نہیں کر سکتے اس پس منظر کے ساتھ یہ جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس کے متعلق چند گذارشات پیش کرتا ہوں۔ یہ ترمیم موجودہ جو قانون اس کو مزید سیاہ اور مزید گھناؤنا بناتی ہے یہ ایسی ترمیم ہے جس کا کریڈٹ وزیر قانون بھی لینے کو تیار نہیں۔ بلکہ میرے محترم بزرگ میاں عبداللطیف صاحب نے اپنی تقریر کے دوران وزیر قانون کا نام لیا انہوں نے یہاں explanation دیا کہ میں اکیلا اس آرڈیننس کو جاری کرانے کا ذمہ دار نہیں ہوں انہوں نے اسکی ذمہ داری تمام کابینہ پر ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں یہ کافی اور واضح ثبوت ہے۔ یہ ایسا قانون بنایا گیا ہے یا ایسی ترمیم اس ایوان میں پیش کی گئی ہے جس کا dis-credit لینے کو کوئی وزیر تیار نہیں ہے۔ تو اس کی سیکشن ۲ میں یہ درج ہے اور میں آپ کی خدمت میں پڑھتا ہوں۔

"(ii) In clause (b), the words "by rotation." shall be omitted,

پہلے یہ گنجائش تھی کہ ۶۰ کے قریب میرے خیال میں جرگہ کے ممبران تھے اور ہر ایک ضلع میں مختلف پینل بنائے گئے اور وہ باری باری جرگہ کے مقدمات کو انہوں نے سننا تھا۔ یہ احتمال ہو سکتا تھا کسی ایک پینل میں کسی ایک جرگہ کو ترتیب دیا جائے اس میں کوئی باضمیر کوئی انصاف پسند ممبر بھی آ سکے جو کہ حکومت کے افسران کے اشاروں پر ناچ نہ کر سکے۔ اس

ذرا سی apprehension کو مٹانے کے لئے کہ کہیں ان کے اپنے نامزد کردہ ممبران میں سے کوئی ایسا خودسر ممبر نہ نکل آئے جو ان کے اشاروں پر ناچ نہ کر سکے اسلئے یہ ترمیم لائی گئی ہے۔ اب rotation کی ضرورت نہیں اب ڈپٹی کمشنر جسے چاہے اسکو پینل پر نامزد کردے اور یہ ضروری نہیں کہ تمام ممبر باری باری جرگہ کی کارروائی میں حصہ لے سکیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ ترمیم اس لئے لائی گئی ہے کہ مناسب مقدمات میں مناسب آدمیوں کو شامل کیا جائے اگر ایک آدمی کسی مقدمہ میں ماخوذ ہے اسکے دشمن کو وہاں نامزد کر دیا جائے تا کہ سیاسی دشمنی اس جرگہ کے ذریعہ سے نکال سکے۔ بچارا جو ملزم ہوگا۔ جس پر الزام ہوگا وہ شکایت کرنے کا بھی روادار نہیں۔ اسے فریاد کرنے کا بھی حق نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ جو ترمیم لائی گئی ہے یہ درست نہیں ہے۔ اس کے بعد میں حضور والا کی خدمت میں انڈک سیکشن ۱۱ پیش کرتا ہوں۔

"After section 24 of the Act, as so amended, the following new section shall be inserted, namely :—

"24—A. Nothing in this Act shall be deemed in any way to affect the powers of the Provincial Government under sections 401 and 402 of the Code Criminal Procedure, 1898, in respect of punishments imposed under this Act."

جناب والا۔ سیکشن ۴۰۱ اور ۴۰۲ ایسی ہیں جس کے ذریعہ سے گورنمنٹ کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی کی سزا میں تخفیف کرسکتی ہے۔ عام حالات میں یہ قانون موجود ہے اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے بلکہ میں سمجھتا ہوں بعض اوقات یہ ضروری دفعات آجاتی ہیں لیکن جیسا کہ بارہا میں نے الزام لگایا ہے اور ہم نے مثالیں دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ قانون اپنے سیاسی حریفوں کے خلاف مقدمہ بنانے کیلئے لایا گیا ہے۔ اس کو اسی بات کیلئے ترتیب دیا گیا ہے ہمیں ڈر ہے اور قوی خدشہ ہے یہ اختیارات جو گورنمنٹ لے رہی ہے اسے اپنے سیاسی حریفوں کی ضمیریں خریدنے کیلئے استعمال کیا جائے گا۔ جناب والا اگر

کسی کا کوئی سیاسی حریف کسی ضلع میں کسی مقدمہ میں ماخوذ کیا جاتا ہے اور اسکو جرگہ کے سپرد کیا جاتا ہے پھر مقدمہ کو جرگہ کے سپرد کر کے سزا دلوائی جاتی ہے یہ پیش کش کی جائے گی ہمارے پاس ۴۰۱ اور ۴۰۲ کے اختیارات بھی موجود ہیں اور ہم اس جرگہ کے تحت سزا کو معاف کر سکتے ہیں اگر تم راہ راست پر آجاؤ - ہماری بات مان لو - توبہ کر لو ہم دفعہ ۴۰۱ اور ۴۰۲ کے ذریعہ معافی دے سکتے ہیں - بعض لوگ نہیں آئینگے - وہ پہلے ہی راہ راست پر ہیں -

تو جناب والا - ہمارے یہ قوی خدشات ہیں کہ یہ ترمیم جو لائی گئی ہے - یہ اس سیاہ قانون کو سیاہ تر بنانے کے لئے لائی گئی ہے - بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ پہلے یہ تلوار زہر میں بجھی ہوئی نہ تھی - اب اسے زہر میں بجھایا گیا ہے - تاکہ اگر تلوار کی کاٹ کاری نہ ہو - تو اسکا زہر اثرانداز ہو سکے - اور کوئی شخص کسی طرح بھی بچ کر نہ نکل سکے -

Mr, Speaker : Mr. Humza.

(*At this stage Mr. Ahmad Saeed Kirmani rose to Speak*)

Mr. Speaker : If you don't mind Mr. Hamza I will give the floor to Mr. Kirmani. He was just behind Mian Akbar and I could not see him. He has to go and he had specially asked me to give him the floor.

Syed Ahmad Saeed Kirmani (Lahore-V) : Sir, I am thankful to you for having provided me with an opportunity to speak before Mr. Humza. I am also thankful to Mr. Hamza for having helped you in acceding to my request.

Sir, you are well aware that we have never welcomed the West Pakistan Criminal Law Amendment Act. The reasons are not personal. The reason are that the people whom we represent do not welcome that measure. But now that is an old story. The fact is that this Act is on the Statute Book. Now, if any Amending Ordinance is brought by the Government with a view to democratize it or to soften it to the advantage of the citizens we will not be reluctant in extending our cooperation. But unfortunately the case is otherwise.

Now, Sir, this Ordinance is composed of 12 sections in all and barring four sections-namely Section 6, Section 7, Section 8 and Section 10-the rest of Sections made that Black Law more black, made that repressive law more repressive.

Minister of Law : Two nagatives made one positive.

Syed Ahmad Saeed Kirmani: Had the Ordinance been mainly composed of these four Sections-Sections 6, 7, 8 and 10 - I would have gladly extended my support. But as the other Sections are of a very reactionary nature I am constrained to oppose the Ordinance as a whole. The difficulty on my part is obvious : that under the existing law and rules relating thereto I cannot move any amendment. Either I have to swallow this Ordinance as a whole or I have not to swallow it and reject it. So, the only wise and sensible course open to me is to reject it and ask the House, through your good offices, to ponder and not to permit the House to pass this ugly law.

Before I deal with this Ordinance Section-wise the argument that strikes to our mind is that whatever has been said by the Members sitting in this House was more than correct. The Members have been saying that it is not a wise policy to make laws through Ordinances. Sir, we are now more than convinced that this is a very improper policy on the part of the Government.

Now, Sir, kindly appreciate that the principal Act was enacted on the 19th of April 1963. Then came the first amendment on the 24th of November, 1963.

Khawaja Muhammad Safdar : In the shape of an Ordinance.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : In the shape of an Ordinance. I am thankful to the Leader of the Opposition for the correction. The second amendment, that too by an Ordinance, came on 13th April 1964. And the third, i. e. the present one, came on 25th May, 1964. So, within a period of one year there three major amendments to this principal Act.

Now, kindly see, Sir, that we are conversant with many important Acts which are on the Statute Book There have been amendments to these Acts from time to time but there never have been such speedy and hasty amendments and that too through such small periods as is the case with the Act under discussion. The difficulty is that we have been urging, not in our own interest but in the interest of the Institution which we happen to represent, that we should always give preference to Legislature-made laws over Minister-made laws. An Ordinance is nothing but a Minister-made law. The Acts are Legislature-made laws. But we must admit our failure that we have not been able to convince our friends sitting on the other side of the House. There may be genuine difficulty on the part of the Government but so far we have not been able, at least, to convince ourselves that they could not do but to bring this measure through an Ordinance.

Now, Sir, I would deal with some of the Sections which are repugnant to all law-making principles. For instance take Section 2. It is the second Amendment of Section 2 of the principal Act. Now, they have said :

> "Government may by notification in the Official Gazette, extend the operation of this Act to any area specified in the Third Schedule or exclude its application from any area to which it extends."

In all good Acts such provisions do not figure. Once a decision is taken that a particular law is good for the people, it is endorced in the area in which it was intended. But in very rare cases we notice in good

laws that such a provision is incorporated. Sir it is true that with the passage of time jurists have devised, besides law-making through legislature, the method of making laws through executive bodies, conferring powers of law-making on the executive bodies. That is true that device has been universally accepted as a useful one, which we normally call in legal terminology as the device of delegated legislation, but again here this is no delegated legislation that you are conferring this power on the executive to make this law applicable to an area or to withdraw its applicability. The concept of delegated legislation is offended by this section. The concept of delegated legislation is that in order to carry out the purpose of the Act some power is given to the executive government by way of making the rules, but there we notice that that power is not being delegated. Instead whatever is rightly the due of the legislature is being transferred to the executive. This is very unfortunate and it offends against the concept of delegated legislation.

Then Sir, I will deal with section 3. I don't mind the insertion of sub-section (i) but I have serious objections to sub-section (ii) of section 3 it says :—

"3(ii) in clause (b) the words "by rotation" shall be omitted"

Now Sir you have made rules under this Act and under these rules you have provided that only men of integrity having requisite educational qualifications and representing various interests would be nominated on the tribunals, commonly known as jirgas When you are yourself saying that only qualified people will be serving on the jirgas, then I really wonder why are you insisting for providing power to the Government by which Government is left with the discretion to deprive any particular person from serving on the tribunal. Once the Commissioner asks the District Magistrate that you submit to me the names of persons who are honest, who are men of integrity, who can serve the interest of justice, then where is the necessity of leaving again the matter to the District Magistrate to select one and to reject others. Kindly appreciate that the nominations of the members of the tribunal are to be confirmed by the Commissioners. So all checks are employed and all means are adopted to see that only those persons are taken on the jirga who are fully qualified to serve on that jirga, and by rotation everybody would have got the chance to serve on the jirga. Now by deleting with this word "rotation" you have again left the District Magistrate to select and choose a man of his choice whereas the previous clause was that the District Magistrate was bound to provide chance to each and every member on the tribunal. Now unfortunately this is another attempt to give the power of patronage to the District Magistrate and I am sure Sir if this power is given in such a manner there are chances of its being misused and ultimately the public opinion, which is not in favour of this law, will be further antagonised, will be rendered more hostile. Sir it was both unwise and unpolitical on the part of the Government to delete word "rotation" from the section.

Then sir comes section 4 in which they have said.

4. "In section in 6 of the Act, in sub-section (2), the second provisio shall be omitted."

Now Sir the original section had given powers, if I may be allowed to use that word, to the accused person or to the complaining party to raise an objection before the District Magistrate to the appointment of a particular member on the tribunal, and he had two changes to object to the

membership of the tribunal, but with the deletion and with the insertion of this clause Sir the position comes to this that only once an objection can be raised, and if that is turned down, the accused or the plaintiff party has to contend with the decision of the District Magistrate. Previously he could raise two objections. He could say that so and so is a person who I think will not be able to discharge his duties honestly; I Sir object to his inclusion on the tribunal and he should be removed from the tribunal. Again if some other person was appointed in his place after removal, if the party found that the second appointment was also objectionable he could raise that objection for the second time, but now Sir the two occasions to raise objections have been taken away from the party to the case and only once he can raise objection against the appointment of a member on Jirga, which is Sir depriving the citizens of their legitimate rights to get their cases decided by an impartial tribunal.

Now Sir I, at the outset, conceded that sections 6, 7, 8 and 10 should be welcome. They have rationalised the principle Act, which though we do not accept as a helpful measure but since it has come to stay, any attempt to make it a bit reasonable will certainly be welcome. Now Sir I jump straightaway to section 9 of the amending ordinance. It says :—

> "9. In section 20 of the Act in between the words "may also" and the word "enhance" the words "in any case" shall be inserted."

Now Sir in the original section the powers of enhancement are already there and for your convenience and for your proper appreciation, I may read the wording of that section.

> "20. Government and the Commissioner may, in exercise of their respective revisional jurisdication, exercise any of the powers conferred on an Appellate Court by sections 195, 423, 426, 427, 428, 435, 439 and 476-B of the Code of Criminal procedure, 1898, and may also enhance any sentence :"

Now Sir section 439 of the Code of Criminal Procedure gives the power of enhancement. When that power is already there, I really wonder where was the necessity of giving or adding the words to the effect that he may enhance any sentence. This is just a waste of words and the last words are absolutely redundant. Now Sir if they were not satisfied they should have instead brought an amendment of that section and should have got the last words deleted. But what they have done is that they have said that in any case enhance any sentence. They have introduced more vague words. Now in any case they can enhance the sentence.

Mr. Speaker : Any sentence covers those words.

Syed Ahmad Saeed Kirmani : It says "may also enhance any sentence." When the word 'any' is there before sentence, there was no point in inserting 'in any case' because in any case in which there is sentence, the enhancement can take place. The emphasis should have been on sentence and that word is already in the body of the section. But my main objection to that is that when the Commisioner already enjoyed powers under section 439 of the Code of Criminal Procedure to enhance sentence, there was no point in again pressing for the same thing and repeating things in the body of the ordinance.

Then, Sir, I have to submit that there is Section 12 the last one in which they have added two more sections to the list of offences. We were crying and we were protesting that the list of offences was too lengthy and

unwiedly and that it should not have been so unwiedly. But we notice that the effect of our protests has been otherwise and instead of reducing the number of offences, to be tried by the Tribunal, they have increased the number of offences to be tried by the Jirga. My friend says that, as a matter of fact, section 147 and 149 are the same and there is no addition. It is an allied offence in a way but I don't agree. If that is the view then I differ with this view. There are positively two additions to the already lengthy list of offences to be tried by a Jirga. That is very unfortunate and no sane person can came forward to support this attempt of the Government.

Mr. Abdur Raziq Khan: I am going to support it.

Syed Ahmed Saeed Kirmani: Then you must be thinking otherwise.

Now, Sir, I have to point out that Section 11 is a very interesting section. By this Section they have protected the powers of the Provincial Government which were available to it under Sections 401 and 402 of the Criminal Procedure Code. We have been telling them that this Code of Criminal Procedure had stood the test of times and the Jurists, not only of this country but of other countries also have opined that both this Code and Penal Code are the master-pieces and despite the working of these two Acts there have been little changes in these two Codes. They have successfully stood the test of time and we request the Government that we cannot conceive of justice being administered by any Tribunal which ignores or bypasses the procedure laid down in the Criminal Procedure Code. Had that been the case, the first country which would have discarded the procedure laid down in the Code would have been the neighbouring country, namely, Bharat but we notice that they have not done so. They did not care for our suggestions and now they admit their failure that there is no escape from the fact that they will have to seek the assistance of the Criminal Procedure Code It is a failur on the part of the Government. They did not listen to our suggestions that we made on the Floor of the House a year back that you cannot do justice and yet at the same time bypass the procedure laid down in the Criminal Procedere Code. Now. Sir, we notice that the Government has at last realised its mistake. But we want them to realise it fully and we want them to insert in it a provision by which they should make the procedure of the Code applicable to the proceedings in the Tribunals, otherwise the proceedings of the Tribunals would be a farce You have given vast powers to the Tribunals. They can do anything. They can even believe, in a way, on the heresay evidence. Sir, can any Tribunal do real and substantial justice if it does not follow the well-set principles of law? This is all I have to say with regard to the Sections.

Lastly, I would be, of course, exposing myself to the charge of repeating what has been said by my friend but I will be failing in my duty if I don't express my sentiments that the law that has made this Government unpopular is the West Pakistan Criminal Law Amendment Act of 1963. Those who advised the Government to enact this law were not the friends. They did it in a well-thought out plan to bring this Government into disrepute and I must say that those enemy-friends of the Government have succeeded in achieving the desired result. With these remarks I would request the House to reject this Ordinance.

مسٹر منور خان ــ جناب والا ۔ گذشتہ بار جب اس آرڈیننس پر بحث ہو رہی تھی تو مجھے رونا آیا اور ایسا رونا جیسا کہ میرے محترم بزرگ (ملک قادر بخش) کو ہاؤس کے فلور پر آتا ہی رہتا ہے ۔

ایک ممبر ــ آپ کمرے میں رو رہے تھے ۔

مسٹر منور خان ــ جی ہاں میں کمرے رو رہا تھا ۔ تو میں عرض کرونگا کہ اس قانون کو ایف ۔ سی ۔ آر کا نیا نام دیکر اور تمام صوبے پر عائد کیا جا رہا ہے ۔ ابتدا میں غیر حکومت نے پٹھان اور بلوچ اقوام کو مطیع کرنے کی خاطر یہ سیاہ قانون بنایا تھا ۔ بعد میں ان اقوام نے اس قانون کے خلاف Agitation کی گئی ۔ اسے Resis کیا گیا اور امن Alien گورنمنٹ کو اس پر مجبور کر دیا کہ وہ اس کو معطل کرے لیکن مجھے افسوس سے آج یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ آج غیر حکومت نہ رہی اپنی حکومت بھی Alien بادشاہ کے خیالات اپنے دماغ میں رکھکر اپنی قوم کو ناجائز دبانے کی خاطر یہ قانون نافذ کر رہی ہے ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے ۔ کہ آیا یہ قانون جو اس Alien گورنمنٹ نے تقریباً دو سو سال تک ان لوگوں پر عائد رکھا ۔ کیا اس سے جرائم کا انسداد ہوا ۔ قطعاً نہیں ۔ بلکہ جرائم بتدریج زیادہ ہوتے رہے ۔ اعداد و شمار موجود ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود یہ سیاہ قانون تمام صوبہ مغربی پاکستان پر عائد کیا گیا ہے ۔ یہ قانون ابتدا سے ہی اس منشا کیلئے enact نہیں کیا گیا تھا ۔ کہ اس سے جرائم کا انسداد کیا جائے ۔ بلکہ یہ قانون پہلے بھی سابق صوبہ سرحد میں Political ends کو achieve کرنے کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے ۔ اور یہ یہاں بھی اسی لئے لگایا گیا ہے ۔ کہ وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق اس کا ناجائز استعمال کیا جائے ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں ۔ کہ گذشتہ ضمنی انتخابات میں اس قانون کی کتنی عزت ہوئی ہے ۔ روز روشن کے جو قاتلان مفرور تھے ۔ ان کو surrender کرکے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے ضمانت پر اس لئے چھڑوا دیا گیا تھا ۔ کہ وہ آپ کو ووٹ دیں ۔ وہ آدمی جو Surrender ہوئے ہیں ۔ ان پر جو

جرگہ ممبران اب آپ لا رہے ہیں ۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی Discretion پر چھوڑا جائے ۔ یہ تکلیف وہاں پر محسوس ہوئی ۔ یہ Rotation کا سلسلہ وہاں آیا ۔ چنانچہ نمبر اوروں کا تھا ۔ اب ان سے ووٹ لے کر وہ اگر اپنے آدمی نہ لگائیں ۔ تو روز روشن کے قاتل کو کس طرح چھوڑیں ۔ اس لئے میں اس Discretion کی جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے لئے تجویز کی جا رہی ہے ۔ اسکی سخت مخالفت کرتا ہوں ۔ اور اپنے بھائیوں سے بھی عرض کرتا ہوں ۔ کہ اس قانون کی حمایت وہ بھی نہ کریں ۔ کیونکہ یہ معلوم نہیں ہے ۔ کہ یہ قانون کس پر عائد کیا جائیگا ۔ اور کون اس کے پھندے میں آئیگا ۔ یہ ضروری نہیں ہے ۔ کہ میں اس میں آؤں ۔ یا خواجہ صفدر صاحب اس میں آئیں ۔ یا اس طرف سے میرا کوئی اور بھائی اس میں پھنسے ۔ اس کا کوئی علم نہیں ہے ۔ کہ یہ کس کے خلاف کس وقت عائد کیا جائیگا ۔ تو میں عرض کرتا ہوں ۔ کہ اس Rotation کو جو پہلے act میں ہے ۔ اور اگرچہ وہ بھی ہمیں منظور نہیں تھا ۔ جو Rotation کے الفاظ ہیں ۔ کم از کم ملزم کو یہ حق ہوتا ہے ۔ کہ وہ کہے کہ اس سے میری دشمنی ہے ۔ اس سے میری نا چاقی ہے ۔ اس سے میرا Blood fued ہے ۔ اور محلے میں بی ۔ ڈی کے الیکشن یا دوسرے الیکشن کی وجہ سے دشمنی اور بڑھ گئی ہے ۔ کیونکہ میں نے اس کے خلاف ووٹ دیا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ کم از کم ملزم کو یہ حق ہو ۔ کہ وہ آدمی جو ٹریبیونل میں بیٹھیں ۔ ان پر ملزم کا اعتماد ہو ۔ اگر ان پر اعتماد نہ ہو اور وہ آدمی اس پر ٹھونس دیئے جائیں ۔ تو اس طریقے سے قاتل کو نہ انصاف مل سکتا ہے ۔ اور نہ جرائم کا انسداد ہو سکتا ہے ۔ اور نہ جرائم کم ہو سکتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ وہی پرانا سسٹم چاہے وہ اچھا ہے یا برا ہے ۔ Alphabatical order میں نام لئے جائیں ۔ اور ملزم کو حق وہی رہے ۔ کہ اس پر میرا دعویٰ ہے ۔ اس سے میری دشمنی ہے ۔ اس پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ غور فرمائیں ۔ ورنہ یہ revisable order ہے ۔ اس appointment پر اعتراض ہونے کی صورت میں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے ان

لوگوں کو نہیں بدلہ تھا ۔ لوگ کمشنر کے پاس r.vision کے لئے گئے ہیں ۔ اور نئے ممبر لگا دیئے گئے ہیں ۔ اس لئے مجھے یہ عرض کرنا ہے ۔ کہ انتظامیہ کو یہ اختیار دینا کہ Rotation کو ترک کردیں ۔ مجھے اس پر بہت سخت اعتراض ہے ۔ اس کے علاوہ یہ عرض ہے ۔ کہ آرڈیننس کی صورت میں یہ تراسیم لائی جا رہی ہیں ۔ اس پر میرے دوست کافی روشنی ڈال چکے ہیں ۔ اور میرا خیال ہے ۔ کہ مجھے اس پر بولنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ۔ میں صرف یہ عرض کرونگا ۔ کہ یہ موجودہ آرڈیننس جو آج اس ایوان کی منظوری کے لئے رکھا گیا ہے ۔ تو جبکہ اس اسمبلی کو summon کیا گیا تھا ۔ اور ممبران پہنچ بھی گئے ہونگے ۔ تو اس میں اس عجلت کی کیا ضرورت تھی ۔ کہ چار پانچ دن پہلے اس کو آرڈیننس کے ذریعے نافذ کر دیں ۔ آئین کی دفعہ نمبر ۷۰ اس Practice کو abhor کرتی ہے ۔ وہ صرف کسی ہنگامے کی صورت میں حکومت کو اجازت دیتی ہے ۔ کہ وہ اس قسم کے آرڈیننس جاری کرے ۔ لیکن بالکل مجبوری کی حالت میں ۔ لیکن اب کیا مجبوری تھی ۔ صرف اس لئے آرڈیننس جاری کیا گیا ہے ۔ کہ اس ایوان کو موقع نہ مل سکے ۔ کہ اس پر بحث کر سکے ۔

جناب والا ۔ ہم دیکھ رہے ہیں ۔ کہ یہاں سے جو قانون بھی rush through کیا جاتا ہے ۔ جب عدالت میں وہ قانون پہنچ جاتا ہے ۔ تو اسمیں دس ہزار غلطیاں پکڑی جاتی ہیں ۔ اسکی وجہ یہ ہے ۔ کہ یہاں Legislatures جس مقصد کے لئے بلائے جاتے ہیں ۔ تاکہ وہ کسی چیز پر آزادانہ طور پر بحث مباحثہ کر کے اس کو بہتر صورت میں پیش کریں ۔ لیکن یہاں کسی کو بھی موقع نہیں دیا جاتا ۔ کیونکہ حکومت کے پاس آدمی بہت ہیں ۔ اور جو قانون بھی پیش ہوتا ہے ۔ اسے کسی نہ کسی طرح سے Rush through کرتے ہیں ۔ میں عرض کروں گا ۔ کہ یہ صرف قانون کے Enactment کرنے والوں پر ہنسی نہیں ہوتی ۔ بلکہ تمام ممبر صاحبان کی ہنسی کا باعث ہوتی

ہے - جو کہ Legislatures کی شکل میں یہاں آتے ہیں - ایک قانون enact کرتے ہیں - انکا مذاق اڑاتے ہیں - مسلم پرسنل لا Rush througe ہوا - وہاں پہنچتے ہی اس میں ایسے نقائص نظر آئے کہ ایکٹ بے معنی ثابت ہوا - Criminal Law Amendment Act of 1963. یہاں enact ہوا - لیکن جو Rules of Procedure انہوں نے بنائے - اس سے اسکا خاتمہ ہی کر دیا - کہ روز روشن کا کیس جرگے میں نہیں جائیگا - اگر دس ہزار روپیہ رشوت کوئی لے - تو وہ بھی جرگے میں نہیں جائیگا - وہ مبرا ہے - اگر پانچ ہزار تک کا سمگلنگ کا کیس ہے - تو وہ بھی جرگے میں نہیں جائیگا - تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ ایکٹ کس کے لئے بنایا ہے - صرف سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے - آپ اس ایکٹ کے ذریعے رشوت کو ختم نہیں کرتے - اگر آپ ایک آدمی کو دس ہزار روپے رشوت لینے کی اجازت دیتے ہیں - اگر آپ ایک آدمی کو پانچ ہزار روپے کی اشیاء سمگل کرنے کی اجازت دیتے ہیں - تو میں نہیں سمجھ سکتا ہوں - کہ وہ کوانسی چیز ہے - جو آپ اس سیاہ قانون کے ماتحت کنٹرول کرنا چاہتے ہیں - اس قانون نے باقی جرائم کو تو کنٹرول نہیں کیا - تو میں یہ نہیں سمجھتا - کہ یہ رشوت کو کس طرح کم کریں گے - کیونکہ وہ تو اسے ختم نہیں کرنا چاہتے ہیں - یہ دو سال پرانا قانون ہے - لیکن قتل میں کمی نہیں ہوئی ہے - بلکہ اسمیں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے - اسکے متعلق یہ کہا جاتا ہے - کہ ہم نے بڑا اچھا قانون پاس کیا ہے - اور اس سے ہم رشوت کا خاتمہ کریں گے - خوب خاتمہ ہوا ہے - اس قانون کے تحت دس ہزار تک کی رشوت کا کیس نہیں آئیگا - اسکی تو اجازت ہے - وہ اسکے تحت نہیں آئیگا - یہ جو صریح قانون بناتے ہیں - دوسرے دن رولز آف پروسیجر یا ترامیم اسطرح کی بناتے ہیں - جن سے کہ پہلے ایکٹ کو ختم کر دیتے ہیں کیوں ؟ - اسلئے کہ وزراء صاحبان سے وہ کام نہیں لیا جا رہا ہے - جو کہ انکا کام ہے - اور انہیں دن رات دیگر کاموں میں مشغول رکھا جاتا ہے - اور انکے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا - کہ وہ اپنے فرائض کی

طرف پوری توجہ دے سکیں - اس لئے میں یہ عرض کروں گا - کہ یہ قانون بالکل بیکار ہے - ترامیم بذریعہ آرڈیننس لائی تو جا رہی ہیں - لیکن جناب لا منسٹر کی خدمت میں عرض کرونگا - کہ وہ Rules دیکھیں - کہ جو frame ہوتے ہیں - کہ انکے ماتحت مقدمات جرگے میں لائے جائیں - اگر ان رولز کے ماتحت ایک مقدمہ سیشن میں جاتا ہے - تو ملزم بری ہو جاتا ہے - کیونکہ صرف قتل کے وہ مقدمات جو سورج غروب ہونے کے بعد اور سورج طلوع ہونے سے پہلے کے ہوں - جرگے میں لائے جا سکتے ہیں - جناب سپیکر - میں عرض کرتا ہوں کہ جو اور مقدمات کہ جن میں قتل کی شہادتیں نہ ہوں اور اسکے علاوہ اور بھی Serious offences ہیں کہ جن میں شہادتیں نہیں ہوا کرتیں وہ تو بری ہوں سیشن جج کے ہاں سے اور ہمارے مقدمات جرگہ کے لئے رکھے جائیں - جب Original Act پاس ہو رہا تھا تو مینے عرض معروضات کی تھیں - اور مجھ پر شک و شبہ کیا گیا کہ اپنی پارٹی کے ہوتے ہوئے قانون پر معترض ہوں - مینے کہا بابا یہ وہ قانون ہے - جو ۲۰۰ سال سے ہمارے ہاں چل رہا ہے - اور اس سے میں زیادہ واقف ہوں تو مجھے پارٹی سے واک آؤٹ کرنا پڑا ان نکات پر - تو جناب والا میں عرض کروں گا کہ سکشن ۰ اور تین جو نئے انہوں نے Insert کئے ہیں اسوقت جبکہ Initial ایکٹ پر بحث تھی اور Preamble اسکا بنایا گیا تو ملک صاحب آپکو یاد ہوگا کہ کہا گیا تھا کہ

It will apply to the area or areas on days or dates to which it might be extended by notification.

تو اسوقت یہ طے پایا تھا کہ یہ Discriminating Law ہے - اسوقت کافی بحث مباحثہ اس پر ہوچکا تھا کہ یہ جو Discrimination ہے یہ آئین اور قواعد کے خلاف ہے اس واسطے اسکو بنا دیا کہ It should extend to the whole of West Pakistan لیکن ہم پھر دیکھتے ہیں -

Minister of Law : Point of order. The Member, I think, is not making a correct statement. Even the original Act says that it applies to the whole of West Pakistan except Quetta Kalat Region. Even the main Act was not applied to the whole of West Pakistan.

مسٹر منور خان — میں مودبانہ عرض کروں گا جناب سپیکر کہ لا منسٹر صاحب درست نہیں فرما رہے - جس وقت وہ بل کی شکل میں تھا تو اس وقت سے میں عرض کرتا ہوں کہ جناب ملک صاحب نے اس کا Preamble خود بنایا اور کہا کہ یہ Discriminatory ہے It must apply to the whole of West Pakistan اور اس وقت میمن صاحب بھی پارٹی میٹنگ میں موجود تھے - پھر آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس چیز کو پھر دہرایا جا رہا ہے That Government can take back this law already extended to some areas of this Province. تو میں عرض کرتا ہوں کہ اس وقت جبکہ یہ طے ہوا تھا کہ یہ غلط ہے اور آئین کے خلاف ہے - جناب سپیکر یہ آئین کی دفعہ ۱۵ کے خلاف ہے کہ جس کسی ایریا میں یہ چاہیں بڑھا دیں اور جس میں نہ چاہیں اس میں نہ بڑھائیں - اس وقت پٹھانوں اور سندھیوں کو یہ apprehension ہوئی تھی کہ ایریا یا ایریاز سے مراد Minority Distts. ہیں اور ان کو Subjugate کرنے کے لئے یہ تجاویز Preamble میں رکھی گئی ہیں اور کل کو یقیناً یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ جس ضلع کو چاہیں چھوڑ دیں اور جہاں چاہیں وہاں اس سیاہ قانون کے ذریعے اپنے سیاسی مقاصد کو حاصل کریں - مگر یہ چیز آزادی کے خلاف ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ روزانہ ہم ایسے قوانین پاس کرتے ہیں جو آئین کے خلاف ہوتے ہیں اور تیسرے دن سپریم کورٹ سے باہر پھینک دیئے جاتے ہیں - تو اس قانون کو پاس کرنا ہماری اپنی بے عزتی ہوگی - تو میں عرض کروں گا لا منسٹر صاحب سے کہ وہ غور فرمائیں - ممکن ہے کہ میں غلط ہوں لیکن آئین کی آرٹیکل ۱۵ کو دیکھتے ہوئے یہ Discriminatory powers گورنمنٹ کی ہیں کہ جس ایریا میں چاہے اس کو Extend کر دیں اور جس میں نہ چاہیں نہ Extend کریں From any area it can with draw the application of this Act. تو میں عرض کروں گا کہ اس پر غور فرمایا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں بنایا اور پھر وہاں سے اڑے اور لوگوں کے دو دو اور

تین تین دفعہ ٹرائل ہوں ۔ ہمارے لوگوں کو تکلیف ہے اور یہ تماشہ ہمارے ہاں چل رہا ہے ۔ اور پھر یہ بھی ہے غیر تعلیم یافتہ لوگ ٹریبیونل میں نہیں لگائے جائیں گے ۔ حالانکہ پرووِیژن ہے The members of the Jirga shall be educated. یہ چیز By rotation ہے اور گورنمنٹ صرف ان چیزوں کے لئے کرنا چاہتی ہے کہ جس کو چاہیں سزا دیں اور جس کو چاہیں اس کی سپورٹ کو Crush کر دیں اور جس کو چاہیں اس کو Subjugate کریں ملک صاحب آپکو مجھ سے زیادہ تجربہ ہے تو میں عرض کروں گا اور میں اپنی کو زیادہ محسوس اس واسطے کر رہا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ جو اس ستم کے نیچے علاقہ .... (قطع کلامیاں اور شور) میرا یہ اپنا ہی ملک ہے اور میں یہاں آیا ہوں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ان چیزوں کا خاص خیال رکھیں اور وہ یہ ہے کہ اس کی منظوری نہ دیں ۔

مسٹر حمزہ (لائلپور - ٦) جناب سپیکر ۔

کہاں تارا ہے لاکر آدمیت کی تمنا نے
یہاں تو منصفوں کے فیصلے قاتل بدلتے ہیں

جب ترمیمی آرڈیننس نظر سے گزرا اور ابھی اس کا سرورق پڑھا تھا تو میرے ذہن میں یہ آیا کہ شاید ہماری گورنمنٹ کے ذہن پر سے طاقت کا نشہ کچھ کم ہو گیا ہے اور شاید اس نے صوبے کی آبادی کو زیادہ مرعوب زیادہ کچلنے اور زیادہ غلام بنانے کی پالیسی ترک کردی ہو اور شاید میاں محمد یاسین خان وٹو کی اس تقریر کو مد نظر رکھتے ہوئے جو کہ آج سے کافی دن پہلے انہوں نے ڈسٹرکٹ کونسل منٹگمری کے ہال میں کی تھی اس کی لاج رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم اس قانون کو منسوخ کرتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے یہ توقع تھی کہ یہ گورنمنٹ نے چونکہ اس قانون کو ایک سال سے زیادہ عرصہ کے لئے آزما لیا ہے اور چونکہ اس سے وہ وعدے جو اس قانون اور اس صوبے کی آبادی سے کئے تھے پورے نہیں ہوئے لہذا ان کا مقصد

اگر ان وعدوں کو ہی پورا کرنا تھا تو لازم تھا کہ وہ اس قانون کو منسوخ کر دیتے ۔ جناب سپیکر آپ نے دیکھا کہ دعوے اور وہ وعدے جو کئے گئے یہ اس وزیر کے مگرمچھ جیسے آدمی ہیں جو عام طور پر وہ بہاتے رہتے ہیں آنسو وہ ضرور ہوتے ہیں لیکن وہ مصنوعی اور دکھلاوے کے لئے ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر ۔ اس قانون کے نفاذ کے بارے میں سب سے پہلے جب سنٹرل گورنمنٹ نے غور و خوض کیا تو میری معلومات یہ ہیں کہ مشرقی پاکستان کے گورنر نے انکار کر دیا تھا کہ وہ اس کو مشرقی پاکستان میں لاگو نہیں کر سکتے ۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہماری حکومت نے صوبے کی آبادی کو اس قانون کے ذریعے تختہ مشق بنانے کا فیصلہ کیا اور آج اس پھندے کو زیادہ منظم اور زیادہ موثر طریقے سے استعمال کرنے کے لئے ترامیم لا رہی ہے ۔ یہ قانون ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک ایک مفروضہ پر مبنی ہے ۔ مفروضہ یہ ہے کہ تمام تر نقائص جن کو رفع کرنے کے لئے یا تمام وہ جرائم جن کو روکنے کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے وہ نقائص محض پبلک میں ہیں ۔ اور ہماری انتظامیہ اس سے مبرا ہے ۔ لیکن اگر گورنمنٹ کی یہ تشخیص ٹھیک ہوتی تو ایک سال کا عرصہ کوئی تھوڑا عرصہ نہیں یہ کافی لمبا عرصہ ہے ۔ ایک سال میں وہ تمام توقعات جو اس کے ساتھ وابستہ تھیں پوری ہونی چاہئے تھیں لیکن ہم دیکھتے کیا ہیں ۔ جناب سپیکر میرے سامنے ۲۶ جون کا پاکستان ٹائمز ہے اس میں ایک بڑی اہم خبر موٹی سرخی کے ساتھ لکھی ہے ۔

"Lahore tops in crime incidence; Smuggling into tribal areas unchecked."

اور قتل کی واردات کے بارے میں بتایا گیا ہے ۔

"The number of murder cases in 1964 were 265 as compared to 363 in May 1963, thus showing an increase of only two cases."

اور ڈاکہ زنی کے بارے میں بتایا ہے ۔

"Eight cases of dacoity were reported in the province during the month under review as against four cases of this category recorded during May 1963."

جناب سپیکر یہ اعداد و شمار پاکستان ٹائم کے ہیں۔ یہ وہ پاکستان ٹائم نہیں جو مارشل لا سے پہلے تھا۔ ایک پاکستان ٹائم کیا آپ کسی اخبار کے بارے میں ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ مارشل لا کے ایام سے پہلے اخبارات کتنی آزادانہ تنقید کر سکتے تھے۔ اب تو وہ مجبور ہیں کہ وہ گورنمنٹ کے تمام ظالم افسران کی مداح سرائی کریں۔ لیکن اسکے باوجود ایسے اعداد و شمار سہواً چھپ جاتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار اس امر کا بولتا ہوا ثبوت ہیں کہ آپ نے یہ قانون جن وعدوں اور دعوؤں کے ساتھ بنایا تھا وہ دعوے قطعاً پورے نہیں ہوئے بلکہ جرائم میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس قانون کو دو مقاصد کیلئے استعمال کیا گیا ایک مقصد تو یہ ہے کہ ہماری پولیس کو جو کہ عام طور پر اپنی نااہلی اور بددیانتی کی وجہ سے دیدہ و دانستہ مقدمات کی تفتیش میں کوتاہی کرتی ہے اور مقدمات کو ضائع کرتی ہے ان تمام نقائص کو چھپانے کیلئے ایک بہانہ مہیا کر دیا گیا ہے۔ وہ محض اس بہانہ کے سہارے کہ حالات اس قسم کے ہیں کہ ملزمان کو سزا نہیں دلوائی جا سکتی اسلئے مقدمہ کو جرگہ کے سپرد کر دیا جائے۔ اس سے ہماری تفتیشی عملہ کے تمام نقائص پر پردہ پڑ جاتا ہے اور اسکے علاوہ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض ایسے مقدمات جن میں ملزمان کو موت کی سزا دینے کے عام قانون کے تحت ۵۰ فیصدی امکانات ہوتے ہیں اس قانون کے تحت موت کی سزا دینے کا امکان ایک فیصد بھی نہیں ہوتا پولیس کے اہلکار ملزمان سے رشوت وصول کرکے ایسے مقدمات کو جرگہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ نے ان نااہل اور بددیانت افسران کو پبلک کو دبانے اور ان سے زیادہ رشوت وصول کرنے کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ قانون کی صورت میں مہیا کیا ہے۔ جہاں تک

اس قانون کو سیاسی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کا تعلق ہے یہ قانون سیاسی مقاصد پورا کرنے کیلئے ہی بنایا گیا ہے اور اسکا بین ثبوت یہ ہے کہ جب جرگہ کے ممبران کی نامزدگی کا کام شروع ہوا ہمارے ان بھائیوں نے جو گورنمنٹ بنچز پر بیٹھے ہیں ہماری گورنمنٹ کے ایک وزیر کے پاس ان لوگوں کے نام ارسال کئے جن کو جرگہ کے ممبران کروانا چاہتے تھے -

Minister for Revenue : Question.

مسٹر حمزہ — اسکے بعد ان لوگوں کے ناموں کو ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ یا ڈویژنل کمشنر کے پاس بھیجا گیا تاکہ ان کو خاص طور پر نامزد کیا جائے - جناب سپیکر اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس قانون کو کس مقصد کیلئے بنایا گیا اور اسکے بعد یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا چونکہ اس بندر بانٹ میں بہت سے ممبر خوش نہیں ہوئے اس لئے ہماری گورنمنٹ اس امر پر مجبور ہوئی کہ جرگہ کے ممبران کی تعداد کو دگنا کر دے - محض گورنمنٹ پارٹی کے ممبران کو خوش کرنے کیلئے یہ کیا جا رہا ہے - آج جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان جرگہ کے ممبران کو ٹریبونل میں شامل کرنے کیلئے ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ کو اختیار دیا ہے جسکے تحت وہ سابقہ طریقہ کار کو ختم کرکے محض ان ممبران کو جرگہ میں نامزد کریں جن کو وہ پسند کریں - جناب سپیکر اس سے دو مطلب نکلتے ہیں ایک یہ اگر ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ کو یہ تسلی نہیں ہے اور شبہ ہے کہ اگر فلاں ممبر کو جرگہ میں شامل کیا گیا تو وہ ناانصافی سے کام لیگا - دیانت داری سے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کیلئے دیانتدارانہ رائے نہیں دیگا تو اسکو ٹریبونل میں شامل نہیں کیا جائیگا - میں ان سے پوچھتا ہوں آپ نے کانٹ چھانٹ اور اچھے طریقے سے جانچ پڑتال کرنے کے بعد ان ممبران کو نامزد کیا تھا پھر آپ کو اس قسم کی ترمیم کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اگر

ممبران کی اکثریت اس قسم کے لوگوں کی ہے اور جن کے متعلق میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کا دامن داغدار ہے کیا ہی اچھا ہوتا اگر ان کو ممبر شپ سے ہی علیحدہ کر دیا جاتا ۔ آپ ممبر شپ اعزاز کے طور پر کیوں دیتے ہیں ۔ جناب سپیکر دوسرا جو سب سے زیادہ خطرناک مقصد گورنمنٹ پورا کرنا چاہتی ہے وہ یہ ہے آپکو اس سے قبل علم ہے کہ اس قانون کے تحت تمام کے تمام اختیارات ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ اور کمشنر کو دے دئے گئے ہیں لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے بعض افراد کے بارے میں انہیں یہ تاثر ہوتا ہے کہ یہ شخص انتہائی بے ضمیر ہے اور اسکو محض اس نیت سے نامزد کر دیا جاتا ہے کہ وہ انتظامیہ کے اشاروں پر ناچے گا ۔ لیکن عملی زندگی میں ان میں کچھ بھولے سے با ضمیر انسان غلطی سے نامزد ہو جاتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان تمام فیصلوں میں اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق اپنی رائے دیتے ہیں جو ہمارے ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ صاحبان کو قطعاً ناگوار گزرے گی اس لئے یہ نئے اختیارات اس قسم کے باضمیر افراد اگر بھولے سے نامزد ہوگئے ہوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے استعمال ہو سکینگے اور ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ کو اپنی منشاء کے مطابق فیصلہ کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہوگی ۔ جناب سپیکر یہ صورت حال ہے جو اس قانون کو لا کر گورنمنٹ پیدا کرنے لگی ہے ۔ میں حیران ہوں گورنمنٹ اس ملک کی آبادی کو کس حد تک دبانا چاہتی ہے کس حد تک غلامانہ ذہنیت پیدا کرنا چاہتی ہے ۔ گورنمنٹ اس میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہے ۔ لیکن میں ان کو بتاتا ہوں کہ ہر چیز کی انتہا ہوتی ہے ۔ قوم کسی دن بغاوت کرنے پر مجبور ہوجائے گی ۔ جناب سپیکر اگر قانون کے ذریعہ بہتر حالات اس ملک میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ہمارے ہاں قانون کی پہلے ہی کوئی کمی نہیں تھی قانون موجود تھے ۔ جب

انتظامیہ انگریزوں کے ماتحت تھی آپ سے بہتر قانون کا نفاذ کرتی تھی لیکن آج آپ نے ''خود تو ڈوبیں ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے''۔ آپ نے انتظامیہ کو اپنے ناجائز مقاصد کے لئے استعمال کیا اور آپ سے پہلے سابقہ سیاسی رہنماؤں نے بھی استعمال کیا۔ آپ نے ان سے بھی زیادہ سختی سے ایسا کر رہے ہیں جہاں آپ اپنے لئے گڑھا کھودتے ہیں آپ انتظامیہ کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے درپے ہیں اور اسکے ذریعہ ہماری پوری قوم کو بدترین قسم کی سزا دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر قانون یہاں موجود ہیں لیکن ان قوانین پر کون عمل کرے گا اور کروائے گا۔ بحیثیت ایک مسلمان۔ بحیثیت ایک ایسی ریاست کے جسکے نام کیساتھ اسلام کے نام کا اضافہ کیا گیا ہے۔ آپ کے پاس قرآن کریم موجود ہے جس کو آپ اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب کہتے ہیں۔ آپ آج تک اس پر عمل نہیں کر سکے۔ بلکہ آپنے دیدہ دانستہ اس کو پس‌پشت ڈال رکھا ہے۔ اور اپنی مرضی کے قوانین جو اس کے اصولوں کے خلاف ہیں۔ آپ روزمرہ اس قوم پر ٹھونس رہے ہیں۔

جناب سپیکر اب ہمارے ہاں صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف تو جرگے کے ممبران ہیں۔ ان میں خصوصاً میری تحصیل کا ایک اپنا ممبر ہے جو آج سے کوئی تیس سال قبل سے رسہ گیروں کا سب سے بڑا سردار گنا جاتا ہے اور دوسری طرف اس قسم کے میجسٹریٹ ہیں جن کو ہم پولیس میجسٹریٹ کہیں تو بہتر ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں۔ محکمہ پولیس کے ساتھ ہماری اسمبلی اچھا سلوک نہیں کرتی رہی۔ ان میں کالی بھیڑیں ضرور موجود ہیں۔ ویسے یہ محکمہ تو آج سے کافی عرصہ پہلے ہی بدنام تھا۔ لیکن یقین کیجئے میجسٹریٹوں نے پولیس کا ریکارڈ بھی مات کر دیا ہے ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ آپکی طرف سے نامزد اور تعینات کئے گئے میجسٹریٹ صاحبان پولیس کے ساتھ مل کر سازشیں کرتے اور جھوٹے مقدمات بنواتے ہیں۔ اور اب ایسی صورت حال پیدا ہوگئی

ہے کہ آپکے مجسٹریٹ صاحبان کھلے بندوں اپنی عدالت میں بیٹھ کر رعب سے چندہ وصول کرتے ہیں۔

Mr. Speaker : Is it a general discussion or in relation to the Criminal Law Amendment Act?

مسٹر حمزہ—جناب سپیکر۔ ان S. D. M. صاحبان کو بھی یہ ان مجسٹریٹوں کی فہرست میں شامل کر دیا ہے۔ میں ان کے متعلق کچھ عرض نہیں کروں گا کیونکہ ان کا طریق کار مقابلتاً پختہ ہے۔ علاقے کے نمائندے کی حیثیت سے مجھ تک اکثر اس قسم کی شکایتیں آتی رہتی ہیں کہ فلاں مجسٹریٹ عدالت میں چندہ طلب کرتا ہے۔ اور اگر کوئی غریب آدمی یہ کہتا ہے کہ میں غریب ہوں چندہ نہیں دے سکتا تو وہ مجسٹریٹ کہہ دیتا ہے۔ چلو ضمانت نا منظور۔ اسے حوالات میں بھیج دو مجھے جب اس قسم کی صورت حال کا علم ہوا تو میں اس کے متعلق کمشنر اور چیف سیکریٹری کو لکھنے پر مجبور ہوا۔ لیکن لکھنا بیکار ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو دیدہ دانستہ یہ سب کچھ کروا رہے ہیں۔ ان کو کیسے روک سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پبلک اس قسم کے ظلم و ستم کے نیچے چیختی ہے۔ اور ہستی ہے مگر یہ گورنمنٹ اپنی جگہ خوش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے افسران کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر—ہمیں یہ بھی بتایا گیا تھا۔ کہ اس قانون کے ذریعے ہم انتظامیہ کے نقائص رفع کریں گے۔ اور خصوصی طور پر رشوت ستانی کو بالکل بند کر دیں گے۔ میں جناب وزیر خوراک سے پوچھتا ہوں کہ آپکو وزیر بننے سے پہلے اس ملک میں پھیلی ہوئی رشوت خوری کا بہت سخت گلہ تھا۔ اور آپ مگرمچھ کے آنسو بہایا کرتے تھے مجھے آج بتائیں۔

Mr. Speaker : Please address the chair.

مسٹر حمزہ—جناب سپیکر۔ آپکے ذریعے میں ان سے پوچھتا ہوں۔

وہ مجھے بتائیں کہ اب انہوں نے سماج دشمن عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے Criminal Law Amendment Act بنا لیا ۔

وزیر خوراک و زراعت—جناب والا ۔ اگر کوئی عقل والا پوچھے تو میں جواب بھی دوں گا ۔ ویسے میں ہر طرح حاضر ہوں ۔ (قہقہہ) ۔

مسٹر حمزہ—جناب سپیکر ۔ وہ مجھے یہ بتائیں کہ انہوں نے اس قانون کے تحت اتنے وسیع اختیارات حاصل کئے ہیں ۔ لیکن ان کا ایک سال کا ریکارڈ کیا ہے ۔ کیا جرائم میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خواہش محض یہ تھی کہ انہیں وزیر بنا دیجئے تا کہ وہ بھی کچھ مدح سرائی کر سکیں ۔ اور وہ بھی زیادہ ڈھٹائی کے ساتھ ۔

Mr. Speaker : Next point.

مسٹر حمزہ—جناب سپیکر ۔ Section 3 کے Sub Section 3 میں جو کچھ دیا گیا ہے ۔ وہ تو ایک ہاتھ سے دیکر دوسرے ہاتھ سے اس سے بھی زیادہ واپس لینے کے مترادف ہے ۔

جب گورنمنٹ کے کسی افسر کے خلاف کارروائی کے لئے اگر وہ صوبائی سروس کا ہو تو صوبائی حکومت سے ۔ اور اگر وہ سنٹرل سروس کا ہو تو وہ مرکزی حکومت سے اجازت لینا ضروری ہوتی ہے ۔ وہ اجازت کبھی ملتی ہی نہیں ۔

جناب سپیکر—اس حکومت نے اس ملک میں اگر کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے تو وہ یہ ہے کہ Services کو بد عنوانیاں کرنے کے لئے انتہائی موثر طریقے سے منظم کر دیا ہے ۔ اگر حکومت نے کسی عام فرد کے گلے میں پھندا ڈالنا ہو تو اس کے لئے کسی خاص چھان بین کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی ۔ بلکہ حکومت نے اس کے متعلق تمام اختیارات ان ڈپٹی کمشنر صاحبان کو دے دئے ہیں ۔ جن کے متعلق یقین ہے کہ

اگر وہ بذات خود دیانتدار ہوں - اور پوری دیانتداری سے اپنے فرائض انجام دیں - زیادہ نہیں تو کم از کم پچاس فیصد رشوت ستانی ختم ہو سکتی ہے - لیکن اگر ان کے خلاف اقدامات کرنے ہوں - جنہوں نے اس خطہ زمین کو جہنم کی شکل میں تبدیل کر رکھا ہے - تو اس کے لئے ان کے متعلقہ محکمے سے اجازت طلب کرنا ہو گی - میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے آج تک کتنے افسروں کے خلاف اس قسم کے اقدامات کئے ہیں - البتہ ایسے اقدامات نہ کرنے کا بین ثبوت یہ ہے کہ رشوت ستانی بڑھ گئی ہے اور افسران دندنا کر رشوت وصول کر رہے ہیں - آپ محض ان کی وکالت کے لئے مخصوص ہیں - اور وقت بے وقت ہمارے سامنے ان کی صفائیاں پیش کرتے ہیں - آپ ان کی برائیاں اور نقائص رفع کرنے میں بالکل ناکام رہے ہیں -

جناب سپیکر—مجھے ان سے یہ توقع بھی تھی کہ اگر انہوں نے اس قانون میں اس بل کے ذریعے ترمیم ہی کرانا تھی تو کوئی معقول طریقہ اختیار کرتے - آپ عموماً زبانی لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم آئندہ تمام قوانین اسلام اور سنت کے مطابق بنائیں گے - پچھلی بار بھی جب اس ایوان میں ایک ترمیمی آرڈیننس پیش ہوا تو یہی شکایت پیش کی گئی تھی - جس کے لئے انتہائی ٹھوس دلائل پیش کئے گئے - اور قرآن شریف کی ایک آیت بھی اس ایوان میں فاضل ممبران کی خدمت میں پیش کی گئی - جس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ شادی شدہ عورت کے اغوا یا اس کے ساتھ بدکاری کو قرآن اور اسلام انتہائی قبیح اور خطرناک جرم تصور کرتا ہے - مرتکبین کو سخت سے سخت سزا دینے کی تلقین کی گئی ہے - اور ساتھ ہی یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ مجرم کے ساتھ قطعاً نرمی کا سلوک نہ ہونا چاہئے - لیکن اس حکومت نے جرم زیر دفعہ ۴۹۸ کو خاوند کی مرضی سے قابل راضی نامہ بنا دیا ہے - حالانکہ یہ جرم خاوند کے خلاف ہی نہیں بلکہ سارے معاشرے کے خلاف ہوتا ہے - اس قسم کا قانون قرآنی تعلیمات کے صریحاً خلاف ہے - اور یہ بات انتہائی افسوسناک ہے کہ - - -

Mr. Speaker : I think this is not proper time for that discussion.

مسٹر حمزہ—جناب سپیکر - میں ان X X X * سے - جو یہ ترمیم اس ایوان میں لائے ہیں - یہ کہتا ہوں کہ کبھی کبھی تھوڑی سی بےعقلی کرکے کوئی عقل کا کام بھی کر لیا کریں -

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

Mr. Speaker : The words used by Mr. Hamza are expunged from the proceedings of the Assembly.

راؤ خورشید علی خاں (منٹگمری-۳)— جناب والا - جرگہ کا قانون مسلمہ طور پر ایک ایسا قانون ہے جس کے ذریعہ عدلیہ کو نظرانداز کرکے کچھ اس قسم کی عدالتیں بنانے کی کوشش کی گئی ہے جن عدالتوں کے ذریعہ سے برسراقتدار گروہ اپنی من مانی کارروائی کر سکے - جس معاشرہ میں جس ملک میں اور جس حکومت میں حالات کا بگاڑ یہاں تک پہنچ جائے کہ حکومت اپنی عدلیہ پر عدم اعتماد کا اظہار کرے تو ظاہر بات ہے کہ اس صورتحال میں کافی سنگینیت ہے اور کافی Seriousness ہے - اسلئے ہمیں کافی ہوشمند انسانوں کی طرح سے سوچنا چاہئے کہ بالآخر اس کا نتیجہ کیا ہو گا -

جناب سپیکر—اگر عدلیہ پر اعتماد کو زائل کر دینے کی ذمہداری آپوزیشن پر ہو - تو شاید اس کے خطرناک نتائج کچھ عرصہ کے بعد نکلیں - لیکن Party in Power اگر عدلیہ پر اعتماد کرنے لگ جائے تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ اس ملک کے اندر عام مایوسی پھیل جائے گی - جو آخری سہارا کسی ملک یا طبقہ یا عوام کے لئے ہوتا ہے - اگر اس کو executive کے ہاتھوں انصاف نہ ملے تو اس کو عدلیہ نظر آتا ہے - کہ اس سے انصاف حاصل کر سکے گا -

جناب والا—جس ملک کے عدلیہ کے متعلق Party in Power یہ صورت حال پیدا کر دے - تو میں چند فقروں میں اسے point out کرنا چاہتا ہوں

* Expunged as ordered by the Speaker.

کہ خدا نخواستہ عدلیہ کمزور بھی ہو سکتا ہے ۔ اور وہ سمجھے کہ Party in Power ہم پر عدم اعتماد کر رہی ہے ۔ ہم اپنی حفاظت کے لئے گورنمنٹ کی پالیسی کو مان لیں ۔ تو پھر خدا نخواستہ خدا نخواستہ جس ملک کے ذہن میں یہ چیز کار فرما ہو جائے تو سمجھنا چاہیئے کہ صورتحال کس قدر سنگینیت کی حامل ہے ۔

اس لئے کہ ہماری حکومت یا Party in Power اور عدلیہ کا احترام نہیں کرے گی ۔ تو آپ ہی بتائیے کہ کوئی سر پھرا آپوزیشن سے کس طرح توقع رکھ سکتا ہے ۔ کہ ضرور عدلیہ کا احترام کرے ۔ ہماری کوشش تو یہ ہے اور ہماری خواہش تو یہ ہے کہ ہم اپنے رویہ اور اپنے کردار سے یہ ثابت کریں کہ ہم نے ہر موقع پر اس بات کی کوشش کی ہے ۔ کہ عدلیہ کا وقار اور اس کی Prestige محفوظ رہے ۔ وہ ہم سب پر غالب ہے ۔ اور بڑے بڑے executives کو ایمانداری کے ساتھ عین قانون کے مطابق بغیر خوف اور لالچ کے فیصلہ کرے لیکن Party n Power اس کے وقار اور اس کے احترام کو کم کرنے کا انتظام کرے تو ظاہر بات ہے کہ اس سے مفاسد زیادہ سے زیادہ پھیل جائیں گے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب Party in Power اس بات پر اتر آئے جس سے محسوس ہو کہ وہ ناجائز کام کرنا چاہتی ہے ۔ اس میں عدلیہ تعاون نہیں کرے گی ۔ تو نا جائز حرکتیں چھوڑ کر عین قانون کے مطابق اپنی کارروائی کرے ۔ لیکن موجودہ برسراقتدار گروہ کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ بجائے اس کے کہ سیدھا سادھا سا رویہ اختیار کرے وہ کسی اور طریقہ سے سوچنا شروع کر دے ۔ اور کہے کہ اگر عدلیہ اس کا آلہ کار نہیں بنتی ۔ تو ہم اپنی Brute Majority سے اس کے حقوق و اختیارات سلب کر لیتے ہیں اور اپنی عدلیہ الگ بنا لیتے ہیں اس سے مفاسد میں اضافہ ہو گا ۔ اور میں آپ کی وساطت سے اپنے دوستوں کی خدمت میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو کریمینل لا' امنڈمنٹ ایکٹ کا برادر اکبر ہے جو پچھلے دنوں امپورٹ کیا تھا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ

وہ رات ہی رات میں امپورٹ ہو گیا تھا اس کی امپورٹ کی خبر لوگوں کو نہیں ملی - نیز گورنمنٹ نے اس کے مطابق پہلے ہی ایکشن لے لیا - اب آپ دیکھیں کہ اس کریمینل لاء امنڈمنٹ ایکٹ کو کس طرح ناجائز طور پر استعمال کیا جا رہا ہے پھر اس کریمینل لاء امنڈمنٹ ایکٹ میں کیا کارستانی کی ہے - ہمارے ملک کے اندر proper Legislature موجود تھی اس Important کریمینل لاء امنڈمنٹ ایکٹ کو اس لیجسلیشن کے تابع رہنا چاہئے تھا ایک امپورٹڈ چیز کے تابع رہنے والی چیز کو کالعدم قرار دے دیں جو خصوصیت سے ان حالات کے مطابق تھی جو مرکز کی ایماء اور منشا کی حامل تھی - جناب والا میں اس کے مفاسد گنا رہا ہوں - اگر عام قانون کو نظر انداز کر دیا جائے اور کریمینل لاء امنڈمنٹ ایکٹ کے ذریعہ خصوصی حالات پیدا کرکے مطلب براری کرنا چاہتے ہیں تو وقتی طور پر تو آپ کی مطلب براری ہو جائے گی لیکن لوگوں کے دلوں میں آپ کے خلاف عدم اعتماد ہو گا اور ان میں مایوسی پیدا ہو جائے گی - اب جب معاشرہ میں اس قسم کی مایوسی پیدا ہو جائے تو صوبہ اور یہ ملک اور یہ صوبائی حکومت اور یہ معاشرہ خدا نخواستہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا بلکہ روز بروز تنزل و زوال کی طرف جائیں گے اس لئے میں ان کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وقتی اور عارضی وقار کے لئے ایسی ذمہ داری کو اپنی گردن پر کیوں لے رہے ہیں - جناب والا - اس دنیا میں اتنے جابر حکمران آئے - جب وہ برسراقتدار تھے تو اپنے اختیارات کو ضعف پہنچانے والی کسی چیز کو پسند نہیں کرتے تھے - جب ان کی ہر قسم کی کارروائی کا پیمانہ لبریز ہو گیا - اور ہر طرف فسق و فجور فحاشی - معصیت رشوت اور تمام قسم کی غلطیاں اور برائیاں ان کے غلط اقدام سے عام ہو گئیں - تو پھر سارے مادی دبدبہ کے باوجود ان کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا -

Mr. Speaker : Please say something about the privisions of this Ordinance.

راؤ خورشید علی خان—جناب والا— میں اسوجہ سے اس بات سے گریز کر رہا تھا کیونکہ اسی موضوع پر آٹھ دس تقاریریں ہو چکی ہیں -

اور یہ خیال تھا کہ اگر میں نے بھی اس چیز پر بحث کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو آپ فرمائیں گے کہ repetition ہو رہی ہے۔

Mr. Speaker : We expect new things from the members.

راؤ خورشید علی خاں ــــ اس قانون میں جناب والا جو جو خامیاں ہیں دراصل انکی صلاح کے لئے امنڈنگ آرڈننس آتا تو میرا یہ خیال ہے۔ کہ ہم ضرور اس کو welcome کرتے۔ ایک سب سے بڑی خرابی جسکی طرف مسٹر حمزہ نے اشارہ کیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس خرابی کو سب سے پہلے دور کرنے کی کوشش کی جاتی وہ خرابی ایسی ہے۔ کہ اس کو Repeat کرنے کے لئے مجھے جناب والا سے توقع ہے۔ کہ آپ مجھے ایک منٹ کے لئے منع نہ کریں۔ اور میں اس کو دوسرے منٹ میں Repeat نہیں کروں گا۔ اور وہ اتنی سخت چیز ہے۔ اور وہ کتاب سنت کے بالکل منافی ہے۔ علمائے کرام نے متفقہ طور پر اسکو Condemn کیا ہے۔ اس کے توسط سے خدا و رسول کا منہ چڑانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اسکے سلسلے میں کانسٹی ٹیوشن میں لکھ دیا گیا ہے۔ کہ ہم کوئی چیز کتاب سنت کے منافی نہیں کریں گے۔ اوریہاں اسکی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ زنا جیسے فعل سخت معصیت ہے۔ اور کتاب و سنت کے حکم کے مطابق اس کو ناقابل معافی قرار دیا گیا ہے۔ اور انہوں نے اس قانون کے ذریعہ قابل رضامندی قرار دیا ہے۔ اگر ہم سے آپ نہیں ڈرتے تو خدا کے غضب سے تو ڈرو۔

اسکے علاوہ دوسری چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ ممکن ہے ایک گنہگار شخص شہادت کے تقاضوں کے پورے نہ ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائے لیکن ایک اچھے قانون کی خصوصیت یہ ہونا چاہیے کہ کوئی بے گناہ شخص اس سے سزا نہ پا سکے۔ موجودہ جرگہ قانون کے اندر بے گناہ آدمیوں کے پھنسنے کے زیادہ امکانات ہیں۔

بیگناہ آدمی اگر پھنس جائے تو جن ذرائع سے وہ Safe ہو سکتا ہے وہ اب نہیں ہیں مثلاً کورٹ میں جانے کا اسے حق نہیں ہے - اور اپیل کے اختیارات اس سے سلب کئے جا چکے ہیں - بس اللہ کے فضل کے سوا وہ کسی اور صورت سے وہ بیگناہ ثابت نہیں ہو سکتا - ان ہمارے دوستوں کو اس قسم کے مفاسد دور کرنا چاہیئے انہوں نے کیا Amend کرنیکی ضرورت محسوس کی ہے - کہ جو panel بنایا ہے اسکے لئے یہ ضروری نہیں ہے - کہ By Rotation اس کو تشکیل دی جائے - یہ غمازی کرتا ہے اسبات کی کہ جو قانون بناتے ہیں - اگر اس سے ان کو سہولتیں نہیں ہوتی ہیں تو جب یہ ان کو ہر دفعہ Amend کرتے ہیں تو اسمیں کوئی نہ کوئی سقم باقی رہ جاتا ہے - پہلے انہوں نے ۵۰ آدمیوں کا Panel تجویز کیا اس کے بعد ضرورت پڑی کہ کچھ Politically لوگوں کو Corrupt کرنا ہے تو اس کی تعداد بڑھا کر ۱۰۰ کر دی گئی پھر یہ معلوم ہوا کہ ۱۰۰ اتنی زیادہ تعداد ہے - کہ ہماری انتہائی کوشش کے بعد اس میں ایسے لوگ آ جاتے ہیں جو قانونی ہوں اسلئے اب اسکو بھی ہٹا رہے ہیں - اور ہمارے دوستوں نے سوچا کہ Rotation کے جھگڑے کو ختم کرو چھوڑو بس ایک مخصوص ٹریبونل ڈی - ایم صاحب کے منظور نظر لوگوں کا بنا دیا جائے - جناب سپیکر آپ ملاحظہ فرمائیے کہ انہیں اپنے قائم کئے ہوئے Panel پر اعتماد نہیں ہے ان کو عدالتوں پر اعتماد نہیں ہے - ہم سے وہ کس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ ہم ان کی کارستانیوں کی تائید کریں -

میں جناب ختم کرنے سے پہلے ایک بات عرض کروں گا - کہ کوشش یہ کی گئی ہے - کہ کرپشن کے Cases جرگہ نہ بھیجے جائیں یہ بڑی خوش آئیند چیز ہے لیکن اس خوش آئندی کے اندر ایک خرابی پیدا کر دی گئی ہے کہ عام Cases جو جرگوں میں جا سکتے ہیں اس کے لئے گورنمنٹ کی منظوری کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہمارے پبلک servants حضرات یہ ایک ایسی اللہ تعالیٰ کی مخلوق بن گئی ہے - کہ اگر ان کے

متعلق کرپشن کے Cases جرگہ میں بھیجنا مطلوب ہوں تو وہ گورنمنٹ Prior Approval کے بغیر نہیں جا سکتے اور Prior Approval حاصل کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے ۔ کرپشن کو ختم کرنے کیلئے اگر کوئی طریقہ اختیار کیا تھا ۔ تو کم سے کم اسمیں کوئی Legal Flaw تو نہ رکھئے یہ تو ایک Dead Letter ہو کر رہ جائے گا ۔ اسکے علاوہ جس چیز کیطرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہمارا کانسٹی ٹیوشن عام ملکی عدالتوں کی طرف رجوع کرنے کا اختیار دے رہا ہے کہ علاقے کے مطابق ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے گا ۔ لیکن انصاف حاصل کرنے کیلئے عام عدالتوں کیطرف رجوع کرنے کا فقدان ہوتا جا رہا ہے ۔ اسکے علاوہ بس میں یہ آخری بات کہوں گا کہ کسی مسئلہ پر بھی سوچ لیا جائے۔ یا جب آپ قانون سازی کی بات کرتے ہیں ۔ یا ڈیولپمنٹ کی بات کرتے ہیں ۔ یا کوئی بھی ملکی منصوبہ بناتے ہیں ۔ تو اس سلسلے میں ہم بار بار توجہ دلاتے ہیں ۔ کہ اسے کتاب و سنت کے تقاضوں کی روشنی میں ہونا چاہئے اور ہمارے ملکی آئین کے تقاضوں پر آپ دونوں چیزیں نظر انداز کر چکے ہیں ۔ اور پھر اسکے بعد یہ کہتے ہیں ۔ کہ یہ عوامی حکومت ہے ہم کانسٹی ٹیوشن کے مطابق چل رہے ہیں اور اسلام کے مطابق چل رہے ہیں ۔ اور جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ اسلام کے نام پر ہم کرتے ہیں ۔ ان باتوں سے آپ اعتبار ختم کرتے چلے جا رہے ہیں آپ کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ آپ کا اعتماد لوگوں کے دلوں سے روز بروز دور نہ ہوتا جائے ۔

مسٹر عبدالرازق خان (مردان ۔ ۳) ــــ جناب سپیکر ۔ کریمنل لا امنڈ منٹ ایکٹ میں جو سیکنڈ امنڈ منٹ آرڈیننس کی صورت میں پیش ہو رہا ہے اسکے خلاف بہت ہی معزز اراکین حزب اختلاف نے اس امنڈ منٹ کے خلاف اور اصل کریمنل امنڈ منٹ ایکٹ پر سخت تنقید کی ہے۔

جناب والا جیسا کہ ظاہر ہے ۔ کہ یہ پاس ہوجائے گا ۔ خواہ اس پر میں اپنی رائے کا اظہار کروں یا نہ کروں چونکہ مجھے اسکے حق

میں ووٹ دینا ہے ۔ اسلئے میں اس کی حمایت کرتا ہوں ۔ لیکن میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے خیالات کا اظہار معزز اراکین کی خدمت میں ضروری سمجھتا ہوں ۔ جناب والا ایک غلط فہمی یہ پیدا ہو گئی ہے ۔ کہ کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ ایک ایسا قانون ہے ۔ جو اس ملک میں پہلے نہیں تھا اور آج اس حکومت نے اس کو اس ملک میں نافذ کر کے اس ملک کے تمام مذہبی قوانین کو پس پشت ڈال دیا ہے ۔ گو یہ حقیقت نہیں ہے سابق صوبہ سرحد میں اور بلوچستان میں فرنٹیر Crimes ریگولیشن کے نام پر ایک قانون نافذ تھا ۔

جناب والا۔ اگر اس کی وضاحت کو ہم دیکھیں۔ تو اس میں ایک دفعہ یہ بھی تھی ۔ کہ اگر کسی شخص کو مذہبی دیوانہ قرار دیا جائے یعنی اس کا مطلب یہ تھا ۔ وہ شخص مذہب کا بہت زیادہ پابند ہے ۔ تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یہ حق حاصل تھا ۔ کہ وہ اسے پکڑ کر اس کو جرگے کے سپرد کر دے ۔ جو کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مقرر کرتا تھا ۔ جس میں نہ مجسٹریٹ ہوتا تھا ۔ اور نہ اس کی اپیل ہوتی تھی ۔ اور نہ کوئی اور بات سنی جاتی تھی ۔ تو اس مذہبی شخص کو سزا زیادہ سے زیادہ ایف ۔ سی ۔ آر کے تحت دی جاسکتی تھی ۔ ایف ۔ سی ۔ آر میں ایک دفعہ یہ تھی ۔ کہ اگر ڈپٹی کمشنر کو یہ معلوم ہو ۔ کہ دو افراد کا کسی اراضی پر تنازعہ ہے ۔ تو دفعہ نمبر ۸ کے تحت اس کو یہ حق حاصل تھا ۔ کہ اس معاملے کو ایف ۔ سی ۔ آر کے تحت جرگے کے سامنے رکھے ۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب کی ہدایت کے مطابق ایک شخص کی جائیداد دوسرے شخص کو دی جاسکتی تھی ۔

جناب والا ۔ سابقہ انگریزی دور حکومت میں ایف ۔ سی ۔ آر کے تحت ان اصحاب کو جو کہ ملک کی آزادی کیلئے لڑتے تھے ۔ انہیں قید کیا گیا ۔ ان کی جائیدادیں ضبط کی گئیں ۔ اور جو تکالیف ان کو عام قانون کے تحت نہ پہنچائی جا سکتی تھیں ۔ وہ تکالیف انہیں اس ایف ۔ سی ۔ آر کے تحت پہنچائی گئی تھیں ۔ جناب والا اس حکومت نے ایف ۔ سی ۔ آر ۔ کو ختم

کرکے اس میں اصلاح کر کے اسے اس ایوان کے سامنے Criminal Law Amendment Act کی شکل میں پیش کیا ۔ اور اس ایوان نے اس کی منظوری دی ۔ اب میں کچھ گذارشات Criminal Law Amendment Act کے متعلق عرض کروں گا ۔ میں نہیں کہہ سکتا ۔ کہ شاید سابق پنجاب میں یا اور علاقوں میں وہ تمام لوگ جو علاقوں میں پیش ہوتے ہوں ۔ وہ سب کچھ ایماندار اور سچائی سے کہتے ہوں گے ۔ اور پولیس کی تفتیش کے بعد جب مقدمات عدالت میں پیش ہوتے ہوں گے ۔ تو ممکن ہے کہ یہاں کے لوگ تمام ہی دیانتدار اور ایماندار ہوتے ہوں گے ۔ اور تمام شہادتیں صحیح طور پر دیتے ہونگے ۔ اور یہاں مقدمات خود بخود کامیاب ہو جاتے ہوں گے ۔ لیکن ہمارے ہاں تو یہ ہے ۔ کہ سچی شہادت دینے والے بہت کم سامنے آتے ہیں اور سچی شہادت محض اسوجہ سے بہت کم دیتے ہیں ۔ کہ وہ کہتے ہیں ۔ کہ اگر ہم نے اس ملزم کے خلاف شہادت دی تو کل ہم خود بھی اپنے آپ کو اس مصیبت میں پھنسا ہوا پائیں گے ۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔ کہ بالخصوص قتل کے مقدمات میں ساٹھ فیصد مقدمات سیشن کورٹ سے بالکل بری ہو جاتے ہیں ۔ اور جس قاتل نے قتل کیا ہوتا ہے ۔ وہ اس محلے اور اس گاؤں میں اور اس علاقے میں جہاں کے لوگوں کو پتہ ہوتا ہے ۔ کہ وہ قاتل ہے ۔ وہ انکے سامنے اس طرح دندناتا پھرتا ہے ۔ اور کوئی بھی اس کو گرفتار کرنے والا نہیں ہوتا ۔ اسوقت جب کہ ایسی حالت پیدا ہوتی ہے ۔ جبکہ ایک شخص قاتل ہوتا ہے ۔ اور اسکے خلاف شہادت مہیا نہیں ہوتی ہے ۔ تو اسوقت یہ Criminal Law Amendment Act آکر اس شخص کو پکڑتا ہے ۔ اور اسے ایک Tribunal کے حوالے کر دیتا ہے ۔ جسکے تحت اس کو سزا دی جاتی ہے ۔ جناب والا میں یہ یقین کیساتھ کہہ سکتا ہوں ۔ کہ ان مقدمات کے سلسلے میں جہاں تک Criminal Law Amendment Act کا تعلق ہے ۔ اور جسکے متعلق میرے کئی دوستوں نے بشمول خان منور خان صاحب نے تقریر کی ہے ۔ انہوں نے اس سلسلے میں سابق صوبہ سرحد کا حوالہ بھی دیا ہے ۔ لہذا میں ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ اسکے متعلق کچھ عرض کروں انہوں نے ایک طرف تو خود

ھی فرمایا ھے ۔ کہ ایک طرف تو اسکے ذریعے رشوت ستانی کو ختم کیا جائے اور جو یہ دفعہ رکھی گئی ھے ۔ کہ دس ھزار اور پانچ ھزار روپے کے جو Cases ھوں ۔ جو کہ اس قانون کے حوالے نہیں کئے جا سکتے ھیں ۔ تو ان مقدمات کو بھی اس قانون کے حوالے کیا جائے ۔ تو اس سے صاف ظاھر ھوتا ھے ۔ کہ وہ اس قانون کو رشوت ستانی کے ختم کرنے کیلئے کتنا ضروری سمجھتے ھیں ۔ اسکے علاوہ انہوں نے یہ بھی فرمایا ھے ۔ کہ وہ مقدمات کہ جہاں قتل کا وقوعہ دن کے وقت ھوا ھو ۔ چونکہ وہ بھی اس Criminal Law Amendment Act کے تحت نہیں سنے جا سکتے ھیں تو اسلئے وہ فرماتے ھیں ۔ کہ ان مقدمات کو بھی اسکے تحت لایا جائے ۔ تو میں یہ سمجھنے سے قاصر ھوں ۔ کہ وہ اس ایکٹ کی تائید کر رھے تھے یا اسکی تردید کر رھے تھے ۔ آج کل ایک مصیبت یہ بھی ھے ۔ کہ اگر کسی اخبار میں کہیں کوئی ایڈیٹوریل نکلے ۔ یا کسی لیڈر نے اس پر تقریر کی ھو تو بغیر سوچے سمجھے اور اسکے حسن و قبح پر غور کئے بغیر لوگ اسکی طرف بہہ جاتے ھیں ۔ اور یہ نہیں سوچتے ۔ کہ آیا ھمارے معاشرے میں اس قانون کی ضرورت ھے یا نہیں جناب والا جتنے بھی غیر ترقی یافتہ ممالک ھیں ۔ جس طرح تعزیرات پاکستان یا ضابطہ فوجداری کے تحت مقدمات کا فیصلہ ھوتا ھے ۔ وھاں ایسا نہیں ھوتا ۔ میں خاص طور پر چین اور روس کی مثال پیش کرونگا ۔ کہ اگر وھاں قتل کا وقوعہ ھوتا ھے ۔ تو یہاں جسکو مجسٹریٹ یا جج کہتے ھیں ۔ اس قسم کا عہدیدار موقع پر جاتا ھے ۔ وھاں اس علاقے کا ایک جرگہ بیٹھتا ھے ۔ اور موقع پر تمام شہادتیں لے کر وھیں مقدمے کا فیصلہ کیا جاتا ھے ۔ یہ مقدمات کے فیصلہ کرنے اور لوگوں کو سستا انصاف دلانے کا آسان طریقہ ھے ۔ میرا خیال ھے ۔ کہ وکلاء صاحبان اس کے بہت بڑے مخالف ھیں ۔ اور جتنی بھی تقریریں ھوئی ھیں ۔ اور جو اسکی مخالفت میں ھوئی ھے ۔ ان میں وکلاء صاحبان ھی بہت زیادہ تھے ۔ اسکی وجہ تو ھم سمجھ سکتے ھیں ۔ لیکن حمزہ صاحب کی مخالفت کی وجہ میں نہیں سمجھ سکا ۔ وکلاء صاحبان تو اس کی مخالفت اسلئے کرتے ھیں ۔ کہ وہ کہتے ھیں ۔ کہ جب ایک کیس مجسٹریٹ کے پاس ھو گا ۔

تو وہاں پانچسو روپے فیس لیں گے - جب وہ کیس سیشن جج کے پاس جائے گا - تو ان کے ہزار روپے کھرے ہوگئے - اور جب ہائی کورٹ کیس پہنچیگا - تو تین ہزار روپے - اور جب سپریم کورٹ میں کیس جائیگا - تو پانچ ہزار روپے - تو اسطرح ایک کیس میں سات آٹھ ہزار روپے لے لیتے ہیں - تو وہ اگر اس کی مخالفت کریں تو یہ بات تو سمجھ میں آ سکتی ہے - اس میں ان کا اپنا ذاتی مفاد ہے - کہ کوئی بھی کیس بغیر سیشن کورٹ ' ہائی کورٹ ' یا سپریم کورٹ کے فیصلہ نہ ہو - حمزہ صاحب اسکی مخالفت کیوں کرتے ہیں - یہ تو بالکل عوامی عدالت کا فیصلہ ہوگا -

مسٹر حمزہ ــ آپ X X X X X X X X X X X X X X X X X* اختیار دیتے ہیں -

Mr. Speaker : The remarks made by Mr. Hamza are expunged from the proceedings of the Assembly.

مسٹر عبدالرازق خان ــ جناب والا میں یہ مانتا ہوں - کہ ممبران جرگہ میں سے بعض ایسے اصحاب ہونگے - جو کہ پورے طور پر یہ انصاف نہ کر سکیں - لیکن آپ دیکھیں - کہ Criminal Law Amendment Act میں دفعہ موجود ہے - کہ جس جرگہ ممبر کو دونوں فریق تسلیم نہیں کریں گے - اس کو مقرر نہیں کیا جائیگا - اور Rotation کا مسئلہ ہٹانے کے لئے جو ترمیم پیش ہوئی ہے - اس کا مقصد یہی ہے - کہ اگر دونوں فریق کسی ایک شخص پر متفق نہیں ہوتے ہیں - تو اسکو ہٹا کر اسکی جگہ ایسا شخص مقرر کیا جائے جس پر دونوں فریق متفق ہوں - اور Rotation ہٹانے کا مقصد یہ ہے - کہ جرگہ ممبران میں بعض ایسے ہوتے ہیں - کہ جنہیں بہت سے لوگ جرگے کے ہر کیس میں رکھنا چاہتے ہیں - اور یہ اس لئے کہ وہ بہت انصاف پسند ہوتے ہیں - تو Rotation کا مسئلہ ہٹ جانے کے بعد یہ تکلیف ختم ہو جائے گی - اس میں دوسری ترمیم یہ ہے کہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ کے پاس اگر دفعہ نمبر ۳۰ کے اختیارات اگر نہ بھی ہوں - تو ان کو بھی جرگے کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا جائے

*Expunged as ordered by the Speaker.

یہ نہایت مفید تجویز ہے ۔ اور جو صاحبان یہ کہتے ہیں ۔ اور میاں عبداللطیف صاحب نے بھی وہاں سے فرمایا ہے کہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایسی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے ۔ میں ان سے کہتا ہوں ۔ کہ آپ نہایت سمجھدار اور اس ایوان کے نہایت معزز رکن ہیں ۔ آپ ذرا سابق صوبہ سرحد کی عدالتوں کے ریکارڈ کا مطالعہ کیجئے ۔ وہاں بہت سے مقدمات اس لئے پڑے ہوئے ہیں ۔ اور لوگ اسلئے جیل میں پڑے ہوئے ہیں ۔ کہ سوائے دفعہ ۳۰۷ کے یہ مجسٹریٹ کے مقدمات کسی اور مجسٹریٹ کو نہیں دئے جاتے ۔ اس لئے یہ انتہائی مفید ترمیم ہے ۔ اور یہ ضرور ہونی چاہیے ۔ میں آخر میں جناب وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ ابھی اس میں مزید اصلاح کی ضرورت ہے ۔ اور اگر یہاں کوئی مفید تجویز اس سلسلے میں پیش ہوتی ہے ۔ تو میرا خیال ہے ۔ کہ آپ کو یا ہمیں اسکو ماننے سے گریز نہیں کرنا چاہئے اور ایک تجویز تو یہ ہے کہ روز روشن کے قتل کے معاملے میں یا رشوت اور سمگلنگ کے معاملے میں دس ہزار اور پانچ ہزار روپے کی جو قید رکھی گئی ہے ۔ کہ یہ مقدمات اسکے تحت نہ سنے جائیں گے ۔ اس قید کو ہٹا دیجئے ۔ اور میں سمجھتا ہوں ۔ کہ رشوت کا مقدمہ چاہے ایک پیسے کا بھی ہو ۔ یا چاہے ایک لاکھ روپے کا ۔ وہ جرگہ کے سپرد کرنا چاہئے ۔ اور اس شخص کو ضرور سزا دینی چاہئے ۔ آپ ان موجودہ قوانین کے تحت راشی کو عدالت سے سزا نہیں دے سکتے ۔ اسلئے اسکو جرگہ ٹریبیونل کے سامنے پیش کرنا انتہائی ضروری ہے دوسری گذارش یہ ہے ۔ کہ قتل اور ۳۰۷ کے مقدمات کو اس ایکٹ میں Compoundable بنا کر ایک نہایت نیک اور مستحسن قدم اٹھایا گیا ہے ۔ اس سے معاشرے میں اصلاح ہو گی ۔ اس سے جو پرانی دشمنیاں ہیں ۔ وہ ختم ہو جائیں گی ۔ لیکن زنا کے معاملے کو جو قابل راضی‌نامہ بنایا گیا ہے ۔ اس پر بھی غور فرمائیں ۔ یہ خلاف شرع ہے ۔ میں یہ گذارش کروں گا ۔ کہ اسمیں ایسی ترمیم لائی جائے ۔ کہ یہ مسئلہ ختم ہو جائے ۔

ایک اور چیز جو اپوزیشن کی طرف سے کہی گئی ہے میں اس کا حامی ہوں وہ یہ ہے کہ اگر رات کے وقت کوئی قتل ہوتا ہے اور اس

کے متعلق پوری شہادت نہیں ملتی تو وہ کیس جرگہ کے پاس جاتا ہے - اگر دن کو قتل ہو جائے اور شہادت نہ ہو تو پھر ایسے کیس جرگہ کے پاس نہیں جاتے - تو آپ اپنے رولز میں ترمیم کیجئے کہ جو بھی شخص اگر قتل ہوا ہو تو قاتل کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے اور اس کی کوئی رو رعایت نہیں ہونی چاہئے - جناب والا ایک اور گذارش میں کروں گا - ایک رول میں ترمیم ہے جس کے تحت پہلے ایف سی آر کے تحت یہ ہوتا تھا کہ ڈی ایم کو یہ اختیارات حاصل تھے کہ جب ایک کمشنر کے پاس ایف سی آر کا کیس بھیجا جاتا ہے تو اس اثنا میں ملزمان کے بارہ میں اگر یہ تسلی ہوتی تھی اور مقدمے کے واقعات کے پیش نظر اگر وہ زیادہ مجرم نہ ہو تو اس کو ضمانت پر رہا کر دیا جاتا تھا اور جب تک کمشنر کو اطلاع نہ ہو جائے کہ اس کیس کو جرگہ کے سپرد کر دیا ہے تو وہ موجودہ رولز کے تحت کارروائی نہیں کر سکتا تھا - تو میں گذارش کروں گا کہ یہ ترمیم بھی ہونی چاہئیے جس طرح کہ ایف سی آر میں تھی - اگر قانونی طور پر اس میں اصلاح ہو جائے تو عوام کے لئے وہ قابل قبول ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ آپ ڈی سی اور ڈی ایم کو یہ ہدایت جاری کریں گے کہ جرگہ کے ممبروں کی تقرری کیوقت اور انہیں جرگے میں تقرر کرتے وقت یہ دیکھیں کہ ان کی Integrity کیسی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس امر کا پورا خیال رکھیں گے ایسا ٹریبونل مقرر کیا جائے جو انصاف پسند ہو جنکی زندگی بے داغ ہو اور وہ پوری طرح انصاف کرنے کے قابل ہوں -

Mr. Ahmad Mian Somoro (Jacobabad I) : In this Criminal Law Amendment Act which has been brought before this House. I think, this amendment was necessary to make this Criminal Law Amendment Act workable. But there are still one or two points which I would like to bring to the notice of Government. For example, in the case of offences under section 120 (b) conspiracy is itself a substantial offence but in the schedule of the Criminal Law Amendment Act, this Ordniance 120 b) has not been made an offence punishable under the Criminal Procedure Code with the result that complications arise where certain people who are named in the F. I. R. or accused of murder and during the course of investigation it comes to light that the murder was the result of a criminal conspiracy. Now, Sir, although ordinarily all the accused including those who are charged with the offence of

criminal conspiracy for murder or tried together but in the case of Criminal Law Amendment Act those persons who are accused of criminal conspiracy for murder they will be tried by the ordinary court and the people who have actually committed the murder will be tried, under the Criminal Law Amendment Act, by a Jirga. This creates an anomally which, I think, is not desirable that the same type of offences should be tried in two different manners. I would suggest to the Law Minister that he may kindly look into this and also include 'conspiracy' under the offences that are prescribed in the schedule to be also triable by the Criminal Amendment Law Act.

Apart from that I would again request, as I said in my budget speech, that in the schedule of offences 'election offences' should also be brought in. Corruption in elections is a thing to which we cannot close our eyes. Our President, the Government and the Election Commissioner are very anxious to see that corruption is eliminated as far as possible but we cannot deny the mannar in which elections in some of the constituencies take place particularly where big industrialists are big zimindars come in the field. Therefore Sir, if election offences are brought within the schedule of the Criminal Law Amendment Act and are tried in manner where there is a greater possibility of the culprits being brought to book and they are given deferrent punishment then this malady of corruption and of selling votes would be reduced to a greater extent. With these remarks I support the Ordinance.

میجر سلطان احمد خاں(ہزارہ-۳)— صاحب صدر - اس قسم کے قانون پر قوم کی اس سٹیج پر تبصرہ کرنا یا بزرگوں کو آگے لانا کہ ان میں اچھائیاں کیا ہیں برائیاں کیا ہیں اس سے بجا طور پر یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ وقت ضائع کرنے والی بات ہے -

خان اجون خاں جدون—پوائنٹ آف آرڈر اگر وقت ضائع کرنے والی بات ہے تو آپ بیٹھ جائیں - (شور و قطع کلامیاں)

میجر سلطان احمد خان—بہر نوع ہمارا اخلاقی فرض ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان میں کچھ بقاء باقی رہ گئی ہو اور ان کو یہ یاد دہانی ضرور دلائی جائے کہ ان حرکات کا انجام تاریخ میں کبھی بھی اچھا نہیں ہوا اور ان کو ہم تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ آپ ایک آگ سے کھیل رہے ہیں - ایک ایسے گمراہ راستے پر چل رہے ہیں اور اس قوم کو ایک گڑھے کیطرف لیجانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یقین جانیئے کہ اس قسم کی حرکات کرنے والے ان گڑھوں میں خود ہی گرا کرتے ہیں اور قومیں انشاء اللہ بچ جایا کرتی ہیں - جناب والا - یہ لفظ ایف سی آر بذات خود اتنی بڑی سیاہ کاری ہے - - - - (قطع کلامی)

Mr. Speaker : This is Criminal Law Amendment Act.

Major Sultan Ahmed Khan : This is an amendment in the F. C. R.

Minister of Law : It is repealed F. C. R.

Major Sultan Ahmed Khan : Whatever it may be, it is F. C. R. because the word F. C. R. is there.

تو جناب والا انگریزوں نے اس ملک کے بعض ان علاقوں پر اس قسم کے کالے قوانین نافذ کئے تھے اور ہمیں اس قسم کا غلام بنانا چاہتے تھے جس طرح کہ آج کنونشن مسلم لیگ کا ہر رکن بنا ہوا ہے - سب نہیں بن سکے - تو انہوں نے فرنٹیئر کے علاقوں میں اس قسم کے کالے قوانین رائج کئے تھے - آزادی کے بعد توقع تھی میں یہ نہیں کہتا کہ پہلی حکومتوں نے ان چیزوں کو نافذ نہیں کیا - آزادی کے بعد لوگوں کو کیا پتہ تھا کہ اندھیر نگری پڑھ جائیگی - قوم کو اس کا کیا علم تھا کہ انکی وہ ساری قربانیاں اور وہ لہو کی ندیاں جو سن ۵۳ کے بعد کہا جا سکتا ہے سب ضائع ہوئیں اور آج ہم ایک ایسی سٹیج پر پہنچ چکے ہیں اور میں یہ دلی طور پر کہہ رہا ہوں کہ اس سے بھی بدتر سٹیج پر ہم پہنچ چکے ہیں - خدا نہ کرے کہ اس قوم کو دوبارہ ویسی ندیاں بہانی پڑ جائیں لیکن اگر اس قسم کی حرکات جاری رہیں - اس قسم کی حکومتیں جاری رہیں تو اس قوم کے بد سے بد تر ہونیکا امکان ہے - تو جناب والا - اس امینڈنگ بل کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کا ارادہ اس کو Decentralise کرنے میں محض ایک ہی ہے کہ اگر ایک افسر کے ہاتھ میں ایک ضلع کا سارا کام ہو تو وہ سبکی خواہشات پوری نہیں کر سکتا - ایف سی آر جو پچھلے سال آپ نے قانون بنایا تھا محض اس غرض سے کہ اس کے مخالفین کو جس طریقہ سے بھی ہو سکے انہیں Crush کیا جائے - میں آپ کو ایک زندہ مثال دیتا ہوں - آپ کہتے ہیں کہ کس کو اختیارات دئے گئے ہیں - میں دوبارا اس مثال کو دہراتا ہوں اور وہ ایک ایسا واقعہ ہے جو میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا - میں اس شہری کی جدوجہد کے ساتھ پھرا بھی ہوں - میرا وہ عزیز

نہیں - میرے ضلعے کا نہیں - اس کا نام شیر علی نیازی ہے جو قطعی طور پر بیگناہ ہے اور اس کے متعلق اس ایوان کے ممبر صدر تک پہنچے اور ثابت کیا کہ وہ شخص بے گناہ ہے - اسے دنیا کی کوئی طاقت نہ بچا سکی - حرج پہنچانے والوں نے اس کے تین بھائیوں نے اسکو ۱۰ سال قید ۱۰ ہزار روپیہ جرمانہ کروا کے ہی چھوڑا - نہ قانون اس کی مدد کو آ سکا - نہ صدر آ سکا نہ ایوان آ سکا -

(Interruptions by Mr. Hamidullah Niazi)

Mr. Speaker : Order, order. No interruptions.

Major Sultan Ahmed Khan : He is not interrupting me. He is guiding me.

صاحب صدر - میں عرض کروں گا کہ سیکشن ۳۰ کے ذریعہ اسسٹنٹ کمشنر کو اختیارات دے رہے ہیں ان کا ارادہ محض یہ ہے کہ آئندہ آنے والے واقعات کو مد نظر رکھ کر یہ چیز effectively localise ہو سکے اور سیاسی مخالفین کو بغیر کسی وقت کے ضائع ہونے کے ان کو طرح طرح کے معاملات میں لپیٹ سکیں - جہاں تک ان کی ممبری کا سوال ہے وہ By rotation ہو ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ کمشنر جو چاہیں گے کریں گے تجربہ نے یہ بتایا تھا کہ میرے ضلع اور تحصیل میں کم از کم میں ہر اس ممبر جو جرگہ کا رکن ہے یہ سمجھا جائے ہر ایک نہلے پر دہلا ہے - ہر آدمی وہی پرانا ٹوڈی - وہی پرانا پھٹو اگر لسٹ میں ایک نہ تو دوسرا سہی ''یک نہ شد دو شد'' والا معاملہ ہے - پہلے یہ تھا کسی ملزم کو اختیار تھا کہ وہ اعتراض کر سکے اب انہوں نے جو اختیارات ان مجسٹریٹوں کو اس غرض سے دے دئے ہیں وہ چاہے ٹوڈی کو اپنا ممبر رکھے جیسا کہ ہوتا ہے - یہ واقعات ہیں کیونکہ ہم پر یہ گذرتی رہی ہے - ہمارے اوپر گذرتی رہی ہے - میرا مطلب میری اپنی ذات نہیں (مجھ پر گزری میں فریاد بھی نہیں کروں گا) - اب یہ امکان ہیں ان کے جو ارادے ہیں کہ آئندہ آنے والے انتخابات میں طرح طرح کی دھاندلیاں کریں گے میں دعوے سے کہتا ہوں یہ قانون محض ان دھاندلیوں کی خاطر بنایا گیا ہے -

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): Sir, in view of the fact that certain constitutional objections have been raised by some members on the Opposition side, I think it is necessary that I should clarify them. To start with Mian Abdul Latif, his main objection and grievance was the same which he has been saying repeatedly during the entire session as to why this Ordinance has been issued and this could be brought in the shape of a Bill which the House could discuss. Unfortunately on the day when I quoted the figures from the official record of the Assembly, Mian Abdul Latif was not present here in the House. If he were, I think, he would not have repeated his objection today. I would very respectfully remind him *in absentia*, because he is not here today, that he himself was a member of the West Pakistan Provincial Legislative Assembly in the years 1956, 1957, 1958 till it was dissolved, and as many as 36 Ordinances were issued in-between the period of 2 to 4 months. Mian Abdul Latif, and I say from the official record, was himself a member of the Government Party and he had nothing to say about the issuance of Ordinances. The Constitutional position about the issuance of Ordinances remains the same today as it was in 1956 or as it was before 1956 or as it is today in the year 1964.

مسٹر حمزہ ۔ ان ایام میں وہ گورنمنٹ پارٹی کے ممبر نہ تھے ۔

Minister of Law: تھے ۔ I am making my submission from the official record that he was a member from the Government side, he had voted on the side of the Government. It is true about Khawaja Muhammad Safdar. He was not a member of the Government Party.

Mian Abdul Latif said that he was not in the habit of issuing or giving challenges. But yet he did attempt and said that let the Government agree to make a reference to the Supreme Court and if the Supreme Courts holds that an emergency was really there and a case has been made, then he would not only pay the cost but would resign his seat. I think he was not serious about it. He knows that there are consistant series of case laws of this sub-continent of this country by the highest judicial court, namely, the Supreme Court that this is a matter which is not justiciable, whether an emergency exists or not is entirely the discretion of the Governor or the President as the case may be and that it cannot be gone into by any Court and that this is entirely a subjective consideration and not an objective consideration. Therefore, knowing as he does that this is constitutional, he threw out a challenge knowing fully well that that stage will never come and he will never be called upon to resign. The honourable course for him is this. Let him resign on this issue, seek re-election in his own constituency and if he is re-elected, let him come over here and say, 'well, I have resigned on this issue, I have got a mendate from my constituency, you the members on the Government side Ministers or members please resign.' Let him have courage, let him come forward. We accept his challenge. Let him go to his constituency and contest his seat.

Major Sultan Ahmed Khan: Sir, he must be clear. He has really made a mis-statement. Mian Abdul Latif was never a member of the Government Party. Secondly, he says that the Supreme Court has already held that President or the Governor can do this. Sir, there are fundamental rights. Restore them.....

Minister of Law: Fundamental rights have been conceded. Rights are justiciable. The only pity is that the member does not read what is

contained in them.

The third objection of Mian Abdul Latif was about the right which vests in the Legislature to apply any particular law to any particular area or to take it away from any particular area, has been taken away and has been vested in the Executive, namely, the Provincial Government. I think, with the experience that he has as an advocate, if he were to make a sincere and honest sojourn in the Statute Book, he would come across so many cases, both central and provincial in which he will find similar provision enacted by the Acts of the Legislature saying that the power vests in the Government to apply or to withdraw any particular Statute, any particular Act in any particular area. This is not a noval legislation and really it should not have caused any surprise to the member on that side and he should have made a grievance of it. The position is very simple. If at any time the Government realises that the time has come when the Criminal Law Amendment Act snould be withdrawn from any part of the Province to which it applies, should it wait for the Assembly to meet or should it wait for the members to pass that legislation? With one stroke of pen, it will not hesitate to withdraw the entire Act and that is exactly what the members on this side of the house want.

مسٹر حمزہ ۔ این خیال است و محال است و جنون ۔

Minister of Law : Mian Abdul Latif's next grievance was that if the Government gives this power by notification, and this power is exercised-he mentioned Sheikhupura district a place from where he comes-he said that if the Criminal Law Amendment Act is withdrawn from this particular area, then automatically the Frontier Crimes Regulation comes into operation there. I would only say this that his study seems to be, —I would not use any strong word—rather defective. That is not so. Is this Criminal Law Amendment Act is withdrawn from any area I am glad the FCR does not apply. It can only apply again by a notification by the Government if it so desires. The normal law as the Members on the Opposition choose to call it, namely the Penal Code and the Criminal Procedure Code and the Evidence Act which immediately comes into operation in that area, namely Sheikhupura and Mian Latif should be happy about it and should have no grievance on that score.

Mian Sahib also made a grievance that the Government had been given the power of enhancing the sentence. As I said in the earlier part of my submission before the House, cases have come to the notice of Government and I will just cite one case of smuggling where nine maunds of gold, worth lakhs and lakhs of rupees, was involved. The accused was tried. He got substantive sentence of jail. It was under the FCR and FCR (Section 11) provided no substantive sentence for that. The result was that the Magistrate had to contain himself to a fine which was ridiculously inadequate. With the result that the authorities moved the Commissioner. The Commissioner gave no relief. It was realised that unless this power is assumed by the Government no fruitful results can be achieved. Cases have come to the notice of the Government where subordinate Officers, for reason best known to them-good, bad or in different-have failed to exercise their discretion rightly. They have erred or have taken a lenient view of things. It was, therefore, felt that the Government should have the power to enhance the sentence so that the accused should be adequately punished and they should not take it to be an easy job. An instance of this can be quoted from the Criminal Procedure Code itself and its Section 527

which empowers the Provincial Government even to supersede the powers of the High Court itself and order the transfer of a case from one province to another. This is an instance from the Criminal Procedure Code of which the Members on that side are very much proud of. Lord Macauley is still haunting them although hundred years have passed and if it is a Bible for them let me tell them that under the Code itself the Executive has been given the power over and above the power exercisable by a High Court. They can take away a case from one Province to the other and thus deprive a High Court to exercise its jurisdiction.

He also made a reference to political victimisation and the abuse and misuse of the Criminal Law Amendment Act (and I had then with all respect interrupted the Member) but not a single case could be pointed out under the Criminal Law Amendment Act. Mr. Baqi Baluch's case was pointed out. That is under FCR. But although I saw Mr. Baqi in this House today he did not have a word to say against the FCR or the Criminal AmendmentAct even today.

Khawaja Muhammad Safdar : Mian Akbar cited a case.

Minister of Law : I am coming to that. Mian Akbar cited a case. With all respect I would remind him in his absence and the Members here that only a few days during the general discussion on the Budget Mian Akbar had referred to a criminal case filed against an individual which, he said, was a case of pure political victimisation having been initiated at the instance of an influential man on this side, and we have it on the authority of the Leader of the House to say that enquiries were instituted. Actually an attempt was made to nave that case referred to a Jirga under the Criminal Law Amendment Act but the Commissioner saw through things. He refused to accept that and refer it to a Jirga. The result is that the case is before an Ordinary Court and it will take its own course. The Commissioner refused to refer the case to a Jirga in spite of the fact that a highly-placed political dignatory was interested in the accused. This should convince all of us, at least Mian Akbar from whose District this case comes, that this Act has never been used and shall never be used for political victimisation. (Hear, hear) Government is alert and it shall see that no person, however, highly-placed and influential he may be, succeeds in abusing or misusing this Criminal Law Amendment Act.

Mr. Kirmani referred to this power of Government to extend this Act or withdraw this Act by a notification, as doing violence to the Constitutional provisions. I would, with respect, submit again for him although he is not present here, that there is a continuous series of authorities to show that any such legislation is not a case of delegated legislation which is prohibited by the Constitution but it is a case of a conditional legislation which is permissible. As I have already said, innumerable statutes could be cited to show that this power has been vested in the Government by the Legislature and has been upheld by the nighest Tribunals of this country or in the adjoining country as strictly Constitutional and there is nothing wrong with it.

Mr. Kirmani also objected to the deletion of the rotation system. May, I, Sir, with all respect remind this House again as to what is there in the Bible, namely the Criminal Procedure Code, in respect of the assessors and juries. A list is prepared in respect of juries and assessors. There is no system like this rotation system. Names are selected at-random, summons

are issued, they appear and sit as assessors or juries unless objected to and unless that objection prevails.

Sir, as I have already said, cases have come to the notice of the Government which have neccessitated the doing away with this rotation system and this is exactly at par and on the same lines as the provisions of the Criminal Law Procedure Code, which I would say, with all respect, is a Bible for the Members of this House.

Then, Sir, Mr. Kirmani also referred to the provisions relating to the power of enhancement vested in the Government. The history of this legislation (amendment) is this : Reading Section 19 of the Criminal Law Amendment Act with Section 20 a doubt had arisen that the Government can exercise the powers of enhancement only in cases which come to its notice under Section 19 of the Act-meaning thereby any order of enhancement passed by the Commissioner or a sentence of over seven years confined by the Commissioner and that also within sixty days. This doubt had arisen in some cases. The matter was referred to the Law Department and the Law Department was of the opinion that the Government can exercise this power only in respect of matters which come to its notice by way of revision against these two specific categories of orders and within sixty days. Although there is an honest difference of opinion on this but in order to remove doubts and make it absolutely clear it was thought necessary to put in proper words in the Statute itself which will make it clear that the Government has got this power which it can exercise in any case irrespective of the fact whether the matter comes to its notice under Section 19 or otherwise. Mr. Kirmani also referred to offences under Section 148 and 149, and made a grievance that the number of offences has increased in the Schedule. My respectful submission is that no offence has been increased. As I had said in my earlier submission that offences of constructive liability were not included; again there was difference of opinion whether those who are jointly concerned in an offence could be tried with the person, who actually does an act and the rest assist him, at one trial before the jirga. Cases were actually taken to the High Court in writ petition and the High Court held that any such offence which is not specifically mentioned in the Schedule could not be tried by the jirga. The obvious complications came in, i. e. in respect of the same offence set of witnesses, same facts, same evidence. One person who was the main culprit against whom there was a substantive charge was referred to the jirga to be tried there and the rest who were involved with him were referred for trial before the ordinary court. The likelihood of the conflict of decisions was there and it was thought necessary that th s should be removed, that persons jointly concerned in the offence should be tried together and that is why section 149 of the Penal Code, which does create a substantive offence, has been added and with that section 148 had to be added because unless there is section 148 there cannot be section 149, and, therefore, my submission is that no new offence has been added. This misunderstanding or a lacuna which existed in the Act has been removed by this legislation. Then Sir Mr. Kirmani also reffered to the power of Government of exercising the powers under Section 401 and 402. I would Sir with all respect refer to section 8, clause (4a) of the Criminal Law (Amendment) Act, which reads.

"(4a). The provisions of the Criminal Procedure Code, 1898, save as otherwise provided under this Act, shall not be applicable to proceedings before the Tribunal."

This was added by an ordinance. The result was that the Government had no power to recourse to any of the powers of the provisions of the Criminal Procedure Code unless it was specifically provided in the Act. The members will be pleased to see that in various sections of the Act reference has been made to the various provisions of the Criminal Procedure Code. They shall apply, and unless specific provision was made in this Act that the Government shall have power under sections 401 and 402 of the Criminal Procedure Code, it could not exercise this power by virtue of clause (4a) of section 8 of the Criminal Law (Amendment) Act, and therefore Government found it necessary to assume this power and have recourse to sections 401 and 402.

Mr. Speaker : Memon Sahib, the language is not very clear. In clause 11 it has been stated that—

> "24-A. Nothing in this Act shall be deemed in any way to affect the powers of the Provincial Government under sections 401 and 402 of the Code of Criminal Procedure, 1898, in respect of punishments imposed under this Act."

Minister of Law : Under the Criminal Law (Amendment) Act Punishments imposed under this Act are not regulated by the provisions of Criminal Procedure Code, and, therefore, it was necessary to say, as I have read clause (4a) of section 8 of the Criminal Law (Amendment) Act, that the Criminal Procedure Code will not apply unless it is specifically said. Therefore under section 24-A it has been said that in respect of punishments awardable under the Criminal Law (Amendment) Act the Government will have the power of exercising power of clemency.

Mr. Speaker : You are applying the provisions of a particular Act to the provisions of an Act to which the provisions of a particular Act do not apply.

Minister of Law : No Sir. If this section 24-A had not been inserted in the Criminal Law (Amendment) Act, the Government would have no power to have recourse to sections 401 and 402.

Khawaja Muhammad Safdar : Instead of drafting a negative section, they should have drafted a positive section so that the Government shall have power.

Mr. Speaker : Shall have power of Sections 401 and 402. It was better that you should have independently enumerated those powers.

Minister of Law : I readily concede that there could be a separate provision. I am saying that the Government shall have the power to exercise powers vested under the Criminal Procedure Code.

Mr. Speaker: Your intention is that the provisions contained in section 401 and section 402 of the Criminal Procedure Code will apply to the bill under the Criminal Law (Amendment) Act.

Minister of Law : Now Sir the last point was about rules. Mr. Munawwar Khan made a grievance that the rules laid down that offences of illegal gratification involving an amount of less than Rs. 5,000 could not be tried by jirga under the Criminal Law (Amendment) Act. I respectfully submit this is not correct. All that the rule says is this that in case of receiving illegal gratification if the amount alleged to have been given has not been recovered from the possession of the public servant, there is no

limit, but let me make it very clear once and for all that these rules, as they read that among others things the following considerations will weigh or may be taken into consideration by the Commissioner while deciding a case whether it should be referred to jirga or not; these rules as they say are illustrative and not exhaustive. They do not affect the generality of the main sections of the statute itself, and, therefore, these are some of the circumstances which may be taken into consideration by the authorities. But this is not exhaustive; this is not all. The authorities can go beyond this and come to the conclusion that it is a case which will be referred to a jirga, and there it sould end.

Sir I am to say a few words with regard to the very valuable and well-intentioned suggestions made by Mr. Raziq Khan, and the important one of them is that under this Criminal Law (Amendment) Act, offence under section 498 has alse been permitted to be compounded by the authorities concerned. I would Sir very respectfully mention here that this was introduced in this Act because offences of Sections 498, 497 and 494 are cognizable under the Criminal Procedure Code, which is also a law of the land and is existing till today. But as he had very rightly said and consistently with the constitutional provision and the policy to which this Government is wedded, I am grateful to the member that he has drawn the attention of the Government. I will avail of the earliest opportunity to impress upon the Government that this particular provision in the Criminal Law (Amendment) Act making or allowing Section 498 to be compoundable should be deleted, and I hope my colleague will also help me.

Khawaja Muhammad Safdar : But through an ordinance.

Minister of Law : Even through an ordinance; it makes no difference.

Khawaja Muhammad Safdar : That makes a lot of difference for this province.

Minister of Law : The other point which Mr. Razik made out was about the amendment of rules in respect of giving power to the Deputy Commissioner to grant appeals. I think this is a very reasonable suggestion and this power ought to vest with the Deputy Commissioner, and I assure the member that I will take the earliest opportunity, with the assistance of my esteemed colleagues in the Cabinet, to see that we go ahead with the amendment not only of the rules but of the rule, as has been very ably and sincerely suggested by Mr. Razik Khan, and to see that there is no lacuna in the Act and that we make it perfect as far as possible.

About the suggestion of Mr. Ahmed Mian himself, there is one section of the House which feels that the list of offences is very enlarged, and on the other hand there is member in this House who feels that more offences should be added to the Schedule, and he has particularly made a mention of election offences. Let me remind him that elections will fall under the Central Laws, which are yet to be enacted, and if the Central Legislature does not provide any special tribunal or machinery for the trial of these offences.

It can then only be open to the Provincial Government to consider the advisability of adding these offences to the schedule as it exists. But if the Central Government under a Central law provides or makes a provision for

any special machinery or Tribunal to try these offences then I will only say to the member and my friend here that we will not he able to concede his demand otherwise I have said I will place this before the Government, my colleagues in the Cabinet, and an appropriate decision will be taken,

خواجہ محمد صفدر ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میاں لطیف صاحب نے ۵۶ء - ۵۷ء - ۷۸ء - میں گورنمنٹ کیطرف سے ووٹ دیا تھا ۔ یہ غلط ہے ۔ ریپبلیکن پارٹی کے زمانے میں بھی وہ آپوزیشن میں تھے ۔

وزیر قانون ۔ میں گورنمنٹ کے ڈبے سے کھول کر کاغذ آپ کو بتا سکتا ہوں وہ آپ کے خلاف تھے اور گورنمنٹ کیطرف تھے ۔

Mr: Speaker : I will now put the question.

The question is :

That the Assembly do approve of the West Pakistan Criminal Law (Amendment) (Second Amendment) Ordinance, 1964, promulgated by the Governor of West Pakistan on the 25th May, 1964.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The House is adjourned to meet again tomorrow, the 30th June, 1964, at 8.30 a. m.

(The Assembly then adjourned till 8.30 a. m. on Tuesday, the 30th June, 1964)

PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

SIXTH SESSION OF THE FIRST PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

Tuesday, the 30th June, 1964

The Assembly met at the Assembly Chamber, Lahore, at 8-30 a.m. of the clock. Mr. Speaker, Chaudhri Muhammad Anwar, in the chair.

Recitation from the Holy Qur'an and its translation by Qari Ali Hussain Siddiqi Qari of the Assembly.

بسم الله الرحمٰن الرحيم

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ج فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ لا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ لا اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

پارہ ۱۰ سورہ ۹ رکوع ۱۳ و ۱۴ آیات ۵۸ تا ۶۰

اور ان لوگوں میں بعض ایسے بھی ھیں کہ (تقسیم) صدقات میں تم پر طعنہ زنی کرتے ھیں ۔ اگر ان کو اس میں سے (خاطر خواہ) مل جائے تو خوش رھیں اور اگر (اتنا) نہ ملے تو فوراً خفا ھو جائیں ۔ اور اگر وہ اس کی پر جوش رکھتے جو اللہ اور اسکے رسول نے انکو دیا تھا اور کہتے کہ ھمیں اللہ کافی ھے اور اللہ اپنے فضل سے اور اس کے پیغمبر اپنی مہربانی سے ھمیں (پھر) دیدینگے اور ھم تو خدا ھی سے رغبت رکھنے والے ھیں ۔

سوا اس کے کچھ نہیں کہ صدقات کو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ھے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ھے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرضداروں کے (قرض ادا کرنے میں) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کی (مدد) میں بھی یہ مال خرچ کرنا چاھئے یہ حقوق اللہ کی طرف سے مقرر کردیئے گئے ھیں اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ھے ۔

SUSPENSION OF QUESTION HOUR

بیگم جہاں آرا شاہنواز۔ صدر محترم میری یہ تجویز ہے کہ آج question hour suspend کردیا جائے کیونکہ important bills آرہے ہیں اور ان پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی وقت درکار ہے۔

Minister of Finance: I have no objection, if that is the sense of the House.

خان اجون خان جدون۔ نہیں جناب۔

وزیر قانون۔ ۳۰ دن agree کیا ہے آج بھی کرلیں۔

وزیر خزانہ۔ آج کیلئے ہی question hour suspend کیا جاتا ہے۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی۔ کافی عرصہ ہوگیا ہے سوال نہیں آئے ہیں۔

Mr. Speaker: May I know the views of Khawaja Safdar? Has he any objection to that?

Khawaja Muhammad Safdar: Sir, I have no objection. Naturally I have to side with the fairer sex.

Mr. Speaker: So the Question Hour is suspended for to-day.

PRIVILEGE MOTION

ALLOTMENT OF CARS TO MEMBERS

Mr. Speaker: I have received a notice of a privilege motion from Begum Jehan Ara Shah Nawaz.

Begum Jehan Ara Shah Nawaz: Sir, I beg leave to raise a question of privilege on the floor of the House in connection with the allotment of cars to the members. When cars were offered to us we took it to mean that these cars would be given to us on controlled prices. We have now been informed that the big cars like Dodge etc. would be given half on bonus prices and half on controlled prices and the small cars will be given on controlled prices and the cars have been allotted on that basis. When the most minor officials are being given cars on controlled prices, the members of Parliament should also be given cars on that basis. If it is not to be done, then the allotments be re-considered as many of us who asked for big cars would naturally like to take small cars on controlled prices. Kindly help to safeguard our interests.

صدر محترم۔ میں ۲۵ سال سے ایوان کی ممبر ہوں۔ یہ پہلی مرتبہ ہماری حکومت نے مجھے permit سے کار خریدنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے پہلے مجھے کبھی کار کے لئے permit نہیں دی گئی ہمیشہ بلیک مارکیٹ میں خریدنی پڑی پہلی مرتبہ کار permit بھی کنٹرول قیمت پر دے نہیں رہی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ پارلیمنٹ کے ممبران کو کنٹرول پر کاریں نہ ملیں۔

Mr. Speaker: Is there any objection to this motion?

Minister of Finance: Sir, it is opposed. There is no privilege involved.

مسٹر سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ یہ فرمائیں یہ پرولیج بحیثیت ممبر کیسے ہے۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز۔ جناب پرولیج کا breach یہ ہے کہ ہم نے کاریں نہیں مانگی تھیں۔ گورنمنٹ نے خود offer کی تھی ۔ یہ اس وقت بتا دیتے کہ کار کنٹرول پر نہیں دینگے ممبر کوئی لیتا ہی کیوں اس وقت جب کاریں آگئیں تو ان کا یہ کہنا کہ یہ کنٹرول پر نہیں دیں گے۔ breach of privilege ہے۔ ہمکو اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔

Mr. Speaker: Was there any clear cut indication to that effect?

Begum Jehan Ara Shah Nawaz: It is quite clear. When the Government offers cars to the members or to any official it is presumed that they will be given on controlled prices.

میری گذارش یہ ہے کہ جب چھوٹی کاریں کنٹرول پر دی جا رہی ہیں۔ تو پھر بہتر ہے کہ حکومت اس allotment کو reconsider کرے۔ اور ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم چھوٹی کاریں لے سکیں اور اس ساری allotment کو reconsider کرنا چاہئے۔

That is, Sir, where the breach of privilege lies.

وزیر خزانہ (شیخ مسعود صادق) ۔ جناب والا۔ پہلے تو میں یہ عرض کرونگا کہ یہ privilege کا سوال ہی نہیں ۔ یہ کسی ممبر کا حق نہیں یہ تو حکومت کی مہربانی ہے کہ اس نے صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران کو خواہ وہ آپوزیشن کے ہوں یا گورنمنٹ پارٹی کے۔ ان میں کوئی تخصیص نہیں کی گئی۔ کیونکہ دونوں صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہی نیشنل اسمبلی کے ممبران کو بھی کاریں دی گئیں ہیں۔ جیسا کہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بڑی کار half bonus voucher پر لی گئی ہے۔ تو میں یہ عرض کردوں کہ وہ کاریں یا جیپیں جن کو ہم کمرشل طور پر منگاتے ہیں ۔ وہ سب کی سب ہم بغیر bonus voucher کے دے رہے ہیں۔ لیکن جو بڑی کاریں ہوتی ہیں وہ بڑے بڑے افسروں کو بھی bonus vouchers پر منگانی پڑتی ہیں۔ کیونکہ ہم اس کی درآمد bonus voucher کے بغیر کرتے ہی نہیں۔ ویسے جو کاریں bonus voucher کے بغیر یعنی کمرشل طور پر آتیں ہیں۔

وہ تو ہم نے کمرشل price پر دیدی ہیں۔ اور جو کمرشل طور پر نہیں آئیں۔ وہ ہم نے بھی half bonus vouchers پر کردی تھیں۔ ویسے یہ چیز مرکز نے کی تھی۔ اس لئے کہ ان کا خیال تھا کہ اس طرح ہر ممبر کو آٹھ ہزار کے قریب تک بونس ووچر بچ سکتے ہیں۔ اگر یہ حد نہ ہو تو کل اگر بیگم صاحبہ Rolls Royce مانگیں گی کہ پچاس ہزار روپیہ حکومت ادا کرے۔ تو وہ ناممکن ہوگا۔ ہم نے یہ حد آٹھ ہزار روپے تک رکھی ہے۔ چنانچہ چھوٹی کاروں اور جیپوں کے بونس ووچروں اور کمرشل ریٹ میں آٹھ ہزار روپئے کے قریب کا فرق ہے۔ مگر Dodge کار کا فرق بہت زیادہ ہے۔ اس لئے میں معذرت کرتا ہوں اور اس privilege motion کی مخالفت کرتا ہوں۔ کیونکہ اس میں کوئی privilege نہیں۔

مسٹر سپیکر۔ شیخ صاحب کیا نیشنل اسمبلی کے ممبران کو بھی انہیں شرائط پر دی جاتی ہیں؟

وزیر خزانہ۔ جی ہاں جناب۔ انہیں شرائط پر۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز۔ جناب والا۔ میں اس چیز پر objection نہیں کرتی۔ شرائط ٹھیک ہیں۔ جس چیز پر میں اعتراض کرتی ہوں۔ وہ یہ ہے کہ چونکہ ہمیں شرائط کا اب پتہ چلا ہے۔ اس لئے ساری allotment کو reconsider کیا جائے۔ اور جو ممبر چھوٹی کاریں لینا چاہتے ہیں۔ ان کو دی جائیں۔

وزیر خزانہ۔ جناب اگر بیگم صاحبہ نہیں لینا چاہتیں تو نہ لیں۔

Mr. Speaker: I think that the concession was given by the Government to members to purchase cars. The small cars were offered at the controlled price whereas 'Dodge' was offered at the price fixed by the Government i.e. half on bonus prices and half on controlled prices.

No privilege of the Members of this Assembly has been involved in it. This was merely a concession and the Motion is ruled out of order.

ADJOURNMENT MOTIONS

RESENTMENT PREVAILING AMONG THE PUBLIC ON ACCOUNT OF BARRIERS AT BAWATA AND TAKHIMEN

Babu Muhammad Rafique: Sir, I ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a definite matter of recent occurrence and of public importance namely, barriers at Bawata and Takhimen have created great trouble for the general public of that area and due to the same great resentment and restlessness is prevailing among the said community as per telegram received from Mir Ahmed Shah Khetran on 26.6.1964.

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): Opposed I am not objecting to the admissibility of this Motion on the technical ground because consistently with the instructions we have from our esteemed Leader we are out to give relief to the public as much as we can. I would therefore request that I may be given time till tomorrow so that I may verify facts. I am asking for the postponement simply because facts have to be collected from far-flung places. I may be able to get information by tomorrow and place it before the House. I hope the Member will be satisfied with this assurance and he will agree to wait till tomorrow.

Babu Muhammad Rafiq: Alright.

Mr. Speaker: This motion will be taken up tomorrow. Next motion. Rao Khurshid Ali Khan..

DISCONTENTMENT PREVAILING AMONG SHAREHOLDERS OF THAL INDUSTRIES CORPORATION BY CHAIRMAN THAL INDUSTRIES CORPORATION.

Rao Khurshid Ali Khan: I ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a definite matter of recent occurrence and of public importance, namely, the discontentment prevailing amongst the general public and particularly among the share-holders of the Thal Industries Corporation against the Imperialistic attitude of the Chairman Thal Industries Corporation who refused to listen to the genuine demands of the share-holders in the annual meeting of the said Corporation, in which they demanded an enquiry against the Directors as well as the officials of the said Corporation as a result of which the share-holders staged a walk-out from the meeting which is reported in the daily newspapers, Imroze and Nawa-e-Waqt dated 29.6.64.

(Interruptions)

Minister of Agriculture (Malik Qadir Bakhsh): Sir, a similar motion to this effect was discussed on the floor of the House wherein the TIC was involved. It was ruled out of order because the Government was in no way involved in the affairs of the Thal Industrial Corporation. Among several other objections that I take the facts are also denied.

Sir, it is a private limited Joint Stock Corporation with many share-holders. If there is any embezzelment or misappropriation there is legal course open to them under the Company's Law and under the Liquidation Law, and so many other remedies are there. The affairs of a private Corporation cannot be fought out and discussed on the floor of the House.

However, the facts are that on 28th, April, 1964 a meeting of the Members of the TIC was held here at Lahore, wherein as many as 53 share-holders were present in person and 27 by proxy, totalling 80. The first item on the agenda was to confirm the minutes of the 8th Annual General meeting held on 26th May 1963. One of the Members objected to its confirmation. However, the matter was discussed and the previous proceedings were confirmed. Then came the next item. One, Mr. Anwari, started reading a lengthy paper running into seven or eight pages wherein he pointed out certain irregularities and defects in the working of the TIC. His objection was replied point by point by Major Shamim Ahmed, Managing Director of the Corporation. Mr. Anwari expressed his dis-satisfaction over the replies given and as a protest walked out of the meeting with seventeen of his companions. Sir, there were 35 Members in person and 27 persons present by proxy.

Quorum was there. After Mr. Anwari and his companions left the rest of the agenda was discussed and adopted unanimously.

Now, I would most humbly submit that the Government has nothing to do with it. No action of the Government is involved in the meeting of the TIC. Even though there may have been serious disputes among the Members and share-holders Government does not come into picture. At least I cannot lay my hands on any law wherein the Government can jump in and take action against disputes in private Companies.

I would, therefore, submit that the motion is out of order particularly on the ground that this question of the interest of a few share-holders cannot be termed as the interest of the general public. If a big company or concern goes into liquidation or some of its share-holders suffer a loss how is the Government involved? Why should the Government be censured?

Mr. Speaker: Is this a completely autonomous Body?

Minister of Agriculture: Yes—an autonomous Body without any control of the Provincial Government whatso ever. This has been registered under the Companies Act. Of course one of the Branches of TDA is a share-holder. But Government has no control on TIC as such.

مسٹر سپیکر۔ آپ یہ فرمائیں کہ حکومت کی کیا ذمہ داری ہے۔

راؤ خورشید علی خاں۔ تھل ڈولپمنٹ اتھارٹی کا جو چیئرمین تھا وہی تھل انڈسٹریل کارپوریشن Ex-officio Chairman تھا۔

مسٹر سپیکر۔ اور ان کی حیثیت ٹی۔ڈی۔اے میں بطور ڈائریکٹر تو نہیں ہے۔

راؤ خورشید علی خاں۔ اس میں لکھا ہے کہ ٹی۔ڈی۔اے کا جو چیئرمین ہوگا وہی ٹی۔آئی۔سی کا چیئرمین ہوگا۔

Mr. Speaker: That means that he would only be the Chairman. That does not mean that the Provincial Government is responsible for that.

راؤ خورشید علی خاں۔ ٹی۔ڈی۔اے تو گورنمنٹ کا ادارہ ہے اس کا جو چیئرمین ہے وہی اس کارپوریشن کا چیئرمین ہے وہی تمام پالیسی کنٹرول کرتا ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ اس کا جو مینیجنگ ڈائریکٹر ہے وہی فنانشل ایڈوائزر ہے۔ جو ڈائریکٹر آف انڈسٹریز ہے وہ اس کا ڈائریکٹر ہے۔ پھر لیبر ڈیپارٹمنٹ کا سیکرٹری اس کا ڈائریکٹر ہے۔ ٹی آئی۔سی میں تمام سرکاری آدمی ہیں۔ جو ادارہ اتنے Ex-officios کے کنٹرول میں ہو یہ کہنا کہ حکومت کا اس ادارے سے کوئی تعلق نہیں۔ غلط ہے یہ ادارہ ۷ کروڑ سے چل رہا ہے۔ اور ۹۰۰ اس کے share holders ہیں ان میں بیوائیں اور یتیم بھی ہیں۔ آج کل کے نقطہ نظر سے اس کی

اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ سب سے بڑا الزام جو اس پر ہے وہ یہ ہے کہ شوگر کی recovery کم ہو رہی ہے۔ اب اس کا جواب دینے کے بجائے snub کیا جا رہا ہے اس میں شوگر کی recovery involved ہے۔

Mr. Speaker: The member is now going into the merits of the case.

راؤ خورشید علی خان۔ یہی تو میں نے عرض کیا ہے کہ حکومت اس میں کس طرح involved ہے۔ ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی ہے۔ آپ کی تسلی کے لئے میں یہ عرض کر رہا تھا.....

Mr. Speaker: I need not be satisfied on that point.

راؤ خورشید علی خان۔ مارشل لاء ریگولیشن ۶۴ کے مطابق یہ زمین چھ ہزار ایکڑ ہے اس کو ۱۹۵۹ تک dispose of ہونا چاہئے تھا۔ اور خوراک کی out put میں اضافہ ہونا چاہئے تھا۔

Mr. Speaker: The member may please take his seat. As has been stated by the learned Minister for Agriculture, Thal Industries Corporation is an autonomous body. It is a private limited company and no responsibility of the Provincial Government is involved in the affairs of this Corporation, and therefore the motion is ruled out of order.

FAILURE OF GOVERNMENT TO CONTROL INCIDENCE OF SMALL-POX IN LYALLPUR DISTRICT

Mr. Hamza: Mr. Speaker, Sir, I ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a definite matter of urgent and recent public importance namely, the resentment caused among the public due to the failure of the Government to control the incidence and spread of small-pox in District Lyallpur, resulting in the loss of 25 valuable lives in Chak No. 77 and Chak No. 194. The shocking news of this tragedy was published in the daily "Pakistan Times", Lahore, dated the 30th June 1964.

وزیر صحت (بیگم محمودہ سلیم خاں)۔ اخبارات میں آج میں نے یہ خبر پڑھی ہے اور مجھے اس بات کا افسوس ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ویکسین وقت پر نہیں پہنچی۔ میں نے اس کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے سیکرٹری صاحب کو ہدایت کردی ہے۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ کل تک اس معاملہ کو ملتوی کردیا جائے۔

Mr. Speaker: I think the member has no objection.

مسٹر حمزہ۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں حکومت کی کیا negligence ہے اس لئے تیار ہو کر آئیں ۔

EXTENSION OF TIME FOR PRESENTING REPORTS OF STANDING COMMITTEES

Mr. Speaker: There are a few motions for extension of time. First motion is from Khawaja Muhammad Safdar.

Khawaja Muhammad Safdar: Sir, I beg to move:-

> That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on Divorce (West Pakistan Amendment) Bill 1964, Bill No. 5 of 64, be extended upto the 31st December 1964.

مسٹر عبدالرازق خان۔ جناب والا۔ میں اس لئے oppose کر رہا ہوں کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹی میں جو بل بھیجا جاتا ہے اور اس میں جو معزز ممبران ہوتے ہیں وہ وقت پر حاضر نہیں ہوتے ۔ میں نے خود جا کر دیکھا ہے اور یہ افسوس کی بات ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس محض اس لئے نہیں ہوتے ۔ کہ کورم نہیں ہوتا۔ آپ وقت کو جتنا بھی extend کریں پھر بھی کورم پورا نہیں ہوگا۔ اور اسمبلی کی کارروائی نہیں ہوگی ۔ اس لئے اس مسئلہ پر غور کرنا چاہئے کیونکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہر کمیٹی کا کورم پورا ہو اور کچھ کام ہو۔

مسٹر سپیکر۔ میں اس کی تفصیل تو نہیں بتا سکتا البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ Standing committee on Law & Parliamentary Affairs کی بہت ہی کم میٹنگز اس لئے ملتوی ہوئی ہیں کہ کورم نہیں تھا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں جناب کی وساطت سے رازق خان صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب اردو بل زیر بحث ہوتا ہے اس وقت کورم توڑ دیا جاتا ہے کیا اس کا بھی کوئی علاج ان کے پاس ہے۔

Mr. Speaker: The question is:—

> That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on Divorce (West Pakistan Amendment) Bill 1964, Bill No. 5 of 1964, be extended upto the 31st of December 1964.

(The motion was carried)

Khawaja Muhammad Safdar: Sir, I beg to move:—

> That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on the Punjab Laws (West Pakistan Amendment) Bill 1964, Bill No. 36 of 1964, be extended upto the 31st of December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on the Punjab Laws (West Pakistan Amendment) Bill 1964, Bill No. 36 of 1964, be extended upto the 31st of December 1964.

(The motion was carried.)

Khawaja Muhammad Safdar: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on the West Pakistan Dower (Restriction) Bill 1964, Bill No. 45 of 1964, be extended upto the 31st of December 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on the West Pakistan Dower (Restriction) Bill 1964, Bill No. 45, of 1964 be extended upto the 31st of December, 1964.

(The motion was carried.)

Khawaja Muhammad Safdar: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Select Committee on the West Pakistan (Amendment and Revival of Civil Laws) Bill 1963 (Bill No. 54 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Select Committee on the West Pakistan (Amendment and Revival of Civil Laws) Bill 1963 (Bill No. 54 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Sahibzadi Mahmooda Begum: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Social Welfare on the Punjab Trade Employees (West Pakistan Amendment) Bill 1963 (Bill No. 82 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Social Welfare on the Punjab Trade Employee (West Pakistan Amendment) Bill 1963 (Bill No. 82 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Criminal Law (Amendment) Act (Repeal) Bill, 1964 (Bill No. 10 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Criminal Law (Amendment) Act (Repeal) Bill 1964 (Bill No. 10 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Prohibition of Walver (Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 14 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Prohibition of Walver (Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 14 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Youthful Offenders Bill, 1964 (Bill No. 21 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Youthful Offenders Bill, 1964, (Bill No. 21 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Urban Rent Restriction (Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 24 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Rent Restriction (Amendment) Bill 1964 (Bill No. 24 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the Pakistan Penal Code (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 38 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

مسٹر عبدالرازق خان ۔ جناب سپیکر ہمیں یہ بتایا جائے کہ کتنی سٹینڈنگ کمیٹی کی meetings ہوئیں اور کتنی کورم نہ ہونیکی وجہ سے نہ ہو سکیں۔

مسٹر سپیکر ۔ رازق صاحب آپ کو یہ اطلاع دفتر سے معلومات حاصل کرنے کے بعد معلوم ہوسکیگی۔ In the mean time we will take up the next motion.

مسٹر عبدالرازق خان ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی meetings بلائی گئی تھیں اور کورم

نہ ہونیکی وجہ سے کام نہ ہوسکا تو اس کے لئے حل تلاش کیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ حل یہ ہے کہ میں ممبران سے اپیل کرسکتا ہوں کہ وہ سٹینڈنگ کمیٹی کی meetings میں با قاعدگی سے آئیں اور ممبران کا فرض ہے کہ وہ اس اپیل کو شرف قبولیت بخشیں۔

وزیر قانون (مسٹر غلام نبی محمد وریال میمن) حل یہ ہے کہ آرڈیننس نافذ کیا جائے۔

مسٹر حمزہ ۔ جب سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بلائی جاتی ہے اور اس میں کورم نہیں ہوتا ہے تو اس کی میعاد میں توسیع نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران کی کوتاہی کی سزا یہاں کی آبادی کو دی جائیگی اگر آپ اس چیز سے اختلاف کرتے ہیں تو بہتر ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے وہ ممبران جنکو آپکی پارٹی نے ممبر بنایا ہے وہ اس کو member-ship سے علیحدہ کردے۔

بابو محمد رفیق ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب جو leave مانگی جارہی ہے اگر یہ leave نہ دی جائے تو اس کا reaction کیا ہوگا۔

وزیر قانون ۔ اس کا reaction یہ ہو سکتا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کے بغیر بل یہاں پیش ہوجائیگا اور ہم consider کرلیں گے

مسٹر سپیکر ۔ رازق صاحب میں آپ کی توجہ ۱۰۷ کی طرف دلانا چاہتا ہوں آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس کا کوئی حل ہونا چاہیے۔

Rule 107

> "If a Member is absent from two or more consecutive Sittings of a Committee, without the permission of the Chairman, a motion may be moved by any Member of the Assembly for the discharge of that Member from the Committee."

مسٹر عبدالرازق خاں ۔ بس جناب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ مجھے خود ہی اس کو Rules of Procedure میں دیکھ لینا چاہیئے تھا اور میں ایسے ممبران کے خلاف اب move کرونگا۔

Mr. Speaker: I will now put the question.

The question is:—

> That the time for the presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the Pakistan Penal Code (West Pakistan Amendment) Bill 1964 (Bill No. 38 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the Code of Criminal Procedure (West Pakistan Second Amendment) Bill 1963 (Bill No. 61 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the Code of Criminal Procedure (West Pakistan Second Amendment) Bill 1963 (Bill No. 61 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the Code of Criminal Procedure (West Pakistan Amendment) Bill 1963 (Bill No. 63 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the Code of Criminal Procedure (West Pakistan Amendment) Bill 1963 (Bill No. 63 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the Pakistan Penal Code (West Pakistan Amendment) Bill 1963 (Bill No. 85 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the Pakistan Penal Code (West Pakistan Amendment) Bill 1963 (Bill No. 85 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Social Welfare on the West Pakistan Eradication of Child Beggary Bill, 1963, (Bill No. 89 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Social Welfare on the West Pakistan Eradication of Child Beggary Bill, 1963 (Bill No. 89 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

(The motion was carried.)

Major Abdul Majid Khan: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Social Welfare on the Workmen's Compensation Bill, 1963 (Bill No. 83 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Social Welfare on the Workmen's Compensation Bill, 1963 (Bill No. 83 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Babu Muhammad Rafiq: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Social Welfare on the West Pakistan Prohibition of Immoral Practices Bill, 1964 (Bill No. 18 of 1964) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Social Welfare on the West Pakistan Prohibition of Immoral Practices Bill, 1964 (Bill No. 18 of 1964) be extended upto 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Babu Muhammad Rafiq: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Social Welfare on the West Pakistan Public Morals Bill, 1963 (Bill No. 64 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for the presentation of the Report of the Standing Committee on Social Welfare on the West Pakistan Public Morals Bill, 1963 (Bill No. 64 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Babu Muhammad Rafiq: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report of the Select Committee on the Punjab Minor Canals (West Pakistan Second Amendment) Bill, 1963 (Bill No. 53 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for the presentation of the Report of the Select Committee on the Punjab Minor Canals (West Pakistan Second Amendment) Bill, 1963 (Bill No. 53 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Mr. Sultan Muhammad Awan: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Education and Health on the Medical Council (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 6 of 1964) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Education and Health on the Medical Council (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 6 of 1964) be extended upto 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Mr. Sultan Muhammad Awan: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Education and Health on the Medical Council (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 7 of 1964) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Education and Health on the Medical Council (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 7 of 1964) be extended upto 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Rai Mansab Ali Khan Kharal: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report by the Select Committee on the West Pakistan Islamic University Bill, 1962, (Bill No. 15 of 1962) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for the presentation of the Report by the Select Committee on the West Pakistan Islamic University Bill, 1962 (Bill No. 15 of 1962) be extended upto 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Rai Mansab Ali Khan Kharal: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Irrigation and Power on the Northern India Canal and Drainage (West Pakistan Amendment) Bill, 1963 (Bill No. 59 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: The question is:—

That the time for the presentation of the Report by the Standing Committee on Irrigation and Power on the Northern India Canal and Drainage (West Pakistan Amendment) Bill, 1963 (Bill No. 59 of 1963) be extended upto 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Minister of Law: Sir, I beg to move:—

That the time for the presentation of the Report of the Special Committee on the Rules of Procedure may be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker: Motion moved is:—

That the time for the presentation of the Report of the Special Committee on the Rules of Procedure may be extended upto 31st December, 1964.

غلام رحمت اللہ ارشد۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں۔ کہ اسکی میعاد ۳۱ دسمبر ۱۹۶۴ء کی بجائے ۳۰ جون ۱۹۶۵ء کردی جائے۔ نہ یہ اسمبلی ہوگی۔ نہ یہ ارکان ہونگے۔ نہ میمن صاحب ہونگے۔ پھر وہ جس طرح چاہیں گے رولز بنا لیں گے

Mr. Speaker: Motion under consideration, amendment moved is:—

That instead of 31st December, 1964 the time be extended upto 30th June, 1965.

I think there is no objection to the amendment proposed by him.

Minister of Law: No, Sir. I accept the amendment.

Mr. Speaker: The question is:—

That instead of 31st December, 1964, the time be extended upto 30th June, 1965.

(*The motion was carried.*)

Mr. Speaker: Now I will put the motion in the amended form. The question is:

That the time for the presentation of the Report of the Special Committee on the Rules of Procedure may be extended upto 30th June, 1965.

(*The motion was carried.*)

PRESENTATION OF REPORTS OF STANDING COMMITTEES.

Mr. Speaker: Now, we will take up the agenda of the day. Sahibzadi Mahmooda Begum to present the Report of the standing Committee on the Family Courts Bill.

FAMILY COURTS BILL

صاحبزادی محمودہ بیگم ۔ جناب والا۔ میں مسودہ قانون عائلی عدالت ھائے مغربی پاکستان مجریہ لوکل گورنمنٹ پر مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرتی ھوں۔

Mr. Speaker: The report stands presented to the House.

NATIONAL LANGUAGE BILL

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر میں آپکی اجازت سے مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان مصدرہ 1963ء پر مجلس منتخبہ کی رپورٹ پیش کرتا ھوں۔

Mr. Speaker: The report stands presented to the House.

BILLS TO BE INTRODUCED

Mr. Speaker: Now we come to Part II of the Order of the Day. Mr. Muhammad Qasim Mela is not present.

Next motion is from Babu Rafiq.

MATERNITY BENEFIT (AMENDMENT) BILL

Babu Muhammad Rafiq: Sir, I beg to move:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan Maternity Benefit (Amendment) Bill 1964.

Mr. Speaker: Motion moved is:—

> That leave be granted to introduce the West Pakistan Maternity Benefit (Amendment) Bill, 1964.

Is there any objection?

وزیر امداد باھمی وسماجی بہبود (سید احمد نواز شاہ گردیزی) جناب والا۔ گورنمنٹ کیطرف سے اور میجارٹی پارٹی کیطرف سے میں request کروں گا کہ وہ اس کو واپس لے لیں کیونکہ یہ دونوں ایک ھی قسم کے بل ھیں۔

Mr. Speaker: Is the member pressing the motion?

وزیر امداد باھمی وسماجی بہبود۔ میں نے کہا ھے کہ اس قسم کے دو بل آرھے ھیں۔ دونوں ایک ھی قسم کے ھیں۔

بابو محمد رفیق۔ گورنمنٹ لارھی ھے۔ کون لارھا ھے؟

خواجہ محمد صفدر۔ کوئی بھی نہیں لارھا۔

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): We have no objection if it is introduced.

Mr. Speaker: The question is:—

> That leave be granted to introduce the West Pakistan Maternity Benefit (Amendment) Bill, 1964.

(*The motion was carried*)

Babu Muhammad Rafiq: I introduce the West Pakistan Maternity Benefit (Amendment) Bill, 1964.

Mr. Speaker: The West Pakistan Maternity Benefit (Amendment) Bill, 1964, stands introduced.

PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL

Rao Khurshid Ali Khan: Sir, I beg to move:—

> That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of West Pakistan Privileges (Amendment) Bill, 1964.

Mr. Speaker: Motion moved is:—

> That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of West Pakistan Privileges (Amendment) Bill, 1964.

Minister of Law: Opposed.

Mr. Speaker: Yes, Rao Sahib.

راؤ خورشید علی خان (منٹگمر -۳)- جناب والا اس بل کے کچھ relevant portions ہیں جن کے لئے میں نے Amending Bill کا نوٹس دیا ہے اس کا سیکشن ۱۲ سب سیکشن ۱ یہ ہے-

"No prosecution shall lie under the provisions of this Act save on the complaint in writing of the Secretary made under the orders of the Speaker and with the concurrence of the Minister of Parliamentary Affairs, West Pakistan."

جناب والا- سپیکر پر اس قسم کے curbs لگانے میں یہ ظاہر بات ہے کہ یہ چیز اس ایوان کے وقار اور اس کے اختیارات اور اس کے احترام کے قطعی منافی ہے- تعجب کی یہ بات ہے کہ ہمارے وزرا صاحبان اپنے اختیارات کو اس ہاؤس کے اندر جو آفیشلز کے اختیارات ہیں ان پر انکو کیوں مسلط کرنا چاہتے ہیں- اور پھر جو اس معزز ایوان کا سب سے زیادہ معزز ایک حصہ یعنی سپیکر کی طرف میرا اشارہ ہے کم از کم انکے اختیارات کو تو اس نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے کہ انکو بھی گویا دستبرد کرنیکی کوشش کیجائے- یعنی سپیکر جو ہے وہ ہاؤس کا سب سے زیادہ با اختیار حصہ ہے تو کم از کم انکے اختیارات کو آپ کیوں محدود کرنیکی کوشش کرتے ہیں کہ سپیکر جو ایکشن لے سکتا ہے اس شق کے تحت اس کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ پارلیمانی امور میں وزرا صاحبان جو ہیں وہ سپیکر صاحب کے ساتھ agree کریں ایسا ہو سکتا ہے کہ ہاؤس میں کسی کے privilege کا مسئلہ ہو لیکن سپیکر صاحب کے متعلق تو ہمیں حسن ظن یہی ہوتا ہے کہ وہ آپوزیشن کے نکتہ نظر کو بھی اسی نظر سے دیکھیں گے اور اس پر غور کریں گے جس طرح کہ وہ party in power کے نکتہ نگاہ کو دیکھتے ہیں- تو اگر سپیکر کے ساتھ ہم ایک شخص کو لگا دیتے ہیں جو بہرحال party in power کے نکتہ نگاہ کی ترجمانی کرتا ہو تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اس ہاؤس کے ممبران کے privileges safe نہیں ہیں اسلئے میں گذارش کرونگا کہ ہر پارٹی کو اسی کے نکتہ نگاہ سے دیکھنا چاہئیے اور اس میں کسی قسم کی ایمنڈمنٹ کرنے کی کوشش نہ کیجائے- مثلاً میں چاہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو اس قسم کے اختیارات دئیے جائیں تو یہ مناسب ہوگا- یعنی سپیکر ایک مشترکہ شخصیت ہے اپوزیشن کے لیئے اور party in power کے لئے بھی- تو کم از کم اس کے وقار کو- اس کے اختیارات کو اور اس کے تقدس کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئیے- سپیکر کے اختیارات کو اس طرح سے indirect way یعنی اس طریقہ سے سلب کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئیے-

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): Sir, a wrong impression has been attempted to be created. The majority Party at least (I say with full authority) has full confidence in the Speaker and his august personality. As a matter of fact it is this Party which had elected the present Speaker and it is this microscopic minority which had opposed his election as Speaker.

Sir, there are two reasons on the basis of which the introduction of this Bill is opposed. The first one is: that any breach or contravention of the Privileges Act will involve two categories namely the Public Servant and a non-public servant. As Sir, it is known and as the Statute exists any case against a public servant required the previous assent or sanction of the Government. To illustrate I will respectfully make a reference to Section 197 of the Criminal Procedure Code and Section 6 of the Criminal Law Amendment Act of 1958 which lay down that any offence alleged against a public servant in connection with the performance of his official duties or purported official duties will require previous assent.....

میجر سلطان احمد خاں۔ (پوائنٹ آف آرڈر) معزز وزیر قانون صاحب کے فرمان سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ انکے دعوے کے مطابق یہ پارٹی جس نے سپیکر کو چنا ہے کیا اس سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ اس پارٹی کو اختیار ہے کہ وہ اس کے حقوق کو بھی سلب کرے۔

وزیر قانون۔ آپکو سپیکر صاحب بتائیں گے۔

Mr. Speaker: Major Sahib I don't belong to any party. I belong to the House and I am the humble servant of the House.

میجر سلطان احمد خاں ۔ معزز وزیر قانون نے ابھی ابھی جتنا کہ میں نے سنا ہے۔ میرے خیال میں یہی فرمایا ہے کہ اس پارٹی نے سپیکر کو ووٹ دیکر سپیکر بنایا ہے اس لئے وہ سپیکر کی قدر کرتے ہیں کیا وہ قدر اس صورت میں ہو رہی ہے کہ یہی پارٹی سپیکر کی powers کو curb کردے اس کا جواب مجھے دیدیں تو بہتر ہو گا۔

Mr. Speaker: The position is that I do not belong to any Party. I belong to the House and I am the humble servant of the House.

Major Sultan Ahmed Khan: Sir, he has said that it was the majority party which elected the Speaker and it was this microscopic minority which opposed his election. How strange it is that the Party which elected him is now trying to curb his power.

Minister of Law: Sir, the member, the mover of this Bill made an insinuation against the Majority Party and, therefore, I said that the majority Party has got full confidence in the Speaker and had voted him in the Chair. It was in that context that I made this submission.

I was submitting, Sir, that an alternative before the Government was either to make a provision that no public servant who is alleged to have contravened this Act can be prosecuted without the previous sanction of the Government or to leave it to the Speaker combined with the advice of the Minister-in-Charge Parliamentary Affairs; both of whom will have first-hand knowledge as to what has happened,

what is contravened, what is the nature of contravention and whether or not a prosecution should be sanctioned. They will be in a better position to judge because they will have the first-hand knowledge. Therefore, it was thought advisable to eliminate from consideration the other alternative of bringing in the Executive (the Government) in the picture and put in only the Speaker and the Minister-in-Charge Parliamentary Affairs to consider whether prosecution should be sanctioned or not.

(2). The House would recall that this Bill had gone to the Standing Committee and as the Leader of the Opposition will recall I had actually made a mention here on the floor of the Assembly that this was the only Bill which had received unanimous approval, in the Standing Committee as well as in this House. It is this House which unanimously, with full force and in full attendance passed this Act and there was no attempt whatsoever to suggest that this should be amended or eliminated. It was passed unanimously in the shape and form as it is. Therefore, that being the unanimous will of this House this Amending Bill is being opposed not on the ground that any power of the Speaker is being taken away, not that there is want of confidence in the Speaker but in the sheer interest of justice.

خواجہ محمد صفدر (سیالکوٹ۔۱) ۔ جناب والا میرا ذکر کرتے ہوئے جناب وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے۔۔۔۔اس ضمن میں میں وزیر قانون صاحب کے رویہ کے متعلق صرف اتنا عرض کرونگا کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے اس کی متفقہ طور پر یہ رپورٹ کی تھی اور کسی نے اختلافی نوٹ نہیں لکھا تھا۔ لیکن وزیر قانون کا رویہ یہ تھا کہ ہم اس کمیٹی کو اس قدر دیسکتے ہیں اس سے زیادہ وہ نہیں دینا چاہتے تھے۔ ان کا رویہ یہ تھا۔ take it or leave it اس رویہ کے پیش نظر جو تھوڑی بہت پرولیج ملتی ہے وہ حاصل کرلیں۔ میرا خیال اس ضمن میں میرے تمام دوست bear out کریں گے۔

Minister of Law: Sir, it again involves a matter of privilege. The Leader of the Opposition knows much more than what I do. Proceedings of the Standing Committee should never have been disclosed, but I take this opportunity with all respect and humility to contradict him. My stand there was only in respect of the period of detention. The Leader of the Opposition had suggested that 15 days before and 15 days after the session there should be no detention under the safety law, and also 15 days before and 15 days after in respect of the meetings of the Standing Committee. I said "No"; I will not concede 15 days; I will concede three days in respect of the Standing Committee. If you agree, well and good, otherwise I will not agree." There was absolutely no mention of this clause about concurrence, and this I say with all respect that the leader of the Opposition will kindly refresh his memory. It is not fair on his part as Leader of the Opposition, who is well-versed in parliamentary affairs to have disclosed what happened before the Standing Committee.

Mr. Speaker: I will now put the question. The question is:—

> That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of West Pakistan Privileges (Amendment) Bill 1964.

(The motion was lost.)

BUS STAND AND TRAFFIC CONTROL (GUJRANWALA) ORDINANCE (REPEAL) BILL, 1964.

Khawaja Muhammad Safdar: Sir, I beg to move:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan Bus Stand and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance (Repeal) Bill, 1964.

Mr. Speaker: Motion moved is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan Bus Stand and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance (Repeal) Bill 1964.

Minister of Law: Opposed Sir.

خواجہ محمد صفدر ۔ جناب والا اس بل کی حمایت میں میں چند منٹوں میں وہ وجوہات بیان کرونگا جن کی بنا پر میں نے یہ بل اس معزز ایوان میں پیش کرنے کی جسارت کی ہے ۔ میرے وہ دوست جن کو لاہور سے گوجران والا یا اس سے آگے سیالکوٹ کی طرف اور گجرات—راولپنڈی کی طرف بس کے ذریعہ سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے وہ میرے ساتھ اتفاق فرمائیں گے ۔ مغربی پاکستان بس سٹینڈ اینڈ ٹریفک کنٹرول (گوجران والا) آرڈیننس کے ذریعہ ہم نے مسافروں کے لئے بے انتہا تکالیف کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اس قانون کا نفاذ ہونے سے پہلے بلکہ درست یہ ہوگا اگر میں یہ کہوں کہ مارشل لاء کے زمانے میں زبردستی بسوں کے اڈوں کو شہر سے باہر نکالا گیا۔ لوگوں کو پہلے اس قدر تکالیف نہیں ہوتیں تھیں جتنی کہ آج کل ہیں ۔ جناب والا آپ خود اس شہر کے رہنے والے ہیں آپ مجھ سے اتفاق فرمائینگے بجائے ایک بس سٹینڈ کے آج کل گوجرانوالہ میں جی-ٹی روڈ جہاں اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے یہ قانون بنایا گیا وہاں کم ازکم چار اڈے موجود ہیں ۔ بسوں والے سواریاں سڑک پر ہی اتارتے ہیں اور سڑک پر سے چڑھاتے ہیں ۔ اس سے ٹریفک بہت بڑھ گئی ہے اور لوگوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ پہلے بس سٹینڈ پر بیٹھنے کے لئے جگہ ہوتی تھی ۔ غسل خانے ہوتے تھے آرام کرنے کے لئے کمرے ہوتے تھے ٹکٹ لینے کے لئے جگہ کا انتظام ہوتا تھا اب پھر سڑک پر سواریاں اتار دی جاتی ہیں اور سڑک سے سواریاں لی جاتی ہیں۔ شہر گوجرانوالہ میں داخل ہوتے ہی آپ نے اکثر دیکھا ہوگا اور میرے دوست وزراء صاحبان جب کبھی وہاں دن کے کسی وقت گذرے ہونگے۔ (اگر پہلے نہیں دیکھا ہے آج دیکھ لیں) وہاں اس قدر ہجوم اور ٹانگے اور ریڑھیاں گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ کے سامنے کھڑی ہوتی ہیں کہ کار یا موٹر معمولی سپیڈ پر گذر نہیں سکتی اور نہ کوئی لاری گذر سکتی ہے ۔ وہاں کی

پبلک کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور اس علاقے کے لوگوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے کیونکہ ہجوم ہونے کی وجہ سے سڑک پر آمد و رفت زیادہ خطرناک ہے ۔ سیالکوٹ کو جاتے ہوئے ریلوے کراسنگ گیٹ کے باہر اڈہ ہے وہیں سے سواریاں اتارتے ہیں اور وہیں سے سواریاں لیتے ہیں شہر سے دو میل باہر سواریاں نہیں جاتی ہیں اور نہ آتی ہیں ۔ اس قانون پر نہ عمل ہوسکتا ہے اور نہ کیا جارہا ہے ۔ اس لئے یہ قانون بیکار ہے اور یہ لوگوں کی تکلیف کا باعث ہے ۔ اس لئے اسکو منسوخ کرنے کا بل پیش کیا ہے ۔

Minister of Law: Sir, I have nothing more to add. I would only make this submission that hon'ble the Leader of the Opposition, who is the mover of this bill, has not in his speech made any mention as to what will be the alternative if this stand is taken way from the place where it is. If it is taken away what is going to happen there. No alternative has been suggested.

The House will recall that this bill, which actually was not a bill but an ordinance issued and then subsequently approved, has been passed only recently in the last session, and no figures have been supplied and no case has been cited by the hon'ble mover of this bill, which should convince us to say that time has come when this legislation should be scrapped. It is on that ground that I have opposed.

Mr. Speaker: The question is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan Bus Stand and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance (Repeal) Bill, 1964.

(*The motion was lost.*)

Mr. Speaker: Sardar Muhammad Ramzan Drishak is not present. Amir Habibullah Khan Saadi to move his motion.

RESTRICTION ON CONSUMPTION OF INTOXICANTS (SUPPLEMENTARY) BILL.

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

مسودہ قانون (اضافی) تحدید استعمال منشیات مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker: Motion moved is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan Restriction on Consumption of Intoxicants (Supplementary) Bill, 1964.

Minister of Law: Not Opposed Sir.

Mr. Speaker: The question is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan Restriction on Consumption of Intoxicants (Supplementary) Bill 1964.

(The motion was carried)

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ جناب والا میں مسودہ قانون (اضافی) تحدید استعمال منشیات مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker: The West Pakistan Restriction on Consumption of Intoxicants (Supplementary) Bill, 1964, stands introduced.

INDEPENDENCE (RECOGNITION OF SERVICE) BILL

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔ مسودہ قانون (اعتراف خدمات برائے حصول آزادی) مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker: Motion moved is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan (Independence (Recognition of Service) Bill, 1964.

Minister of Law: Opposed, Sir.

امیر حبیب اللہ خان سعدی (لائلپور-۷) صاحب صدر میں مختصراً گذارش کرونگا کہ ہر ملک اور قوم میں ان لوگوں کو انتہائی عزت اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے ۔ جنہوں نے کسی غیر ملکی غلامی کا جوا اتار پھینکنے میں کوئی جہاد کیا ہو ۔ کوئی قربانی دی ہو یا تکلیف اٹھائی ہو وہ آزادی کے دن کو وہ اپنی کوشش سے قریب تر لائیں ۔

تو اس مسودہ قانون کو پیش کرنے سے میرا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ ہم واقعی ان مجاہدوں کو ان کی خدمات کا کوئی معاوضہ دے سکتے ہیں۔البتہ اس سے قوم میں زندگی کی علامت ظاہر ہوتی ہے ۔ خواہ یہ کتنا ہی بے حقیقت اعتراف کیوں نہ ہو۔ بہر صورت ان کی خدمات کا اعتراف قوم اور حکومت کی طرف سے ضرور ہونا چاہیے۔

صاحب صدر۔ہم دیکھتے ہیں کہ انگریز کے دور حکومت میں وہ ملازمین خواہ وہ سول کے ہوں یا فوج کے ۔خواہ وہ اپنی قوم پر کتنے ہی مظالم کیوں نہ کرتے رہے ہوں ۔ آزادی کے خواہشمند مجاہدوں پر گولیاں چلاتے رہے ہوں ۔ ان کو قیدوبند میں جکڑا ہو۔ بیدزنی کی ہو یا لاٹھیاں

پرسائی ہوں۔ آج پینشن بھی لے رہے ہیں۔ اور ان کو دیگر مراعات اور سہولیتیں بھی حاصل ہیں۔ لیکن یہ ایک ضابطے کی بات ہے۔ اور وہ یہ سب کچھ ملازمت کے قواعد کے مطابق لے رہے ہیں۔ لیکن حقیقتاً ان کی سابقہ زندگی میرے نزدیک ایک آزادی پسند قوم کیلئے اتنی قابل فخر نہیں تھی جتنی کہ ان لوگوں کی ہے جو اس وقت گوشہ گمنامی میں پڑے سسک رہے ہیں کوئی بیمار ہے۔اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں۔بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو نان و نفقہ سے محتاج ہیں۔ تاہم وہ گوشہ نشین ہیں۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں۔ اگر اس حکومت میں کوئی جان اور زندگی ہے۔ تو انہیں ان کے گوشوں سے تلاش کرنا چاہئے۔ انہیں علاج معالجے کی تمام سہولتیں مہیا کرنی چاہئیں۔ اور ان کے ساتھ ہی قابل عزت گزران بھی مہیا کرنی چاہئے۔ اس لئے میں نے اس کے بیان اغراض و وجوہ میں یہ گزارش کی ہے کہ مختلف قوانین اور انتظامی احکامات کے تحت سرکاری اور فوجی ملازمین کو بہت سی آسائشیں اور سہولتیں میسر ہیں۔ جو انکی ملازمت کے معاوضے کی غرض سے دی جاتی ہیں۔ مسودہ قانون ہذا اس غرض کیلئے مرتب کیا گیا ہے کہ ایسی مراعات ان اشخاص کو بھی عطا کی جائیں جنہوں نے اس ملک کیلئے جلد از جلد آزادی حاصل کرنے کیلئے خدمات سر انجام دیں۔ یا جنہوں نے ملک۔قوم اور انسانیت کیلئے قابل قدر خدمات سر انجام دی ہوں۔ یہ اقدام ان کی خدمات کا کم از کم اعتراف ہوگا۔ کاش ہم ان کو کوئی ایسا معاوضہ دے سکتے جو حقیقتاً ان کی خدمات کا حق ہو۔ اگر قوم میں زندگی ہو تو ایسے لوگوں اور جنگ آزادی کے مجاہدین کی لوگ ہمیشہ کیلئے یاد گاریں بھی بناتے ہیں۔ اور انکی زندگی میں ان کا احترام بھی کرتے ہیں۔یہ اس لئے کہ آئندہ قوم میں جذبہ حریت اور جد و جہد باقی رہے۔ اور زیادہ سے زیادہ ترقی کرے۔ اگر محترم وزیر قانون اس بنا پر اس کی مخالفت کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک جنگ آزادی لڑنے والے لوگ قابل توجہ نہیں۔ کیونکہ موجودہ حکومت کا مزاج ہی انگریز پرست ہے۔ تو یہ اور بات ہے ورنہ اگر وہ ذرا بھی سوچیں۔ تو ان کو اس مسودہ قانون کی مخالفت نہ کرنی چاہئے۔ بلکہ اس کی حمایت کرنی چاہئے۔

Minister of Law: The member may be assured that the Government has got full respect for those dead or alive.....

مولانا غلام غوث۔ جناب والا اگر جناب وزیر قانون اردو میں اظہار خیال فرمائیں۔ تو ہمیں بھی کچھ پتہ چل سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر میمن مولانا صاحب فرماتے ھیں کہ آپ جواب اردو میں فرمائیں ۔

وزیر قانون ۔ بہت اچھا جناب ۔ مولانا صاحب میں یہ عرض کررہا تھا کہ سعدی صاحب نے جو کچھ فرمایا ھے۔ اس کے متعلق حکومت کی طرف سے میری گذارش یہ ھے کہ وہ لوگ جنہوں نے جنگ آزادی اور حصول آزادی کے سلسلہ میں کوششیں کیں ۔ خواہ وہ زندہ ھیں یا مر چکے ھیں ۔ ھم انکا احترام کرتے ھیں ۔ اور یہ اس سے ثابت ھوتا ھے کہ ان میں سے جو مر چکے ھیں۔ ھم سرکاری خرچ پر ان کے یوم ولادت مناتے ھیں ۔ بہر حال ھم ان کے نام زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ھیں ۔ اور بطور martyrs زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ھیں۔ خواہ وہ زندہ ھوں یا وفات پا چکے ھوں ۔ لہذا میں سمجھتا ھوں کہ ان کے لئے یہ اعزاز کافی ھے ۔

اب اگر یہ بل پاس ھوگیا تو اسکا نتیجہ یہ ھوگا کہ ھمیں اس کے بعد یہ فیصلہ کرنا پڑیگا کہ وہ لوگ کون ھیں جنہوں نے قربانیاں کیں ۔ اور وہ کون ھیں جنہوں نے انکی مخالفت کی۔ اگر ھم اسوقت کچھ کہیں ۔ تو ممکن ھے مولانا صاحب یا ھمارے دیگر دوست ان کی مخالفت کریں ۔ اور مجھے غلط سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس سے ھمارے لئے ایک مشکل پیدا ھو جائیگی۔ کہ ھم ان کے متعلق فیصلہ کریں کہ کن لوگوں نے قربانیاں کیں اورکن لوگوں نے ان کی مخالفت کی۔ اور بعض لوگ تو آج بھی کہتے ھیں کہ ھم نے یہ کیا اور ھم نے وہ کیا۔ اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ھوں ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ صاحب صدر ۔ عرض یہ ھے.....

Mr. Speaker: Is it a point of order?

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ صاحب صدر ۔ میں یہ عرض کرنا چاھتا ھوں.....

Mr. Speaker: No more speeches.

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ صاحب صدر ۔ میں نے ان سبکی توجہ اس امر کی طرف دلائی ھے کہ اس مسودہ قانون میں یہ سب کچھ دیا ھوا ھے کہ اس کے لئے کیا طریقہ ھو۔ وہ طریقہ ایسا ھے جس سے ھم معلوم کرسکیں گے کہ وہ کون لوگ تھے ۔ آیا ان کا دعویٰ صحیح تھا یا غلط ۔ اگر آپ اس کا مطالعہ کریں تو آپکو معلوم ھو جائیگا ۔

سردار محمد حسین ۔ On a point of order sir, جناب والا ۔ ابھی وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمیں ان لوگوں کا پتہ نہ چل سکے گا جنہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ اور قومی خدمات سر انجام دیں ان کا پتہ چلانا بڑی مشکل بات ہے ۔ اس لئے اس قسم کا کوئی قانون نہ بنانا چاہئے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کے متعلق پتہ چلانا کوئی مشکل بات نہیں۔ اگر پتہ چلانے کی کوشش کی جائے تو جن لوگوں نے قومی خدمات سر انجام دی ہیں اور جنہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا ہے ۔ ان کی فہرستیں بنائی جاسکتی ہیں۔ جیسا کہ سعدی صاحب نے فرمایا ہے ۔ آخر یہ کونسی مشکل بات ہے ۔

Mr. Speaker: This is no point of order. The member may please take his seat.

I will now put the question.

The question is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan (Independence (Recognition of Service,) Bill 1964.

(The motion was carried.)

خواجہ محمد صفدر ۔ جناب والا ۔ میں ان دوستوں کا مشکور ہوں جنہوں نے جہاد آزادی کے پروانوں کے حق میں ووٹ دیا ہے ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ صاحب صدر۔ میں مسودہ قانون اعتراف خدمات برائے حصول آزادی مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ء پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The West Pakistan Independence (Recognition of Service) Bill 1964 stands introduced.

ROAD ACCIDENTS (MINIMIZING) BILL

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ صاحب صدر۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون تدارک حادثات سڑک مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے

Mr. Speaker: Motion moved is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan Road Accidents (Minimizing) Bill 1964.

Minister of Law: No opposition.

Mr. Speaker: The question is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan Road Accidents (Minimizing) Bill 1964.

(*The motion was carried.*)

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ صاحب صدر ۔ میں مسودہ قانون تدارک حادثات سڑک مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ء پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker: The West Pakistan Road Accidents (Minimizing) Bill 1964 stands introduced.

N.W. F.P. REDEMPTION OF MORTGAGES (EXTENSION TO MERGED AREAS) BILL.

خان اجون خان جدون ۔ جناب والا ۔ میں یہ پیش نہیں کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker: What is the position? Is the member withdrawing the Bill?

Khan Ajoon Khan Jadoon: I am not moving it.

مسٹر سپیکر ۔ پوزیشن یہ ہے کہ اگر آپ اسے move نہیں کرینگے تو یہ کل پھر آجائیگا ۔

Khan Ajoon Khan Jadoon: Sir, I move:—

That leave be granted to introduce the N.W.F.P. Redemption of Mortgages (Extension to Merged Areas) Bill, 1964.

But I withdraw it with the permission of the House because it is redundant.

Mr. Speaker: Has the member leave of the House to withdraw his motion? (Voices: Yes)

(*The motion was by leave was withdrawn.*)

MUSLIMS AND NON-MUSLIMS (MARRIAGE AND DIVORCE) BILL

مولانا غلام غوث ۔ (ہزارہ ۔ ۳) صاحب صدر ۔ میں تحریک کرتا ہوں ۔ کہ مسودہ قانون شادی طلاق مسلم یا غیر مسلم ۔ مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker: Motion moved is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan (Muslims and Non-Muslims) Marriage and Divorce Bill, 1964.

وزیر قانون ۔ جناب والا میں مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کر دوں کہ ہم ان کے بل کی مخالفت نہیں کر رہے ۔ مولانا صاحب کو یاد ہوگا

کہ انہوں نے ایک دفعہ اسی ایوان میں اپنی تقریر کے دوران ہم سے یہ دریافت فرمایا تھا کہ اگر ہم اس اسمبلی میں ایسے بل پیش کریں جو شریعت کے مطابق ہوں۔ اور شریعت کے تقاضے پورے کریں۔ تو کیا آپ شریعت کی مخالفت کرینگے یا نہیں تو میں نے جواب دیا تھا کہ ہم اس کی مخالفت نہ کرینگے۔ بلکہ اس کی حمایت کرینگے آج ہم نے اپنا وہ وعدہ پورا کر دکھایا ہے۔ مولانا صاحب کا یہ بل ایک معقول بل ہے۔ آج ہم نے نہ صرف یہ کہ اس پر اعتراض ہی نہیں کیا بلکہ آئندہ ہم انشاءاللہ اس کی حمایت کرینگے۔اور اسے منظور کرائینگے۔ (تحسین و آفرین)

Mr. Speaker: The question is:—

That leave be granted to introduce the West Pakistan (Muslims and non-Muslims) Marriage and Divorce Bill, 1964.

The motion was carried.

مولانا غلام غوث ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپکی اجازت سے مسودہ قانون شادی و طلاق (مسلم و غیر مسلم) مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ء پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The West Pakistan (Muslims and Non-Muslims) marriage and Divorce Bill 1964 stands introduced.

Mr. Speaker: Mir Muhammad Bux Talpur is not present. Next is Mr. Abdul Raziq Khan.

مسٹر عبدالرازق خان ۔ جناب والا۔ اس قسم کا ایک قانون جناب وزیر قانون لاچکے ہیں اور اصل معاملہ کا حل ہوگیا ہے ۔ اس لئے میں اسے واپس لیتا ہوں ۔

Mr. Speaker: Now we come to Part III of the order of the Day which relates to the consideration of various Bills.

PAKISTAN PENAL CODE (WEST PAKISTAN AMENDMENT) BILL

Mr. Munawar Khan: Sir, I beg to move:—

That the Pakistan Penal Code (West Pakistan Amendment) Bill, 1963, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.

Mr. Speaker; The question is:—

That the Pakistan Penal Code (West Pakistan Amendment) Bill, 1963, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: Under Rule 69, when a motion that a Bill be taken into consideration has been carried and no amendment of the Bill is made, the member-in-charge may at once move that the Bill be passed. I would like to know from the Law Minister as to what is the position. If there is no amendment made and the consideration motion is carried, should the member-in-charge at once move that the Bill be passed or should it be taken clause by clause?

Minister of Law: I do not think it is necessary. When any Bill as recommended by the Standing Committee is before the House and the Standing Committee has recommended certain amendments - and if the motion is carried, it means that the Bill along with the amendments proposed by the Standning Committee is accepted. When there is no amendment before the House and there is no opposition to it, then the Bill as amended by the Standing Committee be passed. I think there is no objection to it because there is no amendment.

Mr. Speaker: I think it would be better if we take it clause by clause.

Clause 2.

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 2 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 3.

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 3 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 4.

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 4 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Preamble

Mr. Speaker: The question is:—

That Preamble be the Preamble of the Bill.

(The motion was carried.)

Short Title.

Mr. Speaker: The question is:—

That short title be the short title of the Bill.

(The motion was carried.)

Mr. Munnawar Khan: Sir, I beg to move:—

That the Pakistan Penal Code (West Pakistan Amendment) Bill, 1963 be passed.

Mr. Speaker: The question is:—

That the Pakistan Penal Code (West Pakistan Amendment) Bill, 1963 be passed.

(The motion was carried unanimously.)

Minister of Law: Sir, this indicates the position of the Government that although this Bill is from a member of the Opposition side, it has been passed unanimously.

MOTOR VEHICLES (WEST PAKISTAN AMENDMENT) BILL

Mr. Abdur Raziq Khan: Sir, I beg to move:—

That the Motor Vehicles (West Pakistan Amendment) Bill, 1963, as recommended by the Standing Committee on Communications and Works, be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The question is:—

That the Motor Vehicles (West Pakistan Amendment) Bill, 1963, as recommended by the Standing Committee on Communications and Works, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: Now the House will consider the Bill clause by clause.

Clause 2

مولانا غلام غوث۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ جناب والا۔ اس میں
۷ نشستوں کا ذکر ہے تو اس میں ۷ کے بجائے ۱۰ ہونا چاہئیں۔
مسٹر عبدالرازق خان۔ میں اس کو accept کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The question is:—

That instead of "seven seats" in Clause '2' the words "ten seats" be inserted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The question is:—

That clause '2' as amended stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Short Title

Mr. Speaker: The question is:—

That the Short Title and Extent be the Short Title and Extent of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The question is:—

That the Preamble be the Preamble of the Bill.

(The motion was carried.)

Mr. Abdur Raziq Khan: Sir, I beg to move:—

That the Motor Vehicles (West Pakistan Amendment) Bill, 1963, be passed.

Mr. Speaker: Motion moved and the question is:—

That the Motor Vehicles (West Pakistan Amendment) Bill, 1963, be passed.

(The motion was carried.)

Chaudhri Muhammad Ibrahim: Not present.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan: Not present.

BUS STAND & TRAFFIC CONTROL (LAHORE) ORDINANCE (REPEAL) BILL

Khawaja Muhammad Safdar: Sir, I beg to move:—

That the West Pakistan Bus Stand and Traffic Control (Lahore) Ordinance (Repeal) Bill, 1964, as introduced, be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: Motion moved:—

That the West Pakistan Bus Stand and Traffic Control (Lahore) Ordinance (Repeal) Bill, 1964, as introduced, be taken into consideration at once.

Minister of Law: Opposed.

خواجہ محمد صفدر (سیالکوٹ-۱)- جناب والا آپ کو یاد ہوگا کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا جب اس آرڈیننس کو جسکی منسوخی کیلئے میں نے یہ مسودہ قانون اس ایوان میں پیش کیا ہے یہاں تصدیق کیلئے پیش کیا گیا۔ میں نے اور میرے دوستوں نے اور میجاریٹی پارٹی میں سے بھی چند دوستوں نے اس امر کے متعلق خدشات کا اظہار کیا تھا کہ اس آرڈیننس کے پاس ہوجانے سے عوام کو سخت تکالیف کا سامنا ہوگا جس غرض کیلئے یہ آرڈیننس تجویز کیا جارہا ہے وہ پوری نہیں ہوگی اور اس سے لاہور شہر میں بسوں کی آمدورفت سے ٹریفک میں جو اضافہ ہوتا ہے اسمیں کمی نہ ہوگی۔ میں نے یہ بھی گذارش کی تھی کہ اس قانون کے پاس ہوجانے کے بعد بہت سی خرابیاں راہ پا جائیں گی جنکا مداوا اس حکومت کے بس کا روگ نہیں ہوگا آج میں پھر اس تجربے کے بعد جو ایک سال سے زیادہ عرصے تک ہوتا رہا ہے اور عوام کو جنمیں ایک میں بھی ہوں جو بسوں پر سفر کرتے ہیں اور لاہور آتے جاتے ہیں۔ میں اس

نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ اس آرڈیننس کو منسوخ کردینا عوام کیلئے فائدہ بخش ہے۔ لاہور میں ٹریفک کے congestion سے خراب صورت پیدا ہوسکتی ہے اسکے علاوہ وہ بس کے مالکان جو کہ قانون کے تحت اپنے اڈے رکھتے تھے ان میں اور ان بس مالکان میں جو اپنے معقول اڈے نہیں رکھتے تھے انکو یکساں کر کے جو سلوک قانون کے خلاف ورزی کرنے والوں کیساتھ رعایت کے طور پر اس آرڈیننس میں کیا گیا ہے وہ بھی رفع ہوجائیگا لہذا آج میں پھر مختصراً ان دلائل کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں جو کہ اسوقت میں نے اس آرڈیننس کی مخالفت کرتے ہوئے پیش کئے تھے۔ سب سے بڑی وجہ جسکی بنا پر میں نے یہ تنسیخ پہلے پیش کی وہ یہ ہے کہ آرڈیننس کی پیدا شدہ صورت حال سے اس صوبے کے ان عوام کو جو کہ لاہور آتے جاتے رہتے ہیں اور بس کو ذریعہ سفر استعمال کرتے ہیں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ جناب والا آپ کو یاد ہوگا کہ لاہور شہر میں خاص بس کے اڈوں پر بیٹھنے کا انتظام تھا اور وہ سایہ دار ہی نہیں بلکہ کسی حد تک آرامدہ ہیں اور بجلی کے پنکھے ونکھے بھی ویٹنگ روم میں لگے ہوئے تھے۔ اور بس کے مالکان مسافروں کیلئے پانی وغیرہ کی سہولتیں بھی پہونچاتے تھے اور غسل خانے بھی تھے اور اگر ایسا نہیں ہوتا تھا تو وہ بس سٹینڈ منظور نہیں کیا جاتا تھا کیونکہ موٹر وھیکل ایکٹ کے تحت نافذ شدہ قواعد کی رو سے بس سٹینڈ پر خاص خاص سہولتیں مہیا کرنا لازم تھا اب اسکے برخلاف صورت حال کیا ہے میں اپنے دوستوں سے درخواست کرونگا انکے پاس موٹر کاریں ہیں وہ بادامی باغ چلے جائیں دس منٹ میں وہ وہاں پہونچ جائیں گے اور دیکھ لیں کہ وہاں مسافروں کے کیا حالات ہیں کیا وہاں کوئی جگہ ہے کیا وہاں کوئی درخت ہے جسکے نیچے وہ لوگ بیٹھ جائیں کیا وہاں پانی وغیرہ کا انتظام ہے کیا وہاں غسل خانے ہیں بلکہ یہاں اکثر و بیشتر اخبارات میں آتا ہے کہ صبح کو جو مسافر اس بس سٹینڈ پر اترتے ہیں اور جب انکو کوئی سواری میسر نہیں آتی تو وہ شہر کیطرف آتے ہیں۔ وہ شہر کی طرف پیدل آتے ہیں۔ اور پھر اکثر و بیشتر باہر ٹھگ اور دھوکے باز قسم کے لوگ انکو لوٹتے رہتے ہیں۔ انہیں کوئی نشہ آور چیز کھلا کر یا رومال میں کسی قسم کی نشہ آور دوائی لگا کر انہیں سنگھا دیتے ہیں۔ اور یہ واقعات ہر روز بکثرت رونما ہو رہے ہیں۔ ایک سال سے زائد عرصہ گذر جانے کے باوجود بھی جب اس چلچلاتی دھوپ میں بسوں کے اڈوں پر مسافروں کو سر چھپانے کیلئے سایہ میسر نہیں ہے۔ وہاں انکو

کوئی آسائش میسر نہیں ہے۔ اور پھر جب آئیندہ ماہ بارشیں ہونگی۔ تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ آپ اس اڈے پر بس ٹانگے یا ٹیکسی سے اتر کر نہیں پہنچ سکیں گے۔ کیونکہ جب آپ ٹیکسی یا ٹانگے سے پاؤں زمین پر رکھیں گے۔ تو آپکا جوتا وہیں غائب ہو جائیگا۔ کیونکہ وہاں گھٹنوں تک کیچڑ ہوگا۔ وہ ایک نشیبی جگہ ہے۔ اور وہاں پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ تو یہ سب مصائب آخر کیوں ہیں۔ اور لاہور ایک ایسا شہر ہے۔ کہ جہاں مختلف اطراف سے میرے اندازے کے مطابق کم و بیش پچیس تیس ہزار مسافر روزانہ پہنچتے ہیں۔ اور اسی تعداد میں مسافر بسوں پر سوار ہوکر اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔ ان میں کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جنہیں کسی عدالت یا کسی دفتر میں کام ہوتا ہے۔ ان میں اس قسم کے سبھی لوگ موجود ہوتے ہیں۔ تو ان لوگوں کو جو تھوڑا بہت آرام و آسائش مل جاتی تھی۔ وہ بھی اس آرڈیننس کے ذریعے چھین لئے گئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ میں اس آرڈیننس کو منسوخ کرانا چاہتاہوں۔ اسکی دوسری وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ لاہور شہر میں ٹریفک کی آمدورفت سے congestion پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ بسوں کے اڈوں میں سے چند ایک لاہور شہر کے اندر واقع تھے۔ اسکے متعلق میں یہ گذارش کرونگا۔ اور میں حیران ہوں۔ کہ یہ کس قسم کی دلیل ہے۔ کہ جو خود اپنے اندر بطلان رکھتی ہے۔ آپ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایک بس جس میں چالیس پچاس مسافر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اگر وہ بس سیدھی شہر میں جاکر اپنی سواریاں اتاردے۔ اور لوگ اتر کر قرب و جوار میں پیدل چل کر اپنا کاروبار کرلیں۔ تو یہ بہتر ہے۔ یا موجودہ اڈے واقع باداسی باغ سے وہ چالیس بیالیس سواریاں بارہ پندرہ ٹیکسیاں یا ٹانگے لے کر شہر میں داخل ہوں۔ یہ بہتر ہے۔ ایک بس جو شہر میں داخل ہو۔ اس سے زیادہ congestion ہو گی۔ یا بارہ پندرہ ٹیکسیاں یا ٹانگے اس ایک بس کی بجائے شہر میں داخل ہوں۔ اس سے زیادہ congestion ہو گی۔ congestion اور حادثات کو روکنے کیلئے جو ٹریفک کی کثرت کی وجہ سے ہمارے سڑکوں پر ہو رہے ہیں۔ اسکا علاج یہ نہیں ہے۔ کہ اڈے شہر سے باہر بنادیئے جائیں۔ بلکہ اسکا علاج یہ ہے۔ کہ لاہور شہر جسے پاکستان کا دل کہا جاتاہے۔ اس میں بہتر قسم کی سڑکیں مہیا کی جائیں۔ اس میں ایسی سڑکیں مہیا کی جائیں۔ جہاں یکطرفہ ٹریفک ہو اور وہ اسقدر چوڑی ہوں۔ کہ اگر تین lanes ایک طرف جانے کیلئے ہوں۔ تو تین lanes دوسری طرف جانے

کیلئے ہوں۔ لیکن اسکی طرف توجہ نہیں دی جارہی ہے۔ اور محض بہانوں کے ذریعے لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کیلئے اس قسم کا قانون نافذ کیا جاتا ہے۔ جوکہ عوام کی مشکلات کا باعث ہے۔ جناب والا۔ مجھے ایک بار دنیا کے دوسرے درجے کے شہر یا شاید آبادی کے لحاظ سے جو دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔ یعنی نیویارک جانے کا اتفاق ہوا۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ وہاں بسوں کے اڈے شہر کے درمیان واقع ہیں۔ اور اسکی آبادی نوے لاکھ کے قریب ہے۔ ابھی لاہور وہاں نہیں پہنچا۔ ابھی وہ اسکے چوتھائی حصے تک بھی نہیں پہنچا۔ اور یہاں کہا جارہا ہے۔ کہ بسوں کے اڈوں کو شہر سے باہر نکال دو۔ اور شاید کسی وقت یہ ضرورت بھی پڑے اور کہیں کہ اوسنی بسیں جو شہر کے اندر چلتی ہیں۔ انکو بھی شہر سے باہر نکال دو۔ اور پھر غالباً جو ٹیکسیاں شہر میں چلتی ہیں۔ یہ کہیں گے۔ کہ ان کو بھی شہر سے باہر نکال دو۔ اور وہ لوگوں کو مجبور کریں۔ کہ دس ضرب دس یعنی سومربع میل کے علاقے میں پیدل سفر کریں۔ congestion کا علاج یہ نہیں ہے۔ کہ ٹریفک کو بھی شہر سے eliminate کردیا جائے۔ اس دور میں لوگ اپنے کاروباری مقامات پر جلد از جلد پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ اور آپ چاہتے ہیں۔ کہ اس ذریعے اور اس وسیلے کو ہی شہر سے باہر نکال دیا جائے۔ تو پھر لوگ سفر کیلئے کیا کرینگے؟ میری رائے میں یہ وجہ قطعاً کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ لاہور میں congestion ہے۔ اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ کہ لاہور کی congestion کو دور کرنے کیلئے یہاں بہتر قسم کی سڑکیں بنائی جائیں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ کہ یہاں کوئی بس ہی داخل نہ ہو۔ اور اس سے بڑھ کر مجھے ایک اور وجہ سے بھی اس پر اعتراض ہے۔ کہ اس قانون کے تحت امتیاز برتا جارہا ہے۔ میں نہ تو کسی بس کمپنی کا مالک ہوں۔ اور نہ ہی میں کسی بس کمپنی میں حصہ دار ہوں۔ لیکن ایک عام انسان کی طرح حکومت سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ باقی بسوں کو تو یہ مجبوری ہے۔ کہ وہ بادامی باغ میں جاکر ٹھہریں۔ لیکن گورنمنٹ کی بسوں کو یہ اختیار کیوں ہے۔ کہ وہ شہر کے اندر داخل ہوں۔ کیا انکی وجہ سے یہ congestion پیدا نہیں ہوتی۔ اگر ایک بس کی وجہ سے ٹریفک میں congestion پیدا ہوتی ہے۔ تو یقیناً دوسری بس کی وجہ سے بھی ٹریفک میں congestion پیدا ہوتی ہے۔ اور ٹریفک میں کثرت پیدا ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے آپکے کہنے کے مطابق حادثات میں اضافے کا احتمال ہے۔

تو اس قانون سے اگر کسی کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو اس بیکار فرسودہ اور ناکارہ ادارے کو پہنچتا ہے۔ جسکے متعلق ہم ہر روز اخبارات کے اوراق سیاہ دیکھتے ہیں۔ میری مراد لاہور کارپوریشن سے ہے۔ لاہور کارپوریشن کے متعلق میں نے بھی عرض کیا ہے۔ کہ اس سے لوگوں کو بیشمار شکایات ہیں۔ اگر اس قانون سے کسی کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو اسی کو پہنچتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق وہاں دس پندرہ لاکھ روپئے کے قریب فیس وصول کر کے لاہور کارپوریشن کے خزانے کو بھرا جارہا ہے۔ لیکن اس روپئے میں سے نہ کارپوریشن کو یہ توفیق ہوئی۔ کہ وہاں پر کوئی سایہ دار Shed بنادیں۔ یا پینے کے پانی کا کوئی نل لگادیں اور نہ گورنمنٹ نے اس طرف توجہ فرمائی ہے۔ کہ کارپوریشن کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ اس جگہ پر لوگوں کی سہولت کے لئے اس سے کچھ نہ کچھ صرف کرائے۔ کہ جہاں سے وہ اتنی خطیر رقم وصول کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں یہ ایک ناجائز منفعت ہے۔ جو کہ کارپوریشن کو دیا جارہا ہے۔ اسکو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ اس سے منفعت اٹھائے۔ جبکہ وہ کسی قسم کی سہولت یا رعائت یا آسائش عوام کو بہم پہنچانے کیلئے تیار نہیں ہے۔ اسکے علاوہ شاید میرے محترم دوست محترم وزیر قانون یہ اعتراض کریں۔ کہ اسکے پاس ہوجانے سے جب یہ آرڈیننس منسوخ ہوگا تو پھر کس طرح لاہور یا دوسری جگہوں کے بسوں کے اڈوں کو کنٹرول کیا جاسکے گا۔ جیساکہ انہوں نے ابھی ابھی پہلے بل پر اعتراض کیا تھا۔ میں انکی ذہانت اور قابلیت کا معترف رہاہوں۔ مجھے یہ خیال تھا۔ کہ وہ یہ اعتراض نہیں کرینگے۔ ورنہ میں تب ہی وضاحت کردیتا۔ کہ اس آرڈیننس کے منسوخ ہوجانے کے بعد Motor Vehicles Act اور اسکے تحت جاری شدہ قواعد ہیں جن کے تحت بس سٹینڈ پہلے بنا کرتے تھے اور اب بھی بنتے ہیں۔ آپ نے یہ بس سٹینڈ شاید دو شہروں کے لئے بنایا ہے لاہور اور گوجرانوالہ کے لئے بس سٹینڈ بنایا۔ سیالکوٹ کے لئے آپ کس قانون کے تحت بس سٹینڈ پاس کرتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں کس قانون کے تحت آپ بس سٹینڈ پاس کرتے ہیں۔ شیخوپورہ۔ لائلپور منٹگمری اور صوبے کے دوسرے حصوں میں کس قانون کے تحت آپ شہروں کے اندر بس سٹینڈوں کو regulate کرتے ہیں۔ وہی قانون یہاں لاہور اور گوجرانوالہ کے لئے کار آمد اور مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ تو انکی توجہ اس امر کیطرف دلاتے ہوئے میں اپنی گذارشات کو ختم کرتا ہوں لیکن میں ایک گذارش کروں گا اور میں محض مخالفت کی بناپر مخالفت نہیں

کررہا ہوں۔ میں دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ یہ قانون عوام کے لئے مصائب پیدا کررہا ہے اور پیدا کرتا رہے گا تا آنکہ اس کو منسوخ نہ کر دیا جائے۔ آپ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ خود جاکر حالات دیکھیں۔ خود انکی study کریں پھر کسی نتیجہ پر پہنچیں۔

مولانا غلام غوث (ہزارہ-۳)۔ جناب سپیکرجس طرح معزز ممبر خواجہ محمد صفدر صاحب نے فرمایا ہے کہ گوجرانوالہ کا اڈہ جو شہر سے باہر ہے یہ بالکل حقیقت ہے کہ سواریاں اترتی بھی شہر میں ہیں اور چڑھتی بھی شہر میں ہیں۔ میں خود کل ہی آیا ہوں۔ تو یہ واقعہ ہے کہ اس اڈے کا کچھ فائدہ نہیں سوائے تکلیف کے۔ کیونکہ وہاں سے لوگ چڑھتے بھی نہیں اترتے بھی نہیں۔ لاہور میں اڈہ شہر سے باہر ہے لیکن اس کی کم از کم مخالفت نہیں کرتے کیونکہ یہاں کی پوزیشن کچھ بدلی ہوئی ہے۔ گوجرانوالہ میں سوائے اس کے کہ تکلیف ہے مسافروں کو اور کوئی بات نہیں۔ اس اڈے کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہاں سے سواریاں اترتی بھی ہیں چڑھتی بھی ہیں۔ آپ جاکر خود ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ پھر اڈہ ایسا بے موقعہ ہے کہ وہ مسافروں کے لئے بھی تکلیف دہ ہے۔ اس پر آپ حضرات کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے اور جو جناب خواجہ صاحب نے فرمایا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

مسٹر حمیداللہ خان (میانوالی -۱)۔ عرض یہ ہے جناب کہ ووٹ میں اس آرڈیننس کے حق میں دونگا۔

مسٹر سپیکر۔ روکھڑی صاحب یہ آرڈیننس نہیں ہے۔

مسٹر حمیداللہ خان (پنجابی)۔ جناب عرض یہ ہے کہ دو چار پرسٹ میرے بھی لاہور کے ہیں۔ ٹرانسپورٹروں کے لئے کوئی جگہہ نہیں ملتی۔ تین روپے ایک پھیرے کے ہم سے لیتے ہیں لیکن یہ تو ہونا چاہئیے کہ جگہہ دکھائی جائے کہ یہ جگہہ ہے۔ ہمیں بیشک شہر سے باہر نکالو لیکن ہمیں وہ سہولتیں دیں جو ہمارے اڈوں میں پہلے تھیں۔ وہاں جاکر دیکھیں کہ نہ کھڑے ہونے کی جگہ ہے نہ بیٹھنے کی۔ نہ کسی کا سامان محفوظ ہوتا ہے۔ عوام کو تکلیف ہے تو اس تکلیف کو رفع کریں۔

ٹرانسپورٹروں کو یہ نہ سمجھیں کہ یہ بیکار ہیں۔ انکی حق رسی کرنی چاہیئے۔ ہمیں جگہہ دکھانی چاہیئے۔

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): The Leader of the Opposition has very elaborately mentioned the reasons which have prompted him to bring in this Bill. With all respect and regard I may not be able to agree with him. This Ordinance was approved by this Assembly in the recent past and really no circumstances have been made out to warrant its immediate repeal by lock, stock and barrel. As he has very rightly pointed out, an alternative could be found and is available in the Motor Vehicles Act and the rules made thereunder. I would make one commitment and give him this assurance that the Motor Vehicles Act is under consideration of the Government and a consolidated and more comprehensive Bill will be brought before the Assembly in which, as I have said, all his suggestion will receive due consideration and, as far as possible, will be implemented. At the present moment, I am sorry, I may not be able to agree with him to withdraw my objection which I made earlier.

Mr. Speaker: The question is:—

That the West Pakistan Bus Stand and Traffic Control (Lahore) Ordinance (Repeal Bill, 1964, as introduced, be taken into consideration at once.

(*The motion was lost.*)

Mr. Talpur is not present.

Allama Rehmatullah Arshad: The House is not in quorum.

Mr. Speaker: Let there be a count. (*Count was taken*). The House is not in quorum. Let the bells be rung. (*The bells were rung*). The House is in quorum.

FAMILY COURTS BILL

صاحبزادی محمودہ بیگم۔ (راولپنڈی سرگودھا ڈویژن) جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں۔

کہ مسودہ قانون عائلی عدالت ہائے مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

Mr. Speaker: The motion is:—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964, as recommended by the Standing Committee on Local Government, be taken into consideration at once.

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): Not opposed.

مسٹر سپیکر۔ سعدی صاحب آپکی دو amendments آرڈر آف دی ڈے میں موجود ہیں اور ایک اور amendment کا آپ نے نوٹس دیا تھا۔

Minister of Law: I have a very respectful suggestion to make. Just now, I have received certain suggestions from the High Court recommending amendments to the Family Courts Bill which is now before the House. I had made a respectful submission to the mover of this Bill to give me some time, about half an hour, so that I could go through these suggestions and put them in a proper form to be moved as amendments before this Bill could be finalised. I have consulted my colleagues and they are agreeable. I hope the Opposition will have no objection to give us half an hour's time during which we will consider the amendments sent to us by the High Court.

Mr. Speaker: Does the Minister want that the House should be adjourned or we should carry on with the other two motions given notice of by Mr. Saadi and others?

Minister of Law: This is the last item on the Order of the Day and there is no other business.....

Mr. Speaker: What I want to make clear is whether the House should be adjourned or we go on with the two motions. The first is that this Bill be circulated for the purpose of eliciting public opinion and the second is that it should be referred to a Select Committee. Both these motions can be disposed of and in the meantime you can go through those amendments.

Minister of Law: Alright, Sir.

Mr. Speaker: Motion is moved that the Bill be circulated for the purpose of eliciting public opinion.

Mr. Speaker: Motion is moved that the Bill be referred to a Select Committee.

Minister of Law: This is the proper stage to move.

کی بنا پر جو تنازعات پیدا ہونگے ان کا فیصلہ کرنے کیلئے عدالتیں بنانے کی تجویز کی گئی ہے۔ خود عائلی قانون میں بہت ابہامات ہیں اور اس قوم کیلئے وجہ تنازع ہیں۔ اس میں بہت سے شرعی اعتراضات ہیں۔ میں اس سلسلے میں گذارش کرتا ہوں خود مرکزی حکومت نے یہ اعلان کیا ہے کہ عائلی قانون میں ترمیم ان کے زیر غور ہے اور اسی کے تحت وہ عائلی عدالتیں کام کرنے کی تجویز پر سوچ رہی ہے۔ اگر وہ تمام چیزیں بعد میں آئیں تو یہ مسودہ قانون بیکار ہوگا۔ اس کے علاوہ اس میں اکثر دفعات متنازعہ ہیں۔ مسودہ قانون کی دفعہ ۲۱ انتہائی طور پر قابل اعتراض ہے۔ دوسرے مجلس قائمہ کی روداد جو ہمارے سامنے ہے اس میں بہت سا اختلاف ہے عدالت عالیہ کو لکھا گیا ہے کہ اس پر اپنی رائے دیں۔ اور ان کی رائے کا انتظار کئے بغیر رپورٹ ہمارے سامنے آگئی ہے۔ تیسرے یہ بنیادی جمہوریت کے نظام کے تحت مصالحتی عدالتیں قائم ہیں جن کو مزید اختیارات دینے کے متعلق حکومت سوچ رہی ہے۔ دیوانی عدالتیں بھی موجود ہیں۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن کا تقاضا یہ ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے خاص طور پر سب سے پہلے غور ہونا چاہئے۔ اس کی کوئی شق بھی اسلامی شریعت کے خلاف نہ ہو اس لئے ضرورت ہے کہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے پاس بھیجا جائے اس لئے میں یہ ترمیم پیش کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ نہایت ہی معقول تجویز ہے اور اس ایوان کے نزدیک قابل قبول ہوگی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاول پور-۲)۔ جناب صدر میں نہایت مختصراً انداز میں چند گذارشات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور آپ کو یاد ہوگا کہ اس ایوان کے معزز اراکین نے بڑی بھاری اکثریت کے ساتھ قطعی طور پر اور حتمی طور پر ایک قرارداد پاس کر چکے ہیں۔ اور سنٹرل گورنمنٹ کو سفارش کی کہ یہ عائلی قانون منسوخ کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ خلاف شریعت اسلامی ہے۔ دوسری بات جناب یہ بھی آپ کو معلوم ہوگی اور ہم نے اخباروں میں بھی پڑھا تھا کہ مرکزی حکومت کی نیشنل اسمبلی نے ایک سب کمیٹی اس غرض کے لئے قائم کی ہے جو عائلی قانون پر نظر ثانی کر رہی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ عائلی قانون کے وہ حصے جو شریعت اسلامی کے خلاف ہیں ان کو حذف کر دیا جائے۔ نمبر ۳ جناب مجلس قائمہ کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس قائمہ نے عدالت عالیہ کی رائے طلب

کی تھی اور وہ مجلس قائم کو موصول نہیں ہوئی ۔ ابھی ابھی محترم وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ ان کی رائے موصول ہوئی ہے جب تک وہ رائے یہاں نہ آئے اس وقت تک کسی نظریہ یا رائے کا اظہار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہم سب ہائی کورٹ کا احترام کرتے ہیں ۔ ان کی رائے سے پہلے کسی کو رائے دینے کا حق نہیں پہنچتا ۔ جناب والا چوتھی بات اس میں یہ ہے کہ دفعہ ۲۱ کا حصہ "الف" اور "ب" میرے نزدیک قطعی طور پر خلاف شریعت ہے۔ مصالحت میں کہا گیا ہے کہ جج جو فیصلہ تنسیخ نکاح کے متعلق کردے گا وہ ۹۰ دن تک وہ اس لحاظ سے غیر موثر ہوگا۔ اگر یونین کونسل کا چیئرمین مصالحت کراکے ان میاں بیوی کو پھر میاں بیوی بنادے اختلاف کے بعد وہ ڈگری جو جج کی ہے وہ غیر موثر ہوگی ۔ جب اس نے نکاح منسوخ ہونے کے متعلق کہا وہ نکاح منسوخ نہیں ہوگا۔ بلکہ چیئرمین کا فیصلہ نافذ ہوگا۔ اور بطور میاں بیوی مصالحت ہو گئی یہ قطعی طور پر اسلام کے خلاف ہے اور شریعت اسلامی کے خلاف ہے۔ مولانا غلام غوث صاحب تشریف رکھتے ہیں وہ اسکے متعلق بیان کریں گے ۔ احناف کا یہ مسئلہ مسلم طور پر ہے۔ کہ قاضی کی سزا ظاہراً یا باطناً نافذ ہوجاتی ہے۔ جناب والا جب قاضی نے فیصلہ کردیا تو وہ اسی وقت نافذ ہوجاتا ہے۔ اور اسکو ۹۰ دن معلق نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ جتنے علما ہیں وہ تمام اس بات پر متفق ہیں اور یہی وجہ تنازع کی ہے۔ عائلی قانون کے اندر جس کی وجہ سے سنٹرل گورنمنٹ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ ایسے حصے شریعت اسلامی میں حذف کر دیئے جائیں ۔ کہ طلاق دینے کے بعد ۔ طلاق مغلظہ دینے کے بعد ۔ تین طلاقیں دینے کے بعد پھر کوئی رجوع کسی کا کیا جاسکتا ہے۔ چاہے رجوع شوہر کی طرف سے ہو یا اسکی بیوی کو بالواسطہ چیئرمین یونین کونسل کے ذریعہ سے بنادیا جائے ۔ اس لئے میری تجویز یہ ہے اس کو اسی لئے آئیڈیالوجی کونسل کے پاس بھیج دیا جائے ۔

صاحبزادی محمودہ بیگم ۔ میں اس کو اپوز کرتی ہوں۔

مولانا غلام غوث (ہزارہ ۔۴)۔ صدر محترم مجھے ان بہنوں سے بڑی ہمدردی ہے اور ان کی اس تڑپ کی میرے دل میں قدر ہے اور یہ خواتین کی تکلیف کا احساس کرتیں ہیں ہم چاہتے ہیں ان کو سہولتیں ملیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دو دو چار چار سال کے لئے مستورات عدالتوں میں ماری ماری نہیں پھر سکتیں ۔ اپنی ضرورت کے لئے اپنے حقوق کے

لئے بیرونی آدمی نہیں نبھا سکتیں یہ حقیقت ہے وہ اس تکلیف کے احساس کیلئے
جاتی ہیں۔ جہاں ہمیں بھی اور پنجاب کو ایک خوشی پہنچتی ہے اور
انہیں میں بعض ایسی بزرگ خواتین بھی ہیں جن کی عزت ہمیں
کرنی چاہئے اور احترام کرتی ہیں لیکن افسوس ہے کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ
لے کر آئی ہیں کبھی ان سے مشورہ نہیں کرتیں کم از کم علماء موجود ہیں ان
سے مشورہ کر لیتے آپ ان تکلیف کو اچھے طریقے سے اس ایوان میں
پیش کر سکتی ہیں۔ اگر اس میں قانون کا آپ ذکر نہ کریں
اور آپ یوں کہہ دیتیں کہ بیوی خاوند کے مقدمات کیلئے الگ کوئی
عدالتیں مقرر کی جائیں جو جلد ایسے مقدمات کا فیصلہ کریں۔ انصاف اور دعوے
میں مشورہ کر سکتے یہ بھولتی ہوں اس طرح کی چیزوں پر غور کیا جا
سکتا تھا اور ہم سب کی دلچسپی ہے کہ یہ ملک کا بڑا مسئلہ ہے اور
ان کو جس مسئلہ کا احساس ہے وہ قابل قدر ہے لیکن اس کا تاریک پہلو
یہ ہے کہ اس میں عائلی قوانین کی دفعات کو رکھا گیا ہے جو کہ
اسلام اور عقل کے منافی ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علامہ راشد صاحب نے فرمایا ہے
اس میں فیصلہ اور Judgement کے بعد دوبارہ راضی نامے کی بات ہے۔ اس
میں ۹۰ دن کی عدت کی بات ہے۔ اور اس میں اس ایک کا ذکر ہے جس
کے خلاف تمام علماء متفق نہیں ہیں یعنی علماء میں کم از کم کوئی اختلاف
نہیں ہے اور قومی اسمبلی نے بھی اس کیلئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جس
کا مقصد اس پر بحث کرنا اور ترمیمی بل لانا ہے۔ ان حالات میں میں
سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے جو ایک نامی اس ہاؤس کی ہوئی ہے
جبکہ مغربی پاکستان اسمبلی کے ممبران نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ خواہ وہ
کسی بنچ پر بھی ہوں کہ ہم اسلام کے صریح احکام کے خلاف جانے
کیلئے ہرگز تیار نہیں ہیں اس ایک نامی پر اب دھبہ نہ لگنا چاہئے اور
اس بل کو اس وقت اگر مشاورتی کونسل کے حوالے کر دیا جائے تو بالکل
بلا بگردن بلا ہو جائیگا اور آپکی جان بھی چھوٹ جائیگی۔ محدل جائے
وہ اس کی رپورٹ کب تک پیش کرتے رہیں۔ اس وقت تک قومی اسمبلی
کیا ترامیم پیش کرتی ہے وہ اس کے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہے۔ اور اونٹ
کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ تو یہ سب باتیں سامنے آجائینگی۔ اور پھر ان
نافذ شدہ اور جاری شدہ قوانین کے تحت اگر وہ کوئی ایسی چیز کرنا
چاہیں تو مناسب ہوگا کہ عائلی قوانین یا ان قانون کی آڑ لئے بغیر
عورتوں کی آسانی کیلئے یہ سادہ الفاظ میں کوئی نیا بل لائیں۔ در اصل
اس کو اس مسئلہ میں مشورہ کرنا چاہئے تھا۔ آج باوجود سخت احترام کے

جو اپنی ماؤں بہنوں کیلئے ہمارے دلوں میں ہے۔ مجھے اس حدیث کے مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ مردوں اور عورتوں کی عقل و فکر میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ یہ اتنا بڑا مسودہ پیش کرتے ہیں اور حقیقتاً اس جذبے کے تحت پیش کرتے ہیں کہ اس صنف کو واقعی تکلیف ہے۔ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں لیکن اس تکلیف کو رفع کرنے کیلئے انہوں نے جو طریقہ اختیار کیا ہے۔ وہ پھر قابل اعتراض ہے۔ اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ جو تجویز اور ترمیم محترم سعدی صاحب نے پیش کی ہے۔ اور علامہ صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ حزب اقتدار اس پر غور کرے۔ اور اسی تجویز کو قبول کر کے پاس کرلے تا کہ اسے مشاورتی کونسل کے حوالے کر دیا جائے تو یہ زیادہ اہوت اقدام ہے۔ اور اس سے حاصل شدہ نیک نامی پر خوا مخواہ دھبہ بھی نہ لگے گا۔

Mr. Ahmed Mian Soomro (Jacobabad -I): Mr. Speaker, Sir, the present Bill moved by Sahibzadi Mahmooda Begum does not give any new rights to the women than those they have already got. No further right is being given to them. All that this Bill seeks to do is to amend the procedure and to get a quick decision on the merits of the case. It is a well known fact that the present civil litigation takes years and years before a decision could be arrived at. The poor women cannot afford to go to Courts and waste time. This Bill merely seeks a remedy to save the women folk of the trouble that they have now to undergo and avoid delay in arriving at a decision. It seeks to do away with the application of the Evidency Act and the Code of Civil Procedure. It provides measures by which even before the trial a pre-trial hearing can take place so that a compromise could be effected. It provides that the undue expenditure on counsels and plaints (because women who are poor cannot afford that) should be eliminated. It merely provides that by making an application on Re 1/- stamp paper women can go to the concerned Court and a procedure is provided whereby it is expected that within a few months the decision would be made on merits. Whatever legal rights women have at present this Bill does not take them a step further. It does not go against any existing law or the Family Laws.

Therefore, Sir, I think that this Bill is very welcome. The sooner we get the blessings of half the population the better it is. I see no reason of wasting the time of the House any more. I must repeat that the sooner we get this good law passed the better it is.

خواجہ محمد صفدر (سیالکوٹ ۱)۔ جناب والا۔مجھے اصولی طور پر اس بل سے اختلاف نہیں۔ آج سے تقریباً چار سال پیشتر Law Commission نے بھی اسی قسم کی سفارشات کی تھیں۔ ایک معمولی وکیل کی حیثیت سے میں جانتا ہوں کہ مستورات کو اپنے مسائل اور تنازعات حل کرانے کیلئے عدالتوں میں کسقدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض حالتوں میں جب ایک عورت نان ونفقہ سے محتاج ہوتی ہے۔ وہ کس قسم کے حالات ہوتے ہیں۔ جن میں سے فیس کورٹ۔ وکیل کی فیس اور دیگر اخراجات

برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ ہمارے موجودہ عدالتی نظام کے ہوتے ہوئے ان مقدمات کو جنہیں بہت جلد طے ہونا چاہیے بڑا وقت لگ جاتا ہے۔ اور ان مقدمات کے فیصلوں کیلئے بڑا لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ ان تمام حالات کے ہوتے ہوئے اصولی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں اس قسم کی عدالتیں جن کا ذکر اس بل میں ہے۔ ہونی لازم ہیں۔ بلکہ مغربی ممالک میں بھی جہانتک مجھے علم ہے۔ اس قسم کی عدالتیں موجود ہیں۔ جنہیں کسی جگہ Divorce Courts کہا جاتا ہے اور کسی جگہ Family Courts بھی کہا جاتا ہے۔ اس بل کی افادیت اور اس میں جو فائدے مضمر ہیں۔ ان سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا اس وقت سوال یہ نہیں کہ یہ بل فائدہ بخش ہے یا نہیں۔ بلکہ جو اعتراض میرے ایک معزز دوست نے اٹھایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ قاعدہ نمبر ۶۱ کے تحت اس کی بعض دفعات کے متعلق یہ شکوک ہیں کہ یہ اسلام کے اصولوں کے مطابق ہیں یہ ان کے منافی ہیں۔

جناب والا میں دینی علوم سے بے بہرہ ہوں۔ اس لئے میں کسی قسم کا فتویٰ دینے کیلئے تیار نہیں۔ لیکن جب اس ایوان میں اس قسم کے شک کا اظہار کردیا جائے۔ تو پھر اس کے متعلق اس ایوان ہی نے فیصلہ کرنا ہے کہ اس شک کو رفع کرنے کیلئے اسے اس Tribunal یا Islamic Ideology Council کے سپرد کردیا جائے یا نہیں۔ بہر حال میری رائے یہ ہے کہ جب ایک شک کا اظہار کیا جائے۔ تو اس کے متعلق ان لوگوں سے پوچھا جائے۔ جو بہتر رائے رکھتے ہوں۔ یا بہتر رائے دے سکتے ہوں۔ اس لئے میں اس point کے حق میں ہوں کہ اسے refer کیا جائے۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز (لاہور و ملتان ڈویژن) ۔ صدر محترم۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ گذشتہ تین دن میں بے حد مصروف رہی ہوں کل رات کے ایک دو بجے اپنے گھر واپس آئی ہوں۔ وجہ یہ تھی کہ ہم لوگ پارٹی کا manifesto تیار کر رہے تھے۔ مجھے رنج اس بات کا ہے کہ اے کاش میری پارٹی کے معزز ممبران پیشتر اس کے کہ آج یہاں تقریریں کرتے اس خاکسار سے تھوڑا سا مشورہ کر لیتے۔ تو جس غلط فہمی کے تحت آج یہاں تقریریں ہوئی ہیں۔ وہ نہ ہوتیں۔

صدر محترم ۔ ان کی خدمت میں میری یہ التماس ہے کہ وہ بڑے قانون داں ہیں۔ میں تو ان کے مقابلہ میں ایک خاکسار محض نابلد ہوں۔ اور وکیل

نہیں ہوں جو کچھ تھوڑا بہت جانتی ہوں۔ وہ اس ایوان ہی سے سیکھا ہے۔ ان کو دیکھنا چاہیئے تھا کہ کیا وجہ ہے جو ان تینوں عائلی قوانین کی یہ شقیں جن پر وہ تنقید کررہے ہیں اس بل میں آئی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جس پر روشنی ڈالی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ کوئی صوبائی قانون کسی مرکزی قانون کو over-ride نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ایک دو شقیں جس کے متعلق میرے بعض بزرگوں نے بھی اظہار خیال فرمایا ہے۔ اس بل میں رکھنی پڑی ہیں۔ یہی چیز میں آج اس ایوان میں کہنے والی تھی بات در اصل یہ ہے کہ آج اس قانون کا اس معزز ایوان میں پیش ہونا ہماری گذشتہ تیس برس کی شب و روز کی تگ ودو کا نتیجہ ہے۔ (تحسین و آفرین)

صدر محترم ۔ میں سب سے پہلے صدر مملکت کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور اس کے بعد اس صوبائی حکومت کو تہہ دل سے مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے ایک بے زبان طبقے کی درد سے بھری صدا سنی ۔ جسے آج تک نہ علمائے دین نے سنا ۔ اور نہ ہی کسی اور نے سنا ۔ سینکڑوں کو بچوں سمیت گلیوں میں پھینک دیا گیا ۔ کسی نے ان کی پرسش نہ کی اور نہ ہی ان کو پوچھا وہ سات سات سال اور آٹھ آٹھ سال وکیلوں کی پیروی اور کچہریوں میں خاک چھانتی پھرتیں رہیں۔ تاکہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے نان و نفقہ کا بندوبست کر سکیں۔ (شور)

Please hear me first

لیکن کوئی بھی ان کا پرسان حال نہ ہوا۔ مسلم لیگ کی حکومت آئی تو انہوں نے بھی کچھ نہیں کیا۔ اب میں موجودہ حکومت کی تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے ان بے کس اور بے بس بہنوں کی تکالیف کا ازالہ کرنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔

صدر محترم۔ یہ کوئی نئی Courts نہیں ہیں۔ اسلامی ممالک میں ایسی عدالتیں موجود ہیں لاکمیشن سے بھی اس کی سفارش کی جائے ۔ اسلامی ممالک میں جو عدالتیں ہیں وہاں ایک عورت صرف ایک خط سے قاضی کو یعنی جج کو اطلاع دیتی ہے کہ فلاں شرعی حق اس کا غصب ہورہا ہے اور پھر administration کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ شرعی حقوق اسے دلائے جائیں۔ اور یہ سٹیٹ کا فرض ہوتا ہے کہ شرعی حقوق دلائے ۔ اس بل کے تحت جو حقوق عورتوں کو مل رہے ہیں اس بل میں Courts کو جو امور سونپے گئے ہیں ان میں جو چیزیں رہ گئی ہیں اس لئے کہ

وہ سنٹرل قانون میں ھیں اور صوبائی قانون کے schedule میں آ نہیں سکتیں۔ جو چیز ھے اس کو سنٹرل قانون سے نکلنا چاھئے تھا اور اب نکالا جائے گا وہ بھی جب یہ کورٹ بن جاویں تو اس فہرست میں داخل ھونی چاھئیں۔ اس بل کو منظور کیا جائے۔ بلکہ میں درخواست کرتی ھوں کہ یہ بل unanimously پاس کیا جائے۔ مجھے اس بات کا سخت رنج ھے کہ میری پارٹی نے اسے oppose کیا ھے۔ آج شرم کی وجہ سے میری گردن جھک جاتی ھے۔ بڑے افسوس کی بات ھے کہ وہ اسے oppose کر رھے ھیں۔ اور میں یہ عرض کرنا چاھتی ھوں کہ ان کو یہ چاھئے تھا کہ آج اس بل کو منظور کرالیتے۔ بلکہ یہ سفارش کرتے کہ اس شیڈول میں جو باتیں رہ گئی ھیں وہ بھی ان کورٹز کے سپرد کی جاویں۔

مسٹر سپیکر۔ اس وقت جو چیز ھاؤس میں زیر بحث ھے وہ یہ ھے کہ اس بل کو ایڈوائزری کونسل کے پاس رائے کے لئے بھیجا جائے یا نہیں

بیگم جہاں آرا شاھنواز۔ صدر محترم۔ ھمیں یہ سفارش کرنی ھے کہ اپنی حکومت سے کہ وہ صدر صاحب سے درخواست کرے اور شیڈول کو مکمل کیاجائے اور جن امور کو اسوقت بی ڈی۔ کے ھاتھوں میں دیا گیا ھے انہیں بھی عدالتوں کے حوالہ کیا جائے۔ اس لئے میں گذارش کروں گی ۔ کہ یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرے کہ تمام شرعی حقوق جو عورتوں کو شرع اسلام نے دئے ھوئے ھیں وہ ان کورٹز کے سپرد کئے جائیں اور اس سلسلہ میں خاص ھدایات جاری کی جائیں ۔ یہاں میری پارٹی کی طرف سے ایسی تقاریر ھونی چاھئیں تھیں بجائے اس کے کہ وہ مخالفت کرتے ان کو چاھئے تھا کہ وہ استدعا کرتے تاکہ یہ بل اس ایوان میں unanimously پاس ھوجاتا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاولپور۔ ۲)۔ جناب صدر۔ ھماری محترمہ بہن نے اپنی پارٹی کے افراد کو مورد الزام ٹھہرایا ھے لیکن اس بات کا خیال نہیں رکھا (قطع کلامی) (بیگم صاحبہ آپ خاموشی سے سنیں میں running comentary کو برداشت نہیں کرسکتا) جناب صدر۔ ھم نے اس بل کے اصول سے اتفاق کیا ھے لیکن میں وضاحت کے ساتھ یہ بات کہنا چاھتاھوں کہ اس طرف کی نشستوں کو آزمائش میں ڈال دیا گیا ھے اور ھم اسلامی جمہوریت اور اسلام کے خلاف کسی طرح بھی compromise کرنا قبول نہیں کرسکتے۔

Syed Zafar Ali Shah (Deputy Speaker): Sir there are two things, which are under discussion. First is the objection under Rule 61. I think, Sir, that regarding this objection, the purpose of this bill is that it should be the duty of the court in the case of dissolution of marriage to inform the Chairman, and that will be deemed to be a notice issued by the woman or husband or the wife under the Muslim Family Laws Ordinance. My submission is that when the existing ordinance, viz., the Family Laws Ordinance, has provided the same thing, and this provision about which there is an objection is just the same thing which exists already in the Muslims Family Laws Ordinance, therefore, on that account there is no inconsistency with the Islamic provisions.

The other thing is that this bill gives certain privileges and facilities to women to go to a court of law. Sir it is a fact that our customs and traditions are seeing the change of the time and it is better that the women folk are given more facilities to alleviate the distress and suffering that they undergo in the course of their lives.

With these words Sir I support this bill.

Mr. Speaker: I will now put the motion.

مسٹر حمزہ۔ جناب سپیکر۔ اس ایوان میں ایک غلط فہمی دیدہ دانستہ پیدا کر دی گئی ہے کیونکہ ہماری طرف سے یہ تجویز پیش ہوئی ہے کہ اس بل کو مشاورتی کونسل کے پاس رائے حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا جائے ہم اصولاً اس بل کی مخالفت کرتے ہیں بڑے افسوس کا مقام ہے حالانکہ مولانا غلام غوث صاحب نے واضح الفاظ میں یہ بتا دیا تھا کہ ہمیں اس معاملہ کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں بلکہ گورنمنٹ پارٹی سے بھی زیادہ احساس ہے چونکہ عورتیں ہماری مائیں بہنیں یا بیٹیاں ہوں گی کونسا انسان ہوگا جو ان کی فلاح وبہبود کے لئے فکر مند نہ ہو میں بہ حیثیت مرد کے عورت کو جائز حقوق دینے اور دلانے کے حق میں ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان کو ہر جائز حق بلکہ رعایت اور مراعات دی جائیں اور اگر ان کی حق تلفی ہو تو پوری جد و جہد سے ان کا جائز حق ان کو دلوایا جائے میں ان لوگوں سے دریافت کرتا ہوں جو ان کو حق دلانے کے سلسلہ میں اس قدر دیوانگی کا اظہار کر رہے ہیں ۔ اور جو اس معاملہ کو اس قدر اہمیت دینے کے باوجود اتنی جلد بازی کا مظاہرہ کر رہے ہیں ۔ لیکن اس کے متعلق مشاورتی کونسل سے رائے لینے کے لئے وقفہ دینے کو تیار نہیں ہیں ۔ آپ کو اس چیز کا احساس ہوگا کہ بہ حیثیت انسان اور ایک مسلمان کے یہ ہمارے فرائض میں ہے۔ کہ ہم قرآن اور سنت کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق قانون سازی کریں اور اگر کسی جگہ پر کسی شبہ کی گنجائش ہو خاص طور پر اس قسم کے اہم معاملات میں جو اسوقت ہمارے روبرو پیش ہیں ہمارا

فرض ہے کہ ہم اسکے متعلق بہترین اور مستند ترین ذرائع سے جو رائے مل سکتی ہے اور خاص طور سے اس ادارے سے جو گورنمنٹ نے اس غرض کیلئے مقرر کیا ہے سے رائے حاصل کریں اور ہمیں ان کے مشورے سے پوری طور پر استفادہ کرنیکی کوشش کرنی چاہئے اور تیزی اور جلد بازی جس کا مظاہرہ یہاں کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسوقت جو معاملہ ہمارے سامنے پیش ہے ہم اس سے انصاف نہیں کر رہے بلکہ اسکی اہمیت سے انکار کر رہے ہیں اگر ہم جذبات کی رو میں بہہ کر ہم اسکی حمایت کریں گے یہ ایک ظلم عظیم ہوگا ان حالات کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ پارٹی کے ممبران بھی اس بل کو اسلامی مشاورتی کونسل کے سامنے رائے حاصل کرنے کیلئے بھیجنے کے حق میں ووٹ دیں گے۔

Minister of Law: The Opposition, it appears, are...

مولانا غلام غوث۔ جناب یہ اردو میں فرمائیں تو بہتر ہوگا۔

وزیر قانون۔ مولانا صاحب جسوقت کوئی موقع ایسا آئیگا کہ آپکو سمجھانے کی ضرورت ہوگی تو میں اردو میں کہہ دونگا۔

مولانا غلام غوث۔ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اسکو سمجھنے کیلئے اردو ہی میں فرمائیں۔

Mr. Speaker: He wants that the Minister should be as eloquent a speaker in Urdu as he is in English.

وزیر قانون۔ مولانا صاحب میں آپکا احترام کرتا ہوں اور کرتا رہونگا مجھے افسوس کیساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا صاحب نے جب اپنا بل پیش کیا تھا تو انھیں اسلامک آئیڈیالوجی کونسل نہیں یاد آئی اور وہاں بھیجنے کیلئے انھیں نے نہیں کہا۔

مولانا غلام غوث۔ پوائنٹ آف آرڈر یہ جو شکایت کر رہے ہیں اسکے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر اسمیں کوئی ایسی بات ہوتی کہ اسلامی مشاورتی کونسل سے مشورہ لیا جانا ضروری ہوتا تو میں کہتا کہ اسلامی مشاورتی کونسل سے مشورہ لے لیا جائے۔

وزیر قانون۔ مولانا صاحب آپ مولانا ہیں اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ آپ مولانا ہیں جہاں تک اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کا تعلق ہے تو اسکے لئے میں کہونگا کہ اپوزیشن والوں کی یہ عادت سی ہوگئی ہے اور انہوں نے یہ طے کرلیا ہے کہ کوئی بھی بل خواہ وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو

وہ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ مسئلہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل میں بھیج دیا جائے یا رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے بھیجا جائے تاکہ اسمیں تاخیر ہو اور محض اسی غرض کیلئے یہ کہا جاتا ہے۔

مولانا غلام غوث۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ اپوزیشن نے یہ وطیرہ بنایا ہے کہ جب وہ کسی معاملے میں تاخیر چاہتے ہیں تو کہدیتے ہیں کہ اسکو اسلامی مشاورتی کونسل میں بھیج دیا جائے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بیگم شاہ نواز صاحبہ نے پہلے یہاں اسی قسم کا ایک بل پیش کیا تھا تو سرکاری پارٹی نے بھی اسکی مخالفت کی تھی۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز۔ میں نے نہیں پیش کیا تھا۔

Mr. Speaker: This is no point of order.

مولانا غلام غوث۔ آپ نے قاضی کورٹ کے سلسلے میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ مشاورتی کونسل میں بھیج دیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون۔ مولانا صاحب کچھ عمر رسیدہ ہیں اسلئے شاید انکا کچھ حافظہ کمزور ہے جب بیگم صاحبہ نے یہ بل پیش کیا تھا تو ہمنے اس وقت یہ وعدہ کیا تھا کہ اس بل کو ایک اچھی اور بہترین صورت میں ہم لے آئیں گے لیکن ہماری بیگم محمودہ صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ بل میرے نام پر آجائے۔ اسی ہاؤس کے سامنے میں یہ کہتا ہوں اور آگے بھی میں نے کہا ہے کہ اس بل کا author میں ہو۔ میں نے یہ بل بنایا ہے اور بیگم صاحبہ کو دیا ہے کہ ان کے نام پر آجائے (ہیر۔ہیر) اب یہ کہ اپوزیشن والوں نے تو اپنا فرض ادا کردیا۔ دو موشن آگئے کہ یہ پبلک opinion کیلئے چلا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک طرف ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ ہائی کورٹ سے پوچھو سپریم کورٹ سے پوچھو اگر وہ چاہتے ہیں تو انہیں کوئی بھی اعتراض نہیں ہے تو کرلو میں ہاؤس کے سامنے آج جو مجھے ہائی کورٹ سے اس بل کے سلسلہ میں یہ لیٹر موصول ہوا ہے پڑھ کے سناتا ہوں جسکے شروع شروع میں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is whether it should be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology or not.

Minister of Law: I may make a submission that the High Court has considered it and we must presume that this aspect has been considered to be in conformity with Sunnah and Quran. I will read out a portion of the letter sent by the High Court. It says:—

"We have gone through the West Pakistan Family Courts Bill 1964 and we consider that the provisions contained in this Bill are salutary. The provisions in this Bill do not come in conflict with the working of the criminal courts."

So, this is the opinion of the High Court.

Begum Jahan Ara Shah Nawaz: I want to ask one question from the learned Law Minister. Is it not a fact that the Family Laws Commission, presided over by a retired Chief Justice of Pakistan, and the Law Commission, presided over by a Judge of the Supreme Court, have both recommended these courts?

Minister of Law: They have and I was going to make a mention.

انھوں نے بھی کہا ہے اور اسیوجہ سے یہ بل لایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسمیں کوئی تاخیر نہ کرنی چاہئے یہ عورتوں کے حقوق کا معاملہ ہے اور ہمنے اسے صرف اسیوجہ سے پیش کیا ہے کہ عورتوں کے معاملات بجائے ۳-۴-۵ برس لگنے کے جلد سے جلد طے ہو جایا کریں اور ان پر جلد فیصلہ ہو جایا کرے اور اسمیں ہم کوئی ایسی قابل اعتراض چیز نہیں لائے ہیں اسلئے میں ادب سے عرض کرونگا آپوزیشن والوں سے اور خاص طور پر مولانا صاحب سے کہ وہ اسکی مخالفت نہ کریں۔

مولانا غلام غوث۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ محترم وزیر قانون نے جو کچھ فرمایا ہے وہ قطعی صحیح نہیں ہے کہ عورتوں کی طرف سے جب کوئی چیز آئے تو میں اسکی مخالفت کرتا ہوں۔ شرعی نقطہ نظر سے ہمنے عورتوں کی تکلیف کا ہمیشہ احساس کیا ہے اور ہمنے اسکا ذکر بھی کیا ہے لیکن شراب ایسی چیز کے سلسلے میں تو آپ اسلامی مشاورتی کونسل میں بھیج دیتے ہیں اور جب دین کی بات آتی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ نے اسکی ساری ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے آپ ۵ کروڑ انسانوں کے سامنے جوابدہ ہیں آپ نے شریعت کے خلاف فیصلہ کیا ہے۔

Mr. Speaker: This is not a point of order.

وزیر امداد باھمی (سید احمد نواز شاہ گردیزی) ۔ جناب والا جہاں تک بل کی افادیت اور اہمیت کا تعلق ہے وہ آپوزیشن کے حضرات نے بھی مانا ہے حتیٰ کہ مولانا صاحب نے بھی اس سے agree کیا ہے جہاں تک شریعت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ بقول انکے اسطرف کے بیٹھنے والے

ہوں یا اسطرف کے بیٹھنے والے ہوں سب مسلمان ہیں اور اسطرح انہیں نے کہا کہ جہاں تک شریعت اور اسلام کا تعلق ہے ہم کسی چیز میں compromise کرنے کیلئے تیار نہیں تو ہم بھی کسی سے compromise کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ صرف عورتوں کیلئے ہم نہیں کرر ہے ہیں جیسا کہ بعض حضرات نے speeches میں کہا ہے یہ تو ہم اپنے ملک کیلئے کر رہے ہیں جہاں عورتوں کا سوال ہے وہاں مردوں کو بھی ضرورت ہوتی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی عورت کسی مرد کو دھوکہ دیکر اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر چلی جائے تو اس وقت اس مرد کو بھی حق حاصل ہوگا کہ وہ ان عدالتوں میں جاکر اس قسم کی چیز کرسکے تو اس میں کسی ایک عورت یا کسی ایک مرد کا سوال نہیں ہے بلکہ اس میں تمام families کا سوال ہے اور یہ مسئلہ اتنا اہم مسئلہ تھا کہ جسکے لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ اس مسئلے کو بڑے سستے طریقے سے بڑے اچھے طریقے سے اور عجلت سے سلجھایا جائے جہاں تک شریعت اور اسلام کا تعلق ہے جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جہاں تک عائلی قوانین موجود ہیں میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ میں اسے فرداً فرداً دیکھوں کہ اسکی کون کونسی شق اسلام کے مطابق ہے بجائے اس کے کہ یہ دیکھا جائے کہ مولانا کس کو اسلامی اور کس کو غیر اسلامی کہتے ہیں یہ بعد کی تفصیل ہے عائلی قوانین کی موجودگی میں جو بھی مسئلہ ہوگا۔ وہ اس قانون کے تحت فیملی لاز کے تحت discuss ہونگے اوران پر فیصلہ ہوگا۔ اور فرض کیجئے کہ مشاورتی کونسل یہ فیصلہ کرتی ہے اور عائلی قوانین میں ترامیم کرتی ہے۔اور اس میں سے ایسی شقیں نکال دی جاتی ہیں جو غیر اسلامی ہیں تو وہ یقیناً ان عدالتوں پر بھی حاوی ہونگی۔ تو اس لئے اس میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ اگر وہاں آپکے عائلی قوانین ختم ہو جاتے ہیں۔ تو یہاں یہ عدالتیں رہینگی بقول مولانا کے اگر عائلی قانون رہتے ہیں تو یہ عین اسلامی چیز ہوگی اور یہ مرکز کے بس کی بات ہے ہمارے بس کی بات نہیں ہے اگر وہ رہینگے تو انکے مطابق کرنا ہوگا لہذا ان عدالتوں کے ہونے نہ ہونے سے شریعت پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ اس لئے میں یہ استدعا کرونگا کہ چونکہ اسکو جلد ہونا چاہئیے۔ اس لئے اسکو قبول فرمایا جائے۔

Mr. Speaker: The question is:—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964, be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology.

'Ayes' have it. (Opposition challenged the decision of the Chair).

Mr. Speaker: I will put the question again.

The question is:—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964, be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology.

Those who are in favour of the motion may rise in their places (13)

Those who are against the motion may rise in their places. (39)

(on count the motion was lost.)

Minister of Agriculture (Malik Qadir Bukhsh): Will you please allow us to carry physically Mian Abdul Latif and Begum Sahiba to this side (*Laughter*).

Mr. Speaker: Not at all.

امیر حبیب اللہ خان سعدی (لائلپور - ۷)- صاحب صدر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں

کہ مسودہ قانون عائلی عدالتہائے مغربی پاکستان صدر ۱۹۶۴ع جسکی سفارش مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ نے کی ہے۔ اسکو ۳۱ دسمبر ۱۹۶۴ع تک رائے عام معلوم کرنے کیلئے مشتہر کیا جائے۔

Mr. Speaker: Motion under consideration, amendment moved is :—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964, as recommended by the Standing Committee on Local Government, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 31st December, 1964.

Minister of Law: It is opposed.

امیر حبیب اللہ خان سعدی- صاحب صدر- یہ امر نہایت ہی افسوس ناک ہے کہ ایک سیدھی سادی تجویز جو اس ایوان کے سامنے رکھی جاتی ہے لیکن اسکا اصل معاملہ یا جو زیر بحث مسئلہ ہے اسکے حسن و قبح کو دیکھے بغیر فیصلہ کرنے میں کچھ اور ہی عوامل کام میں لائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ خود اس میں دیا گیا ہے۔ یہ مسودہ قانون عائلی قوانین کے تحت عدالتیں بنانے کے متعلق ہے تو اسکے متعلق ملک میں اسقدر اختلاف ہے۔ جیسے حالات میں یہ عائلی قانون نافذ ہوا تو اسکے متعلق یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کو مشتہر کیا جائے۔ تا کہ تقریباً ہر طبقے کی رائے عام معلوم کی جائے کہ وہ اسکے متعلق کیا ترامیم پیش کرتے ہیں یا قبول کرتے ہیں۔ یا اسے رد کرتے ہیں اس لئے میں یہ تجویز پیش کررہا ہوں۔

راؤ خورشید علی خان (منٹگمری - ۳)۔ جناب والا۔ اسکے متعلق خواہ مخواہ یہ سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ آپوزیشن اس بل کی مخالف ہے۔ لیکن ہمارے سب اراکین نے اس بات کا اظہار کھلم کھلا کیا ہے۔ کہ اصولی طور پر ہم اس بل کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہماری بہنوں کے اور خواتین کے مسائل حل ہو جائیں اور جو اس قسم کے معاملات ہیں۔ یعنی Dissolution of marriage, dower, maintenance and restitution of conjugal rights, subsidy of Children, gaurdianship وہ عائلی عدالتوں کے دائرۂ اختیار میں دئیے جارہے ہیں تو ظاہر ہے۔ کہ ان معاملات کی بڑی اہمیت ہے۔ کوئی کام کرنے کیلئے جبتک اسکے تمام پہلوؤں پر غور نہ کرلیا جائے۔ اس سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوتے۔ اس سے پہلے فیملی لاء آرڈیننس کے اندر بھی بعض ایسی چیزیں ہیں۔ لیکن اس آرڈیننس کو بھی نافذ کرتے وقت یہ غلطی کی گئی تھی۔ کہ عام پبلک سے اور خصوصاً علماء حضرات سے اس معاملے میں مشورہ نہیں کیا گیا تھا۔ جسکی وجہ سے کتاب اور سنت کی روشنی میں اس آرڈیننس میں بعض اس قسم کی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ کہ اگر آج کسی معاملے کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ تمام علمائے کرام اس پر متفق ہیں۔ تو فیملی لاء آرڈیننس ایک ایسا آرڈیننس ہے۔ کہ جسکی خرابیوں کے متعلق علماء میں قطعاً کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔ جناب والا۔ یہ تحریک استصواب رائے عامہ پیش کرنے کا مقصد سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہے۔ کہ ایک معاملے کے تمام پہلو سامنے آجائیں۔ اور جب وہ قانون کی شکل اختیار کریں۔ تو بعد میں قوم کے اندر اسکے متعلق کوئی انتشار نہ ہو۔ مجھے حیرت ہے۔ کہ اس قسم کی بے دھڑک اور نہایت مفید تجویز کی بھی مخالفت کی گئی ہے۔ اس سے پہلی تجویز کا مقصد صرف یہی تھا۔ کہ اسکے تمام پہلو مشاورتی کونسل میں طے ہوجائیں۔ اس موجودہ ترمیم کا مقصد بھی سوائے اسکے کچھ نہیں ہے۔ کہ اسکے تمام اچھے اور برے پہلو سامنے آجائیں۔ اور اسکے بعد یہ قانون کی شکل اختیار کرلے۔ جناب والا۔ کہا یہ جارہا ہے۔ کہ اس قسم کی ترمیم سے تاخیر رونما ہوجائیگی۔ تو اسکے متعلق میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ فیملی لاء آرڈیننس کے متعلق جو قباحت ہے۔ جو اعتراضات ہیں علماء کرام نے اسے vehemently condemn کیا ہے۔ لیکن اسکے باوجود اسکی خامیوں کو دور کرنے کی طرف صحیح معنوں میں واقعی ابتک کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اگر اسکی خامیاں ابتک دور نہیں کی گئی ہیں تو اسکی ذمہ داری بہرحال آپوزیشن پر نہیں ہے۔ اوراسکی ذمہ داری برسر اقتدار گروہ پر ہے۔ اسکی طرف مسلسل توجہ دلانے کے باوجود وہ اسکی خامیاں دور

کرنے پر مائل نہیں ہوئے۔ یہ اسی کی وجہ ہے۔ کہ آج بھی عائلی عدالتوں کا جو بل آرہا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ وہ تمام خرابیاں جو فیملی لاء آرڈیننس میں پائی جاتی ہیں۔ اس میں بھی نفوذ کرینگے۔ اور اسی لئے ہم اسکی مخالفت کر رہے ہیں۔ . . . . . ان خرابیوں کو دور کرنے کا اب یہی طریقہ ہے کہ اس کو public opinion معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ اس عرصہ میں جیسا کہ اس ایوان کے سامنے یہ بات پہلے بھی آچکی ہے کہ فیملی لاء آرڈیننس کی خرابیوں کی طرف جب توجہ دلائی گئی تو مرکزی حکومت نے اس بات کا اعلان کیا کہ ہم اس چیز کی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کرینگے اور اس قسم کا ترمیمی بل ہم نیشنل اسمبلی میں لے آئینگے۔ جناب سپیکر کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ جبتک مرکزی حکومت اس قسم کی Amending legislation وہاں نہ لے آئے اس وقت تک ہم اس موجودہ Family Courts کو بل کی شکل نہ دیں تاکہ اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا نہ ہوں۔ اسکے علاوہ جناب والا یہ خود جو سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ آئی ہے اسکے اندر بھی ایک تضاد موجود ہے۔ جس چیز کی طرف میں نے آپکی توجہ دلائی ہے اسکے متعلق خود جو ہمارا بنیادی جمہوریت کا محکمہ ہے انہوں نے جناب والا اپنی رپورٹ میں خود اس چیز کا اشارہ کیا ہے کہ . . . . .

"As stated above the Central Government are already seized of the proposal. Whatever proposals Sahibzadi Mahmooda Begum may have in this connection she may work them out in the context of the Family Laws Ordinance, and bring them to the notice of the Central Government."

یہ جناب والا خود انکی اپنی رپورٹ ہے۔ وہ خود اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ اس سٹیج پر اس کو قانونی شکل دینے کی بجائے جو تجویز کہ صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ کی ہے کہ اس کو مرکزی حکومت کے نوٹس میں لے آئیں اور اس حکومت کی جو اس سلسلے میں لیجسلیشن ہو وہ incorporate ہو جائے تو اس کے بعد صاحبزادی صاحبہ کو یہ بل لانا چاہئیے لیکن اس وقت اس کو لانا premature ہے۔ ویسے ہمیں انکے ساتھ پوری ہمدردی ہے لیکن اس کی خامیاں دور کرنے سے پہلے الل ٹپ ایک لیجسلیشن بنانے کا میں قائل نہیں ہوں۔

میر محمد مراد خان جمالی (چیکب آباد ۔ ۲) ۔ صاحب صدر میرے معزز بھائیوں نے اس طرف سے اور کچھ اس طرف سے اس بل پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ یہ بڑا اہمیت کا مسئلہ تھا جس پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا یعنی عورتوں کے مسائل جو اس ملک میں درپیش ہیں۔ اس چیز سے ہر ایک کو دلچسپی ہے اور ہر ایک شخص

چاہتا ہے کہ جو مسائل خواتین کے اس ملک میں درپیش ہیں انکا صحیح حل تلاش کیا جائے۔ صاحب صدر عائلی قوانین کے متعلق ہم سب کے علم میں ہے کہ ہمارے ملک کے علماء یعنی مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ وہ قران و سنت کے مطابق نہیں ہیں اور یہ بل بھی جو صاحبزادی صاحبہ نے اس ایوان کے سامنے پیش کیا یہ بھی عائلی قوانین کے تابع اور انکے مطابق ہے۔ ہم عورتوں کا حق چھیننا نہیں چاہتے جو قرآن و سنت نے انکو دیا ہے لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ جو حق قرآن و سنت نے انکو نہ دیا ہو وہ انکو دیا جائے۔ اس ایوان کے دو معزز ارکان مولانا غلام غوث ہزاروی اور علامہ رحمت اللہ ارشد جنکو میں سمجھتا ہوں کہ مذہبی امور میں انکو سارے ممبروں سے زیادہ واقفیت ہے وہ اس بل کے بارے میں اپنی رائے کا واضح طور پر اظہار کر چکے ہیں۔ اور مجھے افسوس ہے کہ پہلی تجویز جو معقول تجویز تھی کہ اس بل کو Advisory Council of Islamic Ideology کے پاس بھیجا جائے تاکہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکتی کہ آیا یہ بل قرآن اور سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔ لیکن ہمارے معزز بھائیوں نے مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے اس معاملے کو اپنی نوعیت کا مسئلہ سمجھا اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کر دیا۔ پھر اس معزز ایوان کے دوسرے معزز ممبران جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ وہ اپنے شکوک و شبہات کو واضح الفاظ میں اظہار کر چکے تھے تو یہ دوسری ترمیم جس کے ذریعے سے یہ تجویز کیا گیا کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے وہ بھی معقول تجویز ہے کیونکہ پہلی تجویز میں ہم ایک غلطی کرچکے ہیں اور دوبارہ ہمیں اس غلطی کا اعادہ نہیں کرنا چاہئیے تو میں اس ترمیم کو محسوس کرتا ہوں کہ یہ بہت اہمیت والا مسئلہ ہے جس میں قرآن وسنت اور شریعت involve ہو۔ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے اور اس کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے تاکہ علماء دین اور دوسرے صاحب الرائے جنکو دین سے واقفیت ہے وہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

Mr. Speaker: Chaudhri Ibrahim. — Not present.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan — Not moved.

Khawaja Muhammad Safdar — Not present.

مولانا غلام غوث (هزاروی)۔ جناب سپیکر جس طرح کہ معزز ممبر جمالی صاحب نے فرمایا اس مسئلے کو غلط رنگ دیا گیا ہے۔ یہ نہ عورتوں کا سوال ہے نہ مردوں کا اور نہ یہ حزب اقتدار کا یا حزب اختلاف کا سوال ہے۔ وہ سبکا مشترکہ سرمایہ ہے اور اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ کہ ہمارے ملک کے جس حصے کو تکلیف ہو اس تکلیف کا ازالہ کرنا ہمارا فرض ہے یاجیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ قاضی کورٹس کے نام پر ایک قرارداد بیگم شاہنواز صاحبہ نے پیش فرمائی تھی اور اس میں سیشن جج یا ڈسٹرکٹ جج سب ایسے افسروں کا تقرر تھا اور تین مہینے کے اندر اندر فیصلہ کرنے کی تجویز تھی اور اس میں جب یہ کہا گیا کہ یہ تجویز بڑی اچھی ہے کیونکہ عورتوں کی یہ ایک ضرورت ہے اور اس کا تقاضہ بھی یہی ہے لیکن اس میں عائلی قوانین کو چھوڑا گیا تھا تو محترمہ نے اس وقت فرمایا کہ میں اس لفظ کو واپس لیتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے واپس بھی لیا۔ حزب اقتدار والوں نے انکی مخالفت کی اور وہ ساکت ہو گیا۔ اب وہی قرار داد بل کی شکل میں پیش ہے اور چونکہ حزب اقتدار کی طرف سے اور چونکہ انتخابات قریب آرہے ہیں اور عورتوں کے ووٹ لینے کا شوق معلوم ہو رہا ہے اور جیسا کہ بیگم صاحبہ نے ارشاد فرمایا ہے حالانکہ اس کو ووٹوں کا سوال نہیں بنانا چاہئے تھا۔ ہمیں حقیقتاً اپنی بہنوں سے ہمدردی ہے۔

صاحبزادی محمودہ بیگم (پوائنٹ آف آرڈر)۔ مولانا صاحب میرے قابل احترام بھائی ہیں لیکن بڑا افسوس ہے کہ انہوں نے دوسری دفعہ اس معاملے کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔ بیگم شاہنواز صاحبہ جس وقت یہ ریزولیوشن لائی تھیں تو سب عورتیں مشترکہ طور پر اس کے حق میں تھیں اور آج بھی یہ نہ صرف خواتین کا بلکہ جیسا کہ گردیزی صاحب نے فرمایا ہے کہ ملک کی بیشتر آبادی کا سوال ہے۔ اس لئے اس میں یہ نہیں کہ حزب اقتدار کی یا حزب مخالف کی خاتون لائی ہے۔ ہم متفقہ طور پر تمام خواتین اور بیشتر مرد حضرات بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وقت کی ضرورت ہے۔ اس میں الیکشنوں کو یا کسی ایسی بات کو دخل نہیں ہے۔ تو یہ بے حد اور نہایت ضروری بل ہے اور ہم مولانا صاحب جیسے سمجھدار عالم دین سے یہ توقع کرتے ہیں کہ اس میں شریعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں شریعت کا کیا سوال ہے۔

مسٹر سپیکر۔ بیگم صاحبہ تشریف رکھیں۔ This is no point of order

صاحبزادی محمودہ بیگم ۔ تو اس لئے مولانا صاحب برائے مہربانی اس جھگڑے میں نہ الجھیں اور اس بل کو پاس ہونے دیں۔

مولانا غلام غوث ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنا دوں۔ آپکا ارشاد ہے کہ عورتیں ناقص العقل بھی ہیں اور ناقص فی الدین بھی ہیں ۔

وزیر صحت (بیگم محمودہ سلیم خاں) question

مولانا غلام غوث ۔ میری محترم بہن صاحبہ کو میرے متعلق غلط فہمی ہے کہ میں اپنی بہنوں کے حقوق کے خلاف ہوں اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ اپنے لئے اتنی بہتری نہیں سوچ سکتیں جتنی بہتری کہ آپکے لئے اسلام نے تجویز کی ہے۔ یہ جو چیز آپ پیش کر رہی ہیں اس میں بھی یہ بات ہے کہ آپ ڈسٹرکٹ جج یا ٹی۔ ایم یا سیشن جج تک کی قید لگا رہی ہیں اور آپ نہیں سمجھتیں کہ ضلع کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک ڈسٹرکٹ جج کے پاس آنے والی مستورات کو کتنی تکلیف ہوگی ۔ اگر آپ عورتوں کی خیر خواہی چاہتیں تو آپکو ہر علاقے میں بلکہ تحصیل کے ٹکڑوں میں بھی ایک ایسا جج مختصر سا سرسری عدالتوں کے طور پر رکھنا چاہئے تھا اور تجویز پیش کرنی چاہئے تھی کہ جو مقامی عورتوں کو تکلیف ہے اس پر غور کر کے اس کا فیصلہ کرے۔

اب دو سو میل سے ایک عورت آئے اور ڈسٹرکٹ جج سے اپنے حقوق مانگے یہ تو آپ نے ان بچاریوں کے لئے مشکلات پیدا کردی ہیں۔ میرا مقصد صاحب صدر یہ ہے اور میں نے یہ نہیں کہا ہے اس وقت تمام مستورات ایک نہ تھیں۔ میں نے یہ کہا ہے جب محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ نے قرار داد کی شکل میں قاضی کورٹ کی تجویز پیش کی تھی اس وقت اپوزیشن کی طرف سے چونکہ وہ پیش ہوئی تھیں حزب اقتدار نے پوری مخالفت کی تھی اور مضمون تقریباً یہی تھا۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ خواتین میں اختلاف تھا۔ میں نے آپ کے اختلاف کا ذکر نہیں کیا میری مراد اس وقت صرف یہ ہے کہ اس وقت مردوں اور عورتوں کا سوال نہ بنایا جائے۔ اس کو اقتدار کا سوال نہ بنایا جائے۔ میں تو کہتا ہوں الیکشن کا سوال بھی نہ بنایا جائے اس پر غور کرنا ہمیں اس لحاظ سے ہے جو تکلیف ہماری بہنوں ان بہنوں کو نہیں جو یہاں موجود ہیں جو بچاری دیہاتوں میں موجود ہیں اور جو اپنی حق رسی اور حق خواہی نہیں کر سکتیں یہ صحیح جذبہ ہے

کہ ان کو آسانی بہم پہنچانے کیلئے کوئی تجویز لانی چاہئے۔ میں کم از کم یہ کہہ سکتا ہوں شریعت نے عورتوں کو وراثت دلائی جبکہ آپ اس کیلئے تگ و دو نہیں کر رہی تھیں۔ ۱۹۳۵ میں ایک عالم قتل بھی ہوا۔ ہم نے عورتوں کو وراثت دلائی۔ عورتوں سے ہماری مخالفت نہیں ہے۔ عورتیں ہماری مائیں بھی ہیں۔ بیٹیاں بھی ہیں۔ بہنیں بھی ہیں اور بہوویں بھی ہیں۔ یہ سوال نہیں اور قطعاً نہیں۔ نہ یہ سوال ہے کہ ہم آپ کو بد نیت سمجھتے ہیں یہ بھی نہیں ہے۔ بات تو صرف یہ ہے کہ جو چیز آپ لے آئی ہیں اگر وہ متنازعہ فیہ امور سے علیحدہ ہوتا اور اس میں یہ لمبی چوڑی بحث نہ ہوتی جس کا ملک میں اس وقت اختلاف ہے۔ اور اختلاف سے کون عقلمند انکار کر سکتا ہے جبکہ قومی اسمبلی نے ایک کمیٹی تجویز کی ہے کہ ان عائلی قانون پر غور کیا جائے کہ کون کون سی چیزیں شریعت کے خلاف ہیں ان کو دور کیا جائے ایسی ان پیچیدہ چیزوں کو آپ درمیان میں لے آئی ہیں پیچیدگی تو آپ نے اپنی قوم کی راہ میں پیدا کی ہے۔ جناب صدر میری عرض یہ ہے ایک معزز وزیر صاحب نے جوشن تقریر میں یہ فرمایا جب اسلامی مشاورتی کونسل فیصلہ کر دے گی جو عائلی قانون موجود ہیں اس کا فیصلہ یوں ہوگا جب وہ اس میں کوئی ترمیم کرا دینگے یا کوئی سفارش اسکے خلاف کر دینگے پھر ویسا ہوگا۔ جناب میں آپ کے علم کیلئے کہتا ہوں اور وزیر صاحب کے علم کی خاطر عرض کرتا ہوں ان کو مغالطہ ہے۔ مشاورتی کونسل میں عائلی قانون کا کوئی بل یا مسئلہ نہیں گیا۔

مسٹر سپیکر۔ مولانا صاحب اس موشن پر بحث ختم ہو چکی ہے۔ جو موشن اس وقت زیر غور ہے اس کے متعلق فرمائیں۔

مولانا غلام غوث۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ وہاں جو فیصلہ ہو وہ کیا جائے وہ غلط ہے۔ وہاں کوئی چیز ایسی نہیں ہے اگر آپ اسکو پسند کرتے ہیں تو اس کی تائید کرتے ہیں۔ اس وقت سوال یہ ہے کہ عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے اسے مشتہر کیا جائے۔ اگر آپ کا یہ ہاؤس۔ یہ اجلاس یہ ایوان عوام کا نمائندہ ہے اور عوام کی رائے کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دل میں کسی قسم کا چور نہیں۔ نیت خراب نہیں ہے۔ اسلام کی مخالفت منظور نہیں۔ رائے عامہ اپنے اکثریت کے بل بوتے پر دبانا منظور نہیں ہے تو جرات کے ساتھ آپ اسکو رائے عامہ کیلئے مشتہر کریں۔ رائے عامہ جو رائے دے اسی کے مطابق ہم کرینگے۔ ہم تو رائے عامہ کی عزت کرتے ہیں۔ اور چاہتے

ھیں کہ مسلمان قوم رائے دے اگر عام قوم یہ کہدے اور اکثریت یہ رائے دیتی ھے۔ جمہوری قوم یہ رائے دیتی ھے اسکی دفعات بالکل صحیح ھیں۔ قابل قبول ھیں۔ اگرچہ میں یہ بات بتا دیتا ھوں شریعت کا فیصلہ نہ اکثریت سے ھوتا ھے نہ اقلیت سے ھوتا ھے۔ شریعت کا فیصلہ نہ ڈنڈے کے ذریعہ سے ھوتا ھے۔ نہ قوت سے ھوتا ھے شریعت کا فیصلہ صرف قرآن اور حدیث سے ھوتا ھے۔ اسکے جو خلاف ھوگا اسکے ھم آخرتک خلاف رھیں گے ۔ میرا مقصد یہ ھے اور کل مجھسے محترمہ بیگم محمودہ سلیم صاحبہ نے فرمایا۔ میں نے یہ کہا تھا اس میں ایک ترمیم کی جائے میں نے ترمیم کا نوٹس دے دیا حالانکہ میں نے آپ کا مسودہ قانون نہیں پڑھا تھا میں نے ترمیم دے دی کہ ایسی عدالتیں ھوں اور مسلمان ھونی چاھئیں۔ آپ نے اس کے اندر یہ ذکر نہیں کیا۔ فرض کیجئے میں آپ سے کہتا ھوں آپ نے ایک جج مقرر کیا۔ تنسیخ نکاح کا دعوے ھے۔ جج تنسیخ نکاح کی ڈگری دے دیتا ھے اور وہ عورت عدت کے بعد دوسرا نکاح کر لیتی ھے۔ آپ ساری دنیا کے عالموں سے پوچھئے کوئی عالم آپ کو نہیں بتا سکے گا کہ یہ تنسیخ نکاح کی ڈگری صحیح ھے اگر جج مسلمان نہیں ھے یہ اسکا فیصلہ نافذ نہیں ھوگا۔ دوسری جگہ نکاح ھوگا ۔ وہ نکاح نہیں سمجھا جائیگا اولاد حرام ھوگی۔

وزیر قانون۔ وہ ترمیم آئی ھے اور ھم اسکو منظور کر رھے ھیں۔

مولانا غلام غوث ۔ اس ترمیم کو آپ منظور کرکے ایک اچھا کام کریں گے۔ میں یہ بتانا چاھتا ھوں اپنی بہنوں کو وہ اپنی نادانی کی وجہ یہاں سمجھ نہیں سکتیں کہ ان کے لئے کیا مفید ھے کیا نہیں ھے۔ یہ صبح میں نے ضرورت کے تحت ترمیم پیش کی میں بتاتا ھوں اگر میں یہ ترمیم پیش نہ کرتا آپ لوگ اس بل کو اس طرح پاس کرتے غیر مسلم جج جتنے فسخ نکاح کی ڈگری دیتے وہ دوسری جگہ نکاح کرتیں وہ نکاح نہ ھوتے۔ اولاد حرام کی ھوتی تو میرا مقصد صرف یہ ھے میری بہنیں اسلام کو نہیں سمجھتی ھیں شریعت کو نہیں سمجھتی ھیں اس لئے ھمیں ان کے ساتھ ھمدردی ھے۔ اصل موضوع پر کوئی اختلاف نہیں ھے۔ ھم چاھتے ھیں مستورات کی تکالیف دور ھوں اور جسطرح کہا گیا ھے یہ جو بنیادی جمہوریت ھے۔ کونسلیں ھیں ان کو بھی اختیارات دیئے گئے ھیں یا دیئے جانے والے ھیں اس پر میں بحث نہیں کرتا لیکن اگر یہ جمہوریت کے نمائندے ھیں جو تجویز محترم سعدی صاحب نے فرمائی ھے کہ جمہور کی رائے معلوم کرنے کیلئے اس کو پیش کیجئے۔ اس میں کوئی جھجھک نہیں ھونی چاھئے۔

Mr. Speaker: I will put the question now. The question is:—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964, as recommended by the Standing Committee on Local Government, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 31st December, 1964.

(*The motion was lost.*)

Mr. Speaker: Next motion is from Amir Habibullah Khan Saadi, Mr. Hamza and Rao Khurshid Ali Khan.....

Rao Khurshid Ali Khan: Sir I beg to move:—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964, as recommended by the Standing Committee on Local Government, be referred to a Select Committee.

Mr. Speaker: Motion under consideration, amendment moved is:—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964, as recommended by the Standing Committee on Local Government, be referred to a Select Committee.

Minister of Law: Opposed.

راؤ خورشید علی خان ۔ (منٹگمری ۔۳) :۔ جناب والا اس سے پہلے ایک موشن یہ پیش کی گئی ہے کہ اسکو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل میں بھیج دیا جائے۔ وہ بھی ہمارے مہربان دوستوں کو منظور نہیں۔ اسکے بعد یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ کم از کم رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کر دیا جائے وہ بھی انہیں منظور نہیں ہے۔

Allama Rehmatullah Arshad: Sir the House is not in quorum.

Mr. Speaker: Let there be a count (*count was taken*).

The House is not in quorum. Let the bells be rung.

(*The bells were rung*) The House is in quorum.

راؤ خورشید علی خان۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سلسلے میں Islamic Ideology Council کے پاس بھیجنے یا رائے عامہ معلوم کرنے کی جو motions یہاں پیش کی گئی ہیں۔ ان پر سب سے بڑا اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس سے اس میں تاخیر پیدا ہوگی۔ تو اب ہمارے دوستوں کی جو Select Committee کی motion تھی۔ اس سے بھی ہمارے دوستوں کو یہ خطرہ ہے کہ تاخیر ہو جائیگی اور بڑا لمبا چوڑا عرصہ لگے گا۔ بہر حال میرے خیال میں Select Committee ایک مختصر سی body ہوگی۔ جہاں اسکے تمام پہلوؤں پر غور و خوض اور تبادلہ خیال ہو

جائیگا ۔ اور اسکے نقائص دور کر دیئے جائینگے۔ اس چیز پر تو کم از کم انہیں اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے ہاؤس کا وقت بھی بچ جائیگا۔ اور دوسرے اس میں جو متنازعہ چند باتیں ہیں ان کا فیصلہ بھی ہو جائیگا۔ اب بجائے اس کے کہ ان متنازعہ امور کو ہم اتنے بڑے ہاؤس میں discuss کریں اور اس ہاؤس کا قیمتی وقت ضائع کریں۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ان امور کا فیصلہ ایک مختصر سی Select Committee میں کرلیا جائے۔ تو Select Committee میں اس بل کے تمام پہلوؤں پر غور و خوض ہونے کے بعد یہ ہمارے سامنے ایک مختصر شکل میں آئیگا۔ اس کے بعد ہم بہتر پوزیشن میں ہونگے کہ اس کے متعلق اطمینان کے ساتھ رائے دے سکیں۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اسے Select Committee کے سپرد کیا جائے۔

مولانا غلام غوث (ہزارہ ۔ ۴)۔ جناب صدر۔ میں بھی اس کی تائید میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اس تجویز سے جو اس ترمیم کے ذریعہ کی گئی ہے۔ بہت سے خدشات دور ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں پارٹیوں کو اطمینان بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی ختم ہو جائیگی کہ ہم مستورات یا خواتین کے خلاف یا ان کے حقوق کے خلاف کوئی بات کہہ رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ خطرہ بھی نہ رہیگا کہ شریعت کے خلاف کوئی بات کر رہے ہیں۔ اس لئے جس طرح انہوں نے فرمایا ہے۔ اسے Select Committee کے حوالے کیا جائے۔ تاکہ اس کا جتنا ضروری حصہ ہے۔ بالخصوص مستورات کی تکالیف رفع کرنے کے متعلق۔ اور دیگر جو متعلق اجزا ہیں۔ ان کو رکھ لیا جائے۔ اور جن الفاظ کے ہیر پھیر سے خواہ مخواہ اختلاف پیدا ہو رہا ہے ۔ ان کے صحیح مطلب کو رکھا جائے۔ لیکن جو غیر ضروری چیزیں اس کے اندر گھسیڑی ہوئی ہیں۔ اگر اسے حذف کردیا جائے تو مستورات اور خواتین۔ نیز ہماری بہنوں کا مقصد بھی پورا ہو جائیگا۔ اور اس کے ساتھ ہی کوئی اعتراض بھی نہ رہے گا۔ میں سمجھتا ہوں راؤ صاحب نے ارباب اقتدار کیلئے دراصل ایک بہترین موقع مہیا کیا ہے۔ اس لئے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

میر محمد مراد خان جمالی (جیکب آباد ۔ ۲)۔ صاحب صدر۔ مجھے بڑے دکھ اور افسوس سے اس بات کا اظہار اس معزز ایوان میں کرنا پڑ رہا ہے کہ برسر اقتدار

پارٹی سے وابستہ اراکین کے ضمیر سو چکے ہیں۔ کیونکہ ایک نہایت ہی اہم معاملے کو انہوں نے ایک معمولی سا معاملہ سمجھ رکھا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی بڑا دکھ ہے کہ وہ وزیروں کے اشارے پر خدا،خدا کے رسول اور اس کی سنت کے خلاف ووٹ دینے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اب ان کو تیسری بار پھر یہ موقع مل رہا ہے کہ وہ اس بل کو ایک Select Committee کے سپرد کریں میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ یہ ایک اسلامی نوعیت کا بل ہے۔ اسے ایک Select Committee کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ وہ ایک بہت بڑے گناہ عظیم سے بچ جائیں۔ کیونکہ یہ وزرا قیامت کے دن اگلے جہان ان کے کسی کام نہ آسکیں گے۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی۔ On a point of order, Sir

جناب والا۔ جمالی صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ بل شریعت کے خلاف ہے۔ اور ہم شریعت کے خلاف ووٹ دیتے ہیں۔ کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ اس میں کونسی چیز شریعت کے خلاف ہے۔ یہ تو ایک Procedural Bill ہے۔

میر محمد مراد خان جمالی۔ صاحب صدر۔ یہ بل عائلی قوانین کے تابع ہے۔ اور عائلی قوانین کے متعلق اس ملک کے تمام علما اپنے خیالات کا اظہار فرما چکے ہیں۔ اسکے علاوہ صوبائی اسمبلی میں عائلی قوانین کو منسوخ کرنے کا ریزولیوشن پاس کر چکی ہے۔ لیکن وہ ریزولیوشن آگے جا کر کامیاب نہ ہو سکا۔ اب یہ بات تو واضح ہے کہ آپ لوگ زنا شراب خوری اور جوا وغیرہ بھی بند کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حالانکہ یہ حرام ہیں۔ اور ناجائز ہیں۔ یہ چیز بھی واضح ہے کہ وزرا صاحبان جو چیز چاہیں۔ آپ سے کروا سکتے ہیں۔ اور انہوں نے ایسا کیا ہے۔ مثلاً زنا بند کرنے کے سلسلے میں آپنے اس کے خلاف ووٹ ڈالے ہیں۔ آپنے یہ نہیں سوچا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے متعلق ہر مسلمان چودہ سو سال سے جانتا ہے۔ کہ زنا ایک بہت بڑا جرم ہے۔ لیکن افسوس کہ آپنے یہاں اسکی مخالفت کی۔ اور محض اس غرض سے کی کہ وہ بل یہاں حزب اختلاف کی طرف سے پیش کیا گیا۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی۔ جناب والا۔ جمالی صاحب کے پیش نظر اس وقت کونسا بل ہے۔ جس سے ان کا تعلق ہے۔ وہ تو اس بل کو خواہ مخواہ contradictory بنا رہے ہیں۔

میر محمد مراد خان جمالی۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کررہا ہوں کہ یہ حضرات اپنی منفعت کی خاطر سب کچھ کرنے کیلئے تیار ہیں ۔ اور آپکے لئے یہ بڑی معمولی بات ہے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے۔ اور میں ان سے پھر اپیل کرتا ہوں ۔

مسٹر عبدالرازق خان ۔ جناب والا۔ میں آپکی وساطت سے جمالی صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ ہمارے سامنے اس بل کی clause by clause وضاحت فرماویں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ اس کی کونسی دفعہ ایسی ہے جو شریعت کے خلاف ہے۔ تاکہ ہماری سمجھ میں بھی آجائے۔

Mr. Speaker: I will now put the question.

The question is:—

That the West Pakistan Family Courts Bill 1964, as recommended by the Standing Committee on Local Government, be referred to a Select Committee.

(The motion was lost.)

I will now put the original motion.

Mr. Speaker: The question is:—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964 as recommended by the Standing Committee on Local Government, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: Now, we will take up the Bill clause by clause.

Clause 2

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 2 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): Most respectfully I make a submission that certain amendments have been moved by a member on the lines suggested by the High Court but only one typed copy has been supplied. In the nature of things, this will naturally require time for the Assembly office to put it on the typewriter or on the litho machine and it will take about half an hour. I would therefore request that the Speaker may kindly agree to the postponement of further proceedings by half an hour and after that we will meet again.

علامہ رحمت‌اللہ ارشد۔ جناب والا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ترامیم بہت اہم ہوں۔ اس لئے ہمیں ان پر غور کرنے کا موقع دیا جائے۔

Mr. Speaker: Even tomorrow this will have precedence over the orders of the Day.

Minister of Law: I know that it will have precedence but the apprehension expressed by the lady member is not altogether unreasonable because we find it very difficult to maintain the quorum.

Mr. Speaker: The House is adjourned for half an hour. We will meet again at 12.15 P.M.

(The Assembly then adjourned for half an hour).

The Assembly re-assembled at 12.15. *P.M.with Mr. Speaker in the Chair.*

Clause 3

Mr. Speaker: Order please. Now we take up clause 3. There is a notice of amendment from Chaudhri Sultan Mahmood.

Mr. Hamza: Point of order Sir. There is no quorum in the House.

Mr. Speaker: Let there be a count. (*count was taken*). The House is not in quorum. Let the bells be rung.

(*Bells were rung*). The House is in quorum.

Chaudhri Sultan Mahmood: I beg to move:—

That for Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, the following be substituted, namely:-

"3. Government shall establish one or more Family Courts in each District or at such other place as it may deem necessary and appoint a Judge in each of such Courts."

Mr. Speaker: The question is:—

That for clause 3 of the Bill; as recommended by the Standing Committee on Local Government, the following be substituted, namely:-

"3. Government shall establish one or more Family Courts in each District or at such other place as it may deem necessary and appoint a Judge in each of such Courts."

(*The motion was carried unanimously.*)

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 3, as amended, stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 4

The question is :—

That clause 4 stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 5

Mr. Speaker: There is one amendment to clause 5 by Mr. Saadi, Mr. Hamza, Rao Khurshid Ali, Mr. Jamali, Ch. Mohammad Ibrahim, Mr. Iftikhar Ahmed Khan and Khawaja Mohammad Safdar and it is not moved.

The question is:—

That clause 5 stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 6

Mr. Speaker: There is a notice of amendment to clause 6 by Mr. Saadi, Mr. Hamza, Rao Khurshid Ali, Mr. Jamali, Ch. Mohammad Ibrahim, Mr. Iftikhar Ahmed Khan and Khawaja Mohammadd Safdar. The amendment is not moved.

Another amendment to clause 6 by Maulana Ghulam Ghaus is also not moved.

The question is:—

That clause 6 stands part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 7

Mr. Speaker: There is a notice of amendment to clause 7 Mr. Ahmed Mian Soomro.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I beg to move:—

That in clause 7, in sub-clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government between the words 'manner' and 'as', occurring in line 3, insert the words "and in such Court."

Mr. Speaker: Clause under consideration, amendment moved:-

That in clause 7, in sub-clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, between the words 'manner' and 'as' occurring in line 3, insert the words "and in such Court."

Minister of Law: I would like to know from the member the exact purpose he has in mind in moving this amendment.

Mr. Ahmed Mian Soomro: The object in moving this amendment is to prescribe in which court the woman is to go, because according to the Act as it stands now, it is not clear where she is to present the plaint, whether where she resides or where the husband resides or where the Nikah took place. Government should prescribe where it should be filed.

Minister of Law: That is not the amendment. It is totally different. The one that we have in hand is this:—

"Provided that the parties may, with the permission of the Court....."

Mr. Ahmed Mian Soomro: That is No.2. I am reading No.1.

Minister of Law: There is no opposition to this amendment.

Mr. Speaker: The question is:—

That in clause 7, in sub-clause 1, of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, between the words 'manner' and 'as' occurring in line 3, insert the words "and in such Court."

(The motion was carried.)

Mr. Ahmed Mian Soomro: I beg to move—

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in sub-clause (2) the following proviso be added at the end namely:-

"Provided that the parties may, with the permission of the Court, call any witness at any latter stage, if the Court considers such evidences expedient in the interest of justice."

Mr. Speaker: Clause under consideration amendment moved is:—

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in sub-clause (2) the following proviso be added at the end, namely:-

"Provided that the parties may with the permission of the Court, call any witness at any latter stage, if the Court considers such evidences expedient in the interest of justice."

Mr. Ahmed Mian Soomro: The object of moving this amendment is that if at a later stage it is found that the evidence of any other witness is necessary then the court, in the interest of justice, may allow such other evidence as may be produced in support of the claim.

Minister of Law: I would oppose this amendment because the amendment moved by Ch. Sultan Mahmood to clause 11, I think, will serve the purpose which the member seeks to achieve by this amendment which says:—

"Provided that, if the Court, deems fit, it may call such witness for the purposes of further examination in accordance with sub-section (3)".

I would, therefore, request the member that he may not insist on this amendment because if he will look into the copy of the amendment supplied, he will find that it is there.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I have no objection. Section 11 deals with witnesses which are originally given but if at a later stage it is found necessary that some other witness is required the court may allow that other witness to be examined.

Minister of Law: The idea in having this summary procedure is to minimize the delay as far as possible. To call any other witness outside the schedule submitted by the parties will again mean delay in the disposal of the case and the member might consider it. But I personally feel that this will run counter to the spirit lying behind the Bill itself.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I have no objection.

Mian Abdul Latif: The amendment of Ch. Sultan Mahmood is:—

"Provided that if the Court deems fit it may call such witness for the purpose of examination in accordance with sub-section (3)".

Witnesses whom the party might decide to call and then after going through the evidence of the party, the court comes to the conclusion that some evidence is wanting without which it is not possible to give judgement, in the present scheme of things, the court is not authorized to summon that evidence. This permission may be given. It will be in the interest of both the party and the court as well. I support this amendment.

Minister of Law: I have already said that the spirit lying behind this Act is to minimize delays. After the parties have put in their witnesses, they will be examined and it is quite possible that again for the purpose of delay some more list is given and if that list is granted, it would mean further delay.

Mr. Ahmed Mian Soomro: If the court thinks it is necessary in the interest of justice, ...

Mr. Speaker: But the court shall have power if we accept the amendment.

Mian Abdul Latif: No, Sir. 'Initially cited by the parties' would mean that the witnesses will be sent for by the court and after their examination if the court comes to the conclusion that something is lacking in the evidence and it is not possible for the court to adjudicate justice, then the court should be given the authority to summon any authority they may like. Mr. Soomro suggests that it should be within the powers of the court to summon a witness. The party should be authorized to request the court and the court should have power to Summon a witness even if it brings the delay of one or two weeks. But justice must not fail at the alter of speed.

Mr. Speaker: But if the power of the court is there any party can do it?

Mian Abdul Latif: It is not there.

Mr. Speaker: In clause 11.

Mian Abdul Latif: The power is not there. The only witnesses are those which are initially cited by the parties. If the court, after their evidence has been recorded, comes to the conclusion that some one beyond the list given by the parties must be summoned so that justice between the parties is brought about that power is not given. It will result in complete failure of justice in certain cases and that must be avoided. I think, there is no harm if we accept the suggestion made by Mr. Soomro.

Minister of Finance: We accept the amendment suggested by Mr. Ahmed Mian Soomro.

Mr. Speaker: The question is:—

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in sub-clause (2) the following proviso be added at the end, namely:—

"Provided that the parties may, with the permission of the Court, call any witness at any later stage, if the Court considers such evidence expedient in the interest of justice".

(The motion was carried unanimously.)

Mr. Speaker: The question is—

That clause 7 as amended stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 8

Chaudhri Sultan Mahmood: Sir, I beg to move—

That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, for sub-clause (1) the following be substituted, namely:—

"(1) Within three days of the presentation of the plaint to a Family Court the plaintiff shall send to each defendant by registered post, a copy of the plaint together with a copy of the Schedule as mentioned in section 7 (2) and copies of all documents mentioned in section 7 (3)".

Mr. Speaker: The question is:—

That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government for sub-clause (1) the following be substituted, namely:—

"(1) Within three days of the presentation of the plaint to a Family Court the plaintiff shall send to each defendant by registered post, a copy of the plaint together with a copy of the Schedule as mentioned in section 7 (2) and copies of all documents mentioned in section 7 (3)".

(*The motion was carried unanimously.*)

Chaudhri Sultan Mahmood: Sir, I beg to move—

That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government in sub-clause (2), for the word 'filing' occurring between the words 'his' and 'the' in line 6, the words 'having filed' be substituted.

Mr. Speaker: The question is:—

That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in sub-clause (2), for the word 'filing' occurring between the words 'his' and 'the', in line 6, the words 'having filed' be substituted.

(*The motion was carried unanimously.*)

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 8 as amended stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 9

Chaudhri Sultan Mahmood: Sir, I beg to move:—

That in clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, for sub-clause (3) the following be substituted, namely:—

"(3) Copies of the written statement and the documents referred to in sub-section (2) shall be send by registered post by defendant to the plaintiff within three days of his filing the written statement:

Provided that if there are several defendants and they file a joint written statement, only one of them shall send a copy of the written statement with the documents mentioned in sub-section (2)".

Mr. Speaker: The question is:—

That in clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, for sub-clause (3), the following be substituted, namely:—

"(3) Copies of the written statement and the documents referred to in sub-section (2) shall be send by registered post by defendant to the plaintiff within three days of his filing the written statement:

Provided that if there are several defendants and they file a joint written statement, only one of them shall send a copy of the written statement with the documents mentioned in sub-section (2)".

(The motion was carried unanimously.)

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 9 as amended stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 10

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 10 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 11

Chaudhri Sultan Mahmood: Sir, I beg to move:—

That in clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in sub-clause (2), the full-stop occurring after the word "witness" in line 8, be replaced by a comma and the words " and in that event it will be the duty of the party summoning a witness to have service effected upon such witness unless the Court directs otherwise" be added thereafter.

Mr. Speaker: Clause under consideration, amendment moved is:—

That in clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in sub-clause (2) the full-stop occurring after the word "witness" in line 8, be replaced by a comma and the words "and in that event it will be the duty of the party summoning a witness to have service effected upon such witness unless the Court directs otherwise" be added thereafter.

Mian Abdul Latif (Sheikhupura - I): Sir, I oppose this amendment.

جناب والا ! اس بل کی ساری سکیم یہ ہے کہ عورتوں کو ان کے مقدمات میں سہولتیں بہم پہنچائی جائیں تاکہ وہ تکلیف اٹھانے سے بچیں اور ان کے مقدمات جلد از جلد طے ہو جائیں۔ یہ ڈیوٹی جو آپ عورتوں کی لگا رہے ہیں کہ وہ اپنے متعلقین کی اطلاع کرانے کی ذمہ دار ہیں۔ اگر یہ اطلاع کروا لیں تو میرے خیال میں اس بل کی ضرورت نہیں ہے۔ عورت اس ذمہ داری میں بعض اوقات فیل ہو جاتی ہے۔ آج ہی میں ایک کیس کرکے آیا ہوں اس میں ۱۱ دفعہ سمن عدالت کر چکی ہے لیکن سرکاری ملازم پیش نہیں ہوتا۔ ہم نے عورتوں پر پابندی عائد

کی ہے کہ وہ اپنے مقدمات میں متعلقین کو خود اطلاع کروائیں۔ یہ بہت مشکل ہے۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, the words "it will be the duty of the party summoning a witness to have service effected" have no sense.

Minister of Finance: Sir, I think we have to reject this amendment.

Chaudhri Sultan Mahmood: Sir, I withdraw this amendment.

Mr. Speaker: Has the member leave of the House to withdraw his amendment? (Voices: Yes.)

(The amendment was by leave withdrawn.)

Chaudhri Sultan Mahmood: Sir, I beg to move:—

That in clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in sub-clause (4), for the existing proviso the following be substituted, namely:-

"Provided that if the Court deems fit it may call such witness for the purpose of examination in accordance with sub-section (3)."

Mr. Speaker: In the proviso the word is 'witness'. It should be plural.

Minister of Law: According to the General Clauses Act, singular will include plural.

Mr. Speaker: The question is:—

That in clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in sub-clause (4), for the existing proviso the following be substituted, namely:-

"Provided that if the Court deems fit it may call such witness for the purpose of examination in accordance with sub-section (3)."

(The motion was carried unanimously.)

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 11 as amended stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 12

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 12 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 13

Chaudhri Sultan Mahmood: Sir, I beg to move—

That in clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, for sub-clause (4), the following be substituted, namely:-

"(4) The decree shall be executed by the Court passing it or by such other Civil Court as the District Judge may by special or general order direct.

Mr. Speaker: The question is:—

That in clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, for sub-clause (4), the following be substituted, namely:-

"(4) The decree shall be executed by the Court passing it or by such other Civil Court as the District Judge may by special or general order direct"

(The motion was carried unanimously.)

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 13 as amended stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 14

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 14 stand part of the Bill

(The motion was carried.)

Clause 15

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 15 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 16

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 16 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 17

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 17 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 18

Chaudhri Sultan Mahmood: Sir, I beg to move:—

That in clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee, on Local Government, the following Proviso be added at the end, namely:-

"Provided that no Proceedings under this Act shall abate by reason of the death of any party and if a decree is passed against or in favour of a dead person, his heirs may have it set aside at any time and ask for their substitution in place of the deceased person. The case will then proceed from the stage at which the party had died."

Mr. Speaker: Clause under consideration, amendment moved is:—

That in clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, the following proviso be added at the end, namely:-

"Provided that no proceedings under this Act shall abate by reason of the death of any party and if a decree is passed against or in favour of a dead person, his heirs may have it set asdie at any time and ask for their substitution in place of the deceased person. The case will then proceed from the stage at which the party had died."

Minister of Finanace: Sir, I accept it.

Mian Abdul Latif: Sir, it is opposed. The words are:—

"No proceedings under this Act shall abate by reason of the death of any party and if a decree is passed against or in favour of a dead person his heirs may have it set aside at any time."

جناب والا۔ یہ تو بنیادی طور پر غلط ہے۔ یہ کہنا کہ کسی مرد کے خلاف case چلائے جائے۔ شہادتیں دئے جائے۔ اور پھر ڈگری حاصل کرلو۔ یہ اصول کے خلاف ہے۔ اگر defendent مر گیا ہے تو مدعی کا فرض ہے کہ وہ بتائے۔ کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور اس کی بجائے اس کے فلاں عزیز یا رشتہ دار کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے۔

Mr. Speaker: And if the plaintiff dies?

میاں عبداللطیف ۔ اگر مدعی مر جائے تو اس کی غیر حاضری میں اس کے حق میں ڈگری کیسے پاس ہوگی۔ یہی تو سوچنے کی بات ہے۔ اس پر آپ غور فرمائیں۔ یہ تو بے پناہ confusion پیدا کرنے والی چیز ہے۔

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): This has been adopted from the recommendations of the High Court itself. This is what the High Court says. If you want to become wiser than the Judges of the High Court I do not mind, you can argue.

Mr. Speaker: But one thing should be made clear. In case the plaintiff dies what would be the position?

(*Interruptions*)

If the plaintiff dies the suit will abate.

(*Interruptions*)

میاں عبداللطیف۔ عالی جاہ ۔ میں یہ گذارش کر رہا تھا ۔ کہ مجھے عدالت عالیہ ہائی کورٹ کا بے پناہ احترام ہے۔ اور ویسے مجھے اپنے بھائی کا بھی بہت احترام ہے۔ لیکن سوال تو نہ ان کے احترام کا ہے۔ اور نہ کسی اور کے احترام کا ہے۔ یہاں تو wiser بننے کا سوال ہے۔ یہ تو ایک Proper Mission ہے جس کو ہم نے deal کرنا ہے۔ یہ تو ایک common چیز ہے۔

نہ میری ہے اور نہ آپکی ہے۔ جیسا کہ میرے بھائی نے ابھی فرمایا ہے۔ اب فرض کیجئے کہ (ا) اپنی بیوی کے خلاف دعوی پیش کرتا ہے کہ وہ آئے اور میرے گھر میں بسے۔ وہ مر جاتا ہے۔ کیا دعویٰ چلتا رہے گا۔ impossible ۔ وہ کس کے گھر آکر بسے گی۔ یا فرض کیجئے کہ اس کی بیوی فوت ہو جاتی ہے۔ تو اس بحث و تمحیص کے بعد نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اس.....

Minister of Finance: Sir, I think it should be withdrawn.

Minister of Law: Let us drop it.

Parliamentary Secretary (Chaudhri Sultan Mahmood): Sir, I may be allowed to withdraw it.

Mr. Speaker: Has the Member leave of the House to withdraw his Motion. Voices—Yes.

(The motion was by leave withdrawn.)

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 18 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 19

Mr. Speaker: The question is:—

That caluse 19 stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 20

Mr. Speaker: There is a notice of an Amendment.

Parliamentary Secretary (Chaudhri Sultan Mahmood): I beg to move:—

That in clause 20 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government between the words "Magistrate" and "under" occurring in lines 2 and 3 the words "Ist Class to hear the case" be inserted.

Minister of Law: Not opposed.

Mr. Speaker: The question is:—

That in clause 20 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government between the words "Magistrate" and "under" occurring in lines 2 and 3 the words "Ist Class to hear the case" be inserted.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 20 as amended stand part of the bill.

(The motion was carried.)

Clause 21

Mr. Speaker: There is notice of an amendment by Amir Habibullah Khan Saadi and others. (Not moved)

The question is:—

That clause 21 stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 22

Mr. Speaker: There is notice of an amendment by Amir Habibullah Khan Saadi and others. (Not moved.)

The question is:—

That clause 22 stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 23

Mr. Speaker: There is notice of an amendment by Amir Habibullah Khan Saadi and others. (Not moved.)

The question is:—

That clause 23 stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 24

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 24 stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 25

Mr. Speaker: The question is:—

That clause 25 stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Clause 26

Mr. Speaker: There is notice of an amendment by Amir Habibullah Khan Saadi and others. (Not moved).

The question is:—

That clause 26 stand part of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Mr. Speaker: There is notice of a new clause by Maulana Ghulam Ghaus. He is not present. (Not moved)

Preamble

Mr. Speaker: The question is:—

That the preamble be the preamble of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Schedule

The question is:—

That the schedule be the schedule of the Bill.

(*The motion was carried.*)

Short Title

The question is:—

That the Short Title, Extent and Commencement be the Short Title, Extent and Commencement of the Bill.

(*The motion was carried*)

Sahibzadi Mahmooda Begum: I beg to move:—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964, be passed.

Mr. Speaker: The question is:—

That the West Pakistan Family Courts Bill, 1964, be passed.

(*The motion was carried.*)

Mr. Speaker: The House stands adjourned to meet again tomorrow at 8-30 a.m.

(*The Assembly then adjourned till* 8-30 *a.m. on Ist of July,* 1964.)

Wednesday, the 1st July, 1964

The Assembly met at the Assembly Chamber, Lahore, at 8-34 a.m. of the clock. Mr. Speaker Chaudhri Muhammad Anwar in the chair.

Recitation from the Holy Qur'an and its translation by Qari Ali Hussain Siddiqi, Qari of the Assembly.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ
مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ
بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ
يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى
اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے ۔ بیشک اللہ بے پروا اور سزا وار حمد و ستائش ہے ۔ اور اگر ایسا ہو کہ زمین میں جتنے بھی درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر کا تمام پانی سیاہی ہو اور اس کے بعد سات سمندر (اور سیاہی بن جائیں) تو بھی اللہ کی (تعریف کے) کلمات ختم نہ ہوں ۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ۔ اللہ کو تمہارا پیدا کرنا اور اٹھانا ایک شخص کے پیدا کرنے اور جلد اٹھانے کے برابر ہے ۔ اور بیشک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور اس نے سورج و چاند کو (تمہارے) تابع فرمان کر رکھا ہے ۔ ہر ایک ایک وقت مقرہ تک گردش کرتا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے تمام اعمال سے خبر دار ہے ۔ یہ اس لئے کہ اللہ کی ذات برحق ہے اور جن کو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ لغو ہیں اور یہ کہ اللہ ہی عالی مرتبہ اور گرامی قدر ہے ۔

SUSPENSION OF QUESTION HOUR

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا آج بہت سا اہم سرکاری کام ہے ۔ آج بھی sense of the House لے لی جائے اور Questions Hour ختم کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker: May I know the sense of the House.

Mian Abdul Latif : No objection, sir.

Minister of Food (Malik Qadir Bakhsh) : I will go the sense of the House.

خان اجون خان جدون ۔ جناب والا وقت کافی ہے اگر ضرورت پڑی تو وقت کو بڑھالیں گے ۔

میاں عبداللطیف ۔ جناب والا آج تین شریعت کے بل ہیں جو کہ بہت ضروری ہیں ۔

مسٹر افتخار احمد خان ۔ میں اپنے بھائی خان اجون خان جدون سے گذارش کروں گا ۔

Minister of Food : We agreed sir.

Mr. Speaker : In view of the sense of the House, the Question Hour is suspended.

ADJOURNMENT MOTION

Mr. Speaker : Now, we will take up Adjournment Motions. The first adjournment motion is by Babu Muhammad Rafiq and it was deferred for today. I think the Minister is not here.

Minister of Food and Agriculture : I think he is under the impression that it is Question Hour. I will go and inform him.

Mr Speaker : The Minister need not go. Mr. Malang Khan, may please go and inform the Minister and in the meantime we will dispose of other adjournment motions.

The next motion is by Mr. Hamza and it was also deferred for today. Begum Sahiba is not present in the House. Will the Minister of Revenue take the trouble of informing her?

The next motion is by Mr. Kirmani and he must be under the impression that first would be the question hour. We will take up this motion tomorrow.

There are three adjournment moti on given notice of by Mr. Saadi. He is also not present and he must be under the same impression. Therefore, these three adjournment motions will be taken up tomorrow.

HIGH-HANDEDNESS OF PESHAWAR POLICE

مولانا غلام غوث (هزاره-م) - جناب والا میں تحریک کرتا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے تاکہ عوامی اہمیت کے اس غیر معمولی واقعہ پر بحث کی جائے کہ --

,,پشاور پولیس نے چوتھی بار بربریت اور درندگی کا ثبوت دیتے ہوئے ۲۸ جون کو مغرب سے پہلے معزز شہریوں کے مارپیٹ کا بازار گرم کیا اور بقول اپنے ایک لڑکے کے پاس شراب کی دو بوتلیں تھیں جو ایک توڑ کر بھاگ گیا۔ اس لڑکے کے باپ کے گھر کا برلی تھانہ کی پولیس گئی اس کے باپ محمد اکبر کو گھر سے پکڑا - وہ ضعیف بوڑھا - شریف اور بے گناہ ہونے کے ساتھ دمہ کا مریض تھا - اس کو لاتوں ، گھونسوں اور لاٹھیوں سے مارتے پیٹتے تھانہ میں لاتے ہیں پھر اس پر اپنی پوری درندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جس پر بیسیوں معززین نے منت سماجت سے کہا کہ مارو نہیں اور جو کارروائی چاہو کرو - اس پر ان کا پارہ چڑھا اور جمعیہ العلماء اسلام کے سالار گل محمد خان - عبدالقیوم دوکاندار اور اس کے بھائی سلیم کو پکڑ کر لے گئے اور ان سے وہ سلوک کیا کہ شیطان بھی شرما جائے - جس پر سینکڑوں معزز شہری جمع ہوئے سب نے احتجاج کیا اس پر چاروں طرف لاٹھی چارج ہوا - عام دوکانداروں کی پٹائی ہوئی مقامی معززین کے انبوہ کے انبوہ تمام بڑے افسروں سے ملے اب پولیس ان پر کیس بھی بنانا چاہتی ہے ماضی قریب سے پشاور پولیس کمینگی - وحشیانہ پن اور درندگی کا یہ چوتھا واقعہ ہے - پشاور پولیس حکومت پاکستان کو سرحدی لوگوں میں ذلیل اور بدنام کرانے میں مصروف ہے - عوام میں شدید اضطراب ہے پولیس قانون اپنے ہاتھ میں لینے کیلئے مجبور کر رہی ہے۔

مسٹر سپیکر - مولانا صاحب میں آپ کی اطلاع کیلئے عرض کروں کہ ایڈ جورنمنٹ موشن پر تقریر نہیں ہونی چاہئے - یہاں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھنی چاہئے آپ مختصر طور پر واقعہ بیان کیجئے -

مولانہ غلام غوث ، جناب والا - اب مختصرا عرض کردوں - (قہقہہ)

Minister of Food (Malik Qadir Bakhsh) : I want time so that I may collect information.

مسٹر سپیکر - مولانا صاحب پرسوں موشن لی جائے گی آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا -

مولانا غلام غوث - مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے -

Mr. Speaker : This adjournment motion will be taken up the day after tomorrow.

Mr. Speaker : The next motion is from Mr. Hamza.

وزیر صحت - جناب سپیکر - اس کے متعلق ابھی کوئی پوری اطلاع نہیں پہنچی ہے - ٹیلیفون پر contact کیا ہوا ہے - انفرمیشن آجائے گی - آپ کل تک اس کو ملتوی کر دیں -

Mr. Speaker : I think, the member has not objection ?

Mr. Hamza : No objection, Sir.

Mr. Speaker : This adjournment motion will be taken up tomorrow. What is the position of Babu Rafiiq's adjournment motion ?

Mr. Malang Khan : Sir, Mr. Memon has gone to the Government House.

Mr. Speaker : This will also be taken up tomorrow.

LEAVE OF ABSENCE OF M. P. A.

MIAN ABDUL HAQ

Secretary : The following letter has been received from Mian Abdul Haq, M. P. A. :—

Being unwell I could not attend the Assembly Session held on Monday the 8th June, 1964. Kindly condone my absence and oblige.

Mr. Speaker The question is—

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*)

M. ALI KHAN JUNEJO

Secretary: The following letter has been received from Mr. Ali Khan Junejo, M. P. A.

Due to some private work I could not come before 5th to attend the Provincial Assembly Session (in operation). I, therefore, request that I may be granted leave with effect from 30th May to 4th June, 1964.

Mr. Speaker : The question is:—

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SHEIKH MUHAMMAD HUSSAIN

Secretary : The following Telegram has been received from Sheikh Muhammad Hussain, M. P. A.:—

Leve 22nd to 25th June solicited

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*)

PIR ALI SHAH

Secretary : The following Telegram has been received from Pir Ali Shah M.P.A.:—

My entire constituency overtaken by cyclone. Declared calamity Affected area. Busy with relief operations. Pray. Grant further leave upto twenty fifth instant.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*)

KHAN SARFRAZ KHAN

Secretary : The following Telegram has been received from Khan Sarfraz Khan M.P.A.:—

Request for leave from 22nd to 25th June (please).

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

ARBAB MUHAMMAD AFZAL KHAN

Secretary : The following letter has been received from Arbab Muhammad Afzal Khan. M.P.A.:—

I was not able to attend the meetings of the Assembly on 11th and 12th June, 1964 I have to get my ailing uncle medically examined. It is requested that absence for the two days may kindly be condoned and obliged.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

ARBAB MUHAMMAD AFZAL KHAN

Secretary : The following letter has been received from Arbab Muhammad Afzal Khan, M.P.A:—

I could not attend the meeting of the Assembly on 17th and 18th June, 1964 on account of some private business. It is requested that my absence for those two days may kindly be condoned.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SYED NAZAR SHAH

Secretary : The following letter has been received from Syed Nazar Shah M. P. A.

In continuation of my previous application, I request you kindly to grant me further leave upto 25th of June, 1964 as I am unable to attend the Session due to very unavoidable circumstances.

Mr. Speaker : The question is.

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIAN ABDUL HAQ

Secretary : The following letter has been received from Mian Abdul Haq, M.P.A:—

Due to indifferent health I could not attend the Assembly meetings on the 11th and 15th of June, 1964. Kindly condone my absence for the days (and obliged.)

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*)

SAHIBZADI MAHMOODA BEGUM

Secretary : The following letter has been received from Sahibzadi Mahm da Begum, M.P.A: —

میں بوجہ بیماری تین دن اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہ لے سکی - براہ
کرم مجھے اٹھارہ - انیس - بیس جون تین یوم کی چھٹی دیکر مشکور فرماویں -

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SYED NADIR ALI SHAH

Secretary : The following letter has been received from Syed Nadir Ali Shah., M.P.A:—

I have some urgent business to attend to at Karachi and therefore request you to kindly sanction me leave with effect from the 20th June, 1964 till the end of the current Budget Session of the Provincial Assembly.

Mr. Speaker : The question is:—

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. MUHAMMAD MOHSIN SIDDIQUI.

Secretary : The following letter has been received from Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui, M.P.A.:—

Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Session on 30th May, 1964. Kindly move the House to grant me leave for the said day.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIR MUHAMMAD MURAD KHAN JAMALI

Secretary : The following letter has been received from Mir Muhammad Murad Khan Jamali, M.P.A:—

It is respectfully submitted that due to private reasons I could not attend the Assembly Session from 16th upto 20th June, 1964, leave may kindly be granted for the above period.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

RAO KHURSHID ALI KHAN

Secretary : The following letter has been received from Rao Khurshid Ali Khan, M.P. A.:—

اوکاڑہ کی ایک عدالت میں پیشی کیوجہ سے میں اجلاس اسمبلی منعقدہ ۲۰ جون ۱۹۶۴ء میں شریک نہ ہوسکا۔ براہ کرم اس روز کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

KHAN ZULFIQAR ALI KHAN SIAL

Secretary : The following letter has been received from Khan Zulfiqar Ali Khan Sial, M.P.A:—

میں ایک ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کا اجلاس ۱۷ جون ۱۹۶۴ء سے ۲۰ جون ۱۹۶۴ء تک attend نہیں کرسکا۔ رخصت منظور کی جاوے۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SAHIBZADA GHULAM NABI MUHARVI

Secretary : The following letter has been received from Sahibzada Ghulam Nabi, Muharvi, M.P.A:—

میرے پاس اچانک فون پر اطلاع پہنچی ہے - کہ میرے گھر سخت تکلیف ہے - اس لئے میری یکم جولائی تک چھٹی منظور فرمائی جاوے -

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIR SAIFULLAH KHAN MAGSI

Secretary : The following letter has been received from Mir Saifullah Khan Magsi, M.P.A:—

I am not feeling well and cannot attend the Assembly Session.

It is, therefore, requested that my absence from 24-6-64 to 2-7-64 may be treated as leave

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

RAIS ALLAN KHAN LEGHARI

Secretary : The following letter has been received from Rais Allan Khan Leghari, M.P.A:—

"Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Session on 18th, 19th and 20th June, 1964. It is, therefore, requested that my absence may be treated as leave.

Mr. Speaker : The question is.

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MAULANA GHULAM GHAUS

Secretary : The following letter has been received from Maulana Ghulam Ghaus, M.P.A:—

براہ کرم ۱۹ تا ۲۲ جون رخصت منظور فرما کر مشکور فرماویں -

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried*)

SARDAR MIR DODA KHAN ZAHRI

Secretary : The following Telegram has been received from Sardar Mir Doda Khan Zahri, M. P. A.:—

Due to urgent work unable to attend please grant leave upto 23.

Mr. Speaker : The question is.

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SARDAR ZULFIQAR ALI KHAN KHOSA

Secretary : The following Telegram has been received from Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa, M. P. A. :—

Kindly extend leave upto 24th.

Mr. Speaker: :The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

GHULAM QASIM KHAN KHAKWANI

Secretary : The following letter has been received from Nawabzada Ghulam Qasim Khan Khakwani, M.P.A:—

As I could not attend the Assembly Session on 16-6-64 due to revalcolic attack and was admitted in the Mayo Hospital, Lahore. My absence may please be condoned.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIR HAMAL KHAN

Secretary : The following letter has been received from Mir Hamal Khan M.P.A:—

Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Session on 6,7,8,9 and 10-4-1964.

It is therefore requested that my absence as above may be treated as leave.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MALIK SARFRAZ KHAN

Secretary : The following letter has been received from Malik Sarfraz Khan M. P. A:—

House may kindly be moved for my leave from 30-5-1964 to 10-6-1964 as I could not attend the Assembly sittings held on above cited dates.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIR HAMAL KHAN

Secretary : The following letter has been received from Mir Hamal Khan M.P.A :—

Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Session from 1-6-64 to 17-6-64.

It is, therefore, requested that my absence may be treated as leave.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

NAWABZADA ALI MUHAMMAD KHAN KHAKWANI

Secretary : The following letter has been received from Nawabzada Ali Muhammad Khan Khakwani, M. P. A:—

I had an urgent work at Multan and could not attend the Meetings of the Assembly on 8th, 9th and 10th June, 1964. The Assembly may kindly be moved to grant me leave for these days.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MALIK SARFRAZ KHAN

Secretary : The following letter has been received from Malik Sarfraz Khan.,M.P.A:—

I could not attend the Assembly held from 15th to 17th 6/64 due to my privats reasons. Leave may be allowed for the same.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. NAJM-UD-DIN VALIKA

Secretary : The following letter has been received from Mr. Najm-ud-Din valika M. P. A:—

Due to some unavoidable circumstances, I could not attend the meetings of the Assembly held from 10-3-64 to 20-3-64 and 1-4-64 to 10-4-64.

It is requested that my absence from the Assembly meetings for the above-mentioned dates may kindly be condoned.

Mr.Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MALIK ZAMAN KHAN

Secretary : The following letter has been received from Malik Zaman Khan, M. P. A:—

مؤدبانہ گذارش ہے ۔ کہ مجھے اپنے گاؤں میں ضروری کاروبار در پیش ہے جسکے لئے مجھے وہاں جانا ضروری ہے ۔ اس لئے استدعا ہے ۔ کہ مجھے ۲۲ جون ۱۹۶۴ء سے لیکر ۲۷ جون ۱۹۶۴ء تک رخصت اسمبلی سے عنایت فرما کر مشکور فرماویں ۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

NAWABZADA MUHAMMAD ALI KHAN AFRIDI

Secretary : The following letter has been received from Nawabzada Muhammad Ali Khan Afridi, M.P.A:—

گذارش ہے کہ فدوی کو ایبٹ آباد میں ڈویژنل کونسل کی میٹنگ کیلئے بلایا گیا ہے ۔ ازراہ کرم چار دن از ۲۲ جون ۱۹۶۴ء تا ۲۵ جون ۱۹۶۴ء کی رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

PIR HAJI HASAN SHAH

Secretary : The following letter has been received from Pir Haji Hassan Shah., M. P. A:—

گذارش ہے ۔ کہ فدوی کو ضروری کاروبار کے سلسلہ میں گاؤں جانا ہے۔
لہذا برائے مہربانی ۲۲ جون ۱۹۶۴ء سے ۲۵ جون ۱۹۶۴ء تک اسمبلی سے رخصت دیکر مشکور فرماویں ۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

HAJI GUL HASAN MANGI

Secretary : The following letter has been received from Haji Gul Hassan Mangi, M. P. A:—

This is to state that I could not attend the Session of Assembly due to serious illness of my wife and daughter who are indoor patients in Lady Dufferon Hospital Quetta.

I, therefore, request kindly to be good enough to extend my leave upto 20th June, 1964

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIR HAJI KHUDA BAKHSH TALPUR

Secretary : The following Telegram has been received from Mir Haji Khuda Bakhsh Talpur, M. P. A:—

Leave may kindly be granted.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

SYED MUHAMMAD HASAN SHAH

Secretary : The following letter has been received from Syed Muhammad Hasan Shah, M. P. A:—

House may be moved for my leave from (18-21) 6/64 as I have to attend to an urgent private Business.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. ATTA HUSSAIN KHAN KHAKWANI

Secretary : The following letter has been received from Mr. Atta Hussain Khan Khakwani, M.P.A:—

گذارش ہے ۔ کہ مورخہ ۵ جون ۱۹۶۴ء کو بوجہ کار خانگی اجلاس اسمبلی میں حاضر نہیں ہوسکا ۔ تاریخ مذکورہ بالا کو اجلاس کی غیر حاضری سے رخصت دی جائے ۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MASTER KHAN GUL

Secretary : The following letter has been received from Master Khan Gul, M. P. A:—

میں دو دن ۱۵ - ۱۶ جون کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر تھا ۔ اسلئے دو دن کی رخصت عنایت فرماویں ۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. BASHIR AHMAD SHAH

Secretary : The following letter has been received from Mr. Bashir Ahmed Shah, M. P. A:—

I have not been able to attend the meetings of the Assembly on account of various engagements at Thatta and as such I request that (necessary) leave with effect from 30th May, 1964 to 21st June, 1964, may kindly be granted.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MAJOR ABDUL MAJID

Secretary : The following letter has been received from Major Abdul Majid, M. P. A:—

Since I was admitted to Services Hospital and remained in the Hospital for 16th and 17th, June, 1964. Leave for 16th and 17th may kindly be granted to me.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MIR MUHAMMAD AFZAL KHAN

Secretary : The following letter has been received from Mir Afzal Khan, M. P. A.—

I am proceeding to Mardan on some urgent private business, and I shall be unable to attend the Assembly Session on 19th and 20th June, 1964. I shall be grateful, if I am granted leave of absence from the above mentioned days.

Mr. Speaker: The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. NAJM-UD-DIN VALIKA

Secretary : The following letter has been received from Mr. Najm-ud-Din, Valika M. P. A:—

Due to unavoidable circumstances I could not attend meetings of the Assembly held from 30th May, 1964 to 10th June, 1964. It is requested that my absence from the meetings of the Assembly for above-mentioned days may kindly be excused.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. HAMIDULLAH KHAN

Secretary : The following letter has been received from Mr. Hamidullah Khan, M. P. A:—

فدوی ۴ جون ۱۹۶۴ء تا ۸ جون ۱۹۶۴ء بیمار ہوکر داخل ہسپتال رہا ہے۔ اور بدیں وجہ اجلاس Attend نہیں کرسکا۔ لہذا براہ کرم چار یوم متذکرہ بالا کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

BEGUM AISHA AZIZ

Secretary : The following letter has been received from Begum Aisha Aziz, M. P. A:—

I shall be very grateful if leave of absence may kindly be granted to me by the Assembly from 30.5.64 to 6.6.64 as I was unable to attend the Session due to unavoidable circumstances.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SHEIKH MUHAMMAD HUSSAIN

Secretary : The following letter has been received from Sheikh Muhammad Hussain. M. P. A:—

گذارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کے مورخہ ۱۶ جون ۱۹۶۴ء کو
حاضری سے معذور ہوں ۔ اطلاعاً تحریر خدمت ہے ۔ رخصت عنایت کی جائے ۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

BEGUM AISHA AZIZ

Secretary : The following letter has been received from Begum Aisha Aziz M. P. A:—

I am sorry to inform you that I could not attend the meeting of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs held on 11.12 and 27 May, 1964. As such I may please be granted leave of absence from the meeting.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MALIK JAHANGIR KHAN

Secretary : The following letter has been received from Malik Jahangir Khan, M. P. A:—

گذارش ہے کہ میں مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۶۴ء کو بیمار تھا اور یہاں
لاہور میں تھا ۔ برائے مہربانی مجھے رخصت ۳۰ مئی ۱۹۶۴ء کی رخصت عطا
فرمائی جاوے ۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

KHAWAJA JAMAL MUHAMMAD KORAIJA

Secretary : The following letter has been received from Khawaja Jamal Muhammad Koraija, M.P.A:—

Kindly grant me leave from 30th May, 1964 to 11th June. 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

JAM ABDUL RAZAK KHAN

Secretary : The following Telegram has been received from Jam Abdul Razak Khan, M. P. A:—

My maternal uncle died extend leave upto 19.6.1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

KHAN SHER AFZAL KHAN

Secretary : The following letter has been received from Khan Sher Afzal Khan, M. P. A:—

I could not attend the meeting of the Standing Committee on Industries and Commerce held on 28th May. 1964 as I had not received any notice in this respect because I was out of my native place . Leave may kindly be granted.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

KHAN FATEH MUHAMMAD KHAN

Secretary : The following letter has been received from Khan Fateh Muhammad Khan, M. P. A:—

I could not attend the Assembly meetings held from 30.5.64 to 5.6.64 due to my private reasons. Leave may be allowed to me for the same period.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

NAWAB JAM ANWAR ALI KHAN

Secretary : The following Telegram has been received from Nawab Jam Anwar Ali Khan, M. P. A:—

Kindly extend leave for tenth to fifteenth.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. GHULAM RASOOL

Secretary : The following letter has been received from Mr. Ghulam Rasool, M. P. A:—

I could not attend the meeting of standing Committee on Home Affairs Scheduled to be held on 21st and 22nd of May, 1964, as I had no information.

The Assembly may please be moved to grant me leave for both days.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. ILLAHI BAKHSH

Secretary : The following letter has been received from Mr. Illahi Bakhsh M. P. A:—

Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Session from 8-6-64 to 10-6-64.

It is therefore, requested that my absence may be treated as leave.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIR HAJI MUHAMMAD BAKHSH TALPUR

Secretary : The following letter has been received from Mir Haji Muhammad Bakhsh Talpur, M. P. A:—

Due to some urgent work I was unable to attend the meetings of the Standing Committee on Home Affairs held on 11th, 12th, 20th and 21st of May. Kindly grant me leave.

Mr. Speaker: The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

BEGUM MUMTAZ SAFDAR

Secretary : The following letter has been received from Begum Mumtaz Safdar, M. P. A.—

میں ایک ضروری کام سے ایک دن کیلئے پشاور جانا چاہتی ہوں ۔برائے
مہربانی مجھے ۱۲ جون کی چھٹی عنایت فرماویں ۔

Mr. Speaker- : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. KHALID-BIN-JAFFAR

Secretary : The following letter has been received from Mr. Khalid-bin-Jaffar, M. P. A:—

I have received telegram that my wife is ill. I am, therefore, leaving for Hyderabad and request that the Assembly may be moved to grant me leave for 15th to 17th June, 1964, (both days inclusive).

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIR RASOOL BAKHSH TALPUR

Secretary : The following letter has been received from Mir Rasool Bakhsh Talpur, M. P. A:—

I request that I may be granted leave of absence from the sittings of the Assembly from 15th June to 20th June, 1964, on personal grounds.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. GUL MUHAMMAD

Secretary : The following letter has been received from Mr. Gul Muhammad M. P. A:—

Presently I am busy attending the United Nations Conference on Trade and Development at Geneva, on National duty and as such regret my inability to attend the present Session of the Provincial Assembly of West Pakistan from 30th May, 1964 to 22nd June, 1964.

It is, therefore, prayed that I may please be granted leave of absence for the above stated period.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SAHIBZADI MAHMOODA BEGUM

Secretary : The following letter has been received from Sahibzadi Mahmooda Begum, M. P. A:—

As I was stay at Karachi and thus could not attend the meeting of the standing Committee on social welfare held on 26-6-64.

Kindly excuse my absence from the above meeting.

Mr. Speaker : The question is.

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MAULANA GHULAM GHAUS

Secretary : The following letter has been received from Maulana Ghulam Ghaus, M. P. A:—

میں آج لاھور سے باھر جا رھا ھوں از راہ کرم ۱۱ جون ۱۹۶۴ء کی
رخصت منظور فرمائیں ۔

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. MUHAMMAD SAEED SHAH

Secretary : The following letter has been received from Mr. Muhammad Saeed Shah, M.P.A:—

Since I have to go to my native place with some urgent peace of work, therefore, leave may kindly be granted to me with effect from 14-6-1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. MUHAMMAD SAEED SHAH

Secretary : The following letter has been received from Mr. Muhammad Saeed Shah, M. P. A:—

Due to some unavoidable circumstances I was not in a positon to attend the Session of Provincial Assembly from 30.5.64 to 6.6.64, therefore, leave for these days may kindly be granted to me.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

SARDAR ZULFIQAR ALI KHAN KHOSA

Secretary : The following letter has been received from Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa. M. P. A:—

I have to leave for Dera Ghazi Khan for four days on a very urgent personal matter, I request that leave may be granted from 16.6.64 to 20th June 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

Mr. Speaker : Rest of the Applications will be taken up tomorrow. Now, the first motion for extension of time is from Nawabzada Ghulam Qasim Khan.

EXTENSION OF TIME OF REPORTS OF STANDING COMMITTEES

Nawabzada Ghulam Qasim Khan Khakwani : I beg to move:

That the report of the Standing Committee on Education and Health on the Sir Syed University at Multan Bill, 1963, (Bill No. 19 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the report of the Standing Committee on Education and Health on the Sir Syed University at Multan Bill, 1963 (Bill No. 19 of 1963) be extended upto the 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Mr. Atta Hussain Khan : Sir, I beg to move:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Public Accounts on the Appropriation Accounts and Audit Report for the year 1957-58 and 1958-59 be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Public Accounts on the Appropriation Accounts and Audit Report for the year 1957-58 and 1958-59 be extended upto the 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Allama Rehmatullah Arshad : I beg to move:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on the West Pakistan (Muslim and Non-Muslims) Marriage and Divorce Bill, 1964 (Bill No. 60 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on the West Pakistan (Muslim and Non -Muslims) Marriage and Divorce Bill, 1964 (Bill No. 60 of 1964) be extended upto the 31st December 1964.

(*The motion was carried.*)

Babu Muhammad Rafiq : I beg to move:

That the time for the presentation of the report by the Standing Committee on Social Welfare on the West Pakistan Maternity Benefit (Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 53 of 1964) be extended upto 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the time for the presentation of the report by the Standing Committee on Social Welfare on the West Pakistan Maternity Benefit (Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 53 of 1964) be extended upto 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Khawaja Muhammad Safdar : Sir, I beg to move:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on the West Pakistan (Independence Recongnition of Service) Bill, 1964 (Bill No. 55 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on the West Pakistan (Independence Recognition of Service) Bill, 1964 (Bill No. 55 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964,

(*The motion was carried.*)

Khawaja Muhammad Safdar : Sir, I beg to move:

That the time for persentation of the report by the Standing Committee on Communications and Works on the West Pakistan Road Accidents (Minimizing) Bill, 1964 (Bill No. 56 of 1964) be extended upto the 31st December 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Communications and Works on the West Pakistan Road Accidents (Minimising) Bill, 1964 (Bill No. 56 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Khawaja Muhammad Safdar : Sir, I beg to move:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee concerned on the West Pakistan Restriction on Consumption of Intoxicants (Supplementary) Bill, 1964 (Bill No. 54 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee concerned on the West Pakistan Restriction on Consumption of Intoxicants (Supplementary) Bill 1964 (Bill No. 54 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Chaudhri Niamatullah : Sir, I beg to move:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Education and Health on the Unani, Ayurvedic and Homeopathic Practitioners Bill, 1962 (Bill No. 14 of 1962) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Education and Health on the Unani, Ayurvedic and Homeopathic practitioners Bill, 1962 (Bill No. 14 of 1962) be extended upto the 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Amir Habibullah Khan Saadi : Sir, I beg to move:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee Revenue on the Colonization of Government Lands (Punjab) (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 39 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Revenue on the Colonization of Government Lands (Punjab) (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 39 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Mian Abdul Latif : Sir, I beg to move:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Revenue on the Punjab Pre-Emption (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 23 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is:

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Revenue on the Punjab Pre-Emption (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill, No. 23 of 1964) be extended upto the 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

BILLS (INTRODUCTION)

BOARDS OF INTERMEDIATE AND SECONDARY EDUCATION LAWS (AMENDMENT) BILL.

Mr. Speaker : Now we will take the order of the day. The first item is asking for leave to introduce the West Pakistan Boards of Intermediate & Secondary Eductation Laws (Amendment) Bill, 1964, by Amir Habibullah Khan Saadi.

امیر حبیب اللہ خان سعدی (لائل پور - ۷) صاحب صدر - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ مسودہ قانون ترمیمی قوانین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سکنڈری ایجوکیشن مسودہ ۱۹۶۴ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

Mr. Speaker : Motion moved is:

That leave be granted to introduce the West Pakistan Boards of Intermediate and Secondary Education Laws (Amendment) Bill, 1964.

Minister of Law : Opposed Sir.

امیر حبیب اللہ خان سعدی - صاحب صدر - میرے اس مسودہ ترمیمی کا مقصد یہ ہے کہ ثانوی تعلیم اور انٹرمیڈیٹ کے جتنے بورڈ ہیں ان میں صرف اسقدر گنجائش پیدا کی جائے کہ نصاب میں عسکری تربیت کو شامل کیا جائے

Mian Abdul Latif : If you can give us an assurance that you will bring a similar bill from the Government side, we may withdraw it.

Minister of Law : How can I give you an assurance on a subject which clusively lies within the discretion of the Governor.

This will involve expenditure from the provincial exchequer.

Mian Abdul Latif : You can't give us an assurance that you will advise the Governor.

Minister of Law : How can I give you an assurance. I can at the most say that this will be very favourably considered. Beyond that I can't go.

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ صاحب صدر۔ مجھے تعجب ہے کہ میرے محترم وزیر صاحب نے اس بل کو بغیر پڑھے ہوئے یہ رائے قائم کرلی ہے میں سمجھتا ہوں اس میں کسی فالتو اخراجات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ صرف نصاب تعلیم میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے اور یہ موجودہ بورڈ جس قدر بھی ہیں ان کی اپنی آمدنی اس قدر ہے کہ اسی آمدنی میں سے یہ گنجائش معلموں اور تربیت دینے والوں کیلئے پیدا کی جا سکتی ہے ۔ اور صوبائی خزانے پر قطعاً اس کا بوجھ نہیں پڑتا ہے ۔ میں نے اس میں یہ گزارش کی ہے کہ فوجی اعتبار سے ہمارے ملک کی موجودہ صورت حال اس امر کی مقتضی ہے ۔ کہ باقاعدہ افراد کے علاوہ کافی تعداد میں فوجی رضاکار بھی تیار کئے جائیں ۔ اگر اس کے لئے باقاعدہ طور پر مستقل ملازم رکھے جائیں تو اس پر بہت زیادہ اخراجات آئینگے۔اور اگر حقیقتاً دیکھاجائےتو یہ ذمہ داری مرکز کی ہے ۔ کہ وہ اس ملک کی دفاع کیلئے صحیح کوششیں بروئے کار لائے۔ لیکن چونکہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں ۔ کہ یہ ایک اسلامی معاشرہ ہے ۔اور اگر وہ ان دعوؤں میں کوئی حق سمجھتے ہوں ۔ تو ان پر عمل کرنا چاہئے ۔ کہ جہاد کا تصور اور فریضہ اس قدر ضروری ہے ۔ کہ اس کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہوسکتا ۔ تو صوبہ مغربی پاکستان پر بھی یہ ذمہ داریاں کافی حد تک عائد ہوتی ہیں ۔ اس لئے میں نے یہ تجویز کی ہے ۔ کہ تعلیمی اداروں میں فوجی نظم و ضبط اور چھوٹے اسلحہ کے استعمال اور فوجی قیادت کی بجائےتربیت کے سلسلے میں یہ کوشش ہونی چاہئے ۔ تاکہ ہم یہ سمجھ سکیں ۔ کہ اس ملک میں جو کچھ ہورہا ہے وہ ہمارے پڑوسی جسے کہ ہم سمجھتے ہیں ۔ کہ وہ دشمن ہے ۔ اور غیر ممالک انہیں مسلح بھی کر رہے ہیں ۔ وہاں بیس لاکھ آدمیوں کی فوج تیار ہورہی ہے ۔ اور سارے ملک کو تربیت دی جارہی ہے ۔ تو ہمیں یہ معلوم ہوسکے کہ کم از کم ہم غافل نہیں بیٹھے ہیں ۔ جو کچھ برائے نام سکیم شہریوں کو تربیت دینے کیلئے تیار کی گئی ہے ۔ وہ قطعاً ناکافی ہے ۔ اور اس سے یہ اندازہ ہونا مشکل ہے ۔ کہ اس حکومت کو اپنے فرائض کا احساس ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ثانوی تعلیم کے دوران میں نوجوانوں کو ابتدائی فوجی قیادت کی تربیت دی جائے ۔ تو اس پر کوئی اخراجات نہ ہونگے۔ اور یہ اعتراض قطعاً غلط ہے کہ یہ کوئی مالیاتی بل ہے ۔

صاحب صدر ۔ میں جناب کی وساطت سے محترم جناب وزیر قانون کو یہ عرض کردوں ۔ کہ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس نے یہ وعدہ کیا تھا ۔ کہ ہم اس کو Oppose نہیں کریں گے۔

Minister of Law : Any promise made by the Leader of the Majority Party will surely be honoured in letter and spirit and the member may be assured of that. So far as the present Bill is concerned, as I said earlier, if it is passed into an Act it will entail expenditure from the provincial exchequer for which we are advised that the previous recommendation of the Government will be necessary under Article 47, read with Article 89, of the Constitution and which has not been obtained. Therefore, we are sorry that we will have to oppose it. The member himself in the statement of objects and reasons says. 'An elementary training in military discipline, small arms and leadership through the educational institutions of the Province will be a considerable contribution towards this end at a practically no direct drain on the Provincial Exchequer,. He feels that practically no direct drain on the Provincial Exchequer,. Even according to the member some sort of expenditure is envisaged even if it is negligible. But it is all the same a burden on the Provincial Exchequer and we will be constrained to oppose it with this statement that the Governmen will surely, at the earliest opportunity, think, and think seriously, about this to introduce compulsory elementary training in military discipline in the institutions. We are one with the noble sentiments expressed by the member that it will be a nation asset to impart military training to our younger generation and both sides of the House hold the same opinion unanimously. I will take the earliest opportunity to place it before the Government and may worthy colleagues to look into this and implement it as early as possible.

Mr. Speaker : The question is:

That leave be granted to introduce the West Pakistan Boards of Intermediate and Secondary Education Laws (Amendment) Bill, 1964.

(*The motion was carried*).

Next item is by Mr. Muhammad Qasim Mela and he is not present. Mir Muhammad Bakhsh Talpur is also not present.

PAKISTAN PENAL CODE (WEST PAKISTAN AMENDMENT) BILL.

سردار محمد رمضان خان دریشک ۔ میں یہ بل واپس لیتے ہوئے یہ امید کرتا ہوں ۔ یہ حکومت یہ بل اپنا لائے گی ۔

Mr. Speaker : The motion is not moved.

PREVENTION OF ADULTERY BILL.

مولانہ غلام غوث ۔ صاحب صدر ۔ میں تحریک کرتا ہوں ۔
یہ مسودہ قانون انسداد زنا مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ء نمبر ۹۰
پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is:

That leave be granted to introduce the West Pakistan Prevention of Adultery Bill, 1964.

وزیر قانون (مسٹر غلام نبی محمد وریال میمن) مولانا صاحب کی حیثیت سے
ہمیں ہمیشہ مجبور کردیتی ہے اور ہم انہیں انکار ہی نہیں کرسکتے ہیں اسی لئے
کہ جو بل بھی وہ لائیں ۔ ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے ہیں ۔ کہ اسی کو
introduce نہ کیا جائے ۔ یا یہ کہ یہ سیلکٹ کمیٹی کے پاس چلا جائے

Mr. Speaker : The question is:

That leave be granted to introduce the West Pakistan Prevention of Adultery Bill, 1964,

(*The motion was carried.*)

مولانا غلام غوث ۔ میں مسودہ قانون انسداد زنا مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۴ء نمبر ۵۹ پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The West Pakistan Prevention of Adultery, Bill, 1963 stands introduced. Next motion by Chaudhry Muhammad Ibrahim.

BILLS (CONSIDERATION.)

MUSLIM PERSONAL LAW (SHARIAT) APPLICATION (AMENDMENT) BILL.

Ch. Muhammad Ibrahim : I beg to move:

That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat Application) (Amendment) Bill 1963, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once.

Mr. Speaker : The motion is:

That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat Application) (Amendment) Bill 1963, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once.

Minister of Law: Opposed.

سید احمد سعید کرمانی ۔ توبہ کرتے ہیں ۔ مئے بھی پیتے ہیں ۔ یہ بھی جاری ہے ۔ وہ بھی جاری ہے۔

چودھری محمد ابراہیم ۔ صاحب صدر ۔ میں نے جو ترمیم پیش کی تھی ۔ وہ بڑی بات تو نہ تھی ۔ صرف ایک لفظ "Law" کا اضافہ اس اصل ایکٹ میں کرنا مطلوب ہے ۔ جو کہ یہ معزز ایوان اس سے پہلے پاس کر چکا ہے ۔ اور اس میں نمبر دو "Item" یہ ہے کہ

Not with standing any custom or usage, in all questions regarding succession (whether testate or intestate), special property of females, betrothal, marriage, divorce, dower, adoption......"

تو میں نے اس معزز ایوان سے صرف یہ استدعا کی ہے ۔ کہ اس میں ایک لفظ "Law" کا بھی اضافہ کیا جائے ۔ یعنی اس قانون کی رو سے یہ تو اس سے پہلے تسلیم کرلیا گیا ہے ۔ کہ اگر کوئی رسم و رواج ایسے ہوں ۔ جو کہ شریعت سے متصادم ہوں ۔ تو ان کو کالعدم قرار دیا جائے گا ۔ میری ترمیم صرف یہ ہے ۔ کہ صرف رسم و رواج کو ہی نہیں بلکہ ایسے معاملات بھی جنکا ان قوانین میں یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ سارے کے سارے اسلامی

قوانین کے مطابق ڈھالنا آپ کا فرض ہے ۔ ہم اس پر اکتفاء کرتے ہیں کہ یہ جو معاملات یہاں دیئے گئے ہیں ۔ ان میں سے اگر کوئی بھی شرعی قانون کے ساتھ متصادم ہو۔ تو اس قانون کو بھی کالعدم قرار دیا جائے ۔

یہ کوئی اتنی بڑی بات نہ تھی یہ تو وہی ہے کہ جیسے ہم اپنے آئین کی رو سے اس سے پہلے طے کر چکے ہیں ۔ اس آئین کے تقاضے میں ۔ صاحب صدر۔ ہم یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ

No Law should be repugnant to Islam.

The Muslims of Pakistan should be enabled, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam, and should be provided with facilities where by they may be enabled to understand the meaning of life according to those principles and concepts.

The teaching of the Holy Quran and Islamiat to the Muslims of Pakistan should be compulsory. Unity and the observance of Islamic moral standards should be promoted amongst the Muslims of Pakistan.

The proper organization of Zakat, wakfs and mosques should be ensured.

اور پھر اس کے ساتھ اس دستور کے مطابق حلف اٹھا کر اس کے مطابق یہ کہا گیا ہے ۔ کہ Muslims of Pakistan

اور اس کے ساتھ The teachings of the Holy Quran.

تو صاحب صدر ۔ یہ تو جس وقت پاکستان کے قیام کا مطالبہ ہم نے کیا تھا تو اس کی بنیاد یہی تھی کہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر ہم ان قوانین کو رائج یہاں نہیں کرسکتے تھے جن کو ہم بحیثیت مسلمان ہونے کے آج رواج دینے پر معمور ہیں ۔ یہ ہمارا دینی فریضہ ہے ۔ تو اگر ہم مخلص ہیں اس معاملہ میں اس دستور کے ساتھ ہماری وفاداری ہے اور جو وعدہ ہم کرتے آئے ہیں یعنی ۱۷ سال تک ہم یہ کہتے آئے ہیں کہ مسلمان ہونیکی حیثیت سے ہم پر یہ فرض ہے کہ تمام وہ قوانین جو کہ ان شرعی قوانین سے متصادم ہوتے ہیں ان کو null & void قرار دیا جائے۔ جو ہم اپنے منہ سے یہ کہتے ہیں اگر اس میں ذرا بھی اخلاص ہے تو ضروری ہے کہ اس بڑے معاملے میں میری اس چھوٹی سے چھوٹی ترمیم کو قبول کرلیا جائے ۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں ۔

آدم از بے بشری بندگی آدم کرد
گوہر داشت ولے نذر قباد و جم کرد
یعنی از خوئے غلامی زسگان خوار تراست
من نہ دیدم کہ سگے پیش سگے سر خم کرد

جو انسان کو ایک بہت بڑا گوہر دیا گیا تھا ۔ وہ جو ایک قسم کے غلط اہل کار بن جاتے ہیں ان کے سپرد کر دیتے ہیں ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا انسان غلام ہوسکتا ہے انسان کا انسان پر حکومت کرنا سرے سے غلط ہے ۔ کتوں سے بھی زیادہ انسان ذلیل ہو رہے ہیں ۔ کتا بھی کتے کے سامنے سر خم نہیں کرتا چہ جائے کہ انسان اپنے دوسرے انسان کے سامنے سر خم کرے۔ انسان کا تو یہ تقاضا ہے کہ یہ خدا کے سامنے سر جھکائے ۔ تو میں آپ سے یہ مطالبہ کر رہا ہوں کہ ذلیل سطح سے اٹھ کر انسانیت کی سطح پر آئے ہیں وہ اپنا سر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکائیں اور جو آزادی ہمیں دی گئی ہے اس سے بیشک فائدہ اٹھائیں ۔ لیکن یہ کیا کہ اس بات کو نظر انداز کردیا کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے متعلق کیا حکم ہے ۔ اس کے متعلق ذرا ابہام نہیں ہے

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

کیا کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لے آتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ

پھر ایسے لوگوں کی سزا سوائے اس کے کیا ہے کہ دنیا میں رسوائی اور یوم قیامت کو سخت عذاب ہو۔

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

اور فاسق ہیں جو اللہ کے قانون سے متصادم ہوتے ہیں ۔ ایک دوسری جگہہ فرمایا ہے ۔

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

اور دوسری جگہہ ان لوگوں کو ظالم قرار دیا جو قرآن اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو اپنے لئے ہدایت کا مرکز بنا لیتے ہیں اور اللہ کے قانون سے تصادم کرتے ہیں ۔ ایک تیسری جگہ فرمایا۔

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

تو آپ قرآن حکیم کی تنبیہ کے باوجود اسی روش پرچلتے جائیں گے میں لرز اٹھتا ہوں کہ آخر یہ کیا ذہن ہیں جو تھوڑے تھوڑے ذاتی مفاد کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈال دیتے ہیں

صاحب صدر۔ میں کوئی ایسا بڑا مطالبہ نہیں کررہا ہوں اس ترمیم کے ذریعہ وہ مقصد حاصل کرنا ہے جس کے لئے ہم ۱۷ سال سے کہتے چلے آئے ہیں

بلکہ ہماری ساری جد و جہد ایک اسلامی ریاست کے لئے تھی۔ میں ایک لفظ کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ خواہ وہ قانون انگریز کا تھا خواہ وہ کسی اور جگہہ کا اگر وہ شریعت سے متصادم نہیں ہے تو ہم اس کے ساتھ ہیں اور ہم اس کے ساتھ کوئی عناد نہیں رکھتے۔

پارلیمنٹری سیکریٹری (خان ملنگ خان)۔ کورم نہیں ہے۔

Mr. Speaker : Let there be a count. (After count was taken) The House is not in quorum. Let the bells be rung. After bells were rung. The House is in quorum.

چودھری محمد ابراہیم۔ تو صاحب صدر۔ اسی ایک ضرورت کے پیش نظر اور اس حلف نے تقاضے کو پورا کرنے کی جانب ایک قدم اٹھانے کے لئے میں نے یہ ترمیم دی تھی۔ یہ ترمیم دو سال سے اسی کٹھالی میں پڑی آرہی ہے اور خدا خدا کرکے یہ ۲۰ مئی ۱۹۶۳ء کو سٹینڈنگ کمیٹی کے رو برو آئی اور اس پر پارلیمانی سیکریٹری نے ان الفاظ میں یقین دھانی کرائی تھی۔

In that meeting the Parliamentary Secretary "Law" pointed out that the Provincial Government had appointed a Committee to examine the existing laws regarding inheritance and adultery and make recommendations to bring them in conformity with Shariat. He had also pointed out that Provincial Government would initiate legislation after the receipt of the recommendations of the said Committee. The Committee then decided to postpone the consideration of the Bill for a period of one year and a preliminary report was accordingly presented by the Committee to the Assembly on 1st July, 1963.

صاحب صدر۔ ایک سال کے بعد جب یہ پھر پیش ہوا اور دوسری بار سٹینڈنگ کمیٹی کے رو برو آیا میں اس سلسلے میں لامنسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کمیٹی جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے اس کا کوئی اجلاس ہوا۔ یہ بات کہہ دینا کہ ایسی کمیٹی قائم کی گئی ہے اس سے کوئی مطلب حل نہیں ہوتا۔ یہ تو صرف ایک ٹال مٹول کی پالیسی ہے۔ پھر میں سمجھتا ہوں اور قرآن کریم میں آیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ

یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت ہی معیوب ہے آپ ایسی بات کہیں جس کے مطابق آپ عمل نہیں کرتے۔

کیا کوئی ایسی مجبوری بھی آپ کیلئے ہوتی ہے کہ آپ یہ جھوٹ بولا کریں۔ یہ جھوٹے وعدہ کرنے سے آپکے پلے کیا پڑے گا۔ آپ کی عزت تو اس بات میں ہے جو بات آپ کے منہ سے نکلتی ہے وہ کسی نتیجہ پر پہنچتی ہے۔ حیرت

کی بات ہے کہ تین سال ہونے کو آئے ہیں رولز آف پروسیجر ابھی تک تیار نہیں کر سکے اس کے متعلق کمیٹی بیٹھتی رہتی ہے لیکن نا معلوم کیا کیا ہے۔ جناب صدر ۔ میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ یہ لوگ کچھ نہیں کرنا چاہتے ۔

ترے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا ۔

آپ کو کیا مجبوری ہے کہ آپ وعدہ کریں ۔ یہ یہ لکھیں بتائیں اور پھر اس کے سراسر خلاف عمل کریں ۔ میری یہ چھوٹی سی ترمیم ہے ۔ یہ صرف ایک ہی لفظ کی ترمیم ہے جب قانون پہلے سے موجود ہے اس ایک لفظ کو اس میں شامل کر دیجئے ۔ آپ سے بھی اس ذمہ داری کا بار اٹھ جائے گا اور آپ کے سیاسی اعمال نامے میں کم از کم ایک نیکی کا اندراج ہو جائے گا ۔ صاحب صدر ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی اس ترمیم کی حمایت کرتا ہوں ۔

خواجہ محمد صفدر (سیالکوٹ ۔) جناب ۔ والا ۔ مجھے محترم دوست چودھری محمد ابراہیم صاحب کی فاضلانہ تقریر کے بعد ضرورت تو نہ تھی کہ میں تقریر کروں۔ میں ایک Constitutional provision کی طرف آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ کنسٹیچیوشن میں پہلے ترمیمی بل سے قبل principles of law making تھی ۔ جہاں تک میری Interpretation ہے ممکن ہے میں غلط ہوں ان پر اتنی پابندی اور سختی کے ساتھ عمل لازم نہ تھا کیونکہ Mondatory provisions نہیں تھی ۔ حکم نہ تھا اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ اگر ہوسکتا ہے تو کیا جائے اگر نہیں ہوسکتا تو نہ کیا جائے لیکن اس پہلی ترمیم کے بعد اب صورت حال بالکل مختلف ہوچکی ہے اور میں وہ الفاظ صرف یاد دلانے کی غرض سے جناب وزیر قانون کے لئے پڑھتا ہوں تاکہ معاملہ بالکل صاف اور واضح ہو جائے ۔اس میں قطعا ابہام نہیں ہے۔

اس سے واضح الفاظ ممکن نہیں تھے جسقدر ہمارے آئین میں اب رکھ دیئے گئے ہیں ۔

"No law shall be repugnant to the teachings and requirements of Islam" .....

نہ صرف teaching بلکہ requirements بھی لکھا ہوا ہے ۔

as set out in the Holy Quran and Sunnah.

That means that it should be in conformity with the Holy Quran and Sunnah.

اس آئین کے ذریعہ ہم سب کو یہ حکم دیا گیا ہے ۔ یہ حکم جناب وزیر قانون سے زیادہ قدر اور منزلت اور زیادہ تابعدار چاہتا ہے۔ جن کی یہ

ذمہ داری ہے کہ وہ اس صوبہ کے تمام قوانین کو کتاب و سنت کے مطابق ڈال لیں ۔ جب یہ ذمہ داری اشد ضروری ہم پر ڈال دی گئی ہے اور جناب وزیر قانون پر ہم سے بھی زیادہ ڈالی گئی ہے تو پھر جب ایک محترم ممبر اس معزز ایوان کی اور جناب وزیر قانون صاحب کی توجہ اس طرف دلاتے ہیں کہ فلاں قانون میں جس کی غرض یہ ہے ۔ اس قانون کو شریعت کے مطابق بنایا جائے ایسے معاملات کو طے کیا جائے جس میں وراثت ہے ۔ جس میں گارڈن شپ ہے۔ جس میں مینارٹی ہے ۔ جس میں مجارٹی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس کا نام شریعت اپلیکیشن ایکٹ لکھا ہے ۔ اس میں وہ شائد چاہتے ہیں ۔ جہاں یہ لکھا ہوا ہے not withstanding any usage or custom یعنی کسی رواج کو آپ اس سے نکال دیں لیکن any law کا لفظ بھی شامل کرلیا جائے اس کلاز میں ابھی چند ماہ ہوئے ترمیم کر کے آپ نے آئین میں رکھا ہے اس کی تابعداری ہوجائے گی۔ اس کے مطابق عمل ہو جائے گا ۔ یہ کوئی راہ فرار نہیں ہے اس سے بھاگ نہیں سکتے ہیں ۔ آج یا کل ان کو کرنا ہی ہوگا۔ بجائے اسکے کہ عدالتیں یہ قرار دیں کہ فلاں قانون اس حد تک خلاف سنت اور قرآن مجید ہے ۔ بجائے اس کے کہ عدالتیں کریں کیوں نہ ہمیں جب موقع مل رہا ہے اس کار خیر میں حصہ لیں ایک محترم دوست ایوان کی توجہ اس طرف دلا رہے ہیں کوئی وجہ نہیں اس ایوان میں کوئی شخص بھی اٹھ کر کہے کہ ہمیں یہ قانون منظور ہے یا وہ قانون ہم رکھنا چاہتے ہیں جو کہ قرآن اور سنت کے خلاف ہے۔ میں نہیں سمجھتا یہاں کوئی صاحب ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرے اور اس بھری محفل میں یہ کہنے کی جسارت کر سکے کہ میں ایسے قانون کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں جو قرآن و سنت کے خلاف ہے ۔ میں تو کسی مسلمان کے متعلق ایسا خیال کبھی نہیں کرسکتا تو اس لئے میں حیران ہوں کہ جناب وزیر قانون نے جسارت فرمائی ہے انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا کہ اس بل کی وہ مخالفت کریں میں ان کی بہتری کے لئے عرض کر رہا ہوں وہ اٹھ کر کہیں کہ غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے ۔اس کا مقصد صاف اور واضح ہے۔ اگر کہیں بھی کوئی قانون کیوں نہ ہو اس میں تشخیص نہیں رکھی گئی ہے کوئی rider clause اس میں نہیں ہے ۔ rider clause تو fundamental rights کے متعلق ہے۔ لیکن جب rider clause اس میں کوئی نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے وزیر قانون صاحب تسلیم نہ کریں کہ ہمیں یہ امنڈ منٹ قبول نہیں ہے۔ یہ ایک لفظ شامل کر لیا جائے جہاں ہم نے ہر قسم کی مشرکانہ رسوم اور رواج کو جو کہ خلاف قرآن و سنت ہیں ان سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیا ہے۔

اسی طرح تمام قوانین کو جو کہ انگریز کے زمانے میں ہوئے یا اس کے بعد خود بنائے ہیں اگر قرآن اور سنت کے خلاف ہیں ان کو بھی مستثنیٰ کردیں ۔ ان سے بری الزمہ ہوں ۔ اس درخواست کے ساتھ میں مختصراً سی یہ درخواست کروں گا کہ جناب وزیر قانون اس پر غور فرمائیں اور اس میں کسی قانون کو specifically hit کرنے کا مسئلہ نہیں ہے ۔ جس کا ذکر اس constitution کی کلازمیں کیا گیا ہے ۔ کوئی قانون خواہ وہ کسی قسم کا ہو اس کو بنانے والے اس کے پیش رو ہوں یا اس کو مسلم لیگ گورنمنٹ نے بنایا ہو یا اس کو ریپبلیکن گورنمنٹ نے بنایا ہو یا اس کو انگریز نے بنایا ہو جو بھی کوئی قانون شریعت کے خلاف ہے ۔ اس کے متعلق ہم چاہتے ہیں اس کا فیصلہ ہو جائے اور وہ اس statute book میں نہیں رہنا چاہئے ۔

مولانہ غلام غوث (ہزارہ۔م) جناب والا۔یہ صرف ایک اصول طے کرنے کی بات ہے۔ اس ترمیم کا مقصد صرف ایک اصول مان لینا ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ ہم اسلام کے خلاف کسی قانون کو کبھی ماننے کے لئے تیار نہیں ۔ یہ وہ اصول ہے جس کو ہر مسلمان کو ماننا چاہئے ۔ اس کو نہ مانیں تو اس شکل میں بہت سے خطرات ہیں جن کو کوئی مسلمان برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتا ۔ اور یہی چیزیں ایسی نہیں ہیں جو کسی اغراض سے متصادم ہوں یا کسی خاص قانون سے متصادم ہو۔ اس میں اقتدار کا سوال ہو۔ راولپنڈی میں جب اجلاس ہو رہا تھا تو قومی اسمبلی نے ایک قرار داد پاس کی کہ اسلام کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا ۔ اس کے بعد جو گذشتہ اجلاس ڈھاکہ میں ہوا اس میں دستور میں ترمیم کی گئی ہے کہ جو پرانے قوانین ہیں اور جو موجودہ مروجہ قانون اسلام کے خلاف ہیں ان کو کتاب و سنت کے مطابق بنایا جائے گا یہ دستور میں ترمیم کی گئی ہے اور غالباً بھاری اکثریت سے یہ ترمیم منظور ہوئی ہے۔ جب قومی اسمبلی نے ایک چیز کو تسلیم کر لیا ہے کہ اسی اصول کو تسلیم کرنا ہے اور کوئی چیز اس ترمیم میں نہیں ہے اس لئے اگر ہم اس پر انکار کا اصرار نہ کریں تو یہ عین اسلامی شان ہوگی اور مناسب بھی یہی ہے ۔

راؤ خورشید علی خان (منٹگمری ۔ م) حضور والا ۔ خان عبدالرازق خان صاحب نے جو اب باہر تشریف لے جا رہے ہیں ۔ ابھی اعلان کیا تھا کہ اس ایوان میں ہم بھی ماشا اللہ مسلمان ہیں ۔ اور اپوزیشن والے تو محض اپوزیشن کے نکتہ نظر سے تنقید کرتے ہیں ۔ اگر ان کی طرف سے کوئی ایسا قانون آئے جو شریعت کے تقاضوں کو پورا کرے۔ تو ہم اسے دیکھینگے ۔ اور اپنا

ووٹ اس کے حق میں استعمال کرینگے ۔ خداوند تعالیٰ نے وہ موقع بہت جلد ہی فراہم کر دیا ہے ۔ بہر حال اس سے میں انہیں خدا نخواستہ شرمندہ کرنا نہیں چاہتا ۔ اور نہ ہی میرا یہ مقصد ہے ۔ وہ میرے نہایت ہی قابل احترام بھائی ہیں ۔ یہ میں ویسے ہی رسمی طور پر نہیں کہہ رہا۔ بلکہ ان کا کردار ہی ایسا ہے جس کی وجہ سے ان کا احترام کرنا چاہئے ۔ اسی وجہ سے مجھے جرات ہوئی ہے اور میں انہیں خاص طور پر point out کر رہا ہوں ۔

جناب والا۔ محترم عبدالرازق خان صاحب ۔ تو اب یہ بات بالکل Clear ہو گئی ہوگی۔ اور یہ ویسے بھی دو اور دو چار والی بات ہے ۔ مولانا غلام غوث یہاں تشریف فرما ہیں ۔ وہ مستند عالم دین ہیں ۔ ان سے پوچھ لیا جائے کہ یہ جو معمولی قسم کی ترمیم لائی جارہی ہے ۔ آیا یہ کتاب و سنت کی روشنی میں انتہائی ضروری ہے یا نہیں ؟ اگر کوئی مستند عالم دین یہ کہہ دے کہ یہ ترمیمی بل کتاب و سنت کی روشنی میں ضروری نہیں۔ تو ہم ابھی اسے Withdraw کرنے کیلئے تیار ہیں ۔ لیکن اگر حقیقت حال یہ ہے کہ ایسا کوئی مستند عالم دین تلاش ہی نہ کیا جا سکے ۔

جو اس ترمیم کے متعلق یہ کہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں اور اس کے بغیر یہی ہمارا ۱۹۶۲ء کا پاس کیا ہوا شریعت ایکٹ اور پھر ۱۹۶۴ء کا ایکٹ کتاب و سنت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے ۔ تو ہم سارے اپوزیشن کے ممبران ابھی چودھری محمد ابراہیم صاحب سے درخواست کرینگے کہ وہ اپنا ترمیمی بل واپس لے لیں ۔ بات یہ ہے کہ اسلام کی یہ ایک امتیازی شان ہے کہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ۔ Complete Code of life

ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں ایک طرف اسلام ہمیں عقائد کی تعلیم دیتا ہے ۔ عبادات اور اخلاق کی تعلیم دیتا ہے ۔ وہاں اس بات کیلئے بھی ایک code مقرر ہے ۔ اسلام نے ہماری اجتماعی زندگی ۔ سیاسی زندگی۔ اقتصادی زندگی ۔ قانونی زندگی۔ معاشرتی زندگی ۔ غرضیکہ ایک ایک زندگی کیلئے مکمل code متعین کیا ہے ۔ ہمارے ایمان کا تقاضا محض اس بات

ہے پورا نہیں ہوتا کہ ہم نے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پڑھ لیا ۔ یا ہم نے متعینہ قسم کی عبارتیں سرانجام دیدی ہیں ۔ اور مروجہ قسم

کے اخلاق اور سیرت کا مظاہرہ کر دیا ۔ یہ بھی اپنی جگہ ضروری ہیں ۔ لیکن ایمان تب مکمل ہوتا ہے کہ عقائد بھی اسلامی شریعت کے مطابق ہوں ۔ حتیٰ کہ عبادات ۔ اجتماعی زندگی اور پھر اجتماعی زندگی میں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ۔ تعلیمی زندگی ۔ اقتصادی زندگی۔ اور قانونی زندگی۔ یہ سب اسلامی شریعت کے مطابق ہوں ۔ یعنی ایک انسان کو اپنی اجتماعی زندگی میں جس شعبہ حیات سے سابقہ پڑتا ہے ۔ وہ ہمیں کتاب و سنت کی روشنی میں متعین کرنا چاہئے ۔

اب ہمارے قانونی نظام کا یہ تقاضا ہے بلکہ ہمارے ایمان کا تقاضا اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک نماز ۔ روزے کی طرح ۔ اور حج۔ زکواۃ کی طرح ہمارا قانونی نظام بھی اسلامی شریعت پر استوار نہ ہو ۔ تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ۔ میں کسی کو شرمندہ کرنے کی غرض سے نہیں ۔ بلکہ حق نصیحت ادا کرنے کیلئے کیونکہ یہاں ہمارے سب مسلمان بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ یہ اتنی معمولی بات نہیں کہ اسے محض ہنس کر ہی ٹال دیا جائے ۔ یہ عقیدے کا معاملہ ہے اور ایمان کی بات ہے ۔ اگر یہ محض دنیاوی قسم کا معاملہ ہوتا تو ہم اسے ہنس کر گذار دیتے ۔ اس میں اگر ذرا سی کوتاہی ہو جاتی تو کوئی بڑی بات نہ تھی ۔ لیکن یہ عاقبت اور آخرت کا سوال ہے ۔ یہ جزا و سزا جنت اور دوزخ کا معاملہ ہے ۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بات اتنی سخت ہے کہ واقعی اس پر ایک قوم کے عروج و زوال کا انحصار ہے ۔

جناب والا ۔ اس وقت مسلمانوں کی بدبختی کی ایک بڑی وجہ علمائے کرام نے یہ بتائی ہے اور یہ بات کتاب و سنت سے بھی ثابت ہوئی ہے کہ جو قوم خدائی ضابطے سے منہ موڑ لیتی ہے اور اس ضابطے کو پش و پشت ڈال دیتی ہے۔ اس پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی جاتی ہے ۔ اب آپ اندازہ فرمائیں کہ اگر کسی قوم کے لئے روشنی کا کوئی راستہ موجود نہ ہو اور وہ گمراہی کا راستہ اختیار کر لے ۔ تو اس کے لئے کوئی وجہ جواز بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اللہ میاں نے اس قوم کو کسی ضابطے سے نہیں نوازا ۔ لیکن ہم تو ایک خوش قسمت قوم ہیں ۔ جسے اللہ میاں نے ویسے ہی نہیں ۔ دنیاوی اغراض کیلئے ہی نہیں۔ بلکہ آئیندہ زندگی کیلئے بھی ایک مکمل ضابطہ حیات دیا ہے ۔ کہ اگر اس ضابطے کے مطابق عمل کرو گے تو دنیا میں بھی عزت و آبرو پاؤ گے ۔ اور آخرت میں بھی جزا کے مستحق ہوگے ۔ تو یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ ہم تو رونا اس بات کا روتے ہیں کہ مسلمان روز بروز گرتے جارہے ہیں ۔ بڑے بے

عزت اور بے وقار ہو کر رہ گئے ہیں ۔ ان کی بات میں کوئی وزن نہیں ۔ یہ ایک بے ضمیر قوم ہو کر رہ گئے ہیں ۔ اور ان کے مقابلے میں دوسری قومیں بڑی ترقی کر رہی ہیں ۔ آخر ہمیں کیا ہو گیا ہے ۔ اور مسلمانوں پر یہ ذلت کیوں مسلط ہو گئی ہے ۔ دراصل یہ بڑی اہم بات ہے ۔ اب محض باتیں بنانے سے بات نہیں بنے گی ۔ اسلام محض Lip Service کا نام نہیں ۔ اور نہ ہی زبانی جمع خرچ سے بات بنیگی ۔ کوئی ضابطہ حیات خواہ وہ کتنا ہی خوش آیند کیوں نہ ہو ۔ محض اس کی رٹ لگانے سے کوئی فیوض و برکات حاصل نہیں ہو سکتیں ۔ جب تک ہم اپنی عملی زندگی میں کوئی ضابطہ حیات نافذ اور جاری و ساری کرنے کی کوشش نہ کریں گے اس وقت تک اچھے سے اچھے ضابطہ حیات سے کوئی فیوض و برکات حاصل نہیں ہو سکتیں ۔ اور یہ بات محض یہیں تک نہیں ۔ آخر ہم اللہ میاں کو کیا جواب دیں گے ۔ کیونکہ ہم تو اللہ میاں سے یہ وعدہ کر کے آئے ہوئے ہیں کہ ہم تیرے دین کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کریں گے ۔ پہلے اس کا مظاہرہ اپنے ملک میں کریں گے ۔ اور اس کے بعد ساری دنیا کو اسلام کی دعوت دیں گے ۔ اب بجائے اس کے کہ ہم ساری دنیا میں اسلام کا ڈنکا بجاتے ۔ اسلام اور دین کی افادیت ثابت کرتے ۔ اور ساری دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کرتے کہ یہ دنیا جو بیشمار قسم کے مسائل میں مبتلا ہے ۔ اس میں بے حد تکلیف ۔ تمام قسم کے ظلم و زیادتی ۔ اکھاڑ پچھاڑ بیچینی اور اضطراب پایا جاتا ہے ۔ اس کے متعلق اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ اگر دنیا اسلامی ضابطہ حیات اختیار کر لے ۔ تو یہ تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم اپنی غلط اعمالیوں اور اسلام کا نام لیکر اس کے خلاف عمل کرنے سے اسلام کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں ۔ ہمیں ایسی قوم کے انجام بد سے ڈر لگتا ہے ۔ کیونکہ وہ قوم جو اس کام کیلئے متعین کی گئی تھی کہ اسلامی اصولوں کو اپنے ملک میں اور ساری دنیا میں نافذ اور جاری و ساری کرے آج وہ یہ کام کرنے کی بجائے الٹا اس کے راستے میں رکاوٹ بن گئی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اگر حالت یہ ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں ہے کہ تیرہ چودہ سو سال کا یہ پرانا نظام ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس روشنی کے زمانہ میں ملا لوگ تیرہ چودہ سو سال پرانی بات کرتے ہیں تو پھر اس بات کو کھلم کھلا کہیں اور کہیں یہ نظام پرانا ہو چکا ہے اسے موجودہ زمانہ میں قانون کی حثیت نہیں دے سکتے ۔ لیکن اس سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں ہوتا ۔ آپ اسلام کے نام شریعت کے نام پر اس کو مانتے ہیں ایمان رکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ۔ اور اسلامی شریعت و قانون کے مطابق اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ منافقت ہے ریا کاری ہے ۔ اور اسلام کی تذلیل ہے ۔ آپ پھر آخرت میں کیا جواب دیں گے ۔

جناب سپیکر۔ بات صاف ہے جب آئین میں آپ نے طے کر لیا ہے ۔ کہ ہم کتاب و سنت کے مطابق ہر بات کریں گے ۔ اور آئین میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ کوئی قانون کتاب و سنت کے خلاف نہیں ہوگی۔ لیکن اس میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ یہ اسلامی قانون تیرہ چودہ سو سال پرانا قانون ہے اس لئے ہم اس کو وہ حیثیت نہیں دے سکتے ۔ اگر یہی بات ہے تو آپ خدا اور رسول سے غداری کر رہے ہیں ۔ آئین سے غداری کر رہے ہیں۔ اس آئین سے جس کا آپ نے حلف اٹھایا ہے ۔ اگر ہم تنقید کرتے ہیں تو نیک نیتی سے کرتے ہیں اور اگر آئین میں خامیاں دور کرنے کیلئے کہتے ہیں تو آپ پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جاتے ہیں ۔ آپ نیک نیتی سے اس کی خامیوں کو سنیں اور دوسرا ایسا قانون لے آئیں جو کتاب و سنت کے منافی نہ ہو۔

آپ کوئی ایک عالم دین پیش کر دیں ۔ جو اس ترمیم کے متعلق اس بات کی نشان دہی کر دے کہ یہ اسلامی شریعت کے مطابق نہیں۔ اور اس ترمیم کے بغیر ہی اسلامی شریعت کے تقاضے پورے ہیں تو ہم جھوٹے ۔ لیکن اگر آپ ایک عالم بھی ایسا مہیا نہیں کر سکتے ۔ تو پھر آپ کو کیا حق ہے کہ اسلامی شریعت کا راگ الاپتے رہیں ۔ آپ کو کیا حق ہے کہ آئین کا احترام کی بات کریں ۔ اور اس کے تقدس کا ذکر کریں جب کہ آپ اپنی مصلحتوں کے پیش نظر ایسی ترمیم کو پائے استحقار سے ٹھکرانے کے درپے ہیں ۔ کیا آپ کے دل میں یہ اسلام اور شریعت کا احترام ہے ۔

ان الفاظ کے ساتھ کہ اگر میرے الفاظ میں کچھ سختی کا اظہار ہوا ہے تو اس کے لئے میں معذرت چاہتا ہوں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آپ بہ حیثیت مسلمان اسلامی شریعت کے مطابق اپنے قوانین کو ڈھالنے کی کوشش کریں ۔

مسٹر عبدالرازق خان (مردان ۔۳) ۔ جناب والا ۔ چودھری ابراہیم صاحب نے جو ترمیمی بل پیش کیا ہے جہاں تک اس کے اصول کا تعلق ہے سٹینڈنگ کمیٹی نے اپنی رپورٹ اس کے حق میں کی ہے ۔ اور پھر جیسا کہ راؤ خورشید علی خان صاحب نے اس کی وضاحت فرمائی ہے ۔ مجھے ان سے پورا پورا اتفاق ہے ۔ کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں کہ اگر کسی قانون کو شریعت کے مطابق بنایا جائے اور ترمیم کی جائے اور اس سے وہ تمام خرابیاں دور کی جائیں اور وہ پسند نہ کریں ۔ اس لئے میں اس کی تائید کرتا ہوں اور سب صاحبان اس کی تائید کریں گے ۔

سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ میں حکومت کا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر اس ترمیم کو منظور کیا جائے تو اس کا اثر صرف اس قانون پر ہی نہیں ہوگا بلکہ

1. Child Marriage Restraint Act, 1929.
2. The Dissolution of Muslim Marriage Act 1939.
3. Muslim Family Law Ordinance 1961.

پر بھی اس کا اثر پڑے گا ۔ تو پھر اس میں ایک ایسی بات پیش کردی ہے۔ جس سے یہ شک پیدا ہو گیا ہے کہ آیا یہ جو کچھ چودھری ابراہیم صاحب کہہ رہے ہیں وہ واقعی درست ہے یا ان کا مقصد نیک ہے اور وہ واقعی اپنی پارٹی کے پروگرام کے مطابق اسلامی ترمیم نہیں لا رہے یہاں ایک متنازعہ فی مسئلہ پیدا ہوگیا ہے راؤ صاحب اور چودھری محمد ابراہیم صاحب جس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اس کے متعلق مولانا احمد علی مرحوم نے فرمایا ہے کہ اس نے اسلام میں ترمیم کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اس طرح بہت سے ایسے مسائل ہیں۔

راؤ خورشید علی خان ۔ جناب سپیکر ۔ اب یہاں ایک نئی بحث چھڑ گئی ہے۔ اور اس طرح جماعت اسلامی زیر بحث آجائے گی ۔ اور پھر اس طرف سے جماعت اسلامی کو defend کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

Mr. Speaker : There should be no discussion about Jamait-i-Islami.

مسٹر عبدالرازق خان ۔ مولانا غلام غوث صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے

خواجہ محمد صفدر ۔ وہ تو روشنی ڈال چکے ہیں ۔

مسٹر عبدالرازق خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں وزیر قانون کی خدمت میں گذارش کرونگا کہ واقعی اگر حکومت کو شبہ ہے تو پھر اس کو چاہئے کہ outright اسے مان لے ۔ اور اگر سمجھتے ہیں کہ اس سے کوئی ایسی بات ہوسکتی ہے ۔ جو شریعت کے منافی ہو اور اسلامی قانون کے مطابق نہیں تو پھر اسے اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے پاس refer کردیں ۔ جب وہ فتوے دے دے ۔ تو پھر یقیناً آپ کو مان لینا چاہئے ۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز (لاہور ۔ ملتان ڈویژن) ۔ صدر محترم ۔ بات کچھ اور ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ بہ حیثیت مسلمان ہم یہاں ایوان میں ہوں یا باہر کسی پلیٹ فارم پر ہم کسی اس چیز کی مخالفت کر نہیں سکتے کہ ایک اسلامی سلطنت جو قرآن کریم اور شرع اسلام کے خلاف ہو ۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ کوئی قانون بھی جو شریعت کے خلاف ہو اسے کالعدم قرار دیا جائے ۔

صدر محترم ۔ دراصل بات اور ہے بات یہ ہے کہ جہاں تک مسلم لا کو codify کرنے کا تعلق ہے ۔ آپ کو بھی معلوم ہے اور میں بھی جانتی ہوں کہ شہنشاہ اورنگ زیب تک بھی اسے codify نہ کرا سکے دس سال تقریباً ۵۰ علماء نے کام کیا مگر اسلامی قوانین codify ہونے اس لئے بہتر ہوگا کہ اس بل کو کونسل میں بھیج دیا جائے اور اس تجویز کو منظور کر لیا جاوے ۔

Mr. Speaker : Begum Sahiba, there is point of order.

مولانا غلام غوث ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ غازی اورنگ زیب رحمت اللہ علیہ نے واقعی علماء کا بورڈ ایک مقرر کیا تھا ۔ چنانچہ انہوں نے ایک جامعہ قانون مرتب کیا وہ ناکام نہیں ہوا اور رنگون سے تاشقند تک اس پر عمل ہوتا رہا ۔ یہ کہنا کہ کسی زمانہ میں کوئی جامع قانون مرتب نہیں تھا غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر وقت ایک جامع قانون موجود رہا ہے اور ہے ۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز ۔ غالباً میرے محترم بھائی میری بات سمجھ نہیں سکے ۔ میں تو ناقص العقل ہوں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جس کو ہم codified laws کہہ سکتے ہیں وہ اسلامی قوانین codify ہو نہیں سکے ۔ یہ بھی اسلام کی ایک اعلےٰ خاصیت ہے کمی نہیں۔ کسی اسلامی ملک میں مصر

ایران یا ٹرکی کے متعلق جانتے ہیں ۔ اور میں بھی جانتی ہوں کہ Codified Muslim laws as such نہیں ہے میں نے فتاویٰ عالم گیری کا بھی مطالعہ کیا ہوا ہے ۔

میری یہ عرض ہے کہ اگر کوئی ایسا برٹش لاء جو برٹش کے زمانے میں بنا ہو یا اس کے بعد بنا ہو جو کسی کے خیال میں defective ہو تو بہتر ہوگا جیسا کہ رازق صاحب نے فرمایا ہے کہ اسکو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل میں بھیج دیا جائے تو وہ اس پر اپنی رائے کا اظہار کردے اور اس کو ایوان کے سامنے پیش کر دیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاولپور ۔۲)۔ جناب والا اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف اس سے بڑا بہتان اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ اسلامی فقہ اور اسلامی قانون کا کوئی ضابطہ مقرر نہیں ہے ۔ یہ ہماری محترمہ بہن کی بے خبری اور لاعلمی اور اسلامی روایات سے محض بے خبری کا نتیجہ ہے اور آج مجھے یہ محسوس ہوا اور آج مجھے اس فلسفہ کا علم ہوا کہ حکومت کیوں ۵۰ سال میں ریٹائر کر دیتی ہے ۔

دوسری بات جو آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اموی حکومت کے دور میں اور عباسی حکومت کے دور میں (قطع کلامی) جناب یہ رننگ کمٹری کو بند کیا جائے۔

Mr. Speaker : Order! Order.

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا اموری حکومت کے دور میں اور عباسی حکومت کے دور میں اور سپین میں مسلم حکومت کے دور میں کیا یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ تمام قضایہ اور تمام مقدمات ضابطہ یا کسی کوڈ کے بغیر فیصلہ ہوتے رہے۔ عالم اسلام جو کسی وقت دنیا کے تین چوتھائیوں کے برابر تھا حکومت کرتا تھا کیا اسمیں کوئی ضابطہ قانون مقرر نہیں تھا اور جس فتاویٰ عالمگیری کو بیگم صاحبہ پڑھ چکی ہیں وہ گول میز کانفرنس میں ہوگا وہ فتاویٰ عالمگیری جو میرے پاس موجود ہے اس کو یہ نہیں پڑھ سکتیں وہ عربی میں لکھا ہوا ہے۔ نمبر (۲) میرے فاضل دوست رازق صاحب نے فرمایا کہ آج ہمیں اسبات کو نہیں دیکھنا ہے ہمارے لئے ایک واضح حکم موجود ہے۔

لَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ بَلِ انْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ

اس کو مت دیکھو کہ یہ کلمہ حق کس کے منہ سے نکلا ہے اور وہ کس جماعت سے تعلق رکھتا ہے اس کی جماعت پر کیا الزامات ہیں کیا حق دین جو ان سے منسوب کئے جاتے ہیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ آیا وہ بات جو کہہ رہے ہیں وہ بات آیا اسلام کے مطابق یا دین کے مطابق ہے

مرد باید کہ زیرک اندر گوش
بر نوشت است پند بر دیوار

اگر دیوار پر بھی عقل کی بات لکھی ہو تو اس کو بھی مان لو یا دوسری بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واللہ وسلم نے فرمائی ہے کہ۔

کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا وَاَھْلُھَا

اگر حکمت کی بات عقل کی بات اور حق کی بات دراصل مسلمان کی متاع گمشدہ ہے جہاں اس کو وہ ملے وہ پالے۔ اس لئے ہمیں یہ نہیں دیکھنا ہے کہ کہنے والا اس کا کون ہے ایا وہ چودھری ابراہیم نے کہی ہے راؤ خورشید نے کہی ہے یا مولانا غلام غوث نے کہی یا ارشد نے کہی ہے۔ دیکھنا صرف یہ ہے۔

... وہ کہہ رہے ہیں وہ قرین حق و انصاف ہے اور اسلامی روایات کے مطابق ہے یا نہیں اور اگر روایات کے مطابق ہو تو اسکو قبول کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہئے ۔

مسٹر حمزہ (لائل پور-۶)۔جناب سپیکر۔ جہاں تک اسلام کے بنیادی اصولوں کا تعلق ہے یا ان کے تحت جو قوانین مرتب کرنے کا سوال ہے اس کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں میں کوئی اختلافات موجود نہیں ہیں ۔ اگر اختلافات ہیں تو فروعی ہیں ۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے جنکی عملی زندگیاں اس قسم کی ہیں کہ اگر اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں تو پھر انکو من مانی کرنے میں رکاوٹ پیدا ہوگی یا وہ جس قسم کی زندگی کو بہتر سمجھتے ہیں یا اپنانا چاہتے ہیں اس طریقہ سے گذارنے میں وہ کامیاب نہ ہوں گے ۔ اس لئے انکا مقصد محض اسلام میں نقائص ڈھونڈ کر کوئی نہ کوئی بہانہ تراشنا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ وہ لوگ جن کو اسلام سے اختلافات ہیں اور وہ اس کو ضابطہ حیات نہیں سمجھتے وہ کھلم کھلا میدان میں آتے اور واضح الفاظ یہ کہتے کہ ہم اس کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس طبقہ نے اسلام کو انتہائی بدنام کرنیکی کوشش کی ہے بلکہ اس ملک میں پبلک کی طرف اسلامی زندگی کو اپنانے کے مطالبہ کو ناکام بنانے میں بیحد اہم رول ادا کیا ہے ۔

(اس موقع پر سینیٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)۔

جب بھی ان اصولوں پر عمل کرنے کیلئے کوئی ضابطہ مرتب کرنے کا مسئلہ پیش ہونا رہا ہے تو ہمیشہ ان فروعی مسائل کو جن میں اختلاف ہے یہ لوگ سامنے لے آتے ہیں اور ان کو بہانے کے طور پر پیش کر دیا جاتا ہے ۔ اور کہا جاتا ہے کہ اگر ہم اس پر عمل کریں گے تو ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو اس سے شدید اختلاف رکھتا ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہانہ بازی ہے اور ان کی عافیت اسی میں ہے تاکہ وہ اپنی من مانی کارروائیاں کر سکیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کو اس چیز کا علم ہوگا کہ حزب اختلاف کیطرف سے جب بھی اسلامی قوانین مرتب کرنے یا ان کے نفاذ کا مسئلہ اس ایوان میں پیش ہوا تو گورنمنٹ نے اسکو محض ٹالنے کیلئے معاملہ کو اسلامی مشاورتی کونسل کے سپرد کرنیکی تجویز اس ایوان میں پیش کی ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کو اس چیز کا علم ہوگا کہ امتناع شراب سے متعلق جب اس ایوان میں بل لایا گیا یا تجاویز پیش کی گئیں تو گورنمنٹ کیطرف سے یہ کہا گیا کہ ہم اسلامی مشاورتی کونسل سے مشورہ کر رہے ہیں ۔

لیکن تقریباً دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے آج تک کوئی رائے ہمیں نہیں پہنچی ۔ حالانکہ ہر نیک نیت مسلمان کو علم ہے کہ شراب کا استعمال اسلام میں حرام ہے جیسا کہ رازق صاحب نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں چند معمولی اختلافات ہیں ان کو اس ایوان میں بھی ہوا دیکر اس چیز کا سہارا لینے کیلئے ۔

پارلیمنٹری سکریٹری (چودھری سلطان محمود)۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب کورم نہیں ہے ۔

خواجہ محمد صفدر ۔ جناب یہ سازش ہورہی ہے پہلے گورنمنٹ بنچز والوں نے ممبران کو باہر نکال دیا اور پھر یہ کہدیا کہ کورم نہیں ہے ۔

This is dishonesty

یہ کیا آپ لوگوں نے مذاق بنا رکھا ہے ۔

Mr. Senior Deputy Speaker : Let there be a count (*court was taken*) The House is not in quorum. Let the bells be rung. (The bells were rung)

Parliamentary Secretary (Chaudhri Sultan Mahmood) : The House will be in quorum within two minutes.

Mr. Senior Deputy Speaker: House is in quorum. Mr. Hamza to proceed with his speech

مسٹر حمزہ ۔ اس ایوان میں بھی وہی بدنام پالیسی اختیار کرنے کا مظاہرہ کیا گیا ہے ۔ جس کے تحت لوگوں کے معمولی اختلافات کو ہوا دے کر اہم مسائل کو ملتوی کیا جاتا یا ٹالا جاتا ہے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آج اس حکومت سے یہ امید کرتا ہوں ۔ کہ جو وعدے اس کی طرف سے کئے جاتے رہے ہیں ۔ اگر ان میں کچھ حقیقت ہے ۔ تو آیئے اس بنیادی اصول کو اپنائیں ۔ جس کے بارے میں اس ملک کے مسلمانوں میں قطعاً دو رائیں نہیں ہیں ۔ یا اپنے کھوکھلے وعدوں دعوؤں اور اسلام دشمن ہونے کا ثبوت دیجئے ۔

نوابزادہ افتخار احمد خان (جھنگ ۔۱)۔ صدر محترم ۔ آج موضوع زیر بحث پر اتنی زیادہ روشنی ڈالی جا چکی ہے کہ میں اب اس میں مزید گنجائش نہیں سمجھتا میں صرف اس بات پر حیران ہوں ۔ کہ اس مسئلہ پر جس پر کے دو رائیں ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ ہماری حکومت نے کیوں اس بل کی مخالفت کرنا ضروری سمجھا ۔ شائد یہ بھی اس لئے کہ حکومت کا محض دعویٰ کرنا اور کسی اچھے کام کی مخالفت کرنا ان کا نصب العین بن چکا ہے ۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے رہنے والے مسلمان بھوکے مرسکتے ہیں ۔ ننگے پھر سکتے ہیں ۔ سب قربانیاں دے سکتے ہیں ۔ سب کچھ برداشت کرسکتے ہیں ۔ لیکن اگر کوئی چیز برداشت نہیں کرسکتے

تو وہ اسلام کی مخالفت اور شریعت کی مخالفت برداشت نہیں کرسکتے۔ اور یہ مسلمانوں کی تاریخ ہے کہ اگر انہوں نے تیرہ سو سال میں کوئی چیز برداشت نہیں کی۔ تو اسلام پر شریعت پر حملہ کبھی بھی برداشت نہیں کیا اور اس کے لئے انہیں بیشمار قربانیاں دینی پڑی ہیں۔ اس لئے میں اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے جو جواز اس بل میں مخالفت کرنے کے سلسلے میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور انہوں نے صرف ایک ہی بات کہی ہے۔ کہ یہ بل Money Bill ہے۔ اور اس پر اخراجات ہوں گے۔ اور ابھی اخراجات کے لئے گورنر صاحب سے منظوری نہیں لی گئی ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں جناب وزیر قانون اور دیگر وزراء صاحبان اور اپنے ان بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں۔ جو ان کے ساتھ ہیں۔ کہ یہ مسئلہ مذہب، ایمان اور اسلام کا ہے۔ اس کو پارٹی کے نکتہ نظر سے یا سیاست کے نقطہ نظر سے خدا کے لئے نہ دیکھیں۔ اگر آپ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ تو آپ اسے واپس لے لیجئے۔ اور اس بل کو پاس ہونے دیجئے۔

(THE LAW MINISTER HANDS OVER A PAPER TO MR. SENIOR DEPUTY SPEAKER.)

Mr. Senior Deputy Speaker : That is not the proper form of the motion. "The House is in doubt".....

Minister of Law : I will correct it.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : The House is not in doubt. The Law Minister is in doubt.

(*A short pause*)

Khawaja Muhammad Safdar : Let us proceed. What is the hitch?

Mr. Senior Deputy Speaker : There is no speaker.

Khawaja Muhammad Safdar : Then put the question to the House.

Minister of Law : We proceed. Don't lose control. Let us do things amicably.

Khawaja Muhammad Safdar : We are all patient.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan. : We come here with a cool head.

(*A short pause*)

Mr. Senior Deputy Speaker : There is a notice of a motion by the Law Minister that the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill, 1963, be referred to the Council of Islamic Ideology for advice., He may move it.

Minister of Law : Sir, I move:—

That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill, 1963, be referred to the Council of Islamic Ideology for advice.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : This motion is out of order.

Minister of Law : Let me address the Chair and the House. Khawaja Sahib, would you not permit me to address the Chair?

Khawaja Muhammad Safdar : With pleasure.

وزیر قانون - پیشتر اس کے کہ میں چودھری محمد ابراہیم کے سوالات کا جواب دوں میں سب سے پہلے مناسب سمجھتا ہوں کہ میرے معزز دوست خواجہ محمد صفدر صاحب نے جو اعتراضات کئے ہیں ان کا جواب دوں - خواجہ صاحب نے جو کچھ بھی فرمایا میں اس کے ساتھ لفظ بلفظ اتفاق رکھتا ہوں - جیسا کہ خواجہ صاحب نے فرمایا یہ واقعی میرا فرض ہے اور فرض اولین ہے- اور میں اپنے فرض کو بالکل اچھی طرح سے محسوس کرتا ہوں - اور وہ کیا ہے اور خواجہ صاحب اور ہم اپنے معزز ارکان کو بتانا چاہتے ہیں کہ کئی ایسے قانون ہیں جو ہم نے Council of Islamic Ideology. کو بھیجے ہیں اور جیسے جیسے وہ محکموں سے آتے رہتے ہیں ہم ان کو بھیجتے رہتے ہیں تاکہ ہمیں یہ پتہ لگے کہ آیا ایسا کوئی قانون شریعت یا قرآن کے خلاف ہے یا نہیں اگر ہے تو ان کو ہم یہاں لے آئیں - ان کی ترمیم کریں یا ان کو منسوخ کریں - تو جہاں تک اس بل کا تعلق ہے میں اپنی طرف سے اور گورنمنٹ کی طرف سے اور ہماری پارٹی کی طرف سے اس ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ قطعاً ہم اس بل کے اصول کے خلاف نہیں ہیں جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ میں ہے کہ اگر یہ قانون جو بل چودھری صاحب لایا ہے یہ ترمیم اگر ہم منظور کرلیں تو نتیجہ کیا ہوگا کہ اور تین چار قانون ہیں جن کے اوپر اس کا اثر پڑتا ہے اور ان میں غلط فہمیاں اور الجھنیں پیدا ہوجائیں گی جیسا کہ ہمارے معزز دوست رازق صاحب نے بتایا ہے -

1. Child Marriage Restraint Act.
2. Dissolution of Marriages Act.
3. Muslim Families Laws Ordinance.

میں اس حد تک بھی جانے کیلئے تیار تھا کہ ہمارے اور قانون پر جو ان کا اثر پڑے تو ان کو بھی ہم درست کرلیں اور اس بل کو مان لیں - میں اس حد تک جانے کیلئے تیار تھا لیکن صرف ایک آئینی پیچیدگی میرے سامنے ہے- جو مجبور کرتی ہے کہ میں اس کو oppose کروں، اور وہ یہ ہے کہ یہ بل اگر پاس ہوگیا تو اس کا اثر اس فیملی لاز آرڈیننس سن ۶۱ کے اوپر پڑتا ہے جسکو آئین نے تحفظ بخشا ہے اور جس کو میں ترمیم نہیں

کر سکتا ۔ اس لئے جو میں نے آپ کے سامنے موشن رکھا ہے وہ ہاؤس کے سامنے ہے ۔ ہم ہاؤس کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمیں Council of Islamic Ideology سے اطلاع مل گئی کہ یہ بل چودھری صاحب کا واقعی صحیح ہے اور جس قانون کو یہ ترمیم کرنا چاہتے ہیں وہ اگر واقعی شریعت کے خلاف ہے تو پہلے ہم گورنمنٹ کی طرف سے یہ بل یہاں لے آئیں گے اور چودھری صاحب کی انشاءاللہ ہم مدد کریں گے ۔ یہ opinion ملنے کے بعد ہم فوراً سنٹرل گورنمنٹ کو لکھیں گے کہ کم از کم ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم اس کو ترمیم کریں اور فیملی لاز آرڈیننس کو اگر ہمیں اجازت نہیں دیتے تو سنٹرل گورنمنٹ والے خود بخود ان کو ترمیم کرلیں اور جہاں تک ہماری نیت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا رویہ جو کل اور آج رہا ہے ہم نے اس سے ممبر کو یہ ثابت کر کے دکھایا ہے کہ جو بھی قانون شریعت کے خلاف ہے اور اب وہ رائج ہے اور آج تک اس کی منسوخی کے لئے جو بھی بل اس ہاؤس میں آیا ہم نے اس کو منظور کیا ہے ۔ جیسا کہ مثال کے طور پر کل مولانا صاحب کا ایک بل تھا ۔ اس لئے میں ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم قطعاً اس کے خلاف نہیں ہیں اور یہ ہمارا آئین ہے ۔ یہ ہمارا ایمان ہے اور ہم ہر صورت میں دیکھیں گے کہ جو ہمارا قانون اب رائج ہے اور جو اس کے بعد ہم بنائیں گے وہ قرآن اور حدیث کے مطابق ہو اور انشا اللہ ہم عملاً کر کے یہ دکھائیں گے ۔ ہم محض نمائش میں اعتقاد نہیں رکھتے ہیں کہ اخبار والوں کو یہ بتائیں دنیا والوں کو یہ بتائیں کہ ہم یہ کرنا چاہتے ہیں وہ کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم عملاً انشا اللہ کر کے دکھائیں گے کہ ہر ایک ہمارا قانون جو ہے وہ شریعت اور قرآن کے مطابق ہے ۔

Khawaja Muhammad Safdar : Mr. Speaker, Sir. .....

Mr. Senior Deputy Speaker : Are you making a speech on the merits of the motion or you have any technical objection to the moving of this motion ? I have first to propose this question.

Khawaja Muhammad Safdar : I am going to oppose this motion both on technical grounds and other grounds as well.

Mr. Senior Deputy Speaker : You have got no point of order.

Khawaja Muhammad Safdar : No.

Mr. Senior Deputy Speaker : Then let me put it.

Major Sultan Ahmed Khan : Sir, I have a point of order if you will allow me.

پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب ان کے معزز وزیر قانون صاحب کے اعلان سے کہ یہ Council of Islamic Ideology

کو refer کیا جائے ۔ یہ اچھا ہے لیکن اس Council of Islamic Ideology میں افیم کے سمگلر موجود ہیں ۔

Mr. Senior Deputy Speaker : This is not a point of order. Please take your seat. The motion moved is:--

That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill, 1963, be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology for advice.

مسٹر افتخار احمد خان (جھنگ ۔ ۱) ۔ صدر محترم میں اس کو oppose کرتا ہوں مجھے یہ رولز دیدیں ۔ صدر گرامی پارلیمانی روایات کا تقاضا یہ تھا۔ کہ اس اعتراض کو اس وقت دیا جاتا کہ جس وقت یہ بل ایوان کے سامنے پیش ہوا تھا میں یہ تو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں کہ اتنے فاضل اور اتنے قابل اور اتنے لائق وزیر صاحب کے ذہن میں اعتراض اس وقت نہ آیا ہوگا کہ جس وقت کہ انہوں نے شروع میں اٹھ کر اس چیز کی مخالفت کی تھی یہ ان کا after thought ہے کہ جب انہوں نے بحث سنی جب دلائل سنے اور یہ پورا ایوان ان کے دلائل سے متاثر ہوا کہ یہ بل واقعی شرع کے مطابق ہے - - - - - - - - - - (قطع کلامی)

Minister of Law:— Better Late than never

مسٹر افتخار احمد خان ۔ اور وہ لاجواب ہوگئے۔شروع میں ان کا یہ رویہ یہ تھا کہ یہ بل کی مخالفت کرتے تھے اور اب بل کی مخالفت ترک کرکے ایک اور نیا راستہ تلاش کیا ہے ۔ نئی راہ فرار تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ راہ فرار یہ ہے کہ جس بل کو پاس نہ کرنا ہو اور اس کی علی الاعلان مخالفت کرنی سیاسی مقاصد کے خلاف ہو اور جہاں یہ سمجھتے ہوں کہ یہ چونکہ اسلام کا مسئلہ ہے شریعت کا مسئلہ ہے اس لئے بظاہر اس کی کھلم کھلا مخالفت کرکے وہ اس چٹان سے پاش پاش ہو جائیں گے ۔ اب انہوں نے یہ راستہ indirect مخالفت کا نکالا ہے کہ اس بل کو طاق نسیان میں ڈالنے کے لئے سرد خانے میں ڈالنے کیلئے انہوں نے یہ راستہ تلاش کیا ہے ۔ اس لئے صدر محترم میں اس کی اسی لئے مخالفت کرتا ہوں کہ ایک تو یہ ثابت کرنا چاہئے تھا کہ کس طرح سے یہ بل ۔ یہ بل itself شریعت کے خلاف ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اس بل سے اور دوسرے قوانین متاثر ہوں گے ۔ انہوں نے اعتراض یہ کیا ہے کہ فیملی لاز آرڈیننس جو ان کا بڑا پاکیزہ قانون ہے ۔ جو بڑا شرعی قانون ہے ۔ جس کی حفاظت کا ۔ جس کی امانت کا انہوں نے حلف اٹھایا ہوا ہے ۔ افسوس کی بات ہے صدر محترم۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج پورے ملک میں عائلی قوانین کے خلاف علماء کا ایک فتوے

ہے ۔ تمام علماء خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں ۔ اہل حدیث ہوں۔ حنفی ہوں سنی ہوں۔ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ عائلی قوانین شرع کے خلاف ہیں اور اسلام کے خلاف ہیں ۔

مسٹر عبدالرازق خان ۔ اس اسمبلی نے ریزولیشن پاس کیا اور ہم سب نے ووٹ دیئے ۔

مسٹر افتخار احمد خان ۔ آج وہی یاد کرا رہا ہوں ۔

مسٹر عبدالرازق خان ۔ تو آپ اس میں ترمیم نہیں کرسکتے وہ سنٹرل لا ہے ۔

مسٹر افتخار احمد خان ۔ جہاں پورے ملک نے ان فیملی لاز کے متعلق ایک رائے اور ایک واضح رائے ایک قرار داد کے ذریعے دیدی ہو تو آج اس کو پھر protect کرنا اس کی آج حفاظت کرنا اور اس کو بچانے کے لئے اس شرعی بل کی مخالفت کرنا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قابل پذیرائی عذر نہیں ہے ۔

اگر دفعہ ۶۱ کے ماتحت انہوں نے اعتراض کیا ہے تو اس کا مقصد یہ ہے جو مسئلہ ایوان کے سامنے زیر بحث آیا ہے کیا شرعی طور پر اس میں کوئی شک پیدا ہو گیا ۔ وہ تو کہتے ابہام ہے ۔ اس ایوان کا اور وزیر قانون صاحب کا ابہام اس بل کے متعلق ہے ۔ جس بل کے متعلق ان کی واضح رائے یہ ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم اصولی طور پر اس سے متفق ہیں جب آپ کو اس بل کے متعلق کوئی ابہام نہیں ہے ۔ جب کہ اس بل کی صحت کے متعلق کوئی ابہام نہیں ہے ۔ جب آپ کو اس بل کو خلاف شرع ہونے کے متعلق کوئی شک و شبہ نہیں ہے توآپ کیسے رول ۶۱ کا سہارا لے سکتے ہیں ۔

مسٹر سینئر ڈپٹی سپیکر۔ رول ۶۱ کا سوال نہیں ہے اب تو دستور میں ترمیم ہوچکی ہے ۔ اس میں کسی ابہام کے بغیر کسی شک کے بغیر یہ تحریک ہوسکتی ہے کہ کسی ایک بل کو اسلامک کونسل آف آئیڈیالوجی advice کیلئے ریفر کیا جائے۔ تو میں رول ۷۱ پڑھ کر اس موشن کو ریفر کر رہا ہوں ۔

مسٹر افتخار احمد خان ۔ رول ۷۱ کے مطابق آپ بات کر رہے ہیں ۔ یہ رول ۶۱ میں تو نہیں آتا ہے ۔

مسٹر سینئر ڈپٹی سپیکر۔ آئین میں جو ترمیم ہوئی ہے اس کے رول ۷۱ کو اس وقت پڑھتے ہوئے میں یہ موشن ہاؤس کے سامنے پیش کر رہا ہوں ۔

مسٹر افتخار احمد خان ۔ جناب والا میں بھی اسی لئے مخالفت کررہا ہوں ۔ یہ موشن انہیں اولین فرصت میں اس اعتراض کے لئے لانا چاہئے تھی ۔ جس وقت یہ بل پیش ہوا تھا۔اس وقت ان کو سہارا لینا چاہئے تھا کہ اس کو کونسل میں بھیجنا چاہئے ۔

جناب والا نمبر ۲ میرا اعتراض یہ ہے کہ اس بل کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہے ۔ مولانا غلام غوث صاحب اور راؤ خورشید صاحب ہمارے عالم دین ہیں ان کی واضح تقاریر اور اعلانات کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ اس کے بعد اس بل کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے کی کوشش کی جائے ۔ یہ خود فریبی میں مبتلا ہیں ۔ اگر خودفریبی میں مبتلا ہونا اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں تو یہ اور بات ہے ۔ لیکن آج کے بحث و مباحثہ کے بعد اس میں کوئی ابہام نہیں رہا یہ بل قطعی طور پر شریعت کی حفاظت کیلئے ہے ۔ نہ یہ کہ اس میں کوئی شبہ ہے ۔ اس لئے ان الفاظ کے ساتھ میں سمجھتا ہوں یہ ان کی موشن خلاف قاعدہ ۔ خلاف قانون اور محض اس کوشش کیلئے ہے ۔ اور اس نیت کے ساتھ ہے۔ آج کی بحث سے نکالنے کیلئے کوئی راستہ تلاش کریں ۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز (لاہور ۔ ملتان ڈویژن)/۔ صدر محترم۔مجھے اس بات کا سخت رنج ہے کہ آج میرے منہ سے اس ایوان میں بعض ایسے الفاظ نکلنے ضروری ہوگئے ہیں کاش مجھے ان کی ضرورت نہ ہوتی ۔ صدر محترم ۔ڈیڑھ سو سال سے مسلمان عورتیں ہزاروں تکالیف میں مبتلا ہیں ۔ انہوں نے سال ہا سال انتظار کیا۔ کہ علمائے دین ان کے حقوق کے متعلق آواز بلند کریں گے اور جو حق ان کے غصب کئے جارہے تھے وہ انہیں دلوائیں گے مگر ایک انگلی بھی نہ اٹھائی گئی چند ایک مہربان بھائی کچھ سوشل قوانین لائے جو بڑی مشکلوں سے پاس کرائے گئے ۔ کون سا وقت نہ آیا جب کہ سوشل لیجسلیشن کو جس سے عورتوں کی تکالیف میں کچھ کمی ہوتی نظر آتی تھی اور جو کسی ایوان میں پیش کیا گیا۔ صوبائی اسمبلی میں یا مرکزی اسمبلی میں کیا علمائے دین نے اس کی مخالفت نہیں کی؟ ہمیشہ یہ ڈھونگ پیش کیا گیا کہ یہ اسلام کے خلاف ہے ۔ صدر محترم وہ اسلام،جس کے متعلق نیویارک کے پلیٹ فارم پر کہا گیا کہ وہ غصب کا national مذہب ہے ۔ پلیٹ فارم پر یہ کہا جاوے اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر ایک کے حقوق کے مفاد کو protect کرتا

ہے علمائے دین نے کیا کوئی ایسا قدم کبھی بھی اٹھایا جس سے عورتوں کو شرعی حقوق حاصل ہوسکے ۔ ایک ایک برس تین تین سال کی عورتوں اور لڑکیوں کی شادیاں ہوئیں ۔

مولانا غلام غوث ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا کیا ان کو علمائے دین کے خلاف تقریر کرنے کی اجازت دی گئی ہے ۔

مسٹر سینئر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

مولانا غلام غوث ۔ اگر ایسا ہے پھر مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت ہوگی ۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز ۔ میں یہ عرض کرتی ہوں اس وقت جو تقاریر آپ کے سامنے ہوئی ہیں ۔ان میں وزیر قانون صاحب نے یہ روشنی ڈالی ہے کہ آج تک جو تین سوشل قانون بنائے گئے ہیں ۔ عورتوں کی تکالیف کا احساس کرتے ہوئے اور ان کی تکلیفوں کو روکنے کیلئے کئے ہیں یعنی

(1) Age of Consent (2) Dissolution of Marriages Bill
Family Courts Bill (3) Family Laws Ordinance

اور اب کل جو پاس کیا گیا یہ بل
ان پر اثر انداز ہوگا کوئی وقت ایسا آیا جس وقت انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ اسلام کے خلاف ہے۔ بد قسمتی تو یہ ہے جہاں مذہب اسلام کہتا ہے کہ عورت کے حقوق کی حفاظت کریں یہانتک صدر محترم آپ جانتے ہیں کہ سات سو دفعہ نماز کا حکم قرآن پاک میں آیا ہے مگر کہیں یہ نہیں لکھا ہے کہ اگر تم نماز نہیں پڑھوں گے تو دوزخ میں جاؤ گے مگر جہاں وراثت کا تعلق ہے اور عورتوں کے حصوں کا وہاں یہ لکھا ہوا ہے ۔

Allama Rehmatullah Arshad : On a point of order. Is the speech of Begum Sahiba relevant.

کیا ایک لفظ بھی انہوں نے مسودہ قانون اور اس موشن پر کہا ہے ؟

Begum Jahan Ara Shahnawaz: I am quite relevant. Every word of my speech is relevant to the motion and he cannot prevent me from speaking.

اگر میں اس عمر میں پارلیمانی آفیئر نہیں جانتی ہوں تو علامہ ارشد صاحب بھی پارلیمانی افیئر نہیں جانتے ہیں ۔ (ہیئر ۔ ہیئر) صدر محترم جب وزیر قانون نے صاف طور پر بتایا ہے اگر اس وقت ہم اس بل کو منظور کر لیتے ہیں تو اس کا اثر ان سوشل لیجسلیشن پر ہوتا ہے جو بڑی مشکلوں سے بچاری عورتوں نے لڑ لڑ کر لیا اور ہر ممکن کوشش سے پاس کروائے تو پھر جھٹ اس بل کو پاس کردینا غیرمناسب ہےاور ہم محترم صدر صاحب کے ممنون و مشکور ہیں کہ انہوں نے فیملی لاز کوڈز کا بل پاس کرایا ہے کیا انہیں

خیال آیا کہ کوئی بل بھی عورتوں کے شرعی حقوق دلوانے کا پاس کروائے
(گورنمنٹ بنچز کیطرف سے تالیاں اور نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر افتخار احمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ صدر محترم۔ آج بڑا مبارک دن ہے کہ ہماری ایک معزز رکن کی تقریر پر طباچی سرکاری پارٹی کے آدمی ہیں۔

مسٹر سینئر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز ۔ صدر محترم ۔ بیشک دس برس کی لڑکیوں سے چودہ برس کی لڑکیوں سے یہ شادیاں کریں مگر وہ آواز بھی نہ نکالیں ۔ چار چار پانچ پانچ چھ چھ بیویاں بلکہ ایک کو نکال کر دوسری سے نکاح بھی کر لیں مگر کوئی ایک لفظ نہ کہہ سکے اور آج اس بے زبان طبقہ کی ایک نمائندہ اس ایوان میں کھڑی ہوکر ان کی بے بسی کے متعلق کچھ کہے اس وقت بیشک ہم پر فتوے صادر ہوتا ہے کہ ہم سترے بترے گئے ہیں ۔ پارلیمانی آفیر نہیں جانتی ہیں۔ صدر محترم دنیا کا یہ قاعدہ ہے یہ انسانی فطرت ہے کہ جس کے پاس طاقت ہو وہ طاقت کوہاتھ سے دینا نہیں چاہتے ہیں ۔ مردوں کے پاس پاور ہے ۔ چھ چھ بچوں والی بیویاں گلیوں میں پھینک رہے ہیں اور عورتیں بیچاری کچھ کہہ نہیں سکتیں یہ ایک سوشل لیجسلیشن کا سوال ہے یہ سوشل لیجسلیشن جو عورتوں کے حقوق کو نظر انداز ہونے سے بچاتی ہے۔ اس لئے ہم چاہتی ہیں کہ اس بل کو اسلامک ۔آئیڈیالوجی کونسل کے پاس بھیجا جائے .....

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ صاحب صدر ۔ میں آپ کے توسط سے محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ سے گزارش کروں گا جو عورتیں بھاگ جاتی ہیں اور ولایت تک پہنچ جاتی ہیں ان کے متعلق بھی کچھ کریں ۔

مسٹر سینئر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز ۔ جناب والا ۔ بات تو یہ ہے ان کے ہاتھ میں جو طاقت ہے کہ عورتوں کو پاؤں میں مسل دیں اس کو ٹھکرایا جا رہا ہے ۔ اس لئے یہ بہت برافروختہ ہو رہے ہیں ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس کی پر زور حمایت کرتی ہوں ۔ کہ اس کو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے پاس بھیجا جائے۔

(قطع کلامیاں اور شور)

خواجہ محمد صفدر (سیالکوٹ ۔۱)۔ جناب سپیکر۔ میں فاضل وزیر قانون کی اس تحریک کی مخالفت کرنے کیلئے کھڑا ہوا ہوں کہ اس بل کو اسلامک

آئیڈیالوجی کونسل کے پاس ان کی رائے معلوم کرنے کیلئے بھیجا جائے ۔ فاضل وزیر قانون نے اس کے حق میں کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ اس ایوان کو وہ کون سا شک ہے ۔ کون سا ابہام ہے جس کا فیصلہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کو کرنا لازم ہے ۔ رول ۶۱ بھی واضح ہے اگرچہ ابھی میں عرض کروں گا ۔ اس میں ایک ٹیکنیکل مشکل بھی ہے جو کہ جناب وزیر قانون صاحب کی اس موشن کو درست رکھنے کیلئے حل کرنی ہوگی ۔ اگر چہ جناب چیکر ۔ آپ نے اُن کی مدد فرمائی ہے لیکن ابھی وہ اس شکل میں پیش نہیں کر سکے جس شکل میں پیش کرنا چاہئے تھا ۔ اس بات کو جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ اس ایوان میں اس مسئلہ کے متعلق شکوک پیدا ہوگئے ہیں کہ موجودہ بل آیا شریعت کے مطابق ہے یا شریعت کے خلاف ہے ۔ اس وقت تک ہم اس تحریک کے حق میں یا اس کے خلاف اپنی رائے استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔

جناب وزیر قانون نے اپنی تقریر میں اگر کچھ فرمایا ہے تو وہ اسی قدر کہ انہوں نے ہماری طرف بیٹھنے والے چند دوستوں کی تقریروں کا حوالہ دیتے ہوئے ان کا جواب دینے کی کوشش کی ہے ۔ لیکن جہاں تک ان کی اپنی تحریک کا تعلق ہے ۔ میں نے ان کی تقریر نہایت توجہ سے سنی ہے۔ جس میں اس کے جواز کے متعلق میری سمجھ میں ایسی کوئی بات نہیں آئی جو واقعی اس تحریک کے جواز کے طور پر پیش کی جا سکے ۔

جناب والا ۔ یہ rules اس وقت بنائے گئے جب کہ اس آئین میں ابھی ترمیم نہ ہوئی تھی ۔ اس لئے ضابطہ نمبر ۶۱ اس ترمیم کے بعد قابل عمل نہیں ہے ۔ ضابطہ نمبر ۶۱ پر اس وقت تک عمل ہوسکتا تھا جب تک آئین میں پہلی ترمیم نہ ہوئی تھی ۔ اور اب جب کہ ہم ترمیم کر چکے ہوئے ہیں اور اس کے مطابق اس ضابطے میں متعلقہ اور ضروری ترمیم نہیں کی ۔ اس لئے یہ rule ناقابلِ عمل ہے ۔

Minister of Law : Conceded, Khawaja Sahib.

خواجہ محمد صفدر ۔ Conceded. Very good

میرے محترم دوست ارشاد فرماتے ہیں کہ انہیں مجھ سے اتفاق ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم واقعی ضابطہ نمبر ۶۱ کا استعمال نہیں کر سکتے ۔

اب جناب والا ۔ دوسری بات جس کی طرف آپ نے توجہ دلائی ۔ وہ یہ ہے کہ آئین کی ترمیم کے بعد ابھی میں نے اپنی پہلی تقریر میں بھی اس کا حوالہ دیا تھا ۔ Chapter 9 Article 19 اس میں نمبر ۱ ہے ۔ اسلام ۔

"Islam:- No law shall be repugnant to the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah and all existing laws shall be brought in conformity with the Holy Quran and Sunnah.

Explanation :—In the application of this Principle to the personal law of any Muslim Sect, the expression " Quran and Sunnah " shall mean the Quran and Sunnah as interpreted by that sect.

البتہ اس شق کے تحت ایک اعتراض ہو سکتا تھا کہ فلاں قانون قرآن مجید اور سنت کے خلاف ہے لیکن وہ اعتراض نہیں کیا گیا ۔ بلکہ ہم تو اس چیز کو اپنے حق میں پیش کررہے ہیں میرے دلائل و براہین کی تمام دیوار اور تمام عمارت صرف اس ایک پہلے ترمیمی بل کی شق پر ہے۔ جو چیز آج ہم اس ایوان میں لیکر آئے ہیں ۔ اس سے وہ تمام قوانین جو شریعت کے خلاف ہیں۔ کالعدم قرار دیئے جائیں۔اور جو اس کا منشا اور مرضی ہے جو ہم پر فرض ہے۔ اور جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے ارشاد فرمایا ہے ۔ ہم سے کہیں زیادہ ان کا فرض ہے ۔ اس لئے یہ کلاز اور یہ article ان کے حق میں نہیں ۔بلکہ ہمارے حق میں ہے ۔ ہم کیا کہتے ہیں ۔

Not with standing any usage or custom or law.

اس میں or Law ہم نے add کیا ہے ۔ یہ ترمیم صرف اسی قدر ہے ۔ یعنی کوئی رواج کوئی رسم یا کوئی قانون جو اس Muslim Personal Law Shariat Act.

سے متصادم ہو۔ وہ قابل قبول نہ رہے گا ۔ بلکہ غلط ہوگا اور کالعدم تصور کیا جائے گا ۔ ہم خالصتاً شریعت چاہتے ہیں ۔ اب اس کے متعلق کیا ابہام ہو سکتا ہے ۔ میرے نکتہ نظر سے اس مسئلے کے متعلق اس ایوان میں قطعاً کوئی ابہام نہیں ۔ اگر ہم کوئی قانون لاتے جس کی دو Interpretations یا دو تصریحات ہوسکتیں ۔ تو شاید میں اسے قبول کرتا ۔ کہ ٹھیک ہے ۔ اہل سنت والجماعت اس کا مطلب یوں لینگے اور دوسرے بزرگ مثال کے طور پر شیعہ حضرات اس کا مطلب یوں لیں گے ۔ تو اس میں ابہام تھا ۔ لیکن ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ

Muslim Personal Law Shariat Act.

میں نے جہاں اپنے رواج اور رسم کو کالعدم قرار دیا ہے ۔ وہاں ان قوانین کو بھی کالعدم قرار دیدیا جائے ۔ جو شریعت کے حقہ کے خلاف ہیں۔ ہم صرف اس قدر چاہتے ہیں ۔ میں حیران ہوں کہ اس کے متعلق وزیر قانون صاحب نے

کس طرح جسارت فرمائی اور یہ کہہ دیا کہ اس میں ابہام ہے - یا یہ چیز Article ۱۹ کی خلاف ورزی کرتی ہے - Article ۱۰ یہیں تک کہتا ہے کہ آئندہ شریعت کے خلاف کوئی قانون نہ بنایا جائے گا۔ ہم تو خود کہتے ہیں کہ جو قوانین بھی شریعت کے خلاف ہوں - وہ کالعدم قرار دیئے جائیں۔

البتہ جناب والا - میرے محترم دوست نے یہ مسئلہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس ایک الفاظ کی ترمیم سے جو کہ محترم چودھری محمد ابراہیم صاحب نے اس ایوان میں Muslim Personal Law Shariat Act. میں پیش کی ہے - اور جس پر ہم اس وقت بحث کررہے ہیں - تین قوانین پر زد پڑیگی - اس میں انہوں نے Child Marriages Act کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے - Family Laws کے متعلق انہوں نے اپنی دلائل کی بنیاد اس بات پر رکھی ہے کہ Family Laws Ordinance اس Schedule میں شامل ہے جس کے متعلق کوئی Legislature حتی کہ مرکزی Legislature بھی کسی قسم کی ترمیم نہیں کرسکتی۔

تو جناب والا - اس وقت مسئلہ Family Laws یا ان کے حسن و قبح کا نہیں - اور پھر یہ کہنا کہ ان پر کسی قسم کی زد پڑیگی - یہ ایک ایسی دلیل ہے - جسے دونوں طرف سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اس کے حق میں بھی اور اس کے خلاف بھی - اس لئے ایک دور کی کوڑی لانا کہ فلاں قانون پر اس کی زد پڑیگی - یہ ایک سیدھی سی بات ہے کہ قانون کی interpretation کرنا عدالت کا کام ہے - جو قانون خلاف شریعت ہے اس کے متعلق عدالت دیکھے گی کہ کونسا قانون خلاف شریعت ہے۔ اور کون سا نہیں - تو اس کے متعلق آپ یا میں فیصلہ نہیں کرسکتے - ہم تو اس وقت قانون سازی کر رہے ہیں ہم اس کی Interpretation نہیں کر رہے۔ اس کی تشریح اور تصریح عدالتوں کا کام ہے - ہمارا ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ اس بات کا فیصلہ کریگا کہ کونسا قانون شریعت کے مطابق ہے اور کونسا نہیں - اس لئے اس وقت جو اعتراض میرے محترم دوست نے کیا ہے - اگر وہ صرف اتنا ہی ہے کہ یہ مسودہ قانون شریعت کے منافی ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ ہم تو خود کہتے ہیں کہ وہ تمام قوانین جو شریعت کے منافی ہیں - وہ اس قانون کے راستے میں رکاوٹ نہ بنیں۔

ان الفاظ کے ساتھ میں نہ صرف ان کی تحریک کو ناقص قرار دیتا ہوں ۔ بلکہ اگر آپ اسے in order قرار دیں ۔ تو میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ لہذا میں اپنے دوستوں سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر وہ اس سیدھی سی بات پر غور فرماویں تو یہ بڑی آسانی سے سمجھ میں آجائیگی ۔ اس کے اندر کوئی ایسی بات نہیں جس کے متعلق شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا سکے۔

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon:—) Sir, as I said, Rule 61 of the Rules of Procedure, after the Principles of Law -Making" have been converted into Fundamental Rights' after the first constitutional amendment, has become redundant and superfluous and the question, therefore, arises how, if at all, can the Provincial Legislature make use of the Advisory Council of Islamic Ideology without having recourse to Rule 61. I would, respectfully invite the attention of the Speaker and the members of this House, and particulary the Leader of the Opposition, to Fundamental Rights, Chapter 2, Principles of Policy, Article 8 (3) wherein it is laid down as follows:—

> The National Assembly, a Provincial Assembly, the President or a Governor, may refer to the Advisory Council of Islamic Ideology for advice any question as to whether a proposed law is or is not repugnant to the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah.

This is the power, Sir, of the Provincial Assembly under the Constitution to avail and make use of the valuable advice of the Islamic Ideology Council.

Khawaja Muhammad Safdar : I do not doubt that power.

Minister of Law : I say that 61 of the Rules of Procedure having become redundant the question is how this is to be availed of and I would respectfully refer to Rule 171 of the Rules of Procedure which says:—

> "Any matter, arising in connection with the business of the Assembly for which no specific provision exists in the Rules, shall be decided by the Speaker in conformity with the tenor and spirit of these Rules."

My respectful submission is that this Constitutional power is vested in the Assembly and there is no rule of procedure which goes against the consideration of the Motion which I have placed for the worthy consideration of this House. I would, therefore crave the indulgence of the Speaker to exercise his powers under Rule 171 and permit this motion to be debated, to be discussed and to be voted upon by the Assembly and the Assembly will decide whether this Bill should or should not go to the Council of Islamic Ideology. This is, so far as the Constitutional and legal aspect of the motion is concerned.

Coming to facts, the Leader of the Opposition has said:- "but what is there in this Bill which is being referred to the Council of Islamic Ideology" ?. My submission to him is this:- This Bill seeks to amend the Muslim Personal Shariat Application Act 1962 on the ground that it is opposed to Shariat, that it is opposed to Muslim Personal Law.

Khawaja Muhammad Safdar : This Act itself is not opposed to Personal Law. But some other Act may be hit by this.

Minister of Law: That is what I say. The present Bill proposes to remove some thing which is unIslamic in the 1962 Act. This Bill seeks to do that. Our respectful submission is : whether what exists in the 1962 Act is or is not un-Islamic. If it is not un-Islamic then the proposed Bill which takes away the provision of the

1962 Act which according to us or the Council of Islamic Ideology may be Isla mic will itself become un-Islamic. Therefore, it will be a dual question which will go to the Council of Islamic Ideology- whether the 1962 Act, which according to the Opposition contains certain provisions which are un-Islamic is correct or not ? And if they are not un -Islamic (that is to say they are Islamic) whether this Bill seeking to take away the Islamic provisions will be in conformity with the Quran and Sunnah. We will have the opinion of the Council of Islamic Ideology. Therefore from factual, legal and Constitutional angles my submission is that this motion is in order. The advice of the Council will be an advice which will guide this House.

The third objection raised by Mr. Ansari was that it is possible that the Council may take years to give its opinion and this is only a lame excuse on the part of the Majority Party to delay the consideration of the Bill. I invite his attention to the relevant Article of the Constitution-Article 204, "Functions of Council" which says:—

> "(2) When, under Article 6 a question is referred by an Assembly, the President or a Governor to the Council for advice, the Council shall, within seven days thereafter, inform the Assembly, the President or the Governor as the case requires, of the period within which the Council expects to be able to furnish that advice.
>
> "(3) Where the Assembly, the president or the Governor, as the case may be considers that, in the public interest, the making of the proposed law in relation to which the question arose should not be postponed until the advice is furnished, the law may be made before the advice is furnished."

I assure the Members that within one week we will get the reply from the Council. If the Council is able to give its opinion within that time well and good this charge will disappear. But if we find that the Council is not coming to our rescue and the advice is being delayed. I assure the Members that the moment we are assured from sources other than the Council that the proposed Bill is in conformity with Sunnah and Shariat, that the existing law which it seeks to amend is un-Islamic and is opposed to the Quran and Sunah we will take the earliest opportunity to have the law repealed even by an Ordinance which would meet their point of view.

Mr. Abdur Raziq Khan : Sir, I move that the question may be put.

Mr. Senior Deputy Speaker : Now a question arises at this stage. Let me explain the position. I put a question to Khawaja Safdar, whether the motion moved by the Law Minister is in order or not ? You said you are not going to take any objection that score.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : I took objection.

Mr. Senior Deputy Speaker : Is this correct Khawaja Sahib ? After wards I put this Motion to the House. This means that I allowd the moving of that Motion, as there was no technical objection to that.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : No. no, I took objection simultaneously.

Mr. Senior Deputy Speaker : When I proposed the Motion to the House only then you said, " I object".

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : I was objecting at the initial stage. We were simultaneously making our submissions. Khawaja Sahib did not raise an objection but I did raise an objection. Perhaps you were not attentive because you were reading the proposal. My objection actually was at the initial stage that they should not crave your indulgence in allowing the Motion to be put because the motion is itself out of order, and I advanced an argument. My argument was that this objection should have been taken at the earlier stage. That was my objection to the moving of the motion and you allowed my objection that the motion should have been taken up at the earlier stage.

My second objection. There is no doubt about the correctness or Islamic character of the Bill itself.

They are taking objection that other Acts will be violated.

Mr. Senior Deputy Speaker : You objected only after I had proposed the Motion. Only then you said, "I object."

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : This is true. You did read the Motion. But I had actually raised the objection when Khawaja Sahib said that he had no objection.

Mr. Senior Deputy Speaker : You yourself are trying to admit that the objection should have been taken at the earlier stage implying thereby that no objection was taken at the proper stage. You have admitted yourself that at the earliest stage technical objection was not taken . You have admitted this.

("*interruptions*")

Khawaja Muhammad Safdar : His argument is that the Law Minister did not take this objection at the earliest opportunity.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : The Law Minister should have taken this objection at the earliest possible opportunity.

Mr. Senior Deputy Speaker : Under what provision ?

Minister of Law : Where is the Rule that this objection should be taken at the earliest opportunity?

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : According to Parliamentary procedure and practice objection should be taken at the earliest possible opportunity. When the House had considered the entire merits of the case how does it lie in his mouth to say that it be referred to the Council of Islamic Ideology.

Mr. Senior Deputy Speaker : There is no Rule like that .

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : It is for you to decide under Rule 171.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : It is for you to decide.

Mr. Senior Deputy Speaker : I am still open.

Khawaja Muhammad Safdar : It is the duty of the Speaker. I need not inform you of your duties so that everything is done according to the correct procedure.

Minister of Law : Sir, I have raised a constitutional objection having recourse to constitutional provisions. Mr. Ansari said this should have been raised at the earliest opportunity, and the Chair very rightly pointed out under what law. There is no rule which prescribes the time at which this objection should be raised and, therefore, falling back on the ordinary interpretation, constitutional and legal objections are allowed to prevail, and are allowed to be taken even before the courts at the last stage and they have been allowed to prevail even before the High Courts and the Supreme Court, when it has been taken.

Therefore, my submission is that this is a constitutional objection whether a particular piece of legislation, which is for consideration before the House, is not repugnant to the principles of Sunnah, Shariat and Quran. The constitu

tional right which vests in this Assembly, is with all respect being provoked to be put into operation by the will and wish of the vote of the Assembly, by having recourse to the inherent power of the Speaker that in the absence of any rule in the Rules of Procedure which prescribes the time at which it should be taken, the Speaker should allow this motion to be moved under rule 171, and have the vote of the House.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : Now I also agree with the Law Minister that there is really no provision in the rules under which this objection should have been taken at the earliest opportunity. In that I agree with him but point was, and the short and simple question before you is whether you should allow this motion to be put before this House or not. You should exercise your sweet discretion under rule 171 whether this motion on behalf of the Law Minister should be admitted by you or not. Now what should be the guiding reason for you to come to the decision and for that I put two reasons. One was that he has not taken the objection at the earliest possible opportunity. My second objection was that the bill under discussion is not against the tenants of Islam. It is entirely a separate question whether this bill violates or interferes with other laws and other Acts, but the question is:—

Mr. Senior Deputy Speaker : Is that for the Chair to decide whether it violates or not ?

Mr. Iftikhar Ahmed Khan. : It is for you to decide.

Mr. Senior Deputy Speaker : It is not even for the House to decide. It is for the Advisory Council of Islamic Ideology to decide. The only thing before the House is whether the motion can be moved in the House and whether the House is of the opinion, and if the House carries that motion, then the matter would go to the Advisory Council of Islamic Ideology.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : My stand is that his motion is not yet before the House.

Mr. Senior Deputy Speaker : The only thing that the Chair can decide at this stage is in what form , if at all, can this motion be moved in the absence of any rule.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : I say it cannot be moved. One of the reasons is that the bill under discussion does not violate any principles of Islam. Therefore, you should exercise your discretion.

Mr. Senior Deputy Speaker : You should address that argument not to the Chair but to the House.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : Because I say according to my contention the motion is not before the House.

Mr. Senior Deputy Speaker : No, the motion is before the House. Now I will decide the first point and also give answer to the second contention. Both things will be covered.

As far as the particular motion moved by the Law Minister is concerned, it is based on the provisions of Constitution itself, it is an amendment, and no specific rule has been made in the rules of business. As the Constitution itself provides that such a motion can be moved, then I hold that this motion is in order. This disposes of the first point.

Now as far as the question is that there is no provision in the rules, specifically rule 171 has been framed for this very purpose, and as I referred in the beginning while addressing the Leader of the Opposition, rule 171 is meant for this parti-

cular purpose. So we can take advantage of that and I allow that it may be moved in the present form.

Next question is whether this bill is repugnant to the principles of Islam of Sunnah or not. That properly is the question for the Advisory Council of Islamic Ideology. All that at this stage is that this motion can be moved by any Member, the question can be put before the House, and if the House is pleased to carry this motion, the matter will go there. You can address the House on the merits of the case and convince the House that this motion should not be carried. Only to this extent your argument should go.

So I think the matter is still before the House if there are any other speakers.

Khawaja Muhammad Safdar : No Sir. Already a closure motion has been moved.

Mr. Senior Deputy Speaker : Then I will put the question.

The question is:—

That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill 1963, be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology.

(*On count the motion is carried.*)

خواجہ محمد صفدر ۔ میجارٹی پارٹی کے اس فیصلے کیخلاف کہ یہ غیر مہم مسودہ قانون ایڈوائزری کونسل کو بھیجا جائے ۔ ہم token protest کرتے ہوئے واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(Opposition Members staged a token walk-out.

Mr. Senior Deputy Speaker : Mr. Iftikhar Ahmed Khan to move his motion.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : میں کھڑا ہوکر پروٹسٹ کر رہا ہوں ۔ میں ان کے ساتھ ہوں ۔ Mr. Speaker Sir, I move:—

That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill, 1964, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once.

Mr. Senior Deputy Speaker : Motion moved is: -

That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill 1964, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once.

Minister of Law : It is opposed on the ground that it is opposed to Islam and Shariat.

نوابزادہ افتخار احمد خان (جھنگ ۔ ۱) صدر محترم ۔ اب دیکھئے ۔ میں آپ کی دونوں باتوں کا جواب دوں گا اور آپ سے یہ سنواؤں گا ۔ کہ یہ operation قرآن کے بھی خلاف ہے ۔ اور شیعہ فقہ کے بھی خلاف ہے (قطع کلامی)

خواجہ محمد صفدر ۔ آپ قرآن کو تو مانتے ہی نہیں ہیں ۔

مسٹر عبدالرازق خان ۔ یہ شیعہ فقے کی بات ہے ۔ اس کے متعلق بات کریں ۔

خواجہ محمد صفدر ۔ اس کے متعلق بھی بات کرتے ہیں۔

نوابزادہ افتخار احمد خان ۔ صدر محترم ۔ پیشتر اس کے کہ میں بل ھذا کے حسن وقبح کے متعلق اپنی معروضات پیش کروں۔ یہ مناسب سمجھتا ہوں اور نہ صرف مناسب سمجھتا ہوں بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کی وساطت سے اپنے ان شیعہ بھائیوں کو جو اس معزز ایوان کے رکن ہیں۔ اور ان شیعہ حضرات کو جو اس صوبے کے باشندے ہیں ۔ ان کو صدق دل سے یہ یقین دلاؤں ۔ کہ نہ میری یہ نیت ہے ۔ نہ میری یہ کوشش ہے ۔ اور نہ میرا یہ ارادہ ہے کہ میں شیعہ فقے کے خلاف یا اُس فرقے کے اصولوں کے خلاف کوئی اقدام کروں ۔ میں جب اس ایوان میں داخل ہوتا ہوں ۔ تو اس ایوان کا اس قانون ساز ادارے کا ممبر ہونے کی حیثیت سے مجھ پر ایک ہی فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ میرا قول اور میرا فعل قرآن اور شرع کے مطابق ہو۔ چونکہ چند تار مجھے صبح سے موصول ہوئے ہیں ۔ جن میں اس خدشے کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ میرا یہ بل شیعہ فقے کے خلاف ہے ۔ اور جس طرح شیعہ حضرات اسلام کو سمجھتے ہیں اور مانتے اور تسلیم کرتے ہیں ۔ اور اُس کی ترجمانی کرتے ہیں یہ بل ان کے اصولوں اور عقائد کے خلاف ہے ۔ اس لئے میں اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میرا قطعاً ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے ۔ میرے لئے شیعہ میرے لئے سنی میرے لئے اہل حدیث سب یکساں ہیں ۔ اور اس معزز ایوان کا رکن ہونے کی حیثیت سے میں سب کے حقوق کا تحفظ اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔ یہ بل کیا ہے؟ اس بل کی غرض و غایت محض یہ ہے ۔ کہ موجودہ قانون کے پیش نظر ان شیعہ بیواؤں کو جو ۱۹۴۸ء سے پہلے بیوہ ہونے کی حیثیت سے اپنے شوہر کی جائیداد پر قابض اور متصرف تھیں ۔ اور پچھلے سال ہم نے شریعت ایکٹ پاس کر کے Widow Estate اور وہ رواج جو کہ غلط رواج تھا ۔ اور ہماری قوم میں رائج تھا ۔ اس کو ختم کردیا ہے ۔ اس کا ایک نتیجہ یہ نکلا ہے ۔ کہ نہ صرف شیعہ بیوائیں اس ساری جائیداد سے محروم ہوگئی ہیں۔ جس پر وہ بحیثیت بیوہ کے قابض تھیں۔ اور تا بہ حیات جس پر انہوں نے قابض رہنا تھا۔ اور متصرف رہنا تھا ۔ بلکہ ان کو وہ حصہ ½ یا ¼ حصہ بھی نہیں ملا ۔ جو سنی بیواؤں کو ملتا ہے ۔ تو ایک اخلاقی پہلو بھی اس بل کا ہے ۔ کہ جو بیوائیں دو دو چار چار سو مربعوں کی مالک تھیں۔ اور جنہوں نے تازیست اور تا زندگی اس پر گزارہ کرنا تھا ۔ آج وہ نان

نفقہ کی محتاج ہیں۔ آج وہ دو بیگھے اور دو کلے کی بھی مالک نہیں ہیں ۔ اس لئے ہمیں اخلاقی طور پر اور معاشرتی نقطہ نظر سے بھی دیکھنا چاہئے ۔ کہ آخر یہ بے زبان بیوائیں یہ بے سہارا بیوائیں جو کل رئیس تھیں ۔ آج اُن کی کیا حالت ہے ۔ میرے بھائی مضطرب ہیں ۔ کہ میں اخلاقی پہلو پر کیوں زور دے رہا ہوں ۔ اگر شریعت ان کو محروم کر رہی ہے ۔ اگر شریعت ان کو حق نہیں دیتی ۔ اگر قرآن ان کو حق نہیں دیتا ۔ تو مجھے یا اس ایوان کو کیا حق حاصل ہے کہ ہم ان کو حق دیں ۔کیونکہ بحیثیت مسلمان کے ہم اس حکم کے پابند ہیں جسے خدا اور رسول کا حکم کہا جاتا ہے ۔ اس لئے میں آپ کے سامنے سب سے پہلے کلام پاک کی وہ آیت پیش کرتا ہوں۔ جس میں وراثت کے متعلق فیصلہ دیا ہوا ہے ۔ اور واضح فیصلہ دیا ہوا ہے ۔ قرآن کی آیت پڑھنے سے اور قرآن کی آیت کا ترجمہ پڑھنے سے آپ کو اور اس معزز ایوان کے اراکین خواہ وہ شیعہ ہوں خواہ وہ سنی ہوں، صرف ایک نتیجے پر پہنچینگے ۔ کہ قرآن شریف کا یہ فیصلہ ہے ۔ کہ شیعہ بیواؤں کا بھی وہی حق ہے جو سنی بیواؤں کا حق ہے۔ یہ ہے قرآن کا فیصلہ سورہ نساء کی گیارھویں آیت ہے ۔ جو بیواؤں کے حقوق متعین کرتا ہے ۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ

مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ ۔

ترجمہ ملاحظہ فرمایئے ۔ اور میں خصوصاً اپنے شیعہ بھائیوں کوعرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ وہ سنیں ۔ ''اور جو مال تمہاری عورتیں چھوڑ مریں ۔ اگر ان کے اولاد نہ ہو۔ تو اس میں نصف حصہ تمہارا۔ اور اگر اولاد ہو تو ترکے میں تمہارا حصہ چوتھائی ہے ۔ لیکن یہ تقسیم وصیت کی تکمیل کے بعد جو انہوں نے کی ہو ۔ جب قرض ادا ہونے کے بعد جو ان کے ذمہ ہو ۔ کی جائیگی،،۔ یہ حصہ مقرر کیا ہے مرد کا بیوی کے حصہ میں اب اگلی آیت جناب والا ملاحظہ فرمائیں ۔ ''اور جو مال تم (یعنی مرد) چھوڑ کر ۔ اگر تمہاری اولاد نہ ہو ۔ تو تمہاری عورتوں کا اس میں چوتھا حصہ ہے ۔،، یہ کلام پاک کی آیت ہے ۔ یہ فرمان خدا ہے ۔ ''اور جو مال تم چھوڑ کر مرو ۔ اور اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہاری عورتوں کا چوتھا حصہ ہے اور اگر اولاد ہو تو ان کا آٹھواں حصہ یہ حصہ تمہاری وصیت کی تعمیل کے بعد جو تم نے کی ہو ۔ اور ادائے قرض کے بعد تقسیم کئے جائیں گے۔یہ صدر محترم ۔ اب آپ بحیثیت ایک وکیل کے اور ایک قابل وکیل کے آپ کو علم ہوگا ۔ اسلام کا، اسلامی قانون، اسلامی فقہ اور اسلامی شرع کا سر چشمہ کلام پاک ہے ۔ اگر کوئی قانون، کوئی رواج اور کوئی رائے کلام پاک سے متصادم ہوتی ہے ۔ خواہ وہ کسی فرقے کی ہو۔ وہ خلاف اسلام ہے ۔ یہ شیعوں

کا اپنا عقیدہ ہے ۔ کہ ان کا بھی سرچشمہ قانون، اولین قرآن ہے ۔ اس لئے صدر محترم قرآن کے فیصلہ کے بعد شیعہ فقہ بھی یہی ہے ۔ کہ پہلا منبع پہلا سرچشمہ قانون کیلئے، حقوق کیلئے اور اسلامی فرائض کیلئے کلام پاک ہے ۔ اور جہاں قرآن خاموش ہو۔ یا حدود صحیح طور پر متعین اور قائم نہ کی گئی ہوں ۔ تو وہاں پر ہم نے حدیث سے استفادہ کرنا ہے ۔ لیکن جہاں یہ واضح اور متعین کردی گئی ہوں ۔ وہاں پر کوئی دوسری چیز کلام پاک کا انحراف نہیں کر سکتی ۔ اور اگر کوئی چیز اس کے خلاف ہوگی ۔ تو وہ void ہوگی۔ کالعدم ہوگی۔

آگے چل کر جناب اب اس کے متعلق ارشاد ہے ۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

یہ ہیں اللہ کی حدود یعنی وراثت کا قانون ۔ شوہر کا حصہ مقرر ہے ۔ یہ حدود اللہ کی مقرر کی ہوئی ہیں۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔

یہ ہیں حدود اللہ کی ۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ جنت میں جائے گا کہ جس کے نیچے نہریں بہتی ہوئی ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ رہینگے۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور یہ اس کی بڑی کامیابی ہے ۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور جو نافرمانی کرے گا خدا اور اس کے رسول کی

وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

اور ان حدود کو توڑیگا ۔

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

وہ دوزخ میں جائے گا اور اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کو اہانت آمیز عذاب ہوگا تو اس لئے صدر گرامی یہ ہے وراثت کے متعلق قرآن پاک کا واضح فیصلہ ۔ سورۃ النساء کی گیارھویں آیت میں ہے ۔ اب اس کے ہوتے کوئی ابہام نہیں رہنا چاہئے ۔ کوئی شبہ نہیں رہنا چاہئے ۔ شریعت کیا ہے ۔ میں وہ چیز شیعہ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اور آپ کے توسل سے اس ایوان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں ۔ امام جعفر صادق کا قول ۔ شرع کے لحاظ سے عرض کرتا ہوں کہ ان کا حکم کیا ہے ۔ ان کی nterpretation اس آیت کے متعلق کیا ہے ۔ امام جعفر صادق کا interpretation یہ ہے ۔ جناب.....امام کا قول

نَرِثُهَا كَمَا يَرِثُهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

یہ امام جعفر صادق کا قول ہے کہ عورت مرد کے ترکے میں ہر چیز کی وارث ہے ۔ اسی طرح جس طرح مرد عورت کے متروکہ کے ہر چیز کا وارث ہے ۔ دوسرا فیصلہ امام جعفر صادق کا یہ ہے جس کی interpretation یا ترجمانی سے کوئی شیعہ انکار نہیں کر سکتا ۔ تیسرے صدر گرامی میں اس کی تائید میں ایک ایران کے بہت بڑے مجتہد کا بھی فتاویٰ پیش کرتا ہوں ۔ یہ فتاویٰ صدر گرامی آقا حسین طبا طبائی published by آقا سید احمد تہران صفحہ ۶۹ پر لکھا ہوا ہے ۔ کہ امامیہ فرقے میں یہ بات غلط طور پر آگئی ہے کہ بیواؤں کو حصہ نہیں دینا ۔ یہ مجتہد ایران کا فیصلہ ہے۔ میں نے جناب اپنے دلائل اس بات کی تائید میں شیعہ فرقے سے پیش کئے ہیں۔ پہلے قرآن پاک کی آیت ہے ۔ دوسرے امام جعفر صادق کا قول ہے ۔ اور تیسرے مجتہد ایران کا فتاویٰ ۔ آیئے اب صدر گرامی موجودہ قانون سے جج صاحبان کو بھی سنئیے۔ اس کے لئے میں آپ کی خدمت میں جسٹس کرامت حسین جج اللہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کے چند relevant portions پڑھ کر سناتا ہوں ۔ یہ جسٹس کرامت حسین اللہ آباد ہائی کورٹ کے ایک نمایاں جج رہے ہیں ۔ وہ بہت بڑے شیعہ تھے اور جہاں وہ ایک eminent judge تھے وہاں بہت بڑے شیعہ بھی تھے ۔ صدر گرامی انہوں نے کہا ہے۔ یہ ان کے الفاظ ہیں ۔ میں صرف وہ پیراگراف آپکی خدمت میں پڑھ رہا ہوں جو سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ میں شائع ہوا ہے ۔

Justice Karamat Hussain Said:—

"Had I been answering the question as a servant of the Muhammadan Law I would have brushed aside all the traditions that draw a distinction between the movable and immovable property left by the deceased husband for the purpose of giving a share to his widow, or between a childless widow and a widow who has a child for debarring the

one from inheriting land and not debarring the other, and would have entirely rejected such opinions of the doctors of the Shia Law as accepted those distinctions."

تو یہ ہائی کورٹ کے جج کا فیصلہ ہے کہ اگر میں بحیثیت مسلمان کے اس مقدمے کا فیصلہ کروں تو جہاں پر چند شیعہ علماء نے روایت قائم کردی ہے ۔ کہ بیواؤں کو حصہ نہیں مل سکتا تو میں اس opinion کو ایک دم نامنظور کروں گا ۔ پھر وہ اس کی وجہ بتاتے ہیں ۔

"I would have answered without the least hesitation that a widow governed by the Shia Law whether "childful" or childless is entitled to her share in the moveable and immovable property of her deceased husband. The reason for such an answer is very simple. The Muhammadan Law of inheritence is based on the following text of the Quran."

اس کے علاوہ میں نے بہت سی آیات پیش کی ہیں جو کہ میں نے اس معزز ایوان کو پڑھ کر سنائی ہیں ۔ کلام پاک کی گیارھویں آیت سورہ النساء کی ۔ انہوں نے اس کو quote کیا ہے ۔ اور آخر میں لکھا ہے۔

"In the above text the share of Muhammadan widow (without any distinction of being "childful" or childless) in the property left by her husband, without any distinction between movable and immovable, is fixed as 1/8 or 1/4 as the case may be prior to the disintegration of Islam into Shiaism and Sunnism. It is fixed in the most unambiguous and the clearest of terms."

اب صدرگرامی ۔ غور فرمائیے ۔ کہ ایک طرف قرآن کی واضح آیت ہے ۔ دوسری طرف امام جعفر صادق کا قول ہے اور پھر موجودہ دور کے مجتہد کا بڑا فتاویٰ اور پھر ہائی کورٹ کے ایک شیعہ بڑے مشہور اور قابل جج کا فیصلہ ہے ۔ تو پھر کیسے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ میرا بل خلاف شریعت ہے ۔ خلاف شریعت اس نکتہ نگاہ سے تو ہے کہ یہ شیعہ کی فقہہ کے خلاف ہے اگر مجھے ذرا بھی شبہ ہوتا صدر گرامی۔ ذرا سابھی ابہام ہوتا کہ یہ شیعہ حضرات کے جذبات کے خلاف بات ہوگی ۔ یا شیعہ فقہہ کے خلاف ہوگی ۔ تو مجھے کیا ضرورت تھی اس بل کو پیش کرنے کی ۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بل ان حضرات کا فرض ہے ان کا اپنا فرض تھا ۔ کہ وہ پیش کرتے کہ ان شیعہ بیواؤں کو جو اپنے حق سے محروم ہوگئی ہیں اور نان و نفقہ سے بھی محتاج ہیں ان کو ان کا حق دلوانے کی کوشش کرتے ۔ سیاسی نقطہ نظر سے بھی آپ سوچیں کہ یہ کون سی اچھی بات ہے ۔ کہ ایسے کام کیلئے ایوان کا ایک رکن یہ کہے یا وہ کوشش کرے کہ کسی فرقے کے جذبات پامال ہوں یا وہ ان کا احترام نہ کرے تو اس لئے صدر گرامی میں صرف دو نظریوں کی وجہ سے ایک یہ نظریہ کہ برٹش کورٹس نے جس طرح اسلامی فلسفہ کو Interpret کیا یا کسی نہ کسی عدالت سے یا کسی ڈاکٹر سے شیعہ law میں کہیں غلطی ہوئی ہے غلطی کہیں پچھلے سو سال میں ہوئی ہے یا دور برٹش میں ہوئی میں اس کے متعلق رائے نہیں دینا چاہتا

ہوں لیکن اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ یقیناً یہ رواج اور یہ عدالتی نظام صدر گرامی - پربوی کونسل کے فیصلے - ہائی کورٹ کے فیصلے وہ سب کے سب اور ان میں اکثریت ایسی ہے جو شیعہ بیوہ کو اس کے حق سے محروم کرتی ہے - تو اس لئے اب یہ توقع کرنا کہ کوئی شیعہ بیوہ اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لے- وہ پہلے چھوٹی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے - پھر سیشن کورٹ میں جائے - پھر ہائی کورٹ میں جائے - پھر سپریم کورٹ میں جائے پھر یہ ثابت کرے یہ رواج یہ فیصلہ شیعہ فقہ کے خلاف ہے - صدر محترم میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج بیواؤں کی مالی حالت کے پیش نظر - آج ان کی بے کسی کے پیش نظر - آج ان کی بے بسی اور بے سہارا ہونے کے پیش نظر ہم کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ اتنی عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹا کر آخر میں فیصلہ کرائے - فیصلہ یقیناً ہو سکتا ہے - میری یہ واضح رائے ہے- فیصلہ یقیناً اس کے حق میں ہوسکتا ہے - اگر کوئی شخص- کوئی بیوہ سپریم کورٹ تک جائے یا ہائی کورٹ تک جائے تو یقیناً فیصلہ بیوہ کی کامیابی میں جائے گا جو آج رواج ہے جو آج فیصلہ ہے وہ غلط ہے لیکن بحیثیت لیجسلیچر - بحیثیت اس معزز ایوان کے رکن ہونے کے ہمیں توقع نہیں کرنا چاہئے کہ قانون کو چھوڑ دیں - اس طرح اگر کوئی غلط قانون بھی آگیا اور ہم ان بیواؤں کو مجبور کریں میرا خیال ہے ان میں ایک بھی نہیں جاسکے گا - وہ اس پوزیشن میں نہیں ہیں - کہ وہ غلط قانون کو تبدیل کراسکیں - ہمارا یہ ایمانی فرض ہے - ہمارا اخلاق فرض ہے- صدر محترم ہم نے پوتے کو وراثت دے دی میں اس ایوان کو یاد دلاتا ہوں حالانکہ وہ قرآن اور سنت کے خلاف ہے - وہاں ہم نے شریعت کی مخالفت کی - اس بنیاد پر پوتے کا کیس بغیر باپ کے پوتے کا کیس یہ غلط اصول ہے - لیکن یہ قرآن اس بیوہ کو حق دلاتا ہے - شیعہ فقہ اس کو حق دلاتی ہے - اخلاق انسانیت تقاضا کرتی ہے کہ ہم اس کو حق دیں لیکن میرے فاضل وزیر قانون نے اس بل کی مخالفت اس لئے کر ڈالی انہوں نے فرمایا اسلام اور شریعت کے خلاف کر رہے ہیں - ملک قادر بخش صاحب زیادہ ہوشیار اور زیادہ عقل مند ثابت ہوئے ہیں انہوں نے فرمایا شیعہ فقہ کے مطابق ہے اور اسلام کے خلاف ہے - صدر محترم ان الفاظ کے ساتھ میں ایک چیز اور عرض کرنی چاہتا ہوں - کل ہماری مستورات کا دن تھا - ہماری مستورات نے اپنی شکایات - اپنی تکالیف اپنی بے بسی - اپنی بے زبانی اور اپنی مجبوری اور لاچاری کا رونا رویا ہے اور وہ قانون بھی منظور کرالیا ہے - آج پھر بیگم شاہنواز صاحبہ نے یہ فرمایا کہ بارہ تیرہ سو سال سے پہلے بے زبان عورتیں مصیبتیں برداشت کر

وہی تھیں میں اس سٹینڈ کو تسلیم بھی نہیں کرتا اس لئے اسلام نے جو حقوق اور اسلامی شریعت نے جو حقوق ان عورتوں کو دیئے ہیں وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیئے ہیں ۔ (ہیئر ۔ ہیئر) اسلام نے جتنا ان کے حقوق کا تحفظ کیا ہے مجھے بتائیں کرسچن کیا چوتھائی حصہ لیتی ہیں ۔ مجھے بتائیں کوئی اور مذہب چوتھائی یا ⅛ حصہ پوری جائیداد میں بیوہ کو دیا ہے ۔ اسلام نے وہ حقوق دیئے ہیں لڑکیوں کو بیوہ کو۔ ماں کو اور بہن کو سب کا حصہ دیا ہے۔ کیا کسی اور مذہب نے بھی حصہ دیا ہے ۔ آپ ہندوستان کو دیکھیں ہندوستان میں کوئی حصہ دیتا ہے ۔ اور معاشرے کے طور پر آئیں جو عزت جو محبت اور جو قرب ہماری مستورات کو حاصل ہے وہ ساری دنیا میں بلکہ مغربی دنیا میں جس کی آج ہم تقلید کرنا چاہتے ہیں پھر کر دیکھیں صبح سے شام تک عورتوں کو فیکٹریوں میں کام کرنا پڑتا ہے ۔ انہیں اپنی روٹی پیدا کرنی پڑتی ہے ۔ انہیں سائیکلوں پر چڑھ کر دفتر جانا پڑتا ہے کیا آپ یہ چاہتی ہیں ۔ ہمارے معاشرے میں آپ کی کیا حالت ہے ۔ پورے گھر کی مالک ۔ آپ جائیداد کی مالک ہیں ۔آپ کی عزت یہ ہے کہ آپ کو بیاہنے کیلئے پوری برادری جاتی ہے۔ یورپ میں جا کر دیکھیں وہ بھی بھوکے آگئے اور وہ بھی بھوکے آگئے ۔ نہ انکے ساتھ کوئی نہ انکے ساتھ کوئی جب یورپ میں زچگی ہوتی ہے۔ عورت اکیلی مرتی ہے۔ شوہر ہفتہ میں ایک دفعہ جا کر دیکھتا ہے کہ کیا حالت ہے ۔ ہمارے ہاں یہ معاشرہ ہے کہ پورا محلہ اکٹھا ہوتا ہے اور پورا خاندان آتا ہے۔ اس کیلئے دعائیں کرتے ہیں ۔ یہ ہے محبت ہمارے معاشرے میں ۔ عورت کا یہ ہے مقام ہمارے معاشرے میں ۔ لیکن اگر یہ سمجھتی ہیں کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم بے پردگی کریں ۔ اگر بے پردگی کو اپنا مقام سمجھتی ہیں یقیناً یہ قوم اس سے انکار کرتی ہے ۔ ہم نے اس بے پردگی کو دیکھا ہے ۔ اس بے حیائی میں نہ صرف ان کی عزت خراب ہوئی بلکہ پورے معاشرے کو ذلیل کیا ۔ اس کی ہم اجازت نہیں دے سکتے خواہ یہ کتنی ہی کوشش کریں پوری قوم اس بات کی اجازت نہیں دے گی ۔ (ہیئر ۔ ہیئر) لیکن صدر محترم اگر ان کے مطالبے یہ ہیں ان کو حقوق ملیں ۔ آپ دیکھیں میں روز مرہ کی بات عرض کروں گا ۔ شوہر کی جیب خالی ہو جاتی ہے ۔ جو کمائی کرکے لاتا بیوی کو دیتا ہے ۔ بیوی زیور کی مالک بیوی گھر کی مالک ۔ بیوی دل کی مالک ۔ مغرب میں کیا ہے صدر محترم طلاق کس بات کی طلاق۔ خرانٹ لئے تو طلاق (قطع کلامی) اگر کچھ لیٹ آئے تو طلاق ۔ (قطع کلامیاں) صدر محترم میں اپنے موضوع سے ہٹ کر آپ سے معذرت کرتا ہوں ۔ چونکہ بار بار اس ایوان میں یہ آواز سنائی دیتی ہے۔ ہمارا معاشرہ عورتوں کیلئے بڑی مجبوری ہے ۔ بے آبرو ہے ۔ آپ اپنے کو دیکھئے (بیگم محمود سلیم صاحبہ کیطرف اشارہ کرکے) آپ کے شوہر کو آپ سے کتنی

محبت تھی - آپ کو کتنی یاد ستاتی ہوگی - (قہقہہ) ہمارا معاشرہ جتنا عورت کو مقام دیتا ہے - جتنا اسلام عورت کو مقام دیتا ہے - اتنا کوئی معاشرہ عورت کو مقام نہیں دیتا - کوئی قانون نہیں دیتا لیکن اگر اپوا کا موٹو بے حیائی ہے تو پھر میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

Mr. Senior Deputy Speaker : There is notice of a motion by the Law Minister that this be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : Opposed

Mr. Senior Deputy Speaker : Now, this has to be moved as a separate and substantive Motion so that I may put it before the House.

Minister of Law : (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon) : It is from Nawabzada Ghulam Qasim Khan.

Minister of Law : I may be permitted to say a few words in support of this motion, and I hope my friends on this side will agree.

Mr. Senior Deputy Speaker : Mr. Law Minister, that will also require a notice of two days.

Minister of Law : Yes, Sir, it will require a notice of two days I may be permitted two minute's indulgence. The motion is that this may go to have public opinion.

خواجہ محمد صفدر :- وہ ایک اور موشن ہے؟

Minister of Law : That was not a motion; that was of Nawabzada Ghulam Qasim Khan. May I draw your attention, Sir, to rules 60 and 62. Rule 60 says—

"On the day appointed under Rule 59, or on any subsequent day to which the matter might have been adjourned, the Member-in-Charge may make any of the following motions in regard to his Bill:—

(*a*) that it be taken into consideration by the Assembly at once;

(*b*) that it be taken into consideration by the Assembly on a date to be fixed forthwith;

(*c*) that it be referred to a Select Committee; or

(*d*) that it be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon"

Now, Sir, the motion made by the learned and member-in-charge is under clause (*a*) that the Assembly may take it into consideration at once. It really Sir becomes difficult, if not impossible, to anticipate the mover of the bill or the member in-charge as to under which of the four motions he will make on the day on which it is put on the Orders of the Day, so that in some cases it really does not become possible to give two days requisite notice.

Now Sir, rule 62 says:—

(1) on the day on which any of the motions referred to in Rule 60 is made, or on any subsequent day to which the discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principle.

(2) At this stage amendments to the Bill may not be moved, but:—

(*a*) if the Member-in-Charge moves that his Bill be taken into consideration, any Member may move as an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be

circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by a date to be specified in the motion;s."

My respectful submission is that the language in which this clause is worded would indicate that such a motion could only be made at a time when the member gets up and moves that the bill be taken into consideration, and that there will be no further discussion on that, and such amendment can be moved by any member. Therefore, my submission is that this is a question of interpretation. If my submission is accepted that this clause (2) dispenses with the notice and that such a motion can only be made at the time when it is made and not previous to that, then the rule relating to notice does not come in. But should the Speaker hold otherwise that requisite notice is necessary, then I would say, of course this is subject to the concurrence and consent of my friends on this side, that if they agree to this motion, the necessary motion of two days notice may not be insisted upon, and the Speaker may permit this motion to be moved.

I will say only a few words in support of this. I remember Sir, that when the Muslim Personal Law (Shariat) Application Act was passed by this House unanimously, Mr. Iftikhar Ahmed had raised this question about the consideration of the widows estates of Shias, and I had promised that I will look into its legal aspect myself. I must confess I have done my best, I have practically ransacked all books on Muslim Law, but I could not come across a single authority which could point out any thing to the contrary, which would support the principles of the bill brought by Mr. Ansari.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : Quran.

Minister of Law : I don't claim to be a maulana or an allama. My knowledge of Islam undoubtedly is very much limited and, therefore, I am not here to challenge or controvert what Mr. Ansari has said. I would only, with all respect to him, read out a few passages from the very statement of objects and reasons which he has given. It says:—

"On account of some views contained in Sharayat-ul-Islam and adopted in Baillie's Digest of Muhammadan Law, there is a general impression that according to the Shia Jurists, when a widow of a Shia Muslim has no child, or when a child was born to her but died before the death of her husband, she is entitled to a one-fourth share in the trees and buildings on the land and also in his movable property but she takes no share in the landed property. Even the courts of law have more than once followed the same view."

Then Sir, the last line of the second para is:—

"It is, therefore, expedient that the law applicable to childless widow of Shia Muslims should be the same as laid down in the Holy Quran and applicable to Hanafi Muslims."

My difficulty is this that we have different laws in respect of inheritance any other personal subjects, such as Muslim Law, Shia Law and Hanafi Law. I am only anxious to see that we do not enact any law today, which may be opposed to Shia sentiments. The Shias may not agree to have any intrusion in their personal law as it is today, and it is only in that spirit that I have moved that motion. Let us know the views of the Shias. As far as I know Mr. Ansari is not a Shia. If he were one, I would have readily accepted his version, but certainly there is no member here in this House who belongs to Shia sect, who could possibly guide us. I think the only possible course for us should be to know the Shia mind, and it is therefore that I have moved this motion. I, in all humility, appeal to my friends to co-operate. Let us have the mind of the Shias, what they really want. Do they want the existing law to be impairred ? Is it not their law but is it the law as Mr. Ansari

has pointed out by reciting from the holy Quran and certain decisions of the High Court Judges. I don't think it will be too late then to pass it. I have not moved a motion that it should go to the Advisory Council of Islamic Ideology, it might become rather late in the day to consider that, let us have this opinion, I have put in, upto the 30th of November, If my friends feel that I should put in an earlier date I am prepared for it. But let us consider it in all its true perspective; know the Shia law, know the Sunny law, know what the Quran is, and I hope we will not hesitate once, and we will lose no time to take this up in the next session, which must come about by the end of November and pass this legislation. I am here to see that no person in the province is deprived of his legitimate right, which the Quran, which the Sunnah has given him and which is his birth-right and which nobody on earth can deny, and it must a conceded early,. This is my earnest appeal to my friends and if if they agree we might adopt this resolution.

Mr. Senior Deputy Speaker : I allow the moving of this motion by way of an amendment that the bill be referred for eliciting public opinion there on. Now you may move it.

Minister of Law : I beg to move:—

" That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill, 1964, (Bill No. 35 of 1964), as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by the 30th November, 1964.

Mr. Senior Deputy Speaker : Motion under consideration, amendment moved is:—

That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill, 1964, (Bill No. 35 of 1964), as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by the 30th November, 1964.

Allama Rehmat Ullah Arshad : Opposed.

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاولپور - ۲) - جناب صدر - یقین مانئے کہ مجھے حیرت ہوئی اور صدمہ بھی ہوا - جب اس مسودہ قانون کی تحریک پر وزیر قانون جن کا میں دل سے احترام کرتا ہوں یہ فرما کر کہا کہ میں مخالفت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسلام کے خلاف ہے اور شریعت کے خلاف ہے -

مجھے حیرت ہوئی اور صدمہ بھی ہوا - بعض چیزیں بد یہی ہوتی ہیں - ان میں حقائق کے پیش نظر دو رائیں نہیں ہوتیں - آپ کسی فرد کو خواہ وہ روئے زمین کے کسی حصہ میں رہتا ہو مشرق میں ہو یا مغرب میں ہو براعظم ایشیا میں ہو یا یورپ میں ہو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مذہبی طور پر اس کے نزدیک قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں - اسلام تعمیر ہے قرآن سے - جس کا الحمد سے لیکر والناس تک ایک شوشہ ایک لفظ بھی آج تک نہیں بدلا - اور جس کی حفاظت کی ذمہ داری خدا نے اپنے ذمہ لی ہے - اس کی نصوص اس کے احکامات کے مطابق اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے خواہ وہ کسی ملک سے تعلق رکھتا ہو شیعہ ہو سنی ہو حنفی ہو مالکی ہو شافی ہو اور حنبلی ہو- تو وہ نصوص قرآنی کے تحت سب ایک ہیں اور اس کے

مطابق دو رائیں نہیں ہو سکتیں ۔ اب میرے فاضل دوست وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ اس کو رائے عامہ کے حصول کے لئے مشتہر کیا جائے ۔ میں نے اس کی مخالفت اس لئے نہیں کی ۔ کہ میں رائے عامہ کا قائل نہیں ہوں میں تو رائے عامہ کا بے حد احترام کرتا ہوں لیکن سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مذہب کس چیز سے ثابت ہوتا ہے ۔ کسی ایک قوم سے یا عمل سے ثابت ہوتا ہے ۔ یا کسی مذہبی کتاب سے ثابت ہوتا ہے۔ فرض کرلیں کہ آج سارے مسلمان نماز پڑھنا چھوڑ دیں ۔ روزہ رکھنا چھوڑ دیں ۔ حج کرنا چھوڑ دیں ۔ یعنی اگر وہ نماز روزہ حج زکواۃ عملاً چھوڑ دیں تو کیا وہ مذہب سے ساقط ہوجائیں گے ۔ جب تک قرآن اور کتاب میں فرضیت لکھی ہوئی ہے ۔ یہ فرض رہیں گے ۔ مذہب ہمیشہ کتاب سے ثابت ہوتا ہے۔ مذہب کسی کے عمل سے ثابت نہیں ہوتا۔ جہاں تک قرآن کی نص کا تعلق ہے ۔ اس میں رائے شماری کو کوئی دخل نہیں ہو سکتا ۔ یہ ضابطہ حیات جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمایا ہے اس میں جہاں تک نصوص کا تعلق ہے اور نصوص بھی ایسی جن کی تشریح کیلئے ہمیں حدیث کی طرف رجوع کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی ۔

صاحب صدر ۔ ان فروعی معاملات کو بہانہ بنایا جاتا ہے یعنی مذہبی نظام کو قائم کرنے میں حائل ہونے کا بہانہ بنایا جاتا ہے ۔ اس کی حیثیت میں پہلے بھی ایک دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ بالکل فروعی ہے اور یہ اسی طرح ہے کہ آپ کے ہائی کورٹ کے رولنگ ایک ہی قسم کے مقدمات پر مختلف ہوتے ہیں ۔ وہ اجتہاد کی بات ہے ۔ اس کے ساتھ اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ میمن صاحب بھی کرسکتے ہیں اور میں بھی کرسکتا ہوں ۔ دوسرے بھی کر سکتے ہیں ۔ اور اس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے کہ سنیوں کے ہاں صحاح ستہ ہیں حدیث کی صحیح کتابیں چھ ہیں ۔ شیعہ حضرات کے نزدیک صحاح اربعہ ہیں۔

ان کی چار کتابیں ہیں اس میں بھی اختلاف کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن جہاں تک قرآن مجید کا سوال ہے اس میں نہ کسی کے ووٹ اثر انداز ہو سکتے ہیں نہ رائے شماری اس پر کرائی جاسکتی ہے ۔ اگر فرض کرلیجئے کہ پورے ملک کی رائے عامہ اس بات کیلئے حاصل کرلی جائے۔ کہ شیعہ بیوہ کے لئے کوئی حصہ مرنے والے مرد کی جائیداد سے نہیں مل سکتا ۔ (مجھے افسوس ہے کہ عورتوں کے حقوق کے تحفظ کرنے والی آپا اب چلی گئی ہیں) اگر ساری رائے عامہ ملک کے سارے مسلمان یہ فتوے صادر کردیں اور اپنی رائے دے دیں کہ شیعہ بیوہ کو مرنے والے مرد کی متروکہ جائیداد سے کوئی حصہ نہیں

ملتا تو یہ رائے بالکل غلط ہے جب تک قرآن کی یہ نص موجود ہے۔ جس کا ترجمہ انہوں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اب میں بھی مختصراً عرض کروں گا۔

صاحب صدر۔ سورۃ النساء کی یہ ۱۸ آئتیں ہیں ۔ اس سورۃ میں عورتوں کے حقوق کے ساتھ مردوں کے حقوق کے ساتھ وارثت کے ساتھ اور جو ان سے متعلق ہیں۔ ان کے ساتھ deal کیا ہے ۔ قرآن کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ جتنا قانون میراث ہے وہ سب اس کے اندر آگیا ہے ۔ اور کسی میراث کے قانون کو حدیث اور سنت سے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان مختصر آئیتوں میں جتنی بھی صورتیں ہو سکتی ہیں ۔ مثلاً باپ کے بعد بیٹے کو کیا ملے گا بیٹا مر جائے تو باپ کو کیا حصہ ہوگا۔ ماں مر جائے اس کی جائیداد کس طرح تقسیم ہو نیز باقی ورثا کا کیا حصہ ہے ۔تمام تفصیلات اس کے اندر درج ہیں ۔ اس کے لئے کسی حدیث کی طرف صحا اربعہ صحا ستہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ۔

اب میں ان چند آیات کا لفظی ترجمہ کروں گا تاکہ ہمارے وزیر قانون صاحب کو معلوم ہوجائے کہ اس میں کوئی ابہام نہیں او یہ بالکل قطعی طور پر غیر مبہم ہے ۔ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ اگر تمہاری بیویاں مر جائیں تو تمہیں اور إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو تو تمہارےلئے کل جائیداد میں سے آدھا حصہ اور اگر دوسری صورت ہو کہ تم مر جاؤ " ولهن الربع،، چوتھا حصہ ہے عورتکے لئے اگر مرد مرجائے "مما ترکتم،، جو تم چھوڑو ۔ اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ پھر اگر تم کوئی اولاد چھوڑو تو پھر آٹھواں حصہ ملے گا ۔ یہ ان تمام کیلئے نص قرآنی ہے ۔ ان تمام لوگوں کیلئے بالکل ایک مطلق حکم کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ۔

میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی ۔ پچھلے اجلاس میں یا اس سے پچھلے اجلاس کے دوران میں ایک صاحب پڑھے لکھے وکیل میرے پاس پیلز میں آئے اور انہوں نے مجھ سے آکر کہا کہ میں شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہوں اور یہ ایک بات قرآن کے خلاف ہے ۔ خدا جانے کہ آئی ۔ آپ یقین کیجئے کہ میں بار بار اس سے یہ پوچھتا رہا کہ یہ ہے بھی ۔ میں تو یہ باور نہیں کرسکتا ۔ کیونکہ میں بھی فقہ کا طالب علم رہا ہوں اور میں نے فقہ جعفریہ پڑھی ہے ۔ ٹھیک ہے اس طرح نہیں دیکھا جس طرح فقہ حنفی کو دیکھا ہے۔ ممکن ہے میری نظر سے رہ گیا ہو۔ میں جتنا حافظے پر زور دے سکتا تھا اور محسوس کرسکتا تھا۔ کیا میں متحیر تھا کہ فقہ تو بڑی بعد کی چیز ہےسب سے

پہلے قرآن مجید ہے پھر سنت اور حدیث ہے ۔ اور اس کے بعد فقہ آتی ہے ۔ یہ تو قرآن کی نص ہے کوئی بڑے سے بڑا آدمی خواہ وہ ابوبکر صدیق ہوں یا علی مرتضیٰ ہوں اس نص کے خلاف اجتہاد نہیں کر سکتا ۔

اجتہاد نام ہے قرآن اور سنت میں جو احکامات تعلیم ہوئے ہیں ان کی روشنی میں احکامات مرتب کرنے اور تفصیلات مرتب کرنے کا اس میں آپ کو اتفاق بھی ہو سکتا ہے ۔ اور اختلاف بھی ہوسکتا ہے لیکن قرآن کی نص کے ساتھ قرآن نے اس آیت کے اندر جو وارثوں کے حصص مقرر کردیئے ہیں اس کے پیش نظر جو فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے اور یقیناً شیعہ حضرات مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے ۔ اخلاق کے نام پر عملی طور پر ایک بات میں اور کہہ دوں جس طرح نوابزادہ صاحب نے فرمایا ہے ۔ میں اس عورت کی بیچارگی کو سامنے رکھکر نہیں عرض کررہا ہوں ۔ فرض کیجئے کہ ایک سنی عورت کی شادی ایک شیعہ کے ساتھ ہوگئی یعنی عورت سنی ہے اور مرد شیعہ ہے ۔ مرد مرجاتا ہے تو سنی عورت اس لئے ورثہ سے محروم رہے اور اس لئے اس کو سزا بھگتنی پڑے کہ اس نے ایک شیعہ کیساتھ شادی کرلی تھی ۔ عورت شیعہ ہو یا سنی اس کے اندر کوئی تفصیل موجود نہیں ہے جہاں تک میاں بیوی کا رشتہ قائم ہوگیا ۔ جہاں مرد اور عورت کا رشتہ قائم ہوگیا جہاں کسی ایک کی موت واقع ہوگئی وہاں حکم یہ ہے کہ اگر عورت مر جائے اور بے اولاد ہے تو آدھا حصہ اور اگر اولاد ہے تو چوتھائی حصہ ۔ اگر مرد مرجائے تو عورت کیلئے چوتھائی حصہ اس صورت میں جب کہ وہ لاولد ہو اور آٹھواں حصہ اس صورت میں جب کہ اس کی اولاد ہو ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ کیا شیعہ سنی کے درمیان شادی جائز ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ بالکل جائز ہے۔ ہوتی ہے ۔ اور تمام مسلمانوں کے فرقوں میں ہوتی ہے ۔ میں اور فرقوں کی بات نہیں کرنا چاہتا اور میں اس مسئلہ پر واضح اور صاف نہیں ہوں میرا اپنا خیال یہ ہے ۔ کہ فقہ حنیفہ کا کم سے کم فتویٰ یہی ہوگا کہ اگر عورت کتابیہ ہے نصرانی ہے یا یہودی ہے تو اس کو بھی میراث کے اندر ورثہ ملتا ہے چہ جائیکہ شیعہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور مسلمان ہیں ۔ خدا ایک قبلہ ایک کلمہ ایک اگر کوئی اختلاف ہے تو یہ کہ کسی نے حضرت ابوبکر کو ترجیح دے دی اور کسی نے حضرت علی کو ۔ نکاح ان کے آپس میں ہوتے ہیں ہمارے بہاولپور میں ہوتے ہیں ۔ اس کا ایک اور پہلو بھی میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب کی خدمت میں پیش کردوں فرض کیجئے کہ یہ مشتہر کیا گیا اور اخباروں

میں اشتہار دے دیا گیا تو جو غریب بیوائیں اپنے گھر کے اندر بیٹھی ہوئی ہیں ان کو معلوم نہیں کہ یہاں کوئی قانون زیر بحث آرہا ہے ۔ اور جن شیعہ لوگوں نے اس widow estate کے ختم ہونے کے بعد سارا مال ہتھیا لیا ہے اور اپنے پاس پرایا مال رکھا ہے کہ ان کو نہ دینا چاہئے تو شیعہ مذہب کی اساس ہی منہدم ہوجائیگی تو یہ کسی وقت بھی غلط فہمی پیدا ہوئی ہو اورکسی نے پیدا کی ہو اس امت کا کوئی بڑے سے بڑا آدمی اور بڑے سے بڑا گروہ اگر اس کے خلاف رائے دے دے تو وہ غیر موثر ہوگی اس کے متعلق جو حکم نافذ ہوگیا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ بیوی کسی مسلک سے تعلق رکھتی ہو جو بھی اس کا صحیح مسلک ہو۔ اسکو حصہ ملیگا۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان - ۱)۔ جناب والا۔نوابزادہ صاحب نے اور علامہ صاحب نے کتنی جامع اور فصیح و بلیغ تقریر فرمائی ہے ۔ اور قرآن مجید کو بھی وہ اپنے ساتھ لے آئے تھے ۔ انہوں نے یہ قرآن جو پڑھ کر ہمیں سنایا ہے ہم اسکو خوب جانتے ہیں اور اس کو سمجھتے ہیں ہمارا ایمان ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ صحیح ہے اور درست ہے ۔ نوابزادہ صاحب نے تین پہلوؤں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ قانون قرآن اور سنت کے مطابق ہے اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ ان کو تینوں پہلو پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی اگر انہیں اس کے متعلق کسی کو سمجھانا ہے تو وہ شیعہ مسلم سکٹ ہے اسکو وہ سمجھا سکتے ہیں اور یہ چیز جو انہوں نے ہم سے فرمائی ہے وہ ان سے کہیں کیونکہ یہ ان کے ماننے کی چیز ہے ہمیں اس کا انکار نہیں ہے ۔ ہم اس چیز میں جانا مناسب نہیں سمجھتے ۔ پہلے پہل جب ان کا بل میں نے پڑھا تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ اس کے دو پہلو ہیں ایک پہلو تو میں نے یہ سمجھا اور یہ بات ہوسکتی ہو کہ یہ قانون اس ہاؤس میں اس لئے لایا جا رہا ہے کہ آہستہ آہستہ شیعہ ازم کو ختم کیا جائے ۔ اس کا دوسرا پہلو یہ تھا - - - - - - - - - -

مسٹر افتخار احمد خان ۔ جناب یہ دہرائیں کیا بات انہوں نے کہی ہے۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ اس کا دوسرا پہلو ایک اور بھی ہو سکتا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ جائیداد اور وراثت کے معاملے میں تو شیعہ سکٹ کے لئے یہ قانون نافذ کیا جائے اور باقی ان کے عقیدے اور ان کے خیالات ان کی روز مرہ زندگی ان کی اپنی شرع کے مطابق ہی رہے ۔ جناب یہ میرا نظریہ تھا کہ یہ دو پہلو ہیں ۔ اب نوابزادہ صاحب کی تقریر کے بعد میں یہ سمجھ سکا ہوں کہ ان کا نظریہ صرف جائیداد کی وراثت تک محدود ہے اور جائیداد کی

وراثت کے معاملے میں ان پر یہ قانون نافذ کیا جائے اور باقی جو ان کی شریعت ہے وہ اس کے مطابق عمل کریں ۔ مگر میں سمجھتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جو ان کے فقہی معاملات ہیں اس میں ہم دخل نہیں دے رہے ہیں ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مذہب اسلام میں جتنے فرقہ ہیں ان سب نے اپنے عقائد کو جن چیزوں پر base کیا ہے وہ قران و سنت پر ہی کیا ہے اور اپنی شریعت کو قرآن و سنت کو بنایا ہے یہ نہیں کہ وہ قرآن و سنت کے خلاف ہیں ۔ وہ بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ بھی قرآن و سنت پر ہیں ۔ میں اس کو دو طریقہ سے پیش کرنا چاہتا ہوں ایک تو یہ کہ ہمیں آئینی طور پر یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم شیعہ سکٹ کے خلاف یا ان کی شریعت کے خلاف جسطرح وہ قرآن و سنت سے interpreta کرتے ہیں کوئی بات کہیں یہ پرنسپل آف لا میکنگ کے بھی خلاف ہے اور یہ کانسٹی ٹیوشن کے اس لاز کو violate کرتا ہے کہ ہم ان کے خلاف کوئی قانون نافذ کردیں ۔ دوسری چیز جو مجھے نوابزادہ صاحب کی تقریر سننے کے بعد محسوس ہوئی وہ یہ کہ ان کی یہ اپیل ہے اس قوم کے سامنے اور ہاؤس کے سامنے کہ ایک ایسا قانون نافذ کردیا جائے ۔ جس سے بیوگان کو روٹی مل سکے ۔

ایک آواز ۔ روٹی نہیں وراثت ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ وہ ٹھیک ہے وراثت کا مطالبہ روٹی ہی ہے ۔

ایک آواز ۔ شیعہ فقہ کے مطابق روٹی ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ مگر مجھے علم ہے کہ اس بل کے پیش منظر یا پس منظر میں کیا مقصد ہے اور کس لئے یہ بل لایا گیا ہے وہ کون ہے میں اس کو جانتا ہوں ۔ میں اظہار نہیں کرنا چاہتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر افتخار احمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے ایسی بات کہی کہ اگر غلط فہمی کی بنیاد پر کہی ہے تب تو قابل معافی ہیں اور میں درگذر کرتا ہوں لیکن اگر کوئی ان کی ایسی معلومات ہیں کہ میرے پیش نظر کوئی خاص بیوہ ہے کوئی خاص فرد ہے تو میں سخت احتجاج ہوں میرے دماغ میں یہ چیز خود آئی اور میں اسی لئے یہ بل لایا کہ شرہ میں خلاف شریعت کام ہو رہا ہے ۔ نہ میں شیعہ ہوں نہ میرا کوئی شیعہ ہے ۔

نہ کوئی شیعہ بیوہ میری واقف ہے میں کسی شیعہ بیوہ کو نہیں جانتا ہوں ۔ جس وقت یہ شریعت ایکٹ آپ کے سامنے پیش کیا تھا ۔ وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا اور جس میں ترمیم کررہا ہوں یعنی Shariat personal Law (Amendment) Bill جب یہ پیش ہوا ۔ تو میں نے اس وقت یہ Point out کیا تھا ۔ کہ اس میں ایک دقت پیدا ہوگی میں آپ کی بڑی عزت اور بڑا احترام کرتا ہوں ۔ اور آپ یہ غلط بات نہ کہیئے ۔ کہ میں نے کسی خاص فرد کو سامنے رکھ کر یہ بل پیش کیا ہے۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ میں عرض کررہا تھا ۔ کہ نوابزادہ صاحب نے تین طریقوں سے یہ فرمایا ۔ اور ایک قرآن کی رو سے ۔ تو اس کے متعلق میں عرض کر چکا ہوں ۔ کہ اس کے ساتھ ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ جس طریقے سے ہم اس کو interpret کرتے ہیں ۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ اور اگر جس طریقے سے شیعہ مسلم sect اس کو interpret کرتا ہے ۔ تو اگر اختلاف ہوگا تو ان میں ہوگا ۔ ہمیں اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ یعنی جہاں تک ہمارا تعلق ہے ۔ اس کے بعد انہوں نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کا حوالہ دیا ہے ۔ تو اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ ان میں بھی یہ اختلاف ہے ۔ انہوں نے یہاں پر جس کتاب کا حوالہ دے کر اس میں سے quotation دی ہے ۔ ان کی تقریر سے اور اس کتاب سے ہی ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ یہ مصدقہ نہیں ہے۔ اس میں اختلاف ضرور ہے ۔ (قطع کلامی) میں بتاتا ہوں ۔ اور میں ایک اور گذارش کروں گا ۔ کہ یہ غیر مقلد کا کام ہے ۔ کہ ایک امام کی ایک چیز لے لے ۔ دوسرے امام کی کوئی دوسری چیز لے لے ۔ یہ تو مقلد کا کام ہوتا ہے ۔ کہ وہ جس امام کا پیروکار ہوگا ۔ اسی امام کی چیز کی پیروی کریگا ۔ یہ نہیں ۔ کہ آپ جائیداد کے معاملے میں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق کہیں ۔ جو کچھ انہوں نے کہا ہے ۔ وہ درست ہے ۔ اور باقی معاملات میں آپ کو قرآن اور سنت بھی نظر نہیں آتا ہے ۔ معاف کیجئے گا ۔ اگر شیعہ ہو ۔ تو اس کے لئے تو آپ وہاں قرآن اور سنت کو بھی جائز سمجھتے ہیں ۔ جہاں تعزیے نکلتے ہیں ۔ وہاں آپ قرآن اور سنت کی رو سے اسکو جائز سمجھتے ہیں ۔ یعنی ان کی اپنی شریعت کے مطابق جو رسومات یا عقائد ہیں ۔ وہ بھی انہیں قرآن اور سنت پر base کرتے ہیں ۔ جہانتک ان کا تعلق ہے ۔ تو قوم اور اس ملک کی بہتری کا تو کبھی آپ کو خیال نہیں آیا ۔ کہ میں ان کے متعلق بھی کوئی قانون پیش کروں ۔ آپ تو ایسا بل بھی لاسکتے تھے ۔ اور یہ آپ سارے ملک اور قوم پر احسان کرتے ۔ کہ احمدی فرقے کا کوئی حق نہیں ہے ۔ کہ نبی آخرالزمان

کے بعد وہ اپنے نبی کو نبی بتائیں ۔ کہ نبی آیا تھا ۔ اس کے خلاف بھی آپ قانون لاسکتے تھے ۔ ان کو بھی کوئی حق نہیں ہے ۔ ہمارا آئین جو ہے ۔ قرآن اور سنت کے خلاف جو بھی فرقہ اپنے عقائد یا اپنی رسومات یا اپنے خیالات کا اظہار کرے ۔ ہم سے مخالفت کرے ۔ تو ہمیں یہ حق ہے ۔ کہ ہم اسے یہاں لے آئیں ۔ لیکن آئین میں اس فرقے کو باقاعدہ protection دی گئی ہے ۔ کہ وہ جس طرح چاہیں مذہبی کتابوں پر base کرکے اپنی شریعت اخذ کریں ۔ یہ ان کو حق حاصل ہے ۔ جس طرح آپ نے یہ فرمایا اور آپ نے ایک حوالہ جج صاحب کے فیصلے کا دیا۔میں تو حیران ہوں۔کہ ایک طرف تو آپ اس فرقے کو علیحدہ رکھتے آ رہے ہیں ۔ آپ اس بل میں تسلیم کرتے ہیں کہ یہ فرقہ علیحدہ ہے ۔ اور اس کے بعد اس کے لئے حقوق دوسرے فرقے کے مانگتے ہیں ۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں ۔ (آپ مجھے اشارہ کررہے ہیں ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں) اس میں آپ نے ہر جگہ پر شیعہ مسلم کا لفظ درج کیا ہے اور آپ نے شیعہ مسلم کا لفظ کیوں درج کیا ہے ۔ ہمارے لئے تو ایک قانون ہے ۔ مسلمانوں کے لئے ایک قانون ہے ۔ اس میں لفظ ''شیعہ مسلم'' درج کرنے سے کیا یہ ظاہر نہیں ہوتا ۔ کہ شیعہ مسلم کی اپنی الگ شریعت ہے۔ شیعہ مسلم اس قانون سے الگ ہیں ۔ شیعہ مسلم قرآن اور سنت کو اپنے لئے الگ interpret کر رہے ہیں ۔ اس سے تو آپ تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ ان کا قانون ہی الگ ہے ۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں ۔ کہ ان کو اس قانون پر لایا جائے ۔ تاکہ بیوگان کا حق محفوظ کیا جائے ۔ لیکن ان کو یہاں لانے کے لئے رائے عامہ ضروری ہے ۔ کیونکہ آپ نے ابھی statement دیا ہے ۔ کہ میں تو شیعہ نہیں ہوں ۔ جب آپ نے بل پیش کیا ہے ۔ کم از کم اس شیعہ مسلم فرقے کو جو کہ اس ملک میں لاکھوں اور شاید کروڑوں کی تعداد میں ہوں ۔ کیا انہیں یہ حق نہیں ہے ۔ کہ وہ اپنی زبان کھولیں ۔ اپنی آواز بلند کریں ۔ کہ ہمیں یہ قانون چاہئے ۔ یا نہیں چاہئے۔ کیا یہ ان کی شریعت کے خلاف ہے یا نہیں ہے ۔ ان کو بھی حق حاصل ہے۔ کہ وہ اس طرح سے اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔ کیا آپ نے اس فرقے کی نمائندگی اس ایوان میں نہیں کرنی ۔ کیا آپ اس فرقے کو پاکستان کا باشندہ قرار نہیں دیتے ۔ میرے خیال میں یہ تو بڑی زیادتی ہو گی ۔ کہ آپ ان کی مرضی کے خلاف یہاں ان پر کوئی قانون نافذ کردیں ۔ سیلکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ۔ کہ وہ فیصلہ جس پر آپ base کررہے ہیں ـــــــ فیصلے میں واقعی یہ درست ہے ۔ کہ وہ لکھتے ہیں ۔ کہ

"As Servant of the Muhammaden Law"

وہ کہتے ہیں ۔ کہ قطع نظر اس چیز کے اس قرآن اور سنت پر base کرتا

ہوں ۔ مگر وہ بھی تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ

"Rejected such opinions of the doctors of the Shia Law as accepted those distinctions"

تو جو شیعہ حضرات ہیں ۔ ان کے accepted law ہیں ان کی accepted شریعت ہے ۔ تو وہ بھی ان کو ignore نہیں کرسکتے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ ان کی شریعت میں یہ چیز واضح طور پر ہے ۔ کہ بے اولاد بیوہ کو جائیداد نہیں ملے گی ۔ منکنی جائیداد ملیگی ۔ لیکن اسے زرعی جائیداد نہیں ملیگی ۔

جناب والا ۔ دوسری بات انہوں نے آقا حسین طبا طبائی کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے یہ فرمائی تھی ۔ کہ انہوں نے صفحہ ۶۹ پر یہ فرمایا ہے ۔ کہ

"Mujtahid has expressed his doubts about the correctness."

تو اس نے بھی اپنے شکوک بتائے ہیں ۔ وہ بھی sure نہیں ہے ۔ اس نے اپنے شکوک کیلئے لکھا ہے ۔ یہ بھی مشتبہ ہے ۔ اسکو بھی اشتباہ ہے ۔

نوابزادہ افتخار احمد خان ۔ اسی طرح لکھا جاتا ہے ۔ بھائی ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ سیلکٹ کمیٹی کی جو رپورٹ آئی ہے ۔ اس میں لکھا ہے ۔

"Childless widow of a Shia Mulsim shall be entitled to one--fourth or one-eighth share, as the case may be, in her husbands estate including land whether agricultural or otherwise, according to the injunctions of the Holy Quran.

" according to the injunctions of the Holy Quran" Interpreted by whom?

یعنی ایک طرف تو آپ اس فرقے کو لاتے ہیں ۔ اور دوسری طرف آپ ان کو پابند کرتے ہیں ۔ کہ according to injunctions of Holy Quran کم از کم جو شیعہ ہیں ۔ ان کے جو حقوق ہیں ۔ آپ انہیں ان سے debar نہیں کرسکتے ہیں ۔

پھر جناب والا ۔ ان کی ایک کتاب ہے ۔ "شرح الاسلام" جو کہ شیعہ فرقے کی authority book ہے ۔

"Baillie's Digest (Part II) of Muhammadan Law."

انہوں نے اس کتاب کو "شرح الاسلام" کا ترجمہ صفحہ نمبر ۲۹۰ پر دیا ہے ۔ وہ میں پڑھ کر سناتا ہوں ۔

Part II. "Ballie's Digest of Muhammadan Law" P-295.

"When the wife has had a child by the deceased she inherits out of all that he has left and if there is no child she takes nothing out of the deceased's land but her share of the value of the Household effects and building to be given to her."

"یہ وہ کتاب ہے جس کو شیعہ حضرات پوری اتھارٹی سے تسلیم کرتے ہیں ۔ جناب والا نوابزادہ صاحب نے کچھ ججوں کا فیصلہ ان کی روشنی میں پیش کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلکہ انہوں نے یہ بھی فرمایا ۔ کہ بے شمار فیصلے ہیں ۔ لیکن اب تک ایک فیصلہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جس میں یہ فیصلہ دیا ہو ۔ کہ شیعہ بیوہ جس کی اولاد نہ ہو وہ زرعی جائیداد میں حقدار ہے ۔ تو انہوں نے آج تک یہ فیصلہ نہیں دیا ۔ اس سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ ان کی شریعت علیحدہ ہے ۔ اس کے خلاف جناب میں بہت سے ایسے cases عرض کر سکتا ہوں ۔ جیسے سید علی۔

1. Sayyed Ali Vs. Sayyed Muhammad Akbar Ali Khan published in 37 ILR Patna 1908

2. Umer Diaz Ali Khan Vs. Wilayat Ali Khan, published in ILR Allahabad

3. Muzaffar Ali Khan Vs. Nawab Ali Khan, published in 29 ILR 48 Allahabad.

4. Mir Ali Vs. Sajooda Begum published in ILR 21

"تو جناب والا اسی طرح سے پریوی کونسل کے فیصلے ہیں جو اگر شیعہ بیوہ کو جس کے اولاد نہ ہو تو اس کو زرعی زمین میں حصہ نہیں ملتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے ہم ان کو [illegible] کر کے ان کے لئے قانون یہاں نافذ کردیں۔ تو اس سے بڑی [illegible] & City ہو گی ۔ تو اس سے تو بہتر ہے کہ اس کو [illegible] public opinion کے لئے بھیجا جائے اور وہاں ان کی رائے معلوم کرلی جائے ۔

Allama Rehmatullah Arshad : On a point of information, Sir.

"وزیر قانون ۔ پھر میرا جواب آپ ہی دیدیں ۔ تو بہتر ہے کیونکہ میں آپ کے متعلق ہی عرض کر رہا ہوں ۔

میجر سلطان احمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب پچھلے دو دنوں میں معزز خواتین نے ہمیں رشوتیں بھی دی ہیں ۔ ہمیں سزا دینے کی بھی دھمکیاں دی ہیں چند ایک ایسے قوانین پر جو میری نکتہ نظر میں میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے کیلئے ۔ ۔ ۔ ۔ (قطع کلامیاں و شور)

ایک آواز - کیا انہوں نے چائے پی ہے -

میجر سلطان احمد خان - ہاں جی چائے پی ہے - ہمیں پھانسیوں تک کی دھمکی دی ہے - آج ایک ایسا مسئلہ پیش آیا جس میں انسانی ہمدردی ہونی چاہئیے -

Mr. Senior Deputy Speaker : This does not look like a Point of Order

میجر سلطان احمد خان - جناب اس وقت ایسا مسئلہ پیش ہے کہ جس میں انسانی ہمدردی ہونی چاہئیے -

پارلیمنٹری سیکریٹری (ارباب محمد افضل خان) میجر صاحب کیا آپ شریعت کو سمجھتے ہیں ؟

میجر سلطان احمد خان -(پنجابی) ''تیرے کولوں زیادہ سمجھ داآں،، - تو جناب اس وقت ایک ایسا مسئلہ پیش ہے جس میں انسانی ہمدردی ہونی چاہئیے - اور وہ صاحبان سب خاموش ہیں - ایک صاحبہ تو غائب ہوگئی ہیں اور دوسری خاموش بیٹھی ہیں -

Minister of Law : Sir my submission is.....

علامہ رحمت اللہ ارشد - آپ اچھی اردو بولتے ہیں - یہاں مولانا غلا غوث صاحب بیٹھے ہیں - وہ بھی سمجھ لیں تو اچھا ہے-

Minister of Law : I was Sir making this submission that Allama Arshad in his very illuminating speech said that the whole world may be on one side but what is contained in the Holy Quran, if it is to the contrary, will have to be accepted. There is no controversy with this proposition of the member, but as has been pointed out by Qasim Khan, how is the Quran to be interpreted in relation to the subject matter before this House; whether we have to accept the interpretation of Allama Arshad or Mualana Ghulam Ghaus or the interpretation of a maulana or an allama belonging to the Shia sect itself, because all provisions of Muhammadan Law very distinctly and in unambiguous terms say that the Shias, ' contention is that the Quran says what the Shia law is today, that a childless widow shall not get anything from her husband's estate. The authority for that that it is the Shia version and Shia interpretation which has to be accepted and not non-Shia or a Sunni version, will be found in the Constitution itself. The Chapter relating to principles of Policy, under Islam, says that no law shall be repugnant to Islamic teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah, and all existing laws shall be brought in conformity with the Holy Quran and Sunnah. Then there is an explanation which says that in the application of this Principle to the personal law of any Muslim Sect, the expression "Quran" and Sunnah" shall mean the "Quran" and "Sunnah" as interpreted by that sect.

My submission, therefore, is that the Shia sect interpret the Quran and Sunnah to mean that a childless widow shall not have any share in her husband's property, and will have to accept it, however erroneous that interpretation may appear to be, and not the interpretation of the Allama Sahib here or the Maulana Sahib there. It must be an allama or a maulana belonging to the Shia Sect. I concede my study

is undoubtedly very limited but I have not come across any Shia saying that the law is otherwise as we find it existing today. It was, therefore that I said we might become wiser by having the public opinion, and in the public opinion will be included not only the public at large but the maulanas and allamas belonging to all the sects in the country, in the province, who could guide us in this respect. I again repeat that if we get from the Shia sect that the interpretation is the one which Mr. Ansari and Allama Arshad have put in on the authority from the Quran, it shall be our foremost duty to accept it and give to the Shia widows what Islam, what Shariat and what the Quran really wants us to give them.

علامہ رحمت اللہ ارشد - on a point of explanation.

جناب صدر - میں صرف آپ کے توسل سے ایک حقیقت کی طرف ان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ میرے فاضل بھائی نوابزادہ غلام قاسم خان نے ٹھوکر کھائی ہے اور جناب محترم وزیر قانون صاحب بھی اس میں مبتلا ہیں - پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے - کہ قرآن مجید کب نازل ہونا شروع ہوا اور کب اس کا نزول ختم ہوا - حضور کی زندگی جب چالیس برس کی ہوئی نبوت سے سرفراز کئے گئے تو قرآن نازل ہونا شروع ہوا - جب ۶۳ سال کی ہوئی اور دنیا سے تشریف لے گئے تو قرآن کا نازل ہونا بند ہوگیا - اب دوسرا فقرہ اس کے ساتھ یہ ہے - کہ شیعہ مسلک کب معرض وجود میں آیا - جب حضرت علی کی خلافت پر جھگڑا ہوا -

مسٹر سینئر ڈپٹی سپیکر - علامہ صاحب آپ right of reply excercise

کریں - آپ انفارمیشن دیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - I am on a point of explanation. Let me say something.

مجھے فقرہ پورا کرنے دیجئے - کہ شیعہ مسلک اس دنیا میں کب آیا - حضور کی وفات کے بعد جب قرآن کا نازل ہونا بند ہو گیا تھا تو ساڑھے ستائیس برس کے بعد شیعہ مسلک آیا تو کیا اس قرآن سے توقع کی جاسکتی ہے - کہ شیعہ مسلک کیلئے میراث کا قانون الگ بنانا اور سنیوں کے لئے الگ بناتا - دوسرا point of explanation یہ ہے کہ ان کو غلط فہمی ہے - نوابزادہ صاحب نے کہ جس کے متعلق کہا ہے - کہ شک ہے یہ شک کی بات نہیں ہے - جو انہوں نے کہا ہے - کہ یہ مشکوک ہے - وہ کہتے ہیں - کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ مجتہد صاحب کہتے ہیں کہ شیعہ علماء بیوہ کو حق میراث دینے کیلئے تیار نہیں - وہ کہتے ہیں کہ یہ میرے لئے مشکوک ہے کہ کوئی شیعہ عالم کسی بیوہ کو حق دینے کیلئے تیار نہیں - مشکوک یہ ہے -

نوابزادہ غلام قاسم خاں خاکوانی ۔ انہوں نے فرمایا ہے ۔یہ بالکل درست ہے کہ جب قرآن نازل ہوا اس وقت کوئی فرقہ بھی نہیں تھا اور جب آپ فرما رہے ہیں کہ shiaism بعد میں ہوا یہ تو Standing Committee کی رپورٹ میں بھی ہے ۔

"As the case may be prior to the disintegration of Islam into Shiaism and Sunnyism."

یہ تو تصدیق شدہ ہے کہ جب قرآن نازل ہوا تو اس وقت کوئی فرقہ نہیں تھا ۔ فرقے تو بعد میں پیدا ہوئے اور انہوں نے قرآن کو اپنے مقاصد کیلئے interpret کیا اور shiaism نے اپنے لئے interpret کیا اور اپنے لئے شرع تجویز کی اور سنیوں نے علیحدہ کی ۔ بریلویوں نے علیحدہ کی اور اہل حدیث نے علیحدہ کی ۔اگر اس چکر میں پڑ گئے تو ہر ایک کیلئے ہمیں قانون اور بنانے پڑیں گے ۔

مسٹر حمزہ ۔ بیوگان کو.....

Mr. Senior Deputy Speaker : I will now put the question.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : I have not spoken.

Mr. Senior Deputy Speaker : But you have already spoken.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : I have not spoken on this motion.

Mr. Senior Deputy Speaker : We are considering both the motions together.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : There is one argument which I want to advance against this motion particularly.

خان اجون خان مدون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میں اس پوائنٹ آف آرڈر میں ایک شعر سنانا ہوں ۔ جو بحث مباحثہ ہورہا ہے ۔ اس کے متعلق علامہ اقبال نے ایک دفعہ فرمایا تھا ۔

قرآن تیرا حق ہے مگر اے مفسر
تاویل سے قرآن کو بنا دیتے ہیں پاژند

مسٹر افتخار احمد خان ۔ صدر محترم مجھے یہ تسلیم ہے جیسا کہ لا منسٹر صاحب.....

مسٹر سینر ڈپٹی سپیکر ۔ افتخار صاحب وہی argument دیں جو پہلے نہیں دی ہیں اور ان کو repeat نہ کریں ۔

مسٹر افتخار احمد خان ۔ میں بالکل repeat نہیں کروں گا اگر میں repeat کروں تو آپ مجھے روک دیجئے گا ۔ جناب والا وقت کی

نزاکت کا مجھے احساس ہے ۔ میں دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔صدر محترم میں نے پھر اس بات کا اقبال کرلیا جو کہ لا منسٹر صاحب نے فرمایا ہے ۔ میرا خیال ہے ۔ شیعہ کے مطابق مسئلہ متنازعہ ہے بعض کہتے ہیں کہ حق ملتا ہے ۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ امام جعفر صادق....عالم اور جسٹس کا فیصلہ ہے۔ بعض علماء بھی کہتے ہیں کہ ان کا حق بنتا ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ حق نہیں بنتا اس لئے مسئلہ ان کی فقہ کے مطابق فی الحال متنازعہ ہے ۔ ایک چیز جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے ۔ کہ یہ مسئلہ متنازعہ کیوں ہوا اس کے متنازعہ کو اور بھی زیادہ سول کورٹ کی عدالتوں نے بنا دیا ہے۔ میری قطعاً نیت نہیں ہے ۔ کہ ان کے فقہ میں مداخلت کروں ۔ مجھے ان کے جذبات کا پورا احترام ہے ۔ ان کے جذبات کی قدر ہے ۔ اس لئے آپ اس بات کو اپنے دل سے نکال دیجئے ۔ میرا کوئی ارادہ میرا کوئی منشاء نہیں ہے ۔ اور کوئی نیت اس بات کی نہیں ہے ۔ کہ ان کی فقہ میں دخل دوں ۔ یہ متنازعہ مسئلہ ضرور ہے ۔ لیکن اس موشن کی اس لئے مخالفت کرتا ہوں ''تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود،، جائیدادیں ان سے لیکر ورثا باز گشت کے نام ہوچکی ہیں ۔ جب تک پبلک کی رائے آئے گی جب تک یہ مسئلہ ایوان کے سامنے دوبارہ پیش ہوگا ۔ وہ زمینیں بیچ چکے ہوں گے ۔

Minister of Law : I have been repeatedly saying that we will issue an Ordinance.

مسٹر افتخار احمد خان ۔ نمبر دو جناب والا یہ ہے کہ رائے عامہ کس کی آئے گی ۔ مجھے ملتان سے تاریں آئیں تھیں اور سارے مغربی پاکستان سے بھی تاریں آئیں تھیں ۔ان کا ایک آدمی بھی مجھے ملا ۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ میں ان کے جذبات کا احترام کرتا اگر ان کی ذاتیات شامل نہ ہوتی لیکن جو لوگ بیواؤں کا حق خلاف شریعت کھانا چاہتے ہیں ان کے سامنے میں سر خم تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں ۔ اور نہ اس معزز ایوان کو ان کے سامنے سرخم تسلیم کرنا چاہئے اور آج تمام جائیدادیں ورثا باز گشت کے نام جاچکی ہیں۔ رائے جو ایوان کے سامنے آئے گی ۔ بیواؤں کو تو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ کہ کس نے رائے مانگی ہے کس نے رائے دینی ہے ۔ وہ پردہ نشین ہیں ۔ وہ گوشہ نشین ہیں وہ بے سہارا ہیں ۔ اس لئے اس کو رائے عامہ کیلئے بھیجا جائے اس بل کی صحیح طور پر مخالفت کرنی ہوگی ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں اگر یہ کہتے ہیں اس کو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے پاس بھیج دیں وہاں شیعوں کا نمائندہ بھی موجود ہے ۔

Minister of Law : I am prepared to withdraw my motion provided you move that motion.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : I agree.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ تو جناب والا میں یہ تحریک کرتا ہوں ۔
کہ ویسٹ پاکستان مسلم پرسنل لا (شریعت) اپلیکیشن (امنڈمنٹ) بل ۱۹۶۴ء کو
اسلامک آئیڈیالوجی کونسل میں رائے معلوم کرنے کیلئے بھیجا جائے۔

Mr. Senior Deputy Speaker : Please wait.

Minister of Law : Sir, I beg leave of the House to permit me to withdraw my motion.

Mr. Senior Deputy Speaker : Has the Minister leave of the House to withdraw his motion ?

(Voices-Yes.)

(*The motion by leave was withdrawn*).

Nawabzada Ghulam Qasim Khan : I beg to move:

"That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill, 1964, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology to advise whether it is not repugnant to the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah as interpreted by Shia Muslim sect."

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : Fix the date.

Minister of Law : That is not for us to do.

Mr. Senior Deputy Speaker : This matter has now been sufficiently debated upon and I will put the question.

The question is:—

" That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill, 1964, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology for advice as to whether this Bill is or is not repugnant to the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah.

Nawabzada Ghulam Qasim Khan : My motion was.....

Mr. Senior Deputy Speaker : I have to abide by the provisions of the Constitution. The Constitution only requires that it should be referred only to that extent whether it is repugnant to the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah. The "Explanation" itself provides that in the application of this principle to the personal law of any Muslim Sect, the expression "Quran and Sunnah" shall mean the Quran and Sunnah as interpreted by that Sect.

The Question is:—

" That the West Pakistan Muslim Personal Law (Shariat) Application (Amendment) Bill, 1964, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology for advice as to whether this Bill is or is not repugnant to the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah.

NATIONAL LANGUAGES BILL

Allama Rehmatullah Arshad (Bahawalpur II) : Sir, I move:—

"That the West Pakistan National Languages Bill, 1963, as recommended by the Select Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Senior Deputy Speaker : The motion moved.:—

That the West Pakistan National Languages Bill, 1963 as recommended by the Select Committee, be taken into consideration at once.

Minister of Law : I have given an amendment to this Bill.

Mr. Senior Deputy Speaker : Then move it.

Minister of Law : I beg to move:—

That the West Pakistan National Language Bill, 1963, as recommended by the Select Committee, be referred to the same Committee again for asertaining the exact details the enforcement of this Bill will entail as to expenses for the change over from English to Urdu and the time various Departments and Institutions in the Province will take to implement it effectively and adequately.

Mr. Senior Deputy Speaker : The motioin under consideration, amendment moved is:

That the West Pakistan National Language Bill, 1963, as recommended by the Select Committee, be referred to the same Committee again for ascertaining the exact details the enforcement of this Bill will entail as to expenses for change over from English to Urdu and the time various Departments and Institutions in the Province will take to implement it effectively and adequately.

We will discuss both the motions and the amendment together.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ صحیح صورت حال یہ ہے ۔ کہ اردو زبان کا بل اس ruling party کے حلق میں اٹکا ہوا ہے نہ یہ اسے اگل سکتی ہے ۔ اور نہ ہی نوکر شاہی اسے ہضم کرنے دیتا ہے۔ (قہقہہ) مجھے اپنے فاضل وزیر تعلیم صاحب سے قطعاً کوئی اختلاف نہ ہوتا اگر اس وقت تک اس بل کو جن مراحل میں سے گزرنا پڑا ہے ۔ جس کا تماشہ آپ نے بھی دیکھا ہے ۔ اور صوبے کے عوام نے بھی دیکھا ہے ۔ وہ ساری چیزیں ہمارے سامنے نہ ہوتیں ۔ تو مجھے ان کی نہایت ہی نیک نیتی پر مبنی رائے قبول کرنے میں کوئی تامل نہ ہوتا ۔

جناب والا ۔ شاید ہمارے محترم وزیر قانون کو معلوم نہیں کہ ان کی حکومت اور نوکر شاہی نے اس ایوان ۔ اس ایوان کے ممبران اور اس ایوان کی کی مجالس قائمہ یعنی ۔ Standing Comm ttee کو کیا حیثیت دے رکھی ہے ۔ شاید انہیں معلوم نہیں ۔ اور اگر معلوم ہے۔ تو پھر یہ چیز ان کے ایماء پر ہی ہوئی ہوگی ۔ جو یہ ثابت کررہے ہیں ۔ کہ اس چیز کیلئے اب صبر کرنے کی ضرورت ہے ۔ کہ یہ بل دوبارہ مجلس قائمہ کے پاس جائے ۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ یہ تمام تفصیلات ہم نے ان سے معلوم کی تھیں۔ اور چیف سیکریٹری صاحب نے ہماری اس درخواست کو ایک خط کے ذریعہ ٹھکرا دیا ۔ اور وہ تفصیلات دینے سے انکار کردیا ۔ کیا ان کو معلوم نہیں ۔ کہ اس

ایوان کے اندر ایک مسودہ قانون زیر بحث ہے۔ایک مسودہ قانون جو سارے صوبے کے رہنے والوں کی سیاسی امنگوں اور آزادی کے جذبات کے ساتھ ہم آہنگ ہے اور ان کے حصول کیلئے پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ اس ملک کے حاصل کرنے کیلئے جو وجہ جواز تھی۔ اس کے لئے پیش کیا گیا۔ لیکن ابھی تک اس بل کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا کیونکہ اس صوبے کی کابینہ جو قطعی طور پر اس صوبے کے عوام کی نمائندہ نہیں۔ بیٹھکر فیصلہ کرتی ہے کہ اس بل کی مخالفت کی جائے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی اس ایوان کی کوئی توہین ہو سکتی ہے۔ کہ موجودہ صورت حال کے باوجود اس بات پر اصرار کیا جا رہا ہے۔ کہ اسے دوبارہ مجلس منتخبہ کے پاس بھیجا جائے۔ حالانکہ پہلے بھی جب یہ بل مجلس منتخبہ کے پاس بھیجا گیا تھا تو وہ اس ایوان کی مرضی سے بھیجا گیا تھا۔ اور اس مجلس منتخبہ کی رپورٹ اب ان کے سامنے ہے۔

اب جناب والا۔ذرا وہ مراحل بھی ملاحظہ فرمالیں جن سے اس بل کو گذرنا پڑا ہے۔ سب سے پہلے تو ہمارے وہ دوست جو قانون کے سقراط بن کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے کہا کہ اس بل کے راستے میں آئین کی دفعہ ۲۱۵ حائل ہے۔ اس لئے وہ اسے آگے چلنے نہیں دیتی۔ وہ کہتی ہے۔ کہ اسے ۱۹۷۲ء تک ہاتھ نہ لگایا جائے۔ ۱۹۷۲ء کے بعد مرنے والے مرجائیں گے۔ اور نئی نسل جو teddies کی پیدا ہوگی۔ وہ شاید اس اس کا مطالبہ ہی نہیں کریگی۔ کہ اردو اس ملک کی زبان ہو۔ اور وہ اس ساری بحث کو ختم کردیگی۔ بہرحال اب ان کی اس ترمیم کے بعد کم از کم یہ بات ثابت ہوگئی ہے۔ کہ آئین اس کے راستے میں حائل نہیں۔ لیکن خدا کیلئے مجھے کوئی ایسی صورت بتائیں تو سہی کہ اس زبان کو اس صوبے میں جاری کرنے کی کوئی صورت پیدا ہوگی بھی یا نہیں۔

صاحب صدر۔ میں بڑی دلسوزی اور درد مندی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ کسی آزاد ملک کیلئے یہ بڑی ہمت کی بات ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی غلامی کی یادگار کو اپنے سینے سے لٹکائے ہوئے پھرتا رہے۔ اور جب وہ دنیا کے سامنے آئے تو معلوم ہو کہ اس کی تو کوئی زبان ہی نہیں۔ اس سے زیادہ اور شرم کی بات کیا ہوسکتی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی کئی مثالیں دی ہیں۔ جن کا اب میں اعادہ کرنا نہیں چاہتا۔ چھوٹی چھوٹی زندہ قوموں مثلاً اسرائیل نے جب یہ طے کیا کہ اس ملک کی زبان عبرانی ہوگی۔ تو دس سال کے اندر اندر انہوں نے عبرانی زبان میں ایک یونیورسٹی قائم کردی۔ اور جب یہ طے کیا گیا تو اس وقت پورے ملک میں صرف بارہ آدمی عبرانی زبان جانتے تھے۔

اسی طرح مصطفےٰ کمال نے ۲۴ گھنٹے کے اندر اپنے ملک میں ترکی زبان جاری کردی ۔اور انڈونیشیا میں اپنی زبان کو صرف سات دن کے اندر اندر جاری کیا گیا ۔ لیکن ہم ہیں کہ ۱۸ برس میں یہ مسئلہ طے نہیں کرسکے ۔ افسوس تو اس بات کا ہے جب بھی یہ مسئلہ طے ہونے کو آتا تھا ۔ تو اس کے تماشے آپ نے خود ہی دیکھ لئے ہیں ۔ پہلے یہ بل مجلس قائمہ کے پاس گیا ۔ جب وہاں سے آیا تو اسے مجلس منتخبہ کے پاس بھیج دیا گیا ۔ جب وہاں سے آیا تو اسے دوبارہ مجلس منتخبہ کے پاس بھیجا جارہا ہے ۔ وہاں سے آجائے گا تو پھر کہا جائیگا کہ اس پر رائے عامہ دریافت کرنے کیلئے مشتہر کیا جائے ۔ اور اس وقت تک ہماری اسمبلی کا tenure ختم ہوجائے گا ۔
تو آخر ہمارے حکمران

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ان کو وضاحت سے کہہ دینا چاہئے کہ ان کو انگریزی عزیز ہے ۔ اور وہ انگریز کے عہد کی یاد کو تازہ رکھنا چاہتے ہیں ۔ وہ انگریزی زبان کو کسی حالت میں بھی چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ۔ اور اردو کو وہ رائج کرنا نہیں چاہتے سیدھی بات کہہ دیں ۔

صاحب صدر ۔ آپ کو معلوم ہے کہ کل شاید ہمارے فاضل وزیر قانون نے اس بات کو اپنی بڑی فتح مبین سمجھا ہوگا ۔ جب میں نے ان کو کہہ دیا ۔ کہ rules پر رپورٹ کیلئے مجلس منتخبہ کو جون ۱۹۶۵ء تک وقفہ دیا جائے۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید میں نے یہ طنزاً کہا ۔ میں نے وہ نہایت سنجیدگی سے کہا تھا ۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت تک اس Rules Committee پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوچکا ہے ۔ اس کے ایک ایک لفظ پر اس وقت کے وزیر قانون ملک قادر بخش صاحب نے اپنا انگوٹھا ثبت فرما دیا تھا ۔ جب وہ رپورٹ آئی تو انہوں نے کہا ۔ نہیں ۔ اس کے لئے Select Committee بناؤ ۔ چنانچہ Select Committee بنائی گئی ۔ جس کا اجلاس کبھی مری میں ہوا اور کبھی کراچی میں ۔ اس طرح گورنمنٹ کے لاکھوں روپے خرچ ہوئے ۔ تو میں نے دراصل اس اسمبلی کے وزیر قانون اور اس صوبے کو لاکھوں روپے کے خرچ سے بچایا ہے ۔ کیونکہ رولز نے تو پاس ہونا ہی نہیں تھا ۔ اگر زبان کے مسودہ قانون کی حیثیت بھی یہی ہے ۔کہ اس نے پاس نہیں ہونا ۔ اور صرف مجلس منتخبہ کی مٹینگیں ہی ہونا ہیں ۔ ممبران کو سفر خرچ اور daily allowances ہی ملتے ہیں تو صوبے کو زیادہ زیر بار نہ کیا جائے ۔ اور اس پر مزید خرچ نہ کیا جائے ۔ وضاحت

سے کہدیا جائے کہ ہمارا ان سے اختلاف ہے ۔ اور جو چیز کو وہ چاہتے ہیں وہ معقول سے معقول بات ہو ۔ قرین حق و انصاف ہو ۔ اچھی سے اچھی ہو ۔ اور معاشرتی انصاف کی بات ہو ۔ اور اسلامی اصولوں کے متعلق ہو ۔ تو اکثر وہ انصاف اور معقولیت کی بنا پر فرما دیا کرتے ہیں ۔ کہ ہم اسے قبول نہیں کرتے ۔ اس کے متعلق بھی فرما دیں ۔ کہ ہم اسے قبول نہیں کرتے ۔

Khawaja Muhammad Safdar : Sir, I move that the time be extended by 15 minutes.

Minister of Law : I oppose it.

Khawaja Muhammad Safdar : Alright, next time we will also not co-operate with you.

Minister of Law : You never co-operated.

Khawaja Muhammad Safdar : I always co-operated. It is incorrect to say so.

Minister of Law : That was always the sense of the House. You never conceded.

خواجہ محمد صفدر ۔ ہم نے تو ایک ایک گھنٹہ دیا ہے ۔ جناب ۔

Mr. Senior Deputy Speaker : I extend the time only by five minutes.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب میں ایک آخری فقرہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ کہ کیا اس حکمران پارٹی کے کام میں ۔ کارکردگی میں ۔ سوچنے میں اور انداز فکر و عمل میں کوئی حسن تناسب یعنی sense of proposition بھی ہے ۔ ابھی چند دن ہی ہوئے ۔ ہمارے صدر مملکت نے فرمایا کہ اردو اور بنگالی دونوں عربی رسم الخط میں لکھنے چاہئیں ۔ جس سے یہ impression ہوتا ہے ۔ کہ وہ اردو کو نستعلیق خط میں ہی نہیں بلکہ عربی میں کرنے کیلئے ہم سے بھی زیادہ مشتاق ہیں ۔ اور ادھر ان کی پارٹی کے نمائندے کہتے ہیں کہ یہ بل پھر Select Committee میں جائے ۔ کیا اس میں حسن تناسب بھی کارفرما ہے ۔ ان گذارشات کے ساتھ چونکہ وقت کم ہے ۔ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

Khawaja Muhammad Safdar: I accept this amendment on behalf of my Party.

Minister of Law : Sir, I would like to say a few words in refutation of the agruments made by Allama Rehmatullah Arshad. Before this motion is put, the members and the House must be assured, on behalf of myself as an individual and as an humble servant and the majority party that we are going the whole-hog for bringing into operation Urdu as the National Language in all the De partments in the province and they will see that the Majority Party will succeed in doing it earlier than they expect.

The Member said, he is happy that at least there is no Constitutional impediment or objection to the consideration of this Bill. The Member is wrong. Definitely there are Constitutional impediments in the way of the consideration of this Bill. But out of sheer courtesy and love that the Majority Party has for the Urdu language I may say that we want it to become the National Language of the Province.

Voices from opposition Benches : Question. Question.

Minister of Law : Sir, apart from the fact that this Bill involves a heavy expenditure which will be a drain on the revenues of the province it would require the previous recommendation of the Governor under Article 47. Added to that is another equally formidable objection under Article 215. But, as I said, the Majority party did not bring into operation or raise these objections and are more anxious than the Opposition Members to see that this Bill is passed into an Act. The question remains, why are we in a hurry ? You say that you have written to the Services and General Administration Department. You, as a Select Committee, have wide powers and privileges which the Rules give you. Please make use of them. Write to all Departments because this Act is not going to apply to S.& G.A.D. alone. This is going to apply to all Departments. Collect full data, have full facts available to yourself, and bring them before this House so that the Provincial Exchequer may be in a position to know how much expenditure it involves. Adequate provision will have to be made in the Budget. Inshaullah this Bill will very soon see the light of the day and be passed into an Act. It is only with that end in view that I have moved this motion. I am grateful to the Members that they have no objection to this and I hope they are giong to join hands with us to pass this unanimously.

Mr. Senior Deputy Speaker : The question is:—

"That the West Pakistan National Language Bill, 1963, as recommended by the Select Committee referred to the same Committee again for ascertaining the exact details the enforcement of this Bill will entail as to the expenses for the change over from English to Urdu and the time various Departments and Institutions in the Province will take to implement it effectively and adequately.

Khawaja Muhammad Safdar : There is no time limit there. Under the Rules the Select Committee will have to report back within one month. Therefore I would request that three or four months time should be given to the Select Committee to report back.

Minister of Law: You want me to fix the time. I will accept it if you send it to me tomorrow. Why do you fix the time. Have it imple nented as early as you can. I am sure you are not sincere about it. That is our grievance against you. You want to play to the gallery. Send the report tomorrow or the day after and you will have an Ordinance.

A Voice : Why an Ordinance ?

خواجہ محمد صفدر ۔ ہم اس بات کو کیسے فرض کریں کہ ان کو کچھ علم نہیں ۔ جیسا ہم نے ہر قسم کی اطلاع حکومت سے حصال کرنے کی کوشش کی ہے ۔ تو یہ ہمارا منہ بند کرنے کیلئے لکھ دیا ہے ۔ کہ کونسل آف منسٹرز نے فیصلہ کیا ہے ۔ تاکہ یہ اسمبلی اس مسودہ قانون کو پاس نہ کرسکے ۔ آرٹیکل ۲۱۵ اس میں حائل نہیں اور چیف سیکریٹری صاحب نے صاف لکھ دیا ہے مجھے افسوس ہے ۔ کہ بحث کو دوبارہ جاری کرنا پڑا ہے ۔

Minister of Law : Have the time fixed. I have no objection.

Khawaja Muhammad Safdar : You must now listen to me. I will just read the letter of S. & G. A. D. addressed to the Committee.

"The matter was considered by the Council of Ministers in its meeting held on the 23rd June, 1964 and it was decided that in view of the legal advice available to the Provincial Government, the decision in the matter rests with the Government of Pakistan. The Services and General Administration Department, is, therefore, not in a position to specify at this stage the time limit during which the change-over can be effected".

خواجہ محمد صفدر - ہم نے پوچھا تھا کہ یہ فیصلہ جو کونسل آف منسٹرز نے کیا ہے - کیا اس کو تبدیل کیا جاسکتا ہے - تاکہ انگریزی کی جگہ اردو کو رائج کیا جاسکے - کیونکہ صوبائی حکومت کا محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی صوبہ کی تمام ایڈمنسٹریشن کا ذمہ دار ہے - اس سے پہلے کافی وقت دیا گیا تھا - لیکن اس کا آج یہ جواب دے دیا گیا ہے - ہم نے ایس اینڈ جی اے ڈی کو دو ماہ کے اندر تین موقعے دیئے - کہ ہمیں مطلوبہ اطلاع بہم پہنچائی جائے لیکن وہ اطلاع نہ مل سکی - آج میرے دوست وزیر قانون صاحب نے فاضلانہ انداز میں یہ فرمایا ہے کہ میں گیاری کو play کرنے کے لئے ایسا کر رہا ہوں - مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے جو رویہ اختیار کیا ہے وہ غلط ہے -

ماسٹر خان گل - پوائنٹ آف آرڈر - اس سے تو بالکل صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکومت کو نیک نامی حاصل نہیں کرنے دیں گے -

مسٹر سینئر ڈپٹی سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں -

Mr. Senior Deputy Speaker : The time is extended by five minutes more Khawaja Sahib do you want to fix any time ?

Khawaja Muhammad Safdar : Let us make it 30th of September.

Minister of Law : I have no objection.

Mr. Senior Deputy Speaker : The question is:—

"That the West Pakistan National Language Bill, 1963, as recommended by the Select Committee be referred to the same Committee again for ascertaining the exact details the enforcement of this Bill, will entail as to the expenses for the change over from English to Urdu and the time various Departments and Institutions in the Province will take to implement it effective and adequately, with instructions to report back up to 30th September, 1964.

(*The motion was carried*).

The House stands adjourned to meet at 8.30 a.m. tomorrow.

(*The Assembly then adjourned till* 8.30 *a.m. on Thursday, the 2nd July*, 1964.)

PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

SIXTH SESSION OF THE FIRST PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

THURSDAY, THE 2ND JULY, 1964

The Assembly met at the Assembly Chamber, Lahore at 8.30 a.m. of the Clock. Mr. Speaker, Chaudhri Muhammad Anwar, in the chair.

Recitation from the Holy Qur'an and its translation by Qari Ali Hussain Siddiqi, Qari of the Assembly.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ
عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ○ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ
يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ○ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○
وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ○
وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○

(پ ۲۲ - س ۳۳ - رکوع ۶ - آیات ۴۱ تا ۴۸)

اے مسلمانوں ! اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو - اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو - وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو ظلمتوں و تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور اللہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے - جس روز اس سے ملینگے ان کا تحفہ (اللہ کی جانب سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے - اے پیغمبر ہم نے تم کو شاہد خوشخبری سنانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا اور (اے پیغمبر) (ایمان و یقین) رکھنے والوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا ہی فضل ہے - اور کافروں اور منافقوں کی بات ٹھکرا دو اور ان کی تکلیف دینے کی پروا مت کرو - اور (صرف) اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ ہی کارساز کافی ہے -

Mr. Speaker: Now the Question Hour.

سردار عنایت الرحمن خان عباسی -- پوائنٹ آف آرڈر -

جناب والا - میری ایک تحریک التوا تھی -

Mr. Speaker: After the question hour.

خان اجون خان جدون - پوائنٹ آف آرڈر -

پچھلے دنوں وقفہ سوالات کے دوران میں ایک پوائنٹ آف آرڈر raise ہوا تھا - کہ کیا پارلیمنٹری سکریٹری صاحبان سوالات پوچھ سکتے ہیں - تو چونکہ آج وقفہ سوالات پھر شروع ہوچکا ہے - اس لئے آپ اس بات پر پہلے اپنی رولنگ دیں -

مسٹر سپیکر - جدون صاحب - پوزیشن یہ ہے - کہ جو ریکارڈ میں نے قومی اسمبلی سے منگایا ہے - اس وقت تک وہاں سے کوئی بھی اطلاع نہیں آئی ہے - آج ٹیلیفون کرکے معلوم کروں گا - اس کے بعد میں پوزیشن واضح کردوں گا -

---

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

OPENING OF A COLLEGE IN THAR DESERT

***5133. Mir Haji Muhammad Bux Talpur:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that a college is functioning at Mirpurkhas, Headquarter of Tharparkar District;

(*b*) whether it is a fact that no college has yet been established in Thar Desert area which is a backward area of former Province of Sind;

(*c*) whether it is a fact that Mirpurkhas Sub-Division is an irrigated and developed area provided with facilities like Railway, metalled roads, and electricity, whereas no such facilities have been provided to Thar Sub-Division;

(*d*) whether it is a fact that Mirpurkhas Sub-Division is larger than Thar Sub-Division in respect of area and population;

(*e*) whether it is a fact that a new college is being opened at Tando Jan Muhammad of Mirpurkhas Sub Division;

(*f*) whether it is a fact that the demands of the people of Thar Sub-Division for the establishment of a College in that area has been rejected;

(*g*) if answers to (*a*) to (*f*) above be in the affirmative, reasons for not opening a college at the Sub-Divisional Headquarter, Mithi?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan) :

(*a*) Yes.

(*b*) Yes.

(*c*) Yes.

(*d*) Yes. It is larger in population but not in area.

(*e*) No. All such cases are yet under examination and will be decided on merits.

(*f*) No.

(*g*) Nothing can be said at present in view of the reply under (*e*).

MIDDLE SCHOOLS AND VERNACULAR MIDDLE SCHOOLS IN SIALKOT DISTRICT

*5387. **Chaudhri Muhammad Ibrahim:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the total number of Middle Schools, and Vernacular Middle Schools in Sialkot District;

(*b*) the number of the said Middle Schools where the Headmasters possess qualifications not higher than (*i*) Middle passed S.V., (*ii*) F.A.C.T. and (*iii*) trained graduates separately;

(*c*) the number of the said Middle Schools where teachers of higher qualifications are serving under S.V. Headmasters along with reasons therefor?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan):

(*a*) The total number of Middle Schools in Sialkot District is 78.

(*b*) The number of Headmasters according to qualifications posted in the said middle schools is shown below:—

S.V.	C.T.	B.T.
42	19	17

(*c*) In 42 middle schools teachers of higher qualifications are serving under S.V. Headmasters.

چودھری محمد ابراھیم—حصہ "سی" میں جواب دیا گیا ھے کہ ۲۴ مڈل سکولوں میں اساتذہ جو higher qualifications رکھتے ھیں وہ ایس وی ھیڈ ماسٹروں کے ماتحت کام کر رھے ھیں اور بی ٹی اور سی ٹی کام کر رھے ھیں ۔ یہ کس حد تک آپ کی نگاہ میں مناسب ھے ؟

وزیر تعلیم(میاں محمد یاسین خان وٹو) ۔ جناب والا— میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ former Punjab میں مڈل سکول تین قسم کے تھے ۔ ایک تھے کہ جہاں صرف اردو پڑھائی جاتی تھی ایک تھے کہ جہاں انگریزی اختیاری تھی اور ایک تھے اینگلو ورنیکولر سکول اور ان تینوں قسم کے سکولوں کے ھیڈ ماسٹروں کی qualifications بھی اسی صورت میں علیحدہ علیحدہ تھیں صرف جو اردو کے سکول ھوتے تھے وھاں ایس وی ھیڈ ماسٹر ھوتے تھے اور جہاں اختیاری انگریزی تھی وھاں سی ٹی یا ایس وی ھیڈ ماسٹر ھوتے تھے اور جہاں اینگلو ورنیکولر ھائی سکول تھے وھاں بی اے بی ٹی ھیڈ ماسٹر ھوتے تھے ۔ اب موجودہ نظام کے تحت یہ کردیا گیا ھے کہ تمام سکولوں میں انگریزی پڑھائی جائیگی ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اور مڈل سکول provincialize بھی ھو گئے ھیں ۔ اب کوشش یہ کی جارھی ھے ۔ کہ بتدریج یہ سارے سکول جو ھیں وھاں تربیت یافتہ گریجویٹ ھیڈ ماسٹر لگائے جائیں ۔ بتدریج یہ کام ھوگا جو بطور ایس وی غیر تربیت یافتہ کے کام کر رھے ھیں انہیں فوری طور پر ھٹانا بھی مناسب نہ ھوگا اور کئی ان کے ماتحت جو زیادہ قابلیت کے لوگ کام کر رھے ھیں وہ بہت جونیر ھیں اور بتدریج اس معاملہ میں کوشش کی جارھی ھے کہ آپ کا سوال جو ھے اس کے مطابق یہ سارا معاملہ ٹھیک ھوجائے ۔

SIALKOT DISTRICT EDUCATION COMMITTEE

*** 5388. Chaudhri Muhammad Ibrahim:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the number of times the meetings of the Sialkot District Education Committee were (*i*) scheduled to be held, (*ii*) actually held (*iii*) adjourned for lack of quorum in 1963;

(*b*) the names of members who did not attend (*i*) a single meeting of the said Committee (*ii*) 50% of the meetings (*iii*) 35% of the meetings in 1963;

(*c*) action taken or proposed to be taken against the defaulting members of the said Committee;

(*d*) the amount of funds placed at the disposal of the said Committee by (*i*) Government, (*ii*) Sialkot District Council, and (*iii*) by other sources during 1963;

(*e*) the amounts spent by the said Committee on (*i*) pay, etc. of the staff; (*ii*) equipment and furniture; (*iii*) new buildings; (*iv*) repairs to old buildings, and (*v*) other items in 1963;

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan):

(*a*) During 1963, the District Primary Education Committee, Sialkot (*i*) was scheduled to meet 5 times, (*ii*) it actually met every time, (*iii*) and was never adjourned for lack of quorum.

(*b*) The reply to parts (*i*) and (*ii*) is nil, (*iii*) Ch. Muhammad Sarfraz Khan M.N.A. and Syed Murid Hussain Shah, M.N.A. attended only 25% of the meetings.

(*c*) No action is intended to be taken against these members, for they had to attend the Session of the National Assembly.

(*d*) During 1963, the said Committee received Rs. 52,78,178, Rs. 4,01,297 and Rs. 1,94,521 from (*i*) the Government, (*ii*) the District Council, (*iii*) the other resources respectively.

(*e*) During 1963, the said Committee spent Rs. 52,70,476, Rs. 71,472, *nil*, *nil* and Rs. 54,187 on (*i*) the pay of the staff, (*ii*) equipment and furniture, (*iii*) new buildings (*iv*) repairs to old buildings and (*v*) other items. respectively.

چودھری محمد ابراھیم - یہ جو اخراجات دکھائے گئے ھیں اور جو مرمتیں کی گئیں ھیں ان اسکول کی عمارتوں کی اور جو اس طرح نئی عمارات پر خرچ نہیں کیا گیا ھے تو کیا ان کی جو maintenance ھے کیا اس کے متعلق آپ کو اطمینان ھے ؟

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خاں وٹو) - اس کے متعلق جناب والا عرض یہ ھے یعنی عمارات کے بارے میں کہ موجودہ آرڈیننس سن ٦٢ کے تحت پرائمری ایجوکیشن کے بارے میں گورنمنٹ نے جب سے یہ ذمہ داری اپنے ذمہ لی ھے یہ قانون ھے کہ عمارات کا جہاں تک تعلق ھے وہ مقامی یونین کونسلیں بنائیں گی اور وھی اس کی maintenance کریں گی - حکومت اساتذہ مہیا کریگی - اس سلسلے میں گورنمنٹ صرف ان عمارات کے لئے اور عمارات کی maintenance کے لئے رقم مخصوص کرتی ھے جو بہت ھی پسماندہ علاقے ھیں اور جہاں ابھی تک تعلیم کا وہ احساس پیدا نہیں

ہوا ۔ تو اس لئے اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جو نئی عمارات ہیں اور جن کی تعمیر پر خرچ نہیں کیا گیا تو قانونی طور پر یہ یونین کونسلوں کی ذمہ داری ہے اور اس سلسلہ میں ہم پوری کوشش کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker: He means to say even in the case of Middle Schools?

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں جناب پرائمری ایجوکیشن کی تعریف یہ ہے ۔ پہلی جماعت سے لیکر آٹھویں تک اور موجودہ جب اس کے بعد ہائی سکول ہوگا تو پھر اور صورت ہوجاتی ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک پرائمری سکولوں کی عمارات کا تعلق ہے ان کی ذمہ داری یونین کونسل کے سپرد ہے ۔

چودھری محمد ابراہیم ۔ کیا وزیر تعلیم صاحب فرمائیں گے کہ کسی یونین کونسل نے کوئی نئی عمارات بنائی ہے یا اس نے اس کی مرمت کی ہے ۔ کیا ان کے پاس اتنے فنڈ ہیں کہ وہ اس کام کو اپنے ذمہ لے سکیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں سیالکوٹ کی یونین کونسل کا ذکر نہیں کرسکتا ہوں کیونکہ مجھے ذاتی طور پر علم نہیں ہے مگر جو یونین کونسلیں کہ میں جانتا ہوں ان میں سے کئی یونین کونسلوں نے یہ کام کیا ہے اور یونین کونسلوں کے پاس اگر کسی مقام پر فنڈ نہیں ہوئے تو یوں بھی ہوا ہے کہ گاؤں والوں نے مل کر خود بخود اس کام کو کیا بلکہ یہ ہوتا ہے کہ جب پرائمری سکول اب کھولے جاتے ہیں تو ان کے لئے اہالیان دیہہ سے اس صورت میں undertaking لی جاتی ہے کہ وہ عمارت بھی بنائیں گے اور اس کو maintain بھی کریں گے ۔ اور میرے خیال میں فاضل ممبر میرے ساتھ متفق ہوں گے کہ جس رفتار سے ہم تعلیم کو ترقی دینا چاہتے ہیں اور اس کے لئے جتنے اخراجات کا اندازہ ہے اس کے مطابق مقامی کمیونٹی کو عمارات کے بارے میں ذمہ داری قبول کرنی ہی پڑے گی تو اب ضرورت کے مطابق ہم کوشش کرسکیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا پرانی عمارات کے متعلق میاں صاحب یہی پوزیشن ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ ہاں جناب پرانی عمارات کے متعلق یہی پوزیشن ہے ان کی maintenance یونین کونسل کے سپرد ہے ۔

سردار عنایت الرحمن خان عباسی- جناب والا - میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ جب آپ نے تعلیمی کمیٹی کی تعداد میں ایک ایکٹ کے ذریعے سے اضافہ کیا تھا تو آپ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس میں ایم بی اے کو بھی consider کیا جائے گا اس تعلیمی کمیٹی میں رکھنے کے لئے - تو کیا وعدہ ایفائی کی کچھ امید ہوسکتی ہے ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ تعلیمی کمیٹی کا جہاں تک تعلق ہے - .....) شور اور قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: I think this supplementary has got nothing to do with this question.

وزیر تعلیم - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے ان کی اطلاع کے لئے عرض کردیتا ہوں کہ جس طرح فاضل ممبر صاحب جناب والا اس بارے میں پورا علم رکھتے ہیں کہ اس قانون کے مطابق یہ قطعاً پابندی نہیں ہے کہ کون شخص بنایا جائے گا یا نہیں - میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایم بی اے صاحبان کے حق کا جہاں تک تعلق ہے اس کا پورے طور پر خیال رکھا جائے گا اگر کسی مقام پر نہیں رکھا جارہا اس کا خیال تو وہ اگر میرے نوٹس میں لائیں تو میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں جو بھی مناسب ہو وہ کیا جائے -

خواجہ محمد صفدر - میں ذاتی طور پر اس پالیسی کو پسند کرتا ہوں کہ مقامی طور پر لوگوں کو عمارات بنانے میں دل چسپی لینی چاہئے - ان کی مرمت کرنے میں اور اس کے علاوہ اور بھی مالی امداد دینے میں - میں کسی خاص یونین یا ضلع کا ذکر نہیں کررہا صوبہ بھر میں کیا ہمیں اس پالیسی کو کامیاب بنانے میں کچھ کامیابی بھی ہوئی ہے ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ واقعی اس میں ہمیں کافی دقتیں سامنے آرہی ہیں لیکن قوم کے وسیع تر مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بہت ضروری ہے کہ مقامی کمیونٹی کو اس بات کا احساس دلایا جائے کہ اگر یہ ذمہ داری مقامی طور پر لوگ نہ لیں گے اور وہ ان کے لئے دو، چار سو، پانچ سو یا بعض مقامات پر ہزار دو ہزار روپے کی ہوگی - تو حکومت پر بھی اتنا بوجھ ہوجائیگا کہ ہم اپنے ملک کی ضرورت کے مطابق سکول نہیں کھول سکیں گے - تو اس سلسلے میں ہم بڑی سنجیدگی سے سوچ رہے ہیں کہ کس

طریقہ پر اس چیز کا پورے طور پر عوام میں احساس پیدا کیا جائے اور جناب والا اس ایوان کے معزز اراکین کو میرے خیال میں یاد ہوگا کہ جناب کی وساطت سے ایک سے زیادہ مرتبہ میں اس معزز ایوان کے اراکین کی توجہ اس طرف دلا چکا ہوں کہ وہ اپنے اپنے علاقوں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس سلسلہ میں مہربانی فرما کر کوشش کریں ۔ آج آپ کی وساطت سے پھر اس سلسلے میں عرض کروں گا ۔ ویسے اس کے علاوہ جہاں کہیں میں دوروں پر جارہا ہوں تو ڈی سی اور یونین کونسل کے جو متعلقہ افسران ہوتے ہیں ان سے بھی میں بات کر رہا ہوں اور کل ہی میں نے محکمہ کے افسران سے پھر اس سلسلہ میں تبادلہ خیالات کیا ہے کہ ہم ایسی کوئی تحریک چلائیں کہ جس کے ذریعے اس بڑے اہم سلسلے پر صحیح طور پر قوم کی توجہ مرکوز کی جا سکے اور اس سلسلے میں اور زیادہ ترقی ہوسکے ۔ ویسے یہ کہنا بھی درست نہ ہوگا کہ اس معاملے میں بالکل کام نہیں ہورہا لیکن ہم صحیح طور پر اس کام کی رفتار سے مطمئن نہیں ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ زیادہ ہو ۔

Mr. Speaker: This is a very important question and needs the immediate attention of the Government.

وزیر تعلیم - جناب والا ۔ اس سلسلے میں ایک تجویز جس کو ابھی بہت mature نہیں کہا جا سکتا میرے ذہن میں ہے اور کل بھی جس پر تبادلہ خیالات ہوا ہے کہ ہم صوبے کے ڈی سی ز اور یونین کونسل کے جو ڈائریکٹرز یا اسسٹنٹ ڈائریکٹرز ہوتے ہیں ان کی مشترکہ کہیں کوئی میٹنگ بلا سکیں ۔ یہ ان کے متعلق تجویز ہے ہم غور کر رہے ہیں کہ ان کی جو توجہ خصوصی طور پر اس بارہ میں ہو اور عوام کے نمائندوں سے اس سلسلہ میں ہمیں اپیل کرنے کی دوبارہ خواہش ہے کہ وہ اس سلسلے میں پوری توجہ دیں ۔

میجر سلطان احمد خان - جناب والا ۔ یہ تحریک جو چل رہی ہے یا یوں کہا جائے کہ یہ بیماری کی صورت میں ہے اس کے متعلق میں صرف یہ سوال پوچھوں گا کہ آیا ان رقومات پر جو حکومت یونین کونسل یا Basic democrates یا چیرمینوں کو دیتی ہے ان کے اوپر آپ کا بھی کوئی کنٹرول ہے یعنی محکمہ تعلیم کا ؟

وزیر تعلیم - جناب والا ۔ وہ بنیادی جمہوریتوں کے تحت آتے ہیں اور جو رقم یونین کونسل کو دی جاتی ہے گورنمنٹ کی طرف سے وہ یونین کونسل کے اختیار میں

ہوتی ہے اور پھر ان کے فرائض کا اندراج ہے۔ ان کے فرائض میں ہے کہ مقامی طور پر سکولوں کی عمارات کا جو معاملہ ہے یہ ان کے فرائض میں ہوتا ہے تو اس حد تک سمجھ لیجئے۔

حاجی عبدالمجید جتوئی - کیا وزیر متعلقہ فرمائینگے کہ ۱۹۵۸ء تک سکولوں کی مرمت کے لئے کون رقم خرچ کرتا رہا ہے۔ گورنمنٹ کر رہی تھی یا کوئی یونین کونسل کر رہی تھی۔

وزیر تعلیم - جناب والا - اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ اس وقت صوبہ میں ایک پالیسی نہ تھی۔ میرے خیال میں جو فاضل ممبر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے ان کے ذہن میں صرف سابقہ سندھ کی سکیم ہے۔ وہاں درست ہے کہ سکول گورنمنٹ چلاتی تھی اور گورنمنٹ ہی ان کی مرمت وغیرہ کی ذمہ دار تھی۔ لیکن سابقہ پنجاب میں صورت یہ نہ تھی۔ پرائمری سکولوں کی تعلیم کی ذمہ داری ڈسٹرکٹ کونسل کی تھی گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں تھی۔ اور یہ بھی درست ہے کہ حکومت ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ کو کافی گرانٹ دیتی تھی۔ عمارات ساری ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ بناتی تھی وہی ان کی مرمت بھی کرتی تھی۔

مسٹر عبدالرازق خان - اگر میں جناب وزیر تعلیم کی خدمت میں یہ اطلاع بہم پہنچاؤں کہ رولر ورکس پروگرام میں ۱۹۶۴—۶۵ میں یہ واضح ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ اس پروگرام کا ایک پیسہ بھی سکول کی مرمت پر نہ خرچ کیا جائے تو آپ اس کے متعلق کیا کارروائی کرینگے۔

اس کے علاوہ ایک اور سوال ہے کہ جب آپ فرماتے ہیں کہ ہم عوام میں احساس پیدا کر رہے ہیں کہ وہ سکولوں کی تعمیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ کیا عوام کا مطلب دیہاتیوں سے ہے یا شہری لوگ بھی ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض کروں بجٹ میں شہروں میں پرائمری سکولوں کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے کافی روپیہ دیا گیا ہے۔ دیہات میں جو سکول ہیں ان کے لئے کچھ نہیں دیا گیا۔ کیا اس discrimination کو ختم کرنے کے لئے اور رولر ورکس پروگرام میں یہ ہدایات جاری کرنے کے لئے کہ پرائمری سکول کھولے جائیں کیا اس کے متعلق کوئی کارروائی کرینگے۔

وزیر تعلیم - جناب والا - اس سلسلے میں میں عرض کرونگا کہ پچھلے سال پی۔ ایل ۴۸ کے تحت کافی مقامات پر سکول قائم ہوئے ہیں اور اگلے سال میں جہاں تک میری

معلومات کا تعلق ہے اس سلسلے میں سوچا جا رہا ہے - پی - ایل ۴۸ کے تحت جو رقومات ہیں وہ زیادہ تر سڑکوں کی تعمیر پر خرچ کی جائینگی اور جہاں پانی کی قلت ہے وہاں پانی فراہم کیا جائیگا -

مسٹر عبدالرازق خان- کچھ لوگ کہیں تو پھر ہوگا-

وزیرتعلیم - جناب والا - اس وقت میرے لئے کچھ کہنا مشکل ہوگا - (آفیشیل گیلری کی طرف دیکھتے ہوئے) اس سلسلے میں مجھے دوبارہ اطلاع بہم پہنچائی گئی ہے کہ اس سلسلے میں بھی غور ہو رہا ہے - دوسری بات کے متعلق جو انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ دیہات میں پیسہ نہیں دے رہے ہیں اور شہروں میں دے رہے ہیں - جہاں تک دیہاتوں کا تعلق ہے گورنمنٹ نے ساری پرائمری تعلیم کی ذمہ داری لے لی ہے یا جس طریقے کے ساتھ پروگرام ہے کہ ہم نے تعلیم کو پھیلانا ہے - اس کے مطابق دیہات کے مقامی لوگوں سے توقع کی جاتی ہے تاکہ وہ پورے طور پر سارے ملک میں سکولوں کا جال بچھایا جا سکے - جہاں تک شہروں کا تعلق ہے اس میں میونسپل کمیٹیاں ہیں اور اس کی ذمہ داری حکومت نے نہیں لی ہے وہ ذمہ داری میونسپل کمیٹیوں کے سپرد ہے -

میر ملک حاجی حسن شاہ اورکزی - (پشتو) ہماری تحصیل ہنگو کے ہائی سکول میں چار کمرے کم ہیں - اور میں نے اس کی طرف ہر سیشن میں اور بالخصوص ہر بجٹ سیشن میں حکومت کی توجہ دلائی ہے کہ ان کمروں کی کمی کی وجہ سے بچوں کی گرمیوں میں حدت آفتاب اور سردیوں میں سرد ہواؤں اور بارش کی وجہ سے بے حد تکلیف ہوتی ہے - اس لئے مہربانی فرما کر اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں - اس کے علاوہ میں نے قبائلی علاقے کے لئے ایک کالج بھی مانگا تھا اس کے لئے بھی ہم نے بجٹ سیشن میں چیخ و پکار کی ہے لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی - مہربانی فرما کر اس کی طرف بھی توجہ دیں -

حاجی عبدالمجید جتوئی - پوائنٹ آف آرڈر - یہ پشتو میں سوال کرتے ہیں کیا ہم سندھی میں سوال نہیں کر سکتے -

مسٹر سپیکر- اس لئے آپ اردو میں بول سکتے ہیں -

وزیر تعلیم - اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو آپ بھی سندھی میں بولیں -

حاجی عبدالمجید جتوئی - جاهل آدمی پیدا کریں اور تعلیم پر ایک کوڑی نہ کریں خرچ -

وزیر تعلیم - جناب والا - جہاں تک حاجی شاہ صاحب کے سوال کا تعلق ہے مجھے یاد ہے کہ میرے دوست مجھے کوہاٹ میں ملے تھے کالج کے سلسلے میں ذکر بھی ہوا تھا میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ حکومت کو پورے طور پر احساس ہے کہ وہاں کالج ہونا چاہئے - اور یہ معاملہ زیر غور ہے -

---

EDUCATION DEVELOPMENT IN THE AREAS OF LORAH, NARAH, BOI AND BAKOT

***5450. Sardar Inayatur Rehman Khan Abbasi:** Will the Minister of Education please refer to the answer to my starred question No. 4460 given by the Minister of Basic Democracies and Local Government on the floor of the House on 2nd December 1963 and state:—

(*a*) whether the amount of extra Octroi duty collected by Municipal Committee have been received by the Education Department if so, the manner in which these amounts are proposed to be spent;

(*b*) the amount out of that referred to in (*a*) above earmarked for educational development in the areas of Lorah, Narah, Boi and Bakot alongwith the names of places in the said areas, where the said amount is intended to be spent?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) No, the Education Department has not received any amount of extra Octroi during the period from 14th January 1955 to 31st January 1963. The Cess levied by the former N.W.F.P. Government under the N.W.F.P. Development Cess Act, 1949 with effect from 1st April 1949, was,—*vide* memo No. 3264-69 L-SG, dated 19th February 1951 from the Secretary to Government, N.W.F.P. Local Self Government credited to the Head VII—Land Revenue. The Provincial Government was to apply the Cess, collected under this Act, to the promotion and expansion of education of the people or any other purpose of general public utility in N.W.F.P. This Cess was to supplement the Government funds needed for the development of the area of the former N.W.F.P. There was no intention of restricting the development of a local body area to the extent of the amount collected for it under this Act. The amount realised through this Cess was to go to the Government Treasury. The different local body areas are being developed under the Second Five-Year Development Plan according to their needs, as determined from year to year.

(*b*) In view of the answer to (*a*) above, the question does not arise.

سردار عنایت الرحمن خان عباسی - جناب والا - یہ جو آپ نے جواب پڑھا ہے یہ غلط ہے - میرے نشان زدہ سوال نمبر ۴۴۶. کےجواب میں آپ نے فرمایا تھا ''جی ہاں،' میں نے سوال کیا تھا ''کیا یہ درست ہے کہ یہ رقوم جو میونسپل کمیٹیاں وصول کرتی ہیں ان رقوم کو سارے علاقے کی تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے ''تو آپ نے جواب دیا تھا '' جی ہاں ،، لیکن محصول کی صحیح تفصیل یہ ہے جس کے ذریعہ ۶ لاکھ ۲۷ ہزار ہمارے ضلع ہزارہ کی وصولی بتائی ہے - تو جناب کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ ۶ لاکھ ۲۷ ہزار روپیہ خزانہ میں موجود ہے یہ کہاں خرچ کیا گیا ہے -

وزیرتعلیم - (میاں محمد یسین خان وٹو) جناب والا - میں اس سلسلےمیں عرض کروں گا جس طرح میرے فاضل دوست خود اپنے سوال میں وضاحت فرماتے ہیں - سوال ۴۴۶. کا جواب وزیر بنیادی جمہوریت و لوکل گورنمنٹ نے ۲-۱۲-۶۳ کو دیا تھا جو یہ ارشاد فرما رہے ہیں میں نے اسی وجہ سے اس سوال کے جواب کا کچھ حصہ روکا - اس کے بعد محکمانہ طور پر چیک کیا گیا یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ جواب درست ہے - وہ بھی یہی بیان کرتے ہیں اسی وجہ سے وہی جواب دیا گیا ہے جس کے جواب سے ظاہر ہے کہ شروع میں یہ واقعی اس چیز کے لئے رکھا گیا تھا یعنی تعلیم پر خرچ کرنے کے لئے رکھا گیا تھا لیکن بعد میں جو تفاصیل دی گئی ہیں کہ گورنمنٹ کی چھٹی کے مطابق عام ریونیو میں تبدیل کر دیا گیا - جو تعلیم اور دوسرے معاملات پر بھی خرچ کیا جا سکتا ہے -

سردار عنایت الرحمن خان عباسی- جناب والا - اگر آپ نے یہ اسٹڈنٹ کی ہے تو یہ علیحدہ بات ہے - تحصیل ایبٹ آباد میں ۹۰ سکول ہیں - ۹۰ سکولوں میں صرف ایک سکول کی بلڈنگ موجود ہے جس کے اندر بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں - اور تین لاکھ روپیہ اس تحصیل کا excess اس امر کے لئے وصول کیا گیا ہے لیکن ان پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہو رہا ہے - وزیر تعلیم صاحب اس پر غور کریں - آپ کے ساتھ یہ لوگ فراڈ کر رہے ہیں - یہ غلط ہے - آپ کے پاس اس امر کا جناب والا کیا جواب ہے کہ ۹۰ سکولوں میں سے صرف ایک سکول کی بلڈنگ موجود ہے باقی ۸۹ سکولوں کے بچے باہر بیٹھتے ہیں -

وزیر تعلیم- جناب والا - اس سلسلے میں فاضل ممبر کی توجہ جواب کی طرف لانا چاہتا ہوں جس میں یہ درج ہے (اگر وہ ارشاد فرمائیں تو انگریزی میں جواب پڑھ دوں

اگر کہیں تو اردو میں پڑھ دوں) اس میں صاف لکھا ہوا ہے - کس وقت سے ایجوکیشن کی بجائے جنرل ریونیو میں تبدیل کر دیا گیا ہے - جواب یہ ہے -

The answer is:—

"No, the Education Department has not received any amount of extra Octroi during the period from 14th January 1955 to 31st January, 1963. The Cess levied by the former N.W.F.P. Government under the N.W.F.P. Development Act Cess 1949 with effect from 1st April 1949 was, *vide* Memo No. 3264-69/L-S.G., dated 19th February 1951 from the Secretary to Government, N.W.F.P., Local-self Government credited to the Head VII—Land Revenue. The Provincial Government was to apply the Cess collected under this Act, to the promotion and expansion of education of the people or any other purpose of general public utility in N.W.F.P.This Cess was to supplement the Government funds needed for the development of the area of the former N.W.F.P. There was no intention of restricting the development of a local body area to the extent of the amount collected for it under this Act. The amount realised through this Cess was to go to the Government treasury. The different local body areas are being developed under the Second Five-Year Development Plan according to their needs as determined from year to year."

خان اجون خان جدون - جناب والا - میں جناب وزیر تعلیم کے نوٹس میں یہ بات لاتا ہوں کہ یہ Education Cess سابق صوبہ سرحد کی گورنمنٹ نے N. W. F. P. Development Cess Act, 1949 کے ذریعے نافذ کیا تھا - اس کا مقصد آپ اس کی Statement of Objects میں پڑھ سکتے ہیں - کہ یہ Cess جن علاقوں سے وصول کیا جائیگا - انہیں علاقوں کی Rural Education پر خرچ ہوگا - لیکن ۱۹۵۵ کے بعد یعنی ۱۹۵۷ میں بھی سابق صوبہ سرحد کی گورنمنٹ نے کہا تھا کہ یہ Revenue میں داخل کیا جائے - تاکہ صوبے کے اس حصے کی تعلیمی ضروریات پر خرچ کیا جا سکے - یہ Cess مغربی پاکستان میں پہلے کسی جگہ نہ تھا - یہ Cess حکومت ۱۹۵۵ سے مغربی پاکستان کے Revenue میں جمع کر رہی ہے - جو اس علاقے کے ساتھ بڑی زیادتی ہے -

میں آپ کے نوٹس میں یہ بات بھی لاتا ہوں کہ پشاور میونسپلٹی کے پاس اس وقت بھی ۲۱ لاکھ روپے موجود ہیں - جو اس نے ابھی تک خزانے میں جمع نہیں کرائے - تو کیا آپ یہ معاملہ Cabinet میں پیش کرینگے - تاکہ وہ یا تو اس Cess کو abolish کریں - یا اسے سارے مغربی پاکستان پر لگائیں - اور جو اس Cess کا روپیہ وہاں جمع ہے - وہ وہیں Development پر خرچ ہو -

وزیر تعلیم - جناب والا - جہاں تک اس رقم کا تعلق ہے- پچھلے دنوں جب میں پشاور گیا تھا - تو یہ رقم میرے نوٹس میں لائی گئی تھی - جو صرف تعلیم کے لئے وقف کی گئی تھی - اور جسے ان لوگوں نے General Utility Service پر خرچ کر دیا تھا - تو ان کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ رقم واپس لینی چاہئے - (مداخلت اور شور)

وزیر تعلیم - اب جب آپ اسے Land Revenue میں لے آئے ہیں - تو اس کے بعد یہ ایک general بات بن جاتی ہے - اور اس کا محکمہ تعلیم سے کوئی تعلق نہیں رہ جاتا - البتہ General Administration والوں کا رہتا ہے - ویسے میں اس کے متعلق دیکھ لونگا -

Mr. Speaker: Mian Sahib, please do not address Mr. Jadoon. Address the Chair.

وزیر تعلیم - جناب والا - میں صرف دیکھ اس طرف رہا ہوں - بات تو آپ سے ہی کر رہا ہوں -

تو اس سلسلے میں جناب میں یہ عرض کرونگا کہ اگر میرے فاضل دوست میرے پاس تشریف لے آئیں - تو میں اس کے متعلق مناسب کارروائی کرونگا -
اسی طرح میں آپ کی وساطت سے عباسی صاحب سے عرض کرونگا کہ پہلے بھی ان کے علم میں ہے - اور اس سلسلے میں کئی دفعہ ان سے گفتگو بھی ہو چکی ہے لہذا وہ اور دیگر اصحاب جو اس میں interested ہیں - میرے پاس تشریف لے آئیں تاکہ تفصیل سے یہ بات ہو سکے - اور مزید جو کچھ ممکن ہوگا - کیا جائیگا - لیکن اگر کچھ ممکن نہ ہوگا - تو بھی تمام تفصیلات ان کے علم میں آ جائینگی -

---

NEW SCALES TO TEACHERS OF SECONDARY SCHOOLS OF THARPARKAR DISTRICT

***5470. Mir Haji Muhammad Bux Talpur:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Government have revised the pay scales of non gazetted Government servants in accordance with the recommendations of the Pay Commission;

(*b*) whether it is a fact that although option for the new scales have been obtained from the Matriculate teachers of Secondary Schools in Tharparkar District they have not been granted revised scales as yet;

(*c*) whether it is a fact that the revised pay scales have been given to such teachers of Secondary Schools of Sanghar District; if so, reasons for not allowing new scales to the teachers of Secondary Schools of Tharparkar District?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) Yes.

(*b*) No options for new scales have been obtained from the Matriculate teachers of Secondary Schools in Tharparkar District as they are not entitled to get revised scales;

(*c*) Yes, the Revised Pay Scales were given inadvertently to the Matriculate Teachers of Secondary Schools. Sanghar District who were not entitled to the revised scale and the mistake has been rectified by the Director of Education, Hyderabad Region by cancelling the Revised Pay-Scale to the teachers of Sanghar District.

NUMBER OF VACANT POSTS OF PROFESSORS IN HYDERABAD REGION

***5476. Mir Haji Muhammad Bux Talpur**: Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the number of posts of Professors Senior, and Junior in Class I West Pakistan Education Service lying vacant in Hyderabad Region and the date since which these are lying vacant;

(*b*) reasons for which these posts are not being filled in by promotion of Lecturers in Hyderabad Region and the time by which these are expected to be filled in?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) (*i*) 8 posts of Professors in W.P.E.S. I (Sr.) lying vacant from various dates during the period from 1958 to 1963.

(*ii*) 43 posts of Professors in W.P.E.S. (Jr.) lying vacant from various dates during the period from 1954 to 1963.

(*b*) After integration the bulk of promotion cases could not be taken up for want of service rules which have since been framed and necessary action to fill the Professors posts. by promotion/direct recruitment according to these rules is being taken by the Education Deptt.

مسٹر عبدالرازق خان ۔ جناب والا ۔ حصہ (ب) کے جواب میں معزز وزیر تعلیم کی طرف سے پارلیمنٹری سیکریٹری صاحب نے کہا ہے کہ نئے Rules نہ ہونے کی وجہ سے یہ آسامیاں پر نہ کی گئیں ۔ لیکن اب نئے Rules بن گئے ہیں ۔ اگر میں معزز وزیر کے علم میں یہ بات لاؤں کہ Integration کے وقت جو ایکٹ بنا تھا ۔ اس میں یہ واضح طور پر درج تھا کہ وہ علاقے جو ایک یونٹ میں شامل ہیں ۔ ان کے حقوق کے تحفظ کے طور پر اور علاقائی بنیاد پر دس سال تک افسران لئے جائینگے ۔ اور ان کو ترقی دی جائے گی ۔ لیکن آپ کے محکمے کے ایک Section Officer نے اس کی دھجیاں اڑاتے ہوئے جو نئے Rules وضع کئے ہیں ۔ اور جس غفلت کے ساتھ آپ کے محکمے نے ان Rules کو نافذ کیا ہے ۔ اگر میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لاؤں کہ اس سے اس Region کے لوگوں میں سخت بےچینی پھیل گئی ہے ۔ تو کیا آپ ان Rules پر اس ایکٹ کی روشنی میں از سر نو غور کرنیکا وعدہ فرمائینگے ؟

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خان وٹو) ۔ یقیناً جناب والا میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر اور معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ اگر کوئی Rule کسی ایکٹ کی واضح provision کے خلاف بنایا گیا ہے ۔ تو وہ یقیناً قانونی طور پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔ اگر کوئی ایسی صورت ہوئی تو یقیناً اس Rules کو تبدیل کرنے پر غور کیا جائیگا ۔

مسٹر عبدالرازق خان ۔ جناب والا ۔ میں معزز وزیر تعلیم کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ میں نے یہ اطلاع جناب وزیر کو نہایت ذمہ داری کے ساتھ بہم پہنچائی ہے ۔ تو بجائے اس کے وہ کسی Repre entation کا انتظار فرمائیں ۔ کیا وہ از راہ کرم از خود اس پر غور فرمائینگے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں پورے غور کا یقین دلاتا ہوں ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ استدعا کرونگا کہ ذاتی طور پر بعض دفعہ مصروفیات بھی ہو جایا کرتی ہیں جیسے کہ پہلے بھی اس سلسلے میں گفتگو ہوئی تھی ۔ تو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اگر وہ خود بھی اس میں تھوڑی سی دلچسپی لے کر واضح چیزیں سامنے لے آئیں ۔ تو تعاون کی وجہ سے ذرا زیادہ آسانی اور جلدی سے یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ جائیگی ۔

میجر سلطان احمد خان ۔ جناب والا ۔ اس قسم کے خام اقدامات کرنے سے پیشتر کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہر علاقے کے چنے ہوئے نمائندہ ۔ خواہ وہ public men ہوں یا Service men پر مشتمل ایک High Powered Committee بنائی جائے ۔ اور اس قسم کے معاملات اس کے سپرد کئے جائیں ۔ لیکن اگر اس قسم کے Rules نافذ کر دئے جائیں تو وہ بجائے کچھ سدھارنے کے آپ کے تعلیمی اداروں کو بھی تباہ کر دینگے ۔ اس قسم کے Rules لوگوں میں Representation پیدا کرتے ہیں ۔ اور لوگوں میں مایوسی پھیلاتے ہیں ۔ کیا آپ اس معاملے کو ایک Section Officer کی بجائے ایک High Powered Committee کے سپرد کرنے کے سوال پر غور فرمائینگے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں اس کے متعلق قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ صرف ایک Section Officer کو Rules بنانے کا اختیار نہیں سونپا جا سکتا ۔ لہذا اگر فاضل ممبر مجھے اجازت دیں تو میں پوری تفصیلات معلوم کر کے ان کی خدمت میں عرض کر سکتا ہوں ۔ یا اگر وہ کوئی سوال کر دیں ۔ تو میں ساری تفصیل ان کے سامنے رکھدونگا ۔ کیونکہ میرے نزدیک یہ ممکن نہیں کہ یہ ساری بات ایک Section Officer پر چھوڑ دی جائے ۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی خاص کمیٹی کے ممبر نے پوری توجہ نہ دی ہو ۔ کیونکہ اس سلسلے میں بہت سی کمیٹیوں نے غور کیا ہوگا ۔ اور ہو سکتا ہے کہ کسی شخص نے اس میں کوتاہی بھی کی ہو ۔

میجر سلطان احمد خان ۔ جناب میں معزز وزیر کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ اس قسم کے فیصلے اس وقت ۱۹۵۰ میں Administrative Council نے کئے تھے آج اگر آپ B.Ds کے ممبران کو اکٹھا کرلیں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے ۔

Mr. Speaker: This is not a supplementary question.

SANCTION OF SPECIAL ALLOWANCE TO HEADMASTERS OF PRIMARY SCHOOLS IN FORMER PUNJAB AND SIND AREAS

***5588. Mir Haji Muhammad Bux Talpur:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the academic qualifications for the recruitment of the Headmasters

of Primary Schools in the tehsil and Talukas of former Punjab and Sind respectively and their duties;

(*b*) whether any special allowance is allowed to the said Headmaster; if so, the date on which the said allowance was sanctioned?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) The Headmasters of the Primary Schools in the fromer Punjab and Hyderabad are not recruited direct. The senior most trained teacher of a primary school put in charge of the institution. In the former Punjab the Headmasters of primary schools are generally Middle J.V., Matric J.V., Middle S.V.; or Matric S.V. In the former Sind also Headmaster is not recruited direct. The senior most teacher performs duties of the Headmaster. A Headmaster in Sind may generally be P.S.L.C. (Primary School Leaving Certificate), One Year Trained; P.S.L.C., two years trained or Matric trained. The duties of a Headmaster in both the areas are the same. The Headmaster generally teaches a class as well as attends to day-to-day administration of the school under rules.

(*b*) No special pay is allowed to the Headmasters of the Primary Schools in the former Punjab and Sind.

TEACHING OF THEOLOGY IN PRIMARY SCHOOLS IN QUETTA/KALAT DIVISIONE

*5717. **Babu Muhammad Rafiq**: Will the Minister of Education be pleased to state: —

(*a*) whether it is a fact that the Maulvis were engaged for teaching Theology to students in Primary Schools in Quetta/Kalat Division, if so, their prescribed scale of pay, if any;

(*b*) whether it is a fact that Government intend to impart more religious education to the children in schoo l;

(*c*) whether it is a fact that the services of the said Maulvis have now been discontinued resulting in discontinuance of Islamic studies to children of the said Division;

(*d*) if answer to (*c*) above be in the affirmative, reasons therefor and the measure taken or intended to be taken by the Government for the continuance of Islamic studies in Quetta/Kalat Divisions?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) Yes, but not in all the Primary Schools of Quetta Region. In Quetta Division 1964 Mullahs were engaged for teaching the reading of the Holy Quran

on part-time basis (for an hour or so daily) and an allowance ranging from Rs. 6.00 to 20.00 per mensem is paid to them. In the Kalat Division, there are 39 posts of Qur'an teachers with a regular pay scale of Rs. 40—2—60.

(*b*) Yes, it is a fact.

(*c*) No, the services of Mullahs have not been discontinued but if post of a Mullah falls vacant, it is not filled. Moreover, no Mullahs have been employed in newly opened schools during the Second Five Year Plan. This, however, has not resulted in discontinuance of Islamic studies to children. The teaching of Islamic studies in the Primary Schools is entrusted to the J. V. teachers who receive training in teaching the subject in Normal Schools and are, therefore, competent to teach it.

(*d*) Since majority of the Mullahs can teach the reading of the Holy Qur'an olny so the Islamic studies is now taught by J.V. trained teachers. It is, however, planned to convert the single teacher Primary Schools into double teacher Primary Schools during the Third Five Year Plan Period. It will then be possible to impart religious education more effectively.

سردار عنایت‌الرحمن خان عباسی - پوائنٹ آف آرڈر - وہاں مولوی صاحبان نہیں لکھا ہوا ہے -

Mr. Speaker: How does the Member know the official version.

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خان وٹو) - ''ملا'' عزت کا لفظ ہے - اس کے معنی استاد بھی ہے - مولوی صاحب بھی اس علاقہ میں اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے - اور یہ نازیبا لفظ نہیں -

مولانا غلام غوث - پرائمری سکولوں میں دینیات کے لئے علیحدہ انتظام نہیں کیا گیا -

مسٹر سپیکر - ان کو پہلے جواب پڑھ لینے دیں -

مولانا غلام غوث - آپ نے یہ فرمایا ہے کہ پرائمری سکولوں میں دینیات کے لئے علیحدہ اساتذہ کی ضرورت نہیں وہی مدرس پڑھاتے ہیں - آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جے اے وی تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور وہ اسلامی تعلیم بھی دیتے ہیں علماء تو صرف قرآن کریم ناظرہ پڑھاتے ہیں - اب میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا جے اے وی اساتذہ دینیات کے ماہر ہوتے ہیں -

وزیر تعلیم - اس سلسلے میں میں مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا جیسا کہ ان کو علم ہے کہ پہلی سے آٹھویں جماعت تک دینی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے - اس طرح دو طرح سے اساتذہ کا انتظام کیا جائے گا - پہلے تو وہ ہیں جو زیر تربیت ہیں اس کے لئے ان کو دینی تعلیم دینے کی تربیت دی جا رہی ہے - ٹریننگ دی جا رہی ہے - بجٹ میں اس کی provision ہے اور ان اساتذہ کو باقاعدہ دینی تعلیم دی جائیگی پورے طور پر کوالیفائی کرینگے - دوسری طرح کے وہ اساتذہ ہیں جو سروس میں ہیں - اور دینی تعلیم دینے کے معیار پر نہیں آتے ان کے لئے کوشش کر رہے ہیں - کہ ان کو سروس میں رہتے ہوئے ٹریننگ دینے کا انتظام کیا جائے - تاکہ وہ بچوں کو دینی تعلیم دے سکیں - ان دو صورتوں کو مد نظر رکھا جا رہا ہے - تاکہ دینیات کی تعلیم suffe: نہ کرے -

بابو محمد رفیق - میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ کوئٹہ میں مولوی صاحبان کو ۶ روپیہ سے ۲۰ روپیہ ماہوار دیا جاتا ہے - اور قلات میں ۳۰ سے ۶۰ روپیہ تک -

وزیر تعلیم - وہ تو صاف واضح ہے کہ کوئٹہ میں مولوی صاحبان صرف ایک گھنٹہ وقت دیتے ہیں - اور اس کے لئے انکو ۶ سے ۲۰ روپیہ ماہوار بطور الاؤنس دیا جاتا ہے - قرآن مجید پڑھانے کے لئے قلات میں ۳۹ آسامیاں منظور کی گئی ہیں - وہ full time کام کرتے ہیں - آسامی کے لفظ ہی سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ full time اور مکمل طور پر employed ہیں -

حاجی عبدالمجید جتوئی - (سی) میں آپ نے بتایا ہے کہ جس ملا کی آسامی خالی ہوتی ہے وہ پھر پر نہیں کی جاتی - اور دوبارہ ملا employ نہیں کیا جاتا - تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حکومت اب توریت اور انجیل پڑھائے گی اور پادریوں کو ملازم رکھا جائے گا -

وزیر تعلیم - جتوئی صاحب کو ون یونٹ کے خلاف آج غالباً کوئی موضوع نہیں ملا - اور وہ اس طرح اپنا غصہ نکال رہے ہیں - جناب والا بات بالکل معمولی ہے - اور معزز ممبر بلا وجہ اسے بڑھا رہے ہیں - ہم باقاعدہ صور پر اس چیز کو کوشش کر رہے ہیں کہ full time تعلیم دینے کے لئے اساتذہ کو ٹریننگ دی جائے - اور جہاں ملا حضرات part time کرتے ہیں ان کی جگہ جے اے وی اساتذہ کام کرینگے - کیونکہ وہ بچوں کی دینی تعلیم کے سلسلے میں بے اعتنائی اور لا پرواہی برتتے تھے - اب ملا کی بجائے اساتذہ سے کام لیا جائیگا -

بابو محمد رفیق - بعض ایسے سکول ہیں جہاں جے اے وی ٹرینڈ ٹیچر نہیں۔ جب وہاں ایسے تربیت یافتہ ٹیچر نہیں رکھے جاتے تو کیا وزیر صاحب اس بات پر غور کرینگے۔ کہ مولوی صاحبان کو الاؤنس دیا جائے

وزیر تعلیم - ہم کوشش کرینگے کہ اساتذہ باقاعدہ ٹریننگ حاصل کریں اور قرآن پاک اور دینیات کی تعلیم دینے کے لئے تربیت حاصل کریں۔ ان کو اس بات کی ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ سروس میں رہ کر ٹریننگ حاصل کریں تاکہ بچوں کو بخوبی دینی تعلیم دی جائے

میجر سلطان احمد خان - پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ بات قابل افسوس ہے اس میں ۲۰ کروڑ کی رقم ایک مد میں رکھی گئی ہے۔

ایک معزز ممبر- کونسی مد کے لئے؟

میجر سلطان احمد خان - میں وہ بتا دونگا۔ سارے بجٹ میں جو رقوم رکھی گئی ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ بی ڈی کے پرچار کے لئے ہیں۔ قرآن کریم اور اسلام کے پرچار کے لئے تو صرف ۶ سے ۲۰ روپیہ ماہوار تک ہے۔

مسٹر سپیکر- یہ کوئی ضمنی سوال نہیں۔

مسٹر سلطان محمد اعوان - جن ملاؤں کو بر طرف کیا جائیگا ان کی آسامیوں کو پر نہیں کیا جائیگا۔ آپ دین کا پرچار کرنے والوں کے لئے ایسے الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں۔

وزیر تعلیم - الفاظ سے آپ کی کیا مراد ہے۔

Mr. Speaker : That has already been answered. The member may please take his seat.

مولانا غلام غوث -محترم وزیر تعلیم صاحب نے فرمایا ہے کہ ٹریننگ کالج میں ٹیچروں کو دینیات کی تعلیم باقاعدہ دی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اسی اجلاس میں عرض کیا تھا کہ کوہاٹ کے ٹریننگ کالج میں اسلامیات کا مضمون لینے سے وہاں کے پرنسپل روک رہے ہیں اس پر لڑائی بھی ہوئی ہے تو کیا آپ دیکھینگے کہ وہاں ٹریننگ کالج میں اسلامیات کی تعلیم دی جائے۔

وزیر تعلیم - اسلامیات کی تعلیم اساتذہ کے لئے ٹریننگ کالجوں میں لازمی ہے۔ اس کے مجبور کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

Major Sultan Ahmed Khan: Supplementary, Sir.

Mr. Speaker: Major Sahib, so far only nine questions have been disposed of out of a total of 160. I don't mind if the Members put so many supplementaries.

Major Sultan Ahmed Khan: I will request the Minister to give a short reply.

Mr. Speaker : This is not a supplementary.

AGRICULTURAL STUDIES IN GOVERNMENT HIGH SCHOOL, LORALAI

***5718. Babu Muhammad Rafiq:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that Loralai District is an agricultural district in Quetta Division having large potentialities for development of agriculture;

(*b*) whether it is a fact that Government have decided to start agricultural studies in Secondary Schools;

(*c*) whether it is a fact that agricultural studies in Government High School, Loralai have not been started ; if so, reasons therefor and the time by which the same are likely to be started in the said school?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) Yes.

(*b*) Yes.

(*c*) Yes, it is a fact that Agricultural studies have not so far been started in Government High School, Loralai.

It is proposed to convert this School into a Pilot Secondary School, where Agriculture would be one of the main subjects of study. If it is not possible to convert Loralai into a Pilot School next year, it will be done so during the Third Five Year Plan Period.

بابو محمد رفیق - میں نے یہ سوال بہت پہلے دیا تھا لیکن اس سال تو بجٹ میں پراویژن نہیں کیا گیا ۔کیا آئیندہ بجٹ میں اس کا پراویژن کیا جائے گا ۔

وزیر تعلیم (میاں محمدیاسین خان وٹو) ۔ اس سلسلے میں میری یہ گذارش ہے کہ اگلے پنج سالہ منصوبے میں اس کا انتظام کیا جائیگا ۔

EXPANSION OF THE BUILDING OF GOVERNMENT HIGH SCHOOL, ZAFARWAL, DISTRICT SIALKOT

***5986. Chaudhri Muhammad Ibrahim:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the total number of students in the Government High School, Zafarwal District, Sialkot;

(*b*) the number of class rooms in the said school building excluding the Hall, Science room and Drawing room;

(*c*) the total seating capacity of the said class rooms;

(*d*) whether it is a fact that the extension of the school building has been approved; if so, the date on which it was approved and date on which its construction started;

(*e*) whether it is a fact that the said construction has been left incomplete; if so, the probable dates on which the said extension will be recommenced and completed;

(*f*) whether any temporary arrangements have been made for the accommodation of surplus students in the said school building?

پارلیمنٹری سیکریٹری (خان ملنگ خان) -

الف - ۶۷۲ طلبا -

ب - سات کمرے -

ج - برائے ۳۱۵ طلباء -

د - جی ہاں - عمارت کی توسیع دسمبر سنہ ۱۹۵۷ میں منظور کی گئی تھی -
تعمیر کا کام اگست سنہ ۱۹۶۱ میں شروع ہوا -

ر - جی ہاں - تعمیر کا کام پی - ڈبلیو - ڈی نے نامکمل چھوڑ دیا تھا اب توقع ہے کہ کام جلدی شروع ہوجائیگا - اور اسے سال سنہ ۱۹۶۵ - ۱۹۶۴ میں مکمل کرانے کی شروع کوشش کی جائیگی -

س - طلباء کو عارضی طور پر نامکمل کمروں اور برآمدوں وغیرہ میں بٹھایا جاتا ہے -

چودھری محمد ابراہیم - میں یہ صورت حال وزیر تعلیم کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ۶۷۲ - کی تعداد ہے اور ۳۱۵ - لڑکوں کے لئے جگہ ہے اور یہ منظوری سنہ ۱۹۵۷ع میں دی گئی تھی - سنہ ۱۹۶۱ میں اسے شروع کیا گیا اور اسے نامکمل چھوڑ دیا اور آج تک نامکمل ہے اور یہ سارے کے سارے ۳۱۵ - لڑکے آسمان کے سایہ تلے تعلیم حاصل کررہے ہیں تو کیا وہ اس سے مطمئن ہیں -

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خان وٹو) - جناب والا - فاضل ممبر صاحب کے ارشادات کا میرے دل میں احترام ہے اور یقیناً یہ ایسی بات ہے جس سے انسان کو کافی

تکلیف پہنچتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کو اس عمارت کے Construction کا کوئی اختیار نہیں ہے جہاں تک پی - ڈبلیو - ڈی - کا تعلق ہے ہمیں ان کی طرف سے اطلاعات یہ ملی ہیں کہ سنہ ۱۹۵۷ میں یہ منظور ہوا تھا لیکن کام اس لئے شروع نہیں کیا جا سکا کہ گذشتہ ۱۹۶۱ع تک workable ٹنڈر نہ مل سکے اور باقاعدگی سے ٹنڈروں کی دعوت دی جاتی رہی اور ٹنڈر طلب کئے جاتے رہے لیکن آج تک نہ ٹنڈر ملے اور نہ کام شروع ہوا اور اسی لئے یہ مکمل نہیں کیا جا سکا - لیکن اب جیسا کہ میں نے جواب میں عرض کیا ہے سنہ ۱۹۶۴ ع — ۶۵ ع میں مکمل ہو جائیگا -

---

RESULT OF SECONDARY SCHOOLS EXAMINATIONS AND INTERMEDIATE EXAMINATIONS

*5997. **Chaudhri Muhammad Ibrahim:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the dates on which the various instalments of the results of Secondary Schools Examinations and Intermediate Examinations held during the year 1963 were decalred;

(*b*) the number of candidates declared successful and the pass percentage on each such occasicn;

(*c*) whether it is a fact that examination in various subjects for the said examinations were required to revise their evolution of scripts in a number of cases;

(*d*) if answer to (c) above be in the affirmative the names of subjects and the number of scripts in each subject so re-evaluation?

پارلیمنٹری سیکریٹری (خان ملنگ خان)۔ یہ لمبی چوڑی لسٹ ہے اگر اجازت ہو تو اسے ایوان کے میز پر رکھ دوں * -

مسٹر سپیکر - آپ سپلیمنٹری پوچھ لیں -

چودھری محمد ابراھیم - میں صرف یہ چیز نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں تک مناسب ہے کہ نتائج اقساط میں نکالے گئے ہیں -

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) - باقی Boards سے جو اطلاع ملی ہے وہ یہی ہے کہ ایک ہی وقت میں شائع ہوئے ہیں - صرف لاہور کا اقساط میں شائع ہوا ہے اور اس کی وجہ ایک یہ ہے کہ اس دفعہ یہ کوشش کی گئی کہ پہلے جس تاریخ کو نتیجوں کا اعلان ہوتا تھا اس سے ۱۸ - دن پہلے نتیجہ کا اعلان کیا جائے -

---

*Please See Appendix I at the end.

میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے امتحانوں کے التوا کی وجہ سے اور نتائج دیر سے نکلنے کی وجہ سے اب صورت یہ ہوگئی تھی کہ آخر اگر یہ سلسلہ جاری رہتا تو صورت یوں ہوجاتی کہ ایم ۔ اے ۔ پاس کرنے تک نتائج دیر میں نکلنے کی وجہ سے لڑکوں کا ایک سال یوں ہی ضائع ہوجاتا تو اس وجہ سے ۱۸ ۔ دن پہلے نتیجہ نکالا گیا اور باقی جو جو نتائج جس جس دن تیار ہوئے تھے تو اسی دن ان کا اعلان ہوتا گیا ۔ کوشش کی جائیگی کہ آئندہ اقساط میں نہ ہوں لیکن اگر کوئی مجبوری ہوجائیگی تو نہیں کہا جا سکتا ۔

OPENING OF A PRIMARY SCHOOL AT CHAK NO. 176/W-B TEHSIL MAILSI

***6077. Mr. Atta Hussain Khan Khakwani:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that the Chairman, Union Council, No. 60 recommended to the Tehsil Council Mailsi, that a primary school be opened at Chak No. 176/W-B, as the residents of the said village were prepared to provide building for the said school;

(*b*) whether it is a fact that Tehsil Council Mailsi, passed a resolution unanimously urging upon the Government to open the said school and forwarded a copy thereof to the District Inspector of Schools, Multan for appropriate action;

(*c*) whether it is a fact that the District Council, Multan at its meeting held on 14th January 1963 recommended to the District Primary Education Committee to open a Primary School in the said chak;

(*d*) If answers to (*a*) to (*c*) above be in the affirmative, reasons for not opening a primary school in the said village so far?

پارلیمنٹری سیکریٹری (خان سنگ خان) ۔ الف ۔ جی ہاں ۔

(ب) ۔ جی ہاں

(ج) ۔ جی ہاں

(د) ۔ ایک پرائمری سکول چک نمبر بی ۱۷۶ میں سنہ ۶۵-۱۹۶۴ میں کھولا جائیگا ۔

RESERVATION OF SEATS IN SCHOOLS AND COLLEGES OF MULTAN DISTRICT FOR THE CHILDREN OF GOVERNMENT SERVANTS TRANSFERRED TO THE SAID DISTRICT.

*6078. **Mr. Atta Hussain Khan Khakwani:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that at its meeting held on 14th January 1963 the District Council, Multan passed a resolution to the effect that the seats should be reserved in all the Schools and Colleges of Multan District for the Children of those Government Servants who are transferred to the said District; and forwarded a copy thereof to the Divisional Council, Multan for its recommendation to Government;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, the action taken by Government on the said resolutoin?

پارلیمنٹری سیکریٹری (خان ملنگ خان) ۔ (الف) ۔ جی ہاں ۔
(ب) ۔ یہ تجویز منظور نہیں کی گئی ۔

UPGRADING OF PRIMARY SCHOOL AT CHAK NO. 138/10-R, DISTRICT MULTAN TO A MIDDLE SCHOOL

*6079. **Mr. Atta Hussain Khan Khakwani:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that at a meeting of the District Council, Multan held on 14th January 1963 the Chairman of Tehsil Council Khanewal *vide* his resolution No. 31 moved the Council to make recommendation for the upgrading of Primary School at Chak No. 138/10-R to the level of a Middle School as the residents of the said village were prepared to provide a building for the said school;

(*b*) whether it is a fact when the said proposal was brought under consideration at a meeting of the said Tehsil Council, the A.D.I. had promised to upgrade the said school provided the residents of the said village were prepared to provide a building for it;

(*c*) whether it is also a fact that the District Council Multan at its meeting held on 14th January 1963; recommended to the District Education Committee to upgrade the said school;

(*d*) if answers to (*a*) to (*c*) above be in the affirmative, whether Government intend to upgrade the aforesaid school, if so, the time by which it will be upgraded?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) Yes.

(*b*) Yes, the Assistant District Inspector of Schools made a commitment that the school could be recommended to the Department for upgradation provided the residents of Chak No. 138/10-R undertook to construct a suitable building for a middle school.

(*c*) Yes.

(*d*) The District Inspector of Schools has included the name of this school in the list recommended to the Inspector of Schools, Multan Division. The recommendations received from the Directorate are under the consideration of the Department and the final approval will be accorded shortly. The claim of Chak No. 138/10-R will be considered on merit.

مسٹر عطا حسین خان خاکوانی ۔ حضور والا ۔ میں جناب کے توسط سے جناب وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاڑی کے عوام زمین بھی دینے کے لئے تیار تھے اور عمارت وغیرہ بھی اور اسی قسم کی دوسری ضروریات پوری مہیا کرنے کے لئے تیار تھے یہ ان کا اہم مطالبہ تھا تو اس کے لئے کہدیا گیا ہے کہ آئندہ تیسرے پنجسالہ منصوبے میں رکھا جائیگا اور پھر وہ بھی نظر استحقاق کا ذکر کیا گیا ہے تو استحقاق کس طرح ہوتا ہے جب کہ ہم زمین اور عمارت وغیرہ بھی دینے کو تیار ہیں ۔

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) ۔ جناب والا ۔ استحقاق کا مطلب یہ ہے کہ فرض کیجئے کہ ہمارے پاس دو کالج ہیں اور اگر ضرورت پڑی کہ ہم ۔ م ۔ کالج کھول ہیں تو ہم یہ دیکھیں گے کہ کس جگہ زیادہ ہیں اور کہاں کا offier زیادہ ہے اور ملکی مفاد میں ہے یا اس علاقے کا تعلیمی مفاد ہے تو اس چیز کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کیا جائیگا کہ ۔ م ۔ کی ڈیمانڈ میں سے کتنوں کا حق زیادہ بنتا ہے میرے خیال میں میرے فاضل دوست اتفاق فرمائیں گے کہ اگر کسی علاقہ کا حق بنتا ہے تو اس علاقے کو دیا جائے گا اور اگر حق نہیں بنتا ہے تو نہیں دیا جائیگا ایسی صورت میں مطالبہ کرنا بھی مناسب نہ ہوگا ۔ ویسے مجھے احساس ہے کہ جہاں تک کالج کا تعلق ہے آپ ٹھیک جلنے سے ارشاد فرمارہے ہیں اور حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ہر مقام پر تعلیمی سہولتیں بہم پہونچائی جائیں ۔ اور یہی حکومت کی پالیسی ہے ۔

مسٹر عطا حسین خان خاکوانی ۔ حضور والا ۔ میری گذارش ہے کہ ڈسٹرکٹ ملتان

ایک بہت اہم اور بڑا ضلع ہے جسکی ۲۷ - لاکھ پاپولیشن ہے اور وہاں صرف ایک ڈگری کالج ہے اور دو انٹرمیڈیٹ کالج ہیں - وہاڑی اور میلسی ان کی آبادی ۱۲ - لاکھ کی ہے اور وہاں ایک بھی انٹر میڈیٹ کالج نہیں ہے یہ بہت ضروری چیز تھی اور آپ نے فرمادیا کہ نظر استحقاق سے دیکھا جائیگا کم سے کم تیسرے پنج سالہ منصوبے میں تو رکھ دیا جائیگا یا اس وقت بھی استحقاق کو لازمی قرار دیا جائیگا - یہ بیک ورڈ علاقہ ہے وہاں لڑکوں کی پورے طور پر تعلیم نہیں ہورہی ہے - میں request کروں گا کہ وہاں جلد سے جلد بندوبست کیا جائے -

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) - جناب والا - اس سلسلے میں میرے فاضل دوست کو کیوں اعتراض ہے کہ اگر حق ہوگا تو دیا جائیگا جیسا کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے - اس کے لئے بہت سی وجوہات موجودہ ہیں اگر اس علاقہ کا حق ہوگا تو یقینی طور پر نظر انداز نہیں کیا جائیگا -

---

GOVERNMENT HIGH SCHOOL FOR GIRLS, MIAN CHANNU

***6132. Mr. Atta Hussain Khan Khakwani:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that a Government High School for Girls is functioning at Mian Channu;

(*b*) whether it is a fact that there is no Hostel accommodation in the said school with the result that hundreds of girls are deprived of getting the benefit of Middle and High School education;

(*c*) whether it is a fact that the District Education Committee recommended to the Divisional Council, Multan that a Hostel be constructed for the abovesaid school;

(*d*) whether it is a fact that District Council Multan, at its meeting held on 16th September 1963, recommended to Government through the Divisional Council to make arrangements for the construction of a hostel building for the said school;

(*e*) if answer to (*a*) to (*d*) above be in the affirmative, the steps taken by Government in this behalf;

(*f*) in case no steps have so far been taken for the construction of the said hostel, reasons therefor?

پارلیمنٹری سیکریٹری (خان سلنگ خاں) ۔ الف ۔ جی ہاں ۔

ب ۔ جی ہاں ۔ اس کا اثر کافی طالبات پر ہوتا ہے ۔

ج ۔ جی ہاں ۔

د ۔ جی ہاں ۔

ر ۔ دوسرے منصوبہ میں گورنمنٹ ہائی سکولوں کے لئے بورڈنگ تعمیر کرنے کا پروگرام محدود ہے ۔ اس لئے آئندہ سال گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میاں چنوں میں بورڈنگ تعمیر کرنا ممکن نہ ہوگا ۔ لیکن ایسے مطالبات پر ان کے کوائف کی بنا پر تیسرے منصوبہ میں غور کیا جائیگا ۔

س ۔ دوسرے منصوبہ میں محدود وسائل کی بنا پر ان تمام جگہوں میں ہوسٹل مہیا نہیں کئے جاسکتے ۔ جہاں ان کی ضرورت ہے ۔

مسٹر عطا حسین خان خاکوانی۔ جناب والا ۔ آپ لسٹ ملاحظہ فرمائیے ۔ اس میں جزو نمبر ۱ سے لیکر جزو نمبر ۔ تک کا جواب انہوں نے "جی ہاں" دیا ہے۔ اور آخر میں بھی سب ہی "جی ہاں" ہے ۔ یعنی یہ مانتے ہیں ۔ کہ سب چیزیں نہایت اہم اور ضروری ہیں ۔ وہاں لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں بڑی تکلیف ہے ۔ یہ ضروری تھا ۔ کہ وہاں پر بورڈنگ ہاؤس تعمیر کیا جاتا ۔ لیکن دوسرے پنجسالہ منصوبے میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ اور پھر ہر بار ہمارے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے ۔ کیا وزیر صاحب ہمارے ساتھ ذرا مہربانی نہیں فرمائیں گے ۔

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خان وٹو) ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست کو شاید یاد نہیں رہا ۔ کہ اس علاقے کو کسی لحاظ سے نظر انداز کیا جارہا ہے ۔ فاضل ممبر کے علم میں ہے ۔ کہ ابھی وہاں کے سکولوں کی upgrading ہوئی ہے ۔ اور جہاں ضروری ہوگا ۔ اور آپ نے دیکھا ہوگا ۔ کہ ہمیں معاملات کو سارے مغربی پاکستان کی بنیاد پر دیکھنا پڑتا ہے ۔ اس بجٹ میں بھی کچھ ہوسٹل مہیا کئے گئے ہیں ۔ اور شاید میرے فاضل دوست نے جواب کو توجہ سے سننے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی ورنہ یہاں یہ واضح طور پر بتایا گیا ہے ۔ کہ ان کے کوائف کی بنا پر تیسرے منصوبے میں غور کیا جائیگا ۔

مسٹر عطا حسین خان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ یہ لڑکیوں کے سکول ہیں ۔ اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں ۔ کہ ضلع ملتان میں آپ نے کتنے لڑکیوں یا لڑکوں کے ہوسٹلوں کے لئے موجودہ بجٹ میں یا پچھلے دوسال بجٹ میں رقم کی پروویژن کی ہے ۔

OPENING OF AN INTERMEDIATE COLLEGE FOR GIRLS AT VEHARI

*6133. **Mr. Atta Hussain Khan Khakwani:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that Vehari town is situated at a distance of 62 miles from Multan and 75 miles from Montgomery;

(*b*) whether it is a fact that there is no Intermediate College for Girls at Vehari and the parents cannot afford higher education to the Girl students in Colleges at Multan and Montogmery due to financial strigency;

(*c*) whether it is a fact that the town Committee, Vehari, which is prepared to extend the maximum possible support towards the establishment of an Intermediate College for Girls at Vehari, moved the District Council, Multan to recommend the opening of an Intermediate College for Girls there to the Education Department;

(*d*) whether it is also a fact that the Co-ordination Committee forwarded a copy of the resolution passed by the said Town Committee to the Government for necessary action; if so, whether Government intend to open an Intermediate College for Girls at Vehari, if not, reasons therefor?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) Yes.

(*b*) Yes.

(*c*) Yes.

(*d*) Yes. It is not possible for the Government to open an Intermediate College for Girls at Vehari this year as the 2nd Plan target has already been reached. The proposal will, however, be considered along with other similar cases and decided on merits during the Third Plan Period.

UPGRADING OF PRIMARY, MIDDLE AND HIGH SCHOOL IN BAHAWALNAGAR DISTRICT

*6191. **Chaudhri Muhammad Ali :** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the Primary, Middle and High Schools are upgrabed on the recommendation of Divisional Council;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, whether any such recommendations from the District Council, Bahawalnagar, were received by Government during the last financial year; if so, the names of the schools upgraded during the said year in accordance with such recommendations?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) Yes.

(*b*) The Divisional Inspector of Schools, Bahawalpur forwarded the recommendations of the Divisional Council in respect of Bahawalnagar District for upgradation of schools during 1962-63. The following schools have been upgraded out of the schools recommended by the Divisional Council:—

Primary to Middle:—(1) Primary School, Mahaniwala (Bahawalnagar).

(2) Primary School, Chak No. 118-6-R (Bahawalnagar).

(3) T.C. Girls Primary School, Minchanabad (Bahawalnagar).

Middle to High—Middle School, Chak No. 99/F. District Bahawalnagar.

علامہ رحمت اللہ ارشد - ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز نے کل کتنے سکولوں کا درجہ بڑھانے کی سفارش کی تھی ؟

وزیر تعلیم(میاں محمد یاسین خان وٹو) - اس کا جواب انہوں نے سوال میں نہیں مانگا - اگر آپ نیا سوال دیں - تو اس کا جواب دیدیا جائیگا -

خواجہ محمد صفدر - یہ تو بڑا عمدہ سوال تھا -

وزیر تعلیم - انہوں نے سوال میں پوچھا تھا - کہ

"Whether it is a fact that the Primary, Middle and High Schools are upgraded on the recommendations of District and Divisional Councils".

The District Inspector of Schools, Bahawalnagar, recommended 8 primary schools duly approved by the District Council to the Divisional Inspector of Schools, Bahawalpur, who further recommended them to the Directorate after obtaining the concurrence of the Divisional Council. Out of the eight recommended schools, the following three were upgraded by the Government during 1962-63 :—

1. Primary School, Madhaniwala.
2. Primary School, Chak No. 118/6-R.
3. T.C. Primary School, Minchanabad.

علامہ رحمت اللہ ارشد - میں نے اب یہ پوچھا ہے - کہ ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز نے کتنے سکولوں کا درجہ بڑھانے کی سفارش کی تھی -

Minister of Education: The Divisional Inspector recommended all of them.

علامہ رحمت اللہ ارشد- جن پانچ سکولوں کا درجہ نہیں بڑھایا گیا - ان کی وجوہات کیا ہیں - آٹھ سکولوں کے لئے سفارش کی ہے - تین کا درجہ بڑھ گیا ہے - آخر جن پانچ کا درجہ نہیں بڑھایا گیا - اور جن کی سفارش یونین کونسل اور ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز بھی کرتے ہیں - ان کا درجہ نہ بڑھانے کی وجہ کیا ہے -

وزیر تعلیم - اس کی وجہ مالی implications ہیں جہاں بجٹ میں پروویژن ہوتی ہے - اس کے مطابق upgrading کی جاتی ہے -

---

SCHOLARSHIPS GRANTED TO STUDENTS OF INTERMEDIATE CLASSES

*6373. **Chaudhri Muhammad Ibrahim:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the amount of Scholarships granted to the students of Intermediate Classes on the basis of merit in the last Matriculation Examination;

(*b*) whether it is a fact that in most of the Colleges in West Pakistan the first instalment of Scholarships awarded to the said students has been paid to them;

(*c*) whether it is a fact that the payment of the said Scholarhsips to the students in Government College, Lahore has not yet started; if so, reasons therefor?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan): (*a*) The total expenditure on the Government merit scholarships at Intermediate stage on the result of Secondary School Examination is Rs. 6,64,080;

(*b*) The reply is in the affirmative;

(*c*) The Government College has informed the lump-sum amount of Rs. 150 per scholar for the year 1963 was disbursed to the scholarship-holders in the month of January, 1964 and their scholarships bill upto February, 1964 have been presented to the Accountant-General, West Pakistan, Lahore and the payment is expected shortly.

SENIOR SCALE CLASS I POSTS IN COLLEGIATE CADRE

*6463. **Mr. Abdur Raziq Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the number of senior scale class I posts in Collegiate Cadre created since integration;

(*b*) the basis on which the above-said posts have been allocated to different regions;

(*c*) the number of posts out of those mentioned in (*a*) above which have been allocated to Peshawar Region;

(*d*) the full particulars of the persons appointed against the said posts in Peshawar Region;

(*e*) in case no person from Peshawar Region has been appointed against the said posts in that region reasons therefor?

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan) : (*a*) 32 Senior Class I posts.

(*b*) The Senior Class I posts are crated either for Colleges newly opened to meet the educational demand in particular areas or for particular existing Colleges to meet their specific requirements. The question of allocating these posts to various Regions on a particular basis does not, therefor arise. However the posts mentioned at (*a*) above were created for the regions as follows:—

(*i*) Lahore	13
(*ii*) Peshawar	4
(*iii*) Rawalpindi	5
(*iv*) Quetta	1
(*v*) Hyderabad	8
(*vi*) Karachi	1
Total	32

(*c*) As shown under (*b*) above.

(*d*) The following four officers of Peshawar Region have been promoted against four of the posts;

(*i*) Mr. Nafisuddin Ahmed, W.P.E.S.I. (Senior), Principal, Government College, Abbotabad.

(*ii*) Mr. Muhammad Ismail Sehi, W.P.E.S., I (Senior), Principal, Government College, Peshawar.

(*iii*) Dr. Sakha Ullah, Principal, Government College, Muzaffargarh.

(*iv*) Mr. Ghulam Sarwar, Principal, Government College, Dera Ismail Khan. Their promotion has, however, been made on West Pakistan basis as the Class I (Senior) posts are filled on the same basis.

(*e*) In view of the answer at (*d*) above, the question does not arise.

مسٹر عبدالرازق خاں ۔ جناب یہاں میرے سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے بھی صفحہ نمبر ۱۸ کے نمبر ۴ میں

"(iv) Mr. Ghulam Sarwar, Princpal, Government College, Dera Ismail Khan. Their promotion has, however, been made on West Pakistan basis as the Class I (Senior) posts are filled on the same basis."

جناب ۔ پہانپر پچھلے سیشن میں کئی سوالات ہوئے ہیں ۔ اور ان کے جواب میں ہمیں یہ بتایا گیا تھا ۔ کہ سابق صوبہ سرحد کی بھرتی کے سلسلے میں انضمام کے وقت جو ایکٹ نافذ ہوا تھا ۔ اس کی رو سے ۵۰ فی صدی نمائندگی دی جائیگی ۔ آپ کے محکمے نے اس سے قطعاً انکار کردیا ہے ۔ اور جو نمبر ۳۲ اصحاب لئے گئے ہیں ۔ اس میں پشاور ریجن کو صرف چار دئے گئے ہیں ۔ تو ہمارا جو حق ہے ۔ اس کا نصف ہمیں دیا گیا ہے ۔ تو یہ شکایت ہم نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں کی تھی ۔ اب میں دوبارہ آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کروں گا ۔ کہ از راہ کرم ان لوگوں کو مایوس نہ کریں ۔ اور کیا آپ اس پر غور فرمائیں گے ۔ کہ یہ جو شکایت ہے ۔ یہ دور ہوجائے ۔

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) ۔جناب والا ۔ اس سلسلے میں فاضل ممبر نے اس سے پہلے سوال فرمایا تھا ۔ اس کے جواب میں میں نے جو کچھ عرض کیا ہے ۔ اسی کے مطابق کوشش کروں گا ۔

Mr. Speaker: The Question Hour is over.

حاجی عبدالمجید جتوئی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

یہ سوالات کی جو کتاب ہے ۔ اس میں ۸۲ صفحے ہیں ۔ اور اب تک ۷۰ صفحے ختم ہوئے ہیں ۔ یہ باقی سوالات کہاں جائیں گے ۔ تو اتنی بڑی کتاب لکھنے کی کیا ضرورت ہے ۔ ابھی تک جب صرف ۷۲ صفحے ہی ختم ہوئے ہیں ۔ تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا ۔ صرف نمبر ۷۲ صفحات کے جوابات ختم ہوئے ہیں اور وقت ختم ہوگیا ہے ۔

مسٹر سپیکر۔ حاجی صاحب ۔ پوزیشن یہ ہے ۔ کہ جن سوالات کے جوابات ہاؤس میں نہیں پڑھے جاسکے ۔ اور وقت ختم ہوگیا ہے ۔ وہ ایوان کی میز پر رکھ دئے جائینگے ۔ آپ وہاں پر جوابات ملاحظہ فرما سکتے ہیں ۔ اور اس لسٹ کے بڑے ہونے کی وجہ یہ ہے ۔ کہ آپ کو معلوم ہے ۔ کہ سوالات کا وقفہ suspend ہوتا رہا ہے ۔ اور سوالات اکٹھے ہوتے رہے ہیں ۔ اور آج پہلی دفعہ جوابات دئے گئے ہیں ۔ اس کی لسٹ لازمی طور پر لمبی ہے ۔ اور ایک گھنٹے میں یہ توقع نہیں کی جاسکتی ہے ۔ کہ تمام سوالات کے جوابات ہاؤس میں دے دئے جائیں ۔

مسٹر عبدالرازق خاں (مردان ۔ ۳) ۔ میں جناب آپکی اجازت سے تجویز کروں گا کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور جو ریزولیوشنز ایجینڈا پر ہیں وہ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں ختم ہوجائیں گے ۔ ہمارے پاس وقت کافی ہے اسلئے میں عرض کروں گا کہ ایک گھنٹہ اور بھی سوالات کیلئے وقف کیا جائے ۔ اور اس سارے سیشن میں یہ پہلا ہی دن ہے سوالات کیلئے ۔

مسٹرسپیکر ۔ آپکو جو درخواست ہائے رخصت ہیں انکو بھی نہیں بھولنا چاہیئے ۔

مسٹر عبدالرازق خاں ۔ حضور اسکے لئے بھی وقت کافی ہے ۔ ہمارا یہ کام جلدی ختم ہوجائیگا ۔ (شور)

Mr. Speaker : Order Please. There are eleven Adjournment Motions. There are leave applications. The member may please take his seat.

مولانا غلام غوث ۔ یہ میرا سوال تین جون کا ٹیبل پر بھی بالکل نہیں نہ وہاں ہے نہ یہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جن کے جوابات نہیں موصول ہوسکے یا نہیں آسکے انکے جوابات فراہم نہیں کئے جاسکتے اسلئے یہ ایک مجبوری ہے ۔

ANSWERS TO STARRED QUESTIONS LAID ON THE TABLE

CHARGES AGAINST MR. RAHIM BUX SURHIO, DISTRICT INSPECTOR OF SCHOOLS, DADU

***6548. Haji Abdul Majid Jatoi:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that the District Inspector of Schools, Dadu, Mr. Rahim Bux Surhio when visiting the schools asks the school teachers to pay him the cost of petrol consumed in his jeep; if so, whether it is a fact that the said official charges Rs. 2 from each teacher usually through his Head Clerk, Mr. Abdul Qayum and sometimes through other agents;

(*b*) whether it is a fact that the above mentioned official compels trained teachers to proceed on leave in order to accommodate new hands in their places after getting Rs. 300 as illegal gratification from each of the new hands;

(c) whether it is a fact that the said official has filled in six posts of English teachers after receiving Rs. 600 from each of the new incumbents as illegal gratification ;

(*d*) the names of the teachers transferred by the present District Inspector of Schools, Dadu during his present appointments the names of places to which they were transferred, the dates of their transfers and the names of examinations if any during which their transfer orders took effect;

(*e*) whether any inquiry was conducted against him for declaring fa results of the Vernacular Final Examination at Larkana; if so, result thereof;lse

(*f*) whether Government would lay the copies of the result sheet prepared by the said Officer and by the examiners in respect of the Vernacular Final Examination referred to in part (*e*) above on the table of the Assembly?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) and (*b*) No complaints of the nature of these charges have been received by Government.

(*c*) No post of any teacher in the middle schools during the period Mr. Surahio remained as District Inspector of Schools, Dadu, was filled by him. The question of recovering Rs. 600 from each of the new hands, as illegal gratification does not arise.

(*d*) A statement showing the names of teachers transferred by D.I.S. in question with places to which they were transferred is placed on the table. Government is holding further enquiries to find out reasons for such large scale transfers (*viz.*) 50 during latter half of the academic year.

The names of the examinations during which these transfers were affected are as given below:—

(*i*) The P.S.L.C. examination was held from 24th February 1964 to 28th February 1964, and

(*ii*) The Middle School Scholarship Examination from 19th January 1964 to 21st February 1964.

(*e*) Mr. R. M. Surahio was President at Kamber Centre in Larkana District for conducting the P.S.L.C. Examination, 1963. On checking, the result sheet prepared under his presidentship was reported to be false in many respects. A preliminary enquiry was conducted which has revealed that Mr. Ali Shah, Assistant Master, Government Primary School, Valeed, was responsible for all the discrepancies in the tabulation of the results. The Enquiry Officer has therefore recommended that he should not be allowed two increments with accumulative effect. Mr. Abdulla Athar failed to check the result prepared by Mr. Ali Shah and knowingly did not bring these discrepancies to the notice of the President. Further investigations are in progress and action will be taken if and when necessary.

(*f*) The result sheets used by the said officer and the examiners are missing. The Government is making enquiries to fix the responsibility for the loss of bundles of answer of note books.

STATEMENT SHOWING THE DETAILS OF TRANSFERS ORDERED BY D.I.S., DADU

Serial No.	Order No. and Date	Name of the Teacher
1	1086, dated 1st November, 1963	Ghulam Ali, Assistant Master, Mangwan i to Chakar Chandio.
2	1090, dated 2nd November, 1963	Mir Muhammad, Assistant Master, Carkan to Khindi.
3	1092, dated 2nd November, 1963	Noor Nabi, Assistant Master Batto to Bacho Khan.
4	1100, dated 14th November, 1963	Ghulam Rasul, Assistant Master, Ramzan Khan Leghari to Charo.
5	1101, dated 14th November, 1963	Hamzo Khan, Assistant Master, Manhayoon to Ghazeebabad.
6	1103, dated 14th November, 1963	Muhammad Abid, Assistant Master, Jay Shadad to Chatto Abzo
7	1104, dated 14th November, 1963	Muhammad Waris, Assistant Master, Paria to Ghaloo
8	1106, dated 14th November, 1963	Ahmad Khan, Assistant Master, Bhan to Phulji Station
9	1108 dated, 14th November, 1963	Muhammad Sachal, Assistant Master, T. B. Khan to Manzoorabad.
10	1121, dated 3rd January, 1963 ..	Muhammad Baqar, Assistant Master, Tayob Pir Zada to Bhai Bhan.
11	1124, dated 3rd January, 1963 ..	Wali Mohammad, Assistant Master Kabara to Varial Shah.
12	1129, dated 4th December, 1963	Ghulam Rasool, Assistant Master, Charro to Kolachi.
13	1131, dated 4th December, 1963..	Amanullah, Assistant Master, Sarghan to Wali Mohammad Leghari.
14	1141, dated 11th December, 1963	Mehrab, Assistant Master, Karoondud Land to Mariwal.
15	1142, dated 11th December, 1963	Bashir Ahmad, Assistant Master, Kotri L.M.C.
16	1145, dated14th December, 1963	Allah Bux, Assistant Master, Allah Bux Khushak to Haji Kabill Ja.
17	1148, dated 14th December, 1963	Faiz Muhammad, Assistant Master, Washi to Inner Taga.
18	1149, dated 14th December, 1963	Faiz Mohammad, Assistant Master, Wadha to Mado.

Serial No.	Order No. and Date	Name of the Teacher.
19	1150, dated 14th December, 1963	Jamaluddin, Assistant Master, Kaisar Kot to Satani Tirha.
20	1153, dated 14th December, 1963	Wahid Bux, Assistant Master, Shoroo Depar to Kothi Khikhar
21	1156, dated 14th December, 1963	Khan Mohammad, Assistant Master, Shar Mohammad Solangi to Wadhio Panhwar
22	1157, dated 20th December, 1963	Mohammad Ramzan, Assistant Master, Pir Bux Sidhar to Mir Rind.
23	1160, dated 21st December, 1963	Ali Hassan, Assistant Master, Nariwal to A. Raheem Jo Khooh.
24	1106, dated 8th January, 1964 ..	Haji Khan, Assistant Master, Ahmad Khan Jatto to Haseain Bux Lund
25	1189, dated 8th January 1964 ..	Gul Muhammad, Assistant Master, Lal Bux Babar to Murid Babar.
26	1190, dated 8th January, 1964 ..	Ali Hussain, Assistant Master, Tharari Jadi Shaheed to Mian Je Kandi.
27	1192 dated 9th January, 1964 ..	Mohammad Ibrahim, Assistant Master, Bhan to Ali Khaman.
28	1195, dated 11th January, 1964	Umed Ali, Assistant, Master Allah Yarani to Bahawal-Pur.
30	1198, dated 13th January, 1964	Abdul Razzaq, Assistant Master, Budhapur to Sanghar.
31	1202, dated 13th January, 1964	Yar Mohammad, Assistant Master, Gozoo to Khan Pur.
32	1211, dated 14th January, 1964	Ghulam Ali, Assistant Master, Chakar Shoro to Jam Shoro.
33	1212, dated 14th January, 1964	Raza Mohammad, Assistant Master, Sahu to Pakhayara Machhi.
34	1216, dated 16th January, 1964	Daim Ali, Assistant Master, Wadhio Panhwar to Makhdhom Bilwal.
35	1224, dated 16th January, 1964	Qurban Ali, Assistant Master, Ghari, Jagir to Fateh Pur.

Serial No.	Order No. and Date	Name of the Teacher
36	1229, dated 21st January 1963 ..	Mohammad Ayoob, Assistant Master, Makhdoom Bilawal to Allah Abad.
37	1247, dated 30th January, 1964	Bhalo Rkahio Shah, Assistant Master, Nari to Hassan Abad.
38	1248, dated 30th January, 1964	Kadir Bux, Assistant Master, Diwan jo Goth to to Koor Mir Mohd.
39	1253, dated 3rd February, 1964	Araz Muhammad, Assistant Master, Anb Mangsi to Peroz Shah.
40	1254, dated 3rd February, 1964	Ghulam Rasool, Assistant Master, Diloo Khokhar to Zuhra.
41	1258, dated 5th February, 1964	Mohammad Ramzan, Assistant Master, Yoosif Panhawar to Gajo Panhwar.
42	1268, dated 12th February, 1964	Gazi Khan, Assistant Master, Kotri to Manjhand.
43	1271, dated 13th February, 1964	Mohammad Azam, Assistant Master, Natho Khan Panjabi to Kakar.
44	1272, dated 13th February,1964	Hussain Bux, Assistant Master, Khairo Panhwar to Noorja.
45	1276, dated 13th February, 1964	Rehan Khan, Assistant Master, Lerh to Tajpur.
46	1278, dated 20th February, 1964	Abdul Haque, Assistant Master, Kothi Khakhar to Bali Shah.
47	1282, dated 20th February, 1964	Gul Mohammad, Assistant Master, Anb Mangsi to Peroz Shah
48	1283, dated 20th February, 1964	Mohammad Siddiq, Assistant Master, Kaim Khura Mazdoorabad.
49	1288, dated 20th February, 1964	Hamid Ali Assistant Master, Jam Shoro to L.M.C.
50	1296, dated 5th March, 1964. ..	Allah Bachayo, Assistant Master, Shaikh Gulab to Mazdoorabad

AWARD OF HONORARY SPECIAL J.A.V. CERTIFICATES TO DESERVING UNTRAINED TEACHERS IN FORMER N.W.F.P. AREA.

*6687. **Khan Ajoon Khan Jadoon:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the Former N.W.F.P. Government used to awadr

Honorary (Special) J.A.V. certificates to deserving untrained teachers under Article 218(2) and 206(1) of Frontier Education Code, 1935;

(*b*) whether any teacher has been awarded the above said certificate in the former N.W.F.P. area during the period from 14th October 1955 to 30th June 1962; if so, names ofsuch teachers;

(*c*) whether it is a fact that no teacher has been awarded the said certificate in the said area during the period from 1st July 1962 to 31st December 1963; if so, reasons therefor?

Minister for Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes.

(*b*) No.

(*c*) Yes. It has not been considered educationally sound to issue special certificates to teachers without giving them proper training.

GOVERNMENT INTERMEDIATE COLLEGE AT SHAHI BAGH, PESHAWAR

*6692. **Khan Ajoon Khan Jadoon:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that a Government Intermediate College was constructed at Shahi Bagh, Peshawar in 1957 and the College was designed for 300 students;

(*b*) whether it is also a fact that the standard of the above said college was raised to Degree College in 1960;

(*c*) the total number of students admitted to the said college in the years 1960, 1961, 1962 and 1963, respectively;

(*d*) the year-wise amount spent by Provincial Government during the period from 1960 to 1963 on the construction of (*i*) additional class rooms; (*ii*) hostels, (*iii*) Laboratory blocks and equipment;

(*e*) the amount proposed to be provided in 1964-65 for the items mentioned in (*d*) above and in case no amount is proposed to be provided; reasons therefor?

Minister for Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes.

(*b*) Yes, in 1959-60.

(*c*) The total number of students admitted year-wise in the College is as under:—

1960-61	.. 469
1961-62	.. 445
1962-63	.. 571
1963-64	.. 829

(*d*) Year-wise expenditure incurred on construction of (*i*) Class Rooms and Laboratories and (*ii*) equipement is as under:—The scheme for the construction of a hostel is being examined:—

	Class Rooms and Labs. Rs.	*Equipment* Rs.
1960-61	.. 3,80,495	3,500
1961-62	.. 1,10,804	52,000
1962-63	.. ..	2,000
1963-64	.. ..	10,000

The total expenditure up to 1963-64 was Rs. 5,58,799.

(*e*) It has not been possible to make any provision in 1964-65 because the scheme could not be finalised in time for the Budget as its plans and estimates were to be modified in accordance with the observations of the Development Working Party. Efforts will, however, be made after July, 1964 to provide a sum of Rs. 2,71,000 for the purpose out of Contingency Item during 1964-65. If necessary funds are available construction work will be taken in hand during the year.

SCHOLARSHIPS TO STUDENTS OF BAHAWALPUR DIVISION STUDYING IN ENGINEERING COLLEGES OF THE PROVINCE

***6773. Chaudhri Muhammad Ali:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the district-wise names of students of Bahawalpur Division studying in the Engineering Colleges of the Province;

(*b*) whether any scholarships being granted to the above-mentioned students, if so, the amount of scholarships being paid to each student;

(*c*) if answer to (*b*) above be in the negative, reasons therefor, and whether Government intend to grant any scholarships to the students of the said area?

Minister of Education. (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) The district-wise names of the students studying in the Engineering

Colleges of the Province are as under:—

WEST PAKISTAN ENGINEERING UNIVERSITY, LAHORE.

Rahimyar Khan District—

(1) Allah Rakha.
(2) Abdul Ghafoor.
(3) Abdur Rahim.
(4) Muhammad Mansoor.
(5) Naeem Akhtar.

Bahawalpur District—

(1) Muhammad Munir Hasan.
(2) Riaz Qadir.
(3) Muzaffar Ahmed.
(4) Muhammad Ajmal.

Bahawal Nagar District—

(1) Muhammad Ishaq.
(2) Khalil Ahmad.
(3) Bashir Ahmad Khan.
(4) Muhammad Khan.
(5) Manzoor Ali
(6) Muhammad Rashid.
(7) Muhammad Afzal.

N. E. D. ENGINEERING COLLEGE, KARACHI.

Rahimyar Khan District—

(1) Muhammad Nawaz Zafar.
(2) Sardar Ali Asaf.
(3) Muhammad Aslam.
(4) Abdul Hamid.

Bahawalpur District—

(1) Khalil Saleem.
(2) Ashfaq Muhammad.
(3) Noor Ullah.
(4) Muman Ahmad.
(5) Muhammad Ilyas.

Bahawalnagar District—

NIL.

No student from Bahawalpur Division is studying in the Engineering College, Peshawar.

The following students out of the above are in receipt of scholarships:—

1. WEST PAKISTAN ENGINEERING UNIVERSITY, LAHORE.

Rahimyar Khan District:	*Value*	*Source of award.*
1. Abdul Rahim ..	Rs. 35 per mensem *plus* (old rate) tuition fee Rs. 150 per mensem.	Government Scholarship Defence Department.
2. Naeem Akhtar ..		
Bahawalpur District—		
1. Muhammad Munir Hasan.	Rs. 35 per mensem *plus* (old rate) tuition fee.	Government Scholarship.
2. Riaz Qadeer ..	Ditto ..	Ditto.
3. Muzaffar Ahmad ..	Rs. 65 per mensem *plus* (revised rate.) Rs. 250 per annum	Ditto.
4. Muhammad Ajmal	Ditto ..	Ditto.
Bahawalnagar District—		
1. Muhammad Ishaq ..	Rs. 35 per mensem *plus* (old rate) tuition fee.	Government Scholarship.
2. Bashir Ahmed Khan	Rs. 65 per mensem *plus* Rs. 250 p.a.	Ditto.
3. Muhammad Khan ..	Ditto ..	Ditto.
4. Manzoor Ali ..	Ditto ..	Ditto.
5. Muhammad Afzal ..	Rs. 100 per mensem ..	National talent Scholarship (by Board of Secondary Education, Lahore).

N. E. D. ENGINEERING COLLEGE, KARACHI

1. Muhammad Nawaz ..	Rs. 40 per mensem ..	Divisional Council, Rahim Yar Khan.
	Rs. 200 per annum ..	Dawood Foundation, Karachi.
2. Muhammad Aslam	Rs. 70 per mensem ..	Board of Governors.
3. Abdul Hamid ..	Rs. 20 per mensem ..	Pakistan Foundation, Lahore.

Bahawalpur District—

1. Numan Ahmad	.. Rs. 70 per mensem	.. Board of Governors.
2. M. Ilyas	.. Rs. 25 per mensem	.. M.C. Bahawalpur.

Bahawal Nagar District—
Nil.

No student from the Bahawalpur Division is studying in the Engineering College, Peshawar.

(*c*) No reply is necessary.

STUDENTS OF BAHWALPUR DIVISION SENT ABROAD FOR HIGHER STUDIES

*6777. **Chaudhri Muhammad Ali:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the district-wise names of students of Bahawalpur Division in various colleges and Universities of the Province who are in receipt of Government scholarships;

(*b*) the number of Government scholarships sanctioned for the students of Bahawalpur Division during each of the years 1961-62 and 1962-63;

(*c*) the names of students belonging to said division who were sent abroad for higher studies during the years 1961 to 1963;

(*d*) in case no student of the said area was sent abroad for higher studies, reasons therefor?

FOR ANSWER PLEASE SEE APPENDIX II AT THE END.

TOTAL AMOUNT PLACED AT THE DISPOSAL OF EDUCATION DEPARTMENT FOR EXPENDITURE IN HYDERABAD REGION DURING THE YEARS 1962-63 AND 1963-64

*6857. **Kazi Muhammad Azam Abbasi:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the total amount placed at the disposal of Education Department for expenditure in Hyderabad Region during the years 1962-63 and 1963-64;

(*b*) the total amount spent by the said Department in the said areas in each of the said years and in case there was any excess or surrender, reasons thereof?

Minister for Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo):

(*a*) The total amount placed at the disposal of Education Depatment for expenditure in Hyderabad Region, was Rs. 4,13,76,650 and Rs. 4,37,41,300 during the years 1962-63 and 1963-64 respectly;

(*b*) During the year 1962-63 a sum of Rs. 4,18,65,617 was spent whereas up to 31st March 1964 of the current financial year (1963-64) a sum of Rs. 2,78,89,626 has been spent.

There was an excess of Rs. 4,88,967 during the year 1962-63. This was due to (*i*) booking of expenditure equal to Rs. 3,71,343 other than general education, in the accoumts of the Directorate of Education, Hyderabad Region, by the Comptroller, Southern Area, West Pakistan, Karachi, adjustment for which is being sought, (*ii*) the remaining excess of Rs. 1,17,624 due to revision of pay scales of Non-Gazetted staff and Contingent Establishement payable form "Contingencies."

As regards the year 1963-64 this year is in running and "excess" or "surrender" cannot be anticipated at this stage.

NUMBER OF POSTS OF QUR'AN AND GITA TEACHERS SANCTIONED FOR PRIMARY SCHOOLS OF HYDERABAD DISTRICT

*6858. **Kazi Muhammad Azam Abbasi:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the number of the posts of Qur'an and Gita Teachers sanctioned for the Primary Schools of Hyderabad District along with the number of those amongst them still lying vacant;

(*b*) whether applications for filling up the said vacant posts have been invited by the Department concerned; if not, reasons therefor?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo):

(*a*) No post of Gita teachers was sanctioned for the Primary schools of Hyderabad District. 124 posts of Quran teachers have been sanctioned out of which 41 posts are lying vacant.

(*b*) Yes, applications have been invited to fill the vacant posts.

RELIGIOUS EDUCATION

*6859. **Kazi Muhammad Azam Abbasi:** Will the Minister of Education be pleased to state whether it is a fact that Religious Education has been made a compulsory subject in the schools of Hyderabad District?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): It is a fact that Religious Education has been made compulsory subject for Muslim Students from classes I to VIII in the recognized schools not of the Hyderabad District alone but in the entire province.

RATES OF TUITION FEES

*6860. **Kazi Muhammad Azam Abbasi:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the rates of tuition fees charged from the students of 6th to 10th class studying in Government Schools and in those run by other Bodies in Hyderabad Division;

(*b*) whether it is a fact that rates of tuition fees in certain schools are different from one another;

(*c*) if answer to (*b*) above be in the affirmative, the steps Government intend to take to remove this disparity?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo):

(*a*) The rates of tuition fees charged from the students of VI to X classes studying in Government Schools and similar schools run by other Bodies in Hyderabad Division are given below:—

GOVERNMENT BOYS AND GIRLS HIGH SCHOOLS

Name of the Class	*Rates of tuition fees charged in Boys Schools*	*Rates of tuition fees charged in Girls Schools*
	Rs.	Rs.
VI	.. 2.50 per mensem	.. 0.62 per mensem.
VII	.. 2.50 per mensem	.. 1.00 per mensem.
VIII	.. 3.50 per mensem	.. 1.50 per mensem.
IX	.. 5.00 per mensem	.. 1.50 per mensem.
X	.. 5.00 per mensem	.. 1.50 per mensem.

SIMILAR SCHOOLS RUN BY OTHER BODIES

Class	*Charges in ordinary High Schools (Non-Government)*
VI	.. Rs. 2 to Rs. 10.
VII	.. Rs. 2.50 to Rs. 10.
VIII	.. Rs. 3.00 to Rs. 10.
IX	.. Rs. 3.50 to Rs. 10.
X	.. Rs. 6 to Rs. 10.

(*b*) Yes.

(*c*) The matter is being looked into and action, if neecssary, will be taken to remove the disparity.

OPENING OF A HIGH SCHOOL AT PEZU IN DERA ISMAIL KHAN DIVISION

*6869. **Mr. Raza Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state whether it is a fact that sanction for the opening of a High School at Pezu in Dera Ismail Khan Division was accorded some time ago but the said school has not so far been opened; if so, reasons therefor?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): No sanction for the opening of a High School at Pezu has so far been accorded by the Government. Hence the question of opening the school does not arise.

BUILDING OF PRIMARY SCHOOL, HALANI, DISTRICT NAWABSHAH

*6891. **Haji Abdul Majid Jatoi:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the Primary School in village Halani, District Nawabshah is housed in the High School building of the same village situated in the outskirts of Halani;

(*b*) whether it is a fact that the said building cannot accommodate the increasing number of students and the main road, with heavy vehicular traffic, passes by the side of the said school building;

(*c*) whether it is a fact that the said primary school was in the centre of the said village but the building collapsed after independence and the primary classes were pitch forked into the High School building;

(*d*) whether it is a factthat the Mr. Zafar Ali Shah, Deputy Speaker, West Pakistan Provincial Assembly who wrote a D.O. to the District Inspector of Schools Nawabshah in August, 1962 to transfer the primary classes to a separate building so that the High School building be utilised by high school boys only and nothing has no far been done;

(*e*) whether it is a fact that a decade ago Government had sanctioned Rs. 80,000 (eighty thousand) for the construction of the building of the said primary school on the original site but due to negligence of the concerned persons, the grant lapsed;

(*f*) if answer to (*e*) above be in the affirmative, whether Government intend to construct the building for the said primary school on its original site which is still vacant and is in the centre of the village?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo):

(*a*) Yes, the Primary School, Halani, District Nawabshah is housed on the same premises as the District Council High School, Halani.

(d) No shortage of accommodation is felt either for the District Council High School, Halani or the Primary School, Halani at present.

(*c*) No, it is not a fact. The high school was started later than the primary school and additional accommodation required for the high school was provided by the District Council, Nawab Shah by repairing some rooms adjoining the main building.

(*d*) No, the District Inspector did not receive any such D.O. letter.

(*e*) No, the Government did not sanction any amount for the construction of the primary school building.

(*f*) No, it is now the responsiblity of the Union Council concerned to provide the school building, under the West Pakistan Primary Education Ordinance, 1962.

PREPARATION OF SENIORITY LISIT OF TRAINED GRADUATE TEACHERS SERVICING IN HYDERABAD REGION

6896. Mr. Hamza: Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the Directorate of Education, Hyderabad Region, has not prepared seniorty list of the trained graduate teachers serving in the said Region since 1959;

(*b*) whether it is a fact that the said teachers have not been granted selection grade for want of the said seniority list;

(*c*) if answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, reasons therefor, the officials responsible for this state of affairs and the time by which the said seniority list will be prepared?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo):

(*a*) A seniority list of the trained graduate teachers was prepared in 1959, but no new names have been added to it since then.

(*b*) The said teachers have not been granted selection grade in view of the reasons given in part (*c*) below.

(*c*) The seniority list prepared in 1959 is still in use for the purpose of the promotion of Trained Graduate Teachers to Class II cadre. The work of adding new names to the seniority list prepared in 1959 is in hand and is expected to be finalized very shortly. As soon as the list is finalized, the teachers concerned will get the selection grade.

S. V. GRADE TO PIMARY SCHOOL TEACHERS IN SIND AFTER COMPLETION OF ONE YEAR'S TRAINING

*6950. **Mr. Muhammad Hanif Siddiqi:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that formerly primary school teachers in Sind had to undergo a 2 years period of training;

(*b*) whether it is a fact that the abovesaid period of training was reduced to 1 year in 1962 and trainees who appeared in the first year examination in March, 1962 were told that those who qualified the examination that year would be considered to have completed the training;

(*c*) whether it is a fact that Director of Education Sind Region by his order, dated 10th December 1962 also confirmed this;

(*d*) if answer to (a) to (c) above be in the affirmative, whether S. V. grade has been given to teachers who qualified in the examination held in 1962; if not, reasons therefor?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes.

(*b*) Yes. The training was reduced to one year and the teachers received training in the condensed course and not in the full two-years course.

(*c*) Yes.

(*d*) Only those teachers of former Sind who had undergone two years training have already been treated equivalent to S.V. teachers of the Former Punjab for the purpose of pay scales. The teachers who passed the examination held in 1962 had received training in the one year condensed course only. Their case is still under consideration.

INQUIRY AGAINST CURATOR, LAHORE MUSEUM

*6976. **Mr Iftikhar Ahmed Khan:** Will the Minister of Education please refer to answer to my starred question No. 6630 laid on the table of the House on 30th March 1964 and state :—

(*a*) whether any Officer actually went to the Lahore Museum and personally

investigated the loss of books; if so, the name and designation of the saidOfficer; if not, reasons therefor;

(*b*) whether it is a fact that no stock and property registers were maintained by the Curator, Lahore Museum up to 1959 and objections on this account were made by the audit party; if so, reasons for not maintaining the said registers?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) The Director of Education Lahore Region was asked to investigate the alleged loss of books. He deputed the following officers to investigate. The inspecting team was not able to find evidence of specific loss of books.

1. Mr. Khawaja Altaf Hussain, Deputy Director (Colleges).
2. Mr. Basit Aziz Statistical Officer, Office of the Director of Education, Lahore.
3. Mr. Ghazi Ismail, Librarian.

(*b*) Stock and property registers have always been maintained from the time of establishment of the Museum uptil now. The stock taking of the Museum exhibits which is a technical and laborious task requiring many qualified helping hands., would be undertaken as soon as re-organization scheme for the Central Museum has been approved by the Planning and Development Department. The Government intends to appoint adequate number of well-qualified staff.

STUDENTS ALLOWED TO CHANGE COURSE FROM SCIENCE TO ARTS BY BOARD OF SECONDARY EDUCATION, HYDERABAD

*6991. **Haji Abdul Majid Jatoi**: Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that the Board of Secondary Education, Hyderabad permitted some students to change the course from Science to Arts in the year 1963 and 1964, if so, the names of the students;

(*b*) whether it is a fact that one Mr. Muhammad Parial son of Muhammad Khan Baluch, a student of Sachal Sarmast College also applied to the Director, Board of Secondary Education Hyderabad to allow him to change the course from Science to Arts; if so, reasons for rejecting his application?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes. A list giving names of the candidates who were allowed to change their courses of study is attached;

(*b*) Mr. Muhammad Parial son of Muhammad Khan Baluch also applied for the change of course. He was not allowed as the change was permissible in the case of students of New Course of Studies only. Mr. Parial was a failure of the old course and hence his application was rejected under the rules.

LIST OF CANDIDATES WHO HAVE BEEN ALLOWED CHARGE OF FACULTY FROM SCIENCE TO ARTS-COMMERCE AND VICE VERSA

Serial No.	Name of candidate	From	To	REMARKS
1	Anwar Ahmad ..	.. Science	.. Humanities.	
2	Qurban Ali	Do.	Do.	
3	Haroon Rashid ..	.. Do.	.. Do.	
4	Muhammad Amin	.. Biology	.. Mathematics.	
5	Azizul Hassan ..	.. Science	.. Humanities.	
6	Abdul Rehman ..	.. Do.	.. Do.	
7	Ali Nawaz ..	.. Do.	.. Do.	
8	Gobind Parwani ..	.. Do.	.. Do.	
9	Jeram K. Parvani ..	.. Biology	.. Mathematics	
10	Naseem Khan ..	.. Science	.. Humanities	
11	Azmat Ali ..	.. Do	.. Do	
12	Ali Akbar ..	.. Biology	.. Mathematics	
13	S. Khizar Hayat	.. Science	.. Humanities	
14	Mufeet Ali ..	.. Do.	.. Do.	
15	S. M. Anwar Illahi	.. Do.	... Do.	
16	Salahuddin ..	.. Do.	... Do.	
17	Shera Abdur Rashid	.. Biology	.. Mathematics.	
18	Shaikh Nazir Ahmed	.. Do.	.. Do.	
19	Miss Mufaqira Rashid	.. Science	.. Humanities.	
20	Miss Nafees ..	.. Do.	.. Do.	
21	Miss Mahar Mahmood	.. Do.	.. Do.	
22	Shenaz Parveen ..	.. Do.	.. Do.	
23	Mr. Ghulam Muhammad ..	Do.	... Do.	
24	Din Muhammad Ujjan	.. Do.	... Do.	
25	Miss Rashida Shah	.. Do.	.. Do.	
26	Mr. Muhammad Ismail Memon.	Do.	.. Do.	
27	Mr. Hamid Hussain	.. Commerce	.. Do.	
28	Haroon Rashid ..	.. Do.	.. Do.	

Serial No.	Name of candidates	From	To	Remarks;
29	Muhammad Ahmad ..	Commerc ..	Humanities	
30	Karim Bux	Do. ..	Do.	
31	Faiz Mohiuddin	Science ..	Do.	
32	Wali Muhammad	Do. ..	Do.	
33	Anwar Hussain	Do. ..	Do.	
34	Mir Karam Ali	Do. ..	Do.	
35	Abdul Latif Qureshi ..	Do. ..	Do.	
36	Muhammad Moosa ..	Commerce ..	Do.	
37	Muhammad Bachal Memon	Science ..	Do.	
38	Akhtar Hussain	Do. ..	Do.	
39	Muhammad Siddiqui ..	Do. ..	Do	
40	Noor Muhammad Karejo ..	Commerce ..	Do.	
41	Muhammad Ismail Shaikh ..	Do. ..	Do.	
42	Muhammad Nujeeb ..	Science ..	Do.	
43	Usman Baig	Commerce ..	Do.	
44	Nazir Ahmad	Science ..	Do.	
45	Nisar Abbas	Do. ..	Do.	
46	Rasool Bux	Do. ..	Do.	
47	Muhammad Panah ..	Do. ..	Do.	
48	Abdul Jabbar	Do. ..	Do.	
49	Anwar	Do. ..	Do.	
50	Haider Ali	Do. ..	Do.	
51	Abdul Saeed Khan ..	Do. ..	Do.	
52	Muhammad Usman ..	Do. ..	Do.	
53	Muhammad Zaman ..	Do. ..	Do.	

Serial No.	Name of candidate	From	To	Remark
54	Allah Rakhio ..	.. Science	.. Humanities	
55	Jaliluddin Farooqui	.. Do.	.. Do.	
56	Kashan Chand Nankani	.. Do.	.. Do.	
57	Bilal Hussain ..	.. Humanities	.. Science	
58	Anwar Ali ..	.. Commerce	.. Humanities	
59	Azhar Yar Khan ..	.. Science	.. Do.	
60	Muhammad Yahya	.. Do.	.. Do	
61	Ahmad Khan ..	.. Do.	.. Do.	
62	Anwar Ahmad ..	.. Do.	.. Do.	
63	S. Alimuddin ..	.. Do.	.. Do.	
64	Bashir Khan ..	.. Do.	.. Do	
65	Muhammad Ramzan	.. Do.	.. Do.	
66	Siraj Ahmed ..	.. Do.	.. Do.	
67	Syed Riaz Qadir Kazmi	.. Do.	.. Do.	
68	Muhammad Hanif Khan	.. Do.	.. Do.	
69	Muhammad Zahiruddin	.. Do.	.. Do.	
70	S. Safir Hussain Shah	.. Do.	.. Do.	
71	Mansoor Ahmed ..	.. Do.	.. Do.	
72	Miss Farooqa Yasmeen	.. Do.	.. Do.	
73	Mola Bux ..	.. Do.	.. Do.	
74	Abdul Razaq ..	.. Do.	.. Do.	
75	Ali Mardan ..	.. Do.	.. Do.	
76	Syed Aziz Ahmed	.. Do.	.. Do.	
77	Ashiq Ali ..	.. Do.	.. Do.	
78	Muhammad Amir Khan	.. Do.	.. Do.	

Serial No.	Name of candidate	From	To	Remarks
79	Sadiq Ali Talpur ..	.. Science	.. Humanities	
80	Altaf Hussain ..	.. Commerce	.. Do.	
81	Muhammad Riaz ..	.. Do.	... Do.	
82	Syed Abid Ali ..	.. Science	.. Do.	
83	Parwaz Akhtar ..	.. Commerce	.. Do.	
84	Nisar Ahmed ..	.. Do.	.. Do.	
85	Munir Ahmed Awan	.. Science	.. Do.	
86	Zafar Iqbal Bhatti..	.. Commerce	.. Do.	
87	Mushtaq Ali ..	... Do.	.. Do.	
88	Syed Mulazim Hussain	.. Science	.. Do.	
89	Ubedullah ..	.. Commerce	.. Do.	
90	Mashtab Ali Shaikh	... Science	.. Do.	
91	Muhammad Yousaf Rahat	Do.	... Do.	
92	Wahid Ahmed ..	.. Do.	... Do.	
93	Bashir Ahmed ..	... Do.	... Do.	
94	Karkadad Khan ..	.. Do.	... Do.	
95	Ali Gohar ..	.. Do.	... Do.	
96	Muhammad Hayat Soomro	Do.	... Do.	
97	Nand Lal ..	.. Do.	... Do.	
98	Saghir Ahmed ..	.. Do.	... Do.	
99	Naseem Ahmed Siddiqui	.. Do.	... Do.	
100	Muhammad Hayat	.. Do.	... Do.	
101	M. A. Khokar ..	.. Do.	... Do.	
102	Mumtaz Ali ..	.. Do.	.. Do.	
103	Muhammad Ibrahim	.. Do.	... Do.	

Serial No.	Name of candidate	From	To	Remarks;
104	Rahmat Hussain ..	.. Science	.. Humanities	
105	Munawar Ali ..	.. Do.	.. Do.	
106	Munawar Hussain	.. Do.	.. Do.	
107	Bashir Ahmed ..	.. Do.	.. Do.	
108	Ghulam Nabi ..	.. Do.	.. Do.	
109	Iqbal Ahmed ..	.. Do.	.. Do.	
110	Naseer Mahmood	.. Do.	.. Do.	
111	Manzoor Ahmed ..	.. Do.	.. Do.	
112	Rajab Ali ..	.. Do.	.. Do.	
113	Ali Gohar Kandhro	.. Do.	.. Do.	
114	Hamid Ali ..	.. Do.	.. Do.	
115	Zia Ahmed ..	.. Do.	.. Do.	
116	Farida Amir Ali ..	.. Do.	.. Do.	
117	Noshaba Khatoon	.. Do.	.. Do.	
118	Zamir Sultana ..	.. Do.	.. Do.	
119	Shamsunnisa ..	.. Do.	.. Do.	
120	S. M. Aqil Hussain	.. Commerce	.. Do.	
121	Syed Naqi Abbas ..	.. Do.	.. Do.	
122	S. Mubarak ..	.. Science	.. Do.	
123	M. A. Saeed Khan	.. Do.	.. Do.	
124	Dost Ali Shah Rizvi	.. Commerce	.. Do.	
125	Anwarul Haq ..	.. Do.	.. Do.	
126	Irshad Ahmed ..	.. Do.	.. Do.	
127	Muhammad Iqbal	.. Science	.. Do.	
128	Moinuddin ..	.. Commerce	.. Do.	
129	Ziauddin ..	.. Science	.. Do.	

ADMISSION FORM PRESCRIBED FOR MIDDLE SCHOOL EXAMINATION IN LAHORE REGION

*7032. **Mr. Hamza** : Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that in the admission form prescribed for the Middle School Examination in Lahore Region, columns have been provided for information as to whether the applicant is (*i*) agriculturist or non-agriculturist; (*ii*) weaver or member of some other caste;

(*b*) whether it is a fact that in the form for admission to Middle School Examination in Rawalpindi Region no such columns have been provided;

(*c*) if answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, the purpose for which the said information is required for Middle School Examination in Lahore Region?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes. These columns are provided in the said admission forms.

(*b*) Yes, such columns as Agriculturist, non-Agriculturist, Weaver or some other class were not provided in the admission form of the Middle Standard Examination of Rawalpindi Region because they were considered to be irrelevant.

(*c*) These columns were incorporated in the admission form according to the Article 171-A of the Punjab Education Code long ago because in the past some scholarships were reserved for candidates belonging to Agriculturist class or special classes like weavers.

DEVELOPMENT SCHEMES OF EDUCATION DEPARTMENT FOR FORMER SIND REGION INCLUDED IN SECOND FIVE YEAR PLAN

*7033. **Nawab Jam Anwar Ali Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) the names of Development Schemes of Education Department for former Sind Region included in the Second Five-Year Plan;

(*b*) total amount allocated for implementation of the schemes mentioned in (*a*) above in Sanghar District:—

(*c*) the names of the schemes out of those mentioned in (*a*) which (*i*) have since been implemented, (*ii*) are under implementation and (*iii*) remain to be implemented in Sanghar District;

(*d*) whether any scheme for opening of High Schools and Colleges in the backward areas of Hyderabad District was included in the abovesaid schemes; if so, the steps taken so far to implement it?

Minister of Education (Mian Muhmmad Yasin Khan Wattoo): (*a*) The education schemes provided in the Second Plan are on West Pakistan basis. These schemes are broken into programmes of new activities every year. The allocation of funds and institutions is made with due regard to population percentage and present stage of development of each Region. The district-wise distribution of educational facilities is divided by District and Divisional Councils.

(*b*) A sum of Rs. 15,67,603 has so far been allocated to Sanghar District under the following general schemes from 1960-61 to 1963-64:—

(1) Upgrading of Primary Schools to middle standard.
(2) Addition of Industrial Arts Courses in Middle Schools.
(3) Upgrading of Middle Schools to High Standard.
(4) Opening of new Non-Government High Schools.
(5) Opening of Double-Section High Schools.
(6) Opening of Higher Secondary Schools/Intermediate Colleges.
(7) Award of Building Grant to existing Government Secondary Schools.
(8) Opening of Government Normal Schools.
(9) Special grant to European Type/Mission Schools for the introduction of Islamayat.
(10) Grant-in-aid to Non-Government Intermediate Colleges.

(*c*) The schemes are under implementation.

(*d*) Hyderabad District is not considered a backward area. However, an Intermediate College has been established at Sanghar during 1962-63. In addition to it, a Government High School also exist at Sanghar and one has been established at Khipro during 1963-64. The opening of one more high school at Shahdadpur is under consideration along with other schools during the ensuing financial year.

Opening of Workshops for Imparting Technical Education to Students in Sanghar District

***7034. Nawab Jam Anwar Ali Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state whether it is a fact that no workshops for imparting technical education to students have been opened in Sanghar District; if so, whether Government intend to open such workshops in the Schools functioning in the backward areas of the said District?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): Technical Courses have been added in four Government Middle Schools and 3 Non-Government Middle Schools of Sanghar District during the Second Plan Period for imparting technical education to students. No workshop could, however, be added in any High School of this District due to the limited number of facilities available in this respect. The needs of this District will be kept in view during the Third Five-Year Plan.

ALLOCATION OF FUNDS EXTENSION WORKS IN BUILDINGS OF HIGH MIDDLE AND PRIMARY SCHOOLS

***7035. Nawab Jam Anwar Ali Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state whether it is a fact that funds are allocated every year by Government for undertaking extension works in the buildings of High, Middle and Primary Schools in the Province; if so (*i*) the amounts allocated for the said purpose for Sanghar District since 1958; (*ii*) the amounts actually spent so far in the said District, and (*iii*) the names of Schools in the said District where repairs have been carried out or extension work done?

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خاں وٹو) ۔

ھائی سکولوں کی عمارت کا توسیعی کام کرنے کی غرض سے رقومات منظور کی جاتی ھیں۔ پرائمری اور مڈل سکولوں کو رقوم اس لئے مخصوص کی جاتی ھیں کہ ان کا درجہ علی الترتیب مڈل اور ھائی سکول کے معیار تک بڑھایا جائے۔

(۱) اس مقصد کے لئے ضلع سانگھڑ کو ۱۹۵۶ ء سے ۱۹۶۰ء لاکھ روپے کی رقم مہیا کی جا چکی ھے۔

(۲) تعین کردہ تمام رقوم سے اس مالی سال کے آخر تک استفادہ کیا جائے گا۔

(۳) مندرجہ ذیل سکولوں میں توسیعی کا کام کیا گیا :—

(۱) گورنمنٹ پرائمری سکول ھاتھ کرو ۔
(۲) گورنمنٹ پرائمری سکول دیہہ ۱۹ ء جمراؤ ۔
(۳) گورنمنٹ پرائمری سکول (زنانہ) شاھداد پور ۔
گورنمنٹ پرائمری سکول (زنانہ) چک نمبر ۳ ۔
(۵) گورنمنٹ (زنانہ) مڈل سکول سانگھڑ ۔

تمام تعلیمی اداروں کی مرمتیں محکمہ تعمیرات و شارعات ھر سال اس سالانہ گرانٹوں میں سے کرتا ھے جو اس محکمہ کے اختیار میں دی جاتی ھیں ۔

ANNUAL GRANT GIVEN TO PUNJAB UNIVERSITY

*7048. **Mr. Hamza:** Will the Minister of Education be pleased to state the annual grant given to the University of the Punjab during the last four years?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): The annual maintenance grant given to the University of the Punjab during the last four years is given below:—

	Amount in lacs
1959-60	24.50
1960-61	24.50
1961-62	35.10
1962-63	35.70

During the current year 1963-64, the annual grant to the University is Rs. 40,70,000.

MIDDLE SCHOOL AT VILLAGE BARNALI, TEHSIL KHARIAN, DISTRICT GUJRAT

*7104. **Mr. Aman Ullah Khan Shahani:** Will the Minister of Education be pleased to state whether the Middle School at village Barnali, Tehsil Kharian, District Gujrat is being run by Government or by some private body?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): The Middle School at Barnali, Tehsil Kharian, District Gujrat is being run by a private managing body.

MR. ABDUL HAQ, VICE-PRINCIPAL, 2ND SHIFT AT GOVERNMENT COLLEGE, LAHORE

*7105. **Mr. Ahmad Mian Soomro:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that Mr. Abdul Haq posted at present as Vice-Principal, 2nd Shift at Government College, Lahore, was appointed in the Education Department on 3rd March 1914 through the West Punjab Public Service Commission;

(*b*) whether it is a fact that the said Mr. Abdul Haq has been shown in the Gazetted Cadre as senior to those officials of the Provincial Education Service (College Cadre) who were confirmed in their posts before he joined the Gazetted Cadre of Provincial Education Service;

(*c*) whether it is a fact that the said Mr. Abdul Haq was a confirmed official in the Veterinary Department and since 3rd March 1954 has been in a Teachers' Training College;

(*d*) whether it is a fact that since 1943, he has had no experience of teaching in a Degree College;

(*e*) if answers to (*a*) to (*d*) above be in the affirmative, reasons for his appointment in a Degree College;

(*f*) whether Government intend to redress the wrong done to the officials of the Education Department who have been superseded by Mr. Abdul Haq?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Mr. Abdul Haq, Vice-Principal, Government College, Lahore (II-Shift), was recruited and confirmed as Senior Lecturer in P.E.S., Class II (now Professor in W.P.E.S., Class (Junior) with effect from 3rd March 1954 by direct recruitment, through the former Punjab and N.-W.F.P. Joint Public Service Commission.

(*b*) Yes, it is a fact that Mr. Abdul Haq was shown senior to a number of Senior Lecturers of former Punjab who had been confirmed before 3rd March, 1954.

Sh. Abdul Haq joined the service of the former Punjab Education Department in the year 1935 and remained in the Department up to 11th November 1943 in S. E.S. Grade of Rs. 80—4—100. He was selected as Assistant Professor of English in the Pb. Veterinary College, Lahore in Class II and remained in that Department from 11th November ,1943 to March, 1954. He was confirmed in Class II of the Veterinary Department. When he rejoined the Punjab Education Departmnt as Senior Lecturer in P.E.S., Class II, he was treated as on transfer from the Animal Husbandry Department to the Education Department and was allowed the same seniority position in the list of Senior Lecturers which was enjoyed by him over other officers of Education Department in the year 1943 when he proceeded to the Veterinary Department. Accordingly, in 1954 when he was appointed as Senior Lecturer in P.E.S., Class II, he was shown senior to all the Senior Lecturers in P.E.S. Class II who were junior to him in S.E.S. in the year 1943, irrespective of the dates of appointment/confirmation of such senior Lecturers in P.E.S., Class II. Two of the Senior Lecturer swho were affected by the decision represented and their representations are under consideration of the Government.

(*c*) The reply is in affirmative. It may be added that the cadre of Lecturers/Professors of Central Training College and Government Arts Colleges being the same they are inter-transferable to any of these colleges.

(*b*) In fact, the Central Training College where Mr. Abdul Haq has been

teaching since 1943 is a Degree College though it imparts Professional Training a Post-Graduate level and not general education.

(*e*) In view of the position stated against part(*c*), any member of the staff of Central Training College can be appointed in any of the Degree Colleges. The appointment of Mr. Abdul Haq at the Government College, Lahore, was therefore quite in order.

(*f*) According to the present seniority status of officers, no wrong has been done to any official of the Education Department by the appointment of Mr. Abdul Haq as Vice-Principal, Second Shiftat the Government College, Lahore.

PRIVATE TRUNK CALLS MADE FROM THE TELEPHONE OF CENTRAL MUSEUM, LAHORE

*7109. **Mr. Hamza:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that private trunk calls costing about Rs. 800 were made from the telephone of the Central Museum, Lahore, during 1962-63;

(*b*) whether it is a fact that the said amount has been paid to the Post and Telephone Department out of Government funds provided for the Museum under the head "Contingencies";

(*c*) whether it is a fact that Auditors, while auditing the annual accounts of the said Museum pointed out this irregularity in their audit report; if so, the action Government have taken or intend to take to realise the said amount;

(*d*) whether Government are prepared to place on the table of the House a statement showing the names of the persons who made the said trunk calls during 1962-63 with dates and the outstations to which these calls were made?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Official trunk calls costing Rs. 801 were made.

(*b*) Yes.

(*c*) Yes. Question of realizing the amount does not arise as the calls were of an official nature.

(*d*) Director of Education, Hyderabad Regioon and Inspector of Schools, Sargodha made these trunk calls. The details relating to the trunk calls are at Appendix " A "

STATEMENT RELATING TO TRUNK CALLS

Date	Telephone No. and place	Amount
		Rs.
7th August 1962	2252 Peshawar	5.25
19th October 1962	3780 Hyderabad (Sind)	2.25
22nd October 1962	3780 Hyderabad (Sind)	11.25
24th October 1962	2181 Hyderabad (Sind)	20.25
25th October 1962	2906 Hyderabad (Sind)	38.25
26th October 1962	2875 Hyderabad (Sind)	36.00
29th October 1962	3780 Hyderabad (Sind)	38.25
29th October 1962	4653 Rawalpindi	3.75
29th October 1962	5411 Rawalpindi	3.00
3rd November 1962	2410 Rawalpindi	3.00
7th November 1962	4653 Rawalpindi	3.00
7th November 1962	4643 Rawalpindi	3.00
7th November 1962	4653 Rawalpindi	3.00
17th November 1962	3780 Hyderabad (Sind)	20.25
23rd November 1962	3526 Hyderabad (Sind)	38.25
24th November 1962	3526 Hyderabad (Sind)	38.00
26th November 1962	2196 Hyderabad (Sind)	18.00
26th November 1962	2252 Peshawar	5.25
28th November 1962	3526 Hyderabad (Sind)	36.00
29th November 1962	2196 Hyderabad (Sind)	20.25
30th November 1962	3526 Hyderabad (Sind)	36.00
5th December 1962	3526 Hyderabad (Sind)	18.00

Date			Telephone No. and Place			Amount
5th December 1962	..	..	62	Sialkot	..	.. 2.80
18th December 1962	..	..	3526	Hyderabad (Sind)	..	.. 36.00
18th December 1962	..	..	250	Bahawalpur	..	.. 9.45
18th December 1962	..	..	2410	Rawalpindi	..	.. 6.00
18th December 1962	..	..	2672	Sargodha	..	.. 12.40
18th January 1963	..	..	3626	Hyderabad (Sind)	..	.. 36.00
15th January 1963	..	..	3626	Hyderabad (Sind)	..	.. 36.00
19th January 1963	..	..	2875	Hyderabad (Sind)	..	.. 20.25
19th January 1963	..	..	356	Hyderabad (Sind)	..	.. 36.00
21st January 1963	..	..	3526	Hyderabad (Sind)	..	.. 38.25
31st January 1963	..	..	2875	Hyderabad (Sind)	..	.. 11.25
5th February 1923	..	..	3526	Hyderabad (Sind)	..	.. 38.25
5th February 1963	..	..	2609	Hyderabad (Sind)	..	.. 38.25
3rd March 1963	..	..	3526	Hyderabad (Sind)	..	.. 18.00
28th May 1963	..	..	2875	Hyderabad (Sind)	..	.. 20.25
28th May 1963	..	..	2875	Hyderabad (Sind)	..	.. 20.25
1st May 1963	..	..	3526	Hyderabad (Sind)	..	.. 18.00
8th May 1963	..	..	2531	Peshawar	..	.. 5 25
16th My 1963	..	..	24.10	Rawalpindi	..	.. 6.75
24th May 1963	..	..	2531	Peshawar	..	.. 9.45
				Total	..	801.10

(Sd)
Curator, Central Museum, Lahore.

INQUIRY AGAINST THE CURATOR, CENTRAL MUSEUM LAHORE FOR DESTROYING FILE PERTAINING TO "CURATOR'S FUND ACCOUNTS"

*7110. **Mr. Hamza:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether Government are aware of the fact that the Lahore Municipal Corporation has been paying to the Central Museum Lahore a sum of Rs. 600 as annual grant since 1946;

(*b*) whether it is a fact that the Curator of the said Museum has opened an official account in the National Bank of Pakistan Lahore under the Head 'Curator's Fund Account' exclusively for depositing the Municipal grant of Rs.600 per annum;

(*c*) if answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative whether Government are prepared to place on the table of the House a statement showing the receipts in and expenditure out of the said Curator's Fund Account for the last five years;

(*d*) whether it is a fact that recently it was brought to the notice of the Director of Education Lahore Region Lahore and the Anti-Corruption Department Lahore that the said Curator being an operator of the said account has been misusing the funds deposited in the said account;

(*e*) whether it is a fact that the Director of Education Lahore Region Lahore deputed an official to the Museum to make inquiries into the said allegation if so, whether Government intend to place on the table of the House the findings of the said Inquiry Officer;

(*f*) whether it is also a fact that since the completion of the inquiry the file pertaining to the "Curator's Fund Account" along with all relevant vouchers and papers has been missing from the Museum Office if so the steps Government have taken or intend to take against the official or officials responsible for destroying or removing the file from the Museum Office?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes.

(*b*) Yes.
(*c*) No, the file is missing.
(*d*) No such complaints have been received.
(*e*) Does not arise in view of the answer to (*d*) above.

(*f*) The file is missing. Efforts are being made to locate the file. The enquiry committee proposed to be set up by the Education Secretary will look into this allegation during the course of investigations if the file is not located by them.

PASS PERCENTAGE OF MIDDLE MATRIC AND INTERMEDIATE EXAMINATIONS OF QUEEN MARY COLLEGE, LAHORE.

*7170. **Rai Mansab Ali Khan Kharal:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) the pass percentage of Middle, Matric and Intermediate Examinations separately of Queen Mary College, Lahore since the present Principal assumed office;

(*b*) in case there is any decrease in the said pass percentages, reasons therefor?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) The pass percentages in Matriculation and Intermediate Examinations of Queen Mary College, Lahore since the appointment of the present Principal are given below. Students from this College do not take the Middle School Examination of the Department:—

(1) **Matriculation :**

1963	100%
1964	100%

(2) **Intermediate :**

1963	100%
1964	Result not yet declared

(*b*) Does not arise.

REPLACEMENT OF TRAINED AND EXPERIENCED TEACHING STAFF BY UNTRAINED STAFF BY THE PRINCIPAL QUEEN MARY COLLEGE, LAHORE

*7171. **Rai Mansab Ali Khan Kharal:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the present Principal of Queen Mary College, Lahore, is replacing the trained and experienced teaching staff of the College by untrained staff particularly from Bahawalpur;

(*b*) whether it is a fact that the menial staff is also being replaced;

(*c*) whether it is fact that the strength of Mails has been reduced from 13 to 6 resulting in deterioration of the lawns and flower beds in the said college;

(*d*) whether it is a fact that the compound of the said college remains in a filthy conditions due to lack of sweepers the strength of which has also been reduced by the said Principal:

(*e*) if answer to (*a*) to (*d*) above be in the affirmative, whether Government intend to look into the matter?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) : (الف) جی نہیں - ٹرینڈ اور تجربہ کار اساتذہ کی جگہ غیر تربیت یافتہ اور نا تجربہ کار اساتذہ متعین نہیں کئے گئے - صرف ایک ٹرینڈ اور سترہ سالہ تجربہ رکھنے والی لیکچرار کو ایک خالی آسامی پر بہاولپور سے تبدیل کیا گیا تھا -

(ب) جی نہیں - دو سال کے عرصے میں ، محض کالج کی بہبود کے پیش نظر ۲۸ میں سے صرف ۴ ، درجہ چہارم کے ملازمین کو علیحدہ کیا گیا -

(ج) جی نہیں - کالج کے مالیوں کی تعداد وہی ہے جو موجودہ پرنسپل سے پہلے تھی -

(د) کالج کے مہتروں کی تعداد بھی وہی ہے جو پہلے تھی -

(ہ) اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

TEACHING STAFF DERIVED OF CERTAIN FACILITIES BY THE PRINCIPAL QUEEN MARY COLLEGE, LAHORE

***7172. Rai Mansab Ali Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) Whether it is a fact that the Principal, Queen Mary College, Lahore generally remains out of office or remains busy in making telephone calls and the visitors and teachers who come to see her keep on waiting outside her room;

(*b*) Whether it is a fact that the children of teaching staff of the institution are not admitted in the institution which facility is provided to the teaching staff in other schools and colleges;

(*c*) If answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, reasons therefor?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) No. The Principal attends to the visitors and teachers on the basis of first come first served'. In fact, during the days of admission she meets them even outside the usual visiting hours. She has to visit daily classrooms, boarding house etc. in the course of her normal duties.

(*b*) No. Government have not reserved any special quota for the admission of the children of teachers in any school or college, and neither have any seats been reserved in Queen Mary College, Lahore. Students are admitted on merit basis.

(*c*) In view of answers to (*a*) and (*b*) the question does not arise.

REPAIR OF BUILDING OF GOVERNMENT GIRLS HIGH SCHOOL, CHUNE MANDI, LAHORE

*7236. **Sardar Muhammad Ramzan Khan Drishak** : Will the Minister of Education please refer to answer to my starred question No. 6005, given on the floor of the House on 30th March 1964 and state whether the building of Government Girls High School, Chune Mandi, Lahore has since been repaired, if not, reasons therefor and the time by which it is likely to be repaired?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): The building of Government Girls High School, Chune Mandi Lahore, has not so far been repaired by the Public Works Department authorities as the funds placed at their disposal for repair to evacuee building during the current financial year out of which Rs. 20,000 were to be spent for the repair of this school have been exhausted. It is, therefore, not possible to get the building repaired during the current financial year. Efforts will, however be made to get the building repaired during the next financial year.

GRANT-IN-AID TO URDU PRIMARY SCHOOL PAKISTAN TENNERY REFUGEES COLONY, LANDHI NO. 22

*7241. **Maulana Ghulam Ghaus:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) the number of colonies and factories in the Industrial Area of Landhi, the total population, the area and the location of Primary and Middle Schools in the said area;

(*b*) whether it is a fact that Government have not provided any educa tional facilities to the population of the said area;

(*c*) whether it a fact that Private Urdu Primary School Registered No. 33. is functioning at Pakistan Tannery Refugees Colony Landhi No. 22, in which about 150 male and female children are receiving education;

(*d*) whether it is a fact that an application for grant-in-aid to the said school was submitted to the Director of Education, Karachi on 24th March 1964 and the said Director sent it to the District Inspector of Schools for necessary action.

(*e*) if answer to (*d*) above be in the affirmative, whether Government intend to give grant in aid to the said school;

(*f*) whether Government have any scheme to provide educatonal facilities to the population of the said Industrial area, if so, the details thereof?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) There are 6 colonies and 17 factories in the Industrial area of Landhi. Information regarding the exact area and population of the locality is not available. It has 5 Government primary schools 3 recognized aided primary schools and two Government secondary schools, including middle departments one each for boys and girls.

(*b*) No it is not a fact. Adequate facilities have been provided and expansion is done every year according to the funds available.

(*c*) Yes.

(*d*) Grant-in-aid is given to recognized schools and this school is yet unrecognized. The application for the recognition of the school was received much too late when the decision had already been taken.

(*e*) The school will receive due consideration under rules, next year.

(*f*) Yes, an expansion project is in operation there and new schools are sanctioned for the area every year as advised by the Districts Education Committee. Demands received from different localities are kept in view, while preparing the Annual Development Programme each year.

POSTING OF SUFFICENT STAFF IN MIDDLE SCHOOL KHAN BELA, TEHSIL SHUJAABAD, DISTRICT MULTAN

*7265. **Syed Diwan Ghulam Abbas Bukhari:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the total number of students in Middle School Khan Bela, Tehsil Shuja Abad District Multan is about 225;

(*b*) whether it is a fact that the staff of the above said school consists of one Headmaster and four other teachers (one Senior Vernacular and 23 Junior Vernacular) which is quite inadequate as compared to the volume of work;

(*c*) whether it is a fact that 3 or 4 Senior Vernacular teachers are posted

in other Middle Schools of the above said Tehsil, where the number of students is much less than that in the school ment'oned in (*a*) above ;

(*d*) if answer to (*a*) to (*c*) above be in the affirmative, reasons for not posting adequate staff in the said schools and whether Government intend to post sufficient staff in the above said school?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes.

(*b*) No. Its staff consists of one F.A., C.T., two S.Vs., four J.Vs. and one P.T.I. It is adequate for its present needs.

(*c*) Yes. Being old ones with fullfledged classes, they have more staff.

(*d*) Khan Bela was upgraded to the middle standard in 1962 and the 8th class has been added there this year. It was given one more Senior Vernacular teacher after the addition of the 8th class. It needs to more staff at present.

INTRODUCTIONS OF ROMAN NUMERICAL FROM FIRST CLASS

***7267. Syed Diwan Ghulam Abbas Bukhari** : Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Urdu numericals have all along been used in all old books of Islamiat, Arabic Literature, including Arithmatic and Astronomy and on the page of the Holy Book published in Sub-Continent ;

(*b*) whether it is a fact that under the previous educational system Urdu numericals were taught up to 4th primary class and Roman numericals were thought in higher classes ;

(*c*) whether it is a fact that the Patwaris of the Revenue Department also use numerials in Revenue Records ;

(*d*) whether it is a fact that under the new educational system Roman Numericals have been introduced rights from the first class ;

(*e*) if the answer to (*a*) to (*d*) above be in the affirmative, reasons for introducing Roman Numericals from the 1st Class and whether Government intend to re-introduced Urdu numericals in the primary Classes ; if not, reasons thereof ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes, but not in books of all the subjects mentioned at all stages.

(*b*) Yes, but in higher classes English numerals (not Roman) were taught.

(*c*) Yes, mostly Urdu numerals are used by them.

(*d*) English and not Roman numerals have been introduced.

(*e*) The reasons for introducing the English numerals (not Roman) right from the start are :—

(*i*) There is no educational gain in retaining two types of numerals.

(*ii*) Since in the higher classes, only English numerals were used the change over from the Urdu numerals at the Primary stage to the English numerals at the Secondary stage created confusion in the minds of children with consequent retardtion in their studies. Besides, the students went on mixing up Urdu and English numerals for quite some time.

(*iii*) The introduction of decimal system of coinage necessitated this change so that Urdu zero might not be confused with the decimal point.

(*iv*) The Urdu numerals are written from right to left whereas the arithmetical expressions are written from left to right.

(*v*) English numerals have been preferred in the new syllabus for the sake of uniformity in all schools throughout the Province.

Since the change was necessitated by educational requirements for reasons indicated above, it is not intended to reintroduce Urdu Numerals in the Primary classes. It is, however, intended to make the students conversant with the Urdu numerals in class V.

GRANT OF PENSION BENEFITS TO PRIMARY SCHOOL TEACHERS FROM 1962

*7272. **Syed Diwan Ghulam Abbas Bukhari :** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Government have decided to grant pension benefits to the Primary School Teachers from 1962 when the Primary education was taken over by Government ;

(*b*) whether it is also a fact that the employees of the Basic Democracy Institution, who have now been treated as Government Servants, have been given the benefits of pension from the date of commencement of their service;

(*c*) if the answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, whether Government intended to grant the benefits of pension to the primary school teachers from the date of commencement of their service ; if not reasons thereof ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes.

(*b*) The employees of the Basic Democaries will get the rights of pension under the West Pakistan Municipal Committees (Pension) Rules, 1963 and the West Pakistan Local Councils (Pension] Rules, 1964, where these rules are applied.

(*c*) The teachers, serving in the newly provincialized primary and middle schools of the former Punjab, entered Government Service on 1st July 1962 when the West Pakistan Primary Education Ordinance, 1962 was promulgated and are entitled to pension from that date. However, their claim stemming from the Pension Rules referred to in (*b*) above will be duly examinaed by Government.

CONSTRUCTION OF NEW BUILDING OF GOVERNMENT HIGH SCHOOL, JALALPUR PIRWALA IN AN OPEN PLACE

***7273. Syed Diwan Ghulam Abbas Bukhari:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that Government High School, Jalalpur Pirwala, District Multan, is situated at a place which is unsuitable for school purposes and its building is also in a dilapidated condition;

(*b*) whether it is a fact that under a scheme land has been earmarked for the construction of a new building for the above said school in an open place and a sum of Rs. four lacs has been also allocated for the purpose;

(*c*) if answers to (*a*) to (*b*) above be in the affirmative, reasons for not implementing the said scheme so for and the date by which the said scheme is expected to be implemented?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: (*a*) Yes.

(*b*) It is a fact that land has been earmarked for the construction of a new building for this school but no amount has so far been sanctioned by Government for this purpose.

(*c*) The building has not been constructed as no funds are available. Provision of funds will be considered during the Third Plan period.

NUMBER AND LOCATION OF GIRLS PRIMARY SCHOOLS IN TEHSIL SWABI

***7292. Khan Ajoon Khan Jadoon:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) the number and location of Girls Primary Schools in Tehsil Swabi along-

with the present condition of each of the buildings of the said schoole and whether the said buildings are owned by Government or as rented ones;

(*b*) the amounts provided during each of the fiscal years 1960-61 to 1963-64 for (i) the construction of buildings for new girls schools in the said Tehsil and (ii) for the maintenance of buildings mentioned in (*a*) above alongwith the expenditure incurred on each of the said two items during each of the said years;

(*c*) whether funds for the purpcses mentioned in (*b*) above will be provided during the next fiscal year; if so, the amount to be provided and if not, reasons therefor?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Statement 'A' attached, contains the required information.

(*b*) Statement 'B', attached, contains the information in respect of the amounts, provided from 1960-61 to 1963-64, on yearly basis, for (i) the construction of buildings for girls primary schools and (i) the maintenance of the buildings mentioned in (*a*) above.

(*c*) Statement 'C', attached, contains the information about the funds provided for 1964-65.

STATEMENT A.

Sr. No.	Name of school	Location.	Whether rented provided by the local people or owned by Government	Condition of building.
1.	Pry. School, Swabi ..	Swabi ..	.. Rented.	Kacha, Single room house with a Verandah.
2.	P.S. Maneri Bala ..	Bala ..	.. Provided by the Chairman Union Council, Maneri Bala.	Just satisfactory for the present, but required repairs.
3.	P.S. Maneri Payan ..	Maneri Payan ..	.. do.	do. do.
4.	P.S. Dagai No. 1. ..	All 3 functioning in the same building	do	In-commodious and requires repairs.
5.	P.S. Dagai No. 2 ..	do do	do	do. do.
6.	P.S. Dagai No. 3 ..	do do.	do.	do. do.
7.	P.S. Marghaz No. 1.	Marghus functioning in the same building.	Rented provided by the Chairman Union Council	Kacha and in-commodious, and requires repairs.
8.	P.S. Marghaz No. 2.			
9.	P.S. Marghaz No. 3.			
10.	P.S. Marghaz No. 4.			
11.	P.S. Pabinni. ..	Pabinni ..	.. do.	Kacha single room house with a verandha, not suitable for a school; repair badly.
12.	P.S., Asota	Asota	... do.	In-commodious.

Sr. No.	Name of school.	Location	whether rented provided by the local people or own by Government.	Condition of building.
13.	P.S. Kunda ..	Kunda	Rented.	Incommodious and needs repairs.
14.	P.S. Nawan Killi ..	Nawan-Killi same Buldg. ..	Provided by Chairman Union Council.	Clean & tidy building but very in-commodious. It is a sigle room building.
15.	do. ..	...		
16.	do. ..	...		
17.	P. S. Ismaila ..	Ismaila in the same building	Evacuee house.	Incommodious building, needing repairs.
18.	do. ..	..		
19.	P.S. Yar Hussain ..	Same building in Yar Hussain	Provided by Chairman Union Council.	The present building is Kacha and repairable but a school building has been erected out of the Rural Construction Funds.
20.	do. ..	..		
21.	P.S. Jahangira ..	Jahangira Bala	Evacuee Mander provided by Union Council	Sufficient, but requires general repairs.
22.	do. ..	..		
23.	P.S. Zarobi. ..	Zarobi	Provided by the Chairman U/C	Satisfactory.
24.	P.S. Kotha ...	In same building	Rented.	In-commodious, requires repairs.
25.	do. ..	..		
26.	P.S. Darra	Darra	Provided by the Chairman Union Council	The owner has taken possession of the house; no building has so far been provided by the Union Council; at present the teacher is running the school in her own house.

27.	P.S. Ambar	... Ambar ...	... Provided by Chairman Union Council.	Needs repairs.
28.	P.S. Shewa No. 1	.. Shewasame building	... Rented:	In-commodious Kacha building.
29.	P.S. Shewa No. 2	.. Lahore ...	... do. ..	The present building is very in-commodious. It consists of a single room with a Verandah. It is however reported that the Chairman has received funds from Rural Construction Funds and will construct the building for the girls school
30.	P.S. Lahore	.. Lahore. ...	... Same building provided by Chairman Union Council	
31.	P.S. No. 1, Zaida	.. Village Zaida ...	... Evacuee building	In commodious and requires repairs.
32.	P.S. No. 2, Zaida	..		
33.	P.S. Adina ..	.. Village Adina ..	.. Provided by ChairmanUnion Council.	Very incommodious; Kacha single-room with a Verandah building, needs repairs.
34.	P.S. Ganduf (Gadoon Area)	.. do. ..	.. Rented	Small Kacha bu.lding; requires general repairs.
35.	P.S. Tordher	.. Tordher ...	... Evacuee property.	In dilapidated condition.
36.	P.S. Punj Pir	.. Punj Pir. ..	... Rented.	Small single room building requires repairs.
37.	P.S. Dhobian	.. Dhobian ..	.. Provided by Chairman Union Council.	Kacha repairable single room building.
38.	P.S. Sodher	.. Sodher ..	.. do.	do. do.
39.	P.S. No. 1 Maini	.. Village Maini ..	.. Rented.	do. do.
40.	P.S. No. 2, Maini	.. same building. ..	..	

STATEMENT B'.

The amount of grant provided for 1960-61 to 1963-64 for the girls primary school in Tehsil Swabi.

Year.	No. of school buildings.	Grant for each building.	Total grant.	Whether expended or not.
1960-61	3	Rs. 3350/-	Rs. 10,050	No.
1961-62	3	Rs. 3350/-	Rs. 10,050	No.
1962-63	3	Rs. 3350/-	Rs. 10,050	No.
1963-64	10	Rs. 3350/-	Rs. 33,500	No.

The Union Councils/local people have not yet accorded the cooperation required to put up the school buildings.

STATEMENT 'C'.

The provision for primary girl school buildings in Tehsil Swabi, during 1964-65.

No. of school buildings.	Grant for school.	Total grant.
4	Rs. 3,350/-	Rs. 13,400/-

GOVERNMENT GIRLS PRIMARY SCHOOL ZAROBI TEHSIL SAWABI

*7294. **Khan Ajoon Khan Jadoon:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(a) whether it is a fact that Government Girls Primary School ZAROBI Tehsil Sawabi is housed in a rented building;

(b) the total number of students on rolls in the said school on 1-2-64;

(c) whether Government intend to construct a building for the said school during fiscal year 1964-65; if not, reasons therefor?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*)The building of the Government Girls Primary School, Zarobi has been offered free of rent by the Chairman of the area concerned. It is not known whether he owns or pays any rent for it.

(b) The number of students on rolls in the said school on 1-2-1964 was 32.

(c) No. The Government has no intention of providing any funds for the school building. The place is not situated in the special or backward area. To provide a building here is the responsibility of the Local Council/Community.

GOVERNMENT PRIMARY SCHOOL KALABAT TEHSIL SAWABI

*7299. **Khan Ajoon Khan Jadoon:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(a) the total number of boys and girls, separately on the rolls of the Government Primary School Kalabat, Tehsil Sawabi on 1-2-1964 alongwith the present condition of the building in which the said schools is housed and the number of rooms in the said building;

(b) whether Government intend to construct a separate building for the Primary School for boys on the plot adjacent to the present building of the school mentioned in (a) above; if not, reasons therefor?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) (*a*) There is no girls primary school at Kalabat, Tehsil Sawabi. The enrolment in the boys' school on 1-2-1964 was 248. The school has five classrooms. Two of these were put up by the Government and three by the locality. The condition of the building is satisfactory.

(b) No. There is no plot adjacent to the present school building which could be utilized for the purpose. Moreover the existing building is adequate for the present requirements.

MIDDLE AND MATRIC J.V. TEACHERS IN FORMER SIND REGION

*7310. **Kazi Muhammad Azam Abbasi:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(a) the number of Middle and Matric J.V. Teachers in the former Sind Region, separately, alongwith the number of those amongst them who have been given selection grade;

(b) the percentage of selection grade posts given to Middle J.V. Teachers?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (a) There are 2660 Middle J.V. teachers and 560 Matric J.V. teachers in the Hyderabad Region. 170 teachers have so far been awarded selection grade and the rest of the teachers will get selection grade in due course.

(b) 15 per cent of the Selection Grade Posts have been reserved for Middle J.V. teachers who were in service before 1-12-1962.

PRIMARY, MIDDLE AND HIGH SCHOOLS FOR BOYS AND GIRLS SEPARATELY, LORA, BAKOT, BOI AND NARA AREAS OF ABBOTTABAD TEHSIL

*7329. **Sardar Inayatur Rehman Khan Abbassi** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the number of Primary, Middle and High Schools for Boys and Girls, separately, in the Lora, Bakot, Boi and Nara areas of Abbottabad Tehsil along with the names of villages, where they are situated;

(*b*) the number of schools and out of those mentioned in (*a*) above, which are functioning in Government owned buildings;

(*c*) the number of teachers along with the classwise strength of the students; in each of the above said schools?

(*d*) whether there is any criterion prescribing the strength of teachers in a school has been fixed, if so, the number and nature of the posts of teachers which are short in each of the said schools according to the said criterion along with the reasons therefor and for the time by which the Government intend to make good the deficiency?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) The number of primary, middle and high schools for boys and girls separately in the

Lora, Bakot, Boi and Nara areas of Abbottabad tehsil, with the names of the villages where they are situated are given in the statement* B attached.

(*b*) The number of schools, out of (*a*) above, which are functioning in the Government owned buildings is given in the Statement* C attached.

(*c*) The number of teachers and the class-wise strength of the students in each of the above mentioned schools are given in the Statement* D, attached.

(*d*) Yes, there is a criterion. In primary schools one teacher is given for every 40 students and in the middle and high classes, 1½ teachers per section, on the average. This criterion is, however, subject to minor adjustments in view of the strength of classes/sections, subjects offered and 'physical facilities available. The number and nature of the posts, short in the schools given in the Statement D are given in the last column of the statement. Increase in enrolment varies from school to school. The deficiency of staff will be made good during 1964-65. The necessary provision has been made in the budget for the year and the new posts of teachers will be given to each area according to its quota.

RECONSTRUCTION OF GOVERNMENT OWNED BUILDING OF MIDDLE SCHOOL, NAGRI TOTIAL

*7330. **Sardar Inayat-ur-Rehman Khan Abbasi:** Will the Minister of Education be pleased to state, the date on which Government owned building of Middle School, Nagri Totial collapsed and whether the same has been reconstrctued; if not, reasons thereof and the official responsible for the delay along with the steps, if any the Education Department has taken or intend to take in this behalf?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) The roof of the building of the Government Middle School, Nagri Totial fell down on 24th July 1962. The work of reconstruction has not started yet. Efforts are being made to get the necessary repairs carried out. The Public Works Department authorities have estimated that the special repairs will cost Rs. 7.000 approximately. The funds provided for the ordinary annual repairs of the school buildings are much too meagre and it is not possible to carry out any major repairs out of it.

GOVERNMENT COLLEGE AT CAMPBELLPUR

*7356. **Mr. Taj Muhammad Khanzada:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the date on which Government College at Campbellpur was opened;

(*b*) whether it is a fact that the said College was accommodated in the building of a Normal School, which could accommodate only 200 students at the most;

*Please See Appendix III at the end.

(*c*) whether it is a fact that no further addition has been made in the buildings of the said College whereas the number of students has gone up to 500;

(*d*) whether it is a fact that there is no Hall in the said College with the result that the educational and social activities of the students have suffered badly;

(*e*) if answers to (*d*) above be in the affirmative, reasons therefore and whether Government intend to make provision for the construction of a Hall in the said College; if so, when?

Minister for Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) It was opened asan Intermedia te College in the year 1924, and was raised to the Degree Standard in 1942.

(*b*) Yes. The College was housed in the buildings of the old Normal School at that time, but it could accommodate more than 200 students.

(*c*) No. Additions to the building were made. Physics and Chemistry Laboratories were added to the building when the College was opened in 1924. Biology Laboratories added in 1952-53. Local resources were tapped and co-operation of the District Council enlisted to provide the following facilities:—

Three Bath Rooms were added in 1961 and one class room and a small guest room in 1963-64.

(*d*) No, there is one Hall in the College but it is rather small. Debates and other academic functions are held in the Hall.

(*e*) Government will consider the construction of a new Auditorium during the 3rd Five-Year Plan as no funds are available for the purpose in 1964-65.

OPENING OF A GIRLS COLLEGE AT CAMPBELLPUR

*7357. **Mr. Taj Muhammad Khanzada:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the opening of a Girls College at Campbellpur has been sanctioned several times but the college has not so far been opened;

(*b*) the number of girls students in the Boys College, Campbellpur on the 30th April, 1964;

(*c*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, (*i*) reasons therefor and (*ii*) whether Government intend to open a separate college for girls at Campbellpur;

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) No. The opening of a Girls College at Campbellpur has never been sanctioned.

(*b*) Number of girl students in the Boys College as it stood on 30th April 1964 was 36 only.

(*c*) The target for new Intermediate College during the 2nd Plan has already been exhausted. It is, therefore, not possible for the Government to consider this question, during 1964-65. The proposal has, therefore, been deferred to the 3rd plan period.

AGRICULTURE CLASSES IN GOVERNMENT COLLEGE D.I. KHAN

*7359. **Mr. Muhammad Akbar Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state the time by which classes in agriculture in Government College, D.I. Khan will be started?

Minister of Education (Mian MuhammadYasin Khan Wattoo) Government will consider the question of opening of classes in Agriculture in Government College, D.I. Khan during the 3rd Plan Period commencing from 1965-66.

UPGRADING OF GOVERNMENT HIGH SCHOOL, PAHARPUR TO INTERMEDIATE COLLEGE

*7360. **Mr. Muhammad Akbar Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state whether there is any proposal under the consideration of Government to upgrade the Government High School, Paharpur to an Intermediate College, if so, the date by which decision will be taken in the matter?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): No. Government is not considering any proposal to upgrade the High School, Paharpur to the Intermediate level.

PROVIDING RESIDENTIAL ACCOMMODATION TO TEACHERS APPOINTED IN VARIOUS GOVERNMENT SCHOOLS IN KALAT DIVISION

*7365. **Nawabzada Mir Yusuf Ali Khan Magsi:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that a number of teachers appointed in various Government Schools in Kalat Division have not been provided any residential accommodation;

(*b*) whether it is a fact that the local people have been asked to accommodate the said teachers in their houses;

(*c*) whether Government are aware of the fact that the people of the said area being very poor are not in a position to do so;

(*d*) if answers to (*a*) to (*c*) above be in the affirmative, reasons for not providing residential accommodation to the said teachers and the steps Governsment intend to take in this behalf?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes.

(*b*) No. Local people are not being asked to accommodate the said teachers in their houses.

(*c*) In view of (*b*) above, the question does not arise.

(*d*) Funds do not exist for providing residential accommodation to the teachers in all Government Schools. Efforts will, however, be made to include this programme in the Third Five Year Plan,if funds are allocated for this purpose.

SHORTAGE OF ISLAMIAT TEACHERS

*7390. **Mr. Sher Afzal Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that Primary and Middle Schools in Peshawar Region are at present running short of Islamiat teachers; if so, reasons for not makingup this deficiency so far;

(*b*) whether the pay scale of Islamiat Teachers are equivalent to the pay scales of other teachers;

(*c*) if answer to (*b*) above be in the negative, reasons therefor?

Minister of Education (Mian Muahmmad Yasin Khan Wattoo): (*a*) No. The question of giving reasons for deficiency, therefore, does not arise.

(*b*) There were some posts of Diniat Teachers in the Peshawar Region and and their pay scales were different. But now that Diniat has become a compulsory subject and each Junior Vernacular and Senior Vernacular teacher is expected to teach it, no separate pay scales for Diniat Teachers are necessary.

(*c*) As in (*b*) above.

INCREASE IN THE P.T.A. ADMISSIBLE TO ASSISTANT DISTRICT INSPECTORS OF SCHOOLS IN FORMER SIND AREAS

*7393. **Rais Allan Khan Leghari:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that Assistant District Inpectors of Schools in former Sind area are getting P.T.A. at Rs. 48 per month since 1948;

(*b*) whether it is a fact that as regular transport services do not ply in the interior of the said area, the Assistant District Inspectors of Schools have to spend some money in conveyance;

(*c*) if answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, whether Government intend to increase the rate of P.T.A. admissible to Assistant District Inspectors of Schools in the former Sind areas?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes.

(*b*) Yes.

(*c*) The matter is under consideration in consultation with the Directorate Education, Hyderabad Region.

RAISING OF PAY SCALE OF ASSISTANT DISTRICT INSPECTORS OF SCHOOLS

***7394. Rais Allan Khan Leghari:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the maximum of the pay scales of Primary School teachers and senior vernacular teachers is Rs. 350 while the maximum of the pay scale of Assistant District Inspector of Schools is Rs. 180;

(*b*) whether it is a fact that the maximum of the pay scale of under-graduate teachers is Rs. 400;

(*c*) whether it is a fact that the status of an Assistant District Inspectors of Schools is higher than that of a primary school or under-graduate teachers;

(*c*) if answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, whether Government intend to rise the pay scale of Assistant District Inspectors of Schools equivelant to that of under-graduate teachers?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) No. The maximum pay scales of Primary School teachers, Senior Vernacular Teachers and Assistant District Inspector of Schools are mentioned below:—

	Primary School Teachers	*Senior Vernacular teachers*	*Assistant District Inspector of Schools*
Maximum of pay scale—		Maximum of pay scale Rs. 215 Maximum of Selection Grade Rs. 350	Maximum of pay scale Rs. 400 Maximum of Selection Grade Rs. 525

(*i*) Primary teachers (untrained) Rs. 90 Fixed
(*ii*) Trained (J.V.) Teachers Rs. 175.
(*iii*) Maximum of Selection Grade (for Matric J.V. Teachers only) Rs. 225

(*b*) The maximum of the pay scale is Rs. 275 and the maximum of selection grade is Rs. 400.

(*c*) Yes.

(*d*) Question does not arise in view of the fact that the pay scale of Assistant District Inspector of Schools is higher than that of under-graduate teachers.

TRANSFERS OF LADY TEACHERS PROFESSORS AND LECTURERS MADE BY MISS K. QURESHI, DY. DIRECTRESS OF EDUCATION, LAHORE REGION.

*7458. **Sardar Inayatur Rehman Khan Abbasi:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the date since when Miss K. Qureshi is holding the post of Dy. Directress of Education, Lahore Region in the Education Department;

(*b*) the number of transfers of lady teachers, professors and lecturers made by the said official during the last two years;

(*c*) the expenditure incurred by the Government on account of T.A. etc., paid on the transfers of the said lady teachers, professors and lecturers alongwith the reasons for their transfers?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Miss K. Qureshi is holding the post of Dy. Directress of Education, Lahore Region, w.e.f. 16-11-1955.

(*b*) 129 lady teachers were transferred during the period of last two years, out of the incumbents of more than 1150 posts which comes to about 5% of the total strength in a year. She is not competent to transfer professors and lecturers as they are in Gazetted Status. The transfers of these officiers are ordered by the Director of Education and Government.

(*c*) The reasons for transfers are given below:

(*i*) Appointments against higher posts of the ladies already in service who improved their qualifications.

(*ii*) posting of Assistant Mistresses as Headmistresses in order of seniority.

(*iii*) Adjustment of ladies working in temporary vacancies against permanent posts.

(*iv*) Posting of experienced ladies in newly opened schools to start the institutions in suitable manner.

(*v*) In order to post husband and wife at one station according to Government instructions.

(*vi*) Other administrative reasons in public interest.

As regards the payment of T.A. it is stated that the information is not available at present. The T.A. Bills are countersigned by the Divisional Inspectresses of Schools and the information will have to be collected from them which will take considerable time. The expenditure will not, however, be much firstly because the T.A. is not admissible to local transfers and also to those transferred at their own requests and secondly because most of the ladies transferred were unmarried and T.A. as a single Government servant was admissible to them.

DURATION OF SUMMER VACATION OBSERVED BY THE GOVERNMENT HIGH SCHOOLS AND COLLEGE

***7459. Khan Ahmad Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the duration of summer vacations observed by the Government High Schools and Colleges is eight weeks and twelve weeks, respectively:—

(*b*) whether it is a fact that the students and teachers of both such institutions belong to the same society, live in the same climate and same land and colleges are provided with better amenities like fans, etc., as compared to those of schools;

(*c*) if answers to (*a*) and (*b*) be in the affirmative, (*i*) reasons for disparity and (*ii*) whether the Government intend to remove this disparity and allow eight weeks vacation in colleges as well;

(*d*) whether it is a fact that no date for the commencement of summer vacation in Government educational institutions has so far been fixed by Government; if so, whether the Government intend to fix such dates?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) (*a*) No, th

duration of Summer Vecation in most of the Schools and Colleges of the Province is 68 and 84 days respectively, though it differs in different areas according to the needs and requirements of the area.

(*a*) Yes.

(*c*) (*i*) The duration of Summer Vacation and other breaks to be observed in Schools and Colleges has been broadly laid down by the Commission in National Education. It suggested a total period of about 86 days (for Summer Vacation and 2 other recesses) for Schools and a Summer Vacation of 12 weeks along with 2 short recesses for the Colleges. (*ii*) There is not proposal to remove this difference.

(*d*) No. Dates for the commencement of Summer Vacation have already been fixed.

LATE DECLARATION OF MIDDLE SCHOOL EXAMINATION

*7461. **Khan Ahmad Khan** : Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that Middle Class Examination results are declared nearly three months after the examinations, although the said examinations are not conducted by Regional Directors ;

(*b*) whether it is a fact that Board of Intermediate and Secondary Education declares the results of Secondary School Examination within 2 months ;

(*c*) whether it is a fact that the number of examiners for the Secondry School Examination is greater than that of the Middle School Examination;

(*d*) If answer to (*a*) to (*c*) above be in the affirmative, reasons for late declaration of the Middle School Examinations ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : (*a*) Results of the Middle school examinations are declared between a period ranging from 2 to 3 months.

(*b*) The results of Secondary School Examinations are generally declared between a period ranging from two to two and a half months on the average.

(*c*) The number of candidates in the Secondary School Examinations is generally greater (though the difference is not much) in all the Directorates.

(*d*) The reason for the late declaration of the result of Middle School Examination is that the staff employed for the purpose is inadequate and it is not easy to increase its number. This year, two examinations were held simultaneously, one in the new course and the other in the old course without any increase in the existing staff.

MAKING OF GENERAL SCIENCE AS A COMPULSORY SUBJECT FOR HIGH SCHOOL CLASSES

*7462. **Khan Ahmad Khan:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that according to new syllabus, General Science has been made a compulsory subject for the high school classes but no marks have been prescribed for practical work ;

(*b*) whether it is a fact that teachers in Schools are only interested in showing good results in examinations, and do not take any interest in practical works with the result that observational or thinking powers of the students are not augmented and they resort to monorize ; if so, steps being taken for remedying this defect ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes. It is a fact that General Science is a Compulsory subject of study for students taking up Humanities or Commerce Groups in the Secondary School Certificate Examination, but it is not compulsory to pass in the subject for qualifying for the Secondary School Certificate Examination. It is also a fact that no marks have been prescribed for Practical Examination.

(*b*) No doubt, the teachers are interested in showing good results. This is as it should be. General Science is a newly introducted subject. Practical Examinations are not held because facilities for teaching Science did not exist in many schools of the Province before introduction of the subject. Facilities for teaching the subject are being rapidly increased in schools so that Practical work could receive more attention. It may thus be possible to start holding the practical Examinations in the near future.

OPENING OF A GOVERNMENT INTERMEDIATE COLLEGE AT CHICHAWATNI

*7473. **Rai Muhammad Iqbal Ahmad Khan :** Will the Minister of Education be pleased to state—

(*a*) whether it is a fact that there is no Intermediate College at Chichawatni or its adjoining areas;—

(*b*) whether it is a fact that the students of the above said town and of other far flunged villages of the said tehsils have to go to Montgomery for getting higher education, where they have to spend at least Rs. 100 per mensem;

(*c*) whether it is a fact that the poor and middle class people cannot afford the said expenses and their children are deprived of high education ;

(*d*) whether it is a fact that the inhabitants of the said Town have been demanding for the last two or three years for opening a Government Intermediate

College at Chichawantni, but the authorities concerned have paid no need to the said demand ;

(*e*) if answer to (*a*) to (*d*) above be in the affirmative, whether Government intend to provide funds in the next years budget for opening a Government Intermediate College in the said town ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) - (الف) - جی ہاں - اس وقت چیچا وطنی میں انٹر میڈیٹ کالج نہیں ہے - لیکن تقریباً اکیس میل کے فاصلے پر منٹگمری میں ایک بڑا ڈگری کالج موجود ہے -

(ب) - طلباء اعلے تعلیم کے لئے جہاں انہیں سہولت ہوجاسکتے ہیں -

(ج) - درحقیقت صرف اچھے طالب علم ہی کالج کی تعلیم سے صحیح فائدہ اٹھا سکتے ہیں - حکومت ، مغربی پاکستان میں میٹرک کے نتائج پر تقریباً ۲۰۰۰ وظائف دیتی ہے - غریب والدین کے بچے یہ وظائف حاصل کرسکتے ہیں -

(د) - جی ہاں - لیکن ۱۹۶۴-۶۵ ع کے دوران ، حکومت کے لئے چیچا وطنی میں کالج کھولنا ممکن نہیں کیونکہ دوسرے پنج سالہ منصوبے میں منصوبہ بندی کمیشن کی ۲۳ کالجوں کی مقرر کردہ حد پوری ہوچکی ہے -

(ہ) - حصہ (د) کے تحت جواب کے پیش نظر اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

---

OPENING OF A GOVT. HIGH SCHOOL AT CHICHAWATNI,.

*7476. **Rai Muhammad Iqbal Ahmad Khan** : Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that M. C. High School, Chichawatni has been functioning there since a long time and that sixty per cent of the students enrolled in the said school belong to the said town while the remaining forty percent belong to the adjoining areas;

(*b*) whether it is a fact that due to the high number of students in the said school there are six to seven sections in each class and the school cannot accommodate more students;

(*c*) whether it is also a fact that there is no other recognised school in the above said area and a large number of students do not get admission in the said school;

(*d*) if answer to (*a*) to (*c*) above be in affirmative, whether Government intend to open a Government High School, in the area if not,r easons therefor ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : (*a*) M.C. High School, Chichawatni is an old institution and about 55% of the students on roll belong to the adjoining areas ;

(*b*) There are four to seven sections in each class and the accommodation is not sufficient to accommodate more students in the school.

(*c*) There are 10 High Schools within a radius of 15 miles from Chicha watni Town which are catering to the needs of that area.

(*d*) There is no proposal to open a Government High School, in the area due to the limited number of schoo's available in the Development Programme and more pressing needs of other areas.

CONSTRUCTION OF BUILDING OF GOVERNMENT GIRLS HIGH SCHOOL AT CHICHA WATNI.

*7477. **Rai Muhammad Iqbal Ahmad Khan** : Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Government Girls High School, Chichawatni is housed in the building owned by Municipal Committee, Chichawatni;

(*b*) whether it is a fact that the above said building is not suitable for a High School from any point of view, as the rooms of this building are dark and dingy ;

(*c*) whether it is a fact that a scheme for the construction of a building for Government Girls High School at Chichawatni was included in the 2nd Five Year Plan and the land for the purpose was earmarked within Municipal limits of the above said town but the construction work has not been started so far ;

(*d*) if answers to (*a*) to (*c*) above be in affirmative, the reasons for the delay in the construction of the said school building and whether any amount has been allotted in the current years, budget for its construction, the details thereof?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo): (*a*) Yes.

(*b*) Yes, it is an old building and is not commodious enough to house the school according to its present needs.

(*c*) Eight acres of land have been transferred to the Education Department for the construction of a building for Government Girls High School at Chichawatni. No funds have so far been provided for the construction of this building in the Second Five-Year Plan.

(*d*) The building has not been constructed as there is no provision of funds for this purpose. The construction of this building will be considered in the Third Five-Year Plan.

SANCTION OF BUILDING GRANT FOR EXPANSION OF BUILDING OF A HIGH SCHOOL FUNCTIONING UNDER CONTROL OF MUNICIPAL COMMITTEE.

*7479. **Rai Muhammad Iqbal Ahmad Khan** : Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Municipal Committee, Chichawatni has been undertaking expansion of the building of a high school functioning under its control every year ;

(*b*) whether it is a fact that Government have not so far sanctioned any building grant for the said purpose to the above said Committee inspite of the fact that the said committee has been persistently demanding for the same;

(*c*) whether it is a fact that the above said grant is sanctioned to many institutions every year ;

(*d*) if answer to (*a*) and (*c*) above be in the affirmative reasons for not sanctioning building grant for the above said institution and whether Government intend to do so now ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : (*a*) Yes;

(*b*) Yes ;

(*c*) Building grants are given according to funds available for the purpose. The demands are, however, much more than can be met by Government.

(*d*) A grant for the construction of building is being sanctioned for this school in the Annual Development Programme 1964-65.

DISPARITY IN PAY SCALES OF ORIENTAL TEACHERS AND LECTURERS IN ORIENTAL LANGUAGES.

*7496. **Maulana Ghulam Ghaus** : Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that starting pay admissible to a language teacher who has passed oriental languages examinations is Rs. 60 and the starting pay of a Lecturer holding M. A. degree in any language is Rs. 250 ;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, reasons for the disparity

in pay scales of the said categories of teachers and whether Government intend to remove it ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) : (الف) ۔ جی ہاں ۔ پیش ازیں السنہ شرقیہ کے اساتذہ کی تنخواہ ۶۰ روپے ماہوار سے اور ایم ۔ اے ۔ کی قابلیت رکھنے والے لیکچراروں کی تنخواہ ۱۵۰ روپے ماہوار سے شروع ہوتی تھی ۔ لیکن نئے مجموعی پیمانہ جات تنخواہ کے (از ۱-۱۲-۱۹۶۲) نفاذ سے اورنٹیل ٹیچر کی تنخواہ ۱۱۵ روپے ماہوار ہوگئی ہے جب کہ ایم ۔ اے ۔ کی قابلیت رکھنے والے کالج کے لیکچرار کی تنخواہ ۳۵۰ روپے ماہوار ہے ۔

(ب) ۔ دونوں زمروں کے اساتذہ کی قابلیتوں میں نمایاں فرق ہے اور اس وجہ سے پیمانہ جات تنخواہ میں تفاوت ہے ۔ اس تفاوت کو دور کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے ۔

PERMANENT APPOINTMENT OF THEOLOGY TEACHERS AND INSPECTORS

*7498. **Maulana Ghulam Ghaus :** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that Theology has been made a compulsory subject up to the Middle classes ;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, whether any arrangements have been made for appointing permanent Theology teachers ;

(*c*) whether any Inspectors have also been appointed to inspect the work done by Theology teachers ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) : (الف) ۔ جی ہاں ۔

(ب) ۔ دینیات پڑھانے کے لئے علیحدہ اساتذہ کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ یہ کام دوسرے مضامین کے اساتذہ کو تفویض کیا گیا ہے ۔ جو اسلامیات کا مضمون پڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں ۔

(ج) ۔ اس مقصد کے لئے علیحدہ انسپکٹروں کو تعینات نہیں کیا گیا ۔ تعلیمی شعبہ کے انسپکٹر صاحبان اس مضمون کی تدریس کی اپنے اپنے مدارج پر نگرانی کرتے ہیں ۔ کہ آیا دینیات کا مضمون موثر طریقے سے پڑھایا جارہا ہے یا نہیں ۔

UPGRADATION OF MIDDLE SCHOOL FUNCTIONING IN QADIRABAD TO A HIGH SCHOOL

*7513. **Chaudhri Sai Muhammad :** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that the area within the Jurisdiction of Qadirabad Police Station in Gujrat District is about 20 miles long;

(*b*) Whether it is a fact that there is no High School in the said area;

(*c*) if answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, whether Government intend to upgrade the middle school functioning in Qadirabad, District Gujrat to a High School ; if so, when ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) ۔ (الف) ۔ جی ہاں ۔

(ب) ۔ جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔

TAKING OVER OF LOCAL BODIES HIGH SCHOOLS BY GOVERNMENT.

*7516. **Chaudhri Sai Muhammad** : Will the Minister of Education be pleased to state whether Government intend to take over the High Schools run by Local Bodies in the Province; if so, when : if not, reasons therefor ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) ۔ لوکل باڈی ہائی سکولوں کو حکومت کی تحویل میں لینے میں مالی و انتظامی مشکلات ہیں ۔ حکومت کی مالی ذمہ داری معلوم کرنے کے لئے کارروائی کی جارہی ہے ۔ آخری فیصلہ اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد کیا جائے گا ۔

DECREASE IN THE ANNUAL GRANT OF PUBLIC SCHOOL, HYDERABAD.

*7524. **Rais Allan Khan Leghari** : Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) the yearly grant given to the following institutions :—

(*i*) Public School, Hyderabad.

(*ii*) Public School, Sadikabad and

(*iii*) Petaro Cadet College.

(*b*) whether it is a fact that the grant given to public School, Hyderabad last year amounted to Rs. one lac; if so, whether it is a fact that this year the grant of the said school has been decreased ;

(*c*) if answer to (*b*) above be in the affirmative, reasons therefor ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) (*a*) There is

no Public School, Sadikabad but there is one such institution named Sadiq Public School, Bahawalpur. The grant-aid sanctioned for the Public School, Hyderabad Sadiq Public School, Bahawalpur and Cadet College, Petaro during the years 1963-64 and 1964-65 are given below :—

	1963-64 Rs.	1964-65 Rs.
(*i*) Public School, Hyderabad	1.00 lac.	75,000
(*ii*) Cadet College, Petro	6,27,760	6,58,783
(*iii*) Sadiq, Public School, Bahawalpur	50,000	50,000

(*b*) Yes.

(*c*) A grant-in-aid of Rs. 1.00 lac was sanctioned for Public School, Hyderabad during the year 1963-64 to enable the institution to wipe off its deficit. The grant-in-aid for the next year has been sanctioned as a special case to meet the deficit.

SCHOOL BUILDINGS CONSTRUCTION BY GOVERNMENT IN GUJRAT DISTRICT

***7545. Chaudhri Sai Muhammad :** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) the number of Government Primary Schools sanctioning in Gujrat District at present ;

(*b*) the number of school buildings constructed by Government in the said District during the current financial year ;

(*c*) the number of rooms constructed in each school in the said District during the current year ;

(*d*) in case neither any school building has been constructed nor any addition made to existing buildings during the current financial year ; reasons therefor?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) ۔ (الف) ۔ اس وقت ضلع گجرات میں ۷۷۹ پرائمری سکول کام کر رہے ہیں جن میں سے ۴۹۱ لڑکوں کے لئے ہیں اور ان میں دو وہ سکول بھی شامل ہیں جو نارمل سکول کے ساتھ ملحق ہیں اور ۲۸۸ سکول لڑکیوں کے لئے ہیں ۔

(ب) ۔ حکومت نے سال ۱۹۶۳-۶۴ع میں ضلع گجرات میں کوئی عمارت اس غرض سے تعمیر نہیں کی ۔

(ج) - (ب) کی روشنی میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

(د) - پرائمری تعلیم کے بارے میں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ لوکل کونسلوں اور مقامی باشندوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ پرائمری سکولوں کے لئے مناسب عمارات تعمیر کریں - پسماندہ علاقوں میں البتہ حکومت پرائمری سکولوں کے لئے تعمیراتی گرانٹ اور ساز و سامان کی گرانٹ مہیا کرتی ہے - یہ توقع کی جاتی ہے کہ ضلع گجرات کے مخیر اور فیاض حضرات پرائمری تعلیم کے قابل ستائش مقصد کی ترقی کے سلسلہ میں پیچھے نہیں رہیں گے -

---

PROMOTION OF HEADMASTERS OF GOVERNMENT HIGH SCHOOLS TO W. P. E. S. II

***7557. Mr. Muhammad Ibrahim Barq :** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that all the posts of Headmasters of Government High Schools were up-graded to W.P.E.S. II, with effect from August, 1959 ;

(*b*) whether it is a fact that all officers working as Headmasters of Government High Schools in August, 1959 have not been placed in W.P.E.S. II with effect from the said date ; if so the number of those who were placed in W.P.E.S. II and date from which they were so placed ;

(*c*) whether it is a fact that some of the Headmasters who were due for promotion to W.P.E.S. II after August, 1959, have since retired without having been given promotion due to negligence of authorities concerned ; if so, the action Government intend to take in the matter ;

(*d*) whether it is a fact that the several officers due to promotion to W.P. E.S., Class II after August 1959, have not been given the said promotion ; if so, reasons therefor ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) ; (*a*) Only the posts of Head Masters of the former Punjab, N.W.F.P. and Bahawalpur State have been upgraded as Class II gazetted w.e.f. 24-8-1959 ;

(*b*) *Part I*

All the officers working as Head Masters against upgraded posts were promoted to Class II by the former D.P.I. West Pakistan w.e.f. 1-12-61 pending finalization of these promotions w.e.f. 24-8-1959 by Government. The Government has since finalized their promotions with retrospectvie effect (i.e. 24-8-1959).

Part II. Does not arise.

(*c*) *Part-I.* No.

Part-II. Does not arise.

(*d*) Regular promotions could not be notified earlier pending the decision about the method of filling of these posts which involved promotion prospects of people of the different integrated units. It has now been decided that 85 % of such posts should be filled by the promotions of people of the respective areas where the new schools have been opened. The question of filling up of these posts on regular basis is under active consideration of Government. Pending regular promotions, however, senior officials are acting as Head Masters.

OPENNIG OF AN INTERMEDIATE COLLEGE IN TEHSIL SAMUNDARI

*7573. **Chaudhri Asghar Ali Randawa** : Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the population of Tehsil Samundari is about six lakhs ;

(*b*) whether it is a fact that there are ten High Schools in the said tehsil which are showing good results ;

(*c*) whether it is a fact that there is no Intermediate College in the abovesaid tehsil and the students intending to persue higher education have to go to other towns with the result that they have to bear heavy expenses and face great inconvenience ;

(*d*) if answers to (*a*) to (*c*) above be in the affirmative, whether Government intend to open a college in the abovesiad tehsil, if so, when ; if not, reasons therefor ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) - (الف) - سنہ ۱۹۶۱ ع کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق سمندری تحصیل کی آبادی چار لاکھ چوراسی ہزار تین سو پچھتر ہے -

(ب) - تحصیل میں ۱۲ ہائی سکول ہیں - ان میں سے دس سکول ڈسٹرکٹ کونسل کے ہیں اور دو پرائیوٹ ادارے ہیں - نتائج تسلی بخش ہیں -

(ج) - ایسے طالب علموں کو جو دوسرے کالجوں میں داخلہ لیتے ہیں - عموماً زائد اخراجات برداشت کرنا ہی پڑتے ہیں -

(د) - دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کے لئے ۲۴ کالجوں کی مقرر شدہ حد پوری ہوچکی ہے - اس لئے حکومت ایسے سوالوں پر تیسرے پنج سالہ منصوبے کے دوران غور کریگی -

OPENING OF A GIRL HIGH SCHOOL AT TEHSIL HEADQUARTERS OF TEHSIL SAMUNDARI.

*7682. **Chaudhri Asghar Ali Randhawa** : Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) Whether it is a fact that there is no High school for girls in Tehsil Samundari ;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, whether Government intend to open a high school for girls at the Tehsil Headquarter of the above said town ; if so, when ; if not, reasons therefor ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : (*a*) Yes.

(*b*) Town Committee Middle School for Girls Sammundari is being upgraded to high standard during the year 1964-65.

RAISING OF GRANTS GIVEN TO MUSLIM PRIMARY SCHOOLS IN HYDERABAD AND KHAIRPUR DIVISIONS.

*7587. **Haji Abdul Majid Jatoi** : Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that the yearly grants which are now being given to Muslim Primary Schools in Hyderabad and Khairpur Divisions were sanctioned sometime before Partition ;

(*b*) whether it is a fact that the Headmasters of the said schools have been demanding two-fold increase in their yearly grants in view of the present higher market rates ;

(*c*) whether it is a fact that each of the said school is given a grant of Rs. 150 after every three years for the maintenance, extension, etc., etc., of school building ;

(*d*) whether it is a fact that the Head masters of the said schools have also asked the Government to raise the grant of Rs. 150 mentioned in (*c*) above to Rs. 500 in view of the higher rates of building materials ;

(*e*) whether it is a fact that up to 1950 each of the said schools was paid an additional grant equal to 50 per cent of the original grant for payment of dearness allowance to teachers ;

(*f*) whether it is a fact that the Muslim Primary Schools are not getting teachers on account of low salary paid to them with the result that these schools cannot make any progress ;

(*g*) if answers to (*a*) to (*f*) above be in the affirmative, whether Government intend to increase the yearly grant of the said schools, restore the additional grant for payment of D.A. and raise the grant mentioned in (*c*) above to Rs. 500 ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خاں وٹو) (الف) - جی ہاں - مسلم پرائمری سکولوں جنہیں عام طور پر ملا سکول کہا جاتا ہے کی سالانہ گرانٹیں تقسیم سے قبل مقرر کی گئی نہیں -

(ب) - جی ہاں - مذکورہ سکولوں کے ہیڈ معلم سالانہ گرانٹ میں دوگنے اضافے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں -

(ج) - جی ہاں - ان میں سے ہر ایک سکول کو رکھ رکھاؤ اور توسیع وغیرہ کے لئے ہر پانچ سال بعد مبلغ ۱۵۰ روپیہ گرانٹ ملتی ہے -

(د) - جی ہاں - ان مدارس کے ہیڈ معلمین نے درخواست کی ہے - کہ ۱۵۰ روپے کی گرانٹ جس کا اوپر حصہ (ج) میں ذکر ہے بڑھا کر ۵۰۰ روپیہ کردی جائے -

(ہ) - جی ہاں ۱-۴-۱۹۴۸ ع سے ۳۱-۳-۱۹۵۰ ع تک ان سکولوں کو اصل گرانٹ کے ۵۰ فیصد کے برابر زائد گرانٹ ملتی رہی تھی لیکن ۱-۴-۵۰ سے سابقہ سندھ کی حکومت کے احکامات سے یہ گرانٹ بند کردی گئی تھی -

(و) - جی نہیں - یہ امر واقع نہیں ، ضروری استعداد رکھنے والے گورنمنٹ اساتذہ کو جو ان سکولوں میں کام کرتے ہیں - سرکاری سکیل کے مطابق تنخواہ ملتی ہے - ہیڈ معلمین اس عملہ کو کم تنخواہ دیتے ہوں گے جو انہوں نے مقرر کر رکھا ہے -

(ز) - ان سکولوں کو کبھی مہنگائی الاؤنس کی گرانٹ نہیں ملی اور یہ منشا نہیں ہے کہ ان کی سالانہ گرانٹ اور میعادی گرانٹ بڑھا دی جائے -

---

AMOUNT ALLOCATED FOR IMPLEMENTATION OF DEVELOPMENTAL SCHEMES BY EDUCATION DEPARTMENT.

***7631. Master Khan Gul** : Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) the total amount allocated in the Second Plan for implementation of developmental schemes by Education Department in the Province ;

(*b*) the amount, out of that mentioned in (*a*) above, allocated to each region of the Province ;

(*c*) the amount out of that mentioned in (*b*) above so far spent in each region ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : (*a*) Rs. 49.70 crores divided as under :

Karachi	4.00 crores.
West Pakistan (Excluding Karachi)	45.70 crores.

(*b*) The allocation is divided schemewise for West Pakistan, not region wise. The expenditure on equipment is then distributed among educational regions and that for buildings among P.W.D. regions.

(*c*) In view of 'B' above, the expenditure reports are compiled schemewise, not regionwise. A review showing allocation and expenditure during the years 1960-61 to 1962-63 is placed on the table of the House.

Regionwise details of expenditure are being collected and compiled according to educational regions and shall be tabulated in due course.

MAINTENANCE ALLOWANCE TO THE FAMILY OF LATE RAHAT ZAKHELIA WRITER AND JOURNALIST OF N.-W.F.P.

***7650. Mr. Abdur Raziq Khan** : Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that Mr. Rahat Zakheli of village Zakheli in Peshawar District, a prominent writer and journalist of former N.-W.F.P., died two years leaving behind his widows and minor daughters as destitutes ;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, whether any allowance for the maintenance of the said family has been sanctioned by Government ; if not reasons therefor ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خاں وٹو) (الف) - جی ہاں -

(ب) - یکم جولائی ۱۹۶۳ ء سے اولاً ایک سال کے لئے ۷۵ روپیہ کی منظوری دی گئی ہے -

---

SHIFTING OF OFFICE OF THE INSPECTRESS OF SCHOOLS PESHAWAR DIVISION.

***7653. Mr. Sultan Muhammad Awan** : Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that last year, Government decided to shift the office of the Inspectress of Schools, Peshawar Division, from Peshawar to Abbottadab ;

(*b*) whether it is a fact that the office of the said Inspectress of schools has not, so far been shifted to Abbottabad ;

(*c*) If answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, reasons therefor and whether Government intend to shift the said office to Abbotttabad if so, when ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) ; (*a*) No.

(*b*) Does not arise.

(*c*) There is no proposal to shift the said office.

OPENING OF A HIGH SCHOOL FOR GIRLS IN SWABI

***7675. Mr. Abdur Raziq Khan** : Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that the Director of Education, Peshawar announced about 5 months ago that a High School for Girls will be opened in Swabi during 1964-65;

(*b*) whether it is a fact that it was decided that the Girls High School would be accommodated in the Boarding House of the Boys High School and that the boarders of the Boys High School would be accommodated within the Boys High School premises by constructing additional rooms ;

(*c*) whether it is a fact that the District Council, Mardan, sanctioned an amount of Rs. 18,000 out of Development Funds for constructing additional rooms in the Boys High School and for the repair and cleanliness of the Boarding House proposed to be used as High School for girls ;

(*d*) whether it is also a fact that construction of rooms in the Boys High School has already begun ;

(*e*) If answers to (*a*) to (*d*) above be in the affirmative, whether the Middle School for Girls in Swabi has been raised to the status of a high school and whether the admission in high school class has been started ; if not, the reasons therefor ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خاں وٹو) ۔ (الف) ۔ ڈائرکٹر تعلیم نے اس بنا پر ہائی کلاسوں کے اجرا پر اتفاق کیا تھا کہ پبلک اپنے خرچ پر زائد کمرے تعمیر کرے اور مطلوبہ سٹاف کا خرچ بھی خود برداشت کرے ۔

(ب) ۔ یہ تجویز تحصیل کونسل کی میٹنگ میں ایک ممبر نے پیش کی تھی اور منظور کی گئی تھی ۔

(ج) ۔جی ہاں ۔ ۱۸۰۰۰ روپئے ڈسٹرکٹ کونسل مردان نے گورنمنٹ ہائی سکول میں مزید کمروں کی تعمیر کے لئے منظور کئے ہیں ۔

(د) ۔ جی ہاں ۔

(ز) ۔ جی نہیں ۔ ترقیاتی پروگرام میں محدود تعداد کی بنا پر ۶۵-۱۹۶۴ ء میں اس سکول کا درجہ بڑھانا ممکن نہ ہوگا ۔

CONSTRUCTION OF A BUILDING FOR HIGH SCHOOL IN KHAIRABAD, MARDAN DISTRICT.

***7697. Mr. Abdul Raziq Khan :** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether any funds were sanctioned for the construction of a building for a High School in Khairabad, Mardan District if so, the total amount of funds sanctioned along with the amount spent so far ;

(*b*) whether Government intend to make arrangements for starting technical classes in the said school ;

(*c*) whether it is a fact that Haji Abdul Qadir donated a plot of land free of cost for the building of the said school on the condition that technical education would be imparted in the said school ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : (*a*) Yes. Rs. 1.50 lacs have been sanctioned for the construction of a building for High School, Khairabad during 1963-64. Approximately Rs. 1.00 lacs have been spent so far.

(*b*) Addition of technical courses will be considered with other similar cases during Third Plan Period.

(*c*) No such condition was imposed on the donation of land.

CURTAILING OF APPOINTMENT OF LECTURERS IN WEST PAKISTAN EDUCATION SERVICE, CLASS II UP TO 31ST MAY, 1964

***7684. Babu Muhammad Rafiq:** Will the Minister of Education be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that large number of Lecturers in West Pakistan Education Service Class II were appointed by the Regional Directors during the last three years;

(*b*) whether it is a fact that a number of them were selected by the West Pakistan Public Service Commission for appointments against temporary posts;

(*c*) whether it is a fact that after the section of the above said Lecturers their appointments were notified again by the Regional Directors for unlimited periods;

(*d*) whether it is a fact that some of them are working against permanent vacancies;

(*e*) whether it is a fact that a few months back, the Education Department issued notifications curtailing the appointments of the above said Lecturers up to 31st May, 1964, if so, reasons therefor;

(*f*) whether it is a fact that on account of the said notifications, the Accountant-General, West Pakistan has informed the above said Lecturers that they will not be paid salary with effect from 1st June 1964;

(*g*) whether it is a fact that the said Lecturers are still continuing in service but will be working without any salary;

(*h*) if answers to (*a*) to (*g*) above be in the affirmative, reasons for which their appointments beyond 31st May, 1964 have not been notified and the date by which the said Lectrurers will get their salary of June, 1964?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo):(*a*) Yes.

(*b*) Yes.

(*c*) The West Pakistan Public Service Commission selected the candidates both for appointments against permanent/temporary posts. The appointments of officials selected against temporary post were not notified on temporary basis, while these selected against permanent posts were notified on permanent.

(*d*) Yes.

(*e*) Yes, but there was no question of curtailment of the period of their appointment. In all cases of "temporary appointments" the period of appointment has to be specified. It was considered necessary to extend all temporary appointments upto 31.5.64 to meet a possible objections from the Audit Office. These appointments have now been further extended upto 31.12.64. If necessary they will be allowed to continue beyond that date till either they are themselves selected by the Commission or replaced by selectees of the Commission, whichever is earlier.

(*f*) No such intimation has been received from the Audit Office.

(*g*) As their tenure has been extended upto 31.12.64, they will continue to draw the salaries regularly.

(*h*) the question does not arise.

REPAIR OF BUILDING OF GOVERNMENT PRIMARY SCHOOL BARNALI TEHSIL KHARIAN DISTRICT GUJRAT.

***7685. Mr. Zulfiqar Ali Khan Sial:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that the Building of Government Primary School Barnali Tehsil Kharian District Gujrat is in a very dilapidated condition ;

(*b*) whether it is also a fact that some rooms of the building of the abovesaid school have totally collapsed while others are without windows with the result that the classes are held outside in the scorching heat ;

(*c*) if answer to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, whether Government intend to repair the abovesaid building ;

(*d*) the arrangements Movement intend to make for holding the classes till the repair of the abovesaid building ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo.) : (*a*) Yes.

(*b*) Yes.

(*c*) No. It is the responsibility of the Local Council/people to maintain primary school buildings.

(*d*) The District Primary Education Committee, Gujrat is being asked to take up the issue with the local council/people. Already the Chairman of the local council has promised to get the repairs carried out.

FIXING OF REVISED PAY SCALES OF TEACHERS WORKING IN RAHIMYAR KHAN DISTRICT.

***7687. Khawaja Jamal Muhammad Koraija :** Will the Minister of Education be pleased to state whether the pays of teachers working in Rahimyar Khan District have been fixed in the revised pay-scales and they have also been paid the arrears since December, 1962; if not, the official responsible for the delay in this matter ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : Yes, the pay of the teachers has been fixed in the revised pay-scales and the arrears are expected to be cleared very shortly.

IN ELIGIBILITY OF TEACHER POSSESSING DEGREE OF ALLAMA FROM JAMIA ABBASIA BAHAWALPUR FOR O. T. TRAINING.

***7689. Khawaja Jamal Muhammad Koraija :** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that before Integration the status of Jamia Abbasia ' Bahawalpur was that of a University and the highest degree conferred by the said institution was that of " Allama" ;

(*b*) whether it is a fact that the teachers possessing the degree of 'Allama' from the above said Jamia are not eligible for O.T. Training ; if so, reasons therefor ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) ۔ (الف) ۔ جی نہیں ۔ جامعہ عباسیہ بھاول پور کا درجہ یونیورسٹی کے درجہ کے برابر نہ تھا ۔ جامعہ عباسیہ بھاولپور کا سب سے بڑا ڈپلوما (نہ کہ ڈگری) " علامہ " تھا ۔

(ب) ۔ جی ھاں ۔ یہ درست ھے ۔ کہ ایسے اساتذہ جو جامعہ عباسیہ بھاولپور کا " علامہ " کا ڈپلوما رکھتے ھیں ۔ او ۔ ٹی ۔ کی تربیت حاصل کرنے کے مجاز نہیں ۔ او ۔ ٹی ۔ تربیتی کلاس میں صرف منشی فاضل اور مولوی فاضل داخل کئے جاتے ھیں ۔ تا حال انٹرمیڈیٹ اور سیکنڈری ایجوکیشن بورڈوں نے " علامہ " کا ڈپلوما منشی فاضل یا مولوی فاضل کے برابر تسلیم نہیں کیا ۔ یہی وجہ ھے ۔ کہ " علامہ " کا ڈپلوما رکھنے والے حضرات مذکورہ کلاس میں داخل نہیں کئے جاتے ۔

OPENING OF AN INTERMEDIATE COLLEGE IN KHANPUR.

***7690. Khawaja Jamal Muhammad Koraija :** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Khanpur is a centrally located town in Rahim Yar Khan District and the only educational institution functioning there is a high school which was established before 1947 ;

(*b*) whether it is a fact that the population of the above said town has since increased by forty thousand ;

(*c*) if answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, whether Government intend to open an Intermediate College in the above said town ; if so, when; if not, reasons therefor ?

وزیرتعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) (الف) ۔ جی ھاں ۔

(ب) ۔ ۱۹۶۱ ع کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق خان پور میونسپل کمیٹی کی آبادی اکتیس ھزار چار سو پینسٹھ ھے ۔

(ج) ۔ جی نہیں دوسرے پنج سالہ منصوبہ میں ۲۴ کالجوں کی مقرر شدہ حد پوری ھوچکی ھے ۔ اور کسی ایسی جگہ بھی کالج نہیں کھولے جاسکے ۔ جن کے بہتر حقوق تھے ۔ چنانچہ ایسی تمام تجاویز تیسرے پنج سالہ منصوبے کے لئے ملتوی کرنا پڑی ھیں ۔

CONSTRUCTION OF BUILDING OF PRIMARY SCHOOL IN MALKANI.

***7691. Khawaja Jamal Muhammad Koraija** ; Will the Miniater of Education

be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that the building of the Primary School at Malkani Tehsil Liaqatpur is in a dilapidated condition ;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, whether Government intend to construct a new building for the abovesaid school ?

وزیرتعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) (الف) ۔ جی ہاں ۔

(ب) ۔ جی نہیں ، یہ مقامی نسل کی ذمہ داری ہے ۔

IN ELIGIBILITY OF LECTURERS IN GOVERNMENT COLLEGES EXCEEDING THE AGE OF 35 YEARS FOR RECRUITMENT AGAINST PERMANENT POSTS.

***7724. Nawabzada Iftikhar Ahmad Khan :** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Temporary Lecturers in Government Colleges whose age exceed 35 years become ineligible for recruitment against permanent posts although they were within age limits at the time of their first entry into Government service ;

(*b*) whether it is a fact that in the case of candidates whose services under Government were terminated for want of vacancy, the period of service already rendered by them is for the purpose of the upper age limit, excluded from their age under proviso (*ii*) to rule 7 of W.P.E.S. (Collegiate Branch) (Men's Sections) Rules, 1963 ;

(*c*) if answer to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, reasons for not excluding the period of service rendered by continuing temporary Lecturers from their age for the said purpose ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : (*a*) Yes.

(*b*) Yes.

(*c*) The question of excluding the period of service rendered by the temporary lecturers from the upper age limit is under the active consideration of Government.

GRANTS GIVEN BY EDUCATION DEPARTMENT TO DISTRICT COUNCIL GUJRANWALA.

***7723. Sheikh Muhammad Hussain:** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) the amount of grants given by the Education Department to the District

Council, Gujranwala, during the years 1960-61-1962-63 and 1964 for the primary Middle and High Schools in the District separately ;

(*b*) whether it is a fact that after taking over the Primary Education Government have stopped giving grants for Primary and Middle Schools to District Council Gujranwala;

(*c*) whether it is a fact that despite taking over the Primary Education Government still demand contribution from the District Council Gujranwala towards expenditure on Primary Education if so, the yearwise amount of contributions received from the District Council since the takingover the Primary Education: by Government and the justification thereof?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : (*a*) The amount of grants paid to District Council, Gujranwala are noted below :—

Year	Grant for Vernacular Education i.e. Primary and Vernacular Middle Schools.		Grant for High Schools.	
	Dev.	Non-Dev.	Dev.	Non-Dev.
1960-61	1,80,613	12,27,932	31,230	30,865
1961-62	66,713	18,04,090	26,000	27,635
1962-63	..	..	73,900	42,000
1963-64	..	..	22,700	49,200

(*b*) Yes.

(*c*) Yes. The District Council, Gujranwala contributed Rs. 3,10,66 each year during 1962-63 and 1963-64. Primary Education was taken over from the District Councils and Town Committees of the former Punjab on the condition that they would continue paying their share of expenditure on primary education on the same basis as prior to 1-7-1962.

UPGRADING OF GOVERNMENT INTERMEDIATE COLLEGE GUJRANWALA TO DEGREE STANDARD.

*7729 **Sheikh Muhammad Hussain**: Will the Minister of Education please refer to answer to startred question No. 5927 given on the floor of the House on 11-3-1964 and state whether Government intend to upgrade the Government Intermediate College, Gujranwala, to Degree Standard in the year 1964-65 ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : In view of the answer already given to Assembly Question No. 5927 it is not possible for Government to upgrade the existing Government Intermediate College, Gujranwala to the Degree standard during the year 1964-65.

SETTING UP OF A COMMERCIAL INSTITUTE IN GUJRANWALA CITY

*7730. **Sheikh Muhammad Hussain** : Will the Minister of Education, be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that no Commercial Institute is functioning in the Gujranwala City at present, if so, reasons therefor ;

(*b*) the places, where the Commercial Institutes are working in the Province at present ;

(*c*) whether Government intend to start a Commercial Institute in Gujranwala, if so, when ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) (الف) ۔ جی ہاں ۔ وجہ یہ ہے کہ تمام پاکستان میں گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کی تقسیم جغرافیائی بنیادوں پر کی گئی تھی ۔ گوجرانوالہ اور گجرات کے کمرشل ایریا کے لئے گجرات میں کمرشل انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا ۔ تاہم یہ امید کی جاتی ہے کہ حکومت کی منظوری کے بعد تیسرے پنجسالہ منصوبہ کے پہلے سال میں ایک اور کمرشل انسٹی ٹیوٹ گوجرانوالہ میں قائم کردیا جائے گا ۔

(ب) مقامات جہاں فی الوقت صوبے میں سرکاری ادارہ جات کمرشل ٹریننگ کام کر رہے ہیں :—

۱ — لاهور

۲ - راولپنڈی

۳ - پشاور

۴ - جہلم

۵ - سیالکوٹ

۶ - بہاولپور

۷ - ملتان

۸ - سکھر

۹ - حیدر آباد

۱۰ - کوئٹہ

۱۱ - ڈیرہ اسمعیل خان

مزید برآں حال ہی میں محکمہ ھذا نے دس جدید کمرشل ادارے قائم کئے ہیں جو اس مالی سال کے دوران (ستمبر ۱۹۶۴ سے) کام شروع کر دیں گے - یہ حسب ذیل مقامات پر واقع ہیں -

۱ - منٹگمری

۲ - لائل پور

۳ - لیہ

۴ - گجرات

۵ - دادو

۶ - مردان

۷ - کوہاٹ

۸ - ایبٹ آباد

۹ - میر پور خاص

۱۰ — سرگودھا

(ج)—جی ہاں مالی سال ۱۹۶۵—۶۶ کے دوران میں کسی وقت —

ARREARS OF PAY DUE TO PRIMARY SCHOOL TEACHERS OF NAWABSHAH.

*7857. **Syed Zafar Ali Shah.** Will the Minister of Education be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that a sum of Rs. 45000.00 is due to primary school teachers of Nawabshah since 1953 on account of their arrears of pay ;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, reasons for which the said teachers have not so far been paid the said dues and the time by which action will be taken in this behalf ?

Minister of Education (Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo) : (*a*) A sum of Rs. 84,272, (and not Rs. 45,000) being the dues of the primary school teachers for the last several years has been paid by the District Inspector of Schools, Nawabshah during the current year and thus almost all the cases of arrears have been cleared.

(*b*) The payments were held up due to the negligence of the Office of the District Inspector of Schools, Nawabshah. The Director of Education has been requested to look into the case and fix the responsibility on the individuals who were responsible for this in-ordinate delay. He will soon take action against the defaulters.

PRIVILEGE MOTIONS

NON SUPPLY OF WATER TO RICE CULTIVATORS

Mr. Speaker:—Order Please. There are two privilege motions and elevn adjournment motions. Ther are also leave applications. we will take up the privilege motion first.

The first privilege motion is by Chaudhri Muhammad Ibrahim.

Chaudhuri Muhammad Ibrahim: Sir, I ask for leave to raise a question of breach of privilege of the Assembly that the Minister of Agriculture gave an assurance in connection with an adjournment motiontaken up on the 16th of June 1964 to the effect that rice cultivators of Sialkot District would be supplied with water from the N.R. Link Canal by the 21st June 1964. The same assuranec remains unfulfilled so far.

Mr. Speaker : Does the member want to make a short statement. ?

چودھری محمد ابراھیم - صاحب شارٹ سٹیٹمنٹ اس سلسلہ میں میری طرف سے یہی ہے کہ ایک یقین دھانی کرائی جاتی ہے اور یہ بیحد ضروری معاملہ ہے صاحب صدر۔ وہ rice growing area. ہے - اس قدر Exchange گورنمنٹ کو وھاں سے حاصل ہوتا ہے - پھر یہ لوگوں کی خوراک کا مسئلہ ہے اور اگر مسلسل اب تک پانی نہ دیا گیا تو وہ فصل کب بویا جائیگا کب کاٹا جائیگا - وزیر زراعت کو اپنے اس وعدے کا پاس ہونا چاہئے جو انہوں نے ھاؤس میں ۱۶ تاریخ کو دیا تھا -

وزیر خوراک و زراعت (ملک قادر بخش)- غالباً معزز ممبر کا کچھ حافظہ کام نہیں کر رہا ورنہ عمداً وہ یہ موشن نہیں لاتے - میں ان سے پوچھنا چاھتا ھوں کہ ۱۶ جون کو میری تقریر کے کس حصہ پر وہ انحصار کر رہے ھیں - وہ تو میرے سامنے ہے اور میں نے پڑھی ہے اور اس کے آخری لفظ یہ ھیں -

Water will be given. Subject to the availability of water you will have it.

(*Interruption*)

وہ ایک اور ایڈجرن منٹ موشن آرھی ہے علامہ صاحب کی اس کے ساتھ پڑھ لیں گے اور پھر آپ Privilege claim کرینگے -

Again and again I submitted that Sialkot had no claim over the water which was primarily meant for the Sutlej Valley Project and Islam Headworks and others. Of course, I had promised that subject to the availability water will be supplied on the 21st. But I am sorry that water is not available. I see that Allama Arshad is getting ready to fall on me and hurl an adjournment motion to the effect that I have cut down some water from a certain distributory and allowed to some other.

Sir, there is no breach of privilege, I still maintain that. I have received in formation that there have been rains in the supper approaches of the mountains and we might get more supplies of water. No sooner water is available it will be pleased at the disposal of the people.

Mr. Speaker : I have gone through the record and extracts from proceedings are before me. It was remaked by the Chair that the Minister for Irrigation has already said that he would look into it and try to supply water on the 21st June but the Minister of Food and Agriculture replied, "subject to the availability of water in the river." In view of this statement by the Minister for Food and Agriculture I think there is no breach of privilege. Moreover the Motion has been tabled on the 1st of July whereas the earliest possible opportunity was 22nd of June. The motion has not been moved at the earliest possible oportunity. It is ruled out of order.

خواجہ محمد صفدر ۔ جناب والا میں درخواست کرونگا کہ ویسے سیالکوٹ پر بھی رحم کردیں ۔

Mr. Speaker: Yes, that is a separate matter.

وزیر خوراک و زراعت ۔ خواجہ صاحب میں آپ کو پھر یقین دلاتا ہوں کہ جونہی پانی دستیاب ہوا وہ دیا جائیگا ۔ بہاول پور والے ابھی آ رہے ہیں وہ سنیں گے ۔ وہ بیٹھے ہیں تیار ہو کر اور کشکول اپنے ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں کچھ ۔

He is falling upon me.

خواجہ محمد صفدر ۔ نہیں جناب کچھ تھوڑا سا ہی رحم کر چھوڑیں ۔

وزیر خوراک وزراعت ۔ کچھ کیا تھا ۔

خواجہ محمد صفدر ۔ کچھ نہیں کیا ہے۔میں نے تار بھی دیا تھا اگلے روز آپ کو ۔

وزیر خوراک و زراعت ۔ ہاں تو انتظار کرنا پڑا ۔ادھر سے تاریں آنے لگ گئیں ۔

INTRODUCTION OF FAMILY COURTS BILL

Mr. Speaker : Next motion by Allama Rehmat Ullah Arshad.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب صدر۔ میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں اس مسئلہ پر کہ کل مورخہ ۳۰ جون سن ۶۴ کو محترمہ صاحبزادی محمودہ بیگم ایم پی اے کے مسودہ قانون نمبر ۳ بابت سن ۶۴ عائلی عدالت ہائے مغربی پاکستان پر تقریر کرتے ہوئے محترم وزیر قانون نے فرمایا کہ مولانا کچھ عمر رسیدہ ہیں اس لئے ان کا حافظہ کمزور ہے ۔ جب بیگم صاحبہ نے بل پیش کیا تھا تو اس وقت وعدہ کیا تھا کہ ہم اس بل کو اچھی اور ترین صورت میں لے آئینگے لیکن ہماری محترمہ صاحبزادی محمودہ بیگم نے یہ فرمایا

کہ یہ بل میرے نام پر آجائے۔ اس ہاؤس کے سامنے میں یہ کہتا ہوں اور آگے بھی میں نے کہا ہے کہ اس بل کا Author میں ہوں میں نے ہی یہ بل بیگم صاحبہ کو بنا کر دیا ہے کہ ان کے نام پر یہ آجائے تو جناب وزیر قانون کی اس تصریح سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک ایسا مسودہ قانون جو حکومت کی جانب سے پیش ہونا تھا تو وہ انہیں ایام میں پیش کرنا چاہئے تھا جو سرکاری کارروائی کے لئے مختص ہیں۔ بلکہ یہ ان ایام میں پیش کیا گیا جو غیر سرکاری مسودات قانون کے لئے مختص ہیں۔ جناب وزیر قانون کے اس عمل سے غیر سرکاری مسودات قانون متاثر ہوئے۔ انہوں نے گورنمنٹ کے مسودہ قانون کو غیر سرکاری دن پر زیر بحث لا کر ایوان کے حقوق کو پامال کیا ہے جنہوں نے نہایت اہم مسودات قانون پیش نہیں ہونے دئے اور محترم وزیر قانون کی تقریر کی نقل لف ہذا ہے۔

جناب والا۔ میں مختصر سے واقعات کی طرف آپ کی توجہ پہلے مبذول کراؤنگا کہ پچھلے اجلاس میں یا اس سے پچھلے اجلاس میں محترمہ بیگم صاحبہ شاہنواز نے قاضی کورٹس کے نام پر ایک مسودہ قانون اس ایوان کے اندر پیش کیا تھا۔ اس پر محترم وزیر قانون صاحب نے جیسا کہ فرمایا۔ یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس سے اچھی صورت میں بہتر صورت میں ایک مسودہ قانون اس ہاؤس کے سامنے پیش کرینگے۔ اس بل کو جو محترمہ بیگم صاحبہ نے پیش فرمایا تھا گورنمنٹ کی طرف سے مخالفت ہوئی۔ کچھ ہماری طرف سے بھی ارکان نے مخالفت کی اور وہ ساکت ہوگیا۔ اب یہ بل محترمہ صاحبزادی محمودہ بیگم کے نام سے اس ایوان کے اندر پیش ہو۔ سب سے یہ وہی بہترین حسین اور خوبصورت ترین بل ہے جس کا وعدہ ہمارے محترم وزیر قانون نے کیا تھا وہ اس مسودہ قانون کو اس ایوان کے اندر لے آئینگے۔ سب سے پہلے مجھے عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ سب سے پہلے انہوں نے صاحبزادی محمودہ بیگم کے ساتھ زیادتی فرمائی یہ اعلان کرکے کہ اس بل کے مصنف وہ ہیں انہوں نے بنایا ہے اور صرف اس پر لیبل چسپاں کر دیا ہے صاحبزادی محمودہ بیگم کا۔ دوسری

انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

اب اس تقریر کے بعد اس تصریح کے بعد جو c edit نسوانی دنیا میں محترمہ صاحبزادی محمودہ بیگم کو جانا چاہئے تھا ان کو hero بننا چاہئے تھا وہ بھی اس credit سے محروم ہوگئیں اب اگر اس قانون کا کوئی credit ہے تو میمن صاحب کا او اگر کوئی discredit ہے تو وہ بھی میمن صاحب کا۔

مسٹر سپیکر - علامہ صاحب ان کو اس سے شکایت نہیں ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - مجھے شکایت ہے۔ ہمارے محترم وزیر قانون کے اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیں -

"اس بل کو ایک اچھی اور بہترین صورت میں ہم لے آئینگے لیکن ہماری بیگم صاحبہ محمودہ نے یہ فرمایا کہ یہ بل میرے نام پر آجائے۔ اسی ہاؤس کے سامنے میں یہ کہتا ہوں اور آگے بھی میں نے کہا ہے کہ اس بل کے بنانے کا آتھر میں ہوں۔ میں نے یہ بل بنایا ہے اور بیگم صاحبہ کو دیا کہ ان کے نام پر یہ آجائے"

اس الفاظ کے پورے نقشے کے اندر آپ دیکھیں کہ صاحبزادی محمودہ بیگم کا نام صرف اتنا آتا ہے کہ انہوں نے بنایا ہے اور ان کے نام پر آیا ہے۔ کیونکہ مجھے مختصراً تقریر کرنی ہے اس لئے میں جناب کی توجہ رول نمبر ۲۰—۲۱ کی طرف مبذول کراؤنگا۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ پانچ دن کے بعد ایک دن پرائیوٹ ممبر کو دیا جائے گا جس میں بل لائینگے۔ مسودہ قانون لائینگے۔ ریزولیوشن زیر غور آئینگے۔ جناب والا آپ کو معلوم ہے کہ ۳۰ مئی سے لیکر ۲۹ جون تک تقریباً ایک ماہ پورا سرکاری کام اس ہاؤس کے اندر ہوتا رہا ہے اور غیر سرکاری مسودہ قانون کے لئے اور غیر سرکاری قرار دادوں کے لئے یہ دن ہمارے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اس میں ہم اپنی قرار دادیں۔ تجاویز اور مسودہ قانون پیش کریں۔ اگر حکومت نے کوئی بل لانا تھا حکومت کے محترم وزیر قانون پر جو قانون سازی کے سلسلے میں سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ان کو چاہئے تھا جو دن سرکاری کارروائی کے لئے مخصوص تھا اس کے اندر یہ بل اس ہاؤس میں لے آتے اور اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرتے۔ اب یہ بیک ڈور سے ایک پرائیوٹ ممبر کے نام پر بل لے آئے ہیں۔ اس کی بحث پر وقت صرف ہوا اور وقت بھی خاصا صرف ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غیر سرکاری ممبر ان کے بل۔ مسودہ قانون متاثر ہوئے۔ وزیر قانون صاحب اس وقت صرف ۱۰ منٹ باقی تھے۔ وہ اس قدر اہم اور بڑا ہی فیصلہ کن بل تھا۔ جس کے لئے ۱۰ منٹ باقی رہتے تھے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب آپنے از راہ مہربانی پانچ دس منٹ ہاؤس کا وقت بڑھا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا ہمیں وزیر قانون صاحب کی وہ ترمیم قبول کرنی پڑی جس کے اندر انہوں نے فرمایا تھا کہ اس مسودہ قانون کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد دوبارہ کر دیا جائے۔ اس لئے جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سارے ایوان کی بریچ آف پرولیج کی ہے۔

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon) : My submission Sir is that this privilege motion is entirely misconceived. Probably it is the result and the after effect of a defeat which this side suffered yesterday on this bill in spite of the vehement speech of the mover of this motion and other members on this side. Probably they are not yet in a mood to forget this. They should have really taken it in the spirit of a gentleman, a member, who should take it and treat his sisters as one who have a claim over them, over us and over evreyone of us, but it appears they are not. Assuming for the sake of argument all that has been said by the mover of this motion is correct, I fail to see how is it a breach of the privilege either of the member of of this House. I am not bound to bring in a Government measure before this House. I may think of it; I may say that I propose to bring in a measure but ultimately I change my mind. I am not in his pay. I don't take instructions from the member not to prepare or not to assist or not to yet or not to correct any draft of any member of this House, who brings it to me for correction and pass it on to him or her and the same is produced before this House as a measure which this House considers. The last part of this privilege motion is definitely incorrect. Every little item on the Orders of the Day yesterday was fully debated and the last motion in connection with the Official language Bill was actually moved by me and agreed to by the Leader of the Opposition, and it was carried that it may be referred to the same Select Committee from which it had come. So the agenda was finished and not a single item remained behind which could be discussed but was not discussed on account of this bill having been taken up and discussed by this House. My respectful submission is that no breach of privilege is involved. The lady member brought this bill before me at a time when I was not a Minister. It was a rough draft, which required radical changes. It was improved upon and passed on to the lady member to be produced before this House, which should stand in her name. If Allama Sahib were to come to me even hereafter, I will be prepared to assist him or any other member of this House in preparing a bill and bringing it before this House as a private members bill.

I, therefore, very respectfully submit that it does not involve any breach and the motion should be ruled out of order.

علامه رحمت الله ارشد - جناب والا۔ ایک منٹ کے لئے بولنے کی اجازت دے دیں -

Mr. Speaker : There is no right of reply, but the member may speak.

علامه رحمت الله ارشد - جناب والا۔ آج جو موقف وزیر قانون صاحب نے اختیار کیا ہے اگر یہ موقف کل اختیار فرماتے مجھے شاید یہ بریچ آف پرولیج کی موشن آپ کی خدمت میں پیش نہ کرنی پڑتی - یہ بات بھی دوسری ہے کہ میں مسودہ قانون تیار کرتا ہوں - لکھتا ہوں - سیکرٹری اسمبلی کی خدمت میں پیش کرتا ہوں - خواجہ صفدر صاحب سے

اجازت مانگتا ہوں۔ میں صاحب سے تصحیح کرتا ہوں۔ آپ الفاظ پر غور کیجئے وہ اس بل کا مولف اپنے آپ کو نہیں کہتے ہیں وہ مصنف کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس بل کا آنھر ہی میں ہوں مجھے ان کی اس بات پر پرولیج موشن لانی پڑی۔

مسٹر سپیکر۔ کل کے بیان کے بعد اور آج کے بیان کے بعد آپ اس کو پریس کرتے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ میں جناب اس موشن کو پریس کرتا ہوں۔ یہ ان کا کہنا ناواجب ہے کہ در آئم جو کل کے ایجنڈے پر تھی وہ زیر بحث لائی گئی۔ اردو بل پر بحث قطعی طور پر تشنہ تکمیل رہی اور پانچ منٹ کے وقت کا اضافہ کرنا بھی وہ منظور نہیں کرتے تھے۔

مسٹر سپیکر۔ علامہ صاحب ان کی کل کی جو سٹیٹمنٹ تھی اور اس کے بعد آج کی جو سٹیٹمنٹ ہے اس میں پوزیشن مختلف ہے۔ انہوں نے پوزیشن واضح کر دی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ انہوں نے پوزیشن واضح نہیں کی ہے یہ ایک متضاد پوزیشن ہے یہ ان کی وضاحت نہیں ہے۔ انہوں نے اپنا سٹینڈ بدل لیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ صاحبزادی محمودہ بیگم نے اس بل کا نوٹس دیا تھا اور بحیثیت پرائیوٹ ممبر کے اس کا نوٹس وصول ہوا تھا۔ پرائیوٹ دن میں یہ شامل ایجنڈا کیا گیا۔ اس کے بعد لا منسٹر صاحب کا یہ کہنا کہ وہ اس کے مصنف ہیں اس سے اگر وجہ شکایت پیدا ہو سکتی ہے تو محمودہ بیگم کو ہو سکتی ہے۔ اگر کسی استحقاق کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں انہوں نے کوئی موشن اس کے متعلق نہیں دیا جہاں تک ایوان کے استحقاق کی خلاف ورزی کا تعلق ہے دو دن پرائیوٹ ممبر کے لئے مختص کیا گیا: : : :

سید احمد سعید کرمانی۔ وہ ایوان سے باہر ہیں۔

مسٹر سپیکر - she is not out of it جہاں تک ایوان کے استحقاق کی خلاف ورزی کا تعلق ہے اس کے لئے دو دن پرائیوٹ ممبر کے لئے مختص کئے گئے۔ دو دن میں تمام بلز پر ڈیبیٹ ہوئی اور ڈیبیٹ ہونے کے بعد تمام order of the day پر غور کیا گیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کے کسی استحقاق کی خلاف ورزی نہیں ہوئی اور out of order قرار دی جاتی ہے

ADJOURNMENT MOTIONS.

RESENTMENT CAUSED TO PUBLIC BY BARRIERS AT BAWATA AND TAKHIMEN.

Mr. Speaker : The first one is from Babu Mohd. Rafiq and, I think, it is not pressed.

Babu Muhammad Rafiq : It is pressed.

جناب میں moveتو کر چکا ہوں ۔ اب میمن صاحب جواب دیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ معزز ممبر سے میری یہ درخواست ہے کہ جواب میرے پاس موجود ہے ممکن ہے ان کو یہ پسند نہ آئے ۔ اس لئے میں ان کو مشورہ دونگا کہ وہ اپنیmotionکو Press نہ کریں ۔

خواجہ محمد صفدر۔ جناب والا ۔ جناب وزیر ایک فاضل ممبر کو دھمکی دے رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : This is not a threat and, moreover, that will be known to the House.

Minister of Law : I am making this statement that I am going to make an earnest request to the Member not to press this motion. He can go with me today and I hope I will be able to satisfy him and come up to his expectations as much as possible.

Khawaja Muhammad Safdar: Is it a personal affairs or does it concern the House? We demand that that information should be given on the floor of the House.

Mr. Speaker : It is up to Babu Mohd. Rafiq to press it or not. If he presses the morion then the Minister shall have go give the information on the floor of the House.

بابو محمد رفیق ۔ جناب والا ۔ کیا میمن صاحب جواب پڑھنا بھی نہیں چاہتے؟

Minister of Law : Alright. Sir, the motion may be ruled out of order on the ground.....

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : What is the motion ?

Mr. Speaker : The motion has already been moved and, perhaps, the member was not present in the House at that time.

Babu Mohd. Rafiq : I do not press the motion.

Mr. Speaker : The motion is not pressed.

INCIDENCE OF SMALL-POX IN LYALLPUR DISTRICT.

Mr. Speaker : Next motion is by Mr. Hamza and that has already been moved.

وزیر صحت - (بیگم محمودہ سلیم خان) جناب والا - آج کے Pakistan times میں یہ contradiction چھپی ہے - مجھے بڑا افسوس ہوا کہ بھائی حمزہ صاحب جیسے ذمہ وار شخص نے ایسی غیر ذمہ وارانہ بات کی ہے -

سردار عنایت الرحمن خان عباسی - جناب والا - کیا حمزہ صاحب بھی XXX*

Mr. Speaker : The remarks made by Mr. Abbassi are expunged and there should be no personal remarks.

وزیر صحت - جناب والا - اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ ان کو بالکل غلط خبر ملی ہے - D.H.O. وہاں خود گئے ہیں - انہوں نے تمام حالات کو خود دیکھکر جو اطلاع دی ہے - اس کے مطابق وہ کہتے ہیں کہ وہاں چیچک کا کوئی حادثہ نہیں ہوا اور کوئی موت واقع نہیں ہوئی - چہ جائیکہ انہوں نے ۲۵ کی تعداد بتائی ہے - میں چک نمبر ۷۷ - آر - بی - کے متعلق آپ کو پڑھکر سناتی ہوں -

"The Assistant Director, Health Services, rushed from Multan to investigate and he has informed us telephonically that no death has occurred in this area due to small-pox."

جناب والا - وہاں کے جو چوکیدار نمبر دار اور چیرمین یونین کونسل ہیں - ان سے معلوم کرنے اور پھر ان کے رجسٹر دیکھکر ہمیں یہ اطلاع موصول ہوئی ہے اس لئے میں حیران ہوں کہ یہ اتنی بے بنیاد خبر کہاں سے لائے -

خواجہ محمد صفدر - ظاہر ہے کہ اخبار سے لی ہے -

وزیر صحت - جناب - اخبار میں بالکل غلط خبر چھپی ہے - میں اپنے بھائی سے التماس کرونگی کہ اس قسم کی خبروں پر یقین کرنے اور ایوان کا وقت ضائع کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ وہ محکمے سے یا ہم سے verify کر لیا کریں -

مسٹر سپیکر - بیگم صاحبہ - کیا یہ بہتر نہیں کہ اس کی محکمہ کی طرف سے تردید شائع ہو جایا کرے - کہ یہ خبر غلط شائع ہوگئی ہے -

وزیر صحت - جناب محکمہ نے اس خبر کی تردید کر دی ہے -

*Expunged by the Order of Mr. Speaker.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ پاکستان ٹائمز میں یہ خبر بالکل غلط شائع ہوئی ہے ۔ کیا میں آپ کی وساطت سے ان سے دریافت کر سکتا ہوں کہ اس اخبار کے خلاف بھی وہی اقدام کیا جائے گا ۔ جو کوہستان کے خلاف کیا گیا تھا ۔ یعنی اسے دو ماہ کے لئے بند کیا جائیگا ۔

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے امید ہے کہ جناب بیگم صاحبہ کو اس چیز کا علم ہوگا کہ پاکستان ٹائمز ایک نیم سرکاری اخبار ہے ۔

دوم ۔ اس اخبار میں پہلے ہی یہ واضح طور پر بتایا گیا تھا کہ چیچک کی ان وارداتوں کا اندراج یونین کونسل کے رجسٹروں میں صحیح طور پر نہیں کیا گیا ۔ مجھے ذاتی طور پر آج صبح وہاں سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ۔ ان کی بنا پر ان کی خدمت میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ محکمہ والے بجائے اس کے کہ وہاں جا کر کوئی احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ۔ انہوں نے وہاں کے چیرمین یونین کونسل کے ساتھ مل کر اس معاملے کو دبانے کی کوشش کی ہے ۔ اس چیرمین یونین کونسل کے خلاف Anti corruption والے انکوائری کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حمزہ صاحب ۔ اگر آپ یہ ثابت کر دیں ۔ کہ اس مرض سے ۲۵ جانیں ضائع ہوئی ہیں ۔ تو

The member's motion will be admitted.

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ عرض یہ ہے کہ کھرڑیانوالہ میں یہ کیمپ بنایا گیا ۔ جہاں کل بھی آٹھ یا نو بچے داخل کئے گئے ۔ چک نمبر ۷۷ میں ایک دن سات اور دوسرے دن تین اموات ہوئیں ۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اموات چیچک سے ہوئی ہیں ۔ اب جناب وزیر صحت صاحبہ ہمیں بتائیں کہ اس چک میں ایک ہی دن میں اتنی اموات اور کس مرض سے ہوئیں ۔

مسٹر حمزہ ۔ بیگم صاحبہ کیا واقعی وہاں کوئی اموات نہیں ہوئیں ؟

وزیر صحت ۔ بالکل نہیں جناب ۔ البتہ cases وہاں Typhoid کے ہوئے ہیں ۔ جیسا کہ عرض کیا ہے ۔ وہاں ہم نے ۲۵ بستروں کا ایک الگ Isolation camp بنا دیا ہے جو Typhoid کے مریضوں کے لئے ہے ۔ چیچک کا تو وہاں نام و نشان تک نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ صرف دو cases کی بنا پر آپ نے وہاں ایک camp قائم کر دیا ہے ۔

وزیر صحت - جی ہاں - چیچک کا تو وہاں نام و نشان نہیں - صرف دو cases Typhoid کے ہوئے تھے - اور باقی سات casesبھی Typhoid کے داخل ہوئے ہیں - چیچک سے تو کوئی موت نہیں ہوئی - اگر ایک گاؤں میں ۲۵ اموات ہوں - تو یہ تو بہت بڑی بات ہوتی ہے - کوئی چھپی ہوئی بات تو ہو نہیں سکتی میں حیران ہوں - کہ اتنی بڑی بے بنیاد خبر کیسے نکلی ہے -

جناب سپیکر - عرض یہ ہے کیا Typhoid کے لئے علیحدہ کیمپ بنانے کی ضرورت ہوتی ہے یہ میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں - کیا Typhoid بھی Contagious Disease ہے ؟ کیا وہ تیار ہیں کہ اس ہاؤس کے دو ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو وہاں جا کر تمام معاملے کی تحقیقات کرے -

وزیرصحت - جناب والا—Typhoid بالکل Infections Disease ہے - اور اس کے لئے بھی Isolation Camp بنایا جاتا ہے -

Mr. Speaker : In view of the information furnished by the Health Minister, there is no authentic proof in support of the adjournment motion moved by Mr. Hamza. The motion is, therefore, ruled out of order.

PRICE OF ICE

Syed Ahmed Saeed Kirmani : I ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a definite matter of recent and urgent public importance, namely, the failure of the Government to keep the price of ice in Lahore within reasonable limits so as to enable the citizens of Lahore to have some relief during these days of sultering heat.

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon) : The motion is opposed. The members of this House know that there is no control on ice and the Government is very much averse and allergic in enforcing control on any commodity as far as possibly the Government can afford. This shortage of ice and high price is due to the fact that the yearly 'mela' of Hazrat Data Ganj Bakhsh is on, where people have gathered in lakhs, and more and more ice has been in demand in the city of Lahore which the factories are not able to produce or supply.

We expect that this shortage will disappear as soon as this fair is over. On the part of the Deputy Commission er and this Government, the action has been taken and the ice dealers have been called by the Deputy Commissioner and they have entered into a gentlemen's agreement that they would see that the prices do not rise higher and the ice is sold at a reasonable price. In view of these facts, there is absolutely no lapse on the part of the Government and the motion may be ruled out of order.

سید احمد سعید کرمانی- یہ تو Technical grounds کی کوئی بات نہیں کی - صرف یہ بتایا گیا ہے کہ داتا گنج بخش کے عرس پر جو زائرین آئے ہیں ان کی وجہ سے برف کی قیمت بڑھ گئی ہے - یہ عرس تہ پرسوں شروع ہوا ہے اور برف کی تکلیف تو ایک مہینہ سے ہے خدا جانے یہ دلیل وہ کہاں سے لے آئے ہیں - حکومت کو شروع گرمیوں میں ہی اسے contemplate کرنا چاہئے تھا - وہ لاہور کے شہروں کی ان تکالیف کو رفع کرتی - ان کے حال پر رحم کھاتی - اور دل جلوں کی دل جوئی کرکے سامان راحت پیدا کرتی - اب محرم کے دنوں میں بھی عوام کو ٹھنڈے پانی سے محروم کیا جا رہا ہے -

مسٹر سپیکر - کیا آپ اس تحریک کو Press کرتے ہیں -

سید احمد سعید کرمانی - جی نہیں -

Mr. Speaker : They have taken some action. They have promised.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : Then I do not press it.

Mr. Speaker : The motion is not pressed.

DEATH OF ABDUL GHAFOOR DUE TO POLICE HIGH- HANDEDNESS

Mr. Speaker : Next Motion is from Amir Habibullah Khan Saadi.

امیر حبیب اللہ خاں سعدی - میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ سے متعلق اس واضح اور قریب الوقوع مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے صوبائی مجلس کی کارروائی اب ملتوی کردی جائے کہ صوبائی حکومت افسوس ناک طور پر کمزور اور بے آسرا شہریوں کو پولیس کے جبرو تشدد سے محفوظ رکھنے میں قاصر رہی ہے جیسا کہ ساہی وال ضلع سرگودھا میں مقامی تھانیدار کے تشدد سے ایک نوجوان عبدالغفور کی موت کی خبر سے ثابت ہوتا ہے جس سے قصبہ مذکور میں مکمل ہڑتال ہوئی - یہ خبر ۳۰ جون ۱۹۶۴ء کے روز نامہ نوائے وقت میں شائع ہوئی ہے - جس سے عوامی اضطراب کا پتہ چلتا ہے -

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammed Varyal (Memon) : Sir, I have not got a copy of it . I request that it may be taken up tomorrow.

Mr. Speaker : Yes. It will be taken up tomorrow.

COLLAPSE OF HOUSES IN LYALLPUR MUNICIPAL AREA

امیر حبیب اللہ خان سعدی - میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ سے متعلق اس واضح اور قریب الوقوع مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے صوبائی

مجلس کی کارروائی ملتوی کر دی جائے کہ صوبائی حکومت افسوس ناک طور پر میونسپل کمیٹی لائلپور کو اپنے انتہائی ضروری فرض کی سر انجام دہی پر مجبور کرنے میں ناکام رہی ہے جیسا کہ اخبار روز نامہ ''ملت،، لائلپور موصولہ ۳۰ جون ۶۴ کی خبر متعلقہ کچی آبادی فیکٹری ایریا سے انکشاف ہوا ہے کہ اس آبادی کے ایک سو سائٹھ مکانات گندہ پانی جمع ہونے کے باعث گر چکے ہیں ۔ اور مزید مکانات گرنے کا خدشہ ہے ۔

Mr. Speaker : How is it a matter of recent occurrence.

امیر حبیب اللہ خان سعدی - ۳۰ جون ۶۴ کو مجھے اس کی اطلاع ملی ہے اور ۱-۷-۶۴ کو میں نے یہ تحریک پیش کر دی ۔

مسٹر سپیکر - یہ شکایت کب سے چل رہی ہے ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی - وہاں گندہ پانی نکلنے کا کوئی انتظام نہیں غالباً انجن یا پائپ خراب ہوگیا ہے ۔ حکومت نے افسران کو متوجہ نہیں کیا کہ اس کا انتظام کیا جائے۔

مسٹر سپیکر - آپ حکومت کی کس کوتاہی کی نشان دہی کرتے ہیں ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی - اس جرم میں کہ وہاں ۱۶۰ مکانات تباہ ہوگئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - اس میں حکومت کے کونسے ایکشن یا آرڈر کا دخل ہے ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی - میونسپل کمیٹی لائلپور وہاں کے ڈپٹی کمشنر کے ماتحت ہے ۔ اس کا فوری انتظام کیا جانا چاہئے تھا ۔ تاکہ پانی کا نکاس ہوتا ۔ اور غریب لوگوں کے مکانات نہ گرتے ۔ یہ سب حکومت کی لاپروا ہی کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ میونسپل کمیٹی ڈپٹی کمشنر کے ماتحت ہے ۔

مسٹر سپیکر - اس تحریک التوا میں سعدی صاحب نے میونسپل کمیٹی لائلپور کے متعلق تحریک کی ہے کہ وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کی ہے اور صوبائی حکومت اسے فرض کی انجام دہی پر مجبور کرنے میں ناکام رہی ہے ۔ چونکہ اس میں صوبائی حکومت کا کوئی فعل یا حکم ایسا نہیں جس کی وجہ سے تحریک التوا کو زیر بحث لائے جانے کی تحریک کی گئی ہے ۔ اس لئے یہ تحریک آؤٹ آف آرڈر ہے۔

FAILURE OF GOVERNMENT TO SUPPLY DRINKING WATER TO THE PUBLIC OF MUSA KHEL

امیر حبیب اللہ خان سعدی - میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ سے متعلق اس واضح اور قریب الوقوع مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے صوبائی

مجلس کی کارروائی اب ملتوی کر دی جائے۔ کہ صوبائی حکومت علاقہ موسی خیل ضلع میانوالی کے باشندگان کی اکثریت کے مطالبہ کے باوجود ان کی آب نوشی کی ضروریات کے مطابق تجویز کردہ مقام پر نہ صرف ٹیوب ویل نصب کرنے میں افسوس ناک طور پر ناکام رہی ہے بلکہ آب نوشی کی بنیادی ضرورت کو ضلعی حاکم نے سیاسی نوازش کا موضوع بنا کر عوام کی تکالیف میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ جس سے اس علاقہ کے عوام میں ہیجان و اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔

Parliamentary Secretary (Sardar Muhammad Ashraf Khan) ; Sir, the facts are denied. Facts are that Musakhel has a population of about 7,000 persons. There is one tubewell already working at present which was installed about 15 years back.

یہ ٹیوب ویل تقریباً ۱۵۰۰ سو گیلن فی گھنٹہ پانی کا ڈسچارج دیتا ہے اور ایک دن میں چودہ گھنٹہ کام کرتا ہے۔ اس ٹیوب ویل کے پانی کے نکاس کے ناکافی ہونے کی وجہ سے وہاں کی ٹاؤن کمیٹی نے ایک مزید ٹیوب ویل لگانے کی درخواست کی تھی۔ جس کو سینٹری بورڈ نے ۱۶-۴-۶۴ کو approve کیا اس کی لاگت کا تخمینہ ایک لاکھ آٹھ ہزار سات سو روپیہ تھا۔ اس میں ۵۰ فیصدی سینٹری بورڈ نے grant-in-aid منظور کی۔ جو رقم ۵۴۳۵۰ بنی تھی۔ اس کے لئے شرط یہ تھی کہ نصف رقم ٹاؤن کمیٹی از خود مہیا کریگی لیکن ٹاؤن کمیٹی چونکہ رقم مہیا نہ کر سکی۔ لہذا سینٹری بورڈ نے ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل کونسل کی طرف رجوع کیا۔ اس اثنا میں اس رقم کو revise کرکے ۸۲۷۰۰ روپیہ کر دیا گیا۔ کیونکہ الیکٹرک جینریٹر جو مہیا کیا جانا مقصود تھا اس کو غیر ضروری سمجھ کر بیچ میں سے نکال دیا گیا۔ ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل کونسل نے یہ رقم اگست ۱۹۶۳ میں محکمہ صحت کو مہیا کی۔ اس دوران میں ٹیوب ویل نصب کرنے کے لئے site select کی گئی۔ لیکن وہاں کی دو پارٹیز کے درمیان تصادم ہوا اور ڈپٹی کمشنر نے اس کا آخری فیصلہ ۱۰-۳-۶۴ کو کیا۔

اس کے بعد تین دفعہ ٹینڈرز بلائے گئے۔ ۱۸-۴-۶۴ اور ۲۸-۴-۶۴ کو طلب کئے گئے۔ سب سے آخری ٹینڈر ۱۰-۵-۶۴ کو طلب کیا گیا۔ لیکن تاحال وہاں کوئی ٹھیکیدار ٹینڈر دینے نہ آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ علاقہ موسی خیل دور دراز کا علاقہ ہے۔ وہاں کوئی ٹھیکیدار جانا پسند نہیں کرتا اس کے بعد اس کام کو محکمہ صحت نے از خود کرنے کی ذمہ داری لی اور چونکہ اس وقت ہمیں بورنگ مہیا نہیں ہوا اس لئے تاحال وہاں نہیں بھیجا گیا لیکن امید ہے کہ جولائی کے آخر تک یا اگست کے شروع میں بورنگ وہاں بھیج دیا جائے گا۔ اور جتنی جلدی ہو سکا ٹیوب ویل مکمل کر دیا جائیگا۔

میں ایک اور چیز واضح کردینا چاہتا ہوں جیسا کہ سعدی صاحب نے فرمایا ہے کہ سیاسی مفادات کے پیش نظر اس میں تاخیر کی گئی ہے اس کے متعلق میں گذارش کرونگا کہ سینیٹری بورڈ کی پالیسی یہ ہوتی ہے کہ $\frac{1}{3}$ حصہ سینیٹری بورڈ Aid دیتا ہے اور $\frac{1}{3}$ حصہ لوکل میونسپلٹی کو Loan دیا جاتا ہے اور $\frac{1}{3}$ حصہ از خود لوکل میونسپل کمیٹی Provide کرتی ہے لیکن آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ اس میں بجائے ۳۳ پرسنٹ کے ۵۰ پرسنٹ سینیٹری بورڈ نے دیا ہے اس لئے جو کچھ سعدی صاحب نے فرمایا ہے

This is totally incorrect and baseless.

امیر حبیب اللہ خان سعدی - صاحب صدر - میں آپ کے توسط سے تحریک کے اس مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ضلعی حکام نے سیاسی . . . . . .

مسٹر سپیکر - سعدی صاحب آپ کے سٹیٹ منٹ سے مطمئن نہیں ہیں -

امیر حبیب اللہ خان سعدی - صاحب صدر - یہاں جو تاخیر ہوئی ہے وہ اس معاملہ میں ہوئی ہے کہ برسراقتدار پارٹی کا ایک نمائندہ عبدالکریم ہے وہ اس کا محل و قوع تبدیل کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنی جگہ ٹیوب ویل لگانا چاہتا ہے تو یہاں مستورات اور دوسرے لوگ نہیں جا سکتے -

مسٹر سپیکر - لیکن سعدی صاحب انہوں نے فرمایا ہے کہ گذشتہ میں یہ ٹیوب ویل جہاں لگا تھا اس کے سلسلے میں جو کچھ ممکن ہو سکا ہے وہ کیا گیا ہے اور آئندہ بھی کیا جائیگا -

امیر حبیب اللہ خان سعدی - صاحب صدر - جو جگہ پہلے سے مقرر ہے اسی جگہ پر لگا دیں تو لوگوں کا اعتراض ختم ہو جائیگا -

وزیر صحت (بیگم محمودہ سلیم خان) - ڈی - سی نے فریقین کو بلا کر طے کر دیا ہے کہ ایک نئی جگہ پر لگا دیا جائے -

Mr. Speaker : Does the member still press the Motion ?

Amir Habibullah Khan Saadi : No, Sir.

Mr. Speaker : The motion is not pressed.

Next Motion is from Sardar Inayatur Rehman Khan Abbasi.

STOPPAGE OF SUPPLY OF ATTA BY MILLS TO PEOPLE OF LORA, NARAH, BAGHOT ETC.

سردار عنایت الرحمن خان عباسی - میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرونگا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک واضح اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے اب اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے جس کی اطلاع آج قریب آٹھ بجکر پندرہ منٹ پر صبح مجھے بذریعہ ٹیلیفون ہوئی کہ علاقہ لورہ۔ نارہ۔ بگوٹ۔ بوئی۔ ہزارہ جس کی آبادی تین لاکھ افراد پر مشتمل ہے قمر مل۔ پنڈی مل۔ کشمیر مل۔ راولپنڈی نے محکمہ فوڈ کے انتظام اور احکام کے خلاف آٹا مہیا کرنا بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے شدید قحط کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔

گذشتہ اجلاس میں محکمہ خوراک سے اس علاقہ میں قحط سالی تسلیم کرتے ہوئے وہاں کے علاقہ میں ڈپو ہولڈر مقرر کئے تھے لیکن انہیں باقاعدہ آٹا نہیں ملتا رہا اور اب تو بند کرلیا گیا ہے۔

وزیر خوراک (ملک قادر بخش) - جناب جو انفارمیشن عباسی صاحب کو ملی ہے وہ غلط ہے ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ۲۰ - جون تک

Sometimes they have not been lifting the atta because in the market the price has gone low.

میرے پاس پہلے کی بھی فیگرز ہیں لیکن میں ہاؤس کا وقت نہیں لینا چاہتا I give an assurance to my friend. کہ جو آٹا آپ نے گذشتہ سال کھایا تھا وہ پہونچا دیا گیا تھا اور اب بھی یقین دلاتا ہوں کہ جتنی آٹے کی کمی ہوگی وہ پوری کی جائے گی۔

سردار عنایت الرحمن خان عباسی - میں جناب وزیر خوراک کا شکریہ ادا کر چکا ہوں اور اگر اس کی تفصیل بیان کرونگا تو ایک گھنٹہ لگ جائیگا۔

سید احمد سعید کرمانی - آپ کا شکریہ بے اثر ہے۔

سردار عنایت الرحمن خان عباسی - میں یہ اطلاع فراہم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے محکمہ نے ۳۰ سو من فی ہفتہ اس علاقہ کو آٹا دینا منظور کیا ہے اور جو ملتا رہا ہے تو ہم نے کچھ نہیں کھایا اور یہ جو نارہ اور لورہ کو آٹا دیا ہے تو یہ ۱۰ ہزار پاپولیشن کا بھی علاقہ نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ گذارش کرونگا کہ جو arrangement کیا گیا ہے وہ یہ دیکھیں کہ مل والے اس کی پابندی کر رہے ہیں اگر اس کی پابندی کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں کر رہے ہیں تو انہیں پابند کیا جائے۔

Minister of Agriculture : My information is that there has not been a refusal in a single case. No dealer who wanted to carry or lift the atta has been refused. There has been no refusal whatsoever on the part of the Mills. I assure my friends that there will be no refusal even in future.

Mr. Speaker : Does the member want to press his motion ?

Sardar Inayatur Rehman Khan Abbasi : I don't press it but I challenge the statement.

Mr. Speaker : The motion is not pressed.

NON-AVAILABILITY OF DRINKING WATER DUE TO CLOSURE OF DESERT BRANCH, YAZMAN

علامہ رحمت اللہ ارشد - میں تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرونگا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک واضح اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے اب اسمبلی کی کار روائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ کہ ڈیزرٹ برانچ علاقہ یزمان میں پانی یکسر بند ہے اور اس علاقہ کے لاکھوں عوام پینے کے پانی سے محروم ہوگئے ہیں - اس وقت علاقہ کے لوگ بیحد پریشان اور مضطرب ہیں -

Minister of Agriculture (Malik Qadir Bakhsh) : The information of my friend is not cent percent correct. In the Desert Branch the supply has of course been reduced but not closed as has been mentioned in the adjournment motion.

The actual position (for the information of the whole House and particularly my friend) is, that against our requirement of some thirty-two thousand cusecs discharge the supply of water available in the river is much below the required figure. Even today the discharge available at Sutlej Valley Project Canal is nearly twenty thousand cusecs. with the result that the canals off-taking from Ferozepur, Sulemanki and Islam Headworks have essentially to be run on rotational basis, and of course it is less than the authorized discharge.

So far as the Desert Branch is concerned, it takes off from Bahawal canal whose authorised full supply discharge at head is 5,400 cusecs. Against this authorised discharge Bahawal canal is running at 4,100 cusecs. This means that there is nearly a shortage of nearly 1,300 cusecs. The Desert Branch was reduced with effect from the 26th of June, to a discharge of six hundred cusecs. Previous to that this Canal was running with a discharge from 800 cusecs to 950 cusecs as against the authorized discharge of one thousand cusecs. Ahmedpur Branch whose full supply (discharge) is 2,430 cusecs was running at 1,600 cusecs when the Desert Branch was running at 950 cusecs. This is practically what it was authorized to receive. Now Ahmedpur Branch has been raised to 2,100 cusecs w.e.f. 26th June 1964 whereas the Desert Branch has been reduced to 600 cusecs.

I may, however, state that the supply conditions have improved since yesterday. A supply of some additional 6,000 cusecs odd is on its way to Sulemanki and thereafter to Islam Headworks on receipt of which the canals which have suffered due to short supplies in the river shall be raised equitably.

I may say that the people are not completely deprived of water. Of course I agree that the people are feeling the pangs of shortage.

They are feeling, but Sir we are making all efforts which are possible to give water to all who need it. Of course proportionately we have to cut down sometimes.

مسٹر سپیکر - ان تکالیف کے متعلق بھی فرمائیں - جو کہ انہوں نے فرمائی ہیں کہ وہ پینے کے پانی سے محروم ہیں -

Minister of Food: No. Sir.

یہ غلط ہے -

We are running it at 600 cusecs.

ہم نے ۹۵۰ کیوسک سے گھٹا کر ۶۰۰ کیوسک کیا ہے -

We have brought it down to 600 cusecs. In the very beginning I said this trouble started on the 26th of June, when from 950 cusecs it came to 600 cusecs. So 600 cusecs is running.

Pange ہیں تکالیف ہیں - لیکن یہ کہ پینے کے پانی کی تکلیف نہیں ہے - میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی مانگ رہا ہوں - گو کہ میں کوئی فقیر نہیں ہوں - لیکن مجھے امید ہے کہ کل پرسوں ہمارے مغربی پاکستان میں پانی آجائیگا -

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاولپور - ۲)- جناب صدر - میں محترم وزیر صاحب کی خدمت میں اطلاع کے لئے عرض کروں گا - یہ خط بہاولپور سے ۲۹ جون کا لکھا ہوا کل مجھے اس ہاؤس میں ملا تھا - اور اسی پر میں نے اپنی تحریک التوا پیش کی ہے - اب خط لکھنے والا راوی بڑا ثقہ ہے - میرے نزدیک بڑا ثقہ ہے - یا نہیں ہے - ان کے نزدیک بڑا ثقہ ہے - میاں اللہ بخش صاحب مہتمم ہیں - ضلع کنونشن مسلم لیگ کے صدر ہیں - یا وہ کنونشن کمیٹی کے ممبر ہیں - لیکن وہ اس آرگنائزیشن کے بہت بڑے سنون ہیں - ان کا خط یہ ہے کہ " ڈیزرٹ برانچ یزمان میں پانی کے حالات خطرناک حد تک خراب ہوگئے ہیں - لوگوں کو پینے کا پانی نہیں مل رہا ہے - آبادکار سخت پریشان ہیں - آبادکاری میں زرعی غرض سے مقدم پینے کے پانی کا مسئلہ ہے - کل آبادی اس وقت پریشان ہے - اور آباد کاران کافی حد تک ترک سکونت کرچکے ہیں - " یہ اصل خط میرے پاس موجود ہے - میں ان کی اطلاع کو غلط قرار نہیں دیتا - لیکن جس اطلاع پر

میں نے تحریک التوا پیش کی تھی ۔ وہ ان کے نزدیک کم معتمد نہیں ہونی چاہئے ۔ بہر حال میں اس مسئلے کو Press نہیں کرنا چاہتا ۔

Mr. Speaker : The motion is not pressed.

ACCIDENTS DUE TO FAILURE OF GOVERNMENT TO PROVIDE ROAD LIGHTS IN DHARAMPURA

Mr. Speaker ; Next motion is from Syed Ahmed Saeed Kirmani.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : Sir I beg to move for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a matter of definite and urgent public importance, namely, the mounting resentment prevailing amongst the residents of Dharampura, a locality of Lahore, on account of the failure of the Government to provide road lights on the Mayo Road, a part of Lahore, passing through Dharampura which has caused several accidents in the past.

Mr. Speaker ; How many accidents ?

سید احمد سعید کرمانی ۔ کئی ایک ہوئے ہیں ۔ میں نے تعداد اکٹھی نہیں کی ۔ صرف مسئلہ یہ ہے ۔ کہ انہیں روشنائی مہیا نہیں کی جارہی ہے ۔ کئی سالوں سے ان کا مطالبہ ہے اور یہ اس طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : "Roshanai" means ink.

سعید احمد سعید کرمانی ۔ میرا مطلب روشنی سے ہے ۔

وزیرتعلیم (میاں محمد یاسین خاں وٹو) اس پر دو نکتوں سے اعتراض کیا جا سکتا ہے ۔ ایک تو یہ کہ یہ اولین موقع پر پیش نہیں کیا گیا ۔ اور دوسرا یہ کہ یہ حالیہ واقعہ نہیں ہے ۔

With your permission, Sir, I read the statement. "A scheme for providing 33 light points on Mayo Road, Dharampura, leading from Canal Bridge to Railway Crossing near Saddar Bazar was prepared, and an estimate amounting to Rs. 3,293 was prepared by WAPDA. The amount was sanctioned by the Corporation on 24th July 1962 and the bill was presented to Audit on 24th October 1962. It remained under objection with the Auditors and was ultimately passed on 30th June 1964. The cheque for the aforesaid amount is being delivered to WAPDA with the request to take immediate action for providing street lights." So this is being done, Sir.

Syed Ahmed Saeed Kirmani: If this is being done, Sir, I am not going to press for it. Thank you very much.

Mr. Speaker : The motion is not pressed.

HARASSMENT CAUSED TO RESIDENTS OF OLD ANARKALI BY SURVEY OPERATIONS

Syed Ahmed Saeed Kirmani : Sir, I beg to move for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a definite matter of recent and urgent public importance, namely, the harassment caused to the residents of Old Anarkali, Lahore, on account of the failure of the Government to stop the present survey operations being carried on by the Lahore Improvement Trust of the Old Anarkali Area comprising Dhobi Mandi, Maclagen Road, Nabha Road and the Commercial Building with the object of building a new building thereon after shifting the present inhabitants.

وزیرتعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے ۔ کہ اسے کل لے لیا جائے ۔ کیونکہ یہ آج ہی موصول ہوئی ہے ۔ اور اس کے متعلق ابھی معلومات موصول نہیں ہوئیں ۔

Mr. Speaker : This motion will be taken up tomorrow. Next motion and the last from Amir Habibullah Khan Saadi.

FAILURE OF GOVERNMENT TO STOP DANCING ETC IN LAHORE HOTELS

امیر حبیب اللہ خان سعدی۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ۔ کہ اہمیت نامہ سے متعلق اس واضح اور قریب الوقوع مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے صوبائی مجلس کی کارروائی اب ملتوی کر دی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی حکومت افسوسناک اور رنج دہ طور پر صوبہ کے صدر مقام کے ہوٹلوں میں رقص و سرور کی ناپاک محفلوں کو بند کرنے میں ناکام رہی ہے ۔ جیسا کہ ویسٹ اینڈ ہوٹل ۔ میکلوڈ روڈ ۔ لاہور کی بابت اس ہوٹل کے گرد و نواح کے معزز شہریوں کے پراضطراب محضر نامہ پر مورخہ یکم جولائی ۶۴ سے عیاں ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سعدی صاحب ۔ آپ نے فرمایا ہے ۔ کہ گورنمنٹ یکم جولائی سے قاصر رہی ہے ۔ یا اس سے پہلے بھی قاصر تھی ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی۔ صاحب صدر ۔ میں گذارش کروں گا ۔ کہ کسی اہم معاملے میں یہ Plea لینا شاید کچھ درست نہیں ہوگا ۔ کہ یہ کب قاصر رہی ہے ۔ حکومت تو ہر وقت قاصر رہتی ہے ۔ لیکن سوال اس وقت پیدا ہوا ہے ۔ یکم جولائی کو جب لوگوں نے یہ محضر نامہ پیش کیا ہے ۔ کہ ویسٹرن ہوٹل کے کرایہ دار شیخ یعقوب نے کئی دنوں سے ہوٹل میں عریاں رقص و سرور کی محفل منعقد کرنی شروع کی ہے ۔ اور سنیماؤں کا شو ختم ہوتے ہی ہوٹل فسق و فجور کا اور معصیت کاری کا اڈا بن جاتا ہے ۔ یوں شب و روز یہاں کے کمرے اور ٹیبل سیاہ کاری کے گھر بنے رہتے ہیں ۔

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): My submission, Sir, is that these dances in hotels are going on. The Government can come in the picture only if it finds that something against law is being done or being enacted. So far as the official information goes, there is absolutely nothing wrong in what happens in these hotels, and therefore the Government will not take any action against somebody for doing something which is not an offence against the law. As the motion reads these dances are taking place not since 1st July but since a number of years, and according to the Member himself this is a continuing nuisance or a grievance, if any. My submission is that so far as the official version is concerned. there is absolutely nothing wrong in the dance in any hotel, and, therefore, no action can possibly be taken against either the proprietor or the person responsible for it.

امیر حبیب اللہ خان سعدی - صاحب صدر - مجھے گذارش کرنے کی اجازت دیجئے - کہ گذشتہ ہفتہ کی شام کو میاں مال روڈ پر بھی ایک ہوٹل ہے جسے ایک پارلیمنٹری سیکریٹری صاحب کے صاحب زادے چلارہے ہیں - وہاں نہ صرف یہ کہ جوا ہوتا ہے - بلکہ ناجائز طور پر شراب کھلم کھلا بکتی ہے - وہاں رات کو چھاپہ پڑا - اور انہوں نے گیارہ آدمیوں کو گرفتار کیا - شراب کی بوتلیں بھی پکڑیں - لیکن آدھے گھنٹے کے بعد کسی پراسرار ٹیلیفون نے ان کو حکم دیا - کہ کوئی کیس رجسٹر نہ کیا جائے - اور ان سب کو رہا کر دیا جائے - میں یہ کہتا ہوں - کہ حکومت خود اپنے ایماء پر یہ سب باتیں کروا رہی ہے - کیا یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے -

Mr. Speaker : Dancing in hotels is not prohibited under the law, and the matter is not of recent occurrence ; it is a continuing process. Therefore, the motion is ruled out of order.

LEAVE OF ABSENCE OF M.P.As.

NAWAB JAM ANWAR ALI KHAN

Secretary : The following Telegram has been received from Nawab Jam Anwar Ali Khan, M. P. A :—

"Kindly Extend Leave from Fifteenth June to Twentyfourth June."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SARDAR ZULFIQAR ALI KHAN KHOSA

Secretary : The following Telegram has been received from Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa, M.P.A.:—

"Am still engaged obtaining Irrigation water regret cannot attend kindly extend leave till end of session.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

HAJI GUL HASSAN MANGI

Secretary : The following letter has been received from Haji Gul Hassan Mangi, M.P. A.:—

I request that I may kindly be granted leave of absence from the meeting of the Assembly held on 23-6-1964.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MIAN ABDUL HAQ

Secretary : The following letter has been received from Mian Abdul Haq, M.P.A. :—

"I have not been able to attend the Assembly Session from 22nd to 24th June, 1964, due to the serious illness of my wife. Kindly condone my absence for the above-mentioned three days and oblige.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

SAHIBZADI MAHMOODA BEGUM

Secretary : The following letter has been received from Sahibzadi Mahmooda Begum, M.P.A.:—

میں بوجہ بخار اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتی - براہ کرم مجھے
۲۵-۶-۶۴ سے ۲۷-۶-۶۴ تک کی رخصت عنایت فرماویں -

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried)

KAZI MUHAMMAD AZAM ABBASI

Secretary : The following letter has been received from Kazi Muhammad Azam Abbasi, M.P.A. :—

Leave may be allowed from 11th to 20th June, 1964 and from 25th to 26th June as I could not attend the Assembly Session on above dates due to private reasons.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried)

SARDAR NOOR MUHAMMAD KHAN BULEDI

Secretary : The following letter has been received from Sardar Noor Muhammad Khan Buledi Tumandar, M.P.A.:—

Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Session from 30-5-64 to 6-6-1964.

It is, therefore requested that my absence may be treated as leave.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave saked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. S. M. SOHAIL

Secretary: The following letter has been received from Mr. S. M. Sohail, M.P.A.:—

I could not attend the meetings of the Assembly held from 30th May, 1964 to 5th June, 1964 and again from 12th June, 1964 to 17th June, 1964 and also on 22nd June, 1964 and will not be able to attend from 29th June to the end of the Session, partly on account indisposition and partly

on account of my professional engagement. The Assembly may kindly be moved to grant me laeve of absence for the above-mentioned periods of absence.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. ALI GOHARKHURO

Secretary : The following Telegram has been received from Mr. Ali Gohar Khuro, M.P.A. :—

Sick Request Ho use for Leave from 13th June to 30th (.)

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. AHMED NAWAZ BUGTI

Secretary : The following Telegram has been received from Mr. Ahmed Nawaz Bugti, M.P.A. :—

Request leave from House due to reasons of ill health.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

Mr. Yousuf Ali Magsi : There is no quorum in the House.

Mr. Speaker : Let there be a count (count was taken). The House is not in quorum. Let the bells be rung. (Quorum bells were rung)

The House is in quorum.

HAJI GUL HASAN MANGHI

Secretary : The following letter has been received from Haji Gul Hasan Manghi, M.P.A. :—

This is to state that my wife and daughter were seriously ill as indoor patients in Lady Differin Hospital at Quetta. I, therefore, request kindly to be good enough to extend my leave upto 21-6-64.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SHAHZADA ASADUR REHMAN

Secretary : The following letter has been received from Shahzada Asadur Rehman, M.P.A. :—

I will not be able to attend the meetings of the Assembly from Monday the 29th June to Saturday, the 4th of July, 1964 due to urgent work at home. Kindly grant leave.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. GHULAM QASIM KHAN KHAKWANI

Secretary : The following letter has been received from Mr. Ghulam Qasim Khan Khakwani, M.P.A. :—

I could not attend the Assembly Sessions on 22nd, 23rd and 24th June, 1964 for some important work and would request you to condone my absence for the above dates and oblige.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

HAJI GUL HASAN MANGHI.

Secretary : The following letter has been received from Haji Gul Hasan Manghi, M.P.A. :—

This is to state that I am suffering from (some) heart trouble and (hence) I am not in a position to attend the Assembly Session hereafter.

I, therefore, request you kindly to (be good enough to) grant me leave from the remaining period of the Assembly with effect from 29-6-1964."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MIR RASOOL BUX TALPUR

Secretary : The following letter has been received from Mir Rasool Bux Talpur, M.P.A. :—

I request that I may be granted leave of absence from the sittings of the Assembly from 29th June, 1964 to 3rd July, 1964 on personal grounds."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

CHAUDHRI IMTIAZ AHMAD GULL

Secretary : The following letter has been received from Chaudhri Imtiaz Ahmed Gull, M.P.A. :—

It is requested that I could not attend the Assembly Session due to some unavoidable circumstances from 11th to 27th June.

The Assembly may please be moved to grant me leave for the said days .

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA

Secretary : The following letter has been received from Mr. Taj Muhammad Khanzada M.P.A. :—

" Due to unavoidable circumstances I could not attend the meetings of the Assembly on the following dates :—

From 1-6-1964 to 5-6-1964 8-6-1964 to 10-6-1964 and from 15-6-64 to 17-6-1964.

Leave may kindly be granted for the above said dates.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. ABDUR RAZIQ KHAN.

Secretary : The following letter has been received from Mr. Abdur Raziq Khan, M.P.A.:—

میں ایک ضروری کام کی وجہ سے مورخہ ۳۰-۵-۶۴ اور ۱-۶-۶۴ کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہوسکا تھا ۔ لہذا مجھے ان ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MAULANA GHULAM GHAUS.

Secretary : The following letter has been received from Maulana Ghulam Ghaus, M.P.A.:—

براہ کرم ۲۶ اور ۲۷ جون ۱۹۶۴ ع کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔ میں راولپنڈی ضروری کام کے لئے گیا تھا ۔

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

AMIR HABIBULLAH KHAN SAADI.

Secretary: The following letter has been received from Amir Habibullah Khan Saadi, M.P.A. :—

میں مورخہ ۲۵ جون ۱۹۶۴ء کو بوجہ ایک ضروری مصروفیت کے حاضر اجلاس نہ ہو سکا۔ لہذا میری غیر حاضری کو از راہ نوازش رخصت تصور فرمایا جائے۔

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. ABDUR REHMAN

Secretary : That following letter has been received from Mr. Abdur Rehman, M.P.A. :—

میں ۱۴ اپریل کو گھر واپس چلا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکا۔ مہربانی فرما کر ۱۴ اپریل سے ۱۵ اپریل تک کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

RAJA NADIR KHAN

Secretary : The following letter has been received from Raja Nadir Khan, M.P.A. :—

I could not attend the Assembly Session from 11th to 27th June. Leave for the said days may please be granted.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. SULTAN MUHAMMAD AWAN

Secretary : The following letter has been received from Mr. Sultan Muhammad Awan, M.P.A. :—

I could not attend the meeting of the Select Committee on [National Language] held on the after-noon of 25-6-1964 owing to bad health. [Kindly excuse.] Leave may kindly be granted.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

KHAN AMAN ULLAH KHAN

Secretary : The following letter has been received from Khan Aman Ullah Khan Shahani, M.P.A. :—

میں ایک ضروری کام کی وجہ سے مورخہ ۱ تا ۳-۶-۶۴ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکا - لہذا معروض ہوں کہ ۱ تا ۳-۶-۶۴ تک رخصت دی جائے - (غیر حاضری درگذر فرمائی جائے -)

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. MUHAMMAD AMIN KHAN KANJOON

Secretary : The following letter has been received from Mr. Muhammad Amin Khan Kanjoon, M.P.A. :—

میں بوجہ بیماری ۱۰-۶-۶۴ اور ۱۸-۶-۶۴ کو سٹینڈنگ کمیٹی لوکل باڈیز کے اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا - لہذا ہر دو یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے -

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

PIR SAFI-UD-DIN

Secretary : The following Telegram has been received from Pir Safi-ud-Din, M.P.A. :—

Please move Assembly to kindly grant me leave from 15th June 1964 to 8th July 1964 for not attending Session reason my Mothers serious illness.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

KAZI MUHAMMAD AZAM ABBASI

Secretary : The following Telegram has been received from Kazi Muhammad Azam Abbasi, M.P.A. :—

Indisposed Pray grant leave 27th to 3rd July.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. GUL MUHAMMAD.

Secretary : The following letter has been received from Mr. Gul Muhammad, M.P.A. :—

On account of the eye operation of my daughter, I have been held up at London and may have to stay here for a few days more.

It is, therefore, requested and prayed that I may kindly be given the leave of absence upto 8th of July, 1964."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SHEIKH MUHAMMAD HUSSAIN

Secretary : The following letter has been received from Sheikh Muhammad

Hussain, M.P.A.:—

مجھے مورخہ ۹-۶-۶۴ ۲ کو ایک ضروری کام کیلئے لائل پور جانا ہے۔ لہذا رخصت عنایت فرمائی جائے

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. WALI MUHAMMAD HAJI YACOOB.

Secretary: The following letter has been received from Mr. Wali Muhammad Haji Yacoob, M.P.A.:—

Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly meetings from 9-6-1964 to 20-6-1964. I, therefore, request leave of absence."

Mr. Speaker The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIAN ABDUL HAQ

Secretary: The following letter has been received from Mian Abdul Haq, M.P.A. :—

I have not been able to attend the Assembly Session from 26th to 29th June, 1964, due to the serious illness of my wife. Kindly condone my absence for the above-mentioned dates and oblige.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MASTER KHAN GUL

Secretary : The following letter has been received from Master Khan Gul, M.P.A. :—

میں ایک ضروری کام کی وجہ سے ۲۶ ، ۲۷ جون ۱۹۶۴ ع کو دو دن اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. ABDUR REHMAN

Secretary : The following letter has been received from Mr. Abdur Rehman, M.P.A. :—

گذارش ہے ۔ کہ میں بیماری کی وجہ سے موجودہ اجلاس میں ۳۰ اپریل سے
۲۱-۶-۶۴ تک حاضری سے قاصر رہا ۔ مہربانی فرما کر رخصت عطا فرمائی جائے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

NAWABZADA MUHAMMAD ALI KHAN AFRIDI

Secretary : The following letter has been received from Nawabzada Muhammad Ali Khan Afridi, M.P.A. :—

کمزوری اور تھکان سفر کی وجہ سے ۳۰-۵-۶۴ کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت
نہ کرسکا ۔ درخواست ہے ۔ کہ اس دن کی رخصت عنایت فرماویں ۔

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SYED NAZAR SHAH.

Secretary : The following letter has been received from Syed Nazar Shah, M.P.A. :—

I could not attend Assembly Sittings from 7-4-1964 to 10-4-1964 due to unavoidable circumstances. Leave may be allowed to me for same period.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted .

(*The motion was carried.*)

MR. MOBINUL HAQ SIDDIQUI

Secretary : The following letter has been received from Mr. Mobin-ul-Haq Siddiqui, M.P.A. :—

"I could not attend the Assembly Sittings held from 4th April to 10th April, 1964 and from 30th May, 1964 to 4th June, 1964 due to my private reasons.

Leave may be allowed to me for the said dates."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SHEIKH MUHAMMAD HUSSAIN

Secretary : The following letter has been received from Sheikh Muhammad Hussain, M.P.A. :—

I could not attend the Assembly meeting held from (6--10)- 4/64 due to unavoidable circumstances. Leave may be allowed for the same.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SYED ZAHUR HUSSAIN SHAH

Secretary : The following letter has been received from Syed Zahur Hussain Shah, M.P.A. :—

Due to unavoidable circumstances I could not attend the Assembly Session from 18-6-1964 to 29-6-1964.

It is, therefore, requested that I may be granted leave for my above absence.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

SYED MUHAMMAD HASSAN SHAH

Secretary : The following Telegram has been received from Syed Muhammad Hassan Shah, M.P.A. :—

Tehsil Tandoallahyar hard hit by recent cyclones stop therefore very busy stop kindly grant leave till end of current session.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MIR MUHAMMAD MURAD KHAN JAMALI

Secretary : The following letter has been received from Mir Muhammad Murad Khan Jamali, M.P.A :—

" I am leaving Lahore for home on 1st July, leave may kindly be granted from 2nd July, 1964, for rest of the Session."

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MIR ABDUL BAQI BALOCH

Secretary : The following letter has been received from Mir Abdul Baqi Baluch, M.P.A :—

" I have not been able to attend the current Session before my release from Prison. I request the House to condone my absence from 30-5-64 to 24-6-64.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave aksed for be granted.

(The motion was carried.)

RAO MUHAMMAD AFZAL KHAN

Secretary : The following letter has been received from Rao Muhammad

Afzal Khan, M.P.A. :—

" As my wife was seriously ill I could not attend the meetings of Assembly on 26th and 27th June, 1964. I further request that my absence for 29th and 30th may also be condoned and oblige."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

NAWABZADA ALI MUHAMMAD KHAN KHAKWANI

Secretary : The following letter has been received from Nawabzada Ali Muhammad Khan Khakwani, M.P.A. :—

گذارش ہے ۔ بوجہ کارخانگی میں مورخہ ۲۶ ، ۲۷ جون ۱۹۶۴ ع کو اجلاس اسمبلی میں حاضر نہیں ہوسکا اس لئے مذکورہ بالا تاریخوں کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. ILAHI BUX

Secretary : The following letter has been received from Mr. Ilahi Bux, M.P.A. :—

" I could not attend the Assembly Session from 22nd to 27th June, 1964 due to an important work.

It is, therefore, requested that my above absence may be treated as leave.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

RAIS ALLAN KHAN LEGHARI

Secretary : The following letter has been received from Rais Allan Khan Leghari, M.P.A .—

I am to state that owing to urgent piece of business at my native place

I am leaving for my home and consequently request you to move the House to grant me leave with effect from 29-6-64 till end of the Assembly Session.

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MR. BASHIR AHMED SHAH

Secretary : The following letter has been received from Mr. Bashir Ahmed Shah, M.P.A :—

" I have to state that I shall not be able to attend meetings of the Assembly with effect from 29-6-64 to the end of Session owing to some urgent work in Thatta.

Kindly move the House for the grant of necessary leave."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

MIR MUHAMMAD KHAN TALPUR

Secretary : The following letter has been received from Mir Muhammad Khan Talpur, M.P.A :—

" I could not attend Assembly meetings held on 30th May to 5th June and from 11th June to 20th June due to my unavoidable circumstances." Leave may Kindly be granted.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

RAIS JAMAL KHAN RAIS NAWAZ ALI KHAN LEGHARI

Secretary : The following letter has been received from Rais Jamal Khan Rais Nawaz Ali Khan Leghari, M.P.A. :—

" Due to unavoidable circumstances, I am unable to attend the Budget

Session. I would, therefore, request you to kindly grant me leave with effect from 15th June 1964 to 23rd June 1964."

Mr. Speaker : The question is :

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

Mr. Ahmed Mian Soomro : On a point of order, and it is regarding the members' travelling allowance which is being paid to us. Under the Rules we are entitled to 1½ first class fare, but we are being paid one first class fare only.

Mr. Speaker : This is not a point of order. The member may please come to my chamber and we will discuss it.

REPORTS OF STANDING COMMITTEES.

(EXTENSION OF TIME).

Rao Khurshid Ali Khan : Sir, I beg to move :

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Prevention of Adultery Bill, 1964 (Bill No. 59 of 1964) be extended up to the 31st December, 1964.

Mr. Speaker : The question is :

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Home Affairs on the West Pakistan Prevention of Adultery Bill, 1964 (Bill No. 59 of 1964) be extended up to the 31st December, 1964.

(*The motion was carried.*)

Raja Nadir Khan : Sir, I beg to move :

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Revenue on the Punjab Pre-emption (West Pakistan Amendment) Bill, 1964 (Bill No. 42 of 1964) be extended up to the 31st December 1964.

Mr.Sepaker : The question is :

That the time for presentation of the report by the Standing Committee on Revenue on the Punjab Pre-emption (West Pakistan Amendment)Bill, 1964 (Bill No. 42 of 1964) be extended up to the 31st December 1964.

(*The motion was carried.*)

RESOLUTIONS

PUSHTO AS MEDIUM OF INSTRUCTION UPTO PRIMARY CLASSES IN FORMER N.W.F.P.

Mr. Speaker : Now we will take up the Order of the Day. The first Resolution is from Khan Mir Afzal Khan. He has authorised Master Khan Gul to move the Resolution.

ماسٹر خان گل (کوہاٹ - ۲) - جناب سپیکر - میں تحریک پیش کرتا ہوں :-
کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ تعلیمی کمیشن پاکستان کی سفارشات کے مطابق شمال مغربی سرحدی صوبہ کے پرائمری سکولوں میں پشتو کو ذریعہ تعلیم کا درجہ حاصل ہونا چاہئے - لہذا ان سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں -

مسٹر سپیکر - تحریک کی گئی ہے :-
کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ تعلیمی کمیشن پاکستان کی سفارشات کے مطابق شمال مغربی سرحدی صوبہ کے پرائمری سکولوں میں پشتو کو ذریعہ تعلیم کا درجہ حاصل ہونا چاہئے - لہذا ان سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں -

There is a notice of amendment by Khan Ajoon Khan Jadoon.

خان اجون خان جدون (مردان - ۴) - جناب والا - میں تحریک کرتا ہوں کہ :-
اندراج نمبر ۱ میں الفاظ شمال مغربی سرحدی صوبے کے پرائمری سکولوں میں پشتو کو ذریعہ تعلیم کا درجہ حاصل ہونا چاہئے "
کی بجائے مندرجہ ذیل الفاظ ثبت کئے جائیں -
" سابقہ شمال مغربی سرحدی علاقوں میں ماسوا ان علاقوں کے جہاں مادری زبان پشتو نہیں ہے - پشتو زبان کو پرائمری جماعتوں میں ذریعہ تعلیم بنایا جائے " -

مسٹر سپیکر - ترمیم یہ پیش کی گئی ہے کہ قرارداد مذکورہ میں الفاظ شمال مغربی سرحدی صوبے کے پرائمری سکولوں میں پشتو کو ذریعہ تعلیم کا درجہ حاصل ہونا چاہئے "
کی بجائے مندرجہ ذیل الفاظ ثبت کئے جائیں -
"سابقہ شمال مغربی سرحدی علاقوں میں ماسوا ان علاقوں کے جہاں مادری

زبان پشتو نہیں ہے ۔ پشتو زبان کو پرائمری جماعتوں میں ذریعہ تعلیم بنایا جائے ،،۔

Parliamentary Secretary (Khan Malang Khan) : The Amendment is not opposed.

Mr. Speaker : Since there is no opposition, the Amendment is carried unanimously.

The question is :

That the Resolution as amended that is be passed.

اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ تعلیمی کمیشن کی سفارشات کے مطابق سابقہ شمال مغربی سرحدی صوبے میں ماسوا ان علاقوں کے جہاں مادری زبان پشتو نہیں ہے ۔ پشتو زبان کو پرائمری جماعتوں میں ذریعہ تعلیم بنایا جائے ۔ ،،

(The motion was carried.)

CUTTING DOWN EXPENDITURE ON PROVINCIAL ADMINISTRATION

Mr. Hamza : Sir, I move :

That this Assembly is of the opinion that the expenditure incurred on the Provincial Administration which is progressively increasing and becoming top heavy should be drastically cut down.

Mr. Speaker : Resolution moved is —

That this Assembly is of the opinion that the expenditure incurred on the Provincial Administarion which is progressively increasing and becoming top heavy should be drastically cut down.

Parliamentary Secretary (Chaudhri Sultan Mahmood) : Opposed.

مسٹر حمزہ (لائل پور - ٦) - جناب سپیکر - مجھے از حد افسوس ہے کہ جناب ملک قادر بخش صاحب نے میری اس انتہائی اہم قرارداد کو مخالفت کا شکار بنانے کی کوشش کی ہے - بہتر تو یہ تھا کہ اگر ان کو اس سے کچھ اختلاف تھا - تو اس کے لئے کسی کمیشن یا کمیٹی کی تجویز کرتے - جس میں اس اسمبلی کے ممبران کو بھی شامل کرکے یہ دیکھنے کی کوشش کی جاتی کہ اس غریب ملک کی آبادی پر روز

بروز بڑھتے ہوئے انتظامیہ کے اخراجات کا بوجھ ڈالنا کس حد تک مناسب ہے۔

جناب سپیکر۔ قبل اس کے کہ میں اصل موضوع کی طرف آؤں۔ میں آپ کی خدمت میں وہ خیالات اور وعدے وعید پیش کروں گا۔ جو انضمام کے وقت ہر سراقتدار طبقے کی طرف سے کئے گئے تھے۔ اس سلسلے میں میں Report of the Council of Administration West Pakistan. کا حوالہ دیتا ہوں Council for Administration of West Pakistan. نے ایک یونٹ گورنمنٹ کی انتظامیہ کا ڈھانچہ تجویز کرنے اور اس میں ضروری تبدیلیاں عمل میں لانے کے لئے بنائی تھی۔ رپورٹ کے صفحہ نمبر ۲ پر یہ لکھا ہے۔

"We can ill afford the wasteful luxury of six or seven provincial administrations. In East Bengal, we have one Provincial Administration for a population of 42 million. How then can be justified six or seven administrations for a population of only 34 million."

جناب سپیکر۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب دولتانہ صاحب نے۔ جو کہ ایک یونٹ کے حامیوں میں منفرد حیثیت رکھتے تھے۔ ۲۶ اور ۳۱ اگست ۱۹۵۵ء کو Constituent Assembly of Pakistan. میں یہ ارشاد فرمایا۔

" Integration would result in obvious administrative economics. It is so obvious that I need not labour this point. There are, as you have seen, today ten conflicting administrations in West Pakistan. When you bring them together obvious economics will result not only in matters of money but through the emrgence of higher standards and more effectiveness in the proper disposal of affairs."

جناب سپیکر۔ ان وعدے وعید اور ارادوں کے ہوتے ہوئے جب اس سکیم پر عمل در آمد کیا گیا۔ تو یہ دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ حالانکہ انہوں نے یہ بتایا تھا کہ ایک یونٹ کی حکومت کو بہتر طریقے سے چلایا جائیگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس پر خرچ بھی کم ہوگا۔ لیکن یہاں صورت حال بالکل برعکس ہے۔

ایک فلاحی اور نام نہاد فلاحی مملکت کا انتظامی ڈھانچہ چلانے کے لئے Benificient Department پر زیادہ خرچ ہونا تو ایک لازمی امر تھا۔ لیکن اس حکومت کے لئے عوام الناس کی زبان بندی کرنے اور ان کو غلاموں کی طرح رکھنے کے لئے یہ ضروری ہوا۔ کہ یہ روز مرہ جنرل ایڈمنسٹریشن میں اضافہ کریں۔

مسٹر سپیکر۔ سعدی صاحب کی طرف سے حمزہ صاحب کے ریزولیشن میں ایک ترمیم کا نوٹس دیا گیا ہے۔

سعدی صاحب ۔ میرے پاس اس کی کوئی نقل نہیں میرے پاس اس کی صرف ایک ہی کاپی ہے اگر آپ کو دے دوں تو میں کیسے پڑھوں گا ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کی اجازت سے میں حمزہ صاحب کی اس قرار داد میں ایک ترمیم پیش کرتا ہوں ۔ اس قرار داد کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے ۔

" اس مقصد کے لئے سپریم کورٹ کے ایک جج صاحب کی صدارت میں اور اسمبلی کی ہر دو جانب یعنی حزب اقتدار اور حزب مخالف میں سے دو دو ارکان پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا جائے ۔ جو اپنی رپورٹ اسمبلی میں ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۴ تک پیش کریں ۔ "

مسٹر سپیکر ۔ سعدی صاحب کی یہ ترمیم ہے کہ قرار داد نمبر ۲ کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے ۔

" اس مقصد کے لئے سپریم کورٹ کے ایک جج صاحب کی صدارت میں میں اور اسمبلی کی ہر دو جانب یعنی حزب اقتدار اور حزب مخالف میں سے دو دو ارکان پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو اپنی رپورٹ اسمبلی میں ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۴ تک پیش کریں — "

وزیر زراعت و خوراک (ملک قادر بخش)۔جناب والا ۔ میں اسے appose کرتا ہوں ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ جناب صدر ۔ میری ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ اصل قرار داد کے الفاظ—

" اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ صوبائی انتظامیہ پر برداشت کئے جانے والے اخراجات میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے ۔ اور یہ بہت زیادہ حد تک بڑھ گئے ہیں لہذا ان میں معتدبہ کمی کی جائے ۔ "

کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے جیسا کہ میں نے اپنی ترمیم میں کہا ہے ۔

Minister of Food : I am sorry Sir to point that there are only twenty members in the House and there would be no use of getting 'yes' or 'no' on such an important resolution.

Let there be a count (count was taken)

Mr. Speaker : There is no quorum in the House let the bells be rung.

(The bells were rung).

The House is in quorum now, Yes, Saadi Sahib.

امیر حبیب اللہ خان سعدی - جناب صدر - میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ اصل قرار داد کے الفاظ میں تشنگی ہے - جو اگر اس معزز ایوان کی رائے میں اس قابل ہو تو اسے منظور کیا جائے - تو پھر ہمیں ضرورت محسوس ہوگی - کہ اس میں جو کمی رہ گئی ہے - اسے پورا کیا جائے - اس لئے اس ترمیم کی ضرورت ہے - تا کہ ان اخراجات میں واقعی کمی ہونی چاہئے تو اس کا تعین کرنا بھی ضروری ہے یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ کوئی ادارہ مقرر کیا جائے جو ان تمام مصارف کے گوشواروں کا جائزہ لے اور یہ فیصلہ کرے کہ کس قدر کمی ہونی چاہئے - میری تجویز ہے کہ سپریم کورٹ کے ایک جج صاحب کی صدارت میں اسمبلی کے ۴ ارکان دو حزب اقتدار اور ۲ حزب مخالف سے لئے جائیں اور وہ ۳۱ اکتوبر ۶۴ تک ایوان میں اپنی رپورٹ بھیجیں -

مسٹر حمزہ - میں اس ترمیم کو منظور کرتا ہوں - اور اب اس ترمیم شدہ ریزولیشن پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر - ابھی آپ تشریف رکھیں -

(At this stage Mr. Speaker left the Chair and it was occupied by Mr. Senior Deputy Speaker).

پارلیمنٹری سیکریٹری (چودھری سلطان محمود) - جناب والا - ہمارا ملک ایک Developing Country ہے - اور یہاں ڈویلوپمنٹ زوروں پر ہے - آبادی بڑھ رہی ہے - اس لئے ایڈمنسٹریشن کے اخراجات ساکت نہیں رہ سکتے - اگر ایڈمنسٹریشن کے اخراجات کو بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر دیکھیں -

امیر حبیب اللہ خان سعدی - پوائنٹ آف آرڈر - پارلیمنٹری سیکریٹری صاحب نے ترمیم کے خلاف کچھ نہیں کہا اس وقت اصل قرارداد زیر بحث نہیں ہے -

مسٹر سینئیر ڈپٹی سپیکر - دونوں پر بحث ہوسکتی ہے - اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا - اور دونوں پر Discussion ہوسکتی ہے -

پارلیمنٹری سیکریٹری - ہمارا ملک اس وقت ترقی کررہا ہے - اور آبادی بڑھ رہی ہے - اس کے پیش نظر انتظامیہ کے اخراجات ساکت نہیں رہ سکتے - انتظامیہ کا سٹاف مختلف منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا کام کرتا ہے -

صاحب صدر - اگر ایڈمنسٹریشن کے اخراجات کا موازنہ بڑھتی ہوئی آبادی اور بڑھتی ہوئی ڈولپمنٹ کے اخراجات سے کیا جائے - تو آپ دیکھیں گے کہ فی شعبہ اضافہ نہیں بلکہ کمی ہوئی ہے -

مسٹر حمزہ - جناب سپیکر - قرار داد میری طرف سے پیش ہوئی ہے پہلے میں نے بولنا تھا اور یہ بتانا تھا کہ اخراجات کیوں بڑھ رہے ہیں -

مسٹر سینیئر ڈپٹی سپیکر - یہ ٹھیک ہے لیکن انہوں نے اس پر امنڈمنٹ پیش کیا ہے اور وہ اسی امنڈمنٹ پر بول رہے ہیں -

پارلیمنٹری سیکریٹری - ۱۹۶۰ء — ۱۹۶۱ء میں ڈویلپمنٹ پر ۵۹.۵ - کروڑ روپیہ صرف ہوا - سول ایڈمنسٹریشن پر ۱۶ء۷۳ کروڑ روپیہ صرف ہوا - ۱۹۶۳ء — ۶۴ء میں ڈولپمنٹ پر ۱۴۸ء۰۹ کروڑ روپیہ خرچ ہوا - اور ایڈمنسٹریشن پر ۲۲ء۷۶ کروڑ روپیہ خرچ ہوا - صاحب صدر آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جہاں ڈولپمنٹ کے اخراجات میں تقریبا ۴ گنا اضافہ ہوا وہاں Administrative اخراجات پر کوئی ۳۳ - ۳۴ پرسنٹ کا اضافہ ہوا اور اس رقم میں وہ رقم بھی شامل ہے جو ۶۰ء - ۶۱ء کے بعد ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کرنیکی وجہ سے ہوئی ہے - ویسے گورنمنٹ ایڈمنسٹریشن کے اخراجات کو کم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً اخراجات کا جائزہ لیتی رہی ہے اور ایک کمیٹی گورنمنٹ نے ۱۹۶۲ء میں بنائی اور وہ Administrative reorganisation کمیٹی تھی اور اس کمیٹی نے اخراجات میں خاص کمی کی تجویز کی اور اسکو عملی جامہ پہنایا -

مسٹر افتخار احمد خان - صاحب صدر - عرض یہ ہے کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اخراجات میں زیادتی ہوئی ہے ایک کمیٹی بنائی جائے - یا اس ایوان کا ایک کمیشن بنایا جائے اگر ترمیم کا مقصد صرف یہ ہو کہ اس ایوان کا ایک کمیشن بنایا جائے تو Substantive ریزولیوشن پر ہم ان زرین خیالات کو سننے کے لئے تیار ہیں لیکن اسکے لئے موقع محل دیکھنا چاہئے کہ جب —

Mr. Senior Deputy Speaker : I had allowed debate on original amendment.

پارلیمنٹری سیکریٹری - ہمیں گورنمنٹ کو یہ بتانا ہے کہ گورنمنٹ وقتاً فوقتاً کمیٹیاں بنا کر ان اخراجات کا جائزہ لیتی رہی ہے اس لئے ایک کمیشن بنا کر Administrative charges اور زیادہ بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے -

مسٹر افتخار احمد خان - ہم گورنمنٹ سے کیا مراد ہے ؟

وزیر خوراک (ملک قادر بخش) - ہماری گورنمنٹ -

پارلیمنٹری سیکریٹری - صاحب صدر - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ۱۹۶۲ء

میں ایک Administrative reorganisation کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا اور اس نے خاص اخراجات میں کمی کی اور ۱۹۶۲ء - ۱۹۶۳ء میں ایک Economy کمیٹی جسکے صدر ہمارے کوآپریٹیو منسٹر تھے ان کی سفارشات پر ۲ کروڑ روپے کی کمی Administrative charges میں کی گئی تو جہاں تک میری معروضات کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ Administrative اخراجات کوئی ایسی پرابلم نہیں ہیں اور ان پر کوئی کمیشن بٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد—میں جناب اس کو oppose کروں گا سوال یہ ہے کہ اس قاعدہ سے آپ نے ان کو کیوں مستثنیٰ قرار دیا میں اس امنڈمنٹ کو اپوز کرنا چاہتا ہوں یہ امنڈمنٹ نہیں ہونا چاہئے تھی۔

مسٹر سینیئر ڈپٹی سپیکر - سب سے پہلے Morer کو موقع ملنا چاہئے تھا کہ وہ اپنے ریزولیوشن پر اظہار خیال کریں اس کے امنڈمنٹ پر ڈسکشن ہو ان کو موقع ہی نہیں ملا

علامہ رحمت اللہ ارشد - انہیں نے تو کہا تھا کہ مجھے جواب دینے کے لئے پہلے بولنے دیا جائے۔

وزیر خوراک (ملک قادر بخش) - جواب میں دوں گا۔

مسٹر حمزہ - جناب سپیکر۔ جو کونسل آپکی ایڈمنسٹریشن فار ویسٹ پاکستان مقرر کی گئی تھی اس کے سامنے بھی یہ مسائل تھے کہ اس صوبے کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو آئندہ مادی لحاظ سے بھی ترقی کرنا ہے انتہائی افسوس ہے کہ جناب پارلیمنٹری سکریٹری صاحب نے Economy کمیٹی کا حوالہ دیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ ان Economy کمیٹیوں کے مقرر کرنے کے باوجود اس صوبے کی انتظامیہ کو چلانے کے لئے اخراجات میں جو روز افزوں اضافہ ہورہا ہے اس کا آج تک کس حد تک ازالہ کیا گیا۔

جناب سپیکر۔ میرے ہاتھ میں ۶۴ء — ۶۵ء کے میزانیہ سے متعلق وائٹ پیپر ہے اس کے صفحہ ۳۲ پر یہ دیا گیا ہے کہ ۱۹۵۶ء—۵۷ء میں جنرل سول ایڈمنسٹریشن آف لا اینڈ آرڈر پر ۱۳ کروڑ ۳۰ لاکھ روپے خرچ ہوئے اور اسی مقصد کے لئے ۶۴ء—۶۵ء کے میزانیہ میں ۲۴ کروڑ ۳۲ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب سے ایک یونٹ معرض وجود میں آیا ہے انتظامیہ کے اخراجات میں تقریباً ۱۰۰ - فیصدی اضافہ کیا گیا ہے انہوں نے جن ترقیوں کا ذکر کیا ہے میں ان کی خدمت میں اتنا ہی عرض

کروں گا کہ ان اخراجات میں ان تمام محکموں کے اخراجات نہیں ہیں اور خصوصاً ان محکموں کے جو فضول خرچی یا قومی دولت کے ضیاع کی بنا پر سفید ہاتھی کے نام سے مشہور ہیں جنکو پی - آئی - ڈی - سی اور واپڈا کہتے ہیں اور جن پر آئندہ سال کے میزانیہ میں ۲ء کروڑ ۷۰ لاکھ اور اے - ڈی - سی - پر ۳۱ کروڑ ۹۷ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی ہے -

جناب سپیکر - عرض کرنے کا مقصد تو محض یہ ہے - کہ ملک بقول ان کے جب ترقی کر رہا ہے - جو ایک فلاحی مملکت ہے - ایک طرف تو گورنمنٹ آبادی کی زبان بندی کرتی ہے کیوں کہ ملک ترقی کر رہا ہے - میں ان سے دریافت کرتا ہوں - کہ فلاحی مملکت امن و امان قائم کرنے کے لئے یا محض انتظامی ڈھانچے کو چلانے کے لئے اس قدر دولت کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی - حالانکہ جب اس ڈھانچہ کو بنایا جارہا تھا - یہ دعویٰ کیا گیا تھا - بلکہ یہ وعدہ کیا گیا تھا - کہ اس میں کمی واقع ہوگی -

جناب سپیکر - کہ اسی کونسل برائے انتظامیہ مغربی پاکستان (Council (for Administration of West Pakistan) نے اپنی رپورٹ میں یہ بتایا تھا - کہ سول سیکرٹریٹ میں اس وقت افسران کی تعداد ۱۷۳ تھی - اور اسٹیبلشمنٹ ۱۸۰۹ افراد پر مشتمل تھا - اور کلاس ۳ اہلکاروں کی تعداد ۱۱۳۱ تھی - رپورٹ میں کہا تھا - کہ اگر ان کی اس رپورٹ پر عمل کیا گیا - تو اسی سیکرٹریٹ میں صرف ۹۳ افسروں کی ضرورت ہوگی - اسٹیبلشمنٹ کے لئے صرف نمبر ۱۱۲۰ افراد درکار ہوں گے - اور اسی طرح کلاس ۳ اہلکاروں کی تعداد نمبر ۳۷۰ ہوگی اس کے برعکس آج دیکھنے میں یہ آتا ہے - کہ سٹاف میں کمی تو کیا ہوئی تھی بلکہ تقریباً پانچ گنا اضافہ ہوا ہے - اسوقت سیکریٹریٹ میں نمبر ۷۰۳ افسران کام کررہے ہیں - اسی طرح اسٹیبلشمنٹ میں بھی اضافہ ہوا ہے - جناب سپیکر - سب سے قابل اعتراض چیز جو اعداد و شمار کو دیکھنے یا ان کا معائنہ کرنے کے بعد دماغ میں آتی ہے - وہ یہ ہے - کہ ہماری حکومت نے جس تیزی کے ساتھ افسران کی تعداد میں اضافہ کیا ہے - اسٹیبلشمنٹ کے عملے میں اسی تیزی کے ساتھ اضافہ نہیں کیا گیا - حقیقت یہ ہے - کہ ہماری یہ حکومت ہمارے اس غریب ملک کے محدود وسائل کو ضائع کرنے کے درپے ہے - اور یہ افسران کی فوج پیدا کر رہے ہیں - ایک فوج بنا رہے ہیں - جنہیں وہ اپنے اغراض کے لئے استعمال کرنے کے لئے تلے ہوئے ہیں - کیا وجہ ہے - کہ آپ انتظامیہ کے ڈھانچے میں اتنی تیزی کے ساتھ افسران کی تعداد کو بڑھاتے چلے جائیں - اور جب بھی کوئی بچت کی کمیٹی مقرر کریں -

کوئی اکانومی کمیٹی مقرر کریں ۔ تو اس کی صدارت کے لئے ایک بڑے وزیر کو مقرر کریں ۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں ۔ لائق ہونے کے لحاظ سے منفرد ہیں ۔ تو جب بچت اور کٹوتی کا کلہاڑا چلتا ہے ۔ تو محض چھوٹے چھوٹے ملازمین اور چپڑاسیوں پر چلتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ میزانیہ میں یہ بتایا گیا ہے ۔ کہ پچھلے سال کمشنروں پر یا ان کے عملے پر جو رقم خرچ کی گئی ہے ۔ وہ ۴۵,۵۹,۵۴۰ روپے تھی ۔ لیکن اس میں اس سال ساڑھے چار لاکھ روپے کا اضافہ کردیا گیا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ حقیقت حال یہ ہے ۔ کہ انضمام سے پہلے پانچ یا چھ Administrative Units تھے ۔ لیکن اس حکومت نے اس غریب ملک کی اور اس صوبے کی آبادی پر گیارہ ڈپٹی گورنر مسلط کردئے ہیں ۔ اور انہیں اتنے وسیع اختیارات بھی دئے گئے ۔ اور حالانکہ اتنی بڑی دولت ان کے لئے مختص کی گئی ۔ جس کے لئے غریبوں کی جیبوں سے روپیہ سختی سے وصول کیا گیا ۔ اور پھر اتنی بیدردی سے اس کو ضائع کیا گیا ہے ۔ کہ گیارہ ڈپٹی گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج صورت حال یہ ہے کہ دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو انصاف ڈھونڈنے کے لئے اپنے چھوٹے چھوٹے کام کروانے کے لئے لاہور ہی آنا پڑتا ہے ۔ اور سب سے بڑی افسوسناک چیز یہ ہے ۔ کہ ان کو وسیع اختیارات دئے گئے ہیں ۔ کہ جہاں من مانی کرنا چاہتے ہیں وہاں تو وہ کردیتے ہیں ۔ لیکن جہاں ان کا منشاء جائز کام کرنے کا نہیں ہوتا ۔ اسے ٹھکرا دیتے ہیں ۔ اور لوگوں کو انصاف حاصل کرنے کے لئے لاہور آنا پڑتا ہے ۔ اس قوم کی عام آبادی کو آج تک معلوم نہیں ہے ۔ کہ ظلم اور بد نظمی کی جڑ لاہور ہے ۔ اور یہاں انصاف کے لئے دستک دینا بے معنی اور فضول ہے ۔ ان لوگوں کو یہاں ہمارے وزراء صاحبان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر زراعت و خوراک (ملک قادر بخش) ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ مودبانہ التماس ہے ۔ کہ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ یہ ریزولیوشن اس غرض سے ہے ۔ کہ اکانومی ہوسکے ۔ اور جہاں جہاں فضول خرچی ہو ۔ وہاں کمی کی جائے ۔ ان کی تحقیقات کی جائے ۔ اور یہ اس وجہ سے نہیں ہے ۔ کہ انتظامیہ کے آدمی مظالم کر رہے ہیں ۔ حکومت تشدد کر رہی ہے ۔ اس وجہ سے بچت کی جائے ۔ My friend is off the track. اور میں مشکور ہوں گا ۔ اور جواب دینے میں بھی آرام ہوگا ۔ معلومات میں بھی اضافہ ہوگا ۔ اگر وہ اس طرح بتلائیں یا وہ جگہ بتلائیں ۔ کہ جہاں ہم اکانومی کرسکیں ۔ کوئی آسامیوں میں اکانومی کرنے کے لئے تجویز پیش کریں ۔ کہ فلاں محکمہ نہ رہے ۔

یہ تو کوئی بات ہوئی ۔ یہ جو کچھ اس وقت تک انہوں نے فرمایا ہے ۔ میں بکمال ادب التماس کروں گا ۔ کہ وہ اس ریزولیوشن پر نہیں ہیں ۔

Mr. Senior Deputy Speaker : You have made sufficient accidental remarks. Now come to the subject.

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ کہ اتنی آبادی پر اتنا بوجھ ڈالنے کے باوجود ان کے حقوق کی حفاظت نہیں کی جاتی ۔ اتنا بڑا عملہ بھرتی کیا گیا ہے ۔ جو کہ بالکل بیکار ہے ۔ لیکن اس ایک یونٹ کے بنانے والوں نے اس کا نقشہ جو کھینچا تھا ۔ اس کو جو بنانے کا پروگرام بنایا تھا ۔ وہ یہ تھا ۔ کہ ہم ان عہدوں میں افسروں کی تعداد میں کمی کریں گے ۔ آج صورت حال یہ ہے ۔ کہ اسی رپورٹ میں انہوں نے بتایا ہے ۔ کہ وزارت صحت میں ۱۹۵۶ء میں ۴ افسران تھے ۔ اور ۱۹۶۴ء میں ۳۲ افسران موجود ہیں ۔ اسی طرح محکمہ تعلیم میں اس وقت ۴ افسران تھے ۔ آج ۳۷ موجود ہیں ۔ محکمہ صنعت میں اسوقت ۵ تھے ۔ اس وقت ۱۹ موجود ہیں ۔ اسی طرح رسل و رسائل (Communications and Works) میں ۷ کی بجائے اب ۳۵ ہیں ۔ محکمہ مال میں ۵ کی بجائے ۹۴ ہیں ۔ محکمہ مالیات میں جس سے کہ یہ توقع کی جاتی ہے ۔ کہ وہ دوسروں کو کنٹرول کرتے ہیں ۔ اسوقت ۱۷ تھے ۔ اب ۵۹ ہیں ۔ محکمۂ عام نظم و نسق میں ۱۷ کی بجائے ۷۰ ہیں ۔ اور یہی حال دوسرے محکموں کا ہے یعنی محکمہ قانون ، ہوم ، خوراک اور زراعت اور اطلاعات کا ۔

جناب سپیکر ۔ موضوع یہ ہے ۔ کہ جب ایک یونٹ کے معرض وجود میں آنے سے قبل یہ بتایا گیا تھا ۔ کہ اس صوبے کی انتظامیہ کو زیادہ اچھے طریقے سے اور زیادہ سستا چلایا جائیگا ۔ تو کیا وجہ ہے ۔ کہ اس قدر اخراجات کئے گئے ہیں ۔ اور آبادی پر افسران کی اتنی تعداد ٹھونسی گئی ہے ۔ خاص طور پر یہ صورت حال انتہائی خوفناک ہے ۔ اور قابل اعتراض بھی اسی لئے ہے ۔ کہ یہاں کوئی کام بھی اتنے افسران کے ہوتے ہوئے بھی جب کسی کو کرنا ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر عطا حسین خان خاکوانی ۔ کورم نہیں ہے جناب ۔

Mr. Senior Deputy Speaker : Let there be a count (After the count was taken) The House is not in quorum.

Let the bells be rung (After the bells were rung).

The House is in quorum. Please proceed with your speech.

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ افسران کی اتنی بڑی فوج

کے ہوتے ہوئے جب کبھی کوئی کیس سیکریٹریٹ میں پہنچ جاتا ہے اس کی پیروی کے لئے لازم ہے کہ لاہور کے چکر کاٹے جائیں ۔ لیکن معاملہ لاہور کے چکر کاٹنے سے ختم نہیں ہوتا جب تک رشوت نہ دی جائے کوئی کام نہیں ہوسکتا اور اس سے بڑھ کر افسوسناک صورت حال یہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Minister of Agriculture (Malik Qadir Bakhsh) : With due deference I may say that this is irrelevant.

Mr. Senior Deputy Speaker : He is trying to develop his point.

مسٹر حمزہ ۔ افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ جہاں جنرل سول ایڈمنسٹریشن اور لا اینڈ آرڈر پر ۲۴ کروڑ ۳۲ لاکھ کی گنجائش رکھی گئی ہے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پبلک کو ان محکمہجات سے جائز کام لینے کے لئے تقریباً ۲۰ کروڑ رشوت ادا کرنی پڑتی ہے ۔

مسٹر سینیر ڈپٹی سپیکر۔ حمزہ صاحب کیا آپ نے ریزولیوشن پڑھا ہے ؟ اس میں کوریشن کی بابت تو نہیں لکھا کہ یہ Top Heavy ہے ۔

مسٹر حمزہ ۔ جناب میں نے عرض کیا تھا کہ یہ Top Heavy ہے ۔

Mr. Senior Deputy Speaker : I can only allow you to discuss it incidentally but it is not the subject of the Resolution.

وزیر خوراک و زارعت (پنجابی) " کم دی گل کرو "

That the expenditure incurred on the Provincial Administration which is progressively increasing and becoming Top Heavy should be drastically cut down.

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔

حقیقت یہ ہے کہ اخراجات میں اگر ہم یہ رشوت کے خرچے شامل نہ کریں تو عوام الناس کہیں گے کہ یہ رقومات ہم سے زبردستی وصول کی جاتی ہیں لیکن اس کے باوجود اس کا اسمبلی میں ذکر ہی نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سنیر ڈپٹی سپیکر ۔ اب ذکر تو ہوگیا ۔ یہ ریزولیوشن آپ کا نہیں ہے ۔

مسٹر حمزہ ۔ میں عرض کرتا ہوں گورنمنٹ نے ان تمام اخراجات کے باوجود یہ مناسب سمجھا ہے کہ ان ہی افسران کو نوازنے کے لئے بڑی بڑی اراضیات دیں ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ اس قسم کی انتظامیہ کو جو اس گورنمنٹ نے اپنی نااہلی کی بنا پر ہمارے اوپر مسلط کی ہے اس کارکردگی کے باوجود یہ ضرورت کیوں محسوس ہوئی کہ ان کی اعلیٰ خدمات کے صلے میں جو کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کن کے لئے

سرانجام دیتے ہیں اراضیات یا بڑے بنگلے مہیا کریں ۔ جناب سپیکر ۔ حقیقت یہ ہے کہ گورنمنٹ جو پبلک کو اپنا بنا کر رکھتی ہو اس کے لئے ہمیشہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ لا اینڈ آرڈر (امن و امان) قائم رکھنے کے لئے جن افسران کو یہ بذات خود ناجائز مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں ان پر روزمرہ زیادہ سے زیادہ خرچ کریں اگر یہ عوام‌الناس کی فلاح و بہبود کے لئے کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ سول اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن پر اتنی بڑی رقومات خرچ کی جائیں۔ جناب سپیکر جناب پارلیمانی سیکریٹری صاحب نے ڈیویلوپمنٹ کا ذکر کیا ۔ سمجھے انتہائی افسوس ہے کہ ہمارے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں جن سے پتہ چلے کہ یہ لوگ کیا گل کھلارہے ہیں حالانکہ تمام صوبے میں لوگوں کو علم ہے کہ جو افسر ریٹائر ہوجاتا ہے یا نااہل ہوجاتا ہے یا سترہ بہترہ ہو جاتا ہے اس کو واپڈا یا اے ۔ ڈی ۔ سی میں ملازمت دیدی جاتی ہے ۔ اور کسی بڑے عہدے پر لگا دیا جاتا ہے ۔ جناب سپیکر ضرورت اس امر کی ہے کہ جن لوگوں کو دوبارہ ملازمت میں رکھا جائے ان کو محض پنشن نہ دی جائے ۔ ان کو محض ایک تنخواہ پر ہی ملازم رکھا جائے اور ان میں ہمارے فوجی افسران بھی شامل ہیں چاہے وہ فیلڈ مارشل ہوں یا میجر جنرل ۔ ان کو ایک اچھی مثال قائم کرنی چاہئے تھی وہ بڑی بڑی رقومات جو تنخواہ اور پنشن کی صورت میں دو کی بجائے چار چار جگہ وصول کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم دو تو کیا اکہری تنخواہ میں سے بھی محض اتنی تنخواہ وصول کریں گے جس سے وہ عام انسان کی طرح خود دارانہ زندگی بسر کرسکیں گے ۔ جناب سپیکر صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف ملک میں انتہائی غربت ہے ۔ ایک عام انسان کی اوسط آمدنی ایک روپیہ بھی نہیں ۔ ہماری انتظامیہ کے چیف ایگزیکٹیو پر اسی بجٹ میں ایک سال ۵ لاکھ اور ۱۷ ہزار اور ۱۱۰ روپیہ خرچ کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اس چیز کا بھی علم ہوگا کہ جب سول ایڈمنسٹریشن کو چلانے والے اچھی مثال قائم نہیں کریں گے اور نہ ہی کرتے رہے ہیں اور نہ ان سے توقع کی جا سکتی ہے ۔ جن کا حال یہ ہو کہ روزمرہ دورے کا بہانہ بنا کر بے جا طور پر ہمارے خزانے سے ٹی ۔ اے ۔ کے بل وصول کرتے ہیں ۔ حالانکہ کسی شخص سے یہ چھپی ہوئی بات نہیں ہے کہ جب کبھی یہ دورے پر جاتے ہیں یا اپنا پرائیوٹ کام کرتے ہیں یا سرکاری پارٹی کے حق میں پراپیگنڈہ کرتے ہیں عام نظم و نسق کو دیکھنا اور نقائص پکڑنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے اور نہ ان سے کوئی توقع ہی کرتا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر آپ کو اس چیز کا بھی علم ہوگا کہ صوبائی اسمبلی میں اٹھارہ پارلیمانی سیکریٹروں

کی فوج بھرتی کی ہوئی ہے جن کا یہاں ہونا اس چیز کا بین ثبوت ہے کہ یہ عہدے سیاسی رشوت کے طور پر دینے کے لئے بنائے گئے ہیں اور ان سے مستفید ہونے والے روزمرہ اپنے کردار سے اس چیز کا ثبوت مہیا کرتے ہیں ------

Mr. Senior Deputy Speaker : This is an aspersion on the members. You should withdraw.

مسٹر حمزہ - کو ن سا حصہ جناب ؟

مسٹر سینیر ڈپٹی سپیکر - "کہ یہ کردار کا ثبوت دیتے ہیں۔

You should with draw these words.

مسٹر حمزہ - جناب وہ عملی طور پر اس چیز کا ثبوت دیتے ہیں -

Mr. Senior Deputy Speaker : You should withdraw that. This is an aspersion on the members. I won't allow that.

مسٹر حمزہ - I with draw Sir جناب سپیکر - ہمارے ملک کے غریب ہونے میں کسی شخص کو شبہ نہیں ہے - ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے ملک کے موجودہ حالات کے پیش نظر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے سلسلے میں یہ طے کرلیں کہ ہم کسی افسر کو تین ہزار سے زیادہ ماہوار ادا نہیں کرینگے - اور اس کے ساتھ ساتھ ماتحت اور چھوٹے عملے کی تنخواہ ہزار یہ فرض ہے اتنی مقرر کریں کہ جس سے کہ وہ ضروریات زندگی بال بچوں کی تعلیم اور صحت اور رہائش کا خاطر خواہ انتظام کر سکیں - اسی معزز ایوان میں میں نے سوالات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ بہت سے محکموں میں بہت سے افسران کو On deputation بھیج دیا جاتا ہے جہاں اکثر اوقات وہ بڑی تنخواہیں اور الاؤنس وصول کرتے ہیں اور یہ چیز فائینس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جاری شدہ سرکولر کے باوجود اس کی خلاف ورزی کی شکل میں قائم ہے -

وزیر خوراک و زراعت - ہم نہیں سمجھے جناب وضاحت فرمائی جائے - ہم سمجھے نہیں ہیں جناب -

مسٹر حمزہ - جناب سپیکر - بہت سے افسران کو جب نوازنا مقصود ہوتا ہے تو ان کو کسی دوسرے محکمہ میں (Deputation) ڈیپوٹیشن پر بھیج دیا جاتا ہے جہاں وہ اپنے Parent department. کے مقابلہ میں دوگنی تنخواہ یا الاؤنس وصول کرتے ہیں - حالانکہ فائینس ڈیپارٹمنٹ نے سرکولرز میں اس چیز کی نشاندھی کی ہے رولز موجود ہیں کہ کسی افسر کو چھ ماہ سے زیادہ ڈیپوٹیشن پر نہیں بھیجا جا سکتا لیکن اس کے باوجود ہماری گورنمنٹ اپنے منظور نظر لوگوں کو نوازنے کے لئے اس پالیسی پر سختی سے عمل درآمد کر رہی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - ملک صاحب سے پوچھ لیا جائے وہ اس کو سمجھ گئے ہیں -

Mr. Senior Deputy Speaker : Please take your seat. This Minister will speak in his turn.

وزیر زراعت - رضوان کے شکوہ کو علامہ اقبال سمجھا تھا اور اس کے شکوہ کو علامہ رحمت اللہ ارشد سمجھینگے -

مسٹر حمزہ - بذات خود محکمہ مالیات کی حالت یہ ہے کہ اس میں افسران کی تعداد دوسرے محکموں کے مقابلہ میں بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے ان میں بعض افسران ایسے ہیں جن کو بڑی تنخواہیں دی گئی ہیں پانچ ہزار یا پانچ ہزار سے زیادہ تنخواہ کئی افسران کو دی جاتی ہے -

وزیر زراعت - مثلاً

مسٹر حمزہ - میں بتا دونگا - حقیقت یہ ہے اس محکمہ سے توقع نہیں کی جا سکتی کہ دوسرے محکموں کو ٹھیک طریقے سے چیک کرے - اس کے علاوہ اگر اس حکومت نے انتظامیہ کے اخراجات میں کمی کرنی ہوتی تو یہ ریٹائر ہونے کی عمر بڑھا کر ۶۰ سال نہ کرتی - ان کو اس چیز کا علم ہوگا کہ ہندوستان نے بھی دوسری جنگ کے دوران جن ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد ملازم رکھنے کا فیصلہ کیا تھا ان کو چھوٹے عہدوں پر لگایا تھا جہاں ان کی تنخواہیں مقابلتاً کافی کم ہوتی تھیں - لیکن یہاں صورت حال مختلف ہے جب کوئی افسر ریٹائر ہونے والا ہوتا ہے یا ریٹائر ہو جاتا ہے اس کو ایسے محکمہ میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں اس کی تنخواہ پہلے کی نسبت ڈیوڑھی یا دگنی ہوتی ہے - اور اس سلسلہ میں آپ کی وساطت سے مودبانہ عرض کرونگا کہ ملک قادر بخش صاحب کے محکمہ کو طرہ امتیاز حاصل ہے شاید اس کی وجہ یہ ہے چونکہ خود بوڑھے ہیں ان کو بوڑھوں کے حال پر بہت رحم آتا ہے حالانکہ قوم کے حال پر کبھی رحم نہیں آیا - جب کوئی افسر زیادہ بوڑھا اور نکما ہو جاتا ہے یہ اس کو خوشی سے اپنے محکمہ واپڈا میں لے لیتے ہیں -

Mr. Ahmad Mian Soomro : Personal remarks should not be allowed.

Mr. Senior Deputy Speaker : I think these are not personal.

مسٹر حمزہ- جناب سپیکر- میں عرض کر رہا تھا یہ واپڈا اور ایگریکلچر ڈیولپمنٹ کارپوریشن ریٹائرڈ اور نکمے افسران کی اماجگاہ بنا ہوا ہے - اور اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ جناب ملک قادر بخش صاحب کو اس قوم کی حالت پر رحم نہیں آتا لیکن وہ اپنے ہم عمر لوگوں کو نوازنے کے لئے انتہائی کوشش میں لگے رہتے ہیں -

Mr. Senior Deputy Speaker : Why can't you address him as the Minister of Agriculture ? There is no point in taking his name unless it is absolutely necessary.

مسٹر حمزہ - ایک مشکل یہ ہے کہ ان کے پاس محکمہ طاقت بھی ہے - جب طاقت - جنگلات اور دوسرے محکموں کا ذکر آتا ہے تو ان پر عجب کیفیت طاری ہو جاتی ہے - جنگلات - حیوانات - طاقت یہ تمام محکمے ان کے پاس ہیں - میں سمجھتا ہوں ان محکموں کا نام لینے کے مقابلہ میں ان کا نام لینا بہتر ہے -

وزیر زراعت - پاگل خانہ میرے پاس نہیں ہے -

مسٹر حمزہ - جناب سپیکر جو حکومت انتظامیہ کو اس قسم کے مقاصد کے لئے استعمال کر رہی ہو اس انتظامیہ کے اخراجات کم کرنے کے بارے میں اس سے کوئی امید نہیں کی جا سکتی - اور آج میں نے اس ایوان میں یہ ثابت کر دیا ہے حالانکہ انضمام یونٹ کے وقت اس صوبہ کے عوام‌الناس کو بتایا گیا تھا کہ انتظامیہ کے اخراجات میں خاطر خواہ کمی واقع ہوگی - صورت حال یہ ہے ہم پر اس قسم کے افسران مسلط کئے گئے ہیں کہ ہمیں ان کو قائم و دائم رکھنے کے لئے دگنے اخراجات برداشت کرنے پڑے ہیں - ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان اخراجات کو سختی سے کافی حد تک کم کریں - موجودہ حالت میں اس ملک کی تمام دولت بڑے بڑے سرمایہ دار - بڑے بڑے جاگیر دار اور بڑے بڑے افسر کھا جائیں گے - عوام‌الناس چیختے رہینگے لیکن ہر چیز کی کوئی حد ہوتی ہے - چیخنے کے بعد اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تشدد ہوگا اور ان کے جو بڑے پیٹ ہونگے ان سے تمام چیزیں حاصل کرلی جائیگی جو وہ بڑی تیزی سے جمع کرتے رہے ہیں -

Mr. Munawwar Khan : Sir I want to speak in support of this resolution.

Mr. Senior Deputy Speaker : It is better for the debate that Government's view should be known at the earliest stage so that after this you can reply to it.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : Let the Minister wind up.

Mr. Senior Deputy Speaker : No question of winding up, because the last speech would come from the mover of this resolution.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan : I may be allowed Sir.

Mr. Senior Deputy Speaker : After the Government has given its views to this resolution, you can deal with it.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں یہ عرض کرونگا اگر ملک صاحب میری گذارشات سن لیتے تو یہ بہتر پوزیشن میں ہوتے اور گورنمنٹ کی طرف سے جواب دے سکتے تھے -

مسٹر سینیر ڈپٹی سپیکر ۔ گزارشات بھی اسی ریزولیوشن پر آپ نے کرنی ہیں۔ انہوں نے Views دیئے ہیں اس کو آپ Discuss کریں ۔

That will be a better debate.

وزیر زراعت ۔ مسٹر سپیکر ۔ الفاظ تو بڑے اچھے تھے ۔ بڑے اچھے الفاظ میں رکھا گیا میں اس امید میں تھا کہ معزز ممبران کوئی ٹھوس تجاویز اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرینگے جن پر حکومت غور کر سکے ۔ جو کچھ کہا گیا اس کا لب لباب یہ تھا کہ انتظامیہ تشدد کر رہی ہے ۔ ملک کو غلام بنا رہی ہے ۔ حکومت کے ہاتھوں کٹ پتلی بنی ہوئی ہے ۔ اور کیا کیا نہیں کہا ۔ اور کچھ اس طرح کی باتیں بھی وہ فرما گئے کہ تنخواہیں دگنی کر دی گئی ہیں اور ان کا اشارہ واپڈا کی طرف ۔ ایگریکلچرل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی طرف تھا ۔ جہاں تک میری معلومات ہیں کسی کی تنخواہ دگنی نہیں ہے ۔ صرف ایک deputation allowance ہوتا ہے ۔ ۲۰ فیصدی ۔ ۲۵ فیصدی بعض کیسس میں کوئی بھی نہیں ہوتا ۔ لیکن غیر ذمہ‌دارانہ طور پر جو میرے معزز دوست فرما گئے کہ دگنی تنخواہیں دیتے ہیں

اور ایک ایسی بات بھی فرما گئے کہ deputation پر لے لئے جاتے ہیں ایک محکمہ سے دوسرے محکمہ میں ۔ اور ایک سرکولر کا بھی انہوں نے حوالہ دیا اگر ان کے پاس وہ سرکولر اس وقت ہے وہ مجھے دے دیں ۔ واپڈا جس نے آئندہ پچیس تیس سال تک کام کرنا ہے آپ فرماتے ہیں صرف چھ ماہ کے لئے انجینیئر بھیجے جا سکتے ہیں ۔ یہ ان کے اپنے دماغ کی اختراع ہے ۔ کوئی اس قسم کا سرکولر نہیں ہے ۔ میں اپنا مدعا کیا پیش کروں جب کہ انہوں نے غالباً بجٹ کی جنرل بحث کے دوران جبکہ خواجہ محمد صفدر صاحب نے فرمایا کہ اخراجات بڑھ گئے ہیں ان کو بھی نوٹ کرلیا گیا جو معزز لیڈر آف دی گورنمنٹ پارٹی نے فرمایا ہے وہ بھی غالباً نوٹ کئے ہیں لیکن ان کو کہنا مناسب نہیں تھا کہ آج اس ہاؤس میں اٹھکر ان کو repeat کر دیا کہ اخراجات کا جو وعدہ کیا گیا کہ کم ہونگے اس چیز کو آج بحث میں لانا بھی نہیں چاہئے تھا کیونکہ نہایت احسن طریق سے فنانس منسٹر صاحب نے بتا دیا ہے اخراجات میں کمی ہوگی Integrated کے وقت ۶ فیصدی اخراجات تھے اب ۴ فیصدی ہیں ۔ میں ان کی بات دوہرا رہا ہوں اور صحیح عرض کرونگا لیکن باوجود اس دعوی کے پھر بھی وہ رٹ لگا رہے ہیں کہ اخراجات بڑھ گئے ہیں ۔ اخراجات نہیں بڑھے ہیں بلکہ کم ہوگئے ہیں ۔ ہاں یوں کہا جا رہا ہے کہ جو کچھ اس وقت اخراجات ہو رہے تھے اس سے اب زیادہ ہیں میں مانو لیکن یہ بھی ساتھ دیکھنا ہوگا کیونکہ انہوں

نے دھرایا ھے مجھے بھی اپنے argument repeat کرنے پڑ گئے ھیں ۔ جب فنانس منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اخراجات میں زیادتی ھوئی ھے لیکن نسبتاً اخراجات کم ھوئے ھیں افسران کی تعداد کے متعلق پھر وھی نقل پر نقل مارنے والی بات کی ھے ۔ اور نقل کرنے والے کو تو امتحان میں فیل سمجھا جاتا ھے ۔ اگر کوئی نقل کرنے والا پکڑا جائے تو وٹو صاحب اسے چھ سال کے لئے باھر نکال دیتے ھیں ۔ جو کچھ خواجہ صاحب نے فرمایا تھا ۔ وھی مسٹر حمزہ نے فرمایا ھے ۔ افسران کی تعداد جو ۹۴ سے ۶۰۰ ھوگئی تھی ۔ اس کا جواب بھی دیدیا گیا ھے ۔ کہ Reorganisation میں Section Officers لائے گئے تھے ۔ اس لئے انہیں یہ اضافہ معلوم ھوتا ھے ۔ یہ Section Officer کا اتنا اچھا ادارہ ھے کہ مرکز نے بھی اسے اپنایا ھے ۔ یہ سب چیزیں انہوں نے دھرائی ھیں ۔ اس کے علاوہ وہ ایک حرف بھی نہیں کہہ سکے اور نہ ھی کہہ سکینگے ۔ خواہ ان کو وقت بھی دیا جائے اور ان کے سامنے کتب کا ڈھیر ھی کیوں نہ لگایا دیا جائے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو عمداً ھم سے کوئی دکھ ھے ۔ یا ھمیں قوم کا درد نہیں ۔ لیکن ان کو اس زاویے سے نہیں دیکھنا چاھئے ۔ جس سے وہ ھماری رھبری نہ کر سکیں انہیں ھماری رھبری کرنا چاھے ۔ کہ فلاں محکمے میں فلاں آسامیاں اس طرح کم کی جا سکتی ھیں ۔ اشتمال کے کام میں پٹواریوں کی یوں کمی ھو سکتی ھے ۔ محکمہ زراعت میں یہ کمی ھو سکتی ھے ۔ اور یہ آسامیاں کم کی جا سکتی ھیں ۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے اس پر نہ کاوش کی اور نہ ھی اس پر اپنے دماغ کو خرچ کیا ۔

صاحب صدر ۔ مجھے کسی شخص پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں ۔ اور نہ کسی پر حملہ کرنا چاھئے میں اپنی طرف سے انتہائی کوشش سے توجہ دیتا رھا ۔ کہ کچھ سمجھوں ۔ آخر یہ کہاں پہنچنا چاھتے ھیں ۔ اور کیا نتائج برآمد کرنا چاھتے ھیں ۔ جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا ۔ اقبال کے شکوے کو تو رضوان سمجھا تھا ۔ لیکن ان کے شکوے کو تو علامہ صاحب ھی سمجھیں تو سمجھیں ۔ ورنہ میں نے تو سمجھنے کی انتہائی کوشش کی ھے ۔ کہ اسے کس طریقے سے Welcome اور خوش آمدید کروں ۔ اگر یہ معزز ایوان حکومت کے سامنے کوئی ٹھوس تجاویز پیش کرے کہ اخراجات میں اس طرح کمی کی جائے ۔ تو ھم ان پر غور کرنے کے لئے حاضر ھیں ۔ اور سوچ بچار کرنے کے لئے تیار ھیں ۔ لیکن افسوس اس بات کا ھے کہ جب بھی یہ تقریر کرتے ھیں ۔ اس میں بھارت کی بڑی تعریف کرتے ھیں ۔ بھارت کی تعریف انہیں بڑی پسند ھے ۔ خواہ

موضوع زیر بحث کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہو یا نہ ہو۔ اس سے میرا مطلب یہ نہیں کہ ان کا بھارت سے کوئی تعلق ہے۔ خدا نہ کرے کہ کسی پاکستانی کا بھارت سے کوئی ظاہر یا خفیہ تعلق ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ ان کا بھی بھارت سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ بھارت کی Executive میں کیا خوبی ہے۔ انہوں نے اپنے اخراجات میں کونسی کمی کی ہے ویسے ان کے اخراجات میں کمی یا ان کی حالت زار تو میں خود اخباروں سے ہر روز پڑھ کر سنایا کرتا ہوں اور حمزہ صاحب کی نظر سے بھی گزرتی ہوگی۔ لہٰذا میں آپ کے توسل سے ان کی خدمت میں عرض کرونگا کہ اگر وہ حوالہ دینا ضروری بھی سمجھتے ہیں۔ تو وہ افغانستان۔ روس۔ چین۔ انگلینڈ۔ ایران اور کسی ملک کا دے دیا کریں۔ آخر بھارت کو انہوں نے اپنی آنکھوں کا تارا کیوں بنا رکھا ہے۔ یہ بات میں نہایت ادب سے ان کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ کہ حکومت اس بات کے متعلق conscious ہے کہ اخراجات میں کمی کی جائے۔ چنانچہ جیسا کہ پارلیمنٹری سیکریٹری صاحب نے فرمایا ہے۔ ایک کمیٹی بٹھائی گئی تھی۔ جس نے دو کروڑ روپے کی حد تک محکموں کے عملے اور افسران میں تخفیف کی ہے۔ اب اس پر بھی یہ اعتراض ہوا کہ چھوٹی ملازمتوں کو تخفیف میں لایا جاتا ہے۔ بڑی ملازمتوں کو نہیں لایا جاتا۔ اس سے بھی حضور مجھے اتفاق نہیں۔ ہر صورت میں اپنے محکمہ خوراک کے متعلق عرض کر سکتا ہوں۔ وہاں بہت سے افسران میں کمی کی گئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی طرح ہر محکمے میں کی گئی ہے۔ لیکن یہاں میں ایک بات ضرور عرض کرونگا کہ کہ ہم ایسی کمی ہرگز نہ کرینگے۔ جو محکمے کی Efficiency کو کم کر دے۔ اور جو انتظامیہ کے روزمرہ کے کاروبار کام کاج اور Efficiency پر اثر انداز ہو۔ ہم ایسی کمی کے نزدیک بھی نہ جائینگے۔

پھر جناب والا۔ معزز ممبر اپنے کچھ Point develop بھی کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اپنی تقریر کے دوران انہوں نے کہیں پولیس کا ذکر کیا۔ کہیں افسران کی زیادتی کا رونا رویا۔ اور پھر ملک میں امن و امان نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ بڑھتی ہوئی آبادی اور بڑھتے ہوئے ترقیاتی پروگراموں کے لئے لازمی طور پر عملہ بڑھیگا۔ آخر فرشتوں نے تو آکر کام کرنا نہیں۔ اور نہ ہی کام کرنے کے لئے عالم جنات سے کوئی آئے گا۔ اگر ہم نے کام کرانا ہے۔ تو اس کے لئے ہمیں Human Agency کو employ کرنا ہوگا جس کے لئے اخراجات لازمی ہیں۔

رہے ترقیاتی پروگرام کے نتائج۔ تو میرا خیال ہے کہ مجھے اس سلسلے میں ہاؤس کا زیادہ وقت نہ لینا چاہئے۔ کیونکہ اس کے متعلق وزیر خزانہ صاحب واضح طور پر بیان فرما

چکے ہیں ۔ کہ انفرادی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے ۔ ہم نے ترقیاتی پروگراموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی ہے ۔ اور اس کوشش میں بہت حد تک کامیاب ہوئے ہیں ۔ تو ان حالات کے پیش نظر آخر میں میں یہ عرض کرونگا کہ آئندہ جو معزز ممبر بھی تقریر فرمائیں ۔ وہ ٹھوس قسم کی تجاویز پیش کریں ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ وہ کونسے محکمے ہیں جن میں تخفیف کی جائے ۔ اور وہ کونسے لوگ ہیں جن کی تنخواہوں میں کمی کی جائے ۔ وہ ہمیں گنتی میں لاکر بتائیں کہ اتنے کروڑ یا اتنے لاکھوں کا اضافہ ہوگا ۔ تب بحث کا کوئی فائدہ بھی ہے ۔ لیکن اگر ضرور انہوں نے گالیاں ہی دینا ہیں اور یہاں سیاسی قسم کی تقریریں ہی کرنا ہیں تو میں مودبانہ التماس کرونگا کہ اس ہاؤس کا وقت بڑا قیمتی ہے ۔

مسٹر حمزہ - on a point of personal explanation جناب والا ۔ جناب ملک قادر بخش صاحب نے فرمایا ہے کہ بھارت کا حوالہ دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ میں بڑے غور سے انکی تقریر سنتا رہا میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ میں نے دوسری جنگ کے دوران ہندوستان کا حوالہ دیا ہے ۔ اور ان ایام کا حوالہ دیا ہے جب ان کے اقائے ولی نعمت اس ملک پر قابض تھے ۔ اور میں نے یہ کہا تھا کہ جنگ کے دوران اگر کسی افسر کو اس کی retirement age کے بعد ملازمت میں رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اسے چھوٹے عہدے پر جہاں کم تنخواہ ہوتی تھی ۔ مامور کیا جاتا تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ (بہاولپور — ۲) جناب صدر ۔ اس وقت جو قرار داد اس ایوان میں زیر بحث ہے ۔

مسٹر عطا حسین خان ۔ جناب والا ۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

Mr. Senior Deputy Speaker : Let there be a count. (count was taken) The House is not in quorum. Let the bells be rung. The House is quorum now. (Quorum bells were rung)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب صدر ۔ اس وقت جو قرار داد اس ایوان میں زیربحث ہے ۔ جس کو ہمارے محترم حمزہ صاحب نے پیش کیا ہے ۔ اور جس پر سعدی صاحب نے اپنی ترمیم پیش فرمائی ۔ وہ گہری توجہ کا مستحق ہے ۔ وہ قرار داد کسی پارٹی کے ساتھ یا اس کے متعلق نہیں یا اس کے لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ سیاسی نوعیت کی ہے اس قرار داد کو میں اس لئے بے حد اہم سمجھتا ہوں کہ ملک کی اقتصادی کیفیت کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے اور ہم سب کو سر جوڑ کر انتہائی حزم و احتیاط کے ساتھ ٹھنڈے دل کے ساتھ بڑی ہی تعمق نظر اور دقت نظر سے سوچنا ہے کہ واقعی اگر صوبہ کے چلانے والے انتظامیہ کے دوسرے اخراجات میں کمی کی جاسکتی ہے تو یقیناً کرنی چاہئے ۔

جو کچھ جناب فاضل وزیر ملک قادر بخش صاحب نے فرمایا اور جناب محترم پارلیمنٹری سیکریٹری صاحب چودھری سلطان محمود صاحب نے فرمایا ہے اس کا خلاصہ جو میں سمجھا ہوں وہ یہی ہے کہ یہ ایک Developing Country ہے ۔ ترقی

پذیر ملک ہے اور جہاں تعمیر و ارتقا کا جو بھی منصوبہ زیر غور آئے گا اس کے لئے ہمیں ملازمین رکھنا پڑیں گے ۔ ان کو تنخواہیں اور مشاہرے بھی دینا پڑیں گے ۔ یقیناً میں ملک صاحب سے اتفاق کرتا ہوں ۔ فرشتے یا جنات اس دنیا میں کام کرنے کے لئے نہیں آئیں گے ۔ لیکن جناب میں آپ اور ان کی توجہ ان تقاریر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو اس ایوان میں اس طرف سے کی گئی ہیں ۔ یا اس طرف سے کی گئی ہیں جو بھی تقاریر اس ایوان میں میزانیہ پر عام بحث کے دوران یا کٹ موشن کے سلسلہ میں ہوئی ہوں ۔ ان کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا میں چاہتا ہوں کہ اس کے لئے ملک صاحب اور چودھری صاحب حافظہ کو تازہ کرلیں ۔ اس طرف سے جو تقریریں ہوئی ہیں ان میں کچھ تنقید تھی ۔ ہوسکتا ہے کچھ ناگوار باتیں بھی ہوں لیکن اس طرف سے جتنی تقریریں ہوئی ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہوتا تھا کہ ہم اس بجٹ کے پیش نظر کرنے پر وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں ۔ لیکن جناب بات یہ ہے کہ جہاں تک ڈولپمنٹ کا سوال ہے خدا کے لئے بتاؤ کہ زندگی کے کس شعبہ میں ڈولپمنٹ ہورہی ہے ۔ اور کیسے ہورہی ہے ۔ سندھ والے اس طرف بیٹھے ہوں یا اس طرف بیٹھے ہوں کہتے ہیں کہ ہم مرگئے ۔ اور سرحد والے کہتے ہیں کہ ہمارا کچھ نہیں ہوا ۔ آج ملتان کے نوابزادہ خاکوانی صاحب فرمارہے ہیں کہ تعلیم کے لئے کالج نہیں ملتا ۔ بہاولپور کا مرثیہ تو میں جناب کی خدمت میں کئی بار پڑھ چکا ہوں ۔ ۵ ساٹھ کروڑ کی انڈسٹری میں سے بہاولپور کو ایک پیسہ بھی نہیں ملا ۔ تو پھر بتائیے کہ کس شعبہ زندگی میں ڈولپمنٹ ہورہی ہے ۔ اگر ہورہی ہے تو اس بات میں کہ اس صوبہ کے غریب عوام ٹیکس جمع کرکے حکومت کو دیں ۔ اور حکومت اس میں سے کچھ آرٹ کونسل کو دے کچھ عریاں رقص و سرور کی سرپرستی کے لئے ان کو دے کچھ اس لئے دے کہ کالجوں کے طلبامیں بدعنوانی ہو اور ٹیڈی ازم پھیلے ۔ بد اخلاقی کے مظاہرے سڑکوں پر کریں اگر ترقی یافتگی یہ ہے اور ترقی پذیری یہ ہے اور ڈولپمنٹ یہ ہے تو مجھے اعتراف ہے کہ ملک کی یقینی ترقی ہورہی ہے ۔

میں آپ کے توسط سے ملک صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قرار داد بڑے ہی غور و فکر کے متعلق ہے ۔ اس کا جواب یہ دینا کہ آج سے پہلے ایک اکانومی کمیٹی بنی تھی اس نے بیٹھ کر سوچا تھا ۔ اب اس کے بعد نہ کسی کمیٹی کی ضرورت ہے نہ کسی سوچنے کی ضرورت ہے ۔ میں اس کی بنیادی اور اساسی کمزوری کی طرف متوجہ کرتا ہوں ،، کہ جب کمیشن بناتے ہیں تو سرکاری ملازمین کی ایک کمیٹی بنادی جاتی ہے اور ان سے کہدیا جاتا ہے کہ بھائی اپنے پاؤں

پر کلہاڑا چلا سکتے ہو تو چلالو ۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

ان سے آپ توقع رکھتے ہیں کہ سب کمیٹی میں بیٹھ کر کہیں گے کہ ہماری تنخواہیں کم کردو ۔ ہمارے ماتحتوں کی تنخواہیں کم کردو ۔ اس محکمہ کو حذف کردو یہ شعبہ ختم کردو ۔ اس قسم کی تجاویز ان کی طرف سے کبھی نہیں آسکتی اس لئے یہ نہایت معقول تجویز تھی کہ ہاؤس کے چار ممبر اور سپریم یا ہائی کورٹ کا ایک جج سربراہ ہو ۔ آپ نے یہ کمیشن کے لئے مسٹر کارنیلیس کو منتخب کیا تھا ۔ گرچہ ان کی رپورٹ خفیہ دستاویز بن گئی ہے جس کا نکلنا شائع ہونا یا لوگوں تک پہنچنا ناممکن ہے لیکن آپ نے انہیں منتخب تو کیا تھا ۔ اس لئے یہ کوئی نئی بات یا کوئی نئی تجویز نہیں ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ دوسری چیز جس کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ پیر شو آموز ۔ بوڑھے آدمیوں کے مشوروں سے ان کی رہنمائی سے قابلیت سے ہم سب کو مستفید ہونا چاہئے لیکن بعض محکمے ایسے ہیں جن کے متعلق آپ کو یاد ہوگا کہ تقسیم ملک سے پہلے ہندو ہر قابل ذکر مقام پر ایک گئو شالہ بناتے تھے بناتے جہاں بوڑھے بیل اور گائیں لاکر جمع کرتے تھے ان سے ہل چلانے یا دودھ دینے کا نام نہیں لیا جاتا وہ صرف گھاس کھاتے تھے ۔ بعض محکمے بالکل اس وقت گئو شالے بنے ہوئے ہیں ۔ ان کے اندر انہوں نے گائیں اور بیل جمع کر رکھے ہیں نہ وہ دودھ دیتی ہیں اور نہ وہ ہل چلاتے ہیں ۔ اور کھاتے سب سے زیادہ ہیں ۔ اور موٹے سب سے زیادہ ہیں ۔ تو جناب ان محکموں کو ختم کرنا چاہئے ۔ ملک صاحب نے ابھی واپڈا کا حوالہ دیا تھا ۔ میں اس کثیرالمقاصد ادارہ کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے کوئی مفید طلب کام نہیں کیا ۔ یہ اس کے ثمرات نہیں ہیں یہ اس کے نتائج نہیں یہ میں نہیں کہتا لیکن میں یہ بڑی ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ جتنا روپیہ صرف کیا جا رہا ہے اس سے نتائج کچھ نہیں نکل رہے ہیں ۔ آج میرے ساتھ چلئے میں بہاولپور کے وہ مقامات دکھانے کے لئے تیار ہوں کہ ۴۰-۴۰-۴۲-۴۲ ہزار روپیہ لگا کر واپڈا نے ٹیوب ویل لگائے ہیں اور ایک قطرہ پانی نہیں مل رہا ہے اور لوگ کسمپرسی کے عالم میں پھر رہے ہیں تو ۴۰-۴۰-۴۲-۴۲ ہزار روپیہ کہاں سے آیا ۔ ایسے آیا کہ اس ملک کے لوگوں نے ایک ایک پیسہ جمع کرکے حکومت کو دیا یا انہیں نے غیر ملکی قرضے کے ساتھ اس کام کو پورا کیا اور اس ملک کو رہن رکھدیا تو یہ بڑی گہری توجہ کا معاملہ ہے اگر اس میں ترمیم لانا چاہتے ہوں تو ضرور لائیں اور اس طرف توجہ کریں کہ یہ روپیہ کیوں صرف ہورہا ہے ۔ یہ ملک غریب ہے یہ صوبہ غریب ہے خاص طور پر زندگی

کے ایک ایک شعبہ اور ہر طبقہ کو سامنے رکھ کر دیکھتے چلے جائیے کہ کس طبقہ کی آمدنی کتنی بڑھ رہی ہے سوائے اس کے کہ دو سو سرمایہ داروں کی آمدنی بڑھ رہی ہے تو ان پر ٹیکس بڑھ رہے ہیں اس کا نتیجہ کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ کشتی اپنے بوجھ کے ساتھ بیٹھ جائیگی ۔

مسٹر سینیئر ڈپٹی سپیکر ۔ سات منٹ سے زیادہ نہیں دئے جائینگے ۔

مسٹر عبدالرازق خان- جناب سپیکر۔ جناب حمزہ صاحب نے جو قرار داد اس معزز ایوان کے سامنے پیش کی ہے اور جس پر جناب سعدی صاحب نے ترمیم پیش کی ہے اور وہ حمزہ صاحب کی طرف سے قبول کر لی گئی ہے میں اس کی حمایت تو نہیں کر سکتا کیونکہ اس قرار داد کے ذریعہ زہر میں بجھے ہوئے تیر چل رہے ہیں اور اس قرار داد کے ذریعہ ان کا یہ مقصد نہیں ہے کہ اگر top heavy ایڈ منسٹریشن ہے تو اس میں کمی کی جائے یا یہ بھی ان کا مقصد نہیں ہے کہ اس حکومت کے کام میں کوئی اصلاح کی جائے وہ تو صرف مخالفت کرنیکا شوق پورا کر رہے ہیں اور یہ قرار داد اس شوق کو پورا کرنے اور انہیں اپنے ان ہی خیالات و جذبات کے اظہار کا موقع مل گیا ہےلیکن جناب سپیکر۔ میں یہ ضرور کہونگا کہ ہمارے معزز اراکین کینبٹ کو اس مسئلہ پر سوچنا ضرور چاہئے اگر میں یہ کہوں کہ ایڈمنسٹریشن پر زیادہ خرچ نہ کیا جائے تو یہ کوئی عقل کی بات نہ ہوگی میں ان سے یہ درخواست کرونگا کہ اس طرف توجہ دی جائے کہ آپ ایڈمنسٹریشن پر جو خرچ کر رہے ہیں کیا آپ حق بجانب ہیں اس میں ؟ آپ ایک ملازم کو جو تنخواہ دے رہے ہیں کیا وہ اس کا پوری طرح کام کر رہا ہے اور جس مقصد کے لئے مقرر ہے اس کا مقصد پورا ہو رہا ہے ۔ مغربی پاکستان کو اس سے فائدہ پہنچ رہا ہے یا نہیں جناب میں خاص طور پر ان کی توجہ سول سکریٹریٹ کی طرف دلاؤنگا میرا ذاتی تجربہ تو یہ ہے کہ جو بھی شخص وہاں کام کرانے کے لئے جاتا ہے مایوس ہو کر واپس آتا ہے ۔ فائلیں ایک دفتر سے دوسرے دفتر میں چلتی پھرتی رہتی ہیں اور اس سے عام لوگ مطمئن نہیں ہوتے ایڈمنسٹریشن پر جو خرچ ہو رہا ہے اس میں کمی تو کرنا چاہئے لیکن یہ ضروری گذارش کرونگا کہ جو شخص تنخواہ پا رہا ہے ان سے پورا پورا کام لیا جائے۔

اس کے بعد جناب والا میں ان کی توجہ بعض Departments کی طرف دلاؤنگا ۔ ایک اے ۔ ڈی ۔ سی کا محکمہ اور ایک ایگریکلچر کا محکمہ اور اس کے ساتھ تیسرا

محکمہ جس کو رورل سپلائی کہتے ہیں ان تینوں محکموں کا کام کیا ہے ۔ ایگریکلچر کو ترقی دینا بیج سپلائی کرنا Fertilizer سپلائی کرنا تینوں محکموں کا ایک ہی کام ہے ۔ اے ۔ ڈی ۔ سی ۔ میں اضافہ کرتے ہوئے سال ڈیمس کا کام ان کے حوالے کیا گیا ہے تو میں درخواست کرونگا کہ کیبنٹ کی سطح پر اس بات پر سنجیدگی سے غور فرمائیں کہ تینوں محکموں کو amalgamate کرکے ایک ہی محکمہ بنا دیں ۔ مثلاً اے ۔ ڈی ۔ سی میں بعض بڑے بڑے افسر رکھے گئے ہیں ایگریکلچر کو ترقی دینے کے لئے لیکن وہ ٹیکنیکل آدمی نہیں ہیں وہ نہیں جانتے کہ ایگریکلچر کیا ہے مجھے ایسے افسروں کا علم ہے کہ وہ فوج میں مفید کام سر انجام دے رہے تھے میں ان کی دیانتداری میں شک نہیں کر سکتا ضرور دیانتدار ہیں اور پہلے بھی تھے لیکن ان کو یہ پتہ نہیں کہ کون سے موسم میں کون سی فصل بوئی جاتی ہے لیکن ان کو ایگریکلچر اور زراعت کے کام پر لگا دیا گیا ہے ۔ یہ ایسی باتیں نہیں ہیں جو میں اعتراض کے طور پر پیش کر رہا ہوں یہ محض اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ efficiency بڑھے اور جو ایڈمنسٹریشن پر ہم خرچ کر رہے ہیں اس سے ہم عوام کو بتا سکیں کہ ہم حق بجانب ہیں اور اس سے اس حکومت کی نیک نامی میں بہت زیادہ اضافہ ہوگا ۔

جناب والا ۔ سکریٹریٹ میں یہ سکشن آفیسر صاحبان ــــــــ میں تو ان کا اتنا سخت مخالف ہوتا جا رہا ہوں ان کا رویہ کچھ ایسا ہوگیا ہے کہ ایک طرف جو ان سے نیچے لوگ ہیں ان کو یہ دبائے رکھتے ہیں دوسری طرف جب سیکریٹری کے مساوی افسر کی طرف جاتے ہیں تو اگر کوئی یہ پروپوزل پیش کر دیں تو اس سے بڑی بڑی پیچیدگیاں پیدا کر دیتے ہیں اور پھر کیا مجال ہے کہ سیکریٹری بھی ایک لفظ ادھر ادھر کر سکے اور اگر کر دے تو وہ فائل پھرتا رہیگا کبھی پشاور جائیگا کبھی لاہور آئیگا تو میں ان سے یہ درخواست کر رہا ہوں کہ اس طرف آپ توجہ دیں اور اس محکمہ کو درست کریں ۔

میں اس طرف بھی آپ کی توجہ دلاؤنگا کہ پچھلے سشن میں جب کوئسچن کیا گیا تھا خاص طور پر جب کارخانوں کے اعداد و شمار اس ایوان میں پیش ہوئے تھے اس میں رنگ سازی کے جو کارخانے ہیں ان میں بہت نقصان ہوا ہے اور Fertilizer کے جو کارخانے ہیں ان میں تو قابل برداشت نقصان ہے اس لئے کہ اس سے زمیندار کو فائدہ پہنچتا ہے ۔ لیکن میں اس سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جب میں نے سنا کہ ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری میں پہلے ۶-۷- سالوں میں ۲ کروڑ کا نقصان ہوا ہے تو تعجب کی انتہا نہ رہی میں یہ گذارش کرونگا کہ اس طرف آپ توجہ دیں ۔ جو اخراجات

ہم انڈسٹریز پر کر رہے ہیں اس سے ہم پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور اگر ان اخراجات سے فائدہ اٹھائیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ہمارا صوبہ کتنی جلدی ترقی کریگا۔

نوابزادہ افتخار احمد خان (جھنگ۔۱)۔ صدر محترم کچھ ایسی ناخوشگوار اور ناروا رسم چل پڑی ہے کہ گناہ کو تسلیم کرلینے کی بجائے ہم اس سے انکار کرنا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ آج انتظامیہ میں جو کچھ خرابی ہے اس کو تسلیم کرلینا اس کا اقرار کرلینا زیادہ موزوں ہے زیادہ بہتر ہے اور اس حکومت کے لئے جو اپنے آپ کو قومی یا حب الوطن حکومت کہتی ہے اور اس کے لئے یہ ایک باعزت اور باوقار راستہ ہے لیکن ہمارے ان دوستوں نے جو صف اول میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اشارۃ کنایتہً گئوشالہ تک بات پہنچ گئی۔ لیکن کون اس سے انکار کر سکتا ہے۔ کہ جو آج کی وزارت کے فرائض ہیں۔ جو سخت کام جو سخت محنت کا کام ان وزیروں کو کرنا پڑتا ہے۔ وہ اس سے قبل کسی وزارت نے بھی اتنی محنت کا کام نہ کیا ہوگا۔ ان کے فرائض حقیقتاً بہت سخت ہیں۔ کیا اشارہ کروں۔ صاف الفاظ اور زبان میں۔ ان کے فرائض واقعی زیادہ ہیں۔ اور یہ کہنا کہ وزارت کو ختم کر دیا جائے۔ اور وزارت توڑ دی جائے۔ اور ان کے پارلیمنٹری سیکرٹریوں کو کم کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ بڑی زیادتی ہے۔ کیونکہ ان کی بڑی ضرورت ہے۔ اور آج کے معاشرے میں ان کی بڑی قیمت ہے۔ لیکن اس اعتراف کے باوجود بھی میں یہ مانتا ہوں۔ کہ یہ ہماری مخالفت اس لئے نہیں کرتے ہیں۔ کہ انہیں ہم سے کوئی ذاتی کد ہے یا ذاتی مخالفت ہے۔ کیونکہ ادھر جتنے قلندر بیٹھے ہیں۔ جن کو وہ صبح شام بیوقوف کہتے ہیں۔ ان میں ایک بھی اس قابل نہیں ہے۔ کہ ان کی جگہ پر جاکر ان کی کمی کو پورا کر سکے۔ یہ تو بیچارے چند خود دار لوگ ہیں۔ چند باضمیر لوگ ہیں . . . . . .

Mr. Senior Deputy Spaker : Please come to the resolution

نوابزادہ افتخار احمد خان۔ ان کی نہ خواہش ہے۔ نہ تمنا ہے۔ اور نہ ہی وہ اس قابل ہیں۔ کہ وہ اس کمی کو پورا کر سکیں۔ لیکن آخر اگر انہیں ہماری مخالفت بھی منظور نہیں ہے۔ تو کیوں یہ کیسی اچھی بات کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔ جیسا کہ آج ہی آپ دیکھئے۔ کہ علامہ صاحب نے وہی باتیں کہیں۔ جن کی تائید میرے بھائی عبدالرازق خان نے کی ہے۔ بالکل وہی تکالیف۔ بالکل وہی گلہ۔ اور کون بھائی عبدالرازق خان؟ جو باوجود کوشش کے شاید ان کا نفس ناطقہ بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہ ان کے نکتہ نظر کو اور ان کی کارگذاری کو اس ایوان کے سامنے اچھے طریقے سے اپنی طرف سے پیش کریں۔ لیکن بالکل وہی باتیں کہنی پڑتی ہیں۔

کیونکہ وہ باضمیر آدمی ہیں ۔ باتیں وہی کہنی پڑتی ہیں ۔ جو علامہ صاحب نے کہی ہیں ۔ اور پھر اس کے باوجود وزیر زراعت ملک قادر بخش کی طرف سے یہ کہنا کہ ہماری انتظامیہ درست ہے ۔ اور اخراجات میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی ۔ اور اپوزیشن کی طرف سے کوئی متبادل تجاویز پیش نہیں کی گئی ہیں ۔ اصولی بات ہے ۔ جو میں عرض کرتا ہوں ۔ کہ پھر میں کیا کہوں ۔ اس ستم ظریفی کے متعلق بات یہ ہے کہ انتظامیہ اور انتظامیہ مشینری ۔۔۔ کس کو انکار ہے ۔ اپنے ملک کی ترقی پر روپیہ خرچ کرنے پر اس ایوان کو بھی کوئی انکار نہ ہوگا ۔ دس افسران دئے جائیں ۔ بلکہ ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے ۔ کہ جن کاموں کے لئے ان کا تقرر کیا جا رہا ہے ۔ جن کاموں کے لئے ان کو ترقی دی جا رہی ہے ۔ جن کاموں کے لئے روز نت نئے عہدے قائم کئے جا رہے ہیں ۔ کیا وہ اس کو کرنے کے قابل بھی ہیں ۔ کیا وہ ان فرائض سے عہدہ برآء ہو بھی رہے ہیں یا نہیں ۔ پہلی شکل تو میں کہتا ہوں ۔ کہ وہ اس قابل ہی نہیں ہیں ۔ کیوں اس قابل نہیں ہیں ؟ ۔ اس لئے کہ ان کا ذہن اور ہے ۔ ان کے مسائل اور ہیں ۔ انتظامیہ کا دماغ اور ہے ۔ ان کو تو پرواہ اس بات کی ہے ۔ کہ ان کے مینٹل پیس پر لگنے کے لئے کونسا پتھر اٹلی سے آسکتا ہے ۔ کونسا پتھر سوئیزر لینڈ سے آئے ۔ ان کو کیا پتہ ہے ۔ کہ غریب عوام کے مسائل کیا ہیں ۔ روٹی کا مسئلہ کیا ہے ۔ کپڑے کا مسئلہ کیا ہے ۔ ان کی دنیا نئی ہے ۔ ان کی فکر جدا ہے ۔ ان کی زندگی جدا ہے ۔ ان کا معاشرہ جدا ہے ۔ وہ اپنے معاشرے میں الجھے ہوئے ہیں ۔ قوم اپنے معاشرے میں الجھی ہوئی ہے ۔ اس لئے ان پر ساری ذمہ داری کو سونپنا محض گوشت کی رکھوالی بلی سے کروانے کے مترادف ہے اس لئے اب آتے ہی ۔ پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے ۔ کہ ڈیولپمنٹ ہو رہی ہے ۔ بے پناہ ڈیولپمنٹ ہو رہی ہے ۔ جو ہماری عمر کے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ صدر محترم آپ بھی ہیں ۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۵ء تک جرمنی میں ایک ڈاکٹر گوبلز بڑے مشہور و معروف وزیر رہے ہیں ۔ انہوں نے پروپیگنڈے کا ایک اصول وضع کیا تھا ۔ جو کہ بعینہ انہوں نے اپنا لیا ہے ۔ کہ اتنا جھوٹ بولو ۔ برابر بولو ۔ کہ کچھ حقیقت بھی نہ ہو ۔ اور قوم یقین کرلے ۔ یہ ہے ۔ ان کی ترقی کا اب لباب ۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے ۔ کون نہیں جانتا ہے ۔ کہ کہاں ترقی ہو رہی ہے ۔ کیسی ترقی ؟ ترقی کس کی ؟ ۔ اور ہو کیسے سکتی ہے ۔ صدر گرامی ۔ ترقی کیسے ہو سکتی ہے ۔ جو ترقی کرنے والے تو اپنی ذات کی ترقی میں لگے ہوئے ہیں ۔ اپنی نسل کی ترقی کرنے میں لگے ہوئے ہیں ۔ اپنی اولاد کی ترقی میں لگے ہوئے ہیں ۔ اپنی اولاد کے لئے نئی نئی انڈسٹریز بنانے میں لگے ہوئے ہیں ۔ اگر یہ ترقی ہے ۔ تو

میں اقرار کرتا ہوں ۔ کہ اس ترقی میں سابقہ سیاستدانوں کے ریکارڈ بالکل سب توڑ دئے گئے ہیں ۔ ان سب کی بددیانتیوں کو اکٹھا کرکے نچوڑو۔ ان سب کا عرق نکالو۔ تو ان میں سے ایک کی بھی نہیں بنے گی ۔ اگر یہ ترقی ہے ۔ اور اگر موقع پر جا کر دیکھنا ہے ۔ آپ کسی ضلع کا سیلکشن کر لیجئے ۔ فرنٹیئر پنجاب سندھ کا کوئی بھی ضلع لے لیجئے ۔ سندھ کا ضلع لے لیجئے ۔ روز ہمیں لڑایا جا رہا ہے ۔ کہیں سے سندھ کی آواز اٹھ رہی ہے ۔ کہیں سے پنجاب اور فرنٹیر کی آواز اٹھ رہی ہے ۔ سندھی سمجھتے ہیں ۔ کہ ہم لٹ گئے ۔ ساری ترقی پٹھان لے گئے ۔ پنجابی سمجھتے ہیں ۔ کہ ہم مر گئے ۔ سب پٹھان لے گئے ۔ اور پٹھان بیچارے غریب ۔ انکا کیا ہے ۔ ان میں بھی چند سمگلر ہونگے ۔ چند بلیک مارکیٹنگ کا کام کرتے ہونگے ۔ لیکن پٹھان کی حریت پسند قوم آج اس حکومت کے پیچھے نہیں ہے ۔ وہ نہ صرف یہ کہ اس حکومت کے متمنی نہیں ہیں ۔ بلکہ وہ اس حکومت کی تائید نہیں کرتے ہیں ۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں ۔ کہ پٹھانوں اور پختونوں کی اکثریت ۔۔۔۔ اور اگلے انتخابات آپ کو بتا دینگے ۔ کہ وہ اس حکومت کی حمایت نہیں کر سکتے ہیں ۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں ۔

مسٹر عبدالرازق خان ۔ سمگلروں اور بلیک مارکیٹروں کا جہاں تک سوال ہے ۔ جہاں سے آپ تشریف لائے ہیں ۔ یہ دونوں وہاں بہت زیادہ ہیں ۔

Mr. Senior Deputy Speaker: Have you finished your speech.

نوابزادہ افتخار احمد خان ۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں ۔ تجویز صرف ایک ہو سکتی ہے ۔ اور انتظامیہ کو درست کرنے کی تجویز کیا ہے ۔ اور ملک کو ترقی کے راستے پر گامزن کرنے کی تجویز کیا ہے ۔ کہ جب تک اس ایوان کا کنٹرول نہ ہو ۔ ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے ۔ ہمیں یہ کہا جا رہا ہے ۔ کہ اب وزارتیں تبدیل نہیں ہو سکتیں ۔ اب ایوان کے اعتماد کی ضرورت نہیں ہے ۔ ڈیولپمنٹ ہو رہی ہے ۔ اور یہ صدارتی نظام اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے ۔ کہ جب ہر محکمے پر اس ایوان کی کمیٹیاں بٹھا دی جائیں ۔ اور اختیارات ان کمیٹیوں کے ہاتھ میں ہوں ۔ صرف افسروں اور انتظامیہ کے پاس اختیارات نہ ہوں ۔ کیونکہ اس ایوان کے ممبر بتا سکینگے ۔ کہ کونسے ضلع میں ترقی کی ضرورت ہے ۔ اس ایوان کے ممبر انتظامیہ کے افسران کو یہ guide کر سکینگے ۔ کہ فلاں جگہ کپڑے کے کارخانے کی ضرورت ہے ۔ تو بالآخر وہ بات آئی کہ ترقی ممکن نہیں ہے ۔ جب تک کہ سیاسی طور پر ملک آزاد نہ ہو ۔ جب تک سیاسی طور پر یہ ایوان مجبور نہ ہو ۔ جب تک جمہوریت کی بحالی نہ ہو ۔ یہ ترقی کا ڈھونگ بالکل فراڈ ہے ۔

مسٹر منور خان (بنوں ۔ ۱) ۔ جناب والا ۔ ابتدا میں جب ون یونٹ کا مسئلہ پیش کیا گیا تھا تو ہمیں اس allurement کے تحت Integration میں لایا گیا تھا کہ اخراجات

انتظامیہ کم ہو جائینگے اور بیک ورڈ اضلاع کے لئے رقمیں بڑھتی رہینگی اور ان کو ترقیوں پر صرف کیا جائیگا لیکن آج جب ہم دیکھتے ہیں نہ تو وہ بیک ورڈ اضلاع کی ترقیوں کا کوئی سبب بنایا گیا ہے اور نہ وہ اخراجات کم کئے گئے ہیں بلکہ وہ اخراجات چار گنا بڑھ رہے ہیں ساتھ ہی ان کی Inefficiency بھی بڑھ رہی ہے۔ میں اپنے بزرگ جناب ملک قادر بخش صاحب کی خدمت میں وہ concrete example پیش کرونگا جو وہ جاننا چاہتے تھے۔ سابق صوبہ سرحد میں صرف ایک انسپکٹر جنرل آف پولیس ہوا کرتا تھا۔ ایک گورنر ہوا کرتا تھا اور تمام صوبے کا کام بہت ہی اچھے طریقے سے بہت ہی قابلیت سے چل رہا تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس صوبے کو دو ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر۔ ڈی آئی خان کتنے اضلاع پر مشتمل ہے۔ صرف دو اضلاع پر۔ وہاں پر کمشنر تعینات ہے اور کبھی کبھی اس کے ساتھ ایڈیشنل کمشنر بھی لگا دیتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ صرف ان دو اضلاع کے لئے کمشنر کا رکھنا اور اس کے ساتھ ایک ایڈیشنل کمشنر کا رکھنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور میں ایک example پیش کرتا ہوں۔ ان فضول خرچیوں کی ضرورت کیوں پڑتی ہے کن وجوہات پر یہ لگائے جاتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ علاقہ غیر سے زیادہ ووٹرز بنیادی جمہوریت کے بنائیں اور اپنے آپ کو کامیاب کرائیں۔ یہی چیزیں ہیں ان کی۔ ایڈیشنل کمشنر دو ضلعوں کے لئے ایک کمشنر اور اس پر طرہ جناب ملک صاحب دو۔ ڈی۔ آئی۔ جی لگائے جاتے ہیں جس کا صرف ایک آئی جی ہوا کرتا تھا دو ضلعوں کے لئے۔ اب ڈی۔آئی۔ جی لگائے جاتے ہیں۔ جناب وٹو صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا کہ ایجنسی میں جو سٹاف ہے وہ بھی enumerate کرتا ہوں۔ دوسرے ضلعوں کے لئے آپ نے ایک ڈی آئی جی رکھا ہے..... (قطع کلامی)

Parliamentary Secretary (Mian Muhammad Sharif) The House is not in quorum

Mr. Senior Deputy Speaker: Let there be count (After count was taken) The House is not in quorum. Let the bells be rung. (After the bells were rung) The House is in quorum. Please complete your speech within five minutes.

مسٹر منور خان ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صرف دو اضلاع میں اور وہ اضلاع کتنے بڑے ہیں جس سے صرف چار ایم۔ پی۔ اے ہی آسکے ان کے لئے ایک کمشنر اور دو ایڈیشنل کمشنر ہیں۔

سردار محمد حسین ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا حمزہ صاحب کے ریزولیوشن پر تین گھنٹے صرف ہوگئے ہیں۔ تین ریزولیوشن ابھی باقی ہیں۔

مسٹر سینیئر ڈپٹی سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

مسٹر منور خان - جناب صدر آزادی سے پہلے صوبہ سرحد میں صرف ایک انسپکٹر جنرل آف پولیس ہوا کرتا تھا اور اس کے ساتھ صرف ایک پرسنل اسسٹنٹ ہوا کرتا تھا وہ تمام صوبہ کا کام جس نیت سے چلاتا رہا ہے جس دیانت داری سے چلاتا رہا ہے اس کی مثال شائد ہی کہیں ایشیا کے ممالک میں ملے - (مداخلت) میں اخراجات کے متعلق عرض کرونگا اگر ایک آدمی کام چلا سکتا ہے تو تین آدمی کیوں لگائے جائیں - اسی طرح جناب والا اگر ہم پولیس کی طرف دیکھیں تو بھی ہر ایک ڈویژن کے لئے دو ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ہیں اس کے ساتھ وہی اسٹیبلشمنٹ ہے جو کہ ایک انسپکٹر جنرل آف پولیس کے ساتھ ہوا کرتی تھی - انتظامیہ بھی سب کی بدتر ہے - اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے اور جناب ملک صاحب نے بتایا ہے جو ایجنسیز ہیں لیکن پشاور کے ساتھ تین ایجنسیز ہیں اور پشاور کے ساتھ چار اضلاع بہت بڑے بڑے ہیں وہاں پر ایک کمشنر تھا کیا میں اپنے محترم بزرگ سے پوچھ سکتا ہوں جس میں ایک ضلع ڈیرہ اسمعیل خان ڈویژن کے برابر ہے بلکہ زیادہ ممکن ہے صرف ایک مردان ضلع سے ڈیرہ اسمعیل خان ڈویژن کے برابر ایم پی اے آتے ہیں وہاں بھی ایک کمشنر ہے بلکہ چار اضلاع اور تین ایجنسیز کا انتظام کر رہا ہے - اور ڈیرہ اسمعیل خان ڈویژن میں دو ایڈیشنل کمشنر اور ایک کمشنر لگایا جاتا ہے -

وزیر زراعت - وہاں آپ جیسے قانون شکن رہتے ہیں -

مسٹر منور خان- جناب والا میں عرض کر رہا تھا یہ تمام اخراجات اگر ٹھیک نظریہ سے دیکھے جائیں تو بہت حد تک کم کئے جا سکتے ہیں - اب میں ایجنسیز کے متعلق عرض کرتا ہوں وہاں پولیٹیکل ایجنٹ کے اے - پی - او ہوا کرتے تھے - یہ اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے کے برابر ہوتے تھے آج وہاں ایک اے-پی-اے بھی لگا ہوا ہے - تو میں عرض کرونگا کہ ان ایجنسیز میں کون سا کام بڑھ گیا ہے - وہاں کون سی ڈویلپمنٹ ہے - وہاں اب اسسٹنٹ کمشنر کی جگہ بڑھا دی گئی ہے اگر ان تمام چیزوں پر نظر ثانی فرمائی جائے تو ملک کا ایک پیسہ بھی ضائع نہیں جائیگا - اس کے لئے ایک کمیٹی بٹھائی جائے - میں اپنے بھائی کی تائید کرتا ہوں کہ اس کا چیرمین ہائی کورٹ کا جج ہو تو ان تمام چیزوں پر نظر ثانی کرکے اگر کمی کی جا سکے تو کیوں آپ ناراض ہوتے ہیں - کیوں آپ محسوس کرتے ہیں - کیونکہ ہم نے ایڈمنسٹریشن میں قابلیت ابھی تک نہیں دیکھی بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ روز بروز بد تر ہوتی جا رہی ہے - میں ایک مثال آپ کی

خدمت میں عرض کرونگا۔ سیکرٹریٹ میں دو سال سے کاغذات آئے ہوئے تھے وہ بنوں میونسپل کمیٹی کے عملہ کی تنخواہ کے تھے۔ دو سال تک جواب ندارد تھا۔ وہ یہاں آئے میں بھی ان کے ساتھ آیا پتہ لگایا معلوم ہوا کاغذات بھی گم ہوگئے ہیں پھر انہوں نے تار دے کر اصل ریکارڈ بمعہ وہاں کے کلرک کو منگایا وہی قصہ ۲۴ گھنٹے میں ختم ہوا اور فیصلہ ہوگیا۔ اس کے کاغذات کسی نے نہ دیکھے تھے اور دو سال تک وہ پڑے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کاغذات گم ہوگئے۔ میں عرض کرتا ہوں یہ سیکشن آفیسر جن کے آپ اتنے مداح ہیں اور ان کا کام دیکھ کر مرکز نے آپ لوگوں کی نقل کی ہے ان کی حالت میں عرض کرتا ہوں جب تک ان چیزوں کے لئے مکمل کمیٹی نہ بٹھائی جائے اور ان اخراجات اور فضول اخراجات کا روکنا ناممکن ہے۔

Mr. Senior Deputy Speaker: The time is up.

مسٹر حمزہ- مسٹر سپیکر۔ جو ملک صاحب جواب دیں گے مجھے اسکا جواب دینا ہے۔

Mr. Senior Deputy Speaker: Saadi Sahib, please complete your speech within the time.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan Ansari: What is the hurry in stopping the discussion. Tomorrow is also a non-official day. Some other members would like to speak also.

Mr. Senior Deputy Speaker: If I accept the closure motion then he will have a right of reply.

Mr. Iftikhar Ahmed Khan: Yes, he will have, but there should be no time limit.

بابو محمد رفیق - پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ رولنگ دیجئے .....

مسٹر سینیر ڈپٹی سپیکر- یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگر closure move بھی ہو جائے تو پھر right of reply کے بعد بھی آپ کا ریزولیوشن نہیں آتا۔

بابو محمد رفیق - جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر تو پہلے سن لیں - آپ نے پہلے ہی فیصلہ دے دیا ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو ریزولیوشن آج رہ جائینگے وہ کل آئینگے یا نہیں۔

مسٹر سینیر ڈپٹی سپیکر- جو ریزولیوشن take up ہو جائے وہ جاری رہیگا جو take up نہیں ہوگا وہ ختم ہو جائیگا۔

closing time is till 1.00 p.m. Saadi Sahib make your speech.

امیر حبیب اللہ خان سعدی (لائلپور-۷) - صاحب صدر- اس قرارداد کے متعلق یہاں بہت سی باتیں آئی ہیں لیکن میں ایک چیز کی طرف متوجہ کرانا چاہتا ہوں کہ الفاظ یہ ہیں -

"The Provincial Government which is progressively increasing and becoming and becoming top heavy"

تو اس کے متعلق میں آپ کے توسط سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک فقرہ پیش کرتا ہوں جو انہوں نے ایک افسر کو لکھا تھا - (قطع کلامیاں) انہوں نے ایک افسر کو لکھا - سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے - سب سے بڑی دغا بازی امت سے دغا بازی ہے - صاحب صدر اگر حقیقتاً گہرائی میں جا کر ہم دیکھیں تو فضول اخراجات امانت کی شق میں نہیں آتے بلکہ خیانت کی ضمن میں آتے ہیں - صاحب صدر کسی قوم کی اصل قوت ملک کی بلند و بالا عمارتیں نہیں ہیں یہاں کے آرائشی اور قیمتی سامان نہیں ہوتے - اور ہر چھوٹی سے چھوٹی کروفر کی رسومات اور افتتاح کے جشن اور موسیقی کے نغمے یہ تمام تقاریب یں ہوتی ہیں نہ ہی کسی قوم کی اصل قوت ساخت اور استبداد کے دور کے درباریوں اور اپنی ہی قوم پر خوف و دہشت بٹھانے کے لئے سرکاری دفاتر میں جو تکلفات ہوتے ہیں . . . . . .

Mr. Speaker : The House is adjourned till 8.30 am tomorrow.

The Assembly then adjourned till 8.30 a.m. on Friday, the 3rd July 1964.

APPENDIX I

(Ref: Starred Question No. 5997)

Serial No.	Name of Examination.	Date of the declaration of the main instalment.	Dates of the declarations of the subsequent instalment.
1	2	3	4
(a) I—Board of Intermediate and Secondary School, Examination, Lahore			
1	Secondary School, Annual Examination, 1963.	1-6-63	4-6-63
			5-6-63
			7-6-63
			8-6-63
			10-6-63
			11-6-63
			12-6-63
			13-6-63 Totalling 836 cases.
			15-6-63
			19-6-63
			22-6-63
			25-6-63
			27-6-63
			28-6-63
			2-7-63
			5-7-63
			10-7-63
			24-7-63
			12-12-63

Serial No.	Name of Examination.	Date of the declaration of the main instalment.	Dates of the declarations of the subsequent instalments	
1	2	3	4	
(a) I—BOARD OF INTERMEDIATE AND SECONDARY SCHOOL, EXAMINATION, LAHORE—*contd.*				
2	Secondary School Supplementary Examination, 1963.	23-11-63	30-11-63 9-12-63 13-12-63 31-12-63 6-1-64	Totalling 326 cases.
3	Intermediate Annual Examination, 1963.	27-7-63	30-7-63 6-8-63 8-8-63 21-8-63 11-11-63	Totalling 464 cases.
4	Intermediate Additional Examination.	25-8-63	..	
5	Intermediate Supplementary Examination.	25-12-63	17-1-64	Totalling 43 cases.
II—BOARD OF INTERMEDIATE AND SECONDARY SCHOOL, EXAMINATION, PESHAWAR				
1	Matriculation (Old Course) Examination.	1-6-63	..	
2	Secondary School Certificate Examination (New Course).	7-6-63	..	
3	Intermediate (Old Course) ..	7-7-63	..	
4	Intermediate (New Course) ..	11-7-63	..	
5	Matriculation (Old Course) Supplementary.	8-11-63	..	

Serial No.	Name of Examination.	Date of the declarataion of the main instaltment.	Date of the declarations of the subsequent instalments.
1	2	3	4
6	Secondary School Certificate (New Course) Supplementary.	12-11-63	..
7	Intermediate (Old Course) Supplementary.	19-11-63	..
8	Intermediate (New Course) Supplementary.	23-11-63	..
	III. BOARD OF INTERMEDIATE AND SECONDARY SCHOOL EXAMINATION, HYDERABAD		
1	Matriculation (University Course)	30-5-63	..
2	Secondary School Certificate (Part I).	17-6-63	..
3	Secondary School Certificate, (Part II).	15-7-63	..
4	Intermediate Arts	31-7-63	..
5	Intermediate (Science) ..	31-7-63	..
6	Intermediate (Commerce)	31-7-63	..
7	Higher Secondary Certificate (Part II) Science Group.	15-8-63	..
8	Higher Secondary Certificate (Part II) Commerce Group.	15-8-63	..
9	Higher Secondary Certificate (Part II) Humanities Group.	23-8-63	..
10	Higher Secondary School Certificate Part I, Humanities.	31-8-63	..
11	Higher Secondary Certificate Part I (Commerce).	31-8-63	..
12	Higher Secondary Certificate Part I (Science).	7-9-63	..
13	Matriculation (University Course) Supplementary Compartment.	8-11-63	..
14	Secondary School Certificate Part II. Supplementary/Compartment.	8-11-63	..
15	Intermediate (Arts) Supplementary/Compartment.	15-1-64	..
16	Intermediate (Science) Supplementary/Compartment.	15-1-64	..

Serial No.	Name of Examination	Date of the declaration of the main instalments	Dates of the declarations for the subsequent instalments
1	2	3	4
	III—BOARD OF INTERMEDIATE AND SECONDARY EDUCATIONS, HYDERABAD—*contd.*		
17	Intermediate (Commerce) Supplementary/Compartment.	15-1-64	..
18	Higher Secondary Certificate Part II Humanities.	4-2-64	..
19	Higher Secondary Certificate. (Science Group).	4-2-64	..
20	Higher Secondary Certificate Part I, Commerce.	4-2-64	..
	IV. BOARD OF INTERMIDATES & SECONDARY EDUCATION, KARACHI.		
1	Secondary School Certificate, Part I.	8-9-63	..
2	Secondary School Certificate, Part II.	18-8-63	..
3	Secondary School Leaving (Old Course).	1-8-63	..
4	Higher Secondary Certificate, (Humanities) Part I.	19-9-63	..
5	Higher Secondary Certificate Part I. (Science).	19-9-63	..
6	Higher Secondary School Certificate Part I. (Commerce).	19-9-63	..
7	Higher Secondary Certificate (Home Economics) Part I.	26-7-63	..
8	Higher Secondary Certificate Part II. (Humanities).	16-8-63	..
9	Higher Secondary Certificate Part II. (Science).	12-8-63	..
10	Higher Secondary Certificate Part II. (Commerce).	20-8-63	..
11	Higher Secondary Certificate Part II. (Home Economics).	27-7-63	..
12	Inter (Arts)	15-8-63	..
13	Inter (Science)	15-8-63	..
14	Inter (Commerce)	15-8-63	..
15	Inter (Home Economics) ..	26-7-63	..

Serial No.	Name of Examination	No. of Successful candidates.	Pass percentage.
1	2	3	
	(*b*)—I.—BOARD OF INTERMEDIATE & SECONDARY EDUCATION, LAHORE		
1	Secondary School Annual Examination.	(*a*) 35,982 ..	57.90%
		h(*b*) 836 cases 19 instalments.	
2	Secondary School Supplementary Examination.	(*a*) 9,631	63.05%
		h(*b*) 326 cases in 5 instalments.	
3	Intermediate Annual Examination.	(*a*) 6,352 ..	38.40%
		h(*b*) 464 cases in 5 instalments.	
4	Intermediate Additional Examination.	615 ..	22.00%
5	Intermediate Supplementary Examination.	(*a*) 5,652 ..	46.18%
		(*b*) 43 cases in 1 instalment.	
	II. BOARD OF INTERMEDIATE AND SECONDARY EDUCATION, PESHAWAR.		
1	Matriculation (Old Course) ..	656	24.00
2	Intermediate (Old Course) ..	573	29.2
3	Secondary School Certificate (New Course.)	4,319	65.00
4	Intermediate (New Course) ..	832	46.5
5	Matriculation (Old Course) Supplementary.	447	21.06
6	Secondary School Certificate (New Course) Supplementary.	827	39.00
7	Intermediate (Old Course) Supplementary.	455	37.2
8	Intermediate (New Course) Supplementary.	492	42.1

h*Note*—(1) No. of candidates declared successful on each occasion cannot be given on account of the major reshuffle in the Office of the Board of Intermediate and Secondary Education, Lahore.

(2) Results of subsequent instalments are not declared on percentage basis and the pass percentages of such instalments are not maintained.

Serial No.	Name of Examination	No. of successful candidates.	Pass parcentage
1	2	3	4
	III.—BOARD OF INTERMEDIATE AND SECONDARY EDUCATION, HYDERABAD.		
1	Matriculation (University Course)	829	24,91
2	Secondary School Certificate (Part I).	(*a*) 2,14 in four papers. (*b*) 1,836 in three papers. (*c*) 1,580 in two papers. (*d*) 1,385 in one paper.	Pass percentage of examination in a few subjects in Class IX is not declared.
3	Secondary School Certificate Part II.	4,337	70.30
4	Intermediate Arts	251	52.73
5	Intermediate (Science) ..	121	27.56
6	Intermediate (Commerce) ..	50	30.67
7	Higher Secondary Certificate (Part II) Science Group.	391	54.60
8	Higher Secondary Certificate (Part II) Commerce Group.	132	50.00
9	Higher Secondary Certificate Part II (Humanities Group).	881	69.13
10	Higher Secondary School Certificate Part I Humanities.	(*a*) 845 in five papers. (*b*) 1,001 in four papers. (*c*) 832 in three papers. (*d*) 570 in two papers. (*e*) 331 in one paper.	Pass percentage of result in a few subjects in class IX is not declared.
11	Higher Secondary Certificate Part I (Commerce).	(*a*) 110 in five papers. (*d*) 154 in four papers. (*c*) 123 in three papers. (*0*) 130 in two papers. (*e*) 95 in one paper.	Ditto.

Serial No.	Name of Examination.	No. of successful candidates.	Pass percentage.
1	2	3	4
	III—BOARD OF INTERMEDIATE AND SECONDARY EDUCATION HYDERABAD.—*contd.*		
12	Higher Secondary Certificate Part I (Science).	(*a*) 342 in five papers. (*b*) 311 in four papers. (*c*) 322 in three papers. (*d*) 479 in two papers. (*e*) 233 in one paper.	Pass percentage of result in a few subjects in Class IX is not declared
13	Matriculation (University Course) Supplementary Compartment.	1105	51.54
14	Secondary School Certificate, Part II Supplementary Compartment.	551	42.25
15	Intermediate (Arts) Supplementary Comapartment.	140	69.67
16	Intermediate (Science) Supplementary Compartment.	87	37.02
17	Intermediate (Commerce) Supplementary Compartment.	26	26.26
18	Higher Seconary Certificate, Part II (Humanities).	295	57.39
19	Higher Secondary Certificate (Science Group).	48	37.71
20	Higher Secondary Certificate, Part II (Commerce).	65	60.18
	IV—BOARD OF INTERMEDIATE AND SECONDARY EDUCATION KARACHI.		
1	Secondary School Certificate, Part I	13,583	100.00
2	Secondary School Certificate, Part II.	6,213	62.77
3	Secondary School Leaving Old Course.	1,879	36.10
4	Higher Secondary School Certificate, Post Humanities.	3,334	100.00

Serial No.	Name of Examination	No. of successful candidates.	Pass percentage
1	2	3	4
5	Higher Secondary Certificate, Part I (Science).	3,370	100.00
6	Higher Secondary Certificate Part I Commerce.	2,500	100.00
7	Higher Secondary Certificate (Home Economics) Part I.	143	100.00
8	Higher Secondary Certificate Part II (Humanities).	1,022	54.4
9	Higher Secondary Certificate, Part II (Science).	964	53.10
10	Higher Secondary School Certificate Part II (Commerce.)	683	62.09
11	Higher Secondary School Certificate (Home Economics) Part II	46	75.4
12	Inter (Arts)	473	54.8
13	Inter (Science)	393	43.00
14	Inter (Commerce)	315	44.80
15	Inter (Home Economics) ..	1	100.00

(*c*) No examination was required by any of the Boards or its officers to revise evaluation of scripts of any subject.

(*d*) In view of (*c*) above, this question does not arise.

APPENDIX II

(Ref: Starred Question No. 6777)

Serial No.	Name of scholars	Name of the institutions where studying
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Boys	
1	Salah-ud-Din	Government College, Montgomery.
2	Imtiaz Ahmad	Government College, Lyallpur.
3	Muhammad Ramzan	Government College, Rahimyar Khan.
4	Sardar Iqbal	Government College, Rahimyar Khan.
5	Khalid-ur-Rehman	Government College, Rahimyar Khan.
6	Muhammad Iqbal	Government College, Rahimyar Khan.
7	Faqir Hussain	Government College, Rahimyar Khan.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
8	Bakhtiar Ali	S. E. College, Bahawalpur.
9	Muhammad Alam	Government College, Montgomery.
10	Muhammad Ibrar	S. E. College, Bahawalpur.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
11	Sajjad Ahmad Khan	Bahawalpur College, Bahawalnagar.
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Girls	
	Nil	*Nil*
	BAHAWALPUR DISTRICT	
1	Habib Fatimah	Government College for Women, Bahawalpur.
2	Mubashrah	Government College for Women, Bahawalpur.
3	Fahmidah Khatoon	Government College for Women, Montgomery.

Serial No.	Name of scholars	Name of the institutions where studying
4	Khalida Niaz ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
5	Jahan Ara Begum ..	.. Government College for Women, Bahawalpur.
6	Riaz-un-Nisa ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
	Nil	.. *Nil*
	DEGREE STAGE	
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	BOYS	
1	Muhammad Afzal ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
2	Abdul Hamid Ahsan ..	.. Government College, Montgomery.
3	Ejaz Elahi	.. S. E. College, Bahawalpur.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
4	Muhammad Yousuf ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
5	Khalil-ur-Rehman ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
6	Abdul Majid Nazim ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
7	Abdul Ghafoor Tahir	.. Government College, Lahore.
8	Fazal Karim	.. Government College, Lahore.
9	Muhammad Shafi ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
10	Khalid Farooq Wattoo	.. S. E. College, Bahawalpur.
11	Muhammad Tahir ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	GIRLS	
	Nil	.. *Nil*

Serial No.	Name of scholars	Name of the institutions where studying
	BAHAWALPUR DISTRICT	
1	Salma Sultana ..	.. Government College for Women, Multan.
2	Kishwar Yasmin ..	.. Government College, Bahawalpur.
3	Amtul Perveen ..	.. Government College, Bahawalpur.
4	Khurshid Mali ..	.. Government College, Bahawalpur.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
	Nil	.. *Nil.*

POST-GRADUATE STAGE

	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Boys	
1	Maqbool Ahmad ..	.. Government College, Lahore.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
2	Muhammad Nawaz ..	.. F. C. College, Lahore.
3	Muhammad Tayyub ..	.. Government College, Lahore.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
	Nil	.. *Nil.*
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Girls	
1	Saeeda Mahtab Ara ..	.. University Oriental College, Lahore.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
	Nil	.. *Nil.*
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
	Nil	.. *Nil.*

Serial No.	Name of scholars	Name of the institutions where studying
	PROFESSIONAL	
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	BOYS	
1	Muhammad Akram ..	.. Nishtar Medical College, Multan.
2	Abdul Rahim ..	.. W. P. Engineering University, Lahore.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
3	Ghulam Farid ..	.. Nishtar Medical College, Multan.
4	Manzoor-ul-Hassan ..	.. Nishtar Medical College, Multan.
5	Sadiq Mahmood Nasim	.. Hailey College of Commerce, Lahore.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
6	Muhammad Farooq ..	.. Hailey College of Commerce, Lahore.
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	GIRLS	
	Nil	.. *Nil*
	BAHAWALPUR DISTRICT	
1	Anis Fatimah Siddiqui	.. K. E. Medical College, Lahore.
2	Robina Khanum ..	.. Fatimah Jinnah Medical College, Lahore.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
	Nil	.. *Nil*
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	BOYS	
1	Abdus Shakoor ..	.. Anglo-Arabic Jamia Islamia near Arifwala.
2	Muhammad Saleem ..	.. Government College, Rahimyar Khan.
3	Zafar Anis Ansari ..	.. Government Inter College, Rahimyar Khan.
4	Ihsan Bani	.. Government College, Multan.

Serial No.	Name of scholars.	Name of the institutions where studying
5	Miraj Ahmad Aziz	F. C. College, Lahore.
6	Ijaz Ahmad	Government College, Rahimyar Khan.
7	Maqbool Ahmad	Government College, Rahimyar Khan.
8	Muhammad Ali	Government College, Rahimyar Khan.
9	Shaukat Zaman Khan	Government College, Lahore.
10	Abdus Sattar Khan	Government College, Lahore.
11	Zaka Ullah	Government College, Lahore.
12	Ghulam Hussain	Government College, Lahore.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
13	Qazi Muhammad Zafarullah ..	Government Inter College, Bahawalpur.
14	Muhammad Siddique Motifiq ..	Government College, Montgomery.
15	Muhammad Afzal Tahir ..	F.C. College, Lahore.
16	Viram Khan	Government Inter-College, Bahawalpur.
17	Attique Ahmad	Government Inter-College, Bahawalpur.
18	Ehsan Ahmad	Government College, Multan.
19	Muhammad Bilal	Government Inter-College, Bahawalpur.
20	Salah-ud-Din Siddique ..	Government Inter-College, Bahawalpur.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
21	Muhammad Arshad Farooq ..	Government Inter-College, Bahawalpur.
22	Ghulam Rasool Hafiz ..	Government-Inter-College, Bahawalpur.
23	Manzoor Ahmad	Bahawal College, Bahawalnagar.
24	Riasat Ali	Government Intermediate College, Bahawalpur.
25	Abdul Ghafoor	Government College, Montgomery.
26	Shaz Hussain	Bahawal College, Bahawalnagar.
27	Hazfiz Ghulam Nabi	Government Inter College, Bahawalpur.

Serial No.	Name of scholars	Name of the institutions where studying.
28	Saif Ullah	Government Inter College, Bahawalpur.
29	Muhammad Ashraf	Islamia College, Lyallpur.
30	Riaz Mahmood	Government College, Lahore.
31	Muhammad Ashraf Kamal ..	Government College, Lahore.
32	Imam-ud-Din..	Bahawal College, Bahawalnagar.
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Girls	
1	Shamsa Masud	Kinnaird College for Women, Lahore.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
2	Fakhra Tahsin	Government College for Women, Bahawalpur.
3	Surriya Jabeen	Government College for Women, Bahawalpur.
4	Salima Ayub	Islamia College for Women, Lahore.
5	Shamshad Akhtar	Government College for Women, Lyallpur.
6	Mamuna Sultana	Government College for Women, Bahawalpur.
7	Bushra Sultana	Government College for Women, Bahawalpur.
8	Fatimah Ismail	APWA College, Karachi.
9	Rashdah Naheed	Government College for Women, Bahawalpur.
10	Perveen Nawaz Khan	Government College for Women, Bahawalpur.
11	Nighat Firdous	Government College for Women, Bahawalpur.
12	Rashid Zamani	Government College for Women, Multan.
13	Azra Sultana	Lahore College for Women, Lahore.
14	Farkhanda Banu	Government College for Women, Bahawalpur.
15	Akhtar Bano	Government College for Women, Bahawalpur.
16	Anis Fatimah	Government College for Women, Bahawalpur.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
	Nil	*Nil*

Serial No.	Name of scholars	Name of the institutions where studying
	DEGREE STAGE	
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Boys	
1	Zahir Azam ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
2	Rahat Mahmud (Science)	.. Government College, Lyallpur.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
3	Iqbal Ahmad ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
4	Shahid Jamil	.. S. E. College, Bahawalpur.
5	Abdul Hafeez (Science)	.. Government College, Lyallpur.
6	Ghulam Rasul (Science)	.. S. E. College, Bahawalpur.
7	Muhammad Anwar Khan	.. Government College, Multan.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
8	Muhammad Bashir ..	.. S. E. College, Bahawalpur.
9	Aman Ullah Hashimi (Science) ..	S. E. College, Bahawalpur.
10	Riaz Ahmad Dahar (Science)	.. F. C. College, Lahore.
11	Muhammad Rafique Tavir (Science).	.. S. E. College, Bahawalpur.
12	Muhammad Azhar Ahsan Rana (Science).	Government College, Lahore.
13	Muhammad Khan (Science)	.. Government College, Lahore.
14	Habib Ullah (Science) ..	.. Government College, Lahore.
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Girls	
1	Bushra Jabeen ..	.. Government College for Women, Bahawalpur.
2	Nasim Akhtar Aziz ..	.. Government College for Women, Bahawalpur.
3	Talat Saeed	.. Government College for Women, Bahawalpur.
4	Khalida Khanum ..	.. Government College for Women, Bahawalpur.

Serial No.	Name of Scholar	Name of the institutions where studying
	BAHAWALPUR DISTRICT	
5	Shamsa Preveen (Science)	S. E. College, Bahawalpur.
6	Nuzhat Perveen (Science)	Institute of Chemical Technology, Punjab University, Lahore.
7	Shaghufta Perveen (Science)	F. C. College, Lahore.
8	Najma Afzal	Government College for Women, Bahawalpur.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
9	Shahnaz Akhtar	Government College for Women, Bahawalpur.
	POST-GRADUATE	
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Boys	
1	Bilal Subhani	Government College, Lahore.
2	Mukhtar Ahmed	History Department, Punjab University, Lahore.
3	Ghulam Ahmad Zafar	Mathematics Department, Punjab University, Lahore.
4	Shamshad Ali	Department of Chemistry, Punjab University, Lahore.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
5	Maqbool Ahmad	Geography Department, Punjab University, Lahore.
6	Farooq Ahmad	Geography Department, Punjab University, Lahore.
7	Muhammad Ramzan Najam	Physics Department, Punjab University, Lahore.
8	Ghulam Shabbir	Chemistry Department, Punjab University, Lahore.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
9	Faqir Muhammad	Mathematics Department, Punjab University, Lahore.
10	Falak Sher	Government College, Lahore.
11	Muhammad Bilal Sukhera	Government College, Lahore.

Serial No.	Name of Scholar.	Name of the institutions where studying.
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Girls.	
	Nil	*Nil.*
	BAHAWALPUR DISTRICT	
1	Shamshad Begum	University Oriental College, Lahore.
2	Shamim Akhtar	University Oriental College, Lahore.
3	Shaukat Ara	Government College, Lahore.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
	Nil	*Nil.*
	PROFESSIONAL	
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Boys;	
1	Nazir Ahmad	Agriculture University, Lyallpur.
2	Ghulam Shabbir	Engineering School, Rasul.
3	Barkat Ullah	Hailey College of Commerce, Lahore.
4	Muhammad Sarwar	K.E. Medical College, Lahore.
	BAHAWALPUR DISTRICT	
5	Mushtaq Ahmad	Engineering School, Rasul.
6	Muhammad Siddique	Hailey College of Commerce, Lahore.
7	Muhammad Afzal	K. E. Medical College, Lahore.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
8	Amir Ahmad	K. E. Medical College, Lahore.
9	Bashir Ahmad Khan Tariq	Engineering University, Lahore.
10	Muhammad Khan	Engineering University, Lahore.
11	Manzoor Ali	Engineering University, Lahore.

Serial No.	Name of Scholar	Name of the institutions where studying
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT	
	Girls	
	Nil	*Nil*
	BAHAWALPUR DISTRICT	
1	Ibrar Hashmi	Nishtar Medical College, Multan.
	BAHAWALNAGAR DISTRICT	
	Nil	*Nil.*

(*b*) The number of Government Scholarships sanctioned for colleges for the students of Bahawalpur Division for the years 1961-62 and 1962-63, is as under :—

1961-62

		Boys		Girls		
		Residence	Non-residence	Residence	Non-residence	Total
1	Intermediate	3	8	2	4	17
2	Degree	4	6	2	3	15
3	M.A.	2 (Combined for boys and girls).				
4	M.Sc.	2				4
5	M.B., B.S.	2	..	4	..	3
6	Engineering College	3	..	..	..	3
7	Commerce	2	..	..	..	2
8	Engineering Rasul	2	1	1	..	2
9	Medical School	1				3
						49

1962-63

		Boys		Girls		
		Residence	Non-residence	Residence	Non-residence	Total
1	Intermediate	3	5	2	2	12
2	Degree Arts	1	1	1	1	4
3	Science	2	2	1	1	6
4	Post-graduate, Arts	1	(Combined for boys and girls.)		..	1
	Science	2			..	2
5	M.B., B.S.	2	..	1	..	3
6	Engineering College	3	..	..	..	3
7	Commerce	2	..	..	..	2
8	Engineering Rasul	2	..	..	..	2
9	Medical School	1	1	1	..	3
						38
			Grand Total		..	87

Note—Actually 141 scholarships were granted against the total No. of scholarships of 87 sanctioned for the Bahawalpur Division during the period. Extra scholarships were granted out of the vacant scholarships from quota of Lahore Division.

(*c*) & (*d*) The Provincial Government has no scheme for sending students abroad for training. The offers of training facilities from various Foreign Aid giving Agencies are received through the Government of Pakistan, Ministery of Education and Information. These are mostly meant for serving personnel of the Education Department. Hence the question of sending any student from Bahawalpur Division abroad for higher studies does not arise.

APPENDIX III

(Ref: Starred Question No. 7329)

STATEMENT SHOWING THE NO. OF PRIMARY, MIDDLE AND HIGH SCHOOLS FOR BOYS AND GIRLS IN BAKOT, BOI, NARA AND LORA

BOYS SCHOOLS

Bakot				
High Schools	Middle Schools	L/Middle Schools	Primary Schools	
Bakot (i) Bakot ..	..	..	1.	Basian.
			2.	Bakot.
			3.	Moolia.
			4.	Waqar Qutbal.
			5.	Tarhat.
			6.	Tarach.
			7.	Namal.
Bakot (i) Bakot—*concld.*			8.	Pich Bhana.
			9.	Parwaza.
			10.	Julhal.
			11.	Tamuthian.
			12.	Gambeer.
			13.	Majuhan.
			14.	Bakot.
			15.	Ban.
			16.	Ziarat Ma·um.
			17.	Waqar.
			18.	Waqar Paikhu.
		Total ..	18	

	High Schools	Middle Schools	L/Middle Schools	Primary Schools
BAKOT (i) Bakot—*concld.*				
BOI	1. Dalola	.. 1. Boi	..	1. Bankote.
				2. Sarhan.
				3. B/Hadera.
				4. Tori.
				5. Lari Banote.
				6. Talkandi.
				7. Gal. Mohri.
				8. Bargian.
				9. Sialoi.
			Total ..	9
NARA	1. Chandlo Malra			1. Jabri.
	2. Sataura ..			2. Nara.
	3. Mohri Bhehn			3. B/Attaj.
Total ..	3			4. Ghinjah.
				5. Khuyan.
				6. Manjia.
				7. Nara Bala.
				8. Hirlan.
				9. Kangonotar.
				10. Gohra.
				11. Mari.
				12. Massa Gujri.
				13. Lassan.
			Total ..	13

High Schools	Middle Schools	L/Middle Schools	Primary Schools
NARA CONTD.			
1. Lora	1. Barkote ..	1. Seer ..	1. Lora.
	2. Nagri Totial.		2. Dannah.
Total ..	2		3. Sairi.
			4. Goreeni.
			5. Nareela.
			6. Bajoora.
			7. Phallah.
			8. B/Maira.
			9. Chankote.
			10. Bat Naza.
			11. Chinyali.
			12. Cheri Keyala.
			13. Rutur.
			14. Garhi Tarar.
			15. Maira Roomal.
			16. Betangi.
			17. Dehri Rakhlaa.
			18. Rai.
			19. Khiari.
			20. Matemchols.
		Total ..	20
Bakote	.. ..	.. .. ..	1. Berote.
			2. Bakote.
			3. Moolia.

High Schools	Middle Schools	L/Middle Schools	Primary Schools
BAKOT-CONTD.			
			4. Namal. 5. Majuhan. 6. Terarmuthian. 7. Gambeer. 8. Goreeni. 9. Sangal.
		Total ...	9
Boi ...	...	...	1. Bandi Sarar. 2. Bodda.
		Total ...	2
NARA ...	...	...	1. Seer. 2. Dennah. 3. Jabri. 4. Dheri Kehal. 5. B/Attai Khan.
		Total ...	5
LORA	1. Lora ...	...	1. Palasi. 2. Nagri Totial.
Total ...	1		
		Total ...	2

STATEMENT C SHOWING THE NO. OF SCHOOLS IN GOVERNMENT OWNED BUILDINGS

BOYS SCHOOLS

Government Buildings—

(1) High School, Bakot (Bakot Area).
(2) Lower Middle School Boi (Boi Area).
(3) Primary School, Lora (Lora Area).
(4) Primary School, Goreeni (Lora Area).
(5) Primary School, Phallah (Lora Area).

Govrtnment and Rented Buildings—

(1) Middle School, Chando Maira (Nara Area).
(2) Middle School, Mohri Bud Bhehn (Nara Area).
(3) Primary School, Bagkote (Boi Area).
(4) Primary School, Nagri Totial (Lora Area).

GIRLS SCHOOLS.

(*Nil.*)

STATEMENT D SHOWING THE NUMBER OF TEACHERS AND CLASSWISE ENROLMENT

Boys Schools	I	II	III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	Total	Transfers.	Shortage.
1. G. H. S. Lora	..	..	..	..	74	67	57	66	34	57	355	14	
2. G. H. S. Bakot ..	..	..	..	..	55	37	39	40	30	35	236	Will be supplied later.	
3. G. M. S. Daloala ..	56	40	35	28	16	20	15	..	..	..	210	9	..
4. G. M. S. Chando Maira ..	91	35	31	36	24	23	22	12	..	..	264	9	..
5. Sataura	36	26	18	16	38	41	28	38	20	..	261	10	..
6. Mohri Bud Bhehn ..	61	27	32	25	33	36	33	32	14	..	293	10	..
7. Barkote	47	33	24	21	45	37	44	29	..	..	280	13	..
8. G. M. S. Nagri Totial ..	29	30	19	8	21	30	26	21	..	..	184	7	..
9. G. L. M. S. Boi ..	45	14	12	10	46	34	34	20	9	..	218	5	3
10. G. L. M. S. Seer ..	59	22	20	20	37	20	17	..	..	..	118	5	3
11. G. P. S. Basian ..	65	27	23	10	9	..	..	..	..	..	140	2	2
12. G. P. S. Bakot ..	54	24	43	29	..	..	..	..	..	..	152	3	1
13. Moolia	43	18	14	11	12	..	..	..	..	..	98	2	1
14. Naqar Qutbul ..	15	12	10	9	..	..	..	..	..	..	46	1	1

Boys Schools	I	II	III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	Total	Transfers.	Shortage
15. Tarhat	38	20	17	16	..	..	..	..	..	..	91	2	1
16. Tarach	21	11	7	7	6	..	..	..	..	..	52	1	1
17. Namal	40	15	17	9	14	..	..	..	..	..	95	2	1
18. Pich Bhana	23	12	8	2	..	..	..	..	..	..	45	1	1
19. Bakoto	54	24	45	29	..	..	..	..	..	..	..	3	..
20. Darwaza	21	18	22	13	17	..	..	..	..	..	91	2	1
21. Gulhul	28	7	5	15	..	..	..	..	..	..	55	1	1
22. Tarmuthian	47	14	20	23	9	..	..	..	..	..	112	2	1
23. Gambeer	71	17	31	19	36	20	16	..	..	..	210	4	3
24. Majuhan	58	20	9	4	..	..	..	..	..	..	92	1	2
25. Ban	30	12	6	3	..	..	..	..	..	..	51	1	1
26. Zirat Masum	23	15	10	9	..	..	..	..	..	..	57	1	1
27. Naqar	17	6	7	4	..	..	..	..	..	..	34	1	..
28. Naqar Paitha	30	10	8	8	..	..	..	..	..	..	56	1	1
29. Rankote	15	10	8	11	..	..	..	..	..	..	44	1	1

Boys Schools	I	II	III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	Total	Transfers	Shortage
30. Sarhan	34	35	25	17	..	..	..	..	..	..	111	2	1
31. B/Hadora	39	15	20	19	..	..	..	..	..	..	93	1	2
32. Tori	29	19	13	7	5	..	..	..	..	..	73	1	1
33. Laribanota	48	14	22	21	12	..	..	..	..	..	117	2	1
34. Talkandi	41	36	32	28	..	..	..	..	..	..	137	3	1
35. Galimohri	28	15	10	7	..	..	..	..	..	..	60	1	1
36. Barbina	41	25	20	20	..	..	..	..	..	..	96	1	2
37. Siali	25	20	15	9	..	..	..	..	..	..	69	1	1
38. Jabri	35	20	8	7	..	..	..	..	..	..	70	1	1
39. Bandi Atai	66	38	31	23	..	..	..	..	..	..	158	2	2
40. Nara	26	14	13	7	..	..	..	..	..	..	60	1	1
41. Chinjah	30	10	9	5	..	..	..	..	..	..	54	1	1
42. Khuyan	30	28	13	16	28	..	..	..	..	..	115	2	1
43. Manjia	13	11	14	..	..	..	..	..	..	..	38	1	..
44. Nara Bala	15	9	6	..	..	..	..	..	..	..	30	1	..

PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

SIXTH SESSION OF THE FIRST PROVINCIAL ASSEMBLY OF WEST PAKISTAN

Friday, the 3rd July, 1964.

The Assembly met at the Assembly Chamber, Lahore at 8-30 a.m. of the Clock. Mr. Speaker, Chaudhri Muhammad Anwar, in the Chair.

Recitation from the Holy Qur'an and its translation by Qari Ali Hussain Siddiqi, Qari of the Assembly.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ
رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا
اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا
وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۣ وَاغْفِرْ لَنَا ۣ وَارْحَمْنَا ۣ
اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

پ ۳ - س ۲ - ع ۸ - آیات ۲۸۵ تا ۲۸۶

رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مسلمان بھی ایمان رکھتے ہیں۔ سب کے سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تیرا حکم سنا اور قبول کر لیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا۔ برے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجو اے پروردگار ایسا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور اے پروردگار ہمیں درگذر کر (معاف کر دے) اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غلبہ عطا فرما۔

RULING WHETHER A PARLIAMENTARY SECRETARY CAN ASK QUESTIONS

Mr. Speakar : First of all I will give my ruling on the point which was raised by Sardar Muhammad Ashraf, Parliamentary Secretary, whether a Parliamentary Secretary can ask questions on the floor of the House or not ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (میاں غلام محمد احمد مانیکا) - جناب وہ تو میں نے پوچھا تھا -

Mr. Speaker : I stand corrected.

A few days back, Mian Ghulam Muhammad Ahmed Khan Maneka Parliamentary Secretary, had urged that since the Speaker of the National Assembly had held that a Parliamentary Secretary could ask a question, the Parliamentary Secretaries in our Assembly should be allowed to ask starred and unstarred questions. I had reserved my ruling as I wanted to ascertain the correct position from the Secretariat of the National Assembly of Pakistan. I have made enquiries in this respect and have learnt that in the National Assembly, in the last Budget Session which has recently concluded on the 30th of June, one Member gave a notice to ask a starred question, but subsequently he was appointed Parliamentary Secretary and on the day the question was to be asked he was participating in the proceedings of the day as a Parliamentary Secretary and the question arose as to whether he could ask his question of which he had given notice as a private Member. The Speaker of the Assembly held that there being no specific bar in the Rules disabling a Parliamentary Secretary from asking a question which had already been given notice of and admitted by the Speaker, he was entitled to ask the question.

This case is distinguishable from the proposition put forth by Mian Ghulam Muhammad Ahmed Khan Maneka. The Parliamentary Secretary in the National Assembly of Pakistan had given notice of the question as a private Member and he being present in the the House as a Member as well as a Parliamentary Secretary does not stand disqualified from asking a question but to ask questions, or to give notice of starred or unstarred questions as a Parliamentary Secretary is a separate and an independent. issue. In our Rules of Procedure there is no specific provision disabling a Parliamentary Secratary from asking questions from the Ministers or other Parliamentary Secretaries and, therefore, this issue shall have to be determined in the light of the Parliamentary practice and precedents. In the Parliamentary history of the India-Pakistan sub-continent there is no instance of asking a question by a Parliamentary Secretary from a Minister. In the Punjab Legislative Assembly this question arose and Chaudhri Shahab-ud-Din, the Speaker of the Assembly remarked as under :—(PLAD 1938/Vol. 11/page 361)

The other day a Parliamentary Secretary, Mir Maqbool Mahmood, put a question to a Minister which was duly answered. A point of order was raised whether a Parliamentary Secretary was in order to ask questions. I reseved my ruling. I have considered the matter and come to the conclusion that a Parliamentary Secretary cannot ask questions or Supplementary questions."

Even in the mother Parliament the members who form part of the Government do not ask questions. Messrs. D. N. Chester and Nona Bowring in their book "questions in Parliament" (1962 Edition) at page 192 have remarked "Including the Government whips there were 68 Members

who being Ministers or otherwise part of the Government did not ask questions. Mr. Speaker, the Chairman and Deputy Chairman of ways and Means do not ask questions." Again, at page 197 they have remarked, "we have now identified two groups of Members. At one extreme there are those who do not put questions on the Paper : Mr. Speaker, the Chairman and the Deputy Chairman of ways and Means, the senior and junior Ministers and other Members forming part of the Administration, and the Leader of the Opposition." It is, therefore, clear that the Members who form part of the Administration or who are a part of the Government do not ask questions. A Parliamentary Secretary is a part of the Government inside the House and acts on behalf of a Minister. He represents his Department in the House in the absence of the Minister. He is appointed under Article 84 of the Constitution and performs such functions in relation to a Department as the Governor may direct. In short, in the absence of the Minister-in-charge a Parliamentary Secretary represents him in the Provincial Assembly and may generally act and speak on his behalf in relation to the matters concerning the Parliamentary aspect of the activities of the Department concerned. For all practical purposes, therefore, he is a part of the Goverrment inside the House and in view of the well-established parliamentary conventions and in the absence of a tradition allowing the Parliamentary Secretaries to ask questions I rule that a Parliamentary Secretary can neither give notice of nor ask a starred or an unstarred question from a Minister or another Parliamentary Secretary on the floor of the House.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, in veiw of your ruling could a Parliamentary Secretary give notice of an adjounment motion ?

Mr. Speaker : Adjournment motion by a Parliamentary Secretary ?

Mr. Ahmed Mian Soomro : Yes Sir.

Mr. Speaker : Not at all.

Mr. Ahmed Mian Soomro : The rules also provide that a member can put a question to another member. Could a Parliamentary Secretary put a question to a member ?

Mr. Speaker : Yes, by all means. He can put a question to a private member.

Begum Jahan Ara Shah Nawaz : On a point of order Sir. Mr. Soomro has raised an important question about adjourment motions. An adjournment motion means a censure on the Government. Therefore, for any member sitting on the Treasury Benches to send adjournment motions is something unheard in parliamentary practice and that is what I want the member to understand.

Mr. Speaker : Now the Question Hour.

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

CHROMITE INDUSTRY AT HINDU BAGH

***3800. Babu Muhammad Rafiq** : Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state:—

(*a*) Whether it is a fact that Chromite Industry at Hindu Bagh is the only source of employment to the people of the area;

(*b*) Whether it is a fact that the companies working in the area have reduced their output, due to non-sale of their goods in Foreign Markets;

(*c*) Whether it is also a fact that on the request of the representatives of the companies the Commissioner, Quetta Division has submitted certain proposal to give export bonus voucher facilities to the Chromite Companies of Hindu Bagh; if so, action taken by the Government thereon ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :

(الف) ہندو باغ کے مقام پر کرومائیٹ کی صنعت اس علاقہ کے لوگوں کے کسب معاش کا ایک اہم ذریعہ ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ ذخیرہ کا جمع ہوتے رہنا اور پیداوار میں تخفیف کی وجہ بین الاقوامی مارکیٹ میں کساد بازاری ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ کرومائیٹ کی برآمد ۲۰ فیصد بونس ووچر کی مستحق تھی جس کو اب بڑھا کر ۴۰ فیصد کردیا گیا ہے ۔ برآمدی بونس میں مزید اضافہ کرنے اور تبادلہ اشیاء کی اساس پر کرومائیٹ کی برآمدگی کا سوال مرکزی حکومت کے زیر غور ہے ۔

بابو محمد رفیق ۔ کیا پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب یہ بتلائیں گے ۔ کہ انہوں نے جو کہا ہے ۔ کہ مزید بونس ووچر بڑھا رہے ہیں ۔ تو تبادلۂ اشیاء مرکزی حکومت کے زیر غور ہے ۔ میرا خیال ہے ۔ کہ یہ جواب کافی پرانا ہے ۔ ابھی تک حکومت نے اس میں کوئی کارروائی کی ہے ۔ کیونکہ میں آپ کے نوٹس میں لاؤنگا ۔ کہ یہ ایک انڈسٹری ہے ۔ کہ جس پر وہاں ہزاروں آدمیوں کی روزی کا دارومدار ہے ۔ سارے بیروزگار ہو رہے ہیں ۔ کیا آپ نے اس کے متعلق کوئی کارروائی کی ہے ۔

وزیر قانون (مسٹر غلام نبی محمد وریال میمن) ۔ میں نے عرض کر دیا ہے ۔ کہ بیس سے چالیس ہو چکے ہیں ۔ لیکن اسے بڑھانے کے لئے ہماری کوشش ہے ۔ اور یہ سوال مرکزی حکومت کے زیر غور

ہے ۔ اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے ۔ ہم لکھ چکے ہیں ۔ اب یہ ان کے لئے ہے ۔ کہ اس کا فیصلہ کریں ۔

بابو محمد رفیق ۔ کیا آپ یہ بتلائینگے ۔ مرکزی حکومت نے جو پالیسی Change کی ہے ۔ کہ جہاں چالیس فیصد سے تیس فیصد کر دیا ہے ۔ تو کیا یہ انڈسٹری تو اس سے متاثر نہیں ہوگی ۔

وزیر قانون ۔ ہمیں پتہ نہیں ہے ۔ کہ حکومت نے چالیس سے تیس کی ہے ۔ اگر آپ سوال کریں تو پورے طور پر دیکھ کر جواب دے دوں گا ۔

SALE AND DISPLAY DEPOTS IN THE PROVINCE

***4698. Babu Muhammad Rafiq** : Will the Parliamentary Secretary Industries be pleased to state whether it is a fact that an estimated cost of Rs. 9·73 lakhs were provided for eight sale and display depots at Lahore, Multan, Bahawalpur, Peshawar, Rawalpindi, Hyderabad, Swat and Quetta; (*i*) the amount spent so far on the said depots in Quetta; (*ii*) the month wise expenditure for 1962-63 and 1963-64 upto 31st October 1963 ; (*iii*) the date on which work will be completed; (*iv*) the detail of work done so far; and (*v*) the reasons for delay, if any, in the completion of work ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو): جی ہاں ۔ اب ان ڈپوؤں کو ڈبلیو پی آئی ڈی سی ہینڈی کرافٹس شاپس کہا جاتا ہے ۔

(۱) ڈبلیو پی آئی ڈی سی ہینڈی کرافٹس شاپ کوئٹہ پر اب تک جو رقم خرچ کی گئی ہے وہ ۹۳٬۴۸۰۰۰ روپے ہے ۔

(۲) بدوران سالہائے ۱۹۶۳-۱۹۶۲، ۱۹۶۴-۱۹۶۳ (تا ۳۱-۱۰-۱۹۶۳) ماہانہ اخراجات کی تفصیل منسلکہ کیفیت نامہ "الف" ملاحظہ کی جا سکتی ہے ۔

(۳) یہ ایک مکمل پراجیکٹ ہے ۔

(۴) یہ دکانیں علاقے کی گھریلو صنعتوں اور دستکاریوں کی بڑی مفید خدمت سر انجام دے رہی ہیں ۔ انہوں نے نئے اور ترقی یافتہ ڈیزائنوں کو رائج کیا ہے اور انہیں مقبول عام بنایا

ہے ۔ ان دکانوں پر قیمت فروخت معقول ہوتی ہے اور گھریلو صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنی تیار شدہ اشیاء ان دکانوں پر فروخت کریں ۔ اس سے ان دکانوں کی مانگ میں اضافہ ہو گیا ہے ۔

(۵) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

ESTABLISHMENT OF SMALL INDUSTRIAL ESTATES IN THE PROVINCE

***4706. Babu Muhammad Rafiq:** Will the Parliamentary Secretary, Industries be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that a sum of Rs. 163.17 lakhs was provided for a scheme to establish eight small Industrial Estates at Gujrat, Peshawar, Sialkot, Gujranwala, Bahawalpur, Quetta, Larkana and Sukkur;

(*b*) the amount spent so far on the said scheme in each Division of West Pakistan;

(*c*) the month wise expenditure for 1962-63 and 1963-64 in the Quetta Estate ; and the date on which it will be completed;

(*d*) the detail of work done so far;

(*e*) the reasons for delay if any in the completion of the said work;

(*f*) the budgetary provision for and the yearwise actual expenditure on Quetta Estate in the Second Five Year Plan period with reasons of variations if any ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mahboob Ali Bhayo) :

(*a*) Yes.

(*b*) The amount spent on the said scheme upto 1963-64 is given below :—

(*i*) Lahore	1265401
(*ii*) Sialkot	2530386
(*iii*) Gujranwala	235802
(*iv*) Gujrat	505769
(*v*) Peshawar	2097,00
(*vi*) Larkana	85892
(*vii*) Sukkur	863548
(*viii*) Quetta	202000
(*vx*) Bahawalpur	90048

The allocations often are not based Division-wise in the Quetta Division Project.

(*c*) The month-wise expenditure for the year 1962-63 and 1963-64 in the Small Industries Estate Quetta is given in the Statement at 'A'.

(*d*) The details of the work done so far is as under :-

(*i*) Roads and Culverts	30% completed
(*ii*) Administrative	20%
(*iii*) Building Bill	25%
(*iv*) Water Supply	25%
(*v*) Tube Well	80%

(*e*) There has been no delay. Work is progressing according to Schedule.

(*f*) The Budgetary provision and actual expenditure in respect of this Estate is given in Statement at 'B'.

بابو محمد رفیق ۔ میں وزیر صاحب کی توجہ 63-62ء کے میزانیئے کی گنجائش کی طرف دلاتا ہوں ۔ جہاں وہ دیکھینگے ۔ کہ غالباً یہاں کچھ اُلٹ پلٹ ہے ۔ اور میں اسے صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتا ہوں ۔ یہ چھ لاکھ اور اکتالیس ہزار یا کچھ ہزار روپے ہیں ۔ آپ بتائیے کہ یہ چھ لاکھ کتنے ہزار ہیں ۔ میرے پاس اردو میں ہندسے لکھے ہوئے ہیں ۔ جو ٹھیک طرح سے پڑھے نہیں جاتے ۔ آپ بتائیے ۔ کہ 63-62ء میں expenditure provision کتنا ہے ۔

وزیر قانون ۔ میں یہ سوال سمجھا نہیں ہوں ۔

بابو محمد رفیق ۔ 63-62ء میں کل پروویژن چھ لاکھ اکتالیس ہزار روپے ہے ۔ اور خرچ آیا -/39,502 روپے ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا ۔ کہ تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ روپے آپ نے سال میں Surrender کیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جو Figures ہیں وہی ہیں ۔

بابو محمد رفیق ۔ میرا مطلب یہ ہے ۔ کہ آپ نے 63-62ء میں ساڑھے پانچ لاکھ روپے کا کام آپ نے وہاں کیوں نہیں کروایا ۔ جب پروویژن تھی ۔ تو آپ نے کام کیوں نہیں کروایا ۔

وزیر قانون ۔ یہ چھ لاکھ آپ نے کہاں سے دیکھے ہیں ؟

بابو محمد رفیق ۔ اس کی پروویژن آپ کے بجٹ میں ہے ۔

Mr. Speaker : I think it would be an answer to part (b).

Minister of Law : "The amount incurred on the said scheme up to 31st March is given below". The member is referring to the amount of rupees six lakhs sanctioned for the years 1962-63.

بابو محمد رفیق ۔ پارٹ "جی" جو ہے اس کے جواب میں ۔

وزیر قانون ۔ "جی" تو کوئی نہیں ۔

بابو محمد رفیق ۔ میں بتاتا ہوں حصہ ''ج''

مسٹر سپیکر ۔ پارٹ ''سی''

وزیر قانون ۔ اب آپ کا سوال ہے کہ ۶۲-۶۳ء کے لئے چھ لاکھ ۴۱ ہزار بجٹ کی پروویژن ہے اور خرچ صرف ۴۸ ہزار پانچ سو Show کیا گیا ہے وہ کیوں اس کا جواب یہ ہے ۔ آپ شاید دیکھیں گے کہ نیچے لکھا ہوا ہے ۔

Figures of actual expenditure for the years 1963-64 do not include the sum of Rs. 1, 54, 771 being the cost of work done by the contractors and the bills are under scruting of Small Scale Industries Division.

بابو محمد رفیق ۔ یہ ۶۳/۶۴ء کا ہے بھائی ۔ میں تو آپ کو ۶۲/۶۳ کی بات کہہ رہا ہوں ۔

وزیر قانون ۔ آپ نے یہ نہیں پوچھا ہم سے کہ یہ خرچہ کم کیوں ہوا اور پورا لاگت کیوں نہیں ہو سکا ۔ جب آپ سوال کریں گے تو ہم جواب دیں گے ۔

بابو محمد رفیق ۔ خرچہ ۳۹/۴۰ ہزار کا تھا ۔

وزیر قانون ۔ آپ سوال کریں گے تو ہم بتا دیں گے ۔

بابو محمد رفیق ۔ دوسرا سوال یہ ہے وزیر صاحب کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ایک لاکھ ۵۲ ہزار ۷۷۱ روپے کی رقم جو ہے اس کی ابھی تک ادائیگی نہیں ہوئی تو میں آپ کے نوٹس میں یہ چیز لانی چاہتا ہوں کہ ٹھیکے دار خواہ مخواہ تنگ ہو رہے ہیں اور ان کو روپیہ کی ادائیگی نہیں کر رہے ۔ تو آپ اس بارے میں کیا کوئی کارروائی کریں گے تاکہ ان بیچاروں کو روپیہ کی ادائیگی میں تکلیف نہ ہو اور کام آگے چلے ؟

وزیر قانون ۔ ضرور کریں گے تحقیقات اور اس کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے کہ کسی بھی کنٹریکٹر کو تکلیف نہ ہو جو کہ ناجائز ہے اور جلد از جلد جو ان کے سٹینڈنگ بل ہیں وہ پاس ہو جائیں اور ان کو پیسے مل جائیں ۔

ESTABLISHMENT OF A WOOL SPINNING AND WEAVING CENTRE AT MASTUNG

***4755. Babu Muhammad Rafiq:** Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state whether it is a fact that a sum of Rs. 4·08 Lakhs was provided in the Second Five Year Plan for establishment of a Wool Spinning and Weaving Centre at Mastung (Kalat Division) if so ;

(*i*) the amount spent and bundgetary provision made for the said scheme year-wise;

(*ii*) the month-wise expenditure for 1962-63 and 1963-64 upto 31st October 1963 ;

(*iii*) the approximate date by which the work will be completed;

(*iv*) detail of work done so far ;

(*v*) reasons for delay, if any, in completing the said work ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو)۔ (الف) جی نہیں فی الحقیقت ۱۳۰۵۰ لاکھ روپے کی ایک رقم مستونگ کے مقام پر اون کتائی و بنائی کے مرکز کے قیام کی غرض سے دوسرے پنج سالہ منصوبہ میں مہیا کی گئی تھی ۔

(۱) ملاحظہ ہو منسلکہ کیفیت نامہ ''الف''

(۲) ملاحظہ ہو منسلکہ کیفیت نامہ ''ب''

(۳) اس منصوبہ کے لئے درکار مشینری پہنچ چکی ہے ۔ اندازے کے مطابق اون دھلائی اور جلا کاری کے عملوں کے لئے تقریباً ۹۰۰۰ گیلن پانی روزانہ درکار ہوگا ۔ مستونگ کے مقام پر سردست یہ مطلوبہ مقدار دستیاب نہیں ہے ۔ تاہم حکومت یہ معلوم کرنے کی غرض سے کہ آیا پانی کی مطلوبہ مقدار دستیاب ہو جائیگی ایک ٹیوب ویل کی کھدائی کے امکان پر غور کر رہی ہے ۔ اگر تجربہ کامیاب رہا تو مشینری نسب کرنے کے لئے ایک عمارت کی تعمیر کا کام فوری طور پر شروع کر دیا جائیگا ۔ لہذا تکمیل کی قطعی تاریخ نہیں بتائی جا سکتی ۔

(۴) مطلوبہ مشینری درآمد کی گئی ہے ۔

(۵) تاخیر کی وجہ (۳) بالا میں بیان کر دی گئی ہے ۔

منسلکہ ضمیمہ ''الف''

سال (۱)وار	گنجائش میزانیہ	خرچ کردہ رقوم
۱۹۶۰-۶۱	۲۰'۸۴۵'۴۰	۲۰'۸۴۵'۴۰
۱۹۶۱-۶۲	۹۰'۰۰۰'۰۰	۲۹'۸۰۹'۱۸
۱۹۶۲-۶۳	۲'۳۰'۲۳۰'۰۰	۱'۵۲'۲۰۵'۳۳
۱۹۶۳-۶۴	۴'۰۸'۰۰۰'۰۰	۸'۷۸۱'۰۰ ۶۳-۱۰-۳۱ تک
	۷'۴۹'۰۷۵'۴۰	۲'۱۱'۶۴۲'۹۱

منسلکہ ضمیمہ ''ب''

۱۹۶۳-۶۲ء اخراجات

جولائی	۱۹۶۲ء	۲'۴۴۶'۶۶	اگست ۱۹۶۲ء	'۱۳۹'۵۸
ستمبر	۱۹۶۲ء	۱۶'۷۸۱'۴۳	اکتوبر ۱۹۶۲ء	۲'۵۲۹'۰۱
نومبر	۱۹۶۲ء	۳'۰۹۵'۱۷	دسمبر ۱۹۶۲ء	۲'۰۷۷'۳۱
جنوری	۱۹۶۳ء	۱۸'۷۲۶'۵۸	فروری ۱۹۶۳ء	۵۲'۳۲۵'۱۸
مارچ	۱۹۶۳ء	۲'۶۷۲'۹۴	اپریل ۱۹۶۳ء	۷'۲۶۳'۷۶
مئی	۱۹۶۳ء	۲'۳۹۸'۸۶	جون ۱۹۶۳ء	۸۶'۷۵۰'۷۵

۱۹۶۳-۶۴ء اخراجات

	۱'۵۲'۲۰۷'۳۳
جولائی تا ستمبر ۱۹۶۳	۶'۳۳۴'۰۰
اکتوبر ۱۹۶۳ء	۲'۴۴۷'۰۰
روپے	۸'۷۸۱'۰۰

بابو محمد رفیق ۔ سوال یہ ہے جی کہ جب سکیم بنی تھی تو اس وقت یہ نہیں دیکھا تھا کہ وہاں پانی مطلوبہ مقدار میں دستیاب ہے یا نہیں ۔ جب آپ نے میشنری لا کر تین سال سے آپ نے وہاں dump کر دی اور میشنری خراب بھی ہو رہی ہے گل رہی ہے تو یہ کس کی ذمہ داری ہے کہ سکیم بناتے وقت اس کو Check Up نہیں کیا کہ پانی وہاں دستیاب ہے یا نہیں ہے ۔

وزیر قانون ۔ جب آپ سوال کریں گے تو ہم آپ کو بتائیں گے کہ کس کی جوابداری ہے ۔

بابو محمد رفیق ۔ یہ کب تک میں امید رکھوں کہ یہاں پر کام شروع ہو جائیگا ؟

وزیر قانون ۔ جب اگلی باری آئے گی تو پھر ہم جواب دیں گے ۔

DEVELOPMENT OF COAL DEPOSITS AT SHARIGH

*4763. **Babu Muhammad Rafiq :** Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state whether it is a fact that a sum of Rs. 2·00 Lakhs was provided in the Second Five Year Plan for Developing Coal Deposits at Sharigh ; if so:—

(*i*) the amount spent so far on the Scheme ;

(*ii*) month-wise expenditure for 1962-63 and 1963-64 upto 31st October 1963;

(*iii*) the date on which work will be completed;

(*iv*) detail of work done so far ;

(*v*) reasons for delay, if any, in completing the work ?

پارلیمنٹری سیکرٹری ۔ (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :
(الف) یہ رقم ۲۰۰ لاکھ روپے نہیں ہے ۲۰۰ لاکھ روپے کی ایک رقم دوسرے پنج سالہ منصوبے کے تحت شریغ میں کوئلے کے ذخائر کی ترقی کے لئے مہیا کی گئی ہے ۔

(۱) دسمبر ۱۹۶۱ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء تک اس سکیم پر ۳۸'۹۱'۲۰۰۰۰ روپے کی رقم خرچ کی جا چکی ہے ۔

(۲) ماہانہ اخراجات برائے سال ۶۳-۱۹۶۲ وسال ۶۴-۱۹۶۳ منسلکہ کیفیت نامہ ''الف'' میں دئے گئے ہیں ۔

(۳) جون ۱۹۷۰ء ۔

(۴) ختم شدہ کام کی تفصیل منسلکہ کیفیت نامہ ''ب'' میں دی گئی ہے ۔

(۵) کوئی تاخیر نہیں ہوئی ہے - ترقیاتی کام مقررہ رفتار کے مطابق جاری ہے -

کیفیت نامہ ''الف''

مہینہ	خرچ
جولائی ۱۹۶۲ء	۱،۳۷،۶۵۹،۷۳
اگست ۱۹۶۲ء	۱،۲۹،۶۵۵،۶۲
ستمبر ۱۹۶۲ء	۳۰،۳۱۵،۸۵
اکتوبر ۱۹۶۲ء	۱،۳۸،۵۹۳،۰۰
نومبر ۱۹۶۲ء	۱۰،۲۷۱،۲۵
دسمبر ۱۹۶۲ء	۸۵،۳۲۹،۵۸
جنوری ۱۹۶۳ء	۳۳،۶۹۰،۹۱
فروری ۱۹۶۳ء	۱،۱۹،۳۵۹،۰۰
مارچ ۱۹۶۳ء	۲۳،۱۵۶،۵۹
اپریل ۱۹۶۳ء	۲۲،۹۵۱،۷۹
مئی ۱۹۶۳ء	۲۳،۳۵۳،۳۰
جون ۱۹۶۳ء	۶،۶۵،۱۰۵،۱۰
جولائی ۱۹۶۳ء	۱،۰۳،۱۲۸،۰۰
اگست ۱۹۶۳ء	۱،۱۲،۵۰۶،۰۰
ستمبر ۱۹۶۳ء	۱۰،۵۷،۶۸۵،۱۲
اکتوبر ۱۹۶۳ء	۲۰،۲۱،۸۸۰،۸۸
	۲۹،۳۶،۹۵۳،۷۲

کیفیت نامہ ''ب''

(۱) ابتدائی جائزے اور تحقیقات کا کام مکمل ہو گیا ہے -

(۲) زیر زمین تعمیراتی منصوبوں اور عمارات کے تخمینہ جات مکمل ہو گئے ہیں -

(۳) ضروری مشینری اور سامان جزوی طور پر خرید لیا گیا ہے اور دیگر طلب کر لیا گیا ہے -

(۴) تمام زیر زمین اور سطحی ابتدائی انتظامات مثلاً عمارات و شارعات نصیبے کے لئے پلیٹ فارموں کی کھدائی اور مشینری لگانے کے کام کو آخری شکل دے دی گئی ہے -

(۵) تین کراس میٹرز ڈرفٹ جن کا طول علی الترتیب ۶۳۵ فٹ ، ۲۴۵ فٹ اور ۱۲۰ فٹ ہے نصب کر دئے گئے ہیں ۔

(۶) لیول کول گیلریوں کی ترقی جاری ہے ۔

(۷) گہرائی میں کوئلے کی تہہ ثابت کرنے کی غرض سے کوئلہ کی تہہ کے ساتھ ساتھ تین ڈھالیں تعمیر کی جا رہی ہیں ۔

(۸) پٹہ نمبر ۱۵۱ میں کوئلے کی کان کنی کا جدید طریقہ رائج کیا گیا ہے چنانچہ ایک لانگ وال فیشن پر لانگ وال طریقے کے مطابق کوئلہ کاٹنے کا عمل جاری ہے ۔

(۹) دو ۱۵۰ کلوواٹ اور ایک ۷۰ کلوواٹ کا برقی جنریٹر لگا دیا گیا ہے ۔

(۱۰) لیمپ روم کا سامان نصب کر دیا گیا ہے اور زیر استعمال ہے ۔

(۱۱) عملے اور مزدوروں کے لئے رہائشی کالونی اور دیگر عمارات تعمیر کر دی گئی ہیں ۔ مزید مکانوں پر کام ابھی جاری ہے ۔

(۱۲) آب رسانی کی سکیم پر کام جاری ہے ۔

SURVEY WORK FOR SETTING UP SMALL INDUSTRIES IN THARPARKAR DISTRICT

***6565. Mir Haji Muhammad Bux Talpur :** Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state:—

(*a*) Whether it is a fact that three officers were appointed for conducting survey work for setting up small industries in Tharparkar District ; if so, whether they have accomplished this work;

(*b*) Whether it is a fact that the Chief Zonal Officer, small Industries, Hyderabad, visited Thar when the said survey was being carried out; if so a copy of his inspection report be placed on the table of the House ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :

(الف) جی ہاں۔ضلع تھرپارکر میں چھوٹی صنعتوں کے قیام کے ضمن

میں سروے کرنے کی غرض سے تین افسر مقرر کئے گئے تھے -
یہ افسر ابھی ضروری اعدا دوشمار جمع کرنے میں مصروف ہیں۔

(الف) جی ہاں - زونل منیجر (حیدرآبادزون) کے معاملے کی رپورٹ
کی ایک نقل ایوان میں پیش ہے -

REPORT

TOUR NOTES OF ZONAL MANAGER (HYDERABAD ZONE), SID/WPIDC, HYDERABAD OF THARPARKAR DISTRICT—23-10-63

Visited the Carpet Development-*cum*-Traning Centre, Mithi: The Superintendent is facing the following problems:—

(*i*) *Furniture*—The Furniture of the centre is very old and unserviceable, therefore immediate action be taken to expedite its sanction from the Head Office, Lahore.

(*ii*) The centre has got 6 looms all the looms were found in progress. The Superintendent has got orders for 10 carpets, pending for the 2 months. These orders are placed by the local Zamindars and other people. They are pressing him for early delivery of the carpets. The Superintendent is of the view that orders will increase in the near future and he will be able to supply the carpets in time, therefore, the sanction pending with the Headquarter may be expedited.

(*iii*) *Accommodation*—The Present building consists of 6 rooms and one small Verandah. Superintendent complaints that this building will be insufficient with the addition of more looms and he will have no space for the installing the Carding Machine. He feels the necessity of having specious accommodation for this centre. He suggested that our Organisation should construct buliding. The land can easily be made available. As the building will be used for training programme, the Superintendent will prepare a scheme on P. C. I. Form for submitted to the Government for necessary grant.

The total strength of centre is as under:—

(1) Superintendent.

(2) Store-keeper.

(3) Carpet Teacher.

(4) Accountant.

(5) Peon.

(*iv*) *Working of the Centre*—Sanctioned strength of trainees is 12 but only 8 trainees have been admitted during this financial year. The reason for not filling all the vacancies is the draught in the desert area. The

population of certain places has migrated to the interior of Tharparkar District. Since the draught is over, the population has started coming back to village. Number of trainees will be increased over and above the sanction strength as per his express last two years. The Superintendent will, however, submit proposal for the increase of stipends to its original strength of 20. In case the number of trainees is increased beyond the sanctioned strength.

At present the trainees are working with the craftsmen and some amount is reduced in wages on *ad hoc* basis. This system is bit complicated and there is very likelihood of Audit objection, therefore, the Superintendent is advised to give 2 looms independently to the trainees, after they have finished the preliminary training of opening the yarns, etc. Beginners may first be tried on jute and afterwards they would be given course quality of woollen carpets. They should work directly under the supervision of Carpet Teacher.

The balance of finished stock on 23rd October 1963 shown as per Appendix 'A' is Rs. 3,098·78· The balance of stores as on 23rd October 1963 is Rs. 376.78. Appendix 'C' showing the sale- proceeds from Ist July 1963 to 23rd October 1963 is Rs. 3,260 and cash balance in hand on 23rd October 1963 is Rs. 272.28 as shown in Appendix "D"

Working Capital—The Superintendent is quite statisfied with the schemes of working capital and he feels no difficulty for more funds.

Carding Machine—The Superintendent was directed to submit a detailed scheme giving the justification of carding machine and is future prospects running it on commercial basis.

Carpet Teacher—The Superintendent is quite satisfied with his work and feels that he should be appointed in regular grade. The action will be taken on the request of Superintendent which he has already sent to Zonal Office.

Survey of Rural Industries—The Rural Industries Extension Inspector was called in the office of Superintendent to check the survey work of rural industries. The survey conducted by the R.I.E.I. from 16th September 1963 to 23rd October 1963 were checked and found satisfactory. On checking it was revealed that he has so far surveyed 6 Union Councils of Mithi Tehsil comprising 3 Dehs. The total work assigned to him was 19 Union Councils of Mithi and Nagarparkar Tehsil comprising of 84 Dehs. The progress made by him was quite up to the mark.

The R. I. E. explained his difficulties regarding the transportation. The Basic Democrats of Mithi were requested to co-operate with the Inspector in a anging the transport for far flung areas which was promised by them. The Basic Democrats when asked their satisfaction with the work of Rural Industries Extension Inspector.

Attended the meeting of Union Council, Mithi. The Basic Democrats were told that they should contribute for local schemes by organizing some co-operative societies for developmenting the local crafts. Our Organization will supply imported raw materials and find out markets for finished goods, advance loans and guide them in technical matters like designs, etc.

The committee member were keen that scheme for the development of desert embriodiery may by introduced at an early date. The further explained that spinning on wheels is the oldest of his area, will get impetus.

23-10-63. *Islamkot*—Met with the Chairman, Union Council, Islamkot. He was interested in the development of the area. He promised to come and meet me in Hyderabad on my return from tour of desert area.

24-10-63. *Kaso Village*—visited the Kaso village which is 7 miles from Nagarparkar. The population of this village is about I, 500 souls. The main occupation is cattle breeding and agriculture. The main crafts of this village are Nawar making, Mod and Jajam cloth making. About 10 or 12 families are also engaged in Khata, loi, Jajam and Nawar making, etc. There are 10 units of collers which are manufacturing the crude types of shows out of the bag tanned leather.

Bhilyari Village—Bhilyari village is 40 miles East from Chachro. The population of this village is about 1, 200. Majority population is Muslim. This village has got one primay school, post office of this village Rawatsar, West of Bhilyari. Woollen durgget, shawls embroidiery and the main crafts carried out is cattle be reding and agriculture. Both of these items are independent on the rain-fall, in case of failure of rainfall, there is no agriculture at all and the cattle either fall prey of various diseases or migrate to other areas in Tharparkar and Hyderabad Districts. The main cattle of this village are sheep, goats, camels and cows. The sheep and goats wool is spun and some of the yarn is locally consumed in manufacturing druggets, shalws, etc, and the remaining is sold in other trading centres of The Sub-Divisions like Chachro, Nagarparkar and Mithi, etc, permanent crafts which can be developed is the embriodiery.

Mr. Abdul Latif, son of Muhammad Saleh, member of Union Council, Bhilyari P. O. Rawatsar via Chachro could be consluted regarding the development of that area. Village Bhilyari is just on the boarder of India. The distance between the village and border is said to be one mile only. Most of the wool is smuggled to India where the rates are early doubled. The rates on India side are between 200 to 250 per maunds where as Pakistani wool dealers offer upto Rs. 250 per maund. Survey Inspector should have an extensive survey of the village so that the certain schemes are prepared to prevent in Pakistani wealth from being smuggled and make the population morally consious about the anti-social activities.

25th October 1963.

Nagarparkar—Attended the meeting of Union Council 11 members were present. Nagar Council consists19 villages. It was stated by the members of Nagarparkar Union Council that the work of drugget making. Nawar making is spread over in many villages the radius of 20 miles. Wool spinning is also common amongst the women foks of this area, besides handlooms cloth is also manufactured in many villages.

Most of the land in Nagarparkar is under the Coustar plantation, Rawcastor seeds are sent to Karachi at a very low cost. The members were

of the view that Government should introduced some schemes to explo the castor oil and its refinery should also be done there. The members explained that needle Embroidery work is carried out in each and every house, is being deriorated steps may be taken to develop this trade also.

Chairman Haro Union Council, Mr. Rias Kabri Khan was interviewed at Nagarparkar Union Council meeting. Haro is about 22 miles east from Mirah. The population of this village is about 500 people. The Union Council office of Haro is situated at village Sillo, which is 17 miles from Mirwah. The population of Sillo is about 800 souls. The Chairman explained that large portion of the population is busy in Nawar making, Khatas (Woollen rough shawls) and other handloom cloth and coblery work.

Besides Mirwah Union Council has got many salt deposits near village Mukai.

26th October 1963.

Diplo—Addessed the Union Council and Tehsil Council Diplo Basic Democrats were explaind the lenient policy corporation regarding the credil facilities and keen interest of the Corporation in the development of the small and cottage industries in the under- developed areas. Basic Democrats were very eager to sponsor certain schemes they were requested to sent these schemes for technical guidance to this office.

NUMBER OF PERSONS REGISTERED IN THE EMPLOYMENT EXCHANGE SIALKOT DURING 1962-63

*6726. **Chaudhri Muhammad Ibrahim** : Will the Minister of Labour be pleased to state:—

(*a*) the number of persons registered in the Employment Exchange Sialkot during 1962-63;

(*b*) the number out of those mentioned in (*a*) above who got employment through the said exchange together with the names of offices and concerns where they were absorbed ;

(*c*) the percentage of unemployed persons in Sialkot City ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mehboob Ali Bhayo) : (*a*) 9, 310.

(*b*) 1, 758. Some of these persons were registered earlier. The names of offices and concerns where they were absorbed can be obtained from Employment Exchange, Sialkot, if considered absolutely necessary. But it willtake some time because it involves collection of scattered data.

(*c*) This information is not available in the Manpower and Employment Department. According to a sample survey conducted a few years ago, the percentage of unemployed persons in urban areas was 0· 6, and in Sialkot city the incidence of unemployment seems to be no different.

INSPECTORS AND SUB-INSPECTORS CO-OPERATIVE SOCIETIES IN MULTAN REGION WHOSE PERIOD OF POSTING AT ONE PLACE WAS 9 MONTHS OR LESS

*6793. **Mr. Hamza** : Will the Minister of Co-operation be pleased to state the names of Inspectors and Sub Inspector-Co-operative Societies in Multan Region whose period of posting at one place was 9 months or less during the period from Ist January 1963 to Ist February 1964 along with the reasons for their early transfers ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mehboob Ali Bhayo) : Two lists are enclosed. Reasons for the transfers have also been given therein.

LIST OF SUB-INSPECTORS, CO-OPERATIVE SOCIETIES WHO WERE TRANSFERRED WITHIN NINE MONTHS OR LESS

Serial No.	Name of Sub-Inspector	From	To	Reasons
		MULTAN DISTRICT		
1	Mr. Muhammad Irfan S. I. (Industrial).	Chiniot ...	Daryala Jalap ...	Administrative reasons.
2	Mr. Muhammad Alam	Mian Channu	Tulamba ...	Transfers were made from administrative point of view and long leave adjustments, complaints against some Sub-Inspectors. Reversions from Farming Line, retirement resignation/suspensions of the Sub-Inspectors.
3	M. Bashir Ahmad	Ghazipur ...	Multan Ghazipur Dunyapur.	
4	Mr. Abdul Majid Shah	Abdul Hakim	Butawala ...	
5	Mr. Abdul Shakoor	Lodhran ...	Karor Pacca, Lodhran Dunyapur.	
6	Mr. Nasim Iqbal	Chak 477/EB	Luddon ...	
7	Syed Ijaz Hussain	Mailsi ...	Thatta, Pawalian Dunyapur, Lodhran.	
8	Mr. Muhammad Hanif	Lodhran ...	Jamrani Wah, Lodhran.	
9	S. Muhammad Iqbal	Khanewal	Mailsi ...	
10	Ch. Bashir Ahmad	Mailsi ...	Karampur	
11	M. Bashir Ahmad	Mian Channu	Thatta Pawalian, Machinwala	
12	Fateh Muhammad	Chak 14/8 R.	Khanewal, Thatta Pawalian	
13	Mr. Nasir-ud-din	Karampur	Mailsi, Chak 477/EB.	
14	Ch. Irshad Ullah	Vehari West	Jahania, Kacha Khuh.	
15	Mr. Nazir Ahmad Shah	Butawala ...	Shujabad ...	

Serial No.	Name of Sub-Inspector	From	To	Reasons
	MULTAN DISTRICT—*concld.*			
16	Sufi Aziz Ahmad	Farming Line ...	Dunyapur	Transfers were made from administrative point of view and long leave adjustments, complaint against some Sub-Inspectors.
17	Mr. Ashiq Hussain	Better Living ...	Dunyapur, Lodhran Karor Pacca.	
18	M. Zahur Ahmad	Farming Line ...	Chak 80/10-R Khanewal Chak 14/9-R	Reversion from Farming Line, retirement / resignations /suspensions of the Sub-Inspector.
19	Mr. Muhammad Shafi	Farming Line ...	Garah Talsingh	
20	Muhammad Umar	Farming Line ...	Chak477/EB. Tulamba,	
	MUZAFFARGARH DISTRICT			
1	Mr. Imam Bakhsh	Chubara Khairpur	Khairpur Mahmud Kot	In public interest. For Administrative reasons.
2	Mr. Muhammad Shafi ...	Mahmud Kot	Khairpur ...	Ditto.
3	Hafiz Amam Bakhsh	Alipur ...	Leiah ...	On complaint.
4	Mr. Faiz Karim	Leiah ...	Rullanwali	Administrative reasons.
5	Mr. Muhammad Afzal	Rullanwali	Alipur ...	Ditto.
	DERA GHAZI KHAN DISTRICT			
1	Mr. Amir Muhammad	Harand ...	Vohuva ...	Administrative reasons.
	BAHAWALPUR DISTRICT			
1	*Nil*			
	JHANG DISTRICT			
1	Ch. Dara Khan	Bhowana	Lalian Mandi Shah Jewana.	Administrative reasons.
2	Muhammad Manzoor ...	Mandi Shah Jewana.	Lalian ...	Ditto.
3	Ch. Ali Ahmad	Jhang ...	Bhowana	Consequential arrangement in respect of No. 1.
4	Ch. Shahadat Khan	Jhang ...	Kot Shakir	Administrative reasons and consequential arrangement
	RAHIMYAR KHAN DISTRICT			
1	Mr. Mukhtiar Ali Gill ...	Rahimyar Khan ...	Allah Abad	On complaint

Serial No.	Name of Sub-Inspector	From	To	Reasons
		SARGODHA DISTRICT		
	Nil ...	...	...	No transfer was made.
		MIANWALI DISTRICT		
1	Q. Amanullah Shah ...	Dulewala ...	Kallurkot Bakhar ...	Due to enquiry against S. I. for embezzlement cases.
2	M. Ghulam Sadiq	Piplan ...	Jandanwala, Kallur Kot, Dullewala.	Administrative reasons consequential arrangements.
3	Amir Abdullah Mochvi ...	Daryakhan	Musa Khel	On Public complaint.
4	Rao Ghulam Ali	Kamar-mashani ...	Mochi, Kala Bagh Mianwali Muza Khel, Daryakhan.	For administrative reasons.
5	Mr. Muzaffar Khan ...	Abba Khel	Wan Bachran, Musa Khel, Kala Bagh, Mianwali.	For punishment and then Administrative reasons.
6	Mr. Niazum-ud-din	Piplan ...	Mochi Mian-wali	Administrative reasons and complaints.
7	Mr. Sultan Khan	Chakrala ...	Babel. Mochh	On complaint.
8	Sadar-ud-din Shah ...	Do. ...	Musa Khel, Wan Bachran, Mianwali, Isa Khel.	Due to embezzlement, Administrative reasons also.
9	R. Muhammad Ilyas ...	Kundian	Kala Bagh, Wan Bachran.	Public interest. On recommendation of his Inspector.
		LYALLPUR DISTRICT		
1	Muhammad Sadiq	Pacca Ana	Noor Mohal	On request of Inspector Gojra in the public interest.
2	Ch. Sharaf-ud-din	Tandilian-wala ...	Chuttana ...	On recommendation of the Inspector.
3	Khan Muhammad Hussain.	Tandilian-wala ...	Chuttana West Tandi-lianwala Sumandari.	Administrative reasons.
4	Ch. Muhammad Munir ...	Jaranwala	Chak 50/JB Islamabad.	Ditto.
5	R. Muhammad Jamil ...	Awagat ...	Abbaspur, Chak 50/JB.	Ditto.
6	Ch. Muhammad Din ...	Chak Jhumra	Lyallpur Salarwala	Administrative reasons.
7	Ch. Ata Ullah ...	Chak 105/RB	Salarwala, Jaranwala.	Consequential transfer of U/L. No. 6.
8	Mr. Muhammad Hussain.	Tandilian-wala	Sumandari Dajkot.	Administrative reasons.

Serial No.	Name of Sub-Inspector	From	To	Reasons
		LYALLPUR DISTRICT—*concld.*		
9	Ch. Mobarik Ali	Jhok Ditta	Dajkot, Summandri. ...	Consequential arrangement of No. 8.
10	Ch. Wafa Ullah	Chak 267/RB.	Chak 52/JB Abbaspur.	Administrative reasons.
11	Ch. Abdul Haq	Salarwala ...		Ditto.
12	Mr. Muhammad Akram ...	Chak 52/JB	Lyallpur ... Nathu Chak, Lundianwala.	Consequential arrangement and recommendation of his Inspector.
13	Ch. Ghulam Hussain ...	Tandilianwala ...	Lyallpur, Nathu Chak, Jaranwala, Nathu Chak.	Administrative reasons as he could not pull his weight at Nathu Chak.
14	Mr. Muhammad	Abbaspur	Satiana, Lyallpur.	Administrative reasons.
		MONTGOMERY DISTRICT		
1	M. Allah Ditta Bhatti.	...	Shahbore ...	Administrative reasons.
2	Mr. Muhammad Akram.	...	Chak 65/4R	Ditto.
3	Ch. Rashid Ahmad	...	Montgomery	On Complaint.
4	Ch. Ata Muhammad	...	Chichawatni	Administrative reasons.
5	Ch. Abdul Hamid	...	Iqbal Nagar	Ditto.
6	S. Khadim Hussain.	...	Chak 18/IIL	On his own request.
7	Ch. Muhammad Ashraf ...	...	Bama Bala	On complaint.
		BAHAWALNAGAR DISTRICT		
1	Ghulam Murtaza Khan ...	Vehoa ...	Fortabbas	Both were provided in their home district.
2	M. Muhammad Iqbal ...	Fortabbas	D. G. Khan	
3	M. Nazir Ahmad	Dahranwala	Chistian ...	Administratove reasons.
4	M. Muhammad Rafiq ...	Chistian ...	Sahranwala	Ditto.
5	M. Abdur Rashid	Khanewal	Chistian ...	Provided on his home District.
6	M. Nazir Ahmad	Chistian ...	Haroonabad	Administrative reasons.
7	M. Munir Ahmad	Haroonabad Bakhshan	Bakhshan Khan ...	Ditto.
8	Ch. Abdul Ghafoor ...		Fortabbas	Ditto.
9	Ghulam Murtaza	Fortabbas	Dunga Bonga	Ditto.

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپکی وساطت سے جناب وزیر صاحب سے جو کہ ماشاءاللہ.....

Mr. Speaker : No comments

مسٹر حمزہ ۔ ماشاءاللہ اقتصادیات کے ماہر اور بڑے تجربہ کار منتظم ہیں۔

Mr. Speaker : No comments please ; put the supplementary. No personal remarks.

مسٹر حمزہ ۔ عرض یہ ہے کہ میں اس Context میں پوچھتا ہوں اسی لئے انکو بجٹ کمیٹی کا صدر مقرر کیا گیا تھا کہ محکمہ نے ملتان ڈویژن میں ۱۴ ماہ کے اندر ۵۹ ملازمین کو جنکی ایک جگہ پر تعیناتی ۹ ماہ کے عرصے سے زائید نہیں تھی انکو کیوں تبدیل کیا اور کیا اس سے کارکردگی پر اور خزانے پر غیرضروری بوجھ نہیں پڑا ؟

وزیر امداد باہمی لیبر و سماجی بہبود ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتاہوں کہ یہ سپلیمنٹری تو نہیں ہے۔اصل سوال انکا یہی ہے۔بہرحال وہ لسٹ میں انکے وجوہات دیدیئے ہیں اور جہاں تک ان تبادلوں کا تعلق ہے میں مانتاہوں کہ وہ زیادہ ہیں۔اب محکمہ کو باقاعدہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ بلا وجہ تین سال سے پہلے تبدیلی نہ کی جائے اور میں سمجھتاہوں کہ اس سے انکی تسلی ہو جائیگی۔

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ سوال کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ بعض شکایات کی بناء پر سب انسپکٹران یا انسپکٹران کا تبادلہ کیا گیا ہے میں ان سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ آیا آپکا محکمہ تبادلے کو سزا تصور کرتاہے ؟

وزیر امداد باہمی لیبر و سماجی بہبود ۔ یہ جناب اسی طرح ہے جس طرح دو آنے کی کوئی چوری کرے اور حمزہ صاحب کہیں کہ اس کو پھانسی لگاؤ تو بہر صورت قصور کے مطابق ہی سزا دیجاتی ہے ۔

مسٹر حمزہ - کیا وزیر صاحب مجھے یہ بتائیں گے کہ روز مرہ کے تبادلوں سے عوامی خزانہ پر غیر ضروری بوجھ نہیں پڑتا اگر پڑتا ہے توآج تک جن لوگوں نے یہ کارروائیاں کی ہیں جو آپ تسلیم کرتے کہ ایسا ہونا نہیں چاہئیے تھا آپنے انکے خلاف کیا اقدامات کئے ہیں یا آپ آئندہ کرنا چاہتے ہیں -

وزیر امداد باہمی - اس کا تو میں پہلے ہی جواب دے چکا ہوں -

Mr. Speaker : It is a very general question.

CASES PENDING BEFORE VARIOUS INDUSTRIAL COURTS

***6799. Mr. Hamza :** Will the Minister of Labour be pleased to state the number of cases pending before the various Industrial Courts in the Province along with the time since when these cases are pending ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) - صوبہ کی دوصنعتی عدالتوں میں زیر سماعت Cases کی تعداد ۷۷۰ ہے الکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے اور تفصیل آپکو دے دی گئی ہے -

مسٹر حمزہ - جناب سپیکر - میرا سب سے پہلا اعتراض یہ ہے اور میں عرض کر چکاہوں کیا کہ جناب وزیر صاحب بہت بڑے ماہر ہیں اور اس مہارت کا ثبوت آج انہوں نے یہ دیا ہے.....

Mr. Speaker : No Comments, Mr. Hamza.

وزیر محنت- جناب والا- مجھے افسوس ہوتا اگر یہ Compliments کسی اور طرف سے ہوتا - اور میں محسوس کرتا لیکن افسوس یہ ہے یہ حمزہ صاحب کی طرف سے ہے -

مسٹر حمزہ - انہوں نے ضمنی سوالات سے بچنے کے لئے مجھے اس سوال کا جواب وقت سے پہلے مہیانہیں کیا - مجھے ابھی یہ مہیا کیا ہے تاکہ میں ضمنی سوالات ان کی خدمت اقدس میں پیش نہ کر سکوں -

مسٹر سپیکر - حمزہ صاحب اگر آپ چاہیں تومیں یہ سوال آخیر میں لےلوں -

مسٹر حمزہ - جی ہاں ۔

AMOUNT ALLOCATED TO BAHAWALPUR DIVISION FOR IMPLEMENTATION OF RURAL CREDIT RECONSTRUCTION AND AGRICULTURAL MARKET SCHEME

***6820. Chaudhri Muhammad Ali :** Will the Minister of Co-operation be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Governemt have earmaked certain amount for implementation of Rural Credit Reconstruction and Agricultural Market Scheme;

(*b*) if answer to (a) above be in the affirmative, (*i*) the amount so earmarked, (*ii*) the yearwise allocations made to each Division from the said amount and (*iii*) in case the amount allocated to Bahawalpur Division has been lesser than that allocated to other Division ; reasons therefor and the action Government intend to take to remove this disparity ?

Palriamentary Secretary (Arbab Muhammad Afzal Khan) : (*a*) Yes. (*b*) Totalallocation under the above scheme yearwise and allocations made to e ch division are given in the chart placed on the table of the House. (*iai*) The amount allocated to Bhawalpur Division compares favourablywith that of other divisions, hence the question of removing disparity d;oes not arise.

SCHEME FOR RECONSTRUCTION OF RURAL CREDIT AND AGRICULTURAL MARKETING CENTRES IN ALL REGIONS OF WEST PAKISTAN

***6821. Chaudhri Muhammad Ali :** Will the Minister of Co-operation be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that a scheme for reconstuction of rural credit and agricultural marketing centres in all regions of West Pakistan was approved at a cost of Rs. 165·76 lakhs ; if so, the year wise as Division-wise amount spent on the said scheme up to 31st December 1963;

(*b*) in case no amount out of the above mentioned amount was allocated for Bahawalpur Division, reasons therefor ?

Parliamentary Secretary (Arbab Muhammad Afzal Khan) : (*a*) Yes. Yearwise as well as divisionwise amount spent on the scheme is given in the chart placedon the table of the House.

(*b*) Question does not arise in view of *(a)* above.

TRAINING CENTRES IN BAHAWALPUR DIVISION FOR IMPARTING TRAINING TO SUB-INSPECTORS OF THE CO-OPERATIVE DEPARTMENT

***6822. Chaudhri Muhammad Ali :** Will the Minister of Co-operation be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that there are no training centres in Bahawalpur Division for imparting training to Sub-Inspectors of the Co-operative Department ;

(*b*) Whether it is a fact that in the absence of the said centres, the trainee of the above said Division are experiencing great inconvenience and have to bear extra expenditure in going to other Divisions for getting training

(*c*) if answers to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative, whether Government intend to take any steps to remove this difficulty of the above said trainees ?

Parliamentary Secretary (Arbab Muhammad Afzal Khan) : (*a*) There is a Co-operative Training Institute at Bahawalpur, which is imparting in service training to the Co-operative staff and office holders and Secretaries of the Societies.

(*b*) The Sub-Inspector candidates of Bahawalpur Division go to Lyallpur Co-operative College for training. In addition to the journey expenses they get a stipend of Rs. 50 per mensem from the Government for training period. The training does not, therefore, involves any extra expenditure to them. Their training at Lyallpur is necessary because level of training at Co-operative College, is superior.

(*c*) Question does not arise.

SCHEME UNDER THE SHEEP BREEDING SCHEME FOR GRADATION OF WOOL AND ITS SALE IN CHOLISTAN AREA OF BAHAWALPUR DIVISION

***6823. Chaudhri Muhammad Ali** : Will the Minister of Co operation be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that the West Pakistan Co-operative Development Board has not so far perpared any scheme under the Sheep Breeding Scheme for the gradation of wool and its sale in Cholistan area of Bahawalpur Division ;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, whether any such scheme is under consideration of the Co-operative Development Board?

Parliamentary Secretary (Arbab Muhammad Afzal Khan) : (*a*) The scheme entitled Sheep Shearing, Wool Grading and Marketing (Cholistan), Bahawalpur is already under operation in Cholistan area of Bahawalpur. Breeding of sheep for the present is the responsibility of the Animal Husbandry Department.

(*b*) Question does not arise.

SCHEMES PERTAINING TO BAHAWALPUR DIVISION INCLUDED IN INDUSTRIAL DEVELOPMENT PROGRAMME OF THE 2ND FIVE YEAR PLAN

***6885. Chaudhri Muhammad Ali** : Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state :—

(*a*) the names of schemes pertaining to Bahawalpur Division included in the Industrial Development Programme of the 2nd Five Year Plan alongwith the estimated cost of each scheme ;

(*b*) the number of schemes out of those mentioned in (*a*) above which have been implemented so far alongwith the number of those which are yet to be implemented ;

(*c*) the names of schemes out of those mentioned in (*a*) above which pertain to the District of Bahawalnagar?

پارلمینٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :
مطلوبہ سکیمیں اور ان کی تخمینی لاگت حسب ذیل ہے ۔

(۱) رحیم یار خان ۶۲٫۲ لاکھ روپے کی لاگت سے بڑے اور درمیانے درجہ کی صنعتوں کے لئے صنعتی علاقہ ۔

رحیم یار خان میں مذکورہ بالا علاقے کے لئے زمین کے حصول کے بارے میں اقدام کئے جا رہے ہیں ۔

(۲) بہاول پور میں ۲۳٫۵۰ لاکھ روپے کی لاگت کی چھوٹی صنعتوں کا علاقہ ۔

(۳) بہاول پور میں ۱٫۲۲ لاکھ روپے کی لاگت سے سیلز و ڈپو ۔ یہ مرکز پہلے ہی کام کر رہا ہے ۔

(۴) ۱٫۴۲ لاکھ روپے کی لاگت سے بہاول پور میں گھریلو صنعتوں کی ترقیاتی مرکز ۔ یہ مرکز پہلے ہی کام کر رہا ہے ۔

(۵) ۶٫۶۰ لاکھ روپے کی لاگت سے بہاول پور دری کی صنعت کیلئے ترقیاتی و تربیتی مرکز (یہ مرکز بھی پہلے ہی کام کر رہا ہے) ۔

(۶) محولہ بالا سکیموں کے علاوہ ۱۲ مقاموں پر جدید فرنیچر سازی کے یونٹ قائم کرنے کی ایک سکیم تیار کی گئی تھی ۔ ان میں سے ایک یونٹ بہاول پور میں ۱٫۹۲۳ لاکھ کی تخمینی لاگت سے قائم کرنے کی تجویز تھی ۔ اسے صنعتی ترقیاتی منصوبے میں شامل کرنے کے لئے اقدام کئے جا رہے ہیں ۔

(ب) محولہ بالا چھ سکیموں میں سے چار پر پہلے ہی سے عملدرآمد ہو رہا ہے ۔

(ج) ماسوائے (الف) (۱) کے (الف) بالا میں مذکورہ تمام سکیمیں ضلع بہاول پور کے متعلق ہیں -

---

BIDI MANUFACTURING UNITS

*6906. **Kazi Muhammad Azam Abbasi :** Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state :—

(*a*) the number of big and small manufacturing Bidi at present in the Province ;

(*b*) the names of such units as have been issued licences for the import of bidi leaves alongwith the volume of import permitted to each such licences ;

(*c*) the year in which such import licences were issued to Kashmir Bidi Factory, Muhajir Bidi Factory and Pak-M, Bidi Factory and the volume of import permitted to each of them during 1956, 1957 and 1958 ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mehboob Ali Bhayo) : The required information is contained in the statements placed on the Table of the House.*

ADEQUATE SUPPLY OF CEMENT TO LOCAL BODIES OF HYDERABAD AND KHAIRPUR DIVISIONS

*6957. **Mir Haji Muhammad Bux Talpur :** Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state :—

(*a*) the total quantity of Cement indented by local bodies of each district of Hyderabad and Khairpur Divisions during the current fscal year for implementing Rural Works Programme and other Development Schemes ;

(*b*) the quantity of Cement actually made available to such local bodies by the Industries Department during the current financial year for the said purpose in each district of the abovesaid Divisions ;

(*c*) whether it is a fact that the total allocation of cement made by the said Department is less than 1/10th of the demad and requirements of local bodies in each of the said districts ;

(*d*) whether it is a fact that quota for the supply of the cement to each district has been fixed, if so, the basis on which it has been fixed ;

(*e*) whether it is a fact that the cement has been distributed to various Districts in the Province without paying any regard to the number of Development projects to be implemented therein ;

(*f*) whether it is a fact that Government have directed the Managements of the "Zeal Pak Cement Factory' and "A. C. C. Factory" Rohri, not to release any cement to the local bodies without the permission of the Industries Department ;

---

*Placed in the Assembly Library.

(*g*) whether it is a fact that due to the restrictions mentioned in (*f*) above, the pace of work on the implementation of Development Projects in the Districts of Hyderabad Division has received a set-back and the work on several projects in the said Districts has stopped because of the shortage of cement ;

(*h*) whether Government have been taken any steps to supply adequate quantity of cement to the said Local Bodies in order to enable them to implement Development Projects ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :

(الف) مالی سال رواں کے دوران میں خیرپور اور حیدرآباد ڈویژنوں میں دیہی تعمیری پروگرام کی ضرورت کے لئے حکومت کو وقتاً فوقتاً موصول شدہ تخمینہ بالترتیب ۹۴۹۰ ٹن اور ۷۱۰۰ ٹن ہے - ان ضروریات کا ضلع وار تجزیہ مندرجہ ذیل ہے :-

(۱) خیرپور ڈویژن —	
کمشنر خیرپور	۲,۰۰۰ ٹن
(۲) ڈپٹی کمشنرز—	
(۱) لاڑکانہ	۲,۰۰۰ ٹن
(۲) خیر پور	۱,۸۰۰ ٹن
(۳) جیکب آباد	۱'۶۰۰ ٹن
(۴) سکھر ندارد	
(۵) نواب شاہ ندارد	
(۳) حیدرآباد ڈویژن	
(۱) کمشنر حیدرآباد	۲'۵۰۰ ٹن
(۲) ڈپٹی کمشنرز—	
(۱) حیدرآباد	۱'۷۰۰ ٹن
(۲) تھرپارکر	۲'۹۰۰ ٹن
(۳) ٹھٹہ	ندارد
(۴) دادو	ندارد
(۵) سانگھڑ	ندارد
کل	۷۱۰۰ ٹن

(ب) مالی سال رواں میں دو ڈویژنوں کے اضلاع و دیہی تعمیراتی پروگرام کے لئے حسب ذیل مقدار میں مخصوص کی گئی تھیں :-

(۱) خیر پور ڈویژن—	
کمشنر خیرپور	۴،۰۰۰ ٹن
(۲) ڈپٹی کمشنرز—	
(۱) لاڑکانہ	۵۳۶ ٹن
(۲) خیرپور	۵۴۰ ٹن
(۳) جیکب آباد	۳۰۰ ٹن
(۴) سکھر	۲۰۰ ٹن
(۵) نواب شاہ	۲۰۰ ٹن
	۵،۷۷۶ ٹن

(۲) حیدرآباد ڈویژن—	
(۱) کمشنر حیدرآباد	۲،۶۹۶ ٹن
(۲) ڈپٹی کمشنرز—	
(۱) حیدرآباد	۵۹۶ ٹن
(۲) تھرپارکر	۵۸۴ ٹن
(۳) ٹھٹہ	۲۰۰ ٹن
(۴) دادو	۲۰۰ ٹن
(۵) سانگھڑ	۲۰۰ ٹن
کل	۴،۴۷۶ ٹن

(ج) خیرپور اور حیدرآباد ڈویژنوں کے لئے متذکرہ بالا تخصیص تخمینی کے ضروریات کی ۶۰ سے ۶۵ فیصد تک نکلتی ہے ضروریات کے دسویں حصے کے برابر ۔

(د) کسی ضلع کے لئے کوئی کوٹہ مقرر نہیں کیا گیا - تعین مطلوبہ مقداروں کا رقوم کی منظوری اور سیمنٹ کی دستیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی تھی -

(ہ) تعین ہر ضلع کی ضروریات کے پیش نظر رکھکر کی گئی تھی -

(و) حکومت کی طرف سے کہیں سیمنٹ فیکٹری کو لوکل بائیز کے ہاتھ براہ راست سیمنٹ فروخت کرنے کی ہدایات نہیں کی گئیں -

(ز) سیمنٹ کا ۲/۳ حصہ حکومت کے کاموں اور لوکل بائیز کے لئے مخصوص رکھنے کے لئے فیکٹریوں پر اور کوئی پابندیاں نہیں لگائی گئیں - مسئلہ یہ ہے کہ فیکٹریوں کی کل پیداوار سیمنٹ کی ضرورت سے کم ہے - نتیجہ حکومت اور نجی ادارے دونوں کو اپنی ضروریات کے مطابق سیمنٹ حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے -

(ح) جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے (دونوں) ڈویژنوں کے لئے زیادہ زیادہ دستیاب شدہ مقدار مقرر کر دی گئی ہے - ملک میں سیمنٹ کی شدید قلت کی وجہ سے تمام ضروریات کی تکمیل ممکن نہیں ہے -

---

DISTRIBUTION OF BIDI LEAVES IN THE PROVINCE

***7023. Mir Haji Muhammad Bux Talpur :** Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state :—

(*a*) the yearwise quantity of bidi leaves imported from India from 1956 to 1958 for distribution in the Province alongwith (*i*) the basis on which the said Bidi Leaves were distributed to the dealers in each Division (*ii*) the full particulars of the said dealers and (*iii*) the dates on which they were supplied the 'Bidi' Leaves' ;

(*b*) the yearwise quantity of 'Bidi Leaves' imported from India from 1959 to 1964 for distribution in the Province ;

(*c*) whether it is a fact that Mr. I.H. Usmani, Director of Industries, west Pakistan, vide his circular No. D. I. W. P. P. S. I/58/18, dated 4.6. 1958 issued orders for conducting survey of 'Bidi Industry' if so, whether any survey has been conducted for the purpose ;

(*d*) if answer to (*c*) above be in the affirmative, (*i*) the names of districts where the said survey was conducted (*ii*), the names of Officers

who conducted the said survey alongwith the time taken by them in conducting the survey and (*iii*) whether a copy of the survey report would be laid on the table of the House ;

(*e*) whether it is a fact that the supply of bidi leaves to small bidi dealers is not commensurate with their needs ;

(*f*) the yearwise number of licences issued to the dealers and other firms for the import of Bidi Leaves during the period from 1958 to 1964 ;

(*g*) whether Government are aware of the fact that thousands of maunds of Bidi Leaves are smuggled in the Province ;

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon) : The requisite material for reply to the above Assembly Question is being collected from the quarters concerned and will be supplied on the next turn.

ESTABLISHMENT OF SMALL AND BIG INDUSTRIES IN KAHUTA AND MUREE TEHSILS

***7030. Raja Ghulam Sarwar :** Will the Parliamentary Secretary Industries and Commerce be pleased to state the details of small and big Industries so far established in Kahuta and Muree Tehsils ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :

ویسٹ پاکستان انڈسٹریز ڈائرکٹوریٹ نے کہوٹا اور مری تعصیلوں میں اب تک بڑے اور درمیانہ سائز کا کوئی صنعتی یونٹ نصب نہیں کیاگیا ۔ جہاں تک مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے چھوٹی صنعتوں کے شعبے کا تعلق ہے مری میں چوبی پچکاری کھلونے سازی اور پارچہ بافی کی تربیت دینے کے لئے دستکاری کا ایک ترقیاتی مرکز قائم کیا جا رہا ہے ۔ مری میں بیماری سے محفوظ ریشم کے بیج مہیا کرنے کے لئے ایک سلک سیڈ گرینگ سنٹر بھی کام کر رہا ہے ۔

راجہ غلام سرور ۔ کیا پارلیمنٹری سیکرٹری فرمائیں گے کہ جو انہوں نے فرمایا ہے کہ کہوٹہ اور مری کی تعصیلوں میں اب تک بڑے اور درمیانی سائز کا کوئی صنعتی یونٹ نصب نہیں کیا ۔ اس کی وجہ کیا ہے۔

وزیر قانون (مسٹر غلام نبی محمد وریال میمن) ۔ جناب والا ۔ ہم قاصر ہیں اگر ممبر پوچھ لیتے کیوں ہے کیوں نہیں ہے ۔ ہم

سے تو صرف یہی سوال کیا گیا ہے کہ ان چھوٹی اور بڑی صنعتوں کی تفصیلات کیا ہیں جو وہاں قائم کی گئی ہیں - ہم نے بتایا ہے کہ اب تک بڑےاور درمیانی سائز کا کوئی صنعتی یونٹ نصب نہیں کیا گیا - لیکن کیا وجہ ہے کیوں نہیں لگایا گیا یہ تو الگ سوال ہے - کئی اسکی وجوہات ہو سکتی ہیں -

مسٹر سپیکر - اس سوال کا Main object تو یہ ہے کہ ایک ممبر پوچھتے ہیں کہ وہاں انڈسٹری نہیں لگائی گئی ہے -

Minister of Law : He wants the details of small and big industries so far established in Kahuta and Murree Tehsils. We have given the details of industries actually establised.

راجہ غلام سرور - جناب والا - یہ تو میمن صاحب کے ارشاد کے مطابق ہے کہ انہوں نے یہی سمجھا ہے - تو میں آئندہ دوسرا سوال دے دوں گا -

جناب والا - میری دوسری عرض یہ ہے کہ حکومت کب تک اس بڑی صنعتوں کو نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے -

وزیر قانون - میری راجہ صاحب کی خدمت میں وہی عرض ہے ، یہ دیکھنا ہے کہ وجہ کیا ہے اگر وہاں صرف ڈیپارٹمنٹ کی کوتاہی ہے تو پھر جلدی ہو سکتا ہے لیکن اگر وجہ یہ ہے کہ وہاں کسی وجوہات کی بنا پر لگائی نہیں جا سکتیں تو پھر ہم قاصر رہیں گے- اس وقت میں اس کے متعلق کچھ کہنے سے بھی قاصر ہوں کہ کیا وجہ ہے کیوں گورنمنٹ نہیں لگا رہی ہے - جس وقت اس کا پتہ چل جائیگا کہ اس وقت کیوں نہیں لگائی گئیں پھر ہم کہہ سکیں گے کہ کیا وجہ تھی -

راجہ غلام سرور - جناب وزیر متعلقہ فرما رہے ہیں کہ اسکے متعلق پتہ نہیں ہے - میں اس کے متعلق عرض کروں گا کہ وہاں خام مال موجود ہے صرف توجہ نہ دینے کی وجہ سے یہ شعبہ وہاں قائم نہیں ہوسکا -

وزیر قانون ۔ اگر یہی وجہ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بے توجہی ہے تو میں ممبر کو یقین دلاتا ہوں اس بے توجہی کی کافی تلافی کی جائے گی اور ہم ایکشن لیں گے ۔

GOVERNMENT AID TO INDUSTRIES IN THE PROVINCE

***7106. Mr. Ali Gohar Khuhro :** Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state whether it is a fact that Government have been providing financial aid to certain industries in the Province ; if so, (*i*) the names of such Industries alongwith their locations region-wise and (*ii*) the total amount paid to such industry after integration year-wise ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) : جی نہیں ۔ صوبائی حکومت نے انضمام کے وقت سے لے کر آج تک کسی صنعت کو براہ راست مالی امداد نہیں دی ہے تاہم پی آئی سی آئی سی کی ایم خود مختار سرمایہ کار ایجنسیوں اور صنعتی ترقیاتی بنک پاکستان کی طرف سے آسان قسطوں پر واجب الادا قرضے دئے گئے ہیں ۔

LOANS ADVANCED BY GOVERNMENT TO EACH CO-OPERATIVE BANK IN HYDERABAD REGION

***7134. Mir Haji Muhammad Bux Talpur** : Will the Minister of Co-operation be pleased to state :—

(*a*) the amount of loans advanced by Government to each Co-operative Bank in Hyderabad Region each year from 1960 to 1964 and the period for which the said loans granted alongwith the rate of interest to be charged on the said loans ;

(*b*) the amount out of that mentioned in (*a*) above which has been repaid by each Bank within the scheduled period alongwith the amounts still out standing and the steps taken for their recovery;

(*c*) whether it is a fact that the above-mentioned loans were short term loans and the zamindars who were granted loans by the Bank out of the said funds for short terms could not get proper benefit out it; of if so, whether Government intend to consider the advisability of granting medium and long term loans to Co-operative Banks for the said purpose ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mehboob Ali Bhayo) : (*a*) Total amount of loan year wise is as under :—

1960-61	1961-62	1962-63	1963-64	Total
Rs.	Rs.	Rs.	Rs.	Rs.
55,000	4,15,000	2,65,000	75,000	8,10,000

(Detailed list attached herewith)

These loans are for a period of 10 years and carry 4%rate are of interest.

(*b*) The repayment of these loans is to start after a period of 5 years. Therefore there is no question of repayment before 30th June 1965.

(*c*) These are long term loans granted for the purpose of construction godowns and have been advanced to societies only and not to any individual member. The Govrnment have sanctioned a sum of Rs. 30 lacs during the budget of the current year for the purpose of short term loans to Agriculturists through the Agricultural Co-operative Banks and societies. This amount has not been released by accountant General. On getting the amount from the Government, the same will be distributed among the Societies of various Regions.

HYDERABAD REGION

List of Large Sized Co-operatives and Agricultural Marketing Societies Advanced loans for the construction of Godowns.

AGRICULTURAL MARKETING SOCIETIES AT Rs. 25,000

1960-61	1961-62
Nil	1. Mirpur Khas Co-operative Marketing and Processing Society, District Tharparkar.
	2. Jameshabad Co-operative Marketing and Processing Society, District Tharparkar,
	3. Khipro Co-operative Marketing and Processing Society, District Tharparkar. Sàghar
	4. Digri Co-operative Marketing and Processing Society, District Tharparkar.
	5. Umerkot Co-operative Marketing and Processing Society, District Tharparkar.
	6. Samro Co-operative Marketing and Processing Society, District Tharparkar.
	7. Shikarpur Co-operative Marketing and Processing Society, District Tharparkar.

1962-63

1. The Co-operative Farming Union Van District Thatta.
2. Badin Co-operative Agricultural and Marketing Society, District Thatta.
3. The Shikarpur Development Co-operative Bank Shikarpur, District Sukkur.
4. The Tando Akram Co-operative Marketing Society.

5. The Khairwah Agricultural Marketing Society Limited, Jacobabad.
6. Kandhkot Agricultural Marketing Society Ltd.
7. Indus Agricultural Marketing Co-operative Agricultural Credit Society Limited, Jacobabad.

LIST OF LARGE SIZED SOCIETIES ADVANCED LOANS AT Rs. 5,000.

1960-61

1. Bahawalpur Agricultural Development Society.	District Dadu.
2. Khudabad Agricultural Development ... Society.	District Dadu.
3. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Sakrand.	District Nawabshah.
4. Chandia Village-AID Co-operative Bank, Chandia.	Ditto
5. Sakrand Village-AID Co-operative Bank, Sakrand.	Ditto
6. Sukkur Agricultural Development Co-operative Society.	District Sukkur.
7. Said Development Co-perative Bank ...	Ditto
8. Ghotki Development Co-operative Bank ...	Ditto
9. Developuent Area Agricultural Co-operative Society, Saleemabad.	Ditto
10 Development Agricultural Co-operative Bank, Shikarpur.	Ditto
11. Gudu Agricultural Development Co-operative Bank.	Ditto

1961-62

1. Dadu Taluka Agriculture Co-operative Bank Ltd.	District Dadu.
2. Mehar Taluka Agriculture Co-operative Bank Ltd.	Ditto
3. Kakar Taluka Agriculture Co-operative Bank Ltd.	Ditto
4. Kauhri Agriculture Co-operative Bank Ltd.	Ditto
5. Johi Agriculture Co-operative Bank Ltd.	Ditto
6. Phulji Station Agriculture Co-operative Bank Ltd.	Ditto
7. Samundari Agriculture Co-operative Bank Ltd.	District Larkana.
8. Taluka Bank Ltd, Kambar ...	Ditto
9. Village-AID Taluka Agriculture Co-operative Bank, Dokri,	Ditto
10. Wahid Agriculture Co-operative Bank, Larkana.	Ditto

11. Nasirabad Agricultural Co-operative Bank, Warah. District Larkana

12. Lalu Rawank Agriculture Co-operative Bank, Warah. Ditto

13. Mirokhan Central C.C.S., Warah ... Ditto

14. Taluka Agricultural Co-operative Bank Ltd., Nawabshah. District Nawabshah

15. Ramzan Rahu Agricultural Co-operative Bank Ltd., Nawabshah. Ditto

16. Kandiaro Agriculture Co-operative Bank, Nawabshah. Ditto

17. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Badin. Hyderabad.

18. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Hyderabad. Ditto

19. Nattli Taluka Hyderabad ... Ditto

20. Tando Muhammad Khan C.S. Society ... Ditto

21. Hala Taluka Agriculture Co-operative Bank Ditto

22. PervezL/Barrange Co-operative Bank Ditto

23. Sind Abadgar Co-operative Bank ... Ditto

24. Lower Sind Barrage Co-operative Bank Ltd. Ditto

25. Tando Allahyar Taluka Agriculture Co-operative Ban k Ditto

26, Sind Agriculture Co-operative Bank ... Ditto

27. Mehran Agricultural Co-operative Bank ... Ditto

28. Bahadur Kalbani ... Ditto

29. Rawat Lighari Development Co-operative Bank. Ditto

30. Tando Jam ... Ditto

31. Ghulam Hyder Sariwal ... Ditto

32. Sh. Rehan Agriculture Co-operative Society Society. Ditto

33. Kehi Agricultural Co-operative Society ... Ditto

34. Tando Bago Co-operative Society Ltd. Ditto

35. Agricultural Development Co-operative Society Mohammad Shah Ladhani. Khairpur

36. Agricultural Development Co-operative Society, Pirya Toi. Ditto

37. Agricultural Development Co-operative Society, Machi Wada. Ditto

38. Agricultural Development Co-operative Society Mehaser. Ditto

39. Agricultural Development Co-operative Society, Pir Goth. Ditto

40. Agricultural Development Co-operative Society, Gujo. Ditto

41. Agricultural Development Co-operative Society, Rehnuma Grol. Ditto

42. Agricultural Development Co-operative Society, Kot Diji. District Khairpur

43. Agricultural Development Co-operative Society, Talpur Wapa. Ditto

44. Agricultural Development Co-operative Society Khuhro. Ditto

45. Agricultural Development Co-operative Society, Taluka Khuhro. Ditto

46. Agricultural Development Co-operative Society. Taluka Bindi Motayo. Ditto

47. Zaire Tarakiati Co-operative Society Ltd.,e. Gambat. Ditto

48. Rural Development Co-operative Society, Setharaja. Ditto

49. Taluka Agricultural Co-operative Society. Ltd., Karoondi. Ditto

50. Indus Agricultural Development Co-operative Bank, Sukkur. District Sukkur

51. Faiz Agricultural Development Co-operative Bank Sukkur. Ditto

52. Zamindari Co-operative Bank, Ltd.,Shikarpur. Ditto

53. Amrote Agricultural Co-operative Bank, Ltd., Garal lasin. Ditto

54. Taj Agricultural Co-operative Bank, Ltd., Marknyani. Ditto

55. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Ltd.. Jaccobabad. Ditto

56. National Agricultural Development Co-operative Credit Society, K. Kote. Ditto

57. Usto Muhammad Agricultural Development C. C.S., Ltd., Jacobabad. Ditto

58. Zamindari Co-operative Bank, Ltd., Mirpur-khas. District Tharparkar.

59. Abadgar Co-operative Bank, Ltd., Jamesabad Ditto

60. Development Abdgar Co-operative Bank, Digri. Ditto

61. Nara Agricultural Co-operative Bank, Dhoronara. Ditto

62. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Ltd., Mirpur khas. Ditto

63. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Ltd., Jamesabad. Ditto

64. Taluka Agriculture Co-operative Bank, Ltd., Shadipala. Ditto

65. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Ltd., Umerkote. Ditto

66. Taluka Agricultural Co-operative Bank,Ltd., Jhulurd Ditto

67. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Ltd., Mehar Abadgar Digri. Ditto

68. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Ltd., Sinjhore. District Sanghar

69. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Ltd, Khipro, Ditto

70. Taluka Agricultural Co-operative Bank, Ltd. Shahdadpur. Ditto

71. Kangrani Mari Co-operative Bank, Ltd. Ditto

72. Solangiabad Co-operative Bank, Ltd. ... Ditto

73. Rural Development Co-operative Society. Ltd Khuhro. District Khairpur

HYDERABAD REGION

LIST OF LARGE SIZED SOCIETY ADVANCED LOANS AT Rs. 5,000 DURING THE YEAR 1962-63

Serial No.	*Name of Society*	*Districts*
1.	Abadagar, Agricultural Development	... Sukkur
2.	Shaheen Agricultural Development	... Do.
3.	Ubanre Agricultural Development	... Do.
4.	Sadik Village Agricultural Development	... Do.
5.	Hillal Agricultural Development	... Do.
6.	Modern Co-operative Farming	... Larkana.
7.	Kubro Agricultural Co-operative	... Do.
8.	New Wasaye Bhutte	... Do.
9.	Abbas Nagar Agricultural	... Do.
10.	Khairwah Agricultural Co-operative	... Jacobabad.
11.	Khanpur Kabula	... Do.
12.	Bhiria Road Agricultural Development	... Nawabshah.
13.	Taluka Agricultural Co-operative Credit, Ltd., Nausharo Feroz	... Do.
14.	Memon Kandiars	... Do.
15.	Mirpur Bahthero	... Thatta.
16.	Durro Agricultural Co-operative Credit	... Do.
17.	Mirpur Sakro Agricultural	... Do.
18.	Sujawal Agricultural	... Do.
19.	Ghuhar Jamali Agricultural	... Do.
20.	Abadgarh Sharki Agricultural	... Hyderabad.
21.	Behar Misjat Agricultural	... Do.
22.	Bukera Sharif Agricultural Development	... Do.
23.	Dasori Agricultural	... Do,
24.	Chakir Jiskani Agricultural	... Do.
25.	Hala Pothani Agricultural	... Do.
26.	Missan Agricultural Co-operative	... Do.
27.	Abad (Farming Societies)	... Right Bank
28.	Pir Aar (Farming Societies)	... Ditto.

29.	Karolag (Farming Societies)	... Right Bank
30.	Larho (Farming Societies)	... Ditto.
31.	Marhi (Farming Societies)	... Ditto.
32.	Bhugro (Farming Societies)	... Ditto.
33.	Shorki (Farming Societies)	... Ditto.
34.	Muradani (Farming Societies)	... Ditto.
35.	Mehar (Farming Societies)	... Ditto.
36.	Soomra (Farming Societies)	... Ditto.
37.	Bukerani (Farming Societies)	... Left Bank.
38.	Miano Karrath	... Ditto.

بابو محمد رفیق ـ جناب والا ـ حصہ (ج) کا جواب دیا گیا ہے ـ

(c) These are long term loans granted for the purpose of constrution of godowns and have been advanced to societies only and not to any individual member. The Government have sanctioned a sum of Rs. 30 lacs during the budget of the current year for the purpose of short term loans to Agriculturists through the Agricultural Co-operative Banks and societies. This amonnt has not been released by accountant General. On getting the amount from the Government, the same will be distributed among the Societies of various Regions.

تو کیا جناب وزیر ہمیں بتائینگے کہ اس رقم میں سابق بلوچستان کا بھی کوئی حصہ ہے یا نہیں ؟

وزیر امداد باھمی ـ جناب ـ اس کے ساتھ Statement دی ہوئی ہے ـ معزز ممبر اس میں سے دیکھ سکتے ہیں ـ

بابو محمد رفیق ـ جناب والا ـ جناب وزیر حصہ (ج) ملاحظہ فرمائیں ـ یہاں بجٹ میں تیس لاکھ روپے کی Provision کی گئی ہے ـ کیا اس میں سے بلوچستان کے زمینداروں کو بھی کوئی حصہ ملے گا یا نہیں ؟

وزیر امداد باھمی ـ جناب ـ یہ سارے علاقے کے لئے ہے ـ جہاں اس قسم کی سوسائٹیاں ہونگی اور ضرورت ہوگی ـ وہاں یہ رقم تقسیم کی جائیگی ـ

حاجی میر خدا بخش تالپور ـ جناب والا ـ حیدرآباد ڈویژن میں سوسائٹیاں موجود ہیں ـ میں جناب وزیر سے دریافت کرنا چاہتا ہوں ـ

کہ جب روپیہ موجود ہے - اور ان کو دیا بھی جانا چاہئے - لیکن ابھی تک نہیں دیا گیا - وہاں Shares بھی ہیں - تو پھر اتنی بدامنی کیوں ہے ؟

وزیر امداد باہمی - جناب - یہ ایک Fresh Question ہے - اس کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں -

حاجی میر خدا بخش تالپور - جناب - اس سوال کے جواب میں سوسائٹیوں کا ذکر تو ہے ؟

مسٹر سپیکر - تالپور صاحب - یہ ایک نیا سوال ہے - اس کے لئے آپ الگ نوٹس دیں -

---

SERICULTURAL CENTRES FUNCTIONING IN SIALKOT DISTRICT UNDER INDUSTRIES DEPARTMENT

***7214. Chaudhri Muhammad Ibrahim :** Will the Parliamentary Secretary Industries and Commerce be pleased to state :—

(*a*) the location of Sericultural Centres in Sialkot District functioning under the Industries Department ;

(*b*) the quantity of cocoons produced by each of the said centres during 1963 ;

(*c*) the nature of assistance rendered by the said Department to each of the said centres ;

(*d*) the names of places where Sericultural centres are proposed to be opened during the fiscal year 1964-65 ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :

(الف) صنعتی ترقیاتی کارپوریشن مغربی پاکستان کی چھوٹی صنعتوں کی ڈویژنوں کے تحت فی الحال پیلہ پیروی کے چار مراکز مندرجہ ذیل مقامات پر کام کر رہے ہیں :—

(۱) سمبڑیال

(۲) ڈسکہ

(۳) نیناں کوٹ

(۴) شکار گڑھ

نینان کوٹ کے مقام پر ۸ ایکڑ کے ایک قطعہ اراضی میں ایک پودہ گاہ شہتوت اور شجرکاری بھی قائم ہے ۔ گرد و نواح کے پیلہ پروروں کے استفادے کی غرض سے وہاں شہتوت کے تقریباً ۱۰،۰۰۰ پودے لگے ہوئے ہیں ۔ سال رواں کے دوران میں مزید ۱،۵۰۰ پودے لگائے جا چکے ہیں ۔ امسال اس مقام پر پیلہ پروروں میں تازے پودے تقسیم کرنے کی غرض سے یہاں شہتوت کے منظور شدہ قسم کے بیج بوئے گئے ہیں ۔

(ب) سال ۱۹۶۳ کے دوران میں سمبڑیال سنٹر میں ۲۴ من ۲۶ سیر وزنی اور نینان کوٹ سنٹر میں ۴ من ۱۴ سیر وزنی ابریشم کے ہرے کوئے پیدا کئے گئے ہیں ۔

سال ۱۹۶۴ کے دوران میں صنعتی ترقیاتی کارپوریشن مغربی پاکستان نے خاص تدابیر اختیار کیں اور ضلع سیالکوٹ کے جملہ مراکز میں پیلہ پروروں نے ۸۰ من ۱۶ سیر وزنی ابریشم کے ہرے کوئے پیدا کئے ۔ خیال ہے کہ ابریشم کے کویوں کی فروخت سے پیلہ پروروں کو تقریباً ۲۹،۶۶۴،۰۰ روپے کی آمدنی ہوئی ہے ۔

(ج) سالہائے ۱۹۶۳ اور ۱۹۶۴ کے دوران میں مذکورہ بالا مرکزوں میں پیلہ پروروں کو شہتوت کی منظور شدہ اقسام کے بالترتیب ۱۸،۰۰۰ اور ۱۲،۰۰۰ پودے بلاقیمت مہیا کئے گئے تھے ۔ نیز ۱۹۶۵ میں ان کو ۵ اونس درآمد شدہ اور ۱۲۰ اونس مقامی ریشم کے بیج مہیا کئے گئے تھے ۔ اس علاقے میں متعین عملہ پیلہ پروری نے مسلسل دورے کرکے پیلہ پروروں کو فنی امداد بہم پہنچائی تھی ۔

(د) سال ۱۹۶۴ کے دوران میں شکار گڑھ کے مقام پر پیلہ پروری کا ایک مرکز کھولا گیا ہے ۔ سال ۶۵ - ۱۹۶۴ء کے دوران میں ضلع سیالکوٹ میں کوئی مزید سنٹر کھولنے کی تجویز نہیں ہے ۔

SETTING UP OF A CO-OPERATIVE SUGAR MILL AT KHAZANA PESHAWAR

***7301. Khan Ajoon Khan Jadoon :** Will the Minister of Co-operation, be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Government have accorded sanction to the setting up of a Co-operative Sugar Mill at Khazana, Peshawar ;

(*b*) whether it is a fact that land for the said Sugar Mill has also been acquired ;

(*c*) whether it is a fact that due to the non-availability of Foreign Exchange no Machinery has, so far, been imported for the said Mill ;

(*d*) if answers to (*a*) to (*c*) above be in the affirmative, whether Government have taken any steps to get Foreign Exchange and other loan facilities for the purpcse ; if not, reasons therefor ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mehboob Ali Bhayo) :

(*a*) Yes. The Government accorded sanction for the establishment of a Co-operative Sugar Mills in the District of Peshawar. Village Khazana has been selected by the sponsors of the Mill West Pakistan Co-operative Development Board.

(*b*) Yes.

(*c*) Yes.

(*d*) The Sponsoring Agency has approached the following for the procurement of foreign exchange :—

(*i*) The Industrial Development Bank of Pakistan.

(*ii*) Industries Department, Government of West Pakistan.

(*iii*) Ministry of Finance, Governmet of Pakistan.

(*iv*) State Bank of Pakistan.

خان اجون خان جدون - جناب والا - در اصل انہوں نے میرا یہ سوال Industries Department کو address کیا تھا - سوال یہ ہے کہ Peshawar Co-operative Sugar Mill کی گورنمنٹ نے منظوری دی ہے - تو پھر کیا وجوہات ہیں کہ اس کیلئے Foreign Exchange یا Loans نہیں مل رہے ؟ باوجود اس کے کہ انہوں نے دس لاکھ روپے کے shares بھی خریدے ہیں - میں صرف وجوہات معلوم کرنا چاہتا ہوں -

وزیر امداد باہمی - جناب والا - یہ تمام درخواستیں Formalities پورا کرنے کیلئے مختلف محکموں جن کے نام بتائے گئے ہیں - کے پاس گئی ہوئی ہیں اور وہاں Pending ہیں - وجہ یہ ہے کہ ان محکموں میں Work load زیادہ ہے - اس لئے ان کا فیصلہ کرنے میں دیر ہورہی ہے - ورنہ Allocation تو already ہے -

ماسٹر خان گل - جناب والا - اس کام کو دوسال ہوگئے ہیں اور ابھی تک یہ ختم نہیں ہوا - لوگوں نے پیسہ جمع کیا ہوا ہے - اور وہ ویسے ہی پڑا ہے - یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ دوسال میں کاغذات کی تکمیل نہ ہو اور کام نہ چلے - اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے - وہ پیسہ ویسے ہی پڑا رہے -

وزیر امداد باھمی - جناب والا - یہ درست ہے - اور میں نے Explain بھی کیا ہے کہ مرکزی حکومت کے مختلف محکموں اور دیگر اداروں کے پاس یہ درخواستیں Pending ہیں - اس لئے اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہو سکتا -

مسٹر عبدالرازق خان - جناب والا - جناب وزیر نے فرمایا ہے کہ وہ کاغذات ان محکموں کے پاس pending ہیں جن کے نام انہوں نے اپنے جواب میں فرمائے ہیں - میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب گورنر صاحب نے حال ہی میں پشاور میں فرمایا کہ اس مل کو Foreign Exchange اس لئے نہیں دیا جا رہا کہ محکمہ امداد باھمی نے یہ ذمہداری لی تھی کہ ہم اس کے Shares فروخت کرینگے لیکن وہ Share فروخت کرنے میں ناکام ہوگیا ہے - اسلئے Foreign Exchange نہیں دیا جا رہا - تو کیا میں آپ کے جواب کو صحیح سمجھوں یا جناب گورنر کے جواب کو ؟

وزیر امداد باھمی - جناب والا - گورنر صاحب کا جواب میرے علم میں نہیں - جو کچھ میں جانتا تھا - وہ میں نے بتا دیا ہے -

مسٹر عبدالرازق خان - جناب والا - میں نے یہ معلومات پوری ذمہداری سے جناب وزیر کو بہم پہنچائی ہیں - تو کیا میں یہ توقع رکھوں کہ وہ اپنے محکمے کے ذریعہ کوشش کرینگے - کہ مطلوبہ Shares جلدازجلد فروخت ہو جائیں - اور Co-operators بدنامی سے بچ جائیں -

وزیر امداد باھمی - ویسے تو جناب یہ لوگوں کی Capacity اور شوق سے ہی ہوتا ہے لیکن جہاں تک محکمے کا تعلق ہے - اگر اس

سلسلے میں اس سے کوئی سستی ہوئی ہے - تو یقیناً میں اسے دیکھ لونگا -

---

ESTABLISHMENT OF A SUGAR MILL IN SIALKOT DISTRICT ON CO-OPERATIVE BASIS

*7382. **Mr. Hamza :** Will the Minister of Co-operative be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that Sugar Mill is proposed to be established on Co-operative basis in Sialkot District ;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative; the time by which the above said Mill is likely to be established along with the location thereof ?

Parliamentary Secretary (Arbab Muhammad Afzal Khan) (*a*) No such proposal is under consideration by the Government in the Co-operation Department ;

(*b*) Question does not arise.

BLACK MARKETING IN CEMENT

*7389. **Khan Ahmad Khan:** Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state:—

(*a*) whether it is a fact that cement is being sold at Rs. 14 to 15 per beg in the Province ;

(*b*) if answer to (*a*) above be in the affirmative, the action intended to be taken against the dealers who receive cement from the companies at the company rate's but sell at exorbitant rates;

(*c*) whether it is a fact that Officers of the Food Department have registered a number of cases agaist cement dealers in some places for black marketing, if so, reasons for not taking similar steps in other places in the Province ;

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :

(الف) بازار میں سیمنٹ کی قیمت فی بوری ۱۴ روپیہ تا ۱۵ روپیہ ہے -

(ب) سیمنٹ کی قیمت یا تقسیم پر کوئی کنٹرول نہیں ہے -

تاہم مغربی پاکستان میں سیمنٹ کی قلت کو دور کرنے کے لئے حسب ذیل اقدام کئے گئے ہیں :—

(۱) صوبہ مشرقی پاکستان بھی ماضی میں مغربی پاکستان سے سیمنٹ کی رسد حاصل کرتا رہا ہے تاہم اس حقیقت کے پیش نظر کہ مشرقی

پاکستان اب کافی مقدار میں سیمنٹ درآمد کر رہا ہے یہ فیصلہ کیا گیا کہ مقامی مارکیٹ میں سیمنٹ کی مقدار کو بڑھانے کے لئے مغربی پاکستان سے مشرقی پاکستان کو سیمنٹ بھیجنا بند کر دیا جائے -

(۲) میسرز اسماعیل سیمنٹ انڈسٹریز غریب وال نے پہلے ہی ۳۰۶ لاکھ ٹن کی مقدار میں پیداواری آزمائش شروع کی ہے اور جلد ہی باقاعدہ طور پر بنانے میں کامیاب ہوجائیں گے - میسرز ولیکا سیمنٹ انڈ سٹریز کراچی کی تعمیر کا کام بھی عنقریب مکمل ہونے والا ہے - یہ فیکٹری بھی ۱۶۸ لاکھ ٹن سیمنٹ بنائے گی -

(۳) ایک اور فیکٹری جس کا کام پاکستان سیمنٹ فیکٹری ھاٹار ہے - اور جسکی پیداواری قوت ۱۶۸ لاکھ ٹن کی ہے اس وقت زیر تعمیر ہے - سیمنٹ کی مقدار بڑھانے سے طلب پوری ہونے پر قیمتیں گر جائیں گی -

(ج) سیمنٹ پر کنٹرول کی کوئی پابندی نہیں تاہم شکایات کے پیش نظر کہ اس چیز پر تاجر زیادہ نرخ وصول کرتے ہیں جبکہ عام نرخوں پر (جو کمپنی مقرر کرتی ہے) مشتمل ترسیلی رسیدوں اور جھوٹے سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے چند درج شدہ مقدمات پر قانون اشیاء ناگزیر ۱۹۵۷ء کے تحت تحقیقات کی گئی تھیں -

مسٹر حمزہ - جناب سپیکر - جناب پارلیمنٹری سیکریٹری نے تسلیم کیا ہے کہ سیمنٹ نوسے بارہ روپے فی بوری کے حساب سے فروخت ہو رہا ہے - اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سیمنٹ زیادہ تعداد میں مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں - کیا جناب پارلیمنٹری سیکریٹری صاحب ہمیں یہ بتائینگے کہ یہ صورت حال کب ختم ہو گی ؟ کیا کوئی میعاد مقرر ہے ؟

وزیر قانون - جناب والا - اس صورت حال کیلئے کوئی میعاد مقرر کی جاسکتی ہے ہماری طاقت سے باہر ہے - ویسے عرض یہ ہے کہ صوبے کی ضروریات کے پیش نظر زیادہ سیمنٹ فیکٹریاں بنائی جارہی ہیں اور کچھ بن بھی چکی ہیں - ولیکا سیمنٹ فیکٹری کا ہمنے ذکر کیا ہے -

وہ انشا اللہ دسمبر کے مہینے میں کام شروع کردیگی - اس سے ہم صرف یہی امید کر سکتے ہیں کہ جب Production زیادہ ہوگی - تو قیمتیں خود بخود کم ہو جائینگی - یہ قلت ختم ہو جائیگی اور کسی قسم کی شکایت نہ رہیگی - وقت کے اندر ہوجائے گا - میں سمجھتا ہوں کہ ہماری طاقت سے باہر ہے میں ممبر کو یہ نہیں بتا سکتا کہ کتنے وقت کے اندر کنٹرول کر سکیں گے کیونکہ یہ Demand & Supply ہے - پر منحصر ہے -

مسٹر حمزہ - سوال کے حصہ (س) میں چند ایک مقدمات کو جو محکمہ کی طرف سے درج کئے گئے ہیں ان کو زیر بحث لایا گیا ہے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ دوسری جگہوں پر ایسے ہی مقدمات کیوں رجسٹر نہیں ہوئے اس کی وجوہات بتائیں -

وزیر قانون - حمزہ صاحب میں نہیں سمجھا کونسے مقدمات ہیں -

مسٹر حمزہ - بعض جگہوں پر ایسے مقدمات درج ہوتے ہیں سوال میں پوچھا گیا تھا کہ آیا دوسری جگہوں پر بھی ایسے مقدمات درج کئے گئے ہیں - اگر کئے گئے ہیں تو کب کئے گئے -

وزیر قانون - ہم نے تو یہ نہیں کہا کہ کس قسم کے مقدمات درج کئے گئے ہیں -

We have not said that. Few cases Sir we have said are under investigation under the Essential Commodities Act, 1957, for issuing false certificates. The member, if he would kindly look into the 1957 Act, will see we have made our position very clear that there is no control and as such, no action can be taken against any person on that score. If there is any hoarding or there is issue of any false certificate and the evidence is coming forward, people come forward and give evidence, surely enough instructions are there and action will be taken wherever any complaint comes up and is found to be true.

مسٹر حمزہ - آپ نے فرمایا کہ چند آدمیوں نے غلط رسیدیں جاری کیں - اور ان کے خلاف مقدمات درج کئے گئے - میں یہ پوچھتا ہوں یہ مقدمات کب درج کئے گئے اور ان کی تفتیش کب مکمل کی گئی اور کیا وہ عدالتوں میں بھیجے گئے ہیں یا نہیں -

وزیر قانون ۔ ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ۔ کہ کب درج ہوئے اور کب ختم ہوئے آپ نے یہ پوچھا ہے کہ

"(c) Whether it is a fact that Officers of the Food Department have registered a number of cases against cement dealers in some places for blackmarketing.

We have said the question of blackmarketing does not come in. Be cause there is no control on price, there is no blackmarketing. However, we have given facts even outside the question asked. Some cases pending investigation under the Essential Commodities Act, as I have very respectfully submitted, do not involve cases of blackmarketing but the issue of false certificats or maintenance of false accounts. We have gone much beyond what the member has asked.

SETTING UP OF A SUGAR OR TEXTILE OR CARD BOARD INDUSTRY AREA OF CHICHAWATNI

***7480. Rai Muhammad Iqbal Ahmed Khan :** Will the Parliamentary Secretary, Industries be pleased to state:—

(*a*) Whether it is a fact that the area of Chichawatni which is sufficiently rich in sugarcane and cotton crops and Forest Wealth quite suitable for setting up sugar, textile and Card Board Industries ;

(*b*) If answer to (*a*) above be in the affirmative, whether Government intend to set up any of the above mentioned industries in the above said area ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :

(الف) کسی جگہ پر کوئی صنعت قائم کرنے کے لئے محل وقوع کا فیصلہ کرتے وقت مختلف امور مثلاً جائے وقوع کے تقابلی فوائد خام مال بہ سہولت دستیابی ذرائع مواصلات پانی بجلی اور لیبر وغیرہ کو مدنظر رکھا جاتا ہے ۔ چیچاوطنی ضلع منٹگمری کی ایک چھوٹی سی تحصیل ہے اور ابھی اس علاقے کا صنعتی سروے ہونا باقی ہے ۔ تاہم معزز رکن کی معلومات کے لئے یہ بتایا جاتا ہے کہ بورے والا (چیچاوطنی سے ۳۰ میل) میں ایک بڑی ٹیکسٹائل مل پہلے سے موجود ہے اور چیچاوطنی کے علاقے میں پیدا ہونے والی کپاس سے اپنی ضرورت پوری کرتی ہے ۔ چیچاوطنی تحصیل میں کسی کپڑے یا کھانڈ کے کارخانے کے ممکن العمل ہونے کا ابھی تک جائزہ نہیں لیا گیا ۔ اگر کوئی نجی پارٹی کسی بڑے پیمانے کی صنعت کے لئے قابل عمل ہونے کی رپورٹ

پیش کرے تو اسے غور کے لئے خود مختار سرمایہ کار ایجنسیوں کو بھیجا جا سکتا ہے -

(ب) (الف) بالا میں مندرج جواب کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا -

ایک معزز ممبر - جو کچھ آپ نے پڑھا ہے کیا آپ اس کا اردو میں ترجمہ کردیں گے -

میر یوسف علی خان مگسی- پوائنٹ آف آرڈر - میں معزز ممبر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کو سندھی میں پڑھ کر سنا دیں -

The credit will go to him.

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں -

PURCHASE OF A RICE HUSKING MILL BY CO-OPERATIVE DEPARTMENT IN DASKA

*7619. **Master Khan Gul:** Will the Minister of Cooperation be pleased to state :—

(*a*) whether it is a fact that a rice-husking mill was purchased by the Co-operative Department in Daska, Distt ; Sialkot ; if so, the date of purchase alongwith the price paid and the name of its owner ;

(*b*) whether it is a fact that the said mill is lying out of order since it was purchased ; if so, reasons therefor ;

(*c*) whether it is a fact that a case has been registered with the Anti-Corruption Department in respect of the unauthorised purchase and sale of the said Mill;

(*d*) if answer to (*c*) above be in the affirmative, the results of the inquiry held into this case ;

(*e*) in case the said inquiry has not so far been finalized the time by which it will be finalized ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mehboob Ali Bhayo) :

(*a*) No.
(*b*) No.
(*c*) No.
(*d*) Question does not arise.
(*e*) Question does not arise.

ALLOCATION OF FUNDS FOR DEVELOPMENT SCHEMES BY INDUSTRIES DEPARTMENT

***7629. Master Khan Gul** : Will the Parliamentary Secretary, Industries be pleased to state :—

(*a*) the total amount allocated in the 2nd Five-Year Plan for implementation of Developmental Schemes by Industtries Department in the province ;

(*b*) the amount out of that mentioned in (*a*) above allocated to each region ;

(*c*) the amount out of that mentioned in (*b*) above so far spent in each region ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mehboob Ali Bhayo) : It is regretted that the information is still being collected. It will be supplied as soon as it is ready.

SUGAR MILLS AT BANNU AND PESHAWAR

***7643. Mr. Abdur Raziq Khan** : Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state :—

(*a*) the amount of funds made available to the Sugar Mills at Bannu and Peshawar separately, by the Co-operative Department, West Pakistan Industrial Development Corporation and the Government, respectively ;

(*b*) the amount of loan, if any, provided to the said Mills from foreign sources ?

پارلیمنٹری سیکرٹری - (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :

(الف) (۱) بنوں کواپرٹیو شوگر مل

کواپریٹیو ڈیپارٹمنٹ ندارد

گورنمنٹ بوساطت مغربی پاکستان ۵۰ لاکھ روپیہ

صنعتی ترقیاتی کارپوریشن

(۲) پشاور کواپریٹیو شوگر مل

سرمایہ حصص کواپریٹیو سوسائٹی پشاور ۱۰ لاکھ روپیہ

کواپریٹیو شوگر مل لمیٹڈ ندارد

مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی ندارد

کارپوریشن حکومت

(ب) کارخانوں کو دیئے گئے غیر ملکی قرضے

(۱) بنوں کواپریٹیو شوگر ملز ۱۰۳۶۹۲ لاکھ روپیہ

(۲) پشاور کواپریٹیو شوگر ملز ندارد

مسٹر عبدالرازق خان - کیا میں وزیر قانون صاحب سے یہ گذارش کر سکتا ہوں کہ جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے بنوں شوگرمل کو مغربی پاکستان ترقیاتی کارپوریشن نے ۵۰ لاکھ روپیہ دیا ہے - اور - ۱۰۳۹۲۰۰۰ روپیہ بطور قرضہ دیا ہے - اس کے مقابلے میں پشاور شوگر مل کو محکمہ کواپریٹو پر چھوڑ دیا گیا ہے جنہوں نے صرف ۱۰ لاکھ روپے دئے ہیں - تو کیا آپ صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کو اس طرف توجہ دلائیں گے - کہ وہ محکمہ امداد باہمی سے اس مل کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی تعمیر شروع کر دیں -

وزیر قانون (مسٹر غلام نبی محمد وریال میمن) - میں سمجھتا ہوں کہ ممبر کی تجویز معقول ہے - اس لئے میں اپنی سفارشات کے ساتھ محکمہ متعلقہ کو بھیج دوں گا - اور محترم منسٹر کواپریٹیو کو بھی عرض کروں گا کہ اس سلسلہ میں توجہ دے تاکہ پشاور مل کے سلسلہ میں جو شکایت ہے وہ دور ہو جائے - اور اس کو کافی پیسے مل جائیں اور پورا کام کر سکے -

خان اجون خان جدون - جب گورنمنٹ نے بنوں شوگر مل کے لئے ڈبلیو پی آئی ڈی سی کے ذریعہ نہ صرف ۵۰ لاکھ روپیہ قرض دئے ہیں بلکہ ۱۰۳ لاکھ زر مبادلہ بھی دیا ہے - تو کیا وجہ ہے کہ Co-operative basis پر پشاور میں جو شوگر مل لگائی جا رہی ہے - اس کو ابھی تک کوئی قرضہ یا زر مباد نہیں دیا گیا -

وزیر امداد باہمی (مسٹر احمد نواز شاہ گردیزی) - اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ وہاں کے لوکل حضرات کی مختلف رائیں ہیں

مثلاً بنوں کے متعلق بعض لوگوں کا خیال تھا کہ پی - آئی - ڈی - سی کو بیچ میں نہ آنا چاہئے اور کواپریٹیو ڈیپارٹمنٹ کرے اور کواپریٹو

ڈپارٹمنٹ نے کہا تھا کہ ہم کوشش کریں گے اور کوشش کر کے لگوائیں گے - اس لئے کہ پی - آئی - ڈی - سی کے بعض لوگوں کے بقول Over Read چارجز اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ اس کی وجہ سے لوگوں پر برا اثر پڑے گا - اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ پی - آئی - ڈی - سی کو ہونا چاہئے تاکہ یہ چیز جلد ہو جائے - تو بہر حال بنوں والی پی - آئی - ڈی - سی کے ساتھ ملکر کر رہی ہے اور پشاور والی خود کواپریٹو ڈپارٹمنٹ کر رہا ہے -

اور مجھے امید ہے کہ اگر ہمیں Sanctions مل جائیں تو ہمارا محکمہ خود پشاور میں لگانے کے لئے تیار ہے -

مسٹر عبدالرازق - جناب چونکہ وزیر امداد باہمی نے اسکے متعلق کچھ وضاحت فرمائی ہے تو میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ جہاں تک پشاور شوگر مل کے لگانے کا تعلق ہے پشاور کے لوگوں نے اتفاق رائے سے کوئی اختلاف ان میں نہیں تھا مکمل اتفاق رائے سے یہ معاملہ امداد باہمی کے سپرد کیا تھا لیکن پشاور گورنمنٹ ہاؤس میں جناب گورنر صاحب کے پبلک اجتماع میں اس اعلان کے بعد کہ کواپریٹو ڈپارٹمنٹ نے وہ شرائط پوری نہیں کیں جو کہ ان کے لئے اس مل کو لگانے کے لئے ضروری تھیں تو ہم نے جناب وزیر قانون سے ڈبلیو - پی - آئی ڈی - سی کو بیچ میں لانے کی درخواست کی کہ کواپریٹو کی نااہلیت کی وجہ سے ہم مل سے نہ محروم ہو جائیں -

تو جناب معزز وزیر قانون صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ نہایت کافی ہے اور اس پر عمل کیا جائیگا -

---

KEEPING OF DEPOSITS IN CO-OPERATIVE BANKS BY LOCAL BODIES

*7734 **Sheikh Muhammad Hussain :** Will the Minister of Co-operation please refer to answer to starred question No. 5266 given on the floor of the House on 31st March 1964 and state whether any decision has so far been taken to authorise Local Bodies to keep their deposits in the Co-operative Banks, if not, reasons for the delay ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mehboob Ali Bhayo) : Please refer to Assembly Question No. 5609 given on the floor of the House by the finance minister. The finance Depertment has refused to grant the required sanction to the cooperative Banks.

REDUCTION OF COMMERCIAL LOANS BY 20% BY COOPERATIVE BANKS

*7735. **Sheikh Muhammad Hussain :** Will the Minister of Co-operation be pleased to state whether it is a fact that instructions have been issued by the Cooperative Department to the Cooperative Banks to reduce their Commercial loans every year by 20% if so, the reasons thereof ?

Parliamentary Secretary (Haji Sardar Mehboob Ali Bhayo): Yes. Instructions were issued to the Cooperative Banks under orders of the Central Government.

INDUSTRIAL UNITS SANCTIONED FOR LYALLPUR DISTRICT

*7750. **Mr. Hamza :** Will the Parliamentary Secretary, Industries and Commerce be pleased to state:—

(*a*) the number of Industrial Units sanctioned for each Tehsil of Lyallpur District during the last two financial years alongwith the amount of foreign exchange allocated in each case ;

(*b*) the number of industrial units out of those mentioned in (*a*) above, so far established in each Tehsil ;

(*c*) the criterion according to which the industrial units are sanctioned or recommended by the Industries Department ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :
اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے اگلے Turn پر دیا جائیگا ۔

SETTING UP OF SMALL SCALES INDUSTRIES IN PESHAWAR CITY.

*7752. **Begum Mumtaz Safdar :** Will the Parliamentary Secretary, Industries be pleased to state :—

(*a*) whether Government have carried out any survey for setting up small scale Industries of Yakhdans, chappal pottery, golden, embriodery and Qaraquli capes etc., in Peshawar City ;

(*b*) whether any site has been chosen in the new colonies of the above said city for setting up the above said small scale industries ;

(*c*) if answer to (*a*) and (*b*) above be in the affirmative; the time by which the above said Industries are likely to be set up ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) :
(الف) مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے چھوٹی صنعتوں کے ڈویژن نے پشاور شہر میں یخ دان چپل ظروف سازی

زردوزی اور قراقلی ٹوپیوں کی چھوٹے پیمانے پر صنعتیں قائم کرنے کے لئے کوئی سروے نہیں کیا ہے ۔ شہری علاقوں میں موجودہ چھوٹی صنعتوں کا ایک سروے ۱۹۶۱ میں کیا گیا تھا ۔ یہ *رپورٹ کی ایک نقل ایوان کے روبرو پیش ہے ۔

(ب) مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کی چھوٹی صنعتوں کا ڈویژن کوہاٹ روڈ (پشاور) پر چھوٹی صنعتوں کا ایک علاقہ قائم کررہا ہے جہاں پر پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے مذکورہ صنعتوں سے دلچسپی رکھنے والے افراد درخواست دے سکتے ہیں ۔

(ج) (الف) و (ب) بالا میں صورت حال کی وضاحت کے پیش نظر یہ بتانا ممکن نہیں ہے ۔ کہ مذکورہ صنعتیں کب تک قائم ہو جائیں گی ۔

ماسٹر خان گل ۔ الف میں کہا گیا ہے کہ سروے نہیں کیا گیا ۔ تو یہ پشاور کا ایک بڑا ذریعہ معاش ہے ۔ کیا حکومت سروے کرانیکی مہربانی کر سکتی ہے ۔

وزیر صنعت (مسٹر غلام نبی محمد وریال میمن) ۔ یقیناً سروے کریں گے ۔

ماسٹر خان گل ۔ مہربانی

SETTING UP OF A MILL AT TARI IN KARAK TEHSIL FOR MANUFACTURING CARD BOARD SARGARI

***7802. Syed Haziq Ali Shah** : Will the Parliamentary Secretary, Industries be pleased to state whether it is a fact that 'Sargari' grown in Tehsil Karak is used for manufacturing card board in Adamji Mill at Nowshera; if so, whether Government intend to set up a Mill at Tari in Karak Tehsil for manufacturing card board from the said grass ?

پارلیمنٹری سیکرٹری (حاجی سردار محبوب علی بھائیو) سارکری گھاس کو جو تحصیل کرک میں پیدا ہوتی ہے میسرز آدم جی

*Placed in the Assembly Library.

پیپر بورڈ ملز بمقام نوشہرہ میں استعمال نہیں کیا جاتا کیونکہ گتہ بنانے کے لئے اسے مفید نہیں پایا گیا -

اس کے پیش نظر تحصیل کرک میں تاری کے مقام پر گتہ بنانے کا کارخانہ قائم کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا -

ماسٹر خان گل - نوشہرہ میں جو کارخانے ہیں اسکے لئے تمام گھاس تحصیل کرک سے جاتی ہے اور کوہاٹ سے کرک تحصیل جو میرا علاقہ ہے وہ تقریباً ۸۰ میل پر آتا ہے تو کیا حکومت مہربانی کر سکتی ہے کہ وہاں کوئی کارخانے کا انتظام کرے -

وزیر صنعت (مسٹر غلام نبی محمد وریال میمن) - حکومت اس علاقے پر ضرور مہربانی کریگی اور مہربانی کیا یہ تو حکومت کا فرض ہے کہ ہرعلاقہ کو وہ سنبھالے - حکومت غور کریگی - حکومت Consider کریگی اور پبلک کو خوش رکھنے کیلئے حکومت سب کچھ کریگی -

ڈاکٹر بیگم اشرف عباسی - مجھے آپ کے توسط سے اپیل کرنا ہے -

Mr. Speaker : What is that ?

ڈاکٹر بیگم اشرف عباسی - وہ یہ ہے کہ تھوڑے دن ہوئے اس ہاؤس میں طے پایا تھا کہ طوفان زدہ لوگوں کے فنڈ میں ہر ممبر ۵۰ روپے دیگا تو اسکا کم سے کم Response ہوا ہے - صدر صاحب نے دیا ہے اور ایک منسٹر صاحب نے دیا ہے- تو آپکے توسط سے یہ میں اپیل کرونگی کہ اتنا اچھا کام ہے اور وہ لوگ خوش ہو جائیں گے کہ ہمارے ویسٹ پاکستان کے بھائی بھی بچارے مصیبت میں برابر کے شریک ہیں ہمارے غم میں تو جتنا بھی بھائیوں اور بہنوں سے ہو سکے وہ اس فنڈ میں جمع کروا دیں -

وزیر قانون (مسٹر غلام نبی محمد وریال میمن) - بد قسمتی ہے کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ اچھے کام کریں لیکن خود کوئی اچھے کام کرنیکے لئے تیار نہیں ہے -

ڈاکٹر بیگم اشرف عباسی - میں اپیل کر رہی ہوں -

مسٹر سپیکر - مجھے امید ہے کہ یہ اپیل ڈاکٹر بیگم اشرف عباسی کی رائگاں نہیں جائیگی اسمیں آپ حضرات دل کھول کر امداد فرمائیں گے -

مسٹر حمزہ - جناب سپیکر - آپ نے فرمایا تھا کہ میرے سوال نمبر ۶۷۹۹ کا آخیر میں جواب دیا جائیگا -

Mr. Speaker : Yes I am sorry.

مسٹر حمزہ- جناب سپیکر- صنعتی عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کی تعداد ۷۷۰ - بتائی گئی ہے اور یہ مقدمات تین ماہ سے لیکر ۱۸ ماہ سے اس عدالت میں پڑے ہیں میں آپکی وساطت سے جناب وزیر صاحب سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا صنعتی تنازعات کے فیصلوں میں تاخیر مزدوروں کے مفادات کو بری طرح متاثر نہیں کرتی ؟

وزیر محنت (مسٹر احمد نواز شاہ گردیزی) میں جناب انکے ساتھ متفق ہوں پوری طرح سے صرف مزدوروں ہی کا مفاد نہیں بلکہ ملک کے حالات پر اثر پڑتا ہے لیکن اسکے وجوہات ہوتے ہیں اور وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس پہلے دو Courts تھیں اب چار کردی گئی ہیں اسکے علاوہ جب پراونس کے پاس محکمہ آیا تو سنٹرل Courts کے ۸۰-مقدمات بھی موجود تھے اوو میرا خیال ہے کہ اگر حمزہ صاحب تفصیل سے اسکے فیگرز دیکھیں تو جتنے Important مقدمات کا تعلق ہے وہ تھوڑے ہیں متفرق درخواستیں جو Repeal میں آ جاتی ہیں وہ ۴۳۳-ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ چار Courts بننے سے یہ شکایات جلدی حل ہو جائیں گی -

مسٹر حمزہ - بڑا خوشی کا مقام ہے بلکہ مزدوروں کی خوش قسمتی ہے کہ جناب وزیر صاحب اتنے مہربان ہوگئے ہیں اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ تاخیر سے مزدوروں کے مفادات بری طرح متاثر ہوتے ہیں لیکن آج تک عملی اقدامات کے باوجود یہ کیا وجہ ہے کہ ۷۷۰-پرانے مقدمات Cases اس وقت بھی زیر سماعت ہیں ؟

وزیر محنت - اسکا جواب دیا جا چکا ہے اور ۳۳۴-میں سے تھوڑے ہیں جو Miscellaneous ہیں اور ۸۰-سنٹرل Courts کے ہیں اب چار کورٹ مقرر ہو گئے ہیں انکا جلد فیصلہ ہو جائیگا

مسٹر حمزہ - عرض یہ ہے - کہ آپکا یہ بات کہہ دینا - کہ بعض ایسے مقدمات ہیں - جو سنٹرل انڈسٹریل کورٹس نے منتقل کئے ہیں کہ وہ ۱۹۶۳ میں آپکو بھیجے گئے ہیں - ان حالات کے پیش نظر ہم اگر یہ نتیجہ اخذ کریں کہ ہماری حکومت دیدہ دانستہ مزدوروں کو پریشان کرنے اور مل مالکان سے مل کر مزدوروں کے حقوق پامال کرنے پر تلی ہوئی ہے - درست نہ ہوگا ؟

وزیر محنت (مسٹر احمد نواز شاہ گردیزی) - جناب والا - میں اسکا جواب یہ دونگا - کہ اگر ہم بیت‌اللہ کی طرف بھی منہ کردیں - تو یہ کہیں گے کہ ہم بتوں کی پوجا کررہے ہیں - اسکا تو میرے پاس علاج نہیں ہے -

مسٹر حمزہ - جناب سپیکر - عرض یہ ہے کہ بیت‌اللہ کی طرف منہ کرنے کا تو آپ لوگوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - *X X X X

وزیر محنت - اگر حمزہ صاحب اس قسم کے الفاظ کہیں گے

*X X X X X X X X X X X X

Mr. Speaker: No discussion about that. Any more Supplementaries.

خواجہ محمد صفدر - مصرع تو آپ ہی نے اٹھایا ہے

وزیر محنت - اسکا یہ مطلب ہے X X X X X*

Mr. Speaker: The remarks made by the Minister of Labour and Mr. Hamza are expunged from the proceedings of the Assembly.

Sardar Muhammad Ashraf Khan: On a point of order. Sir, we would like to have your ruling on the point of order raised by Mr. Manika.

Mr. Speaker: The member is too late.

Sardar Muhammad Ashraf Khan: Even then we want to know abou it .

Mr. Speaker: He is too late. I have given my ruling on that point.

* Expunged by the order of Mr. Speaker.

ADJOURNMENT MOTIONS.

DEATH OF ABDUL GHAFOOR DUE TO POLICE HIGH HANDEDNESS

Mr. Speaker The first adjourment motion is from Mr. Saadi, which was deferred for today-

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Muhammad Varyal Memon): Sir, the incident is very sad and I, on behalf of self and the Goverment, really sympathise, and not only sympathise, but offer my sincere and humble condolence to the relatives of the deceased. The facts, as reported by the authorities, are that a case of cheating and breach of trust amounting to Rs. 8,000, punishable under sections 420 and 406, was registered at police station which is said to be about 18 miles from Sargodha. The S. H. O. incharge of the police station was present and this unfortunate deceased accused, Abdul Ghafoor, was sent for interrogation. It is reported that he became unconscious at the police station and immediately a local Doctor was called who treated him, gave him first aid and injection. But the deceased could not get his senses. The result was that he was rushed into a truck to the hospital at Sargodha. But unfortunately expired on the way. His post-mortem examination was done at the hospital at Sargodha and the report of the doctor was that the cause of death was not known. The doctor in very clear and unambiguous terms said that there is absolutely no external mark of violence or injury found on the person of the deceased. The relations of the deceased suspected some foul play and they carried the dead body to Lahore and a second post-mortem examination was done here in Lahore and the opinion of the doctor is the same as one at Sargodha that there is no external mark of violence whatsoever on the person of the dead body and the cause of death is not known. Both the doctors are not able to know the cause. It can, therefore, naturally be a question of conjecture that the fellow, on account of nervousness for having been sent for at the police staion, lost senses and ultimately this may be a case of heart-failure or a case of sun-stroke. But this is merely a conjecture. Nothing can be said definitely. This is for the experts to say. As I have already submitted, experts are not able to find the cause of his death uptil now. The intestinal contents were sent to the Chemical Examiner, Lahore. His report is awaited. That has not been received so far.

Mr. Speaker : Has any case been registered ?

Minister of Law : The District Magistrate of Sargodha has ordered a judicial enquiry into this which is in progress and it will be completed within the shortest possible time. I would, therefore, very respectfully submit to the mover of this motion and the members of this House that this motion may not be debated further. Let the judicial enquiry have have its course uneffectd by any consideration or by any debate. We should wait the result of the judicial enquiry. I assure the mover and the members of this House that if anything is found out that any mischief has been played and the death of this unfortunate man has been brought about by foul means, the severest possible action will be taken against all those responsible, including the S. H. O. or any other police officer involved in it. With these facts I would request the mover not to press this motion at least for the time being.

امیر حبیب‌اللہ خان سعدی ۔ میں اس کو Press نہیں کرتا ہوں
اور ہم اس جوڈیشل انکوائری کا انتظار کرینگے ۔

Mr. Speaker : The motion is not pressed.

HIGH HANDEDNESS OF PESHAWAR POLICE

Mr. Speaker : The next motion is from Maulana Ghulam Ghaus which was deferred for today. (39)

Minister of Law : Sir, I was very much pressed by the Maulana Sahib that I should promise an enquiry against the Sub-Inspector. He knows it and the House knows it that I have great respect for him.

مولانا غلام غوث ۔ آپ ذرا اردو میں فرما دیں ۔

وزیر قانون (مسٹر غلام نبی محمد وریال میمن) ۔ مولانا صاحب یہ جو رپورٹ میرے پاس آئی ہے ۔ کوشش کرتا ہوں کہ اسکا ترجمہ آپکی خدمت میں اردو میں پیش کروں ۔ گو کہ میں اس فصاحت اور بلاغت سے تو اردو نہیں بول سکتا ہوں ۔ اور نہ اتنی اچھی اردو بول سکتا ہوں ۔ جتنی اچھی کہ آپ بول سکتے ہیں ۔ بہرحال کوشش کرونگا ۔ مجھے جو خبر وہاں سے ملی ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ میرا کبر نامی ایک فٹ کانسٹیبل جسکا بکل نمبر ۱۱۴۶ ہے ۔ وہ گشت کر رہا تھا ۔ کہ اسے صادق دین ولد نظام دین پر شک پڑا ۔ اسنے اسے روک کر اسکی تلاشی لی ۔ یہ محلہ اسلام‌آباد کا کہا جاتا ہے ۔ اسکی جیب سے شراب کی دو بوتلیں بر آمد ہوئیں ۔ میر اکبر نے چاہا ۔ کہ اس ملزم کو پولیس سٹیشن لے جائے ۔ تاکہ اسکے خلاف قانونی کارروائی کی جائے ۔ لیکن ملزم نے پولیس کانسٹیبل کے ساتھ پولیس سٹیشن تک جانے سے انکار کر دیا ۔ اس آپس کی جھڑپ میں شراب کی ایک بوتل زمین پر گر کر ٹوٹ گئی ۔ اور شراب ضائع ہوگئی ۔ جو دوسری بوتل تھی ۔ اسے فٹ کانسٹیبل میر اکبر نے اپنی پتلون کی جیب میں رکھ لیا ۔ اسی اثناء میں ایک اور فٹ کانسٹیبل طور خان جسکا بکل نمبر ۱۳۰۸ بتایا جاتا ہے ۔ وہ وہاں پر پہنچ گیا ۔ ان دونوں نے کوشش کی ۔ کہ ملزم کو پولیس سٹیشن لے جائیں راستے میں محمد اکبر ولد عبدالغفور جو کہ صادق دین کا سوتیلا باپ ہے ۔ وہاں پر پہنچا ۔ اور انہوں نے صادق دین کو ان دونوں پولیس کانسٹیبلوں سے رہا کرنے کی کوشش کی۔ اس جھڑپ میں محمد اکبر نے فٹ کانسٹیبل طور خان کو ایک ضرب اسکے ہاتھ کے الٹی طرف لگائی۔

جس کی وجہ سے وہ صادق دین جسے کہ پولیس سٹیشن لے جایا جا رہا تھا ۔ اسکے ہاتھ سے نکل گیا ۔ فٹ کانسٹیبل میرا کبر نے جوابدار ملزم کو اسکی قمیض سے پکڑا ۔ ملزم نے جب بھاگنے کی کوشش کی ۔ تو اسکی قمیض پھٹ گئی ۔ انکی قمیض کو پکڑ لیا اور ملزم نے کوشش کی کہ وہ بھاگ جائے ۔ بھاگنے کی اس نے کوشش کی اور قمیض اس کی ٹوٹ پڑی اور کچھ اس ٹوٹی ہوئی قمیض کا حصہ اسی ایف سی میر اکبر کے ہاتھ میں رہ گیا جھگڑے میں ایف سی طور خان کو بھی کچھ چوٹیں لگیں ۔ خیر اس حالت کے باوجود میر اکبر کو گرفتار کیا گیا اور اس کو پولیس سٹیشن پر لے گئے جہاں کرائم ایف آئی آر نمبر جسکو میں سمجھتا ہوں کہ پرچہ درج کیا گیا اس کا نمبر ۱۳۰ مورخہ ۲۸-۶-۶۴ ہے اور یہ اسی تاریخ کا واقعہ ہے اور زیر دفعہ ۱۴۷/۳۷۳ تعزیرات پاکستان پولیس سٹیشن اے ڈویژن پشاور سٹی پر یہ درج کیا گیا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ معاملہ زیر تفتیش ہے اور میں اپنے بزرگ مولانا غلام غوث کو خاطری دلاتا ہوں کہ چونکہ یہ معاملہ زیر تفتیش ہے اور اس کا کورٹ میں جانیکا امکان ہے اور جب کورٹ سے فیصلہ ہوگا اور اگر کسی پولیس افسر یا کسی پولیس کنسٹیبل کے خلاف کوئی بھی جرم ثابت ہوگیا تو ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس کے خلاف پوری موثر کارروائی کریں گے ۔ اس وقت مناسب نہیں میں سمجھتا کہ کسی ملازم یا پولیس افسر کے خلاف یہاں کہا جائے کیونکہ معاملہ ابھی زیر غور ہے ۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے اور ممکن ہے کہ یہ کورٹ میں چلا جائے ۔ اس لئے میں مولانا صاحب کو عرض کروں گا کہ اس پر وہ زیادہ زور نہ دیں اور انکو کم از کم میری طرف سے یہ خاطری ہونی چاہیئے۔ میں نے جیسے بھی انہوں نے کہا ہے میں نے گر کے دیا ہے تو یہ انکو خاطری ہونی چاہیئے اور مجھے امید ہے کہ انکی مرضی کے مطابق پورا پورا ہر ایک کے ساتھ انصاف کیا جائیگا ۔

مولانا غلام غوث (ہزارہ) ۔ جناب والا۔ محترم وزیر صاحب نے وہ رپورٹ سنائی ہے جو وہاں کی مقامی پولیس نے انکو بھیجی اور یہ تحریک التوا اس مقامی پولیس کی حرکات کے خلاف ہے اور جو چیز زیادہ

قابل اعتراض تھی وہ یہ تھی کہ جواصل ملزم تھا اس کو پولیس پکڑ نہ سکی بلکہ وہ ملزم پولیس سے جان چھڑوانے میں کامیاب ہوگیا اور وہ بھاگ گیا۔ جس محمد اکبر کا یہ کہہ رہے ہیں کہ اس نے موقعہ پر حمایت کی یہ بالکل غلط ہے۔ اس بوڑھے بیمار کو دمے کے مریض کو گھر سے پکڑا گیا اور گھونسوں سے پیٹتے پیٹتے لاتوں سے مارتے مارتے تھانہ لے گئے ۔ عوام نے مداخلت کی اور عوام کے تین آدمیوں کو بھی برے طریقے سے پیٹا پھر اس کے بعد تمام بازار کے لوگ جمع ہوگئے ۔ ان پر لاٹھی چارج کیا میری تحریک التوا میں ذکر ہے لیکن اسکی طرف کوئی توجہ وزیر محترم نے نہیں فرمائی ۔ میری اطلاع قطعاً صحیح ہے ۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ پولیس کے تھانے آجکل قصاب خانے بنے ہوئے ہیں۔ یہ چوتھا واقعہ ہے جنوری کے بعد چوتھا واقعہ ہے لیکن وہ پولیس جو عزت و آبرو اور جان و مال کی محافظ ہونی چاہیئے اس کے ہاتھوں سے رعایا کے جان و مال کو خطرہ ہے ۔ اس طرح آبرو تباہ ہو رہی ہے ۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے مداخلت کی اگرچہ یہ واقعہ صحیح نہیں ہے لیکن پولیس کا سلوک عوام کو قانون اپنے ہاتھوں میں لینے پر مجبور کر رہا ہے ۔ تو میری عرض یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب کو اس میں کیا تکلیف ہے ۔ ابھی مقدمہ زیرتفتیش ہے اور میں نے اطلاعاً عرض کر دیا ہے کہ جب جنوری میں واقعہ ہوا تھا میں نے آئی جی پی کی توجہ دلائی انہوں نے انکوائری کے لئے ڈی آئی جی کر لکھا ۔ ڈی ایس پی موقعہ پر دوبارہ آئے ۔ چھ مہینے ہوگئے ہیں لیکن ابھی تک اس انکوائری کا نتیجہ نہیں نکالا ۔ دو طرفہ عدالت میں کیس ہیں ۔ لیکن کوئی عمل نہیں ہو رہا ہے ۔ اگر معزز وزیر صاحب انکوائری کا حکم دیدیں تو کیا حرج ہے ۔ ملک میں لاقانونیت کا دور دورہ ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپکا خیال ہے کہ مزید تحقیقات کرائی جائے ؟

مولانا غلام غوث ۔ ہاں مزید تحقیقات کرائی جائے اس سلسلہ میں ۔

وزیر قانون ۔ جو الزامات پولیس کے خلاف لگائے گئے ہیں اگر وہ کسی کورٹ میں درج ہو جائیں اور Complaint ہو جائے تو پھر بھی کچھ ہو سکتا ہے ۔

Mr. Speaker : That is not in the court so far. That is under investigation.

وزیر قانون ۔ اگر یہ Complaint پولیس یا کسی بڑے افسر کے پاس درج ہو جائے تو اچھا ہے ۔ یہ Complaint تو مولانا صاحب زبانی کرتے ہیں ۔ اب ہم کیا کریں ۔ کون سی تفتیش ہم کرائیں ۔ کون سی انکوائری کرائیں ۔ آپکے علم میں جو تفصیل ہو وہ بتائیں اور مجھے لکھ کر دیں پھر ہم کسی دوسرے افسر کو لگائیں گے تاکہ انکوائری کی جائے ۔

سید احمد سعید کرمانی ۔ ورنہ مولانا صاحب تفتیش خود شروع کردیں گے ۔

وزیر قانون ۔ آپ انکے ساتھ اکٹھے رہنا ۔

مولانا غلام غوث ۔ جناب والا ۔ اس سے زیادہ قابل اعتماد رپورٹ کیا ہو سکتی ہے کہ اس ایوان کا ایک ممبر جس نے تمام عمر کبھی جھوٹ نہیں کہا وہ آپکو اطلاع دیتا ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور میری اطلاع بالکل صحیح ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مولانا صاحب اگر آپ انکو لکھ کر دینے کے لئے تیار نہیں تو۔۔۔۔قطع کلامی ۔

مولانا غلام غوث ۔ انہوں نے کہا ہے کہ انکوائری کراؤں گا ۔ میں لکھ کر دیدوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ انکو لکھ کر دیدیں تو وہ انکوائری کرا دیں گے ۔

وزیر قانون ۔ مولانا صاحب کے کہنے پر ہمیں قطعی اعتبار ہے لیکن مولانا صاحب نے واقعہ نہیں دیکھا وہ کیسے معتبر ہے یا نہیں ۔

مولانا غلام غوث ۔ انکے جو معتبر نائی ھیں وہ غلط چیز کہتے ھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مولانا صاحب آپ اس موشن کو پھر پریس نہیں کرتے ؟

مولانا غلام غوث ۔ میں انکو لکھ کر دیدوں گا ۔

Mr. Speaker : Harassment caused to residents of old Anarkali by Suvery operations. Next motion by Sayyed Ahmed Saeed Kirmani. This was deferred for today I think ?

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خان وٹو) ۔ جناب والا میری غرض یہ ھے کہ اس کو قانونی طور پر Earliest opportunity نہیں اٹھایا گیا جس طرح وہ گورنمنٹ کا failure discuss کرنا چاھتے ھیں ۔ گویا ایک معاملہ جو ایک عرصہ سے Continue کررھا ھے لیکن میں facts جناب والا سے اس ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاھتا ھوں ۔

And with your permission I would read a few sentences, Sir.

معلوم ھوتا ھے کہ آپ اب شاید گھر جانے کے لئے خوش ھیں ۔ اسی وجہ سے آپکو ھر شخص خوش نظر آرھا ھے ۔ بڑی اچھی اور خوشی کی بات ھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور انکے امتحان کا آخری دن ھے۔

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خان وٹو)۔ جناب والا

May I read the statement in English.

"A preliminary survey has already been conducted for examining the feasibility of re-development of the locality in order to provide a central commercial area befitting the city of Lahore. In case it is decided to frame a scheme, suitable alternate accommodation will be provided to the resident owners. Efforts will also be made to rehabilitate the businessmen. In any case, before the scheme is taken up objections will be invited as required under the Town Improvement Act."

اور جو آپ نے ارشاد فرمایا تھا وہ سروے Already مکمل ھو چکا ھے ۔ اس لئے اس لحاظ سے یہ معاملہ Late ھو گیا ھے ۔ تو یہ معاملہ کے حالات ھیں جناب والا ۔

Syed Ahmed Saeed Kirmani : Should we take that the Government is not going to implement that scheme because there are many 'ifs' and 'buts' in the statement ?

Minister of Education : All 'ifs' and 'buts' do mean something. I am sure that my learned friend is very much sure of the meanings of the words.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : The position boils down to this, if I am not wrong, that a scheme is there. That is not our grievance is not that you are not going to provide us with alternate accommodation. What we say is : that we should not be dislocated from that area. We had a bitter experience recently of the huge elephant building, ALFALAH installed in the neighbourhood of the Assembly Chambers. We have abitter experience of your commercial centres. We do not want such centres which you have already set up. Our grievance is that the majortiy of the people residing in that area is refugees.

It is after great difficulty and great effort that we are able to get those places transferred in their names. They know that there is shortage of housing accommodation in the city. They would not like that they should be given only pious hopes and false promises. They want that they should continue in their present places. nothing more nothing less. If that assurance is not coming forward, then I will press the motion.

Mr. Speaker : Are survey operations over ?

Minister of Education : The survey operations are over. The member while speaking now has forgotten the meaning of the adjournment motion and with your permission I will read the wording of the adjournment motion : "... the harassment caused to the residents of Old Anarkali Lahore on account of the failure of the Government to stop present survey operations carried on by the Lahore Improvement Trust,"

Mr. Speaker : The member wants that the survey should be there.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : I wanted that if the survey is already in progress, it should be given up.

Mr. Speaker : I am sorry that is not the sense of the member's adjourment motion.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : There may be some typing mistake, I don't know that, but the intention was to protect these unfortunate persons from this unwise policy of the Lahore Improvement Trust.

Mr. Speaker : This is not in his motion.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : This is an argument in support of my motion .

Mr. Speaker : The member wants to discuss the harassment on account of the failure of the Government to stop the present survey operations. But they have rather completed the survey operations.

Minister of Education : Sir harassment was not due to the scheme itself but it was due to the survey operations. I have already said that preliminary survey is over.

Syed Ahmed Saeed Kirmani : Survey is a part of the scheme.

Minister of Education : Might be.

Mr. Speaker : As the survey operations are over, the motion is ruled out of order.

HUNGER STRIKE OF MST. SURAYYA BASHIR

Chaudhri Muhammad Ibrahim : Sir I ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a definite matter of recent and urgent public importance, namely, the situation arising out of the hunger strike before the Assembly Hall of one Mst. Surayya Bashir as a protest against the profligates of the B. D. Department Lahore, who are out to victimise the innocent lady workers for refusing to serve their nefarious designs.

وزیرتعلیم (میاں محمد یاسین خان وٹو) ۔ جناب والا ۔ میرا پہلا اعتراض اس سلسلے میں یہ ہے میرے فاضل دوست نے جو ایڈجرنمنٹ موشن دی ہے اس میں کوئی چیز واضح نہیں ہے ۔

Khawaja Muhammad Safdar : The poor woman is lying outside. It is quite clear; nothing is ambiguous.

وزیر تعلیم ۔ اگر مجھے کچھ کہنے کی اجازت دی گئی تو یقیناً میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کرونگا ۔ ہاں یہ بات بالکل واضح ہے کہ ایک عورت نے جس کا نام دیا گیا ہے ۔ ثریا بشیر نے بھوک ہڑتال کی ہے ۔ اس حد تک بات واضح ہے ۔ اس سے آگے جس چیز پر وہ بحث کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق میری عرض یہ ہے وہ بالکل ambiguus معاملہ ہے ۔ انہوں نے کہا ہے ۔

"As a protest against the profligates of the B. D. Department, Lahore, who are out to victimise.

What type - victimise کے متعلق کوئی واضح طور پر بات نہیں ہے ۔ of victimisation. اس سے کیا چیز ان کی مراد ہے ۔ پھر جناب والا "...to victimise the innocent lady workers. یعنی اس نے کسی ایسی چیز کے متعلق ہڑتال کی جو Definite نہیں ہے ۔ لیڈی ورکرز کی general victimisation ہے ۔ And what type of victimisation; that is not clear from the adjournment motion. پھر اسکے بعد "for refusing to serve their nefarious designs. اس victimisation کے متعلق کوئی واضح بات یہاں نہیں کی گئی وہ کس چیز کو کہتے ہیں اور کس چیز کو نہیں کہتے ہیں ۔

Mr. Speaker : He wants that the Minister should ascertain from her.

میں نے جناب والا ۔ اس چیز کو ascertain کیا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاں تک ایڈجرنمنٹ موشن کا تعلق ہے اس میں specific matter کا ہونا اس لئے ضروری ہے اس ایڈجرنمنٹ موشن میں کون سا خاص مسئلہ ہے جس کے متعلق فاضل ممبر حکومت کی کوتاہی کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں ۔ اس چیز کیلئے قطعاً کوئی بات واضح نہیں ہوتی البتہ میں نے جناب ابھی اس کے متعلق فیکٹس حاصل کئے ہیں جس طرح جناب والا ۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ آج ہی مجھے نوٹس ملا ہے ۔ میں یہ فیکٹس جناب کی اجازت سے عرض کئے دیتا ہوں ۔ یہ جو ثریا بشیر خاتون ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب کیا یہ lengthy facts ہیں ۔ What does the Minister propose to do after that ? Does he propose to give an assurance in this behalf ?

وزیر تعلیم ۔ No Sir; I just want to say اس کے wording سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ بڑا ظلم و تشدد ہوا ہے ۔ اور بڑی زیادتی ہوئی ہے لیکن اس میں وضاحت نہیں ہے ۔ لیکن واقعات ایسے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو تمام واقعات ایوان کے سامنے آ جائیں ممکن ہے وہی میرے فاضل دوست بجائے اس ایڈجرنمنٹ موشن پریس کرنے کے وہ ان واقعات سے متفق ہو کر محسوس کریں کہ کس شخص نے اپنے فرائض میں کوتاہی کی ہے ۔ اب غلط طریقے سے اس کوتاہی کو نظر انداز کروانا چاہتے ہیں اسکے متعلق جس طرح آپ کا ارشاد ہو ۔

Mr. Speaker : Very briefly.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں بہت مختصر عرض کروں گا ۔ کیونکہ یہ خاتون کا معاملہ ہے ۔ اس نے بھوک ہڑتال کی ہے ۔ اس میں جناب والا واقعات یہ ہیں یہ مسماۃ ثریا بشیر چک ٦٦ تحصیل چونیاں میں ایک سوشل سنٹر میں لیڈی ورکرز ہیں ۔ اور اس نے ٣١ جنوری ١٩٦٤ سے لیکر ٢٢ فروری ١٩٦٤ تک غیر حاضری کی جس کی اطلاع دفتر میں نہ پہنچی کیونکہ وہ فیلڈ میں کام کرتی ہیں ۔

Mr. Speaker : She is a lady worker.

وزیر تعلیم - She is a lady worker - وہاں اسکو فروری کی تنخواہ دے دی گئی اور اسکے بعد مارچ کی تنخواہ بھی دے دی گئی - اس دوران میں یہ اطلاع یونین کونسل کے چیئرمین کی طرف سے اور ایک لیڈی سپروائزر کی طرف سے پہنچی کہ اس خاتون نے فلاں فلاں تاریخ تک غیر حاضری کی ہے - اس سے جواب پوچھا گیا اس نے تسلیم کیا کہ ہاں میں ان دنوں غیرحاضر تھی - چنانچہ ان دنوں کی غیرحاضری کی تنخواہ اپریل کی تنخواہ سے کاٹ لی گئی - اس چیز سے اس کو grievance ہوئی اور اس نے محسوس کیا - پھر اس کے بعد یہ خاتون عادی طور پر اپنی ڈیوٹی سے غیرحاضر رہتی رہی - اس کے بعد ۱۳ اپریل سے لیکر ۱۷ اپریل تک پھر غیر حاضر رہی - پھر ۲۵ اپریل کو غیرحاضر رہی - اس سلسلے میں چیئرمین یونین کونسل اور لیڈی سپروائزر سے رپورٹ آئی کہ ۹ مئی کو دوبارہ یہ خاتون غیرحاضر ہوگئی ہیں - سنٹر بھی ان دنوں بالکل خالی پڑا رہا اب انہیں پھر اگلے مہینے مئی کی تنخواہ دے دی گئی اور رپورٹ اسکے متعلق مانگی گئی ہے اور اسکی غیرحاضری کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہے - پھر اس سلسلے میں ان کا وہاں سے تبادلہ کر دیا گیا ۱۳ مئی ۱۹۶۴ کو پھر اس تبادلے کے دن سے لیکر آج تک اس حکم کو بجا نہیں لائیں آج بھی جب یہ بھوک ہڑتال کی گئی ہے وہ بغیر اجازت کے ہے اور ڈیوٹی سے حسب عادت غیرحاضر رہتی ہے اسی طریقے سے غیر حاضر ہوئی ہے اور یہ جناب مختصر واقعات اس سلسلے میں عرض کر رہا ہوں - جہاں تک حکومت کا اور بیسک ڈیموکریسی ڈیپارٹمنٹ کا تعلق ہے یہ ان کے فرائض میں داخل ہے جو شخص ڈیوٹی سے کوتاہی کرے - غیرحاضر ہو کر محکمہ کے احکامات کی خلاف ورزی واضح طور پر کرے اس کے قانونی جو اقدامات ہوں وہ کئے جائیں اور یہ چیز صاف طور پر ظاہر ہے - اب بھی وہ غیرحاضر ہو کر یہاں موجود ہے لہذا میں عرض کروں گا جس طرح میں نے قانونی اعتراض عرض کیا ہے اور واقعات بیان کئے ہیں یہ ایڈجرنمنٹ موشن out of order ہے -

علامہ رحمت‌اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے یہ دریافت کرنا چاہتاہوں کہ خاتون کا گذشتہ دو سال سے کتنی دفعہ تبادلہ کیا گیا ہے ۔ آپ اپنے ماتحت سے یہ توقع رکھتے ہیں وہ انکے احکامات کی تعمیل کرے اور ہم بھی ان سے توقع رکھتے ہیں کہ ان کا محکمہ معقول اور متوازن قسم کے احکام صادر کرے ۔ اگر دو سال سے خاتون رکن کا سات مرتبہ یا آٹھہ مرتبہ تبادلہ ہوا ہو تو ان احکامات کی کیسے تعمیل ہو گی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں فاضل ممبر کے سوال کے جواب میں عرض کرتاہوں کہ یہ محترمہ صرف سابقہ اکتوبر کو ملازم ہوئی آج تک ان کو کہیں تبدیل نہیں کیا گیا وہی ہے جو میں نے عرض کیا ہے ۔

چودھری محمد ابراہیم ۔ صاحب صدر ۔ جواب میں کہا گیا ہے اس ایڈجرنمنٹ موشن میں فیکٹس بالکل واضح نہیں کئے گئے یہ آپ کی ان ہدایات کے تحت ہے جو آپ فرمایا کرتے ہیں واقعات کا یہاں بیان کرنا ضروری نہیں وہاں واقعات سارے لا سکتے ہیں اور ان کی وضاحت ہو سکتی ہے یہ جو کہا جا رہا ہے کہ وہ غیرحاضر ہوئی یہ جنوری کا معاملہ ہے اس کی تنخواہ ابھی تک رکی ہوئی ہے اسے صرف اس وجہ سے victimise کیا جا رہا ہے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ اس محکمہ میں فی‌الحقیقت X X X X X* ۔ ملازم موجود ہیں ۔

Mr. Speaker : The member should not use that word; that is not a proper word.

Minister of Education : That word should be expunged.

Mr. Speaker : Yes; that word is expunged.

چودھری محمد ابراہیم ۔ یہ بدچلن لوگ ہیں ۔ میں اس کے متعلق یہاں سوال بھی کر چکا ہوں ۔ اور بتا چکا ہوں ۔ کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں ۔

*Expunged by order of Mr. Speaker.

مسٹر سپیکر - چودھری صاحب - کیا اس سے پہلے اس کی کوئی Representation حکومت کے پاس گئی ہے ؟

چودھری محمد ابراھیم - صاحب صدر - میں پہلے بھی سوالات کے ذریعے یہ چیز اس ایوان کے نوٹس میں لا چکا ہوں - کہ وہاں کیا ہو رہا ہے - میں نے بجٹ کی تقریر کے دوران بھی اس کا ذکر کیا تھا - کہ ان کو اس لئے رکھا جا رہا ہے کہ یہ لوگ ان کی ہوس کا شکار بنیں -

وزیر تعلیم - جناب والا - میرے فاضل دوست جن جذبات سے یہ بات کر رہے ہیں - وہ قابل قدر ہیں - لیکن وہ ذرا حد سے تجاوز فرما رہے ہیں - میں آپکی وساطت سے یہ عرض کروںگا کہ اگر وہ specifically کوئی ایسی بات کریں تو ہم اس کے متعلق مناسب کارروائی بھی کریں وہ تو سارے محکمے کے دس ہزار یا پانچ ہزار ملازمین کے متعلق ارشاد فرما رہے ہیں -

چودھری محمد ابراھیم - صاحب صدر - یہ تو ان ملازمین کے نکتہ نگاہ سے بات کر رہے ہیں - کیا انہوں نے اس عورت سے بھی پوچھا ہے کہ اس کے ساتھ کیا گذری ہے ؟

Mr. Speaker : Order please. The member should not address the Minister.

چودھری محمد ابراھیم - صاحب صدر - سوال یہ ہے کیا یہ ان کا فرض نہیں کہ وہ تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھتے - اور اس عورت سے بھی پوچھتے ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - میں فاضل ممبر کے اس سوال کا جواب دینے کے بارے میں آپکی اجازت چاھونگا - عرض یہ ہے کہ ہم اس کے خلاف انکوائری کر رہے ہیں - ہم نے اس کا explanation لیا ہے اور اس بارے میں انکوائری ہورہی ہے - اس کا جو جواب دیا جائیگا - اسکے بعد کارروائی کی جائیگی -

جناب والا ۔ اگر کوئی شخص ڈیوٹی سے غیرحاضر ہو اور مسلسل غیرحاضر ہو ۔ اور جب اس کی جواب طلبی کی جائے تو وہ اسمبلی کے سامنے آ کر ہڑتال کر دے ۔ اور میرے فاضل دوست اس کے متعلق واقعات کو بالکل مدنظر نہ رکھیں ۔ تو میرے نزدیک یہ بڑی زیادتی ہے ۔

اگر کسی شخص نے واقعی کوئی ناجائز حرکت کی ہے ۔ یا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ تو وہ میرے علم میں لائیں ۔ اور اس کے متعلق Representation کریں ۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کرینگے ۔

جہانتک اس Adjournment Motion کا تعلق ہے ۔ اس میں سارے محکمے کا ذکر کیا گیا ہے ۔ لہذا ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے ۔ کہ اگر ہم ایسے لوگوں کے بارے میں جو اس طرح غیرحاضریاں کرتے ۔ اپنی ڈیوٹی میں کوتاہی کرتے اور اسے بالکل نظر انداز کرتے ہیں ۔ خاموش ہو جائیں ۔ کہ متعلقہ شخص ایک عورت ہے ۔ تو کیا فاضل ممبر ہماری کوتاہی اور اس عورت سے ناجائز ہمدردی کیلئے ہمیں معاف کر دینگے ۔

چودھری محمد ابراہیم ۔ صاحب صدر ۔ میں اس سلسلے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ انکوائری کون کر رہا ہے ؟ کیا یہ وہی لوگ نہیں کر رہے جن کی اغراض پورا کرنے کیلئے وہ تیار نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ چودھری صاحب۔ وزیرتعلیم صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر اس کے متعلق وہ لکھکر دیں ۔ تو وہ انکوائری کرائینگے ۔ اسے دیکھینگے ۔ اور ان کے خلاف action لینگے ۔

چودھری محمد ابراہیم ۔ صاحب صدر ۔ جن لوگوں کو انہوں نے انکوائری پر مقرر کیا ہے ۔ وہ تو وہی لوگ ہیں جن کے خلاف اسے شکایت ہے ۔ اگر وہ ہاؤس کی کسی جانب سے دو شریف آدمی لے کر انکوائری کرائیں ۔ تب تو وہ کسی نتیجے پر بھی پہنچ سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker : I am sorry, Chaudhri Sahib, the House is not meant for that.

علامہ رحمت‌اللہ ارشد ۔ صاحب صدر ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی خاتون یہ کہے کہ فلاں شخص میری آبرو ریزی کی کوشش کر رہا ہے ۔ تو بادی‌النظر میں اسے صحیح سمجھنا چاہئے ۔ کیونکہ کوئی عورت اپنی عصمت کے متعلق یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ نوکری بحال کرانے کی غرض سے وہ اپنی عصمت کا سودا کرتی پھرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب اس assurance کے بعد Does the member press the motion.

چودھری محمد ابراھیم ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے رخصت کی درخواست دے رکھی ہے وہ رخصت کا استحقاق رکھتی ہے ۔ اس کے باوجود اسے غیر حاضر تصور کیا جا رہا ہے ۔ نہ وہ پہلے کبھی غیر حاضر ہوئی ہے اور نہ ہی آج غیر حاضر ہے ۔

Mr. Speaker : Chaudhri Sahib is discussing the motion. Does he press it or not ?

چودھری محمد ابراھیم ۔ جناب میں تو press کرتا ہوں ۔

مسٹر عبدالرازق خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں حیران ہوں کہ جب چودھری محمد ابراھیم صاحب جیسی شخصیت کے سامنے وزیر تعلیم صاحب نے واضح طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ اگر آپ specifically یہ چیز ان کے نوٹس میں لائیں یا ان سے ملیں کہ آپ یہ انکوائری اس دفتر سے نہیں کرانا چاہتے ۔ بلکہ کسی اور سے کرانا چاہتے ہیں ۔ تو وہ اس کیلئے بھی تیار ہیں ۔ اگر اس کے بعد بھی وہ اسے press کررہے ہیں تو کیا ہم اس سے یہ سمجھیں کہ وہ کام کرانا نہیں چاہتے ۔ اور نہ ہی ان کا کسی کو فائدہ پہنچانے کا ارادہ ہے ۔ محض press کرنے سے تو کچھ نہیں ہوتا ۔ ان کو چاہئے کہ وہ خاص طور سے جائیں ۔ اور ان

سے ملیں ۔ کیونکہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے ۔ اگر یہ درست ہے تو یہ بڑی شرمناک بات ہے ۔ کیا آپ اس کیلئے اتنی سی قربانی نہیں دے سکتے ۔ کہ آپ specifically یہ چیز ان کے نوٹس میں لےآئیں ۔ تاکہ وہ انکوائری کیلئے کسی اور کو مقرر کر دیں ۔ یہ تو بڑی صاف بات ہے ۔ اور انہوں نے اس پر خاص زور بھی دیا ہے ۔

چودھری محمد ابراھیم ۔ صاحب صدر۔ مجھے ان لوگوں پر مطلق اعتماد نہیں ۔ جن کے سپرد یہ انکوائری کی گئی ہے۔

Mr. Speaker :- That is a separate issue. The member may ask for another man.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ انکوائری کی دو صورتیں ہیں ۔ ایک تو ہم اس کی ڈیوٹی پے غیر حاضری کے متعلق انکوائری کر رہے ۔ کیونکہ وہ غیر حاضر تھی ۔

دوسرے آپکی allegation یہ ہے کہ محکمے میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ایسی حرکات کر رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں آپ جو specific allegation دینگے ۔ اس کی ہم یقیناً انکوائری کرائینگے ۔ لیکن اگر کوئی نئی بات ہوئی تو اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

Mr. Speaker : And that should not be inquired by the same officer.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ بات تو ہر اصول اور قانون کے مطابق ہے ۔ کہ جس افسر کے خلاف الزام ہوگا ۔ اسے ہم یہ انکوائری نہیں دے سکتے ۔

چودھری محمد ابراھیم ۔ جناب والا ۔ مجھے جناب وزیر تعلیم پر اعتماد ہے ۔ وہ خود ہی ان واقعات کو دیکھ لیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرونگا اور آپ میرے ساتھ متفق ہونگے کہ محکمانہ طور پر ہر کام کسی نہ کسی کے سپرد کرنا پڑتا ہے ۔ کیونکہ ان کاموں کی نوعیت ہی کچھ ایسی ہے ۔ آخر معزز ممبر کو محکمے کے متعلق اتنی بد ظنی کیوں ہے ۔ کہ اس کا ہر ملازم

ھی ناقابل اعتماد ھے ۔ اگر بد اعتمادی کا یہ عالم ھو تو پھر اس کا کوئی حل نہیں ھو سکتا ۔

چودھری محمد ابراھیم ۔ جناب صدر ۔ مجھے ان لوگوں پر بالکل اعتماد نہیں وزیر تعلیم صاحب پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب کو اس کام پر مامور کر دیں ۔

Mr. Speaker : He will not appoint anybody from that department.

چودھری محمد ابراھیم ۔ صاحب صدر ۔ بہت اچھا ۔ تو پھر اس محکمے کے لوگوں سے یہ انکوائری نہ کرائی جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اس سلسلے میں سارے محکمے کے لوگوں کو یہ سمجھنا کہ وہ سب بدکردار ھیں ۔ جن کی تعداد ھزاروں تک ھے ۔ اور وہ سب لوگوں کو اس برے فعل کی ترغیب دیتے ھیں جسے ھمارا معاشرہ اور ھماری سوسائٹی بہت ھی برا سمجھتی ھے ۔ نیز وہ سب لوگ اس انکوائری کے قابل نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا منشا یہ ھے کہ وہ افسران کی زیر نگرانی نہیں ھوگا بلکہ کوئی اور افسر ھوگا ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب ھم اس سلسلے میں بہت ذمہ‌دار افسر مقرر کرینگے ۔

چودھری محمد ابراھیم ۔ صاحب صدر ۔ اس خاتون کی رضامندی تو لے لی جائے ۔ اسے اس کے خلاف کوئی شکایت تو نہیں ۔

Mr. Speaker : Now the member is making so many demands and that is not the way to agitate an adjournment motion in the House. Does he press it or not ?

Chaudhri Muhammad Ibrahim : I don't.

Mr. Speaker : The motion is not pressed.

MAL-TREATMENT OF MAULANA ABUL QADIR IN D. G. KHAN JAIL

مولانا غلام غوث (ھزارہ ۔ ۳) ۔ صاحب صدر ۔ میں تحریک کرتا ھوں ۔ کہ اس اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ تاکہ عوامی

اہمیت کے ایک غیر معمولی مسئلے پر بحث کی جا سکے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان جیل میں حضرت مولانا عبدالقادر صاحب سابق ناظم مرکزی جمعۃالعلما نے اسلام مغربی پاکستان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا ۔ ڈپٹی کمشنر کی سفارش کے باوجود ان کو بہتر کلاس نہیں دی گئی ۔ اور انہیں اس گرمی کے موسم میں بارک کے اندر رات گذارنے پر مجبور کیا گیا ہے جس سے عام اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

وزیر تعلیم و جیل‌خانہ جات (میاں محمد یاسین خاں وٹو) ۔ جناب والا ۔ یہ Adjournment Motion مجھے ابھی ملی ہے ۔ جو واقعات میں اس کے متعلق ascertain کر سکا ہوں ۔ ان میں اس کا صحیح جواب موجود نہیں ۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ آج کا دن آخری دن ہے اور پھر مولانا کا منشا بھی واضح نہیں کہ یہ سلوک کسطرح کیا جانا چاہئے قانونی اعتراضات پیش کرنے کی بجائے یہ عرض کرونگا کہ یہ بات میرے نوٹس میں آ گئی ہے۔ اس لئے میں اس سلسلے میں قاعدے قانون کے مطابق جو کچھ بھی ممکن ہوگا ۔ انشاءاللہ ضرور کرونگا ۔ چونکہ کل ایوان کا اجلاس نہیں ہوگا ۔ اس لئے میں اس ہاؤس کو Information نہ دے سکونگا ان معروضات کے ساتھ میں مولانا کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ اس motion کو press نہ کریں ۔

خواجہ محمد صفدر جناب والا ۔ اگر ڈپٹی کمشنر نے سفارش کی ہے کہ مولانا کو Better Class دی جائے ۔ تو وزیر صاحب کر اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے ۔ کہ انہیں Prisoner Better Class تصور کیا جائے ۔ آخر ڈپٹی کشنر نے کسی بنا پر ہی سفارش کی ہوگی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کا جو کچھ مقصد ہے اور جس چیز کے لئے یہ تحریک لائے ہیں اس کے لئے جو کچھ ممکن ہوگا قانون اور حالات کے متعلق کوشش کی جائے گی ۔

Mr. Speaker :- The motion is not pressed.

DISCRIMINATORY TREATMENT TOWARDS KHAN SHER ALI KHAN BY MIANWALI DISTRICT ADMINISTRATION

Mr. Speaker : Next motion is from Amir Habibullah Khan Saadi.

امیر حبیب اللہ خاں سعدی (لائلپور - ۷) - میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ سے متعلق اس واضح اور قریب الوقوع مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے صوبائی مجلس کارروائی اب ملتوی کر دی جائے کہ ضلع میانوالی کی انتظامیہ اور اس کے سر براہ کو ملی بھگت نے ایک سائل قیدی خاں شیر علی خان کو اس کی لاکھوں روپے کی جائداد کے ثبوت ہوتے ہوئے۔ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۶۴ کو جیل میں اے کلاس دینے سے انکار کر دیا جبکہ اسی ڈپٹی کمشنر نے سزائے موت کے ایک قیدی کو انتہائی کم حیثیت کے باوجود اسے بی کلاس دے دی ہے - ڈپٹی کمشنر مذکور کے اس انتہائی جانبدارانہ رویہ سے خان شیر علی خان مذکور کے وسیع حلقہ اعزا واحباب میں ہیجان واضطراب ہے -

وزیر تعلیم (میاں محمد یسین خان وٹو) - اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ آج ہی اس کا نوٹس ملا ہے - ابھی facts کو ascertain کرنا ہے - اس کے بعد جو کچھ ممکن ہوگا قانون کے مطابق کیا جائے گا -

Mr. Speaker: I think the motion is not pressed.

امیر حبیب اللہ خاں سعدی - جیسے آپ فرمائیں -

FAILURE OF GOVERNMENT TO STOP DANCING IN LAHORE HOTELS

Minister of Law (Mr. Ghulam Nabi Mohammad Varyal Memon): Sir, with your permission I would like to make a submission in connection with adjournment motion No. 44 moved by Amir Habibullah Khan Saadi yesterday about the hotel. I have today received information from the Municipal Authorities that the dancing in that hotel having been continued after 6th June without the permission from the Lahore Municipal Corporation, a case has been registered against the management and the accused was avoiding arrest. With the special efforts of the S.S.P. and the District Magistrate the accused has been apprehended and he has been enlarged on bail and is facing trial. So the matter is *sub-judice* and as soon as the result is known the House will be informed.

Mr. Speaker: Yesterday the Minister had informed us that this was not an offence and on that ground I had to rule it out of order.

Minister of Law: This is right. I admit, I had said that dancing in the hotel is not an offence under the Penal Code or the Criminal Law, but

this is without the permission of the local Municipal Authorities. I do not know how it is. But I thought it my duty to bring it to the notice of the House. Under the Criminal Law it is not an offence, but it appears that under some bye-laws of the Municipal Corporation the hotel people have got to take out a licence for that purpose.

Mr. Speaker: But that is an offence.

Minister of Law: It is an offence, undoubtedly, Sir contraventon of the rule. It is exactly, Sir, from that point of view that I thought it my duty that Ishould bring it to the notice of the House. I have got this information heom Municipal Authorities.

امیر حبیب‌اللہ خاں سعدی ۔ وزیر صاحب کی زود پشیمانی پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

LEAVE OF ABSENCE OF M. P. AS.

MIR HAJI KHUDA BAKHSH KHAN TALPUR

Secretary: The following letter has been received from Mir Haji Khuda Bakhsh Khan Talpur, M.P.A. :-

"Will you please move the House to grant me leave (Assembly) from 1st June to 27th June, 1964, which absence was due to storm and heavy rains in Hyderabad Division."

Mr. Speaker: The question is :
That the leave asked for be granted.
(*The motion was carried*)

MR. JAMAL KHAN RAIS NAWAZ ALI KHAN LEGHARI

Secretary: The following letter has been received from Mr. Jamal Khan Rais Nawas Ali Khan Leghar i:-

Due to some unavoidable circumstances, I am unable to attend the Session today, the 3rd July, 1964. Leave may kindly be granted.

Mr. Speaker: The question is :-
That the leave asked for be granted.
(*The motion was carried.*)

MR. ALI GOHAR KHUHRO

Secretary: The following Telegram has been received from Mr. Ali Gohar Khuhro, M.P.A. :-

'Sick Request Assembly Grant Leave First July to end of Session"

Mr. Speaker: The question is :-
That the leave asked for be granted.
(*The motion was carried.*)

MR. ILAHI BUX

Secretary : The following letter has been received from Mr. Ilahi Bux, M.P. A.:—

"Due to an urgent work I will not be able to attend the Assembly Session on 3-6-64.

It is, therefore, requested that my absence may be treated as leave."

Mr. Speaker : The question is,

(That the leave asked for be granted.)

(The motion was carried.)

MALIK SARFRAZ KHAN

Secretary : The following letter has been received from Malik Sarfraz Khan, M.P.A. :-

"I could not attend the Assembly Session from 24th June to 30th June owing to my illness and consequently request you to move the House for grant of leave for the above period."

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MIR YOUSAF ALI KHAN MAGSI

Secretary : The following letter has been received from Mir Yousaf Ali Khan Magsi, M.P.A. :

"I could not attend the Assembly Session held from 15th to 20th March and from 16th to 20th June, 1964 due to unavoidable circumstances. Leave may be allowed to me for the same.

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. SHAFQAT HUSSAIN SHAH MUSAVI

Secretary : The following letter has been received from Mr. Shafqat Hussain Shah Musavi, M.P.A. :-

"Owing to my illness, I could not attend the Budget Session 1964-65 and consequently request you to move the House to grant me leave of absence from the meetings of the Assembly held from 30-5-64 to 5-7-64."

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(The motion was carried.)

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA

Secretary : The following letter has been received from Mr. Taj Muhammad Khanzada, M.P.A :—

"My wife is ill and therefore, I have to leave for my home. I request that 2 days leave from the 2nd instant may kindly be granted to me."

Mr. Speaker : The question is:

That the leave asked for be granted.

(*The motion was carried.*)

RESOLUTIONS.

CUTTING DOWN EXPENDITURE ON PROVINCIAL ADMINISTRATION

Mr. Speaker : Now, the House will resume discussion on the resolution moved by Mr. Hamza.

امیر حبیب اللہ خان سعدی (لائلپور -۷) ۔ صاحب صدر ۔ کل میں نے جب بات شروع کی تھی تو اس وقت اجلاس کا وقت ختم ہو گیا تھا ۔ میں یہ گذارش کررہا تھا کہ ہر قوم کی اصل قوت کیا ہوتی ہے ۔ میرے خیال میں اصل قوت اس کا حقیقی سرمایہ اور قوم کے افراد کا ایمان ان کی قوت ارادی اور ان کی صلاحیت کار ہوتا ہے ۔ افراد کی صلاحیت کار کا چشمہ وہ اعتماد ہے جو افراد ملک کو اپنی ہیئت حاکمہ پر ہوتا ہے افراد قوم کو یہ اعتماد ہونا چاہئے کہ ان کے افسر اور حکام قوم کی امانت اور دیانت کے ساتھ نبھا رہے ہیں ۔ اور اس اعتماد کا سب سے بڑا منبع عملی دنیا میں وہ جائز معاوضہ ہے جو ہیئت حاکمہ کی انتظامیہ کی خدمت کے عوض ہوتا ہے اور قوم کے ذرائع آمدنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ کفایت شعاری سے وصول کرتی ہے ۔

صاحب صدر ۔ اگر وکیل کسی جائداد کے مقدمہ کی پیروی کرنے کی اجرت میں موکل کی ساری جائداد پر قبضہ کر لے تو وہ قلاش موکل ساری دنیا کے لئے سامان تضحیک تو فراہم کر سکتا ہے دانشمند کبھی نہیں کہلا سکتا ۔ اور وہ اپنے قریبی حلقوں میں پسند نہیں کیا جا سکتا ۔ اس لئے ہمیں لازماً یہ دیکھنا پڑے گا کہ ہماری حکومت کے بالائی سطحوں پر جو معاوضہ اس قوم کے خزانہ سے وصول کیا جاتا ہے وہ اس قوم کی معیشت اور مالیات کی سکت کے مطابق ہے یا نہیں ۔

اور اس صوبہ کی آبادی میں ایک زندہ قوم میں قوت عمل اور صلاحیت کار پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انتظامیہ کی بالائی سطحوں میں جو اخراجات ہوں وہ انتہائی کفایت شعاری سے صوبہ کے عام شہری کی جیبوں کے مطابق ہوں ۔ اور اگر ملک کو قرضوں کی خیرات کو حساب سے الگ رکھ لیا جائے تو اس صوبہ کی خالص فی کس آمدنی کا تناسب اس قدر زیادہ نہیں اس لئے ہمیں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ موجودہ مشاہرے اعلیٰ سطح پر ہونے والے اخراجات جو بالائی افسروں کی جیبوں میں جاتے ہیں ان کی افادیت کا احتساب باقاعدہ ایک کمشن کے ذریعہ سے ہو ۔

ہمیں اسبات کی اشد ضرورت ہے۔ کہ صوبے کا اعلیٰ سطح پر اخراجات اور انکی افادیت کا احتساب باقاعدہ ایک با اختیار کمشن کے ذریعہ کیا جائے اور دوسرے ملکوں سے بھی موازنہ کیا جائے کہ جو اخراجات صوبے کے محصل گذاروں پر بوجھ ہیں انکو یک قلم ختم کر دیا جائے ہم محسوس کرتے ہیں کہ انتظامیہ بالائی منفعت اپنی افادیت کے لحاظ سے صوبے کی معیشت پر انتہائی گراں بوجھ ہے ۔ صاحب صدر افسوس یہ ہے کہ یہ ایڈ منسٹریشن

"...the expenditure incurred on the Provincial Administration which is progressively incressing and becoming top heavy should be drastically cut down.

ٹاپ ہیوی کا مفہوم بالکل واضح ہے اسکی مثال بالکل یوں ہے کہ ا یک عمارت کی بنیادیں انتہائی خام اور کمزور ہیں لیکن اسکی بالائی منزل پر سیمنٹ اور لوہے کے تمام تکلفات کا بوجھ اسقدر زیادہ ڈالدیا جائے کہ بنیادیں بالائی عمارت کے بوجھ کی متحمل ہو سکیں تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک دن وہ بلند وبالا شاندار بالائی منزل سر کے بل زمین پر آگرے گی اور یہ بالکل اس درخت کی مثال ہے جس کا تنا کمزور ہو اور چھتری پھیلی ہوئی ہو کہ وہ ہوا کے تند جھونکوں کیساتھ درخت سرنگوں ہو جائے۔ اور آج تنخواہ اور مشاہرہ کا نظام اس وقت صوبے میں رائج ہے اسکی مثال بالکل اسی قسم کی کمزور بنیاد والی بالائی منزل کی ہے جسکا بوجھ اوپر سے اس بنیاد کو ڈھا رہا ہو ۔

Khan Ajoon Khan Jadoon : Sir, there is no quorum.

Mr. Speaker : Let there be a Count (count was taken) The House is not in quorum. Let the bells be rung. (The bells were rung).

The House is in quorum. Yes, Saadi Sahib.

امیر حبیب‌اللہ خان سعدی ۔ صاحب صدر میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ یہاں کے عوام کی فی کس اوسط آمدنی تین سو پچاس روپے سالانہ ہے گویا ۳۰-روپے ماہوار سے بھی کم ہے ۔ یہ مالیتی بنیاد ہے کہ جس پر ہمیں اپنی بالائی سطح پر ملازموں کو پرکھنا ہے کہ انکی تنخواہ کیسقدر ہو سکتی ہے ۔ صاحب صدر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان مجھ سے اتفاق کریگا کہ یہ بنیاد انتہائی کمزور ہے جسپر اس صوبے کی مالیات کا انحصار نہیں کیا جا سکتا اسپر کسی بلند عمارت کو استوار نہیں کیا جا سکتا ۔ محکمہ کے سربراہ ہوں اور سب سے نیچے سطح کے ملازمین کی تنخواہوں میں جو تفاوت ہے وہ دو اور ایک ہزار سے بھی بڑھکر ہے اسکی مثال یوں ہے کہ پیر کا گھر تو بجلی کے قمقموں سے روشن ہے لیکن مرید کے گھر میں مٹی کا دیا بھی نہیں ہے ۔ صاحب صدر حکومت اپنے آپ کو اگر یہ سمجھے کہ وہ اس ملک کے عوام کی ہمدرد ہے تو میں یہ تصور کرنے سے قاصر ہوں اور یہ کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے کہ ایک شخص سارا دن محنت مشقت کرے لیکن اسکے تن پر کپڑا نہ ہو اور اسکو پیٹ بھر روٹی نہ ملے تو اس حکومت کا تصور ہمارے حکمرانوں کے دماغ میں ہو سکتا ہے عام ہوشمند انسان کے ذہن میں یہ حکومت کا تصور نہیں ہو سکتا ۔

صاحب صدر ۔ میرے خیال میں انتظامیہ کے بالائی افسران جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں انکے مشاہروں اور پھر انکے ساتھ دوسری مراعات کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ ہماری معیشت ہرگز اس قابل نہیں ہوئی ہے کہ وہ اس بوجھ کو برداشت کر سکے ۔ موجودہ تنخواہوں کے جو مکیل ہیں اسکے دو نقصانات ہیں ایک تو یہ کہ خزانہ سے عوامی اور تعمیری اخراجات کیلئے روپیہ نہیں بچتا دوسرے یہ ہے کہ ملازموں کا

اتنا واجب اور طبقاتی فرق بڑھتا ہے کہ اس سے نہ صرف انسانوں کے درمیان نفرت بڑھتی ہے بلکہ مزید نقصان یہ ہے کہ نچلے طبقوں میں ناجائز طور پر اور حرام طریقہ پر روپیہ کما کر اپنے آپ کو ان بالائی سطحوں کے قریب لانے کی کوشش روز بروز بڑھ رہی ہے جب وہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے عیش و آرام کیوجہ سے معاشرے میں ناہمواریاں بڑھائے چلے جارہے ہیں ۔ اسی لئے قرآن میں کہا گیا ہے ۔ کہ اناالمبذ این کانو اخوان‌الشیا طین فضول خرچ جو ہیں وہ شیطانی قوم ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے وہ شیطان کے بھائی کی قوم ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان افتراق کی خلیج کو زیادہ سے زیادہ وسیع کردے تاکہ اپنی اغراض پوری ہوتی رہیں اور یہ کام شیطان کے بھائیوں ہی کا ہے ۔ اعداد و شمار میں زیادہ پیش نہیں کر سکتا کہ وقت کم ہے اور مجھ سے پہلے حمزہ صاحب اور ان سے پہلے خواجہ صفدر صاحب بیان کر چکے ہیں ۔

لیکن ایک اقتباس میں مختصراً جناب کی خدمت میں پیش کرونگا ۔ کہ پہلی تنخواہ کمیشن مقررہ ۱۹۴۸ء کا ایک جملہ یہ ہے ۔ اس میں انہوں نے Pay structure اور Pay Scale کی تعریف کرتے ہوئے ایک فقرہ کہا ہے ۔

".....The Mughals had a system of their own to reward their servants and the recruitment of its services by the East India Company was governed by only one consideration, namely, to pay as little as possible out of the company's funds and to let the servants make as much as they could otherwise. The scope and limitations of this 'graft' were fully understood by the contracting parties. The employee was not to expect more than he was promised and the employer was not to object if the employee was actuated by the ambition of equipping himself within a few years with the splendour of a "Nabob" and returning to the country of his birth, richer than many of the companys directors."

لیکن ایسٹ انڈیا کمپنی کے بالمقابل یہاں ایک طرفہ تماشہ یہ دیکھنے میں آتا ہے ۔ کہ انہوں نے یہ سسٹم بنا رکھا ہے ۔ کہ تنخواہ بھی زیادہ سے زیادہ لو ۔ اور دوسرے طریقوں سے بھی جسقدر زیادہ سے زیادہ دولت جمع کر سکتے ہو۔ کرلو یعنی یہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے بھی بدتر حالت ہے ۔ ہمارے سامنے ایک پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب نے مشاہروں کے زیادہ ہونے کیلئے ترقی کا جواز پیش کیا ہے ۔ اور ایک وزیر

صاحب نے efficiency کا ذکر کیا ہے ہم حیران ہیں - کہ یہ ترقی اور efficiency کہاں ہے - جہانتک دفتروں کے کاغذات میں ترقی کا تعلق ہے - نہایت خوبصورت - چمکدار اور رنگین کتابوں کے چھاپنے کا تعلق ہے - تو ترقی بہت زیادہ ہے - لیکن اس ترقی کو ہم کیا کریں - جسکا اثر عام انسان تک نہیں پہنچا - انکی دلیل انتہائی گمراہ کن اور اصل حقائق پر پردہ پوشی کرنے والی ہے - کیونکہ ترقی کے منصوبوں کے جو اخراجات ہوتے ہیں - وہ تو عام طور پر قرضوں سے پورے کئے جاتے ہیں اور اس قرضے کی رقم کو بھی انتہائی بیدردی کیساتھ بڑے بڑے عہدوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے - قرارداد کا اصل موضوع یہ ہے - کہ انتظامیہ کے اخراجات روز افزوں ہیں اور بالائی سطح پر تو اسقدر ہیں - کہ اس صوبے کی معیشت اسکو برداشت نہیں کرسکتی - صاحب صدر میں یہ عرض کرونگا - کہ سب سے بڑا بوجھ اس سلسلے میں یہ ہے - کہ اس آئین کے تحت عوام اور عوام کے نمائندے انتہائی مجبور اور بے بس ہیں - سب سے بڑھکر گورنر کی تنخواہ ایسی ہے- جیسے کسی مفتوح ملک کے گورنر کی ہوتی ہے - دوسرا یہ کہ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے - لیکن یہ حقیقت ہے- اور میں سمجھتا ہوں - کہ اس سلسلے میں تمام اراکین مجھ سے متفق ہونگے - کہ یہ اسمبلیاں بے اختیار ہیں- اس پر اتنے اخراجات قوم کا روپیہ ضائع کرنے کے مترادف ہے - اور میں نہیں سمجھتا ہوں - کہ ہم اسے کسی صورت میں امانت یا دیانت کہہ سکتے ہیں - ہمارے وزراء صاحبان بے اختیار ہیں - اور کوئی وجہ نہیں ہے - کہ اتنے مشاہرے انکو دئیے جائیں (قطع کلامی) - میں یہ عملی تجاویز بتا رہا ہوں - کہ فضول خرچ کیا ہے - کہ جس کو ہم کم کر سکتے ہیں - - - -

ایک آواز - کیا یہ بجٹ تقریر ہے -

امیر حبیب اللہ خان سعدی - یہ بجٹ تقریر نہیں ہے - آپ موضوع کو دیکھئیے - اور آپ قرارداد کو دیکھئے - تو میں سمجھتا ہوں - کہ ان صاحبان کی بجائے پانچ سات سو روپیہ ماہانہ کے کوئی پبلسٹی افسر رکھ لئے جائیں- تو وہ قصیدہ گوئی کیلئے کافی ہیں - - - (قطع کلامی)

اسکے بعد ہمارا جو سب سے بڑا سفید ہاتھی ہے۔ وہ پرانے I.C.S. اور نئے C.S.P. ہیں - سیکرٹری ہیں - کمشنر ہیں - ڈپٹی کمشنر ہیں - یہ civil lords جو فوج ظفر موج ہے ۔ جو اس ملک پر ٹڈی دل کی طرح مسلط ہے جو یہاں کی تمام فصل اور چارہ کھائے جارہے ہیں - میں کہہ سکتا ہوں - کہ صوبہ ان سول لارڈز کا قطعاً متحمل نہیں ہو سکتا - ایک عام انسان کی اوسط آمدنی ایک روپیہ یومیہ سے بھی کم ہے . . . . . .

وزیر خزانہ - پندرہ آنے . . . . . .

امیر حبیب اللہ خان سعدی - ان اصحاب کی افادیت Colonial Empire میں تو کچھ سمجھی جا سکتی ہے - لیکن ایک آزاد ملک کے ایک صوبے میں انکا کوئی جواز نہیں ہے - میری منشاء یہ نہیں ہے کہ جو تخفیف کرنے کا طریقہ انہوں نے مقرر کیا ہے - تخفیف کیلئے کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں اور کسی چپڑاسی کو وہاں سے جواب دیا جاتا ہے - یا کوئی کارک نکال دیا جاتا ہے یا وہ S.O. جو کہ Field میں کام کرنے والے ہوتے ہیں - انکو نکال دیا جاتا ہے - لیکن افسران بالا اسی طرح مسلط رہتے ہیں - اخراجات کو کم کرنے کیلئے میری تجاویز یہ ہیں - کہ گورنر سے لیکر ڈپٹی کمشنر تک ہر ایک کی تنخواہ میں پچاس فیصد کمی کردی جائے - اور تمام اخراجات میں سے پچاس فیصد کٹوتی کی جائے - اور میں آپکی خدمت میں عرض کرونگا - کہ اگلے دن میں نے عسکری تربیت کیلئے ایک مسودۂ قانون پیش کیا تھا - اس پر یہ عذر ظاہر کیا گیا تھا - کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے - میں کہتا ہوں - کہ آپ اس بیکار خرچ کو کم کر کے اسکے لئے روپیہ نکال سکتے ہیں - اسکے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

Minister of Finance (Sh. Masood Sadiq) - There are two more resolutions to be discussd, Sir.

مسٹر حمزہ - مجھے یہ حق حاصل ہے - کہ گورنمنٹ کی طرف سے جو اعتراضات پیش کئے گئے ہیں - انکا جواب دوں -

Minister of Finance : Sir this is not a general discussion on the Budget.

Mr. Iftikhar Ahmad Khan : It is a resolution and he has a right of reply.

Mr. Speaker : Under what rule ? Yes Sheikh Sahib.

In the meantime he may look it up.

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ آپ مجھے اجازت دیجئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی وزیر صاحب اس موشن پر بول رہے ہیں ۔

Minister of Finance : After my speech do you want to give him a chance ?

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ Point raise کیا ہے ۔ کہ انہیں right of reply ہے ۔ اور میں نے انہیں کہا ہے ۔ کہ وزیر صاحب کو بولنے دیں ۔ جب وہ rule quote کریں گے ۔ کہ انکو right of reply ہے تو اسکے بعد انہیں موقع دیا جائیگا ۔

Minister of Finance : I bow before your ruling, Sir,

جناب والا ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ۔ کہ میزانیئے پر اس معزز ایوان نے چار دن بحث مباحثہ کیا تھا ۔ اور میں نے آخر دن جو اپنی تقریر کی تھی ۔ اس میں سب جوابات وضاحت سے دے دئیے تھے ۔ میں حیران ہوں ۔ کہ بار بار ان چیزوں کو جو کہ وہ پہلے دہرا چکے ہیں ۔ پھر کیوں کہا جاتا ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں ۔ کہ یہ صرف پریس گیلریوں کے لئے کہا جاتا ہے ۔ یا لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ غلط اعداد و شمار دینے کے عادی ہو گئے ہیں انہوں نے اس معزز ایوان کو ہائیڈ پارک بنا دیا ہے ۔ جہاں سلوپ باکس پر کھڑے ہو کر تقریریں کرتے ہیں ۔ یہی حالت اس معزز ایوان کی کر دی ہے بار بار دہرایا جاتا ہے ۔ جب میں جواب دیتا ہوں ۔ آپ تو تقریر کرکے چلے جاتے ہیں ۔ لیکن نہ جوابی تقریر سنتے ہیں ۔ اور نہ اخبار پڑھتے ہیں ۔ اور مجھے دوبارہ کہنا پڑتا ہے ۔ کہ میں نے کیا تقریر کی تھی ۔ میں اس معزز ایوان کا بہت مختصر وقت لونگا ۔

جناب والا۔ انکی غرض یہ ہے ۔ X X X X* اور کوئی غرض نہیں ہے۔

*Expunged as ordered by Mr. Speaker.

نوابزادہ افتخار احمد خان - پاکستان کے بہی خواہ بہی ہیں -

وزیر خزانہ - میں اعداد و شمار دیتا ہوں - جس سے یہ ثابت کرونگا - کہ اخراجات میں کمی واقع ہوئی ہے - زیادتی نہیں ہوئی - کمی ہوئی ہے - میں نے پہلے بھی کہا تھا - کہ ۵۷ - ۵۶ء میں ہمارے اخراجات on the basis of revenue ۶۰۵ فیصد تھے - اور ۶۵ - ۶۴ء میں ۴۰۲ فیصد ہیں - اگر اب اس کو کمی نہیں کہتے - تو میرے پاس اس کا علاج نہیں ہے - ۶۲ء میں ہمارے جو سول کے ریوینو تھے - وہ اکسٹھ کروڑ کے قریب تھے - اور اس پر جو revenue expenditure تھا - وہ پانچ کروڑ اڑتالیس لاکھ روپے کے قریب تھا - اسی طرح جو ۶۳ - ۶۲ء کا ہمارا ریوینیو تھا - وہ ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے تھا اور اس پر جو اخراجات تھے - وہ نو کروڑ چھیانوے لاکھ روپے کے قریب تھا - اور ۶۵ - ۶۴ء کی ایک سو پینسٹھ کروڑ کی ریوینو ہے - اور پندرہ کروڑ سینتالیس لاکھ روپے خرچ ہے - .....

اگر آپ اس کی percentage کو دیکھیں تو وہ ۶ عشاریہ ۵ خرچے تھے آمدنی کے - یعنی سن ۶۲ - ۶۳ میں یہ خرچہ تھا - سن ۶۴ - ۶۵ میں ۴ عشاریہ ۲ رہ جاتا ہے - اسی طرح جو اخراجات یعنی Expenses on Civil Administration جو ہیں وہ General Administration کا بڑا حصہ ہوتا ہے - اس سے ہمارے اخراجات بتدریج کم ہوئے ہیں - سن ۵۶ - ۵۷ میں یہ ۲۴ عشاریہ ۹۴ تھے - سن ۶۲/۶۳ میں ۲۲ عشاریہ ۲ تھے - سن ۶۴/۶۵ ۵ عشاریہ ۷۱ تھے - آپ مجھکو بتائیں کہ یہ اخراجات کم ہوئے ہیں فیصدی یا ان میں اضافہ ہوا ہے - وہ بار بار اسکو دہراتے ہیں اور بار بار میں کہتا ہوں کہ یہ غلط بیانی کرتے ہیں - یہ گمراہ کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو - میں بتاتا ہوں یہ اخراجات اور بھی کم ہو جاتے - ان میں اور بھی زیادہ تخفیف ہوتی لیکن آپکو یاد ہے کہ دو دفعہ Pay Scale[s] کی Revision کی جب Integration ہوئی تو بعض علاقوں کی تنخواہیں کم تھیں - ہم نے انکو At par کیا ان علاقوں سے جنکی تنخواہیں زیادہ تھیں اور اس سے بھی خزانے پر بوجھ پڑ گیا اس کے بعد

جناب دو بالکل نئے محکمے ہم نے Add کئے ایک Planning and Development تھا اور دوسرا بنیادی جمہوریت کا۔ ان کا بھی بوجھ خزانے پر پڑا۔ تیسرے جناب مرکز نے بہت سے نئے Subjects اور بہت سے نئے محکمے ہماری تحویل میں دیئے تکا بوجھ بھی ہمارے خزانے پر پڑا ۔ پھر آپکو یاد ہے کہ ابھی ابھی ہم نے پنشنوں میں Increase کی ہے جو کہ ۱۰۰ فیصدی سے لیکر ۱۵ فیصدی تک تھی ۔ جو ۱۰ روپیہ پنشن لیتا تھا اس کی ۲۰ روپیہ کردی ہے ۔ جو ۱۵ لیتا تھا اس کی ۳۰ روپیہ کردی ہے ۔ اس پر ۵۰ فیصدی اضافہ کیا ہے اور جو ۵۰۰ روپیہ لیتا تھا اس کو ۷۵ روپیہ دیئے ہیں ۔ اس کا بوجھ بھی خزانے پر پڑا ۔ جناب اس کے علاوہ آپکو یاد ہے میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ایک نئی سکیم سیکشن افسروں کی ہم نے رائج کی تھی جو اتنی اچھی ثابت ہوئی کہ مرکزی حکومت نے بھی اس کو اپنا لیا ۔

Khawaja Muhammad Safdar : It is a useless scheme.

Minister of Finance : It is you who say-I am the administrator You do not know the ABC of administration, Khawaja Sahib.

تو عرض یہ ہے جناب وہ سکیم اتنی اچھی تھی ۔ آگے خواجہ صاحب جیسے آدمی جاتے تھے ایک کلرک کو Deal کرتے تھے تو تین تین برس ایڑیاں رگڑی جاتی تھیں اور انکا کام نہیں ہوتا تھا ۔ اب وہ Start ہوتی ہے ایک بڑے افسر کی level پر اور ہمارا کام جلدی ختم ہو جاتا ہے اور خواجہ صاحب اس کو Useless کہتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اتنی اچھی سکیم ہے کہ مرکزنے بھی اس کو اپنا لیا ہے ۔ (قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Order please. No interruptions.

وزیر خزانہ ۔ اس کے علاوہ آپکو اور اس معزز ایوان کو علم ہے کہ ہمارا جو Development plan ہے میں کتنی بار کہہ چکا ہوں جناب کہ کہاں ۳۵۰ کروڑ روپیہ کا منصوبہ ۶ سال کے لئے تھا اب پانچ ہزار کروڑ کا ہے جس میں ہمارا حصہ یعنی مغربی پاکستان کا ۲۳۰۰

کروڑ روپیہ ہے ۔ آخر اس کے لئے بھی تو ہم نے کوئی نہ کوئی ڈیپارٹمنٹ کھولنے تھے اور افسروں کا تعین کرنا تھا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ۶ اعشاریہ ۵ سے خرچ کی کمی ۴ عشاریہ ۲ پر آگئی ہے ۔ اگر یہ چیزیں بیچ میں نہ ہوتیں تو ۴ عشاریہ ۲ کی بجائے اور بھی کمی ہوتی ۔ اس کے علاوہ آپکو علم ہے کہ بہت سی autonomous bodies کا قیام کیا ہے ۔ خود مختار ادارے قائم کئے اور انکے اخراجات سے خزانے پر بوجھ پڑا ۔ سعدی صاحب نے کہا ہے کہ تنخواہ میں فرق کم کرنے کی بجائے زیادہ کیا جاتا ہے ۔ سبحان اللہ ۔ سعدی صاحب معلوم ہوتا ہے حساب کتاب کے بالکل ہی کورے ہیں ۔ اگر انہوں نے Pay scales پڑھے ہوتے تو وہ یہ بات نہ کرتے ۔ ۲۸ روپیہ جو چپڑاسی لیا کرتا تھا جو اس کی basic pay تھی اب جناب ۶۵ روپیہ آٹھ آنے کردی گئی ہے اگر یہ ترقی نہیں ہے تو سعدی صاحب اس کا جواب خود دے سکتے ہیں ۔ جو چیف سیکرٹری چار ہزار لیا کرتے تھے اب نئے سکیلوں میں سی ایس پی کے جو افسر ہونگے انکا تین ہزار کر دیا گیا ہے ۔ جو ایڈیشنل چیف سیکریٹری ۳۵۰۰ روپیہ لیا کرتے تھے اب نئے سکیلوں میں انکی تنخواہ ۲۷۵۰ روپیہ کردی گئی ہے ۔ کمشنران تین ہزار لیا کرتے تھے اور بہت سی مراعات تھیں اب ۲۳۰۰ روپیہ پر شروع کئے جائیں گے ۔ اگر چپراسی کی تنخواہ ۲۸ روپیہ کی بجائے ۶۵ روپیہ آٹھ آنے ہوگئے ہیں یعنی ڈبل سے زیادہ اور انکی تنخواہ کو کم کرنا خرچ کو بڑھانا ہے تو اس کا جواب تو سعدی صاحب ہی دے سکتے ہیں ۔ میں معذور ہوں ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ آپ نے توازن نہیں بتایا ۔

وزیر خزانہ ۔ میں جناب عرض کرتا ہوں کہ ۲۸ روپیہ کی بجائے ۶۵ روپیہ آٹھ آنہ کر دی ۔ سیکرٹری اور کمشنر کی چار ہزار کی بجائے تین ہزار کردی ۔ کمی ہوئی یا زیادتی ہوئی ہے ۔ یہ آپکی سمجھ سے بعید ہے ۔ سعدی صاحب آپ سمجھ ہی نہیں سکتے ہیں ۔ آپ قاصر ہیں ۔ آپکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ آپ نہیں سمجھ سکتے۔ تو میں عرض کروں گا۔ میرا

ارادہ تھا کہ سچی بات کہہ دوں۔ میں ایوان میں نہ آتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنا وقت ضائع کرنا ہے ۔ یہ لوگ جان بوجھ کر دوبارہ ان چیزوں کو دھرانا چاہتے ہیں ۔ توجہ نہیں کرتے ۔ نہ یہ بیٹھتے ہیں نہ یہ سیشن کو attend کرتے ہیں تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں یہ جواب دوں ۔ یہ میری معروضات تھیں جناب ۔

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپکی توجہ رول نمبر ۱۵۱ سب سیکشن ۳ کیطرف دلاتا ہوں ۔

"A Member who has moved a motion may speak by way of reply and if the motion is moved by a Private Member, the Minister or Parliamentary Secretary concerned may, with the permission of the Speaker, speak if he has not previously spoken in the debate after the mover has replied.

Mr. Speaker : And will the member please take the trouble of reading sub-rule (4) which says—

"Clause (3) shall not be deemed to give any right of reply to the mover of a cut motion or to the mover of an amendment to a Bill, a resolution or a motion, save with the permission of the Speaker."

Mr. Abdur Raziq : I move the closure.

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر آپ سے اجازت تو طلب کی تھی ۔

امیر حبیب اللہ خان سعدی ۔ original resolution جس نے move کیا ہو اس کو right of reply ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ Amendment to a bill اور ریزولیوشن کی Amendment علیحدہ ہے ۔

مسٹر حمزہ۔ جناب سپیکر ۔ آپ سے پہلے بھی اجازت طلب کی تھی اور جس قسم کے جواب جناب مسعود صادق صاحب نے دیئے ہیں کے پیش نظر اب زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں کچھ کہوں ۔

Mr. Speaker: The member may please take his seat.

مسٹر حمزہ ۔ ایک عرض ہے وہ سن لیجیئے اور اس کے بعد فیصلہ کر لیجئے جناب قادر بخش صاحب نے بعض اس قسم کے اعتراضات کئے تھے جنکے جواب دینے کے متعلق میں نے وعدہ کیا تھا ۔ میرے

پاس وہ جواب موجودہ ہیں ۔آپ برائے کرم مجھے ۱ منٹ دے دیجئے ۔

Mr. Speaker :He may please take his seat .

اس وقت گیارہ بج چکے ہیں ۔ ایوان کے وقت میں ایک گھنٹہ باقی ہے ۔ دو ریزولیوشن ابھی موجود ہیں اس لئے

I am sorry I cannot accede to the wishes of Mr. Hamza.

مسٹر حمزہ ۔ ایک اور عرض سن لیجئے ۔ کل جناب ڈپٹی سپیکر صاحب سپیکر کے فرائض سر انجام دے رہے تھے ۔ انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس وعدے کے پیش نظر ۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

Minister of Finance : After your ruling, Sir, the member should not insist.

سردار عنایت الرحمان خان عباسی ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ وہ خط میں لکھ کر یہ تمام گذارشات ملک صاحب کو بھجوا دیں ۔

Mr. Speaker : The is not point of order

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب صدر ۔ ہمارے قائد ایوان بڑے نیک آدمی ہیں بڑی باغ و بہار شخصیت کے آدمی ہیں انہوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس میں ایک فقرہ قابل اعتراض ہے جس کی جانب میں اس ایوان کی اور جناب کی توجہ دلانی چاہتا ہوں ۔ کہ یہ لوگ ایسی تقریریں کر کے X X X X X* چاہتے ہیں۔ یہ الزام بڑا سنگین قسم کا ہے ۔ ہم تمام محب وطن ہیں اور جمہوری زندگی میں ہم اس حکومت کا ایک حصہ ہیں ۔ یہ غالباً انہوں نے غیر ارادی طور پر نادانستہ طور پر غیر شعوری طور پر فرمایا ۔ اس کو ریکارڈ سے expunge کر دیا جائے

وزیر خزانہ ۔ ''غیر شعوری'' is unparliamentary

Mr. Speaker : The member should not use the word gher-shaoori

*Expunged as ordered by Mr. Speaker.

علامہ رحمت اللہ ارشد - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری اس میں کوئی نیت خراب نہیں ہے - غیر شعوری کا مطلب یہ ہے کہ لاعلمی سے انہوں نے یہ کہہ دیا - وہ جوش تقریر میں یہ بات بھول گئے - - - - - -

وزیر خزانہ - میرا مطلقاً ارادہ نہیں تھا کہ میں ان کی نیت پر حملہ کروں - وہ سہواً ایسے باتیں کرتے ہیں بخدا کسی کی نیت پر حملہ نہیں تھا - کیونکہ وہ تو گیاری کو Play کرتے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ قائد ایوان نے ارادتاً یہ فقرہ نہیں کہا -

Minister of Finance : Alright, I accept that.

سہواً کہہ جاتے ہیں وہ ارادتاً نہیں کہتے -

I stick to what I have said.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا میں نے جو عرض کی ہے- کیا آپ کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - لیڈر آف دی ہاؤس نے پوزیشن واضح کر دی ہے -

That he did not mean.

وزیر خزانہ - میں نے ان کی نیت پر حملہ نہیں کیا ہے - میں اس سے زیادہ Clarify نہیں کر سکتا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - میرے لئے کوئی بات نہیں ہے جو یہ کہتے ہیں نیت سے کہتے ہیں آپ اسے expunge کرادیں -

مسٹر سپیکر - علامہ صاحب جو پوزیشن Clarify ہوئی ہے اگرچہ ان کا منشا یہ نہیں تھا تا ہم یہ الفاظ expunge کئے جاتے ہیں -

(اس مرحلے پر امیر حبیب اللہ خان سعدی بھی بولنے کیلئے کھڑے ہوئے)

مسٹر سپیکر - سعدی صاحب پوزیشن واضح ہو چکی ہے اور انہوں نے پوزیشن واضح کر دی ہے -

امیر حبیب اللہ خان سعدی - وہ کہتے ہیں جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر قائم ہوں -

وزیر خزانہ - جناب والا - آپ ریکارڈ نکالیں یہ پھر غلط بیانی کرتے ہیں - میں نے کہا ہے کہ میں نے کسی کی نیت پر حملہ نہیں کیا ہے اور کیا کہوں --چوتھی دفعہ کہہ رہا ہوں - میں نے نیک نیتی پر حملہ نہیں کیا ہے -

راؤ خورشید علی خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا اس میں نیت کا سوال envolve نہیں ہے- انہوں نے یہ وضاحت فرمائی ہے - کہ نیت کا سوال تھا- یہ الفاظ ریکارڈ میں آئیں گے ہم ملک کی X X X X X X X X* کے خلاف ہیں -

مسٹر سپیکر - راؤ صاحب یہ الفاظ نہیں آئیں گے -

راؤ خورشید علی خان - یہ بری بات ہے -

مسٹر سپیکر - راؤ صاحب میں کہہ رہا ہوں یہ الفاظ نہیں آئیں گے - آپ تشریف رکھیں - ترمیم یہ ہے-

کہ قرار داد نمبر ۲ از مسٹر حمزہ - ایم - بی - اے میں ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے اس مقصد کے لئے سپریم کورٹ کے ایک جج صاحب کی صدارت اور ایوان اسمبلی کے ہر دو جانب (حزب اقتدار اور حزب اختلاف) سے دو دو ارکان پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو ۳۱- اکتوبر ۱۹۶۴ تک اپنی سفارشات اسمبلی میں پیش کرے -

Mr. Speaker : The question is—

That this Assembly is of the opinion that the expenditure incurred on the Provincial Administration which is the progressively increasing and becoming top-heavy should be drastically cut down.

(*The motion was lost*).

APPOINTMENT OF A COMMISSION TO SURVEY BACKWARD AREAS

Mr. Speaker : The next resolution is by Mr. Awan.

مسٹر سلطان محمد اعوان (ہزارہ-۲) - جناب والا میں قرار داد پیش کرتا ہوں - کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حکومت کو صوبے

*Expunged as ordered by Mr. Speaker.

کے پس ماندہ علاقوں کا سروے کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کرنا چاہئے تاکہ وہ ان علاقوں کی پس ماندگی کی وجہ معلوم کرے اور ان کی پس ماندگی دور کرنے کیلئے ذرائع تجویز کرے -

مسٹر سپیکر - قرار داد یہ ہے :-

"کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حکومت کو صوبے کے پس ماندہ علاقوں کا سروے کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کرنا چاہئے تاکہ وہ ان علاقوں کی پس ماندگی کی وجوہ معلوم کرے اور ان کی پس‌ماندگی دور کرنے کیلئے ذرائع تجویز کرے"

Minister of Finance : Opposed.

Khan Ajoon Khan Jadoon : Sir, I beg to move-

"That in the Resolution moved by Mr. Sultan Muhammad Awan, the words "appoint a Commission to, occurring in line 2, be deleted.

Mr. Speaker : Resolution under consideration, amendment moved is-

That in the Resolution moved by Mr. Sultan Muhammad Awan, the words "appoint a Commission to "occurring in line 2, be deleted.

Minister of Finance : I do not mind that.

علامہ رحمت‌اللہ ارشد - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا جس وقت یہ قرار داد پیش ہوئی یا یہ تجویز پیش ہوئی اس پر قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں - لیکن جب ترمیم پیش ہوئی تو انہوں نے فرمایا میں اسکو تسلیم کرتا ہوں - یہ بات کیا ہے قرار داد کی مخالفت اور ترمیم کی موافقت -

Mr. Speaker : He will clarify the position.

علامہ رحمت‌اللہ ارشد - نمبر دو جناب والا یہ ہے اس ایوان کی برسر اقتدار پارٹی کو پارلیمانی روایات کا خیال رکھنا چاہئے یہ ان کی اپنی پارٹی کا ریزولیوشن ہے یہ جس قرار داد پر ہاؤس کے اندر مخالفت کرتے ہیں اس سے ہاؤس کا وقت ضائع ہوتا ہے- ان کا فرض ہے بطور قائد ایوان اور لیڈر آف دی پارٹی اسکا پارٹی میٹنگ میں فیصلہ کر لینا چاہئے تھا -

Mr. Speaker : He will clarify the position.

میر عبدالباقی بلوچ (مکران-۱) ۔ جناب والا مجھے خوشی ہے کہ یہ ریزولیوشن ایک پس ماندہ علاقے کے نمائندہ کی طرف سے آیا ہے ۔ جناب سپیکر جہاں تک ریزولیوشن کا تعلق ہے یہ بہت خوب ہے ۔ لیکن اس ریزولیوشن میں جو یہ امنڈ منٹ لائی گئی ہے اس امنڈمنٹ کی تہ میں کوئی خاص بات ہے ۔ جس کو میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں ۔ البتہ پس ماندہ علاقوں سے متعلق حکومت کی پارٹی کی طرف سے اس قسم کا ریزولیوشن آنا اچھی بات ہے ۔ اور آج کہنا پڑتا ہے ۔

ان کی آنکھوں پر ستارے اپنے ہونٹوں پر ہنسی
قصہ غم کہتے کہتے ہم یہاں تک آ گئے

لیکن جناب شیخ صاحب اپنی ہی پارٹی کے ارکان کو مایوس کر رہے ہیں ۔ ایک صاحب ریزولیوشن پیش کرتے ہیں اور دوسرے امنڈمنٹ لاتے ہیں ۔ امنڈ منٹ یہ ہے ایک کمشن مقرر کیا جائے سوال صرف یہ ہے کیوں نہ مقرر کیا جائے ۔ صرف یہ کہنا کہ حکومت سروے کر رہی ہے ۔ یہ بہت عجیب سی بات ہے ۔ حکومت غالباً تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے کہ پس‌ماندہ علاقوں میں ترقی نہیں ہو رہی ہے ۔ وہ اس بات کو چھپانا چاہتی ہے۔ کہ اگر کمیشن مقرر ہوا تو ظاہر ہے کمشن ان تمام وجوہات کو ڈھونڈے گا جس کی وجہ سے اب تک وہاں ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے پسماندہ علاقے اب تک پس ماندہ ہیں تو جناب والا میں دستور کے حوالے سے بات کرونگا ۔

Principles of man Policy - Chapter II, Item 4 is :- "Special care should be taken to promote the educational and economic interests of people of backward classes or in backward areas."

دستور میں یہ واضح حکم ہے حکومتیں موزوں اور خاص انتظام کریں پس ماندہ علاقوں میں تعلیم ہو ۔ اقتصادی دلچسپی کو اوپر لانے کیلئے کمیشن مقرر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی طرف خاص توجہ دی جائے اور کمیشن مقرر کرنے سے گویا حکومت کے ایک دستوری حکم کی تعمیل کی گئی ہے ۔ بغیر کسی کمیشن کے یہ رائے کیسے معلوم

ہو سکتی ہے اور یہ پتہ کیسے چل سکتا ہے کہ وہاں خاص توجہ دی جا رہی ہے یا نہیں جناب والا ان کے طرز فکر سے مجھے ایک کہانی یاد آتی ہے -

وزیر خزانہ - میں بھی کہانی سنوں گا -

میر عبدالباقی بلوچ - ضرور سنائیں - وہ کہانی میں نے کل آرٹ کونسل میں دیکھی - آرٹ کونسل میں کارٹونوں کی نمائش تھی - عجیب کارٹونسٹ کا ایک کارٹون میں نے دیکھا جو اس مسئلہ پر یقیناً ٹھیک بیٹھتا ہے - سات اندھے تھے اور ایک ہاتھی تھا - کسی نے ان کو بتایا کہ یہ ہاتھی ہے - کوئی اندھا ہاتھی کی سونڈ پکڑ کر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا - اچھا یہ ہاتھی ہے - دوسرا ہاتھی کی ٹانگ پکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اسے ہاتھی سمجھتا ہے - اسی طرح کوئی اس کی دم پکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے - اچھا یہ ہاتھی ہے لیکن اصل ہاتھی کا کسی کو پتہ نہ چل سکا - کیونکہ وہ سب اندھے تھے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ہماری حکومت اندھی تو نہ ہو - لیکن دم سب نے پکڑی ہوئی ہے - اور وہ بھی آنکھوں پر پٹی باندھ کر پکڑی ہوئی ہے - کم از کم ایک حکومت کو تو چاہئے کہ وہ پٹی اٹھا کر دیکھے کہ اصل ہاتھی ہے کیا - تو جناب والا -انہوں نے پس ماندہ علاقوں کو وہی ہاتھی بنا رکھا ہے - اور خود آنکھوں پر پٹیاں باندھ رکھی ہیں - کوئی ہاتھی کے کسی حصے کو پکڑے ہوئے ہے اور کوئی کسی دوسرے کو اور ہر کوئی اسے ہاتھی سمجھے ہوئے ہے - اس لئے ہم تو کہتے ہیں کہ آپ ایک کمیشن مقرر کیجئے - تاکہ وہ آپ کی آنکھوں سے پٹی اٹھائے اور آپ کو پتہ چل جائے کہ اصل ہاتھی کیا ہے -

جناب والا - میں ان سے دستور کے واضح حکم کے بعد یہ گذارش کرونگا کہ آخر یہ پس ماندہ علاقوں کی وضاحت کیوں نہیں کرتے - غالباً حکومت کا ذہن ہی کچھ اس انداز پر ہے کہ اس ملک میں جہاں ایک ہی انداز پر development ہو رہی ہو - یہ اندازہ کیا جا سکے کہ کونسا علاقہ پس ماندہ ہے اور کونسا پس ماندہ نہیں - اور اس ایوان

میں جہاں تک میں نے سنا ہے - لاہور کے قریب بھی ایک پس ماندہ علاقہ بنا دیا گیا ہے - چنانچہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں - مثلاً راولپنڈی کے پاس ایک پس ماندہ گاؤں ہے اور اس طرح کراچی کے پاس بھی ایک پس ماندہ علاقہ ہے - لیکن دستوری ضرورت کو پورا کرنے کیلئے پس ماندہ علاقوں کی ایک اور توجہ ہے - اور وہ یہ کہ جب آپ نے ایک یونٹ بنایا تھا - تو اس وقت کچھ علاقے مخصوص کئے گئے تھے - اور اس غرض سے مخصوص کئے گئے تھے - کہ ان کی طرف زیادہ توجہ دی جائیگی- اور وہ اس لئے کہ وہ دوسرے ریجنوں سے نسبتاً زیادہ پس‌ماندہ ہیں - اور جناب آپ کے اپنے اعداد وشمار یہ بتاتے ہیں اورکم از کم ڈسٹرکٹ level سے آپ یہ بات لے سکتے ہیں - کہ آپ کے کونسے علاقے زیادہ پسماندہ ہیں یہ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار ہیں - جو اس حکومت کے زیر اہتمام تیار ہوئے ہیں - آپ کے زیر نظر ۴۵ ضلعے ہیں -

Minister for Finance : Ranks of District or Divisions.

میرعبدالباقی بلوچ - ضلعے ہیں جناب والا - کیا یہ حکومت کوئی کمپنی بن گئی ہے ؟

Mr. Speaker : The member may please address the Chair.

میرعبدالباقی بلوچ - جناب والا - آپ اسے ملاحظہ فرمائیں - اس میں Ranks of the Districts or Divisions

بھی دئے ہوئے ہیں - اور اس میں بتایا گیا ہے کہ ہر ضلعے کا کیا Rank ہے - چنانچہ اب آپ Literacy ہی کو لیجئے - اس میں ضلع لس بیلہ پنتالیسوں نمبر پر ہے - اور اس کا سب سے آخری نمبر ہے - کراچی پہلے نمبر پر ہے - اسی طرح نیچے سے دوسرے نمبر پر خاران ہے - تیسرے نمبر پر قلات - چوتھے پر مکران - پانچویں پر سبی - چھٹے پر کوئٹہ پشین - ساتویں پر ژھوب - آٹھویں پر چاغی - نویں پر ڈیرہ غازی خان دسویں پر جیکب آباد - گیارھویں پر تھرپارکر -

وزیر خزانہ - جناب والا - یہ کیا پڑھ رہے ہیں ؟

میرعبدالباقی بلوچ - جناب والا ۔ حکومت نے پس ماندگی کے لحاظ سے جو Ranks مقرر کئے ہیں - میں وہ بتا رہا ہوں - حکومت کے پاس یہ اعداد و شمار موجود ہیں انہوں نے ان اعداد و شمار کی بنا پر تناسب نکالا اور اس کے مطابق اپنی پلیننگ کی -

مسٹرعبدالرازق خان - پھر تو جناب اس کمیشن کی ضرورت نہ ہوئی -

میرعبدالباقی بلوچ - آپ کو اپنی پلیننگ اس طریق پر کرلی چاہیئے کہ آپ کا پنتالیسویں نمبر کا ضلع پہلے نمبر کے ضلعے کے برابر آسکے - خواہ وہ لس بیلہ ہو - مردان ہو - مکران ہو یا کوئی اور ہو -

وزیرخزانہ - جناب والا - معزز ممبر نمبر وغیرہ چھوڑیں - ویسے سب جگہ Development ایک جیسی ہو رہی ہے -

میرعبدالباقی بلوچ - جناب والا - اب یہ بات اس ایوان پر ظاہر ہو گئی ہے کہ ہماری حکومت کیا کر رہی ہے - یہ بیرونی ممالک سے قرضے لے رہی ہے- جن کی Liabilities ہم پر بھی ہیں - پیسہ تو آپ یہاں خرچ کر رہے ہیں اور Liabilities میں مکران - مردان اور لس بیلہ بھی شامل ہیں - آخر وہ کیوں شامل رہیں -

وزیر خزانہ - جناب والا - وہاں سے ہم نے کیا لے لیا ہے - اور معزز ممبر کا ہم نے کیا قرق کر لینا ہے -

میرعبدالباقی بلوچ - جناب والا - ہم ان کے کہنے پر ایک یونٹ میں شامل نہیں ہوئے تھے - ہم تو One unit act کو جانتے ہیں اس وقت حکومت نے جو وعدے کئے تھے - ہم ان کے مطابق اسی طرح قائم ہیں - اور انشاءاللہ تعالیٰ قائم رہینگے - جو حکومت ان کے خلاف جائیگی - ہم اس کی مخالفت کرینگے -

وزیر خزانہ - جناب والا - وہ تو معزز پہلے ہی کر رہے ہیں -

میرعبدالباقی بلوچ ۔ جناب والا ۔ حکومت وہاں Development کر رہی ہے ۔ یہ وزرا صاحبان وہاں جائیں اور ذرا اس علاقے کا دورہ کر کے تو آئیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کمیشن appoint کرنا اسلئے ضروری ہے۔ کہ وہ دیکھیں کہ بقول ان کے آج تک ہم پر جو کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ وہ واقعی خرچ ہوئے ہیں ۔ یا ان کے راج دلارے نوش جان کر گئے ہیں ۔ اور اس کے علاوہ وہ کمیشن اس بات کا بھی جائزہ لے کہ آئندہ ترقی کیلئے کیا کیا پلیننگ ہونی چاہیئے ۔ اور کس طریقے سے وہ تھوڑے عرصے میں ان علاقوں کو دوسرے علاقوں کے برابر لا سکتے ہیں ۔

ان الفاظ کے ساتھ میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں اور اس ریزولیوشن کی حمایت کرتا ہوں ۔

خان اجون خان جدون (مردان۔م) ۔ جناب والا۔ میں نے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ کمیشن کے لفظ کو اس لئے حذف کیا جائے کہ پچھلے دو سال سے حکومت یقینی طور پر پس ماندہ علاقوں کی طرف توجہ دے رہی ہے ۔ (قطع کلامی اور شور)

Mr. Speaker : Order please. No interruptions.

خان اجون خان جدون۔ جناب والا ۔ جہاں تک Reasons معلوم کرنے کا تعلق ہے ۔ کہ پسماندہ علاقوں کی طرف توجہ کیوں نہیں دی گئی تو عرض یہ ہے کہ موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے سے پہلے Reasons یہی تھے کہ ملک میں سیاسی غیر استحکام تھا ۔ جس کی وجہ سے ہمارے سیاستدان صرف حکومتیں بنانے اور بگاڑنے میں لگے ہوئے تھے ۔ میں اس سلسلے میں ایک مثال دیتا ہوں ۔ ضلع مردان اور ہزارہ کے قبائلی علاقے جیسا کہ میجر صاحب کو معلوم ہے ۔ ۱۹۵۳ء میں شامل ہوئے تھے۔ ۱۹۶۲ء تک ان کے لئے کوئی ترقیاتی منصوبہ نہ بنایا گیا ۔ لیکن اس کے بعد آپ نے دیکھا ہوگا کہ کم از کم پچھلے دو بجٹوں میں ان کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے ۔ اور ان علاقوں کیلئے

علیحدہ سکیمیں بنائی گئی ہیں - جن کیلئے پنج سالہ منصوبے میں الگ رقوم مہیا کی گئیں - تو یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ہماری حکومت پسماندہ علاقوں کی طرف خصوصی توجہ دے رہی ہے - حتیٰ کہ ہمارے Planning and Development Department نے جس طریقے سے بجٹ میں Provisions رکھی ہیں - اور جس طرح انہوں نے ان کی چھان بین کی ہے - میں ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا - میں نے دیکھا ہے کہ انہوں نے اس میں پس ماندہ علاقوں کو بہت زیادہ ترجیح دی ہے Water supply facilities land development.
چنانچہ انہوں نے ہر چیز کو دیکھا ہے کہ اس کیلئے ان کے پاس کتنی رقم ہے - اور اسی لحاظ سے پس ماندہ علاقوں کیلئے زیادہ سے زیادہ رقوم مخصوص کی گئیں -

اس کے علاوہ کمیشن کی اس لئے بھی ضرورت نہیں کہ اس کیلئے خاصی وجوہات آپ کے پاس موجود ہیں - Census Reports ہیں - اور Agricultural Census Reports موجود ہے - اور جیسا کہ عبدالباقی صاحب نے فرمایا ہے- Census Rrports موجود ہیں - اب سب چیزوں کے ہوتے ہوئے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس میں Priority کی طرف زیادہ توجہ دینے کا جو معیار مقرر کیا ہے - اس کو بر قرار رکھا جائے اور اس پر زیادہ توجہ دی جائے - اس صورت حال میں کسی کمیشن کے قائم کرنے کی ضرورت نہیں - البتہ حکومت خود ہی ایک کمیٹی مقرر کرے- جو ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں سے رپورٹیں منگائے- تو حکومت رپورٹیں منگوا سکتی ہے اور جو ضروری معاملات ہوتے ہیں ان کے لئے ڈسٹرکٹ کونسل سے مشورہ کر کے کام ہوسکتا ہے اس طرح تمام پس ماندہ علاقے بہت جلد at par آسکتے ہیں - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی ترمیم پیش کرتا ہوں -

سردار عنایت الرحمن خان عباسی (ہزارہ -۱) صاحب صدر - میں اس ترمیم کی تائید کرتا ہوں - محرک کا جو ریزولیشن ہے اس میں یہ ترمیم ہونے کے بعد کہ کمیشن کی ضرورت نہیں میں اپنے طور پر یہ سمجھتا ہوں - کہ آپ حکومت کے لئے ایک موقع فراہم

کریں گے کہ وہ ہماری پس ماندگی کی طرف مناسب اور زیادہ توجہ دیں ۔ آپ پر یہ بات عیاں ہے کہ یہ بہت سے کاموں کے لئے کمیشن مقرر ہوئے ہیں کمیشن بیٹھے بھی اور انہوں نے رپورٹیں بھی دی ہیں لیکن ان کے جو نتائج ہیں وہ اس ایوان پر روشن ہیں آپ ہی کے ذہن کے لوگ ان میں ہوتے ہیں وہ تنقید کرتے ہیں کچھ ٹھوس تجاویز وہ پیش نہیں کرتے ۔ اور اس طرح اصل مدعا فوت ہوجاتا ہے ۔ اس سے قبل میں آپکی وساطت سے گذارش کروں گا کہ میرے واجب‌الاحترام بھائی ارشد صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ عجیب بات ہے کہ گورنمنٹ پارٹی اپنی تحریک التوا بھی لاتی ہے ۔ ریزولیشن بھی لاتی ہے ۔ کٹ موشن بھی لاتی ہے ۔ تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ Parliamentary form of Government نہیں ہے ۔ اس لئے ہمارے کٹ موشن یا ریزولیشن گورنمنٹ کے خلاف کسی قسم کا No Confidence کا اظہار نہیں کرسکتا ۔ وہ تو آپ کے سامنے جواب دہ ہی نہیں ہیں ۔ تو پھر آپ کے ان کٹ موشن اور ریزولیشن سے ان پر کیا اثر پڑے گا ۔ یہ ہمارے لئے ایک ذریعہ ہے جس سے ہم اپنی گذارشات اور ضروریات حکومت کے سامنے لاتے ہیں اور آپ کی طرح آڑ بنا کر گالیاں نہیں دیتے ۔ بلکہ جو مناسب اور صحیح سمجھتے ہیں اس کی تعریف کرتے ہیں اور جو غلط ہوتا ہے ۔ اس کی نکتہ چینی کرتے ہیں ۔ تو جناب والا پس ماندہ علاقوں کا سروے اس لئے بھی ضروری ہے جیسا کہ بجٹ کی گذارشات میں نے عرض کیا تھا کہ جتنا روپیہ حکومت ڈولپمنٹ پر ان دو سالوں میں خرچ کر رہی ہے اور جتنا روپیہ اس سال بجٹ میں مخصوص کیا گیا ہے اس ملک کی تاریخ میں اتنا روپیہ کبھی مخصوص نہیں کیا گیا ۔ لیکن جو کچھ میں ریزو لیشن کے متعلق عرض کروں گا کہ صحیح پلیننگ اور صحیح طریق کار یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے معلوم ہو سکے کہ پس ماندہ علاقے کونسے ہیں ۔ جیسا کہ باقی بلوچ صاحب نے ایک sensus report کے متعلق بتایا ہے کہ لاس بیلہ تعلیم میں کراچی سے ۴۵ گنا کم ہے ۔ لیکن جب پلیننگ ہوئی تو دو سکول اور کالج کراچی میں کھولے گئے اتنے سکول اور کالج لاس بیلہ یا اس قسم کے پس ماندہ علاقوں کو

دیئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی کوتاہی نہیں بلکہ پوری پلیننگ نہیں کی - پوری سروے نہیں کی - اور حکومت کے نوٹس میں یہ بات نہیں تھی کہ تعلیمی ضروریات میں کونسی جگہ زیادہ ضروری ہے - اور کونسی کم - اس طریقہ میں میری یہ رائے ہے کہ بجٹ پروویژن ان کے پاس پہنچ جاتی ہے ان کے ذہن میں جہاں ڈولپمنٹ کی ضرورت ہوتی ہے وہ ان کے لئے ڈولپمنٹ مہیا کرتے ہیں - لیکن چند ایسے بھی علاقے ہیں - مثال کے طور پر آپ ضلع ہزارہ کو لے لیجئے آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ کم از کم اٹھارہ انیس لاکھ کی آبادی کے لئے اس علاقہ میں ایک بھی سڑک نہیں ہے جو اس کے ذرائع آمدورفت میں اس کی امداد کر سکے - جب ہسپتال کا سوال پیدا ہوتا ہے تو یہاں میاں معراج‌الدین صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں اور گڑھی شاہو کے لئے رونا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ پس ماندہ علاقہ ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت اس کے لئے سروے کرائے اور یہ معلوم کرے کہ اس وقت پاکستان کے اندر ایسے گاؤں ایسے علاقے اور ایسی تحصیل اور ایسے ضلع موجود ہیں جو بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں - وہاں تو کھانے کو ایک ٹکیہ بھی نہیں ملتی - اور یہاں میوہسپتال ہے کہ اس پر دس لاکھ روپیہ خرچ کر دے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ڈولپمنٹ نہیں اسی طرح اگر آپ مال روڈ لاہور کی کشادگی پر دس لاکھ یا بیس لاکھ روپیہ خرچ کریں تو وہ بھی ضروری ہے ٹریفک کے لئے - لیکن میں یہ سمجھوں گا کہ آپ نے ملک کی خدمت نہیں کی - کیونکہ ملک کے اندر ایسے علاقے موجود ہیں کہ جہاں موٹروں کے لئے سڑکیں تو درکنار پیدل چلنے کا راستہ بھی موجود نہیں اس طریقہ آپ سکولوں کی عمارتوں کو دیکھیں بورڈنگ ہاؤس کو دیکھیں - جناب سپیکر - میں آپ کے توسط سے وزیر مواصلات کی خدمت میں عرض کروں گا (وہ بڑی توجہ سے میری طرف دیکھ رہے ہیں) کہ ہم مواصلات کے سلسلہ میں کس قدر کمی والے علاقہ میں بستے ہیں - تو میں گذارش کروں گا کہ ایسی پلیننگ ہونی چاہئے کہ جو مواصلات کے متعلق سروے کر کے معلوم کرے کہ کون کونسے علاقے ہیں - جہاں مواصلات کی اشد ضرورت ہے -

Minister of Finance : Sir, I request that I should be allowed to speak at ten minutes to twelve.

مسٹر سپیکر ۔ اس سیشن میں نصراللہ خان صاحب غالباً یہ پہلی تقریر ہے ۔

مسٹر نصراللہ خان خٹک ۔ (پشاور ۔ ۴) مسٹر سپیکر صاحب میں اس ریزولیشن کی تائید میں کھڑا ہوا ہوں اور ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے کہ ہماری حکومت پس ماندہ علاقوں کی طرف توجہ دے رہی ہے یا نہیں اس سے ہمیں اتفاق ہے کہ حکومت پس ماندہ علاقوں کی طرف توجہ دیتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حکومت کو کیسے پتہ ملتا ہے کہ کون سا علاقہ پس ماندہ ہے اور کونسا پس ماندہ نہیں ۔ ابھی اس وقت حکومت کی نظر میں کئی علاقے پس ماندہ نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ پس ماندہ ہیں ۔ جیسا کہ ابھی ابھی عباسی صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت پس ماندہ علاقوں کی نشان دھی کرے ۔ پس ماندہ علاقوں کو فوری امداد دے ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کمشن کے بغیر پس ماندہ علاقوں کی نشان دھی کیسے ہو گی ۔۔۔ سوال یہ ہے کہ وہ سروے کون کرے گا کس محکمہ سے کرائے گا ۔ ابھی تک جتنے علاقے پس ماندہ قرار دئے گئے ہیں ان کو Regional basis پر اور Divisional basis پر لیا گیا ہے ۔ حالانکہ ایک ضلع میں ایک تحصیل پس ماندہ ہے اور دوسری تحصیل کافی آسودہ حال ہے ۔ اس کو کسی قسم کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ مثال کے طور پر ضلع پشاور کو لے لیں کہا جاتا ہے کہ پشاور اور چارسدہ پس ماندہ نہیں لیکن ساتھ ہی تحصیل نوشہرہ ہے جو سارے علاقے سے پس ماندہ ہے ۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک کمشن مقرر کرے اور وہ تحصیل لیول پر سروے کرے اور سارے پاکستان میں دیکھے کہ کونسی تحصیل پس ماندہ ہے اور تحصیل کے اندر کونسے علاقے ہیں جو زیادہ پس ماندہ ہیں اور اس کے مطابق کمشن اپنی رپورٹ دے ۔

حاجی عبدالمجید جتوئی (دادو - ۱) جناب سپیکر - میں اس ریزولیشن کی مخالفت کر رہا ہوں - سندھی میں ایک کہاوت ہے - کہ کسی آدمی نے طوطا پالا جو بات وہ آدمی کرتا وہی بات وہ طوطا کرتا تھا - اسی طرح ادھر سارے طوطے بیٹھے ہیں - جیسا حکومت کہتی ہے وہی وہ کہتے ہیں - اور ہمیں ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ ون یونٹ کی مخالفت کرتا ہوں -

جناب سپیکر - میری عرض ہے کہ مجھ سے ہمیشہ گلہ کرتے ہیں کہ میں ون یونٹ کی مخالفت کرتا ہوں - اگر ادھر سے کمشن چلے اور جا کر سندھ کی حالت دیکھے تو اسے معلوم ہو کہ دادو ٹسٹرکٹ میں ایک راستہ ہے ۱۹۴۷ سے آج تک نہیں بنا ہے ۴۰۰ میل کا چکر کاٹ کر آدمی دادو سے نوابشاہ جاتا ہے وہاں پل نہیں بنا - میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ وہاں ۲۴ میل ریل لائین بننا چاہئے کوٹ ادو سے ۴۵ میل کی بنی ہوئی ہے اور ۲۴ میل کی نہیں - اور پھر کہتے ہیں کہ ون یونٹ کی مخالفت کرتا ہوں - غلام محمد بیراج کی زمینوں کو ختم کیا گیا ہے گاؤں ختم ہو رہے ہیں آپ نے ۲۰ کروڑ روپیہ تبدیل کرکے پنجاب کو دے دیا ہے - اگر اب کمیشن مقرر ہو جائے اور وہاں سندھ میں جا کر دیکھے کہ ہم لوگوں کی کیا حالت ہے اور کس مصیبت میں ہیں- ہمارا سدھارا کیا ہے - سندھ کو چالیس پچاس کروڑ روپیہ دیا گیا ہے مگر وہ خرچ کہاں ہو رہا ہے وہ گدوبیراج پر افسروں کے بنگلوں پر یا غلام محمد بیراج پر سڑکیں بنانے کے لئے -

میں نے خود ملک قادر بخش سے سوال کیا تھا کہ ہمارے علاقے کے لئے Tanks نہیں بنے کیا ان کی وہاں ضرورت نہیں ہے - یہی حالت ہے کہ لوگ ون یونٹ سے بہت بدظن ہیں اس لئے بہتر ہے کہ کمیشن ضرور بنایا جائے جسمیں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج ہوں اور دو ممبر گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کئے جائیں اور وہ دیکھیں تب ان پر خرچ کیا جائے -

مسٹر حمزہ (لائل پور-۶) - جناب سپیکر-میں اس ریزولیوشن کی حمایت کرتا ہوں اور یہ ترمیم محض ٹالنے کے کیلئے پیش کیگئی ہے کی

مخالفت کرتا ہوں وجہ یہ ہے کہ میں بذات خود ایک ایسے علاقے سے تعلق رکھتا ہوں یا اس علاقہ کی اس ایوان میں نمائندگی کرتا ہوں جسکو ترقی یافتہ کہا جاتا ہے لیکن جب اس ایوان میں ہر وقت ان اصحاب کو جو اپنے آپ کو غیر ترقی یافتہ علاقوں سے تعلق رکھنے والا کہتے ہیں یہ گلہ کرتے ہوئے سنتا ہوں کہ انکے علاقہ میں کوئی کام نہیں کیا جاتا اور وہ علاقے پسماندگی کا بدستور شکار ہیں تو سخت تعجب ہوتا ہے ہم لوگوں کو تو محض یہ بہانہ لگا کر ٹرخا دیا جاتا ہے کہ تمام رقومات پسماندہ علاقوں پر صرف کی جاتی ہیں اسلئے آپکے علاقہ کے ترقیاتی کاموں پر ضرورت کے مطابق روپیہ صرف نہیں کیا جاتا ۔ اس صورت حال اس کہاوت کے مطابق ہے کہ بکری کی جان گئی اور کھانے والے کو مزہ نہ آیا ۔ ہم لوگوں کو ترقیاتی علاقہ کہکر ٹال دیا جاتا ہے اور جن علاقوں پر بھاری رقومات صرف کی جاتی ہیں کے نمائندگان روزمرہ اس ایوان میں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم پر زیادہ سے زیادہ خرچ کیا جائے ان حالات کے پیش نظر اگر گورنمنٹ سنجیدہ ہے اور گورنمنٹ جب یہ دعویٰ کرتی ہے کہ کروڑھا کروڑ روپیہ ان علاقوں پر صرف کیا جا رہا ہے اور ان علاقوں میں تعمیراتی کاموں کو ترجیح دی جاتی ہے گورنمنٹ کے لئے لازمی ہے کہ وہ پبلک کو اعتماد میں لے اور تاکہ ہمارے سامنے اعتراضات جو کم ترقی یافتہ علاقوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں ۔ کا ٹھیک طریقہ سے کھوج لگایا جا سکے ۔

جناب سپیکر ۔ سب سے بڑی پسماندگی کی وجہ ہمارے سامنے ہے اور اس بنا پر گورنمنٹ کمیشن مقرر کرنے سے بھاگتی ہے ۔ وہ یہ ہے ہم نے اس ایوان میں یہ دیکھا کہ جب کبھی یہ اعتراض کیا گیا کہ جب کروڑھا روپیہ تعمیراتی کاموں پر صرف کیا جا رہا ہے پھر بھی عوام کی زندگیوں پر اسکا کوئی بہتر نتیجہ مرتب کیوں نہیں ہوتا ۔ ہم تعمیرات اور ترقی کو اس وقت تسلیم کریں گے جب عوام کی زندگی پہلے کی نسبت بہتر ہوگی اور وہ بہتر طریقہ سے اپنی زندگی بسر

کر سکیں گے - جناب سپیکر حقیقت یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ جو بذات خود پسماندہ ہو اور وہ گورنمنٹ جو کروڑہا روپیہ کی رشوت ستانی اور غبن کی نظر کروا دے -

Minister of Finance : Is it relevant, Sir ? I very much object to it.

Mr. Speaker : Sorry, I was not attentive. Mr. Hamza should be relevant.

مسٹر حمزہ - جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کروڑہا روپیہ حقیقتاً صرف نہیں ہوتا بلکہ وہ زیادہ تر رشوت ستانی اور غبن کا شکار ہوجاتا ہے اور اس ایوان میں جب گورنمنٹ کی مشینری کو ناہل قرار دیا جاتا ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے اسکی حسن کارکردگی کے راگ الاپے جاتے ہیں - میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اپنے نقائص کا بذات خود علم ہونا چاہئے لیکن یہ گورنمنٹ زبان سے بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں - ان حالات کے پیش نظر میں ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں اور پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ کمیشن مقرر کیا جائے تاکہ جو انکے اندر ہے وہ باہر آسکے -

علامہ رحمت‌اللہ ارشد — میں جناب آپ کی توجہ رول ۱۳۶ کے لاز ۳ - کیطرف دلاتا ہوں -

"An amendment shall not be moved which has merely the effect of a negative vote."

یہ جو ہمارے سامنے ترمیم ہے اسکی حیثیت بالکل Nagative ہے یہ تو Move ہی نہیں ہو سکتی یہ ریزولیوشن ادھورا ہوگیا اور اس قرار داد کا مضمون حذف ہوجاتا ہے اعوان صاحب کہتے ہیں کہ کمیشن مقرر کرے اور یہ کہتے ہیں نہ کرے -

مسٹر سپیکر - علامہ صاحب کمیشن مقرر کرنیکا مقصد یہ ہے کہ کمیشن Backwardness کے وجوہات بتائے اور ways & means suggest کرے اگر یہ لفظ حذف کر دیا جائے تو کہیں بھی اس معاملے میں Negation نہیں ہے -

علامہ رحمت‌اللہ ارشد — جناب Negation ہے وہ کمیشن چاہتے ہیں اور یہ کمیشن نہیں چاہتے -

وزیر تعلیم (میاں محمد یاسین خان وٹو) ۔ وہ سروے چاہتے ہیں ۔

حاجی ملک پیر رحمان خان (ڈی۔آئی۔خان ایجنسی ۔ II) پشتو جناب سپیکر صاحب ۔ آج اس معزز ایوان میں یہ بحث شروع ہے ۔ کہ پسماندہ علاقوں کو ترقی دی جائے میں حکومت کا مشکور ہونگا ۔ اگر وہ اس سلسلے میں فیصلہ کرنے سے پیشتر تحقیقات کرائے کہ کونسا علاقہ زیادہ پسماندہ ہے ۔ تاکہ اس طرح سے ایک اسلامی مملکت میں عوام کو صحیح انصاف مل سکے ۔ اس لئے ضروری ہے ۔ کہ اس امر کیلئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے ۔ کیونکہ ہمارے علاقے کے بیشتر حصے میں نہ موٹر چل سکتی ہے ۔ نہ ریل چل سکتی ہے ۔ اور نہ بسیں چل سکتی ہیں کیونکہ علاقہ پہاڑی یا بالخصوص ۔ جنوبی وزیرستان کے قبائلی علاقے میں وہ جا کر دیکھیں ۔ ہم تو خدا سے یہ دعا کرتے ہیں ۔ کہ ایسا موقع آئے ۔ کہ آپ جا کر وہاں کے حالات بچشم خود دیکھیں ۔ وہاں پاؤں میں پہننے کیلئے لوگوں کے پاس چپلی تک نہیں ہے ۔ نہ انکے پاس کھانے کیلئے غذا اور تن ڈھانپنے کیلئے کپڑا ہے ۔ آپ از راہ کرم ایسا انتظام کریں ۔ اور کسی ایسے افسران کو بھیجیں ۔ جو وہاں پانچ دس میل پیدل چل سکیں ۔ کیونکہ وہاں پر موٹر وغیرہ تو چل ہی نہیں سکتی وہ وہاں جا کر عوام سے رابطہ پیدا کریں ۔ اور دیکھیں کہ انکی کیا حالت ہے ۔ آپ ہماری حالت سے آگاہ ہو کر ہماری پسماندگی کو دور کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ماسٹر خان گل صاحب ۔ ذرا آپ اس کا ترجمہ فرماویں ۔ تاکہ پتہ چلے کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے ۔

ماسٹر خان گل (کوہاٹ II) حاجی صاحب نے کہا ہے ۔ کہ ہمارا علاقہ پہاڑی ہے ۔ اور بہت پسماندہ علاقہ ہے ۔ ہمارے لوگ غریب ہیں ۔ ہمارے پاس کپڑے نہیں ہیں ۔ چپلیاں نہیں ہیں لیکن چونکہ وہاں تک موٹر یا ریل گاڑی کے ذریعے آدمی نہیں پہنچ سکتا اس لئے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر حمزہ ۔ جناب سپیکر ۔ ہمارے اس اسمبلی سیکرٹریٹ میں ایسے اہل کار موجود ہیں ۔ جو پشتو جانتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حاجی صاحب نے جو کچھ گورنمنٹ کے خلاف کہا ہوگا ۔ ماسٹر صاحب اس کا ترجمہ ہی نہیں کرینگے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حمزہ صاحب ۔ آپ اطمینان رکھیئے ۔ وہ صحیح ترجمہ پیش کرینگے ۔

ماسٹر خانگل (کوہاٹ ۔ II) اگر وہ مجھے سرٹیفکیٹ دیں۔ تو میں مشکور ہونگا ۔ حاجی صاحب کہتے ہیں ۔کہ میرا علاقہ پہاڑی ہے۔ اور خاص طور پر وہاں اگر حکومت کوئی کمیشن بھیج دے ۔ کہ وہ جاکر ہماری حالت دیکھ لیں ۔ کہ نہ ان لوگوں کی چپلیاں ہیں ۔ نہ کپڑے ہیں۔ نہ زمین ہے۔ ہم حکومت کے بہت مشکور ہونگے۔ اگر وہ ایسا کوئی انتظام کردے ۔ انگریزوں کے زمانے میں ہم نے انکا مقابلہ کیا ۔ ہم نے انکو وہاں سڑکیں نہ بنا دیں ۔ اور نہ آگے آنے دیا ۔ انہوں نے مجھے پشتو میں اقبال کا ایک مصرع کہا۔ کہ ''خلعت انگریز یا پیرہن چاک چاک ,, ۔ تو ہم نے یہ تو پسند کیا ۔ کہ ہمارے کپڑے چاک چاک ہوں ۔ لیکن انگریزوں کو پسند نہیں کیا ۔ آپ مہربانی کر کے ایک کمیشن بٹھائیں ۔ جو وہاں جا کر ہمارے حالات معلوم کرے ۔ اور ہماری ترقی کا انتظام کرے ۔ ہم اسکے لئے بہت مشکور ہونگے ۔

پیر غلام علی (منٹگمری ۔ ٦)۔ جناب سپیکر صاحب ۔ میں اس لئے اس ریزولیوشن کی مخالفت کرتا ہوں ۔ کہ یہ جو کمیشن وغیرہ سروے کرنے کیلئے بنائی ہے۔ یہ وہ حکومتیں بناتی تھیں ۔جو عوام کو دھوکہ دیتی تھی۔ کہ کام تاخیر میں ڈالا جائے۔ وہ چاہتے تھے۔ کہ کمیشن مقرر کر دیں۔ اور تین چار سال کیلئے وہ کام تاخیر میں پڑا ہے ۔ اور لیڈر اسکا کریڈٹ لے لیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے افسران موجود ہیں ۔ اور یہ کام جدا کرنا چاہتے ہیں ۔ اور یہ نہیں چاہتے ہیں ۔ کہ ہم چھ مہینے تو بورڈ بنانے وقت ضائع کریں ۔ پھر سروے پر وقت ضائع ہو ۔ ہم چاہتے

ہیں ۔ کہ جلد ترقی ہو ۔ میں نے پارٹی میٹنگ میں ان علاقوں کی مخالفت کی تھی۔ کہ یہ جو پسماندہ علاقے ہیں ۔ انکی ترقی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ artificial چیز سے میں نفرت کرتا ہوں ۔ اور قدرت نے جو وسائل وہاں پر پیدا کئے ہیں ۔ وہ زیادہ اچھے ہیں جو حضرات یہاں کہتے ہیں ۔ انکی مثال ایسی ہے۔ کہ ایک جگہ دعوت تھی ۔ اس میں استعمال کے لئے سونے کے چمچے تھے ۔ وہاں ایک شخص کی نیت میں خرابی پیدا ہوئی ۔ کہ میں ایک سونے کا چمچہ چوری کروں ۔ لیکن ایک شخص اس سے زیادہ چالاک تھا ۔ اس نے کہا ۔ کہ اگر دو چمچے چوری ہوگئے ۔ تو معلوم ہو جائے گا ۔ اس نے ایک چمچہ سب کے سامنے اٹھا کر جیب میں ڈال لیا اور کہا ۔ کہ میں چمچہ اپنی جیب میں ڈالونگا ۔ اور دوسرے کی جیب سے نکالونگا ۔ اس نے وہ چمچہ اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا ۔ اور جو دوسرے نے چوری کیا تھا ۔ وہ اسکی جیب سے نکال لیا ۔ اور اپنا چوری کیا ہوا چمچہ لیکر گھر گیا ۔ یہ صرف اس چمچے والوں کی طرح عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ۔

مسٹر حمزہ ۔ * X X X X X کی باتیں نہیں ہونی چاہئے (قطع کلامی)

پیر غلام علی ۔ چور کی ڈاڑھی میں تنکا ۔ میں نے تو نام نہیں لیا ۔ وہ خود اٹھکر کھڑے ہو گئے ہیں ۔ (قطع کلامی)

Mr. Speaker : Order please, The remarks made by Mr. Hamza are expunged from the proceedings of the Assembly.

میجر سلطان احمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر پیر صاحب نے اپنی اس کہانی میں کہا ہے ۔ * X X X X X (قطع کلامی)

Mr. Speaker : This is no point of order ; and the remarks made by Major Sultan Ahmad Khan are also expunged from the proceeding of the Assembly.

* Expunged as ordered by the Speaker.

پیر غلام علی - تو جناب والا اب اگر ہماری حکومت کے دل میں یہ ہے کہ پسماندہ علاقے پسماندہ رہیں - تو ان کو کمیشن مقرر کرنے میں فائدہ ہے - کمیشن مقرر کرکے اسے آنکھ مار دیں - کہ پانچ چھ سال تک اپنی اس سروے کو پورا نہ کریں - ہماری یہ خواہش ہے - کہ اس ہاؤس کی میعاد ختم ہونے سے پہلے پہلے جتنے پسماندہ علاقے ہیں ان میں حتی الامکان ترقی لے آئیں -

میجر سلطان احمد خان (ہزارہ - ۳) - صاحب صدر - جناب شیخ صاحب کے کلام کے بعد اور خان اجون خان جدون اور پیر صاحب کے کلام کے بعد اس نتیجے پر پہنچنا مناسب ہوگا - ''بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے'' - ایک وقت وہ تھا - کہ شیخ صاحب اور انکی حکومت اس قوم کو دھوکہ دینے کی خاطر ہر تیسرے دن کوئی نہ کوئی کمیشن مقرر کرتے تھے - جو اس قوم اور ایوان کے سامنے ہے - آئین کمیشن Franchise Commission اور سینکڑوں کی تعداد میں خدا جانے کیا کیا کمیشن - پھر اب انہوں - - - معلوم نہیں کیا - کہ - - - آج ایک معزز رکن اصل میں پسماندہ علاقے سے تھوڑا باہر رہتا ہے - میرے خیال میں اپنے علاقے کو بجا طور پر خوش کرنے کیلئے کیونکہ اب الیکشن آنے والے ہیں - انہوں نے ایک اچھی تجویز پیش کی ہے - اسکو Oppose کرتے ہیں اس میں ترمیم ایک ایسے ممبر کی طرف سے لائی جاتی ہے - جو کہ سب سے زیادہ پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتا ہے - اسی لئے میں نے عرض کیا ہے - کہ '' بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے -'' دراصل واقعہ یہ ہے - کہ اس ملک میں اگر آپ نے یا کسی نے 'یکتاسیت' قائم کرنی ہے - تو ضروری ہے - (قطع کلامی)

خان اجون خان جدون - پوائنٹ آف آرڈر -

میجر صاحب نے فرمایا ہے - کہ ترمیم ایسے ممبر کی طرف سے لائی گئی ہے یہ غلط ہے ترمیم میں خود لایا ہوں - (نعرہ ہائے تحسین) اور یہ اس لئے لائی ہے - کہ حکومت خود پسماندہ علاقوں کی طرف واقعی توجہ دے رہی ہے -

میجر سلطان احمد خان - کمیشن اس لئے ضروری ہوتا ہے - کہ اگر انکو زیادہ سنجیدگی سے دیکھا جائے - اور ان پر اعتماد کیا جائے - گو کہ یہاں اعتماد کی صورت حال کوئی نہیں ہے - تو وہ علیحدہ علیحدہ قسم کے لوگ اپنی صحیح رائے دیتے ہیں - جو حالات اور واقعات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے صحیح رائے دیتے ہیں - آجکل جو تجاویز یہاں خان جدون خان دوسرے اراکین صاحبان نے فرمائی ہیں - کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان یونین کونسل اور Basic Democrats کافی ہوتے ہیں - کہ وہ اپنی تجاویز کو پیش کریں - یہ تو وہ صورت حال ہوگئی - جیسا کہ حمزہ صاحب نے ایک مصرع پڑھا تھا - کہ ''یہاں پر منصفوں کے فیصلے قاتل بدلتے ہیں ''- تو میرے خیال میں - - -

مسٹر سلطان محمد اعوان - پوائنٹ آف آرڈر - مجھے پانچ منٹ دیجئے - تاکہ محرک کر جواب دینے کا موقع مل سکے -

حاجی میر خدابخش تالپور (تھرپارکر-۲) - جناب سپیکر صاحب معزز ممبر نے جو قرار داد پیش کی ہے - اور جسکی مخالفت ہمارے ہر دلعزیز قائد ایوان نے کی ہے - میں اسکے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس بارے میں اچھی طرح سے انتظام کر رہی ہے - اور اس میں کوئی شک نہیں ہے - کہ حکومت کا کام نہایت اچھے طریقے سے ہو رہا ہے اور یہ سب اسلئے ہو رہا ہے - کہ انکی نیت صاف ہے لیکن اس سلسلے میں میری یہ گذارش ہے - کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان یا کمشنر صاحبان ترقیات کے جو منصوبے بنا کر حکومت کو ارسال کرتے ہیں - ان پر پوری طرح عمل نہیں ہوتا - اس لئے حکومت کو چاہیئے - کہ وہ انکی فرستادہ تجاویز پر ضرور غور کیا کرے - اس بارے میں ایک مثال پیش کرتا ہوں - کہ اس سال یعنی ۶۴ء میں تھرپارکر کیلئے بجٹ میں ایک بھی نئی سڑک کی تعمیر کیلئے کوئی بھی منصوبہ شامل نہیں ہے - حالانکہ حیدرآباد ڈویژن کے کمشنر صاحب اور تھرپارکر کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے حکومت کو اپنی سفارشات لکھ کر بھیجی تھیں - کہ چونکہ حیدرآباد سے نوکوٹ تک کی سڑک بڑی اہمیت رکھتی ہے - اور وہاں کی ترقیاتی

پروگراموں میں اس سڑک کا بڑا ہاتھ ہے ۔ اس لئے اس سڑک کی تعمیر نہایت ضروری ہے ۔ یہ سڑک حیدرآباد سے ڈگری تک تو پختہ ہے ۔ لیکن ڈگری سے نوکوٹ تک کچی ہے ۔ لیکن اس بارے میں کمشنر صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب کی سفارشات کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ہمنے وزیر متعلقہ جناب محمد خان جونیجو صاحب کو بھی اس سلسلے میں عرض کیا تھا ۔ کہ وہ موقع پر جاکر اس سڑک کو معائنہ فرمائیں ۔ لیکن وہ تشریف نہیں لے گئے۔ حالانکہ یہ سڑک نہ ہونے کی وجہ سے لاکھوں آدمی تباہ حال ہیں ۔ ڈگری سے ٹنڈو جان محمد اور جھڈو نوکوٹ بڑے شہر ہیں ۔ جو کہ سڑک نہ ہونے کی وجہ سے تباہ ہیں ۔ ۱۳ جون کو جو حالیہ طوفان آیا تھا ۔ اسکی وجہ سے ٹیلیفون اور ٹیلیگرام کی تاروں اور ریلوے لائین کو اس خوفناک برسات کی وجہ سے زبردست نقصان پہنچا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ۔ سڑک نہ ہونے کی وجہ سے ہم باقی دنیا سے بالکل کٹ کر رہ گئے ۔ ڈگری سے میرپور خاص تک جو پکی سڑک جاتی ہے۔ باوجودیکہ وہ پانی میں ڈوبی ہوئی تھی ۔ لیکن پھر بھی جناب محمد خان جونیجو صاحب کمشنر حیدرآباد ڈویژن اور میں دوسرے لوگوں کے ہمراہ بذریعہ موٹرکار میرپور خاص سے ڈگری تک گئے ۔ اور یہ محض اس وجہ سے ممکن ہوا ۔ کہ سڑک پکی تھی ۔ اسلئے ڈگری سے نوکوٹ تک کی سڑک کو پختہ کرنا نہایت ضروری ہے ۔ لہذا میں ان سے یہ دریافت کرتا ہوں ۔ کہ وہ ہمیں سمجھائیں ۔ کہ پسماندہ علاقوں کی ترقی کیلئے کسی کمشن کے مقرر کرنے کی ضرورت کیوں نہیں ہے اور جب کوئی ڈپٹی کمشنر صاحب اور کمشنر صاحب کسی منصوبے کی سفارش کرتے ہیں تو اس پر عمل کیوں نہیں ہوتا۔ مجھے اس بات کا جواب دیا جائے۔ اور یہ مذکورہ سڑک جلد از جلد بناکر اس علاقے کی ترقی کی طرف قدم بڑھایا جائے ۔ اور اس علاقے کو دوسرے علاقوں پر ترجیح دیجائے ۔

مسٹر سلطان محمد اعوان (ہزارہ۔۲) ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے اس ایوان میں جتنی بار بھی موقع ملا ہے ۔ میں نے اتنی ہی بار لفظ

"پسماندہ" استعمال کیا ہے ۔ اب مجھے شرم آتی ہے اور چاہتا ہوں ۔ کہ اس لفظ کو چھوڑ دوں اور آج کی تقریریں سننے کے بعد اپنے علاقے کو ترقی یافتہ علاقہ کہوں ۔ کیونکہ وہاں نہ پینے کا پانی ملتا ہے ۔ نہ کھانے کو روٹی ملتی ہے ۔ اور نہ صحت کے لئے کوئی بندوبست ہے ۔ اور نہ سکول کا ہی کوئی بندوبست ہے ۔ آج ۔ ۔ ۔

وزیرخزانہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں کہتا ہوں ۔ کہ آپ میجر سلطان احمد اور سلطان محمد اعوان کی صحت دیکھیں ۔ کہ کتنی اچھی ہے ۔

مسٹر سلطان محمد اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں شک نہیں ہے ۔ کہ صوبہ مغربی پاکستان تقریباً پسماندہ صوبہ ہے ۔ لیکن اس میں بعض حصے ایسے بھی موجود ہیں ۔ جنکی طرف حکومت کی نگاہ ابتک نہیں گئی ۔ گو کہ ضلع ہزارہ پر کافی روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ میں اس سے انکار نہیں کرتا ۔ لیکن اسکی پلاننگ اچھے طریقے سے نہیں کی جاتی ۔ صاحب صدر ۔ ضلع ہزارہ میں دو علاقوں کو اس سے پہلے پسماندہ علاقہ قرار دیا جا چکا ہے ۔ ایک علاقہ وہ ہے ۔ جیسے لوئر تناول ہے ۔ اور اسکے لئے بھی اس معزز ایوان نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے ۔

جناب صدر۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ جتنا روپیہ ہماری گورنمنٹ پسماندہ علاقوں کی پسماندگی دور کرنے کے لئے رکھتی ہے اس کا اگر ایک فیصدی حصہ بھی وہاں کے علاقوں پر خرچ نہیں ہوتا ۔ کیونکہ ان کے لئے allotment ہی اس قسم کی کی جاتی ہے ۔ سال گذرنے کے بعد ۱۰۰ روپیہ میں سے ایک روپیہ خرچ ہو جاتا ہے اور باقی ۹۹ روپیہ واپس آ جاتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ کہاں ۔

مسٹر سلطان محمد اعوان۔ خزانے میں آ جاتے ہیں ۔ جناب صدر ہمارے علاقہ میں گورنمنٹ تین سکیموں پر روپیہ خرچ کر رہی ہے اور یہی وجہ ہے ۔ کہ ہمارا باقی ضلع اپنے حصے سے محروم رہتا ہے ۔

ایک حسن ابدال سے ایبٹ‌آباد تک پل ٹھیک کرنے کے لئے ون یونٹ کا سب سے بڑا بوجھ اتنا بھاری تھا کہ ۔ پلوں کو گرایا گیا اور دوسرے ایبٹ‌آباد سے مری تک ایک سڑک لے جا رہے ہیں ۔ پتہ نہیں کہ اس کا کیا کر رہے ہیں ؟ کروڑوں روپیہ اس پر خرچ ہو رہا ہے ۔ اس سے ہمیں کیا فائدہ ہے ؟ تیسرے ایک Mental Hospital بن رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ شور و قطع کلامیاں ۔

Mr. Speaker : Order Please , please conclude your speech.

مسٹر سلطان محمد اعوان ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں جناب والا کہ ان تین سکیموں سے ہمیں کیا فائدہ ہے ۔ البتہ مینٹل ہسپتال کچھ دنوں کی بات ہے ممکن ہے ہمارے کام آئے لیکن ابھی ۔ ۔ شور مجھے جناب دو منٹ دے دیئے جائیں ۔

Mr. Speaker: No more.

مسٹر سلطان محمد اعوان ۔ جناب سپیکر میں لیڈر صاحب کی اس علاقے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ لوئر تناول کا جو علاقہ ہے وہ بہت پسماندہ ہے وہاں کوئی small dams کی سکیم شروع کی جائے ۔ وہاں سڑکیں بنائی جائیں یا ان لوگوں کو جنکی زمینیں نہیں ہیں انکو بیراجوں میں زمینیں دی جائیں اور یہ اسی طریقہ سے ہوسکتا ہے جب ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو اس پسماندگی کے دور کرنے کے ذرائع معلوم کرے ۔ کہ کون کونسے علاقے پسماندہ ہیں اور انکے لئے کیا ہو سکتا ہے ۔

Mr. Speaker : Yes Sheikh Sahib we have to conclude at one minute before 12.

مسٹر عبدالرازق خان (مردان ۔ ۳) جناب والا یہ جو کمیشن کی ترمیم پیش کی گئی ہے ۔ یہ کمیشن مقرر نہ کیا جائے ۔ میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں کیونکہ اس کے مقرر کرنے سے جو وقت ضائع ہوگا اس سے یہ بہتر ہے کہ حکومت اس پر غور کرے اور جو دقتیں اس عرصہ میں ہیں اور جو تکلیفات ہیں انہیں وہ دور کریں ۔ میں ایک اہم مسئلہ کی طرف وزیر خزانہ کی توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں

نے یہ دیکھا ہے کہ اگر ترقیاتی کام ان علاقوں میں جو پسماندہ ہیں وہاں ہوتے بھی ہیں تو جو یہاں سیکریٹریٹ کے چھوٹے ملازمین ہیں ان میں اطمینانی کیوجہ سے بجائے اس کے کہ ان کے حق میں بات ہو وہ انکے خلاف جاتی ہے - اور انکو مطمئن کرنے کے لئے میں یہ درخواست کروں گا جناب لیڈر سے وزیر خزانہ سے کہ اس لاہور میں جتنی بھی colonies آپ بناتے ہیں مثلاً جیل روڈ کالونی وغیرہ ان علاقوں کے ملازمین جو صوبہ سرحد یا سندھ سے تعلق رکھتے ہیں - - - -
(قطع کلامی)

Mr. Speaker : Please be very short; we cannot go beyond one minute before twelve.

مسٹر عبدالرازق خان - اگر ان میں سے کچھ plots مخصوص کر دیئے جائیں اور انکو دیئے جائیں تو بہتر ہے - وہ خود مستقل طور پر رہائش رکھیں - تو اس سے یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ آپ انکو مطمئن کر سکتے ہیں -

وزیر خزانہ (شیخ مسعود صادق) جناب والا وقت کی تنگی کیوجہ سے میں بھی مختصر تقریر کروں گا - لیکن پھر عرض کروں گا کہ ممکن ہے - دوچار منٹ اوپر لگ جائیں -

Mr. Speaker : One minute before 12 we should conclude Sheikh Sahib.

Minister of Finance : Sir I will be very brief. I know we have to prorogue at 12 O'clock I am sorry, Sir.

جناب گذشتہ چار سال کے عرصے میں آپکی حکومت یہ کوشش کر رہی ہے - کہ ہر ممکن طریقہ سے پسماندہ علاقوں کو ترقی کیطرف لے جایا جائے - میں آپکو پچھلے چار سال کے اعداد و شمار بتاتا ہوں - کہ ہم نے پسماندہ علاقوں کے لئے کیا کیا ہے - پشاور ڈویژن کے لئے ہم نے تین کروڑ اور ۶۵ لاکھ روپے دیئے تھے یہ ڈولپمنٹ کے لئے- سن ۶۳-۶۴ میں دیئے ۵ کروڑ ۲۶ لاکھ - سن ۶۴ - ۶۵ میں اب کی دفعہ رکھے ہیں ۶ کروڑ اور ۳۷ لاکھ I want to be very brief Sir

Mir Abdul Baqi Baluch : The Minister is not relevant.

وزیر خزانہ ۔ I am very relevant سن ۶۲ - ۶۳ میں جناب ہم نے ڈی آئی خان کے لئے رکھا تھا ایک کروڑ تین لاکھ اور سن ۶۳ - ۶۴ میں ۲ کروڑ ۴۵ لاکھ - سن ۶۴ - ۶۵ دو کروڑ ۷۸ لاکھ - میں ڈولپمنٹ کی بات کر رہا ہوں - بہاول پور میں پہلے پہلے سن ۶۲ - ۶۳ میں تھا ۶۴ لاکھ - سن ۶۳ - ۶۴ میں ہم نے بڑھا کر کیا ۳ کروڑ اور ۴۵ لاکھ اور اب کے سال سن ۶۴ - ۶۵ میں ۴ کروڑ اور ۴۶ لاکھ سندھ کا حیدر آباد ڈویژن میں سن ۶۲ - ۶۳ میں رکھا تھا ۶ کروڑ ۷ لاکھ - سن ۶۳ - ۶۴ میں ۱۱ کروڑ ۵۶ لاکھ اور سن ۶۴ - ۶۵ میں ۱۲ کروڑ ۲۵ لاکھ -

مسٹر حمزہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر - اس ریزولیوشن میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ پسماندہ علاقوں کی پسماندگی سے متعلق ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو کہ اس کے وجوہات کی نشاندھی کرے - ہم ان سے یہ نہیں کہہ رہے ہیں -

Minister of Finance : Sir, he is not allowing me to speak.

Mr. Speaker : The member's point of order is ruled out of order.

Mr. Hamza : Sir, I refer to Rule 88 ; it says :—

"The discussion on a resolution shall be strictly limited to the subject matter of the resolution."

Mr. Speaker : He is relevant. He is making his point. The member may please take his seat.

وزیر خزانہ ۔ خیرپور میں جناب سن ۶۲ - ۶۳ میں رکھا تھا ۶ کروڑ ۹۱ لاکھ - سن ۶۳ - ۶۴ - میں رکھا تھا ۱۲ کروڑ ۹۱ لاکھ اور سن ۶۴ - ۶۵ میں ۱۴ کروڑ ۱۴ لاکھ - بلوچستان میں جناب کوئٹہ ڈویژن میں سن ۶۲ - ۶۳ میں ۴ کروڑ ۴۱ لاکھ - سن ۶۳ - ۶۴ میں ۴ کروڑ ۷ لاکھ - سن ۶۴ - ۶۵ میں ۴ کروڑ ۸ لاکھ - اب جناب قلات ڈویژن سن ۶۲ - ۶۳ میں تھا ۸۰ لاکھ - سن ۶۴ - ۶۳ میں تھا ایک کروڑ ۳۲ لاکھ اور سن ۶۴ - ۶۵ میں رکھا تھا ۲ کروڑ اور ۱۶ لاکھ- میں کہتا ہوں کہ پنجاب میں بھی بہت پسماندگی ہے - اگلے سال انشاءاللہ ان علاقوں کو بھی پسماندہ شمار کروں گا - مظفر گڑھ - ڈیرہ

غازی خان - میانوالی - جہلم کیمبل پور اور پنڈی کا کچھ حصہ - وقت بہت تنگ ہے - جناب عرض کروں گا - دومنٹ مجھے اور دے دیں - صرف دیہاتی ترقیاتی پروگرام کیطرف بلوچ صاحب کی توجہ میں مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ لاس بیلہ کی آبادی صرف ۹۱ ہزار ہے اور دیہی ترقی پروگرام کے لئے صرف لاس بیلہ میں ۱۱ لاکھ ۴۰ ہزار کی رقم رکھی ہے - اسی طرح قلات میں جسکی آبادی ۳ لاکھ ۴۱ ہزار ہے وہاں ۱۴ کروڑ ۴۰ ہزار رکھا ہے مکران کی آبادی جناب ایک لاکھ ۴۷ ہزار ہے - وہاں ۱۲ لاکھ ۴۰ ہزار رکھا ہے - خاران کی آبادی جناب ۴۲ ہزار ہے وہاں ۱۰ لاکھ ۹۰ ہزار رکھا ہے اور کراچی کی آبادی جناب ۲۴ لاکھ ہے اور وہاں روپیہ Nil رکھا ہے پھر کہتے ہیں کہ کچھ نہیں کیا - ان کو شرم نہیں آتی اور جناب میں کہتا ہوں جناب اگر کمیشن بنا دیا جائے تو وہ بالکل ہمارا پیسہ اور وقت ضائع ہو گا اور جو کچھ ہم کر رہے ہیں میں کہتا ہوں بالکل ضرورت نہیں ہے کمیشن کی - - - -

Minister of Finance:

(1) The Commissioners of the Division are consulted at every stage when the Budget is prepared.

(2) The requirements of each Region are kept in view by the Finance Department.

(3) The programme is constantly under review by the Finance Department and Planning and Development Department.

(4) The Implementation Commission set by the Government reviews periodically the progress of the work.

Three monthly - ہم کرتے ہیں

(5) As regards Rural works Programmme the Government has already appointed a high-powered Commission to examine the Progress of the work.

You have to prorogue, I am sorry جناب وقت کیونکہ ختم ہو گیا ہے
I had to continue but I am forced to end my speech.
خواجہ صفدر مصالحہ ختم ہو گیا ہے

Mr. Speaker : Order please. I will put the amendment now. The question is -

That in the Resolution to be moved by Mr. Sultan Muhammad Awan, the words "appoint a Commission to" occurring in line 2, be deleted.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : I will put the amended resolution. The question is—

That this Assembly is of the opinion that the Provincial Government should survey the backward areas of the Province to find out the reasons of their backwardness and to suggest ways and means for removing backwardness of those areas.

(*The motion was carried*)

ORDER OF PROROGATION

Mr. Speaker : Before reading the order of prorogation, I would like to thank the Leader of the House, the Leader of the Opposition, and all the members of the Assembly for their valuable contribution to the debate and the help cooperation which they have afforded to me.

Minister of Revenue : What about those who are not members, Sir ?

Mr. Speaker : I am also thankful to the Council of Ministers for the valuable contribution which they have made during the course of the session.

Now I will read the order of prorogation—

"In exercise of the powers conferred by Article 73 (1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Malik Amir Mohammad Khan, Governor of West Pakistan, hereby prorogue the Provincial Assembly of West Pakistan with effect on and from the afternoon of Friday, the 3rd of July, 1964."

The Assembly, therefore, stands prorogued.